ارجح المطالب

ارجح المطالب

فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضؓ

تالیف

مولینا عبید اللہ امرتسری

ملنے کا پتہ ادارہ علوم آلِ محمد بی-۱۲ شاد باغ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

تنبیہ :- اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں تفصیل کے لیے ضروری گزارش دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا

سوانح عمری امام المشارق والمغارب

یعنی

ارجح المطالب

فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام

تالیف

مولینا عبید اللہ امرتسری

ناشر

شیخ امان اللہ گنائی

ملنے کا پتہ

ادارہ علوم آل محمدؐ - بی ۱۲ شادباغ لاہور

قیمت قسم اول مجلد :- ۱۲ روپے پچاس پیسہ دوم مجلد :- ۸ روپے پچاس پیسہ سوم غیر مجلد :- ۷ روپے ۵۰ پیسہ

ضروری گذارش ازجانب ناشر کتاب ہذا

صاحبان! یہ سوانحمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ دارریج المطالب) جس کی خوبی اہل علم و دانش سے مخفی نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمک چکی ہے۔ اب پانچویں مرتبہ نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع کی جارہی ہے اب کی دفعہ اس کتاب کی صحت کا خاص طور سے خیال رکھا گیا ہے اور ذمہ دار اہل علم نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ جس کا موازنہ پچھلے نسخوں کو سامنے رکھ کر ارباب علم فرما سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتابت طباعت کاغذ وغیرہ میں بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس لئے اس جلیل القدر کتاب کا یہ ایڈیشن تمام گذشتہ ایڈیشنوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اور اگر کوئی کسر رہ گئی ہو تو انشاء اللہ آئندہ اور بہتر طریقے سے اس کا تدارک کر دیا جائے گا۔ امید ہے کہ قدردان حضرات دعائے خیر اور ہمت افزائی ہی کو تاہی نہ فرمائیں گے۔

دیگر یہ کہ

اس کتاب کے جملہ داخلی و خارجی حقوق بموجب ایکٹ نمبر ۳ کاپی رائٹ محفوظ ہیں جو مولف ممدوح سے بذریعہ رجسٹری حاصل کر لئے گئے ہیں۔ لہذا کوئی صاحب اس کو شائع کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ بلکہ جتنے نسخے مطلوب ہوں۔ ادارہ علوم آل محمد شاہ باغ لاہور سے طلب کر سکتے ہیں۔ جو ہماری طرف سے اس کتاب کی دائمی نشر و اشاعت کا مجاز ہے۔ فقط

شیخ امان اللہ گنائی نبیرہ شیخ الہ بخش گنائی

بنگلہ ایوب شاہ ۔ لاہور

مُقدّمہ

از محقق عصر، فرید دہر علامہ جزائری مفتی سید طیب آغا صاحب قبلہ مجتہد العصر امام جامع حائری لاہور

گلستان فضائل مرتضوی میں، گلوں کا شمار ہر نہ ان عندلیبانِ خوش نوا کا، جنہوں نے ان گل ہائے سدابہار کی خوشہ چینی کی ہے، اصحاب رسولؐ میں اگر سلمان و بوذر و مقداد و عمار کو دیکھو تو اسی شاخ کے پرستار ہیں۔ اور دوسری طرف بوبکر و عمر و عثمان کو دیکھو تو ان کا سینہ بھی علیؑ کی فضیلت کے اعتراف کا آئینہ دار ہے۔ سلف سے لے کر خلف تک اور ازل سے لے کر ابد تک وہ کونسا ذی علم ہے، جس نے علیؑ کے کمالات سے متاثر ہو کر اپنا سر نہیں جھکایا۔ انہی عندلیبانِ خوش اطوار اور مداحان آل اطہار میں سے جناب فضائل مآب عمدۃ المؤلفین، قدوۃ المحققین مولانا حبیب اللہ قبل امرتسری ضیاء عفی اللہ عنہ ساجد میں یوا عتقد کی ذات گرامی بھی ہے جنہوں نے بعد جدوکد شدید و سعی مدید مدحت آلِ اطہار کا یہ عظیم الشان گلدستہ تیار کیا ہے، جس کو اگر گلدستہ گلاب سے تشبیہ دی جائے تو بیجا نہ ہوگا، بلکہ گلاب کی اس کے سامنے کیا حقیقت، کیونکہ اس کی تاثیر وقتی ہے اور اس گلدستہ کی خوشبو بہشتی ہے۔ جس کو نہ خزاں کا خوف، نہ بہار کا انتظار ہر وقت ہر زمانہ میں مشام جہان کو عنبر بیز کرنے کو تیار اس میں شک نہیں کہ لائق مؤلف نے طبقِ اخلاص میں رکھ کر جو تحفہ بارگاہِ مرتضوی میں پیش کیا ہے وہ ایک بہتر سے بہتر تحفہ ہے، جو کسی عالم اہلسنت کی جانب سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

موصوف نے اس کتاب میں چند مقامات پر اپنے مذہب کی وضاحت فرما دی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نزدیک وہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ صدیق تھے اور جناب رسولِ مقبولؐ کے یارِ غار تھے خدا کے خاص بندے تھے، رضی اللہ عنہ۔" (ارجح المطالب ص۵۴۴)

لیکن محبت حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت علیؑ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"مرا مذہب تو یہ ہے:۔ ؎

پاس ادب ہر جا است   لیکن علی ہزار کار است   (ص۲)

ایک اور مقام پر اپنے عقائد کو ذرا تفصیل سے پیش کیا ہے:۔

"بعض احباب خیال کریں گے، کہ مؤلف نے اپنا مذہب نہیں بتایا کہ وہ حضرات اہل سنت کا نام لیوا ہے یا امامیہ صاحبان کی جناب سے عقیدت رکھنے والا ہے۔ اس لئے یہ

خاکسار جو اپنا مسلک رکھتا ہے، ہدیہ ناظرین کرتا ہے:۔

(۱) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ تھے۔

(۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیتؑ کے بعد بلاشبہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے۔

(۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب مستحق خلافت تھا۔ (ص ۳۸۵)

اس کے بعد موصوف نے کافی صفحات خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی حقانیت کے ثابت کرنے میں صرف کئے ہیں۔ جس سے ان کا مذہب بالکل معلوم ہوجاتا ہے۔ علاوہ بریں آپ نے اس کتاب کی تدوین میں بھی علماء اہلسنّت ہی کی کتب سیر و احادیث سے کام لیا ہے۔ جیساکہ رقمطراز ہیں:۔

"میں اپنے امامیہ احباب سے شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں ان کی کتابوں سے اخذ مطلب میں قاصر رہا ہوں اور حضرات اہل سنّت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا مدار رکھا ہے۔" (ص ۳)

اس کے بعد آپ نے علماء و کتب اہلسنّت و جماعت کی ایک طویل فہرست بھی دی ہے۔ جس میں اپنے ماخذ کا ذکر فرمایا ہے۔ ان عبارتوں کے نقل کرنے سے غرض یہ تھی کہ حضرت بسمل نے اس کتاب میں نظریۂ اہلسنّت کی وضاحت فرمائی ہے۔ لہٰذا یہ انہی کے جذبات و عقاید کی آئینہ دار ہوسکتی ہے۔ بہرحال خداوند کریم مؤلف و ناشر کو جزائے خیر عطا کرے۔ جنھوں نے نشر فضائل علی اور آل علی علیہم السلام میں حصّہ لیکر ایک ایسی نادر الوجود کتاب کو پھر سے جنم دیا۔ جس کے نسخے ناپید ہوگئے تھے۔ اگر یہ کتاب اب بھی شائع نہ کی جاتی تو ایک عرصہ کے بعد اس کا شمار بھی اُن کتب فضائل آل محمد علیہم السلام میں ہوجاتا جن کے آج صرف حوالے دکھائی دیتے ہیں۔ اور وہ خود نظروں سے اوجھل ہوچکی ہیں۔ اس بنا پر بجا طور سے یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ناشرین کتاب ہذا نے اس کو شائع کرکے ارباب علم و خاص طور سے محبان آل محمد علیہم السلام پر احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا صلہ انشاء اللہ خدا کی بارگاہ سے بہتر ملے گا۔ آخر میں تمام اہل ذوق سے التماس کروں گا کہ وہ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرکے ناشر کی ہمت افزائی فرمائیں۔ تاکہ مزید نادر کتب دوبارہ زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آسکیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب!

طیب آغا الموسوی الجزائری

۷ مئی ۱۹۶۱ء۔ جامع حائری، وسن پورہ لاہور

فہرست مضامین کتاب ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب یعنی سوانحعمری امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

چوتھا باب

[illegible]

طبع ثانی تاریخ کتاب مناقب المرتضوی علیہ السلام از عبد الرشید
نادر کتب مستطاب المطاعن بمطبع علیہ مولوی محمد صاحب

حضرت بسمل کہ باد ناصر او کردگار
بر سر نطع سخن ریزہ خور خوان او
بند نقابی کشود کشف غوامض نمود
بہر شہ لافتیٰ گرد بدال سال رقم
ساختہ از محکمات خانۂ محکم اساس
داعیت منصوص بست نقش بروی مراد
از پی تاریخ او قطعہ چو سلک دُرر
بے سرو پا شد حسود قلب منافق شکست

آنکہ با یوان علم یافتہ خوش بہتری
رودکی و عنصری عسجدی و انوری
گوئے حقیقت ربود از سر این داوری
کنز صدق و صفا مہر شدش مشتری
ہم ز معائب مصون ہم ز نقائص بری
از خبر و از اثر کرد چہ صورت گری
خامہ رعنا کشید در نظر جوہری
دہ چہ برآمد ز طبع منقبت صفدری

تقریظ وحید العصر فرید الدہر ثقہ معتمد از علامہ شیخ عبد العلی الہروی الطہرانی مد ظلہ العالی

کتاب مستطاب ارجح المطالب فی عد مناقب علی ابن ابی طالب از تالیف و جمع عالیجناب کمالات اکتساب عالم محقق فاضل مدقق مبتکر در فن جمع و تالیف و متبحر در صنعت توفیق و تصنیف مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری ضاعف اللہ اجرہ و عاملہ بما ہو بہ حری۔ کہ در فضائل مولا الثقلین مجمع البحرین و در مناقب امام الکونین مطلع نیرین مجموعہ ما نزل و ورد بہا الکتاب المبین صلے اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین والحق کم کتابی بہ ایں نہج از کتب اہل سنت و الجماعت تا حال تالیف شد بتحقیق بان یکتب من مداد النور علی صفحات خدود الحور و عموم اہالئے اسلام بخصوص ہر کہ نیکہ منہج قدیم و سالک صراط مستقیم ہستند۔ نعم الدلیل و خیر السبیل و مطالعہ ایں کتاب کرامت مآب را از موکدات ظائف دینیہ باید دانست۔

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ

حررہ الاحقر الجانی عبد العلی الہروی الطہرانی فی السابع
من جمادی الاولی من شہور ۱۳۳۹ھ

ابوتراب

تالیف حضرت علامہ جعفری

اس بے نظیر کتاب نے چند روز میں جو شہرت و مقبولیت حاصل کی ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں ہے۔ یہ فضائل و مناقب مظہر العجائب و الغرائب کا وہ بے نظیر مجموعہ ہے جسکا جواب زمانہ پیش کرنے سے قاصر ہے (جلد اول) ابوتراب در نظام المومنین و اصحاب (جلد دوم) ابوتراب در مسند قضا و فصل الخطاب (جلد سوم) ابوتراب۔ مصداق و من عندہ علم الکتاب اسی طرح چوتھی جلدیں بڑی آب و تاب کے ساتھ منصۂ شہود پر آنے والی ہیں لہذا ناظرین جلد از جلد رجسٹر خریداری میں اپنا نام لکھوالیں تاکہ کتابیں چھپتے ہی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہیں۔

ابوتراب جلد اول ۔ قیمت تین روپے ۷۵ پیسے (مجلد)

اس کے علاوہ ہم سے ہر قسم کی ادبی۔ تاریخی۔ مذہبی اعلیٰ و نادر کتابیں طلب فرما سکتے ہیں۔

ادارہ۔ علوم آل محمد بی۔۱۲ شادباغ لاہور

الباب الاول فی الاسماء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین و ازواجہم امہات المومنین واصحابہم مصابیح الیقین سیما علی خاتم الوصیین مولی المومنین قائد الغر المحجلین سید الصادقین یعسوب المسلمین امام البررۃ قاتل الفجرۃ مظہر العجائب والغرائب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ وعلی اہل بیتہ السلام الی یوم القیام اما بعد الراجی الی رحمۃ ربہ المتعال اصغر العباد عبید اللہ بن مظہر جمال المتخلص بہ بسمل امرتسری محبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ جس زمانہ میں میں ریاست رامپور کے کتب خانہ کی خدمت رجسٹراری پر مامور تھا مجھ سے ایک میرے مخیال مہربان نے ارشاد کیا۔ کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت شرح وبسط کیساتھ لکھا ہے۔ جس سے عربی زبان کے جاننے والے ہی پورے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور ثقاہت کا معیار ہو۔ اس قدر طول وطویل ہے کہ ناآشنائے فن کی طبیعت اسکو پڑھکر اکثر اُلجھتی ہے۔ اگر اسناد کو حذف کر کے صرف متون احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کے عوام لوگ اس سے بہت کچھ اپنے اُلجھے ہوئے عقائد کو سلجھا سکتے ہیں ؎

مجھے اُس وقت کتب خانہ کے آئے دن کی پیچیدگیوں سے دم بھر کی مہلت نہیں ملتی تھی تاہم جب ایسے ہمدرد مہربان کے ارشاد سے سرتابی کی مجال نہ دیکھی گو چھوٹا منہ اور بڑی بات تھی لیکن بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا کہکر اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتی کو اس بحر مواج کی منجدھار میں چھوڑ دیا۔ اگرچہ کار سرکار کے سوا اور بہت سے موانع پیش آئے اور اس کارِ خیر میں مزاحمت کرنیوالوں نے اپنی طینت کی خوبی کو ظاہر کیا مگر میں لگاتار اپنے کام میں مصروف

رہا۔ بجائے اس کے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہو کر میرا ہاتھ بٹاتا اور داخل حسنات ہوتا الٹا دست اپنی مخالفت سے میرے دل دکھاتا تھا۔ مگر مجھے اپنے کام سے کام تھا نہ کسی کی مخالفت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا مطلق خیال تھا جس وقت کہ اپنے فرض منصبی کو انجام دے چکتا اس گورکھ دھندے کو اپنے سامنے لے بیٹھتا انہیں دنوں میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفر پیش آیا اور خدا بخش خاں صاحب وکیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ پھر لکھنو آگرہ دہلی وغیرہ کتب خانوں کی سیر کرتا پھرا غرضیکہ جس دروازہ سے بوجھ کر جبکہ کا ٹکڑا ملا اس سے اپنے کشکول گدائی کو بھر لیا نہ اُس میں متکلمین کے پیچیدہ استدلال ہیں اور نہ فلسفانہ نازک خیالیں ہیں نہ کسی مذہب پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے اگر کچھ بھی ہے تو خدائے بے نیاز کی مقدس کتاب کی چند آیتیں یا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا آئمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال یا کچھ تاریخی واقعات یا مظہر العجائب علیہ السلام کے حالات ہیں۔ احادیث کی سندوں کو نظر اختصار حذف کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے اور پڑھنے والے کی طبیعت بھی نہ گھبرائے۔ ہر ایک حدیث کے ابتداء میں صحابی یا تابعین میں سے اس حدیث کے راوی اول کے نام پر اور اختتام حدیث میں اسکے تخریج کرنیوالے محدث کے نام پر اقتصار کیا گیا ہے اور اردو زبان میں اسکا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے۔ جہانتک ہو سکا ہے حدیث کے نقل کرنے میں صحت کے خیال کو مدنظر رکھا ہے۔ لیکن اکثر کتابیں قلمی تھیں جن کے حروف بہت جگہ سے مشکوک اور محکوک تھے اس وجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقع ہو گئی ہو تو میں خدا سے اس کی معافی کا خواستگار ہوں اور ناظرین سے تصحیح کی استدعا کرتا ہوں ❊

مولف کی غرض اس تالیف سے مصنفین کی قطار میں شمار ہونے کی نہیں۔ صرف اہل بیت علیہم السلام کی جناب میں اپنے عقیدت کا اظہار ہے نہ کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے رب العزت کی جناب سے عفو تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیت کی درگاہ سے اپنے گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں۔ ہاں اگر احباب میری لغزشوں سے قطع نظر کر کے دعائے خیر سے یاد فرماویں تو انکی قدردانی ہے سہ ایحبونی اذا احسنت امرا ٭ فان اخطات ابتونی صلاحاً ٭ خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب تو یہ ہے سہ پاس ادیم بر چہار ست ٭ لیکن بعل ہزار کا رست ٭ میں اپنے مولیٰ کی محبت میں مست ہوں۔ شیعہ و سنی کی رد و قدح کا موازنہ نہیں کر سکتا ❊

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیرؑ کے فضائل و مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس مظہر العجائب کے روحانی اور اخلاقی اوصاف کھینچکر دکھایا ہے ❊

اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے تھوڑی دیر کے لئے نظر انصاف سے بھی دیکھا جائے۔ تو ناظرین کو رائے قائم کرنے کا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان اسلامی ہیرو کا یہ فوٹو لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں۔ بلکہ سلطنت کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہے دنیا میں جتنے مشاہیر گزرے ہیں اور جن کی سوانح عمریاں آب زر سے لکھی گئی ہیں۔ اُن میں سے

جناب امیر علیہ السلام ایسے فرد الافراد ہیں۔ کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سر آمد نظر آتے ہیں ۔

مجمع سلاطین میں آپ جلال الٰہی کا تاج سر پہ رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جن کے دربار میں قیصر و کسریٰ کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے کئے ہوئے خاموش استادہ ہیں ۔

معرکہ کارزار میں آپ ایسے یکہ تاز شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر عمرو و مرحب جیسے عرب کے رستم نژادوں کو پچھاڑ کر ان کے سینہ پہ چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

منبر پہ آپ ایک شیوہ زبان اسپیکر ہیں کہ فصحائے عراق و بلغائے عرب آپ کے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آ کر کچھ پوچھنے کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور پھر بیچ و بُت بن کر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں ۔

علم و فضل کی درسگاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل کی شریعت کے رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنی اسرائیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں ۔

غرضیکہ مسند فقر پہ آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور جانشین امارت پہ آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں۔ اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں رستم دستان ہیں۔ اگر سخاوت میں آپ حاتم اول ہیں تو شہامت میں کیخسرو مثال ہیں ۔

ایسے صفات متضادہ کا بشر ابو البشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا ایسے اوصاف متقابلہ کا آدمی جناب آدمؑ کی ذریت میں ہویدا نہیں ہوا ۔

انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیریہ نے آپ کو خدا جانا اور صوفیہ نے خدا جانے کیا جانا۔ مگر سچ تو یہ ہے ؎ ذات حیدر کو کوئی کیا جانے ۔ یا نبی جانے یا خدا جانے ۔ میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گدگدایا کہ بیتاب کر دیا۔ ہر چند کہ میں اس دریا میں تیرنے کے لائق نہیں تھا۔ مگر امید نے سہارا دیا اور اس سہارے سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا ۔

میں اپنے امامیہ احباب سے نہایت شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں انکی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر رہا ہوں۔ اور حضرات اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پہ ہی اس کتاب کی تدوین کا مدار رکھا ہے ۔

اس لئے اہل سنت و جماعت کے آئمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے مبارک کی ایک فہرست مع ان کے سنہ وفات کے دیباچہ میں درج کر دی ہے ۔

وفیات ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم

اسمائے محدثین	وفات سنہ	اسمائے محدثین	وفات سنہ
ابن شہاب الزہری امام مالک کے استاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو مدون کیا ہے۔	سنہ ۱۲۵ھ	ابن سعد صاحب الطبقات	سنہ ۲۳۰ھ
		ابن ابی شیبہ استاد امام بخاری صاحب کتاب مصنف مسند و تفسیر۔	سنہ ۲۳۵ھ
ابن اسحاق صاحب سیرۃ آنحضرت کی سیرت اور مغازی کو روایت کیا ہے زہری نے کہا کہ من اراد المغازی فعلیہ با بن اسحٰق۔	سنہ ۱۵۱ھ	اسحٰق بن راہویہ صاحب مسند و تفسیر	سنہ ۲۳۸ھ
		امام احمد رحمۃ اللہ بن حنبل صاحب مسند و زہد و المناقب۔	سنہ ۲۴۱ھ
الجعفی صاحب تفسیر مختصر اللقب استاد سفیان ثوری	سنہ ۱۶۰ھ	ابن ابی عمر العدنی صاحب مسند	سنہ ۲۴۳ھ
امام مالک صاحب کتاب موطا رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۷۹ھ	ابن منیع صاحب المسند	سنہ ۲۴۴ھ
عبد اللہ بن مبارک شاگرد امام مالک	سنہ ۱۸۱ھ	الدارمی صاحب مسند	سنہ ۲۵۵ھ
وکیع بن الجراح آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔	سنہ ۱۹۷ھ	امام محمد بن بخاری صاحب جامع الصحیح والتاریخ والادب	سنہ ۲۵۶ھ
عبد اللہ بن الوہب آپ نے بھی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی۔	سنہ ۱۹۷ھ	الزبیر بن بکار صاحب اخبار المدینۃ والموفقیات	سنہ ۲۵۶ھ
		امام مسلم رحمۃ اللہ صاحب جامع الصحیح	سنہ ۲۶۱ھ
سفیان بن عیینہ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔	سنہ ۱۹۸ھ	ابو داؤد صاحب السنن والناسخ والمنسوخ	سنہ ۲۷۵ھ
		ابو عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع والشمائل	سنہ ۲۷۹ھ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۰۴ھ	ابن ماجہ صاحب السنن	سنہ ۲۷۳ھ
ابو داؤد الطیالسی صاحب کتاب مسند	سنہ ۲۰۴ھ	ابن ابی الدنیا صاحب کتاب المصنف	سنہ ۲۸۱ھ
الواقدی صاحب المغازی	سنہ ۲۰۷ھ	الحارث ابن ابی اسامۃ صاحب المسند	سنہ ۲۸۲ھ
عبد الرزاق استاد امام احمد بن حنبل صاحب التفسیر والمصنف۔	سنہ ۲۱۱ھ	القاضی اسمٰعیل صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	سنہ ۲۸۲ھ
الفریابی صاحب التفسیر	سنہ ۲۱۲ھ	ابن ابی عاصم صاحب مسند	سنہ ۲۸۷ھ
الحمیدی صاحب المسند	سنہ ۲۱۹ھ	الحکیم الترمذی صاحب نوادر الاصول	سنہ ۲۸۵ھ
آدم بن ابی ایاس صاحب التفسیر	سنہ ۲۲۰ھ	عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند	سنہ ۲۹۰ھ
ابو عبید صاحب غریب الحدیث وشواہد	سنہ ۲۲۴ھ		
سعید بن منصور صاحب التفسیر۔	سنہ ۲۲۷ھ		

اسماء محدثین	وفات سنہ	اسماء محدثین	وفات سنہ
البزار شاگرد امام بخاری صاحب مسند	سنہ ۲۹۲ھ	ابو بکر الاسماعیلی صاحب الصحیح و المعجم	سنہ ۳۷۱ھ
النسائی صاحب السنن و الخصائص	سنہ ۳۰۳ھ	ابن شاہین صاحب السنن و الترغیب	سنہ ۳۸۵ھ
ابو یعلی صاحب المسند و المعجم	سنہ ۳۰۷ھ	الدارقطنی صاحب السنن وغیرہ	سنہ ۳۸۵ھ
ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ صاحب التفسیر و التاریخ	سنہ ۳۱۰ھ	الخطابی صاحب غریب الحدیث	سنہ ۳۸۸ھ
		ابن مندہ صاحب معرفۃ الصحابہ	سنہ ۳۹۵ھ
ابو بشر الدولابی صاحب الکنی	سنہ ۳۱۰ھ	الحاکم صاحب المستدرک و التاریخ	سنہ ۴۰۵ھ
ابن خزیمہ صاحب الصحیح	سنہ ۳۱۱ھ	ابن مردویہ المشہور بالحافظ الکبیر از محدثین صاحب التفسیر و المناقب و المستخرج علی البخاری۔	سنہ ۴۱۰ھ
ابو القاسم البغوی صاحب معجم الصحابہ	سنہ ۳۱۷ھ		
ابن المنذر صاحب التفسیر و الاوسط	سنہ ۳۱۸ھ		
الطحاوی صاحب مشکل الآثار	سنہ ۳۲۱ھ	تمام صاحب الفوائد	سنہ ۴۱۴ھ
العقیلی صاحب الضعفاء	سنہ ۳۲۲ھ	اللالکائی صاحب السنہ	سنہ ۴۱۸ھ
ابن قتیبہ الدینوری رحمۃ اللہ صاحب کتاب المعارف	سنہ ۳۲۲ھ	ابو نعیم استاد خطیب بغدادی صاحب الحلیہ و معرفۃ الصحابہ وغیرہ	سنہ ۴۳۰ھ
ابو بکر الانباری	سنہ ۳۲۸ھ	الثعلبی صاحب التفسیر	سنہ ۴۲۷ھ
ابن ابی حاتم صاحب التفسیر	سنہ ۳۲۷ھ	البیہقی صاحب السنن و شعب الایمان وغیرہ	سنہ ۴۵۸ھ
المحاملی صاحب الامالی	سنہ ۳۳۰ھ	الخطیب البغدادی صاحب تاریخ و الجامع	
ابن قانع صاحب معجم	سنہ ۳۳۷ھ	ابن عبد البر صاحب کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	سنہ ۴۶۳ھ
ابو بکر الشافعی صاحب غیلانیات	سنہ ۳۵۴ھ		
ابن حبان رحمۃ اللہ صاحب الصحیح و الثقات و الضعفاء	سنہ ۳۵۴ھ	الواحدی تلمیذ الثعلبی صاحب التفاسیر المشہورہ	سنہ ۴۶۸ھ
ابن السکن صاحب معرفۃ الصحابہ	سنہ ۳۵۳ھ	البغوی صاحب معالم التنزیل و شرح السنۃ	سنہ ۵۱۶ھ
الطبرانی صاحب معاجم ثلاثہ	سنہ ۳۶۰ھ	الدیلمی صاحب فردوس الاخبار	سنہ ۵۰۹ھ
الآجری صاحب الشریعۃ و الاربعین	سنہ ۳۶۰ھ	السلفی صاحب التاریخ	[illegible]
ابن السنی شاگرد نسائی صاحب عمل الیوم		ابن عساکر صاحب التاریخ	سنہ ۵۷۱ھ
[illegible] صاحب الطب النبوی		ابن الاثیر الجزری صاحب کامل التاریخ و اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	سنہ ۶۳۰ھ
ابن عدی صاحب الکامل	سنہ ۳۶۵ھ	المحب الطبری دو جلد مناقب العشرہ ابی جعفر محمد بن	
ابو الشیخ صاحب التفسیر و العظمۃ و الوصایا	سنہ ۳۶۹ھ	جریر الطبری صاحب المناقب	

اس کتاب کی تالیف میں کتب مشہور حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ کی سوا جن کتابوں سے خصوصیت کے ساتھ اخذ مطالب کیا گیا ہے انکے نام درج ذیل ہیں

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
المناقب	للامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	ینابیع المودہ	للعلامہ سلیمان الحنفی البلخی
الخصائص	للامام النسائی رحمۃ اللہ علیہ	جزو فضائل اہل البیت	للحافظ البزاز رح
منقبۃ المطہرین	للحافظ ابی نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ	المناقب	للمفتی شہاب الدین دولت آبادی
المناقب المسمی بمسند فاطمہ	للحافظ الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ	شرف النبوۃ	للعلامہ ابو سعید رح
المناقب	للحافظ المحدث ابی بکر ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ	اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیتہ الطاہرین	للعلامہ محمد بن علی صبان رح
جواہر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم والنسب العلی	السید نور الدین ابی الحسن علی ابن عبد اللہ السمہودی الشافعی رح	تذکرۃ خواص الامۃ فی احوال الائمہ ما نزل من القرآن فی علی	العلامہ یوسف سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ الحافظ ابی نعیم الاصبہانی رح
کتاب الآل	لابن خالویہ	الروضۃ الندیۃ شرح التحفۃ العلویہ	محمد اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی
معالم العترۃ	للحافظ ابی الحسن الجنابذی رح		
ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ	للعلامہ محب الطبری صاحب الریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ	مناقب الائمہ اثنا عشر اسنی المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب	الشیخ عبد الحق محدث دہلوی رح العلامہ شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین رح
فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین	للعلامہ ابراہیم الحموینی رح	فضائل فاطمۃ الزہرا علیہا السلام	الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری صاحب المستدرک
المناقب	للاخطب خطباء خوارزم شافعی		
مطالب السؤول	للامام کمال الدین محمد ابن طلحہ الشافعی	نور العین فی مشہد الحسین	للعلامہ ابو اسحٰق الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ
فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ	للعلامہ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن صباغ المالکی رحمۃ اللہ علیہ	نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار	الشیخ الشبلنجی المومن الشافعی رح
مودۃ القربیٰ	سید علی الہمدانی رح	الثغور الباسمۃ فی مناقب سیدۃ النساء الفاطمہ	للعلامہ جلال الدین السیوطی رح
مفتاح النجا فی مناقب ذوی القربیٰ	للعلامہ مرزا محمد خان بدخشانی	سر الشہادتین	خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح
المناقب	للفقیہ ابن المغازلی الواسطی		

نام کتاب	نام مؤلف
کفایۃ الطالب فی مناقب ابن ابی طالب	للعلامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رح
نزال الابرار	للعلامہ بدخشی
معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل رسول	للعلامہ محمد بن یوسف الزرندی المدنی
صراط السوی فی مناقب آل النبیؐ	للعلامہ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری
معارج العلی فی مناقب المرتضیٰ	محمد صدر عالم
توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل	شہاب الدین احمد
الخصائص العلویہ علی سائر البریہ	لابی الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی
فتح الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب	للحافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رح
مودۃ المومنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین	للمولوی ولی اللہ لکھنوی
درر السمطین فی فضل المصطفےٰ والمرتضےٰ والسبطین	لجمال الدین محمد یوسف الزرندی
عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطی رح
مناقب حیدریہ	للشیخ احمد بن علی بن ابراہیم الانصاری الیمنی الشیخانی رح
عقد اللآل فی فضائل الآل	للشیخ عبد اللہ العیدروس رح

نام کتاب	نام مؤلف
احیاء المیت بفضائل اہل بیتؑ	للعلامہ جلال الدین السیوطی رح
المناقب	للحافظ الدین محمد بن احمد الجنجی رح
رسالہ فضائل اہل بیت	للسید عبد الرحمن الاجہوری الشافعی رح
عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب	لجمال الدین احمد المعروف بابن عنبہ رح
ریاض الفضائل	للشیخ محمد الواعظ الہروی
وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل	للشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی الشافعی
کتاب الصفوہ بمناقب بیت آل النبوہ	لعبد الرؤف المناوی رح
الفتح المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین	للعلامہ رشید الدین خان الدہلوی
ذخیرۃ المآل فی شرح عقد جواہر اللآل	للشیخ احمد بن عبد القادر العجیلی الشافعی رح
سعادت الکونین	لم اقف علی اسم مولفہ
تنبیہ الخلق السنیہ [illegible] الحسینیہ	رضی الدین محمد بن علی بن حیدر
القول الجلی فی فضائل علی	للسیوطی رح
دعاء الہداۃ الی اداء حق الموالات	للعبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی
اسنی المطالب فی فضائل علی بن ابی طالب	للشیخ ابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی رح

ناظرین کو کتاب کے مطالعہ سے آپ خود ظاہر ہو جائے گا کہ آنحضرت کس قدر رجحان کا ہی سے اس کے ابواب کو ترتیب دیا ہے ÷

پہلے باب میں جناب امیر کے اسماء اور القاب درج کر کے کفایۃ المہمہ بہ برکت اسما ابی الائمہ اس کا نام رکھا ہے ÷

دوسرے باب میں - آپ کے شان کے متعلق قرآن شریف کی آئتیں جمع کی ہیں اور اس کا نام النص الجلی مما نزل من کتاب اللہ فی علی قرار دیا ہے ÷

تیسرے باب میں - جناب کے افضل الناس ہونے کا ثبوت ہے اس کا نام ملہم غیبی نے الکواکب المضیۃ فی فضائل العلویہ پکارا ہے ÷

چوتھے باب میں - آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے سروش آسمانی نے العروۃ الوثقی فی خصائص المرتضی کا خطاب اس کو عطا کیا ہے اور بحیثیت مجموعی اس تالیف کو ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے لقب سے نامزد کیا ہے ÷

کوئی صاحب یہ خیال نہ کرے کہ اس کتاب کو صرف کتب مناقب ہی سے تالیف کیا ہے نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع بخاری اور مسلم اور جامع ترمذی اور مستدرک حاکم اور مسند اہل البیت جناب امام رضا علیہ السلام اور کنز العمال اور سنن ابی شیبہ اور حلیۃ الاولیا اور جامع عبد الرزاق اور مسند بزاز اور معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ سے ÷

اور کتب رجال میں الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور اصابہ فی تمیز الصحابہ اور الریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ وغیرہ ÷

اور تفاسیر میں تفسیر معالم التنزیل اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ سے اور تواریخ میں تاریخ طبری - اور کامل التواریخ - اور مروج الذہب مسعودی مرات الجنان یافعی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ سے ÷ اور سیر میں سیرت ابن اسحاق - اور واقدی اور مدارج النبوۃ سے بہت کچھ مدد لی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اخذ کیا ہے اس کتاب کا نام اس کی عبارت کے ذیل میں درج کر دیا ہے ÷

اب میں اپنے لئے اور ناظرین کتاب کے لئے دعا خیر مانگتا ہوں - اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں ÷

واللہ تعالیٰ یعصمنا عن الخطاء والخطی وثبت اقدامنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولیٰ والاخریٰ وعلیہ التوکل والاعتماد فی الدنیا والعقبیٰ

باب اول

جناب امیر علیہ السلام کے اسماء مبارک میں

موسوم

بکفایت المہمہ ببرکت اسماء ابی الائمہ

اسد

قال ابن الاعرابی کانت فاطمة بنت اسد حاملا بعلی و ابو طالب غائب فوضعته فسمته اسد النحیی به ذکر ابیها فلما قدم ابو طالب سماه علیاً (الیواقیت لابی عمر الزاهدی)

ابن اعرابی کا قول ہے کہ جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حاملہ تھیں اور انکے وضع حمل کے وقت ابو طالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیر علیہ السلام تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنے والد کے نام پر انکا نام اسد رکھا تاکہ انکے والد کا نام انکے ذریعہ سے زندہ رہے۔ جب ابو طالب تشریف لائے تو انکا نام علیؑ رکھا ۔

حیدرہ

قال علماء انما سمته امه حیدرة بدلیل قوله یوم خیبر انا الذی سمتنی امی حیدرة (تذکرہ خواص الائمہ) علماء کہتے ہیں جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا اسکی دلیل یہ ہے کہ خیبر کے روز آپ نے اپنے رجز میں فرمایا ہے ۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے ۔

و قال علی بن برهان الدین الحلبی الشافعی فی سیرة الحلبیة و قیل ان ذلک کان کشفا من علی فان مرحبا کان رای فی تلک اللیلة فی المنام ان اسدا افترسه فذکره علی لیخیفه حافظ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ کا اپنی رجز میں اپنے باپ کو حیدر کہنا یہ ایک کشفی امر تھا کہ اسی رات مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ اسکو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے پس جناب امیر نے اسکو خوف دلانے کیلئے اسکا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جیسے تو نے خواب میں دیکھا ہے ۔

و قال بعضهم لان ابا طالب کان غائبا حین ولدته امه حیدرة و قیل فی حکایت انما سمته حیدرة لان علیا کان رضیعا و هو فی البیت وحده و کانت امه خارجة فی بعض الحاجات و کان منزلهم بجنب جبل مکة فنزلت حیة و همت لتقتل علی فمد یده و اخذ الحیة و امسکها فماتت فی یده فدخلت امه و رات الحیة مقتولة فی یده فقالت حیاک الله یا حیدرة لذلک سمی حیدرة و نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر محمد بن الحسن البستانی فی مناقب الاصحاب بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے اس وقت ابو طالب گھر میں نہیں تھے آپکی والدہ نے آپکا نام حیدر رکھا ایک حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیرؑ ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے اور گھر میں تنہا تھے آپکی والدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور ان کا گھر مکہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا ایک سانپ پہاڑ پر سے اترا اس نے جناب امیرؑ کو قتل کرنا چاہا۔ جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ ہی مر گیا اتنے میں آپکی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو انکے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں اے میرے شیر خدا تجھے زندہ رکھے

نام حیدر مشہور ہو گیا ❊

علی جناب امیرؑ کے علیؑ نام ہونیکی وجہ تسمیہ میں علما کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں هو اعلم سمته به أمه عند ولادته (تذکرہ خواص الامہ) یعنی انکی والدہ ماجدہ نے انکی ولادت کے وقت ہی انکا نام علی رکھا تھا وقیل فلما علا علی کتفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکسر الاصنام سمی علیا من العلو والرفعة والشرف (تذکرہ خواص الامہ) یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنے کیلئے چڑھے اس وقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپکا نام علی پکارا گیا ❊

عن ابن عباس قال كانت امه اذا دخلت على هبل لتسجد له وهي حامل به علا على بطنها فيمنعها من السجود فسمى عليا (تذکرہ خواص الامہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام حمل میں جس وقت کہ ہبل کے پوجنے کے لئے جاتیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیرؑ انکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور سجدہ کرنے سے انکو روکے رکھتے اس وجہ سے آپ کا نام علیؑ رکھا گیا ❊

بعض کے نزدیک خود ابوطالب نے جناب امیرؑ کا نام علیؑ رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن یوسف گنجی بھی اسی بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں جناب ابوطالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں ؎ سمیته بعلی کی یدوم له عز العلو وفخر العز ادومه ❊ یعنی میں نے انکا نام علی اس لئے رکھا ہے تاکہ سربلندی کی عزت انکے لئے ہمیشہ رہے اور عزت کا فخر ان کو ہمیشہ اپنے ساتھ لئے رہے ❊

عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیلة اسری بی الی السماء قال لی الجلیل جل جلاله یا محمد من خلفت فی امتك قلت خیرها قال اعلی بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد انی اطلعت الی اهل الارض اطلاعة فاخترتك منها فشققت لك اسما من اسمائی فانا المحمود وانت محمد ثم اطلعت الثانیة فاخترت منها علیا وشققت له اسما من اسمائی فانا الاعلی وهو علی یا محمد انی خلقتك وعلیا من نور من نوری وعرضت ولایتكما علی اهل السموات والارض فمن قبلها كان عندی من المؤمنین ومن جحدها كان من الكافرین (اخرجه الخوارزمی) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شب معراج میں پروردگار جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد کیا یا محمدؐ تم اپنی امت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو میں نے عرض کیا انکے بہتر اور برتر کو۔ فرمایا کیا علی بن ابی طالب کو میں نے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا یا محمدؐ میں نے زمین والوں کو اچھی طرح سے دیکھ کر تمکو برگزیدہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لئے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمدؐ ہیں پھر میں نے دوبارہ زمین والوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اس کے لئے بھی ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا۔ پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمدؐ میں نے تمکو اور علیؑ کو اپنے اصل نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی ولایت کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا۔ جس نے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا ❊

روضۃ الشہدا میں ملا حسین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے ابوطالب جد کے پاس دیکھنے کو

تشریف لائے جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اُنکے چہرہ کو خراشیدہ کیا۔ اُنہوں نے اپنی بی بی صاحبہ سے پوچھا تم نے انکا کیا نام رکھا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا میں نے اُن کا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے ابو طالب نے کہا ان کا نام ہمارے جد اعلیٰ جامع قبائل عرب قصے کے نام پر زید رکھنا چاہیے اسی اثنا میں سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا کہ والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ علیؑ نام رکھنا چاہیے جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک روز ہاتف سے بھی نام سنا تھا دوسری میں ہے کہ جناب امیرؑ کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگی آخر کار دونو فیصلہ کے لئے کعبہ میں گئے۔ جناب فاطمہ بنت اسدؓ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا ؎ یبین لنا بحکمک المقضی ۔ ماذا تری من اسم ذا الصبی ۔ یعنی اے پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ تیری رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غیب سے ندا آئی ؎ فاسمه من شامخ العلی علی اشتق من العلی ۔ یعنی اس کا نام علی ہو علی مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے ⁘

قیل لما قربت ولادة علی حضر ابوہ ابو طالب الکعبة وتعلق باستارها وقال ؎ اخوک یا ذا الغسق الدجی والفلق المنبلج المضی ۔ بین لنا من حکمک المرضی ۔ ماذا تری اسم ذا الصبی ۔ فهتف به هاتف سخی طبتما بالولد الزکی ۔ الطیب المهذب المرضی ۔ ان اسمه فی شامخ العلی علی اشتق من العلی (ذکره نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیلانی المرندی فی مناقب الصحابة) روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے ابو طالب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہ شعر پڑھا میں تجھے پکارتا ہوں اے صاحب اندھیری رات اور مالک صبح روشن کے ہم سے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسب سمجھے ناگاہ ہاتف نے پکارا تم دونوں اس پاک اور مہذب اور ستودہ لڑکے کی نسبت پوچھتے ہو۔ اس کا نام آسمان کی بلندیوں میں علیؑ ہے اور مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے ⁘

کُنیت

ابوالحسن

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان البحر مدادا والاشجار اقلاما والانس کتابا والجن حسابا ما احصوا فضائلک یا ابا الحسن (اخرجه الدیلمی)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی اگر تمام دریا سیاہی و درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بن جائیں تا ہم اے ابوالحسن تیرے فضائلؑ کو شمار نہ کر سکیں گے ⁘

ابوالحسین

عن علی قال کان الحسن یدعونی فی حیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا الحسین والحسین یدعونی ابا الحسن ولا یدعوان ابا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات دعونی اباهما (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں حسنؑ مجھ کو ابا حسین اور حسینؑ ابا حسن کہا کرتے تھے۔ اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ جانتے تھے جب حضرتؐ رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے ابا حسن اور ابا حسین کہنا چھوڑ دیا۔

ابو محمد

خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیرؑ اس کنیت سے بھی پکارے جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جنکے پیدا

ہونے کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو پہلے فرمائی تھی ◆

ابو الریحانتین

عن جابرؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی قبل موتہ بثلاث سلام علیک یا ابا الریحانتین اوصیک بریحانتی من الدنیا فعن قلیل ینھد (یعنی ینھدم) رکناک واللہ خلیفتی علیک فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی ھذا احد الرکنین الذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ماتت فاطمۃ قال ھذا الرکن الاٰخر اخرجہ احمد وابو بکر بن ھر دویہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز پہلے حضرت امیرؑ سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابا الریحانتین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دو نو پھول کے پودوں کے لئے دنیا میں وصیت کرتا ہوں عنقریب تیرے دو رکن جاتے رہیں گے اور پروردگار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر ہوگا جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ جناب امیرؑ فرمانے لگے یہ ان دو نو رکنوں میں سے پہلا رکن تھا جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جب جناب فاطمہؓ رحلت فرما گئیں جناب امیرؑ نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا ◆

ابو تراب

(۱) **عن** سھل بن سعد قال استعمل علی المدینۃ رجل من اٰل مروان قال فدعا سھل بن سعد فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سھل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا تراب فقال سھل ما کان لعلی اسم احب الیہ من ابی تراب وان کان لیفرح اذا دعی بہ فقال لہ اخبرنا عن قصتہ لم سمی ابا تراب فقال جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت فاطمۃ فلم یجد علیاً فقال این ابن عمک فقالت کان بینی وبینہ شئی فغاضبنی فخرج ولم یقل عندی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانسان انظر این ھو فجاء فقال یا رسول اللہ ھو فی المسجد راقد فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مضطجع قد سقط رداؤہ عن شقہ فاصابہ تراب فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسحہ عنہ و یقول قم یا ابا تراب (اخرجہ البخاری والمسلم) سہل بن سعد کہتے ہیں ایک دفعہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سہل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دے۔ سہل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ نعوذ باللہ جناب ابو تراب پر لعنت ہو۔ سہل نے کہا جناب امیرؑ کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ تر پیارا نہ تھا۔ جب اس نام سے پکارے جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں بیہ بتا کہ جناب امیرؑ کا نام ابو تراب کیوں کہا گیا۔ سہل نے کہا ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہؓ کے گھر میں تشریف لیگئے علی علیہ السلام کو وہاں موجود نہ پاکر جناب سیدہؓ سے پوچھا تیرا چچازاد بھائی کہاں ہے جناب سیدہؓ نے عرض کیا ہم دونوں میں باہم شکر رنجی ہوگئی تھی وہ غصہ ہو کر چلے گئے ہیں۔ اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ وہ اس وقت کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور انکو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ کندھے سے ردا اتری ہوئی ہے پہلو مٹی آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے بدن سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اے ابو تراب اٹھو اے ابو تراب ◆

(۲) **عن** ابن عباس قال لما اٰخیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المھاجرین والانصار ولم یواخ بین علی وبین احد منھم خرج علی مغضباً حتی اتی جدولا من الارض فتوسد ذراعہ فسفت علیہ الریح فطلبہ النبی صلی اللہ

علیہ وسلم اخی بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و بین عثمان رضی اللہ عنہ و عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف و اخی بین طلحہ رضی اللہ عنہ و الزبیر رضی اللہ عنہ و اخی بین ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ و المقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین و لم یواخ بین علی بن ابی طالب و بین احد منہم فخرج علی مغضبا حتی اتی جدولا من الارض و توسد ذراعیہ و نام فیہا فسفی علیہ الریح التراب فطلبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہ علی تلک الصفۃ فوکزہ برجلہ وقال لہ قم فما صلحت الا ان تکون ابا تراب اغضبت حین اخیت بین المہاجرین و الانصار ولم اواخ بینک و بین احد منہم ـ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ـ الا من احبک فقد حف بالامن و الایمان و من ابغضک اماتہ اللہ میتۃ جاہلیۃ (اخرجہ ابو بکر الخوارزمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اسکی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمٰن بن عوف کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی بنایا اور علی ابن ابی طالب باقی رہ گئے اُن سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملا جناب امیر نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے۔ اور ہوا نے مٹی اُڑا کر اُن کے بدن مبارک کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو ڈھونڈنے لگے اور اُنکو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تونے ابو تراب بننے کیلئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے۔ جبکہ میں نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہو گا۔ جو کوئی کہ تجھ سے محبت کرے گا وہ امن اور ایمان میں چھپا رہے گا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض رکھے گا۔ خدا اس کو کافروں کی موت سے ماریگا ؛

وعن عمار بن یاسر قال کنت انا و علی رفیقین فی غزاۃ العشیرۃ فلما نزلہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قام بہا رأینا اناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لہم نخل قال علی یا ابا الیقظان ہل لک ان نأتی ہؤلاء فننظر کیف یعملون فجئناہم فنظرنا الی عملہم ساعۃ ثم غشینا النوم فانطلقت انا و علی فی صور من النخل فی دقعاء من التراب فنمنا فواللہ ما انبہنا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرکنا برجلہ وقد تتربنا من تلک الدقعاء فیومئذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب لما یری علیہ من التراب قال الا احدثکما باشقی الناس فقلنا بلی یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی فی ہذہ یعنی قرنہ حتی یبل منہ ہذہ یعنی لحیتہ (اخرجہ احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص و الحاکم بسند صحیح) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر غزوہ ذی العشیرہ میں باہم رفیق تھے ـ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر فروکش ہوئے ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب امیر نے مجھ سے کہا یا ابا الیقظان ـ اگر تیرا منشا ہو تو ہم چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں ہم دونوں اُنکے قریب گئے اور ایک گھنٹہ تک اُن کے کام کو دیکھتے رہے ـ پھر ہم پر نیند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر سو گئے ـ واللہ کسی نے ہمکو جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا ـ حضرت نے ہمکو پاؤں سے ٹھوکر لگا کر جگایا ـ ہم بالکل گرد میں اٹے ہوئے تھے پس اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سلم سورہ بالشمس کل نوردہ ۱۲ سکہ ربع بلغتین پر تنگ اٹنادن ۱۲ منتخب ـ دقعاء خاک ۱۲ منتہا جیرت تصغیر احمر لقب قرار بن سالف جس نے حضرت صالح کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے ؛

فاخذ رأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذہ الھمھمۃ فاخبرہ الحدیث قال لم یکن دحیۃ الکلبی کان جبرئیل سماک باسم سماک اللہ بہ وھو الذی القی محبتک فی صدور المؤمنین ورھبتک فی صدور الکافرین (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے اپنے دولتخانہ کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیک کہہ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ دحیہ نے جواب دیا بخیریت ہیں اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ کے چند مناقب مجھے معلوم ہیں جن کو میں آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں آپ تمام مومنوں کے امیرؑ اور تمام سفید ہاتھ اور پاؤں اور منہ والوں کے پیشوا ہیں۔ آپ سوا انبیا اور مرسلین کے تمام بنی آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز لواء الحمد آپکے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ان کے گروہ کے ساتھ جنت میں سیر کرتا ہوگا۔ بہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تولا رکھا اور نقصان اٹھایا اس نے جو آپ سے علیحدہ ہو گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محب آپکے محب ہیں اور انکے دشمن آپکے دشمن ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ یاب ہونگے اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لا۔ جب جناب امیرؑ اسکے قریب گئے تو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے لیکر ان کے آغوش میں رکھ دیا۔ اتنے میں سرکار نے خواب سے بیدار ہو کر پوچھا یہ کیسا شور تھا۔ جناب امیرؑ نے دحیہؓ کا تمام ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا وہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبرئیلؑ تشریف لائے تھے تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمہیں ملقب کیا ہے ان سے تمہیں آگاہ کریں۔ حق تعالیٰ نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا ہے اور تمہارے خوف کو کافروں کے دل میں ڈال دیا ہے۔

(۲) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوءًا فتوضأ وصلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم فھو امیر المؤمنین وسید المسلمین وخاتم الوصیین وامام الغر المحجلین فجاء علی وضرب الباب فقال من ھذا یا انس قلت علی قال افتح لہ فدخل (اخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھکو فرمایا کہ اے انس پانی لا کر ہمیں وضو کرا میں پانی لایا اور حضرتؐ نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر مجھے ارشاد کیا اے انسؓ جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آئیگا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرتؐ نے پوچھا اے انس یہ کون ہے میں نے عرض کیا علیؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا دروازہ کھول دیا۔ جناب امیر علیہ السلام حضرتؐ کے پاس تشریف لائے۔

(۳) عن بریدۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نسلم علی علی بیا امیر المؤمنین (اخرجہ ابن مردویہ)

بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المؤمنین کہکر سلام کیا کریں۔

(۴) عن سالم مولی علی قال کنت مع علی فی ارض لہ وھو یحرثھا حتی جاء ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

جناب امیرؑ کو گرد دیکھ کر ابا تراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں تمکو دو سخت بدبختوں کی خبر دوں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو ثمود کی قوم کا احیمر نام رکھنے والا جس نے ناقہ صالح کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور ایک وہ شخص ہے جو یا علی تیرے اس مقام یعنی سر پہ ضرب لگائیگا اور اُس کے خون سے یہ یعنی تیری ریش مبارک تر کریگا۔

ابو السبطین

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ فوعظ وخوف وحذر ثم بکا وقال این علی ابن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منه وضمه الی صدره وقبل بین عینیه ثم بکا حتی سالت دموعه علی خده فقال یا علی صوته یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا اخی وابن عمی وختنی ولحمی ودمی۔ هذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اهل الجنة هذا مفرج الکرب عنی هذا اسد اللہ فی ارضه وسیفه المسلول علی اعدائه فعلی مبغضیه لعنة اللہ ولعنة اللاعنین واللہ منه بریٔ وانا منه بریٔ فمن احب ان یبرأ من اللہ ومنی فلیتبرأ منه فلیبلغ الشاهد منکم الغائب (اخرجه ابو سعید عبد الملک بن ابی عثمان محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف النبوة) ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی ابن طالب کہاں ہیں جناب امیرؑ جلدی اُچھل کر اپنے دونو پاؤں پہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ حضرتؐ نے انکو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک گئے تو آپؐ انکو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پہ بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر باواز بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی بن ابی طالب شیخ المهاجرین والانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ ابو السبطین یعنی امام حسن اور حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی زمین پہ خدا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کیلئے اسکی برہنہ شمشیر ہے اُس کے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اللہ اُن سے بیزار ہے میں اُن سے بیزار ہوں پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو وہ اُس سے بیزاری اختیار کرے۔ تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ غائبوں کو اس سے آگاہ کرے ❖

القاب

امیر المومنین

(۱) **عن** ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم فی صحن الدار نائما واذا راسه فی حجر دحیة الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم فقال بخیر قال دحیة انی لاحبک وان لک من مدحة ازفها الیک انت امیر المومنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد ادم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک یوم القیمة تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیه وسلم وحزبه الی الجنان زفا وقد افلح من تولاک وخسر من تخلاک محبو محمد صلی اللہ علیه وسلم محبوک ومبغضوک لن ینالهم شفاعة محمد صلی اللہ علیه سلم ادن منی یا صفوة اللہ

فقالا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیل کنتم تقولون فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ذلک فقال عمر ھو امرنا (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں
جناب امیر کے ساتھ اُن کی زمین تھا اور وہ مُسلی کا شتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اُنکے ملنے کو آئے اور
السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سنت اسلام ادا کی کسی نے اُن سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرتؐ ہی نے ہمکو یہ حکم دیا تھا

(۵) عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المومنین
ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد فقال اللہ تبارک وتعالی الست بربکم ومحمد نبیکم و
علی امیرکم (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اُس کے فضائل سے انکار نہ کرتے علی کا
نام اُس وقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ ابھی آدم روح اور جسم کے درمیان تھے اس وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب
کیا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علی تمہارا امیر ہے۔

(۶) عن ابن عباس قال دخل علی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ام المومنین عائشۃ رضی اللہ
عنہا فجلس بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین عائشۃ فقالت ما کان لک ان تجلس الا فی فخذی فضرب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ظہرھا وقال مہ لا تؤذینی فی اخی فانہ امیر المومنین وسید المسلمین و
قائد الغر المحجلین یوم القیمۃ یقعد علی الصراط فیدخل اولیاءہ فی الجنۃ ویدخل اعداءہ فی النار (اخرجہ ابن مردویہ)
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے اتنے میں جناب امیر تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین کے درمیان
میں بیٹھ گئے بی بی عائشہ جھنجلا کر بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپکے لئے کوئی اور جگہ نہیں تھی۔ سرورِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے بی بی عائشہ صدیقہ کی پشت پر ہاتھ مار کر کہا کہ چھوڑ میرے بھائی کے بارے میں تو مجھے ایذا نہ دے۔ یہ
مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔ قیامت کے روز یہ پل صراط پر بیٹھیگا اور اپنے
دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریگا۔

(۷) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فقال یا ام حبیبۃ
اعتزلینی فانا علی حاجۃ ثم دعا بوضوء فاحسن الوضوء ثم قال ان اول من یدخل ھذا الباب امیر المومنین
وسید العرب وخیر الوصیین واولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللہم اجعلہ رجلاً من الانصار فاذا
ھو علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں رونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم مجھ سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ
ہو جاؤ۔ کیونکہ مجھے ایک ضروری امر درپیش ہے پھر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ
سے گھسے گا وہ مومنوں کا امیر۔ اور عرب کا سردار اور تمام اوصیا سے بہتر اور سب لوگوں سے بہتر ہوگا۔ انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں اپنے دل میں دعا کرنے لگا یا الٰہی وہ شخص جس کے لئے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہے وہ انصار میں سے

ہو۔ ناگہاں۔ جناب امیر علیہ السلام دروازہ سے گھس آئے ۔

(۸) **عن** انس قال بینما انا عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذ قال الآن یدخل سید المسلمین وامیر المومنین وخیر الوصیین اذ طلع علی فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللھم والی والی فجلس بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یمسح العرق من جبینہ ثم وجہہ یمسح بہ وجہ علی ویمسح العرق من وجہ علی ویمسح بہ وجہہ فقال لہ علی یا رسول اللّٰہ انزل فی شیٔ قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی انت اخی ووزیری وخیر من اخلف بعدی تقضی دینی وتنجز عدی تبین لھم ما اختلفوا من بعدی وتعلمھم تاویل القرآن ما لم یعلموا وتجاھدھم علی التاویل کما جاھدتھم علی التنزیل۔ (اخرجہ الدیلمی وابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیا کا بہتر یہاں آئیگا۔ ناگہاں جناب امیر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرے قربان۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور جبین مبین کا عرق انکے چہرہ پر اور انکے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون کی لیکن میرے بعد نبی نہیں ہونیوالا۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے یعنی کو میں اپنے بعد میں چھوڑ جاؤنگا ان سب سے تو افضل ہے۔ میرے قرض کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدے کو پورا کرنیوالا جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کریں گے تو اس کو رفع کرنیوالا ہے تو ان سے قرآن کے معنے بیان کرے گا اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا جیسے کہ میں نے قرآن کی تنزیل پر جہاد کیا ہے ۔

(۹) **عن** لانم مولی عائشۃ قال کنت غلاما اخدمھا فکنت اذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عندھا اکون قریبا اعاطیھا شیئا قال فبینما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عندھا اذ اتت بوھرا ذجاء جاء فدق الباب قال فخرجت الیہ فاذا جاریۃ معھا اناء مغطی قال فرجعت الی عائشۃ فاخبرتھا۔ فقالت ادخلھا فدخلت فوضعت بین یدی عائشۃ فوضعتہ بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فجعل یاکل وخرجت الجاریۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیت امیر المومنین وسید المسلمین وامام المتقین عندی یاکل معی فجاء جاء فدق الباب فخرجت الیہ فاذا ھو علی قال فرجعت فقلت ھذا علی فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ادخلہ فلما دخل قال لہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرحبا واھلا لقد تمنیتک مرتین حتی لو ابطأت علی لسألت اللّٰہ عز وجل ان یاتی بک فجلس فاکل (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غلام نافع روایت کرتا ہے کہ میں ام المومنین کے پاس رہا کرتا تھا اور ان کی خدمت کیا کرتا تھا جس وقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر میں رونق افروز ہوئے تو میں قریب رہتا تھا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں حاضر کیا کرتا۔ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین کے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ ایک آنیوالے نے دروازہ کھٹکھٹایا میں چیز لینے کو باہر نکلا ایک لونڈی کو دیکھا کہ ڈھکا ہوا خوان لئے ہوئے ہے میں نے لوٹ کر ام المومنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اس کو گھر میں بلا لیا اس لونڈی نے جو خوان ان کے آن کے سامنے رکھدیا۔ آپ اٹھا کر مرد کا ساتھ

صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھدیا آپ اس میں سے تناول فرمانے لگے اور وہ لونڈی چلی گئی۔ آپ نے فرمایا کاش اسوقت امیر المومنین سید المسلمین امام المتقین بھی یہاں ہوتے تو ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے اتنے میں ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں دیکھنے کو نکلا اور جناب امیر کو دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ لوٹ کر میں نے عرض کیا کہ جناب امیر دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے آن کو گھر میں بلا لیا جب جناب امیر حاضر خدمت ہوئے سرکار نے مرحبا اور اہلاً کے الفاظ سے ممتاز فرمایا اور ارشاد کیا ہم نے دو دفعہ تمہارے آنے کی آرزو کی تھی اگر تم دیر کرتے تو میں تمہارے لئے پھر خدا سے دعا کرتا۔ الاتفاقاً دبیٹھو اور ہمارے ساتھ کھانا نوش کرو۔

(١٠) **عن** معاویۃ بن ثعلبۃ اللیثی قال مرض ابو ذر الغفاری شدیداً حتی اشرف علی الموت فوصی الی علی بن ابی طالب فقیل لہ لو اوصیت الی امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کان اجمل لوصیتک من علی فقال ابو ذر اوصیت واللہ الی امیر المؤمنین حقاً حقاً (اخرجہ ابن مردویہ) معاویہ بن ثعلبۃ اللیثی بیان کرتا ہے کہ جب ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیرؑ سے اپنی وصیت بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ سے بیان کرتے تو تمہارے لئے یہ بہتر ہوتا۔ ابوذر کہنے لگے میں نے اپنی وصیت کو سچے امیر المومنین سے بیان کیا ہے۔

امام المتقین

(١١) **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اوحی الی فی علی انہ امام المتقین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پروردگار نے مجھ کو علیؓ کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے۔

(١٢) **عن** انس بن مالک والنواس بن سمعان قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (اخرجہ الدیلمی وابو بکر مردویہ) انس بن مالک اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام۔

(١٣) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انک سید المسلمین ویعسوب المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے بادشاہ اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کے پیشوا ہو۔

(١٤) **عن** عبد اللہ بن اسعدؓ بن زرارۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی انتہیت الی ربی عز وجل فاوحی الی فی علی بثلاث انہ سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الحاکم وابو نعیم وابن مردویہ وابن قانع) عبد اللہ بن سعد زرارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہونچے تو پروردگار نے مجھے علیؓ کے تین القاب لقاء فرمائے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

ولی المتقین

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک سید المسلمین و

ولی المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الامام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور موکھ والوں کا پیشوا ہے ؛

سید الصادقین

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سید الصادقین (تذکرۃ خواص الامۃ فی احوال الائمۃ لسبط ابن جوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچوں کا سردار ہے ؛

سید المسلمین

(۱) عن النواس بن سمعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین حین جاءہ علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت اُن کو مرحبا اے مسلمانوں کے سردار کہکر پکارتے ؛

(۲) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآن یدخل سید المسلمین فاذا طلع علیؑ (اخرجہ ابو بکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرتؐ نے فرمایا ابھی ابھی سید المسلمین یہاں آئیگا اتنے میں جناب امیر حاضر خدمت ہوگئے ؛

(۳) عن عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی انتہیت الی ربی عزوجل فاوحی الی فی علی بثلاث انہ سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ ابن مردویہ) عبد اللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ شب معراج میں جب ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی پروردگار نے علی کے تین لقب ہمکو الہام کئے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور موکھ والوں کا پیشوا ہے ؛

سید المؤمنین

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اوحی الی فی علی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسری بی انہ سید المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق شب معراج میں پروردگار نے مجھکو علی کے تین لقب القاء فرمائے کہ وہ مومنوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور موکھ والوں کا پیشوا ہے ؛

سید العرب

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الی سید العرب یعنی علیًا فقالت عائشۃ الست سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب فلما جاءہ ارسل الی الانصار فاتوہ فقال ھذا سید العرب فاحبوہ بحبی واکرموہ بکرامتی فان جبرئیل اخبرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل (قال ابو نعیم فی حلیۃ الابرار) (۲) ایضاً ابو البشر عن سعید بن جبیر (۳) اخرجہ محب الطبری فی الریاض النضرۃ (۴) الطبرانی فی الکبیر عن ابی لیلیٰ عن الحسن قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس انطلق فادع سید العرب الی اخر الحدیث۔ جناب امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے سردار کو میرے پاس بلاؤ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کیا آپ عرب کے سردار نہیں آپ نے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں علی عرب کے سردار ہیں۔ جب علیؑ تشریف لائے حضرت نے انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہو گئے آپ نے ارشاد فرمایا یعنی جناب علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں میری دوستی کی وجہ سے انکو دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے انکی عزت کرو تحقیق جبریل علیہ السلام نے خدا کا یہ پیغام مجھکو دیا ہے جو میں نے تم سے بیان کیا ؛

(۲) **عن** ام المومنین عائشۃ قالت کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی فقال ھذا سید العرب فقلت بابی انت وامی انت سید العرب فقال انا سید العالمین وھذا سید العرب (اخرجہ البیہقی والحاکم) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے ؛

(۳) **عن** مسلمۃ بن نفیل مرسلا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃ یا عائشۃ ان اسرک ان تنظری سید العرب فانظری الی علی قالت الست سید العرب قال انا امام المتقین وسید العالمین وھذا سید العرب (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) مسلمہ بن نفیل سے مرسلاً روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہے تو علی کو دیکھ لے۔ ام المومنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار نہیں فرمایا میں تمام علم حاصل کرنیوالوں کا امام اور تمام جہان کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے ؛

(۴) اخرجہ الدارقطنی عن ابن عباس والحاکم عنہ وعن جابر قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم وعلی سید العرب دارقطنی ابن عباسؓ سے اور حاکم ابن عباسؓ اور جابر عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے ؛

سید فی الدنیا والآخرہ

عن ابن عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ ابو عمرو والحاکم والخطیب وزاد فیہ الدیلمی من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ الویل لمن ابغضک من بعدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کی طرف نظر کرکے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔ ابو عمرو اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے۔ لیکن شیرویہ دیلمی نے فردوس الاخبار میں یہ لفظ اس حدیث کے ساتھ اور روایت کئے ہیں کہ یا علی جس نے تجھ سے محبت کی اُسنے مجھ سے محبت کی اور تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے اسپر افسوس ہے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے ؛

قائد الغر المحجلین

عن عبد اللہ بن حکیم الجہنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ اوحی فی علی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسری بی بانہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الطبرانی) عبد اللہ بن حکیم الجہنی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جناب ایزدی نے ہم کو علیؓ کے تین خطاب القا فرمائے کہ وہ مومنوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور جن کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید اور نورانی ہیں اُن کے پیشوا ہیں جیسے اُن کو بہشت کی طرف لیجانیوالے ہیں ؛

یعسوب المومنین

(۱) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین (اخرجہ ابن عدی نقلت عن صواعق محرقہ) جناب امیرؓ فرماتے ہیں بالتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے ؛

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من آمن بی وھذا یعسوب المومنین (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؓ کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے ؛

صدیق الاکبر

(۱) عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیا علی المنبر منبر البصرۃ یقول انا الصدیق الاکبر (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری) معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے بصرے کے منبر پر جناب امیرؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں ؛

(۲) عن ابی ذر الغفاریؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من آمن بی وصدق وانت الصدیق الاکبر (اخرجہ الحاکم نقلت من الریاض النضرۃ) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علیؓ کو فرماتے تھے تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے ؛

(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان ھذا اول من آمن بی وھذا الفاروق ھذہ الامۃ وھذا یعسوب المومنین وھذا اول من یصافحنی یوم القیٰمۃ وھذا الصدیق الاکبر (اخرجہ الطبرانی والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان) سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بتحقیق وہ یہ جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس اُمت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہ مومنوں کا یعسوب، یعنی امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا۔ اور یہ صدیق اکبر ہے ؛

(۴) عن عباد بن عبد اللہ قال علیؓ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا الصدیق الاکبر

لا یقولہا ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک وحافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبۃ فی سنتہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سات برس سب سے پہلے نماز پڑھی ہے ۔

(۵) عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیاً یقول علی المنبر منبر البصرۃ انا الصدیق الاکبر امنت قبل ان یؤمن ابوبکر واسلمت قبل ان یسلم ابوبکر (نقلہ ابن قتیبۃ فی المعارف) معاذۃ العدویہ کہتی ہے میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اس کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لاتے میں ایمان لایا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا ہوں ۔

(۶) عن ابن عباس وابی لیلی قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مؤمن آل یاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مؤمن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب وہو افضلہم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلی) ابن عباس اور ابو لیلی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ صدیق تین ہیں ۔ اول حبیب النجار مومن آل یاسین (یعنے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین پر ایمان لانیوالا جس نے کہ یہ کہا تھا اے میری قوم کے لوگو نبیوں کی متابعت کرو ۔ اور فرعون کے گروہ کا ایمان لانے والا حزقیل جس نے یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہے ۔ اور علی بن ابی طالب کہ ان سب سے افضل ہے ۔

(۷) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ ہل نقدر علی ان نزورک فی الجنۃ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ہذہ الایۃ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالیٰ قد انزل بیان ما سألت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت الصدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے ۔ بس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے ۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس پر سب سے پہلے اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہونگے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے ۔ کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا ہے ۔ اور تو صدیق اکبر ہے ۔

(۸) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتجی القیامۃ عنیز الدلیلۃ فقام رجل من الانصار فقال

فداک ابی وامی من هم یا رسول الله قال انا علی البراق واخی صالح علی ناقة الله التی عقرت وعمی حمزة علی
ناقتی العضباء واخی علی علی ناقة من نوق الجنة بیده لواء الحمد ینادی لا اله الا الله محمد رسول الله فیقول
الآدمیون ما هذا الا ملک مقرب او نبی مرسل او حامل العرش فیجیبهم ملک من بطنان العرش
یا معشر الآدمیین لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا ولا حامل عرش هذا الصدیق الاکبر
علی ابن ابی طالب (اخرجه ابو جعفر العقیلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا پانچواں شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک
شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا کہ ایک
تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہونگا اور میرا بھائی صالح نبی اُس ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جس کے پاؤں کاٹے گئے تھے اور
میرا چچا حمزہ ناقہ عضباء پر سوار ہوگا۔ اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا
اور اُن کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا تمام آدمی کہیں گے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی
مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دے گا کہ اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے۔ اور
نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہے ؎

فاروق الاعظم

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی انت
الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل (الریاض
النضرة فی فضائل العشرة لمحب الطبری) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیر سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور
باطل میں فرق کرو گے ؎

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی هذا اول من آمن بی وهذا اول من
یصافحنی یوم القیامة وهذا الصدیق الاکبر وهذا الفاروق الاعظم یفرق بین الحق والباطل وهذا
یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین (اخرجه الدیلمی) (والطبرانی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر
سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملیگا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق
اعظم اور مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر ہے) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے ؎

(۳) عن ابی لیلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سیکون من بعدی فتنة فاذا کان ذالک فالزموا
علیا فانه الفاروق بین الحق والباطل (اخرجه الخوارزمی والدیلمی) (وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابو لیلی
سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری اُمت میں فتنہ برپا ہوگا
جب ایسا ہو تو تم ملازمت علی کی اختیار کرو بہ تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے ؎

خاتم الوصیین

عن انس قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا انس اسکب لی وضوء فتوضی
وصلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم امیر المؤمنین وسید المسلمین

وخاتم الوصیین امام الغرالمحجلین فجاء علی حتی ضرب الباب فقال من ھٰذا یا انس فقلت علی قال افتح لہٗ فدخل (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس پانی لاکر مجھے وضو کرا پس حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور کہا آج جو شخص کہ سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ امیر المؤمنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ پاؤں اور مونھ والوں کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا اے انس دروازہ پر کون ہے میں نے عرض کیا کہ جناب امیرؑ ہیں۔ حضرت نے فرمایا دروازہ کھولدو میں نے دروازہ کھولدیا جناب امیر اندر تشریف لے آئے ؁

خیر الوصیین

عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلعم الآن یدخل سید المسلمین وامیر المؤمنین وخیر الوصیین اذ طلع علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی وابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ابھی اسی وقت سید المسلمین اور امیر المؤمنین اور خیر الوصیین آئے گا اتنے میں جناب امیرؑ تشریف لائے ؁

الوصی

(۱) **عن** ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال ھل تعلم من وصی موسٰی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانہ کان اعلمھم قال فان وصیی وموضع سری وخیر من اترک بعدی وینجز عدتی ویقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) (الطبرانی فی الکبیر فی سنن سلمان الفارسی) ابو سعید خدری سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لئے وصی ہوتا رہا ہے حضور کا وصی کون ہے فرمایا تو جانتا ہے کہ موسٰیؑ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرتؐ نے فرمایا کیوں میں نے گذارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ آپؐ نے فرمایا پس میرا وصی اور میرا راز دار اور جن لوگوں کو کہ میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں۔ اُن سب سے بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنیوالا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے ؁

(۲) **عن** انس بن مالک قال حدثنی سلمان انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اخی ووزیری ووصیی وخیر من اخلف بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں ؁

(۳) سلمان قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تدری من کان وصی موسٰی قلت یوشع بن نون قال وصیی فی اھلی وخیر من اخلفہ بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسٰیؑ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرتؐ نے فرمایا میرا وصی میرے اہل میں اور جنکو کہ میں اپنے بعد میں چھوڑتا ہوں۔

ان سب سے بہتر علی بن ابی ہے -

۴- عن بریدۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث وان علیا وصیی ووارثی (اخرجہ البغوی فی معجمہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے ؎

(۵) عن انس قال قلنا لسلمان سل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ فقال سلمان من وصیک یا رسول اللہ فقال یا سلمان من کان وصی موسیٰ قال فقلت یوشع بن نون قال فان وصیی ووارثی ویقضی دینی وینجز موعدی علی ابن ابی طالب (اخرجہ احمد فی مناقبہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون تھا سلمان نے عرض کیا یوشع بن نون جناب نے ارشاد کیا میرا وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدوں کا پورا کرنیوالا علی بن ابی طالب ہے ؎

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انت اخی ووارثی ووصیی قلت وما ارث منک یا نبی اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قلت وما ارث الانبیاء من قبلک قال کتاب ربہم وسنت نبیہم (اخرجہ ابن الحضرمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے سردار انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملیگا فرمایا جو ورثہ کہ مجھ سے پہلے انبیا نے پایا ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پہلے نبی کی سنت ؎

(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت اخی ووارثی ووصیی قال علی ما ارث منک قال ما یورث النبیون بعضہم بعضاً قال اللہ ورسولہ اعلم فقال کتاب اللہ وسنۃ نبیہ (اخرجہ ابن الحضرمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے جناب امیر نے گذارش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملیگا فرمایا اگلے نبیوں نے ایک دوسرے سے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول ہی جانتا ہوگا پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت ؎

(۸) عن حبۃ العرنی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اوصیک بالعرب خیرا (اخرجہ ابن السراج) حبۃ العرنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی علیہ السلام میں تمکو عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں

(۹) عن حبیش بن زرین قال رائیت علیا یضحی بکبش فقلت لہ ما ھذا قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اضحے عنہ (اخرجہ احمد) حبیش بن رزین کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو ایک مینڈھے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا میں گذارش کیا یہ کیا ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں ؎

(۱۰) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اختار من کل امۃ نبیا واختار لکل نبی وصیا وانا نبی ھذہ الامۃ وعلی وصیی فی عترتی واھل بیتی وامتی من بعدی

(اخرجہ ابوبکر الخوارزمی) جناب اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سرورِ انبیا علیہ التحیۃ والثنا فرماتے تھے بالتحقیق ہر ایک اُمت سے خدا تعالیٰ نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اُس کی اُمت سے ایک وصی انتخاب فرمایا ہے میں اُس اُمت کا نبی ہوں اور میری اُمت اور میری عترت اور میرے اہل بیت میں میرا وصی علیؑ ہے ؛

(١١) **عن** ابی ایوب الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رأت مابرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجہد والضعف استعبرت فبکت حتی سال الدموع علی خدیہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدم الناس سلما واکثرہم علما واعظمہم حلما ان اللہ تعالیٰ اطلع الی اہل الارض اطلاعۃ فاختارنی منہم ثم اطلع ثانیۃ فاختار منہم بعلک فاوحی اللہ الیّ ان ازوجہا ایاک واتخذہ وصیا (اخرجہ دارقطنی، واخرجہ الطبرانی والخطیب عن ابن عباس والحاکم عن ابی ھریرۃ) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب جناب سرورِ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لئے تشریف لائیں حضور پر ضعف اور تکلیف کو دیکھکر رونے لگیں حتیٰ کہ دونوں رخسار مبارک پر اشک جاری ہوگئے۔ یہ دیکھکر سرکار نے ارشاد کیا اے فاطمہ اللہ کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ میں نے تیرا نکاح ایسے کے ساتھ کیا ہے کہ وہ اسلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا اور حلم میں سب سے بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب دیکھکر انہیں سے مجھے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا، پھر دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے وحی بھیجی کہ میں اُسکے ساتھ تیرا نکاح کروں اور اُسکو اپنا وصی بناؤں ؛

(١٢) **عن** ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شھدت بدرا؟ فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیٔ مما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ نقہ منہا فدخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت مابرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتہا العبرۃ حتی بدت دموعہا علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منہم بعلک فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا وما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واکثرہم علما واقدمہم سلما فضحکت واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدہا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ تعالیٰ محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ لعلی ثمانیۃ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اھل بیت اعطینا ست خصال لم یعطہا احد من الاولین ولا یدرکہا احد من الآخرین نبینا خیر الانبیاء وھو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وھو بعلک وشھیدنا خیر الشھداء وھو حمزۃ عم ابیک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما ابناک ومنا مھدی ھذہ الامۃ الذی یصلی عیسیٰ خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا مھدی ھذہ الامۃ (اخرجہ الدارقطنی)

ابی ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا کیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہنے لگے کہ ہاں میں نے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں سرکار کے داہنے طرف بیٹھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے انکا دم گھٹ گیا اور رخساروں پر آنسو نکل آئے سرکار نے فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو گذارش کیا کہ حضور کے بعد میں اپنے ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں آپ نے ارشاد کیا بالتحقیق پروردگار عالم نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور اس کو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتے ہو کہ خدا تعالے نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم ہے جناب سیدہ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہو گئیں جناب سرور نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر سے حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا ہے پس حضرت نے فرمایا فاطمہ علیؑ کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنے آٹھ مناقب ہیں ۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ۔ اور اس کی حکمت اور اس کی زوجہ مطہرہ ۔ اور اس کی اولاد یعنے حسن وحسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنے اچھی باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا، یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں ۔ اور ہمارے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکیں گے ۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنے حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسین علیہ السلام کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی امت انہیں سے پیدا ہوں گے ۔

(۱۳) عن الاسود بن یزید قال ذکروا عند ام المؤمنین عائشۃ ان علیا کان وصیا و فی روایۃ انہ کا خواہم قالوا انہ وصی فلم تکذبہم بل ذکرت انہا قد سمعت ذلک من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین وفاتہ (الجمع بین الصحیحین للحمیدی) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ذکر کیا کہ علی وصی تھے دوسری میں ہے کہ ان لوگوں نے زور سے کہا کہ وہ وصی ہیں پس ام المومنین نے ان کی تکذیب نہ کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وفات کے وقت سنا تھا ۔

(۱۴) عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ عہد الی فی علی عہدا فقلت یا رب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الہدی وامام اولیائی ونور من اطاعنی وہو الکلمۃ التی الزمتہا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذلک فجاء علی فبشرتہ فقال یا رسول اللہ انا عبد اللہ فی قبضتہ فان یعذبنی فبذنبی وان یتم لی الذی بشرتنی بہ فاللہ اولی بی

قال قلت اللهم اجل قلبه واجعل ربيعه الايمان فقال الله تعالى قد فعلت به ذلك ثم انه رفع الي انه سيخصه من البلاء بشئ لم يخص به احدا من اصحابي فقلت يارب اخي وصاحبي فقال تعالى ان هذا شئ قد سبق انه مبتلا ومبتلا به (اخرجه ابونعيم في الحلية) ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق اللہ تعالےٰ نے علیؑ کے باب میں مجھ سے ایک عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اس عہد کو بیان فرما اللہ تعالےٰ نے فرمایا علی علم ہے ہدایت کا اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اس کے لئے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا کلمہ ہے کہ پرہیزگاروں نے اس کو لازم کر لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی پس تو انکو بشارت دے بعد اسکے علیؑ آئے میں نے انکو بشارت دی وہ کہنے لگے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کے اختیار میں ہوں اگر مجھے عذاب دے تو میرے گناہ کے سبب سے اور اگر وہ اس بات کو پورا کرے جس کی کہ حضور نے مجھے بشارت دی ہے تو اللہ میرے واسطے زیادہ مہربان ہے جناب رسول اللہؐ فرماتے ہیں میں نے دعا کی بار الہا اسکے دل کو روشن کر اور اس کو ایمان کی بہار بنا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بتحقیق میں نے اسے ایسا کر دیا ہے پھر میری طرف یہ حکم کیا اللہ تعالےٰ علی کو ایسی بلا سے آزمائش کریگا کہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو نہیں کیا۔ پس میں نے عرض کیا اے پروردگار یہ میرا بھائی اور وصی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بات ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا اور اس کے ساتھ لوگوں کی آزمائش کیجاویگی ؞

امام البررہ عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال علي امام البررة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله (اخرجه الحاكم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بالتحقیق جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ وہ نیکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہوا جس نے کہ اس کی مدد کی۔ اور چھوٹ گیا جس نے کہ اس کو چھوڑا ؞

قاتل الفجرہ نقل ابو اسحاق الثعلبي في تفسيره بسنده الى ابن عباس قال بينما عبد الله ابن عباس جالساً ترتيبه من بير الزمزم يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال الرجل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابن عباس سالتك بالله من انت فقال ايها الناس من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا ابوذر الغفاري سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بهاتين والا صمتا يقول علي بن ابي طالب قائد البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله۔ امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ ایک روز ابن عباس زمزم کے کنوئیں کے پاس بیٹھے ہوئے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے تھے کہ ناگہاں ایک شخص نے آکر کہا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم دیکر کہا تو کون ہے وہ کہنے لگا اے لوگو جس نے کہ مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہیں پہچانا ہو اب پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں کہ آپ جناب امیر کی نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نکوکاروں کا پیشوا ہے۔ اور بدکاروں کا قاتل ہے

فتحمند ہوا وہ شخص جس نے کہ اس کی مدد کی اور چھوڑ گیا وہ شخص جس نے کہ اسے چھوڑ دیا ⁘

صاحب الرایہ

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ ان اللہ عزوجل عہد الی فی علی بن ابی طالب انہ رایۃ الہدی ومنار الایمان وامام الاولیاء ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزۃ علی ابن ابی طالب امینی غدا فی القیامۃ وصاحب رایتی ومفاتیح خزائن رحمۃ ربی وھو الکلمۃ التی الزمتہا المتقین (اخرجہ ابن مردویہ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ خدا تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب کی نسبت مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیا کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کرنے والے لوگ ہیں ان سب کا نور ہے اے ابا برزہ علی کل قیامت کے روز میرا امین اور علم بردار ہے۔ علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے اور وہ ایک پاک کلمہ ہے جس کو متقیوں نے اپنے لئے لازم کر لیا ہے ⁘

مقیم الحجۃ

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ تعالیٰ ادم ونفخ فیہ من روحہ عطس ادم فقال الحمد للہ فاوحی اللہ الیہ حمدنی عبدی وعزتی وجلالی لولا عبدان ارید ان اخلقہما فی دار الدنیا ما خلقتک قال الٰہی فیکونان منی قال نعم یا ادم ارفع راسک وانظر فرفع راسہ فاذا مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی مقیم الحجۃ (اخرجہ الخطیب فی المناقب)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ پڑھا پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے میرا شکر کیا ہے مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کرنیکا ارادہ نہ کرتا تو میں نے تجھے ہرگز پیدا نہ کیا ہوتا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھ سے پیدا ہوں گے ارشاد ہوا کہ ہاں اے آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدمؑ نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے علی حجت کا قائم کرنیوالا ہے ⁘

اسد اللہ

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وخوف وحذر ثم بکا وقال این علی بن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیہ فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنی عنہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ وبکی حتی سالت دموعہ علی خدہ وقال باعلی صوتہ یا معشر المسلمین ھذا علی بن ابی طالب ھذا شیخ المہاجرین والانصار ھذا اخی وابن عمی وختنی ولحمی ودمی ھذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اھل الجنۃ ھذا مفرج الکروب عنی ھذا اسد اللہ فی ارضہ وسیفہ المسلول علی اعدائہ فعلی مبغضیہ لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین واللہ منہ بری وانا منہ بری فمن احب ان یبرا من اللہ ومنی فلیتبرا منہ فلیبلغ الشاہد منکم الغائب (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد وثنا

فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القرآن کما قاتلت المشرکین علی تنزیلہ وھم یشھدون ان لا الٰہ الا اللہ فیکبر قتلھم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا اعمالہ کما سخط موسیٰ امر السفینۃ وقتل الغلام وامر الجدار وکان خرق السفینۃ وقتل الغلام واقامۃ الجدار للہ رضی (اخرجہ الخوارزمی)

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا۔ جس طرح سے میں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اس لئے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذریگا۔ یہانتک کہ لوگ اس خدا کے والی پر طعنہ زن ہونگے اور اس کے کام سے ناراض ہو جائیں گے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امر میں اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بناتے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی کا توڑنا اور لڑکے کو قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لئے تھا۔

صفوۃ اللہ

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صحن الدار نائما واذا راسہ فی حجر دحیۃ الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال لہ دحیۃ انی لاحبک وان لک عندی مدحۃ ازفھا الیک انت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک یوم القیمۃ تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ الی الجنان زفا وقد افلح من تولاک وخسر من تخلاک محبوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوک ومبغضو محمد مبغضوک لن ینالھم شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی یا صفوۃ اللہ فاخذ راس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما ھذہ الھمھمۃ فاخبرہ الحدیث قال لم یکن دحیۃ کان جبرئیل سماک باسم سماک اللہ بہ وھو الذی القی محبتک فی صدور المؤمنین ورھبتک فی صدور الکافرین (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے اور سر اقدس دحیہ کلبی کے آغوش میں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے سلام کے بعد حضرت کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا کہ خیریت ہے۔ اور کہا کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میرے پاس تمہاری تعریف ہے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں آپ امیر المؤمنین اور قائد الغر المحجلین اور انبیا اور مرسلین کے سوا تمام اولاد آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز لواء الحمد تمہارے ہاتھ میں ہوگا اور تمہارا گروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کے ساتھ جنت کی طرف اترانا ہوا جائے گا بتحقیق رستگار ہوا جس نے کہ تمہاری محبت اختیار کی اور نقصان اٹھایا جس نے تم کو چھوڑ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تمہارے دوست ہیں انکے دشمن تمہارے دشمن ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں ہرگز نصیب نہ ہوگی۔ اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لایئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے اٹھا کر انکی آغوش میں رکھدیا اتنے میں سرکار بیدار ہوگئے فرمایا یہ کیسا شور ہے۔ جناب امیر نے تمام سرگذشت بیان کی۔ فرمایا

کے بعد وعظ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پھر اشکبار ہوئے اور کہا علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیرؑ جست کرکے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرتؐ نے فرمایا میرے نزدیک آجاؤ جناب امیر سرکارؐ کے پاس گئے حضرتؐ نے انکو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہوگئے پھر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ سبطین حسن اور حسین جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اُن کا باپ ہے یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے یہ خدا کی زمین پر اس کا شیر ہے یہ خدا کے دشمنوں کے لئے خدا کی برہنہ شمشیر ہے اس کے دشمنوں پر خدا اور اس کے فرشتوں کی پھٹکار ہو اس کے دشمن سے خدا بیزار ہے میں بھی اس سے بیزار ہوں پس جو شخص کہ خدا اور اسکے رسول کی بیزاری کو چاہتا ہو وہ اُس سے بیزار ہو۔ چاہئے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دیدو۔

حجۃ اللہ

(۱) **عن** انس بن مالک رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی حجۃ اللہ علی عبادہ (اربعین للحافظ ابکو محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتو نی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اور علی خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہیں۔

(۲) **عن** انس قال کنت جالسا عند النبی صلی علیہ وسلم اذ اقبل علی بن ابی طالب فقال یا انس هذا الحجۃ اللہ علی خلقہ (اخرجہ الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ علی بن ابی طالب تشریف لائے حضرتؐ نے فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے۔

(۳) **عن** انس بن مالک رض قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرای علیاً مقبلا فقال یا انس قلت لبیک قال هذا المقبل حجتی علی امتی یوم القیامۃ (اخرجہ النقاش) انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے جناب امیرؑ کو آتے ہوئے دیکھا مجھے ارشاد کیا اے انس میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا یہ آنیوالا قیامت کے روز میری اُمت پر میری حجت ہے۔

رایۃ الہدیٰ

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع ان اللہ عز وجل عهد الی فی علی انہ رایۃ الهدی و منار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرماتے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ پروردگار نے مجھ سے علی کے حق میں عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے۔

ولی اللہ

(۱) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی رایت علی باب الجنۃ مکتوبا بالذهب لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ و علی ولی اللہ و فاطمۃ امۃ اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ علی باغضیهم لعنۃ اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمد خدا کا حبیب ہے علی خدا کا دوست ہے فاطمہ خدا کی خادمہ ہے اور حسنین خدا کے برگزیدہ ہیں اُنکے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) **عن** ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی البقیع الغرقدؔ قال والذی نفسی بیدہ ان

ؔ الغرقد درخت خوسج بقیع الغرقد مدینہ منورہ کے گورستان کا نام ہے جہاں غرقد کے درخت کثرت سے ہیں۔

دحیہ کلبی نہیں تھے یہ جبرئیل تھے تمہارا نام تم سے بیان کرنے کو آئے تھے جو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا رکھا ہے وہ خدا جس نے کہ تمہاری محبت کو مومنوں کے سینہ میں اور تمہارے رعب کو کافروں کے دلوں میں ڈالا ہے ۔

شیخ المہاجرین والانصار

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صعد المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال این علی فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادن منی فدنی منه فضمه الی صدره وقال یا علی صوته یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المهاجرین والانصار وشیخ البنوة (کذا فی سحل)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جو کہنا تھا کہکر فرمایا علی کہاں ہیں جناب امیر جست کرکے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا قریب آجاؤ جب امیر حضرت کے پاس گئے حضرت نے ان کو اپنی چھاتی سے لگا کر آواز بلند فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابیطالب مہاجرین اور انصار کا شیخ ہے ۔

قسیم النار والجنۃ

(۱) عن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة وانت تقرع باب الجنة وتدخلها احبائك بغیر حساب (اخرجه الدیلمی وابن المغازلی والقاضی عیاض فی الشفاء) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کروگے ۔

(۲) عن ابی الطفیل عامر بن واثلة الکنانی ان علیا قال للستة جعل عمر رضی الله عنه الامر شوری بینهم کلاما طویلا من جملته انشدکم الله هل فیکم احد قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة یوم القیمة غیری قالوا اللهم لا (اخرجه الدارقطنی نقلت من صواعق محرقه وجواهر العقدین)

ابو طفیل عامر بن واثلہ الکنانی نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جن کو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مشورت کے لئے مقرر کیا تھا۔ ایک طویل گفتگو کی منجملہ اس کے یہ بھی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو کہ جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنیوالے ہو سب متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں ۔

وارث رسول اللہ صلعم

(۱) عن ابی اسحاق قال سالت قثم ابن عباس کیف ورث علی رسول الله صلی الله علیه وسلم دونکم قال لانه کان اولنا به لحوقا واشدنا به لزوقا (اخرجه الحاکم)

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے سوا علی کیوں کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث قرار دیئے گئے۔ قثم نے جواب دیا اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے ۔

(۲) عن علی بن الحسین عن جده علی بن ابی طالب علیه وعلی آبائه السلام قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم خندق اللهم انك اخذت منی عبیدة بن الحارث یوم بدر وحمزة

بن عبد المطلب یوم احد وھذا علی فلا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین (اخرجہ الخوارزمی) جناب علی ابن الحسین جناب حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ وعلیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا۔ اور احد کے روز حمزہ بن عبد المطلب کو لے لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے پس تو مجھے اب اکیلا مت چھوڑ۔ تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول أفان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ ولئن مات او قتل لاقتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت واللہ انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن احق بہ منی (اخرجہ احمد والنسائی)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کرتے تھے کہ پروردگار فرماتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے خدا کی قسم ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں کے بل نہیں لوٹیں گے جبکہ خدا تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں ہم لڑیں گے جس پر کہ وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ ہم بھی مارے جائیں خدا کی قسم ہے میں انکا بھائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں مجھ سے کون زیادہ حقدار ہے۔

(۴) عن بریدۃ الاسلمی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث وان علیا وصی و وارثی (اخرجہ البغوی فی معجمہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(۵) عن ربیعۃ بن ماجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین کیف ورثت ابن عمک دون عمک قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لھم مدا من طعام فاکلوا حتی شبعوا وبقی الطعام کما ھو کانہ لم یمس ثم دعا بغمر فشربوا حتی رووا وبقی الشراب کانہ لم یمس فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رایتم من ھذہ الآیۃ ما قد رایتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی ووارثی ووزیری فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلث مرات کل ذلک اقوم الیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ فضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت اخی وصاحبی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (اخرجہ احمد فی المسند والنسائی فی الخصائص وابن جریر فی تہذیب الآثار والضیاء فی المختارۃ) ربیعہ بن ماجد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر سے پوچھا اے امیر المومنین آپ نے اپنے چچا کو چھوڑ کر اپنے ابن عم کا ورثہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور انکے لئے کھانا ایک پیمانے میں پکایا وہ کھانے کو آئے اور کھانے لگے یہانتک کہ سیر ہو گئے اور کھانا جوں کا توں بچا رہا پھر حضرت نے شربت کا مشکا منگوایا وہ لوگ شربت پینے لگے یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے اور شربت بچ رہا گویا کسی نے چھوا تک نہ ہو پھر حضرت نے فرمایا۔ اے بنی عبد المطلب میں تمہارے لئے خاص کر مبعوث ہوا ہوں اور عام طور سے اور لوگوں کی طرف تم نے اس معجزہ کو دیکھا ہے۔ پس تم میں کوئی ہے کہ میری بیعت کرے اور میرا بھائی

اور دوست اور وارث اور وزیر بنے ان میں کوئی نہ اٹھا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ میں اس وقت سب سے چھوٹا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا پھر تین دفعہ حضرتؐ نے وہی کلمات ارشاد کئے۔ میں ہی ہر دفعہ اٹھتا رہا اور حضرت فرماتے رہے بیٹھ جا تیسری بار حضرتؐ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست ہے۔ اس لئے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ پایا ہے۔

خلیفہ رسول اللہؐ

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ الخلق رکب ذالک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئی واحد حتی افترقا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدمؑ سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت میں ملا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں جدا ہو گیا۔ پس مجھ میں نبوت ہے اور علی میں خلافت ہے۔

(۲) عن علی قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین خلفنی علی المدینۃ خلفتک لتکون خلیفتی قلت کیف اتخلف عنک یا رسول اللہ قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب غزوہ تبوک میں حضرتؐ مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر تشریف لیجانے لگے تو فرمایا ہم تجھے اس لئے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تاکہ ہمارا خلیفہ بنے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے پیچھے کس طرح رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قاتل علیا علی الخلافۃ فاقتلوہ کائنا من کان (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر لڑے اس کو قتل کر دو جو کوئی کہ ہو۔

منار الایمان

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ یا ابا برزۃ ان اللہ عزوجل عھد الی فی علی انہ رایۃ الھدیٰ ومنار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم ابو برزہ سے فرماتے تھے اے ابا برزہ تحقیق اللہ عزوجل نے علی کے بارہ میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا جھنڈا ہے اور ایمان کی نشانی ہے۔

امام الاولیاء

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ ان اللہ عزوجل عھد الی فی علی انہ رایۃ الھدیٰ ومنار الایمان وامام الاولیاء (اخرجہ ابن مردویہ) انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ سے فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ عزوجل نے مجھ سے علی کی نسبت عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیا کا امام ہے۔

maablib.org

الہادی

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما نزلت قولہ تعالیٰ انما انت منذر ولکل قوم ھاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی ھاد (اخرجہ ابو نعیم فیما نزل فی القرآن فی علی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی ہے) نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے +

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الھادی وبک یا علی یہتدی المھتدون (اخرجہ الدیلمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اور یا علی تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے،

صاحب اللواء

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتواریني فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے اور جو کچھ کہ میرے ذمہ ہوگا پورا کرو گے۔ اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو

ناصر رسول اللہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبلال بن الحارث وابی الحمراء قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء رایت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ ونصرتہ بعلی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس اور بلال بن الحارث اور ابی الحمراء رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں نے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہم نے اس کی تائید اور نصرت علی سے کی۔

صالح المومنین

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ وصالح المؤمنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ وللسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پروردگار تعالیٰ کے اس قول میں کہ (ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین) صالح المومنین سے علی بن ابی طالب مراد ہیں +

(۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول صالح المؤمنین ھو علی (الدر المنثور للسیوطی) اخرجہ ابو نعیم وابن ابی حاتم والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدائے پاک کی کلام میں صالح المومنین سے علی مراد ہیں تنبیہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں۔ قالوا المراد بصالح المؤمنین علی والمراد من المولیٰ ھو الناصر وکان المفھوم المشترک للمولیٰ بین اللہ وبین جبریل وبین صالح المومنین لیس الا ھذا یعنی مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المومنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں۔ اور مولیٰ کے معنی ناصر کے ہیں۔ کیونکہ اللہ اور جبریل اور صالح المومنین کے درمیان لفظ مولیٰ کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

مولی المومنین

قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غدیر خم کے روز جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر اس حدیث کی بحث میں لکھتے ہیں رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون صحابیا وان کثیرا من طرقہ صحیح او حسن یعنی اس حدیث کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے روایت کیا ہے ان میں اکثر روایتیں صحیح اور حسن ہیں اس کی مفصل بحث اگلے باب میں لکھی جائے گی۔

منجز الوعد

عن ابن عباس او ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب ینجز وعدتی ویقضی دینی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباسؓ یا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میرے وعدہ کو پورا کرنیوالا اور میرے قرض کو ادا کرنیوالا ہے۔

قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کی اس آیت کے شان نزول میں فرماتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم تجھے لیجائیں تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں) یہ آیت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ میرے بعد عہد توڑنیوالوں اور ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑے گا۔

المرتضیٰ

عن علی قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم نمشی فی طرقات المدینۃ اذ مررنا بنخل من نخلھا نصاحت نخلۃ باخری ھذا النبی المصطفیٰ وھذا علی المرتضیٰ ثم جزنا فصاحت ثانیۃ بثالثۃ ھذا موسیٰ واخوہ ھارون (اخرجہ الخوارزمی وابن یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب) جناب امیر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا ناگاہ ہم ایک نخلستان میں سے ہو کر گذرے ایک نخل دوسرے سے پکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ ہیں۔ پھر ہم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل تیسرے سے کہنے لگا یہ موسیٰ ہیں اور ان کا بھائی ہارون ہے۔

الشاہد

عن حاد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیا یقول ھو علی المنبر ما من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ آیۃ او آیتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسالنی علی رؤس القوم ماحدثتک ویحک ھل تقرا سورۃ ھود ثم قرء افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاہد منہ (اخرجہ ابن مردویہ) وفقیہ ابن المغازلی وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور۔ حاد بن عبد اللہ الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپکے شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر غصہ ہو کر فرمانے لگے اگر تو سب کے سامنے نہ پوچھتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ افسوس ہے کہ تو نے سورہ ہود میں نہیں پڑھا۔ م

۲ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ۔ جناب رسول اللہ صلعم تو علی بینۃ من ربہ ہیں ویتلوہ شاہد منہ میں ہوں۔

الشہید عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیاً وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابویعلی فی مسندہ وابن حجر فی الصواعق) ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو بغل میں لئے ہوئے ہیں۔ اور انکو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہے اور شہید ہے۔

الراکع عن مجاہد عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین نزلت فی علی خاصۃ لانہ اول من رکع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی فی الخصائص والوالنعیم والفقیہ ابن المغازلی فی المناقب (تذکرہ خواص الامۃ) مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وارکعوا مع الراکعین میں خاص کر جناب امیر مراد ہیں کیونکہ وہی سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے ہیں۔

الساجد عن موسیٰ بن جعفر عن آبائہ علیہ علیہم السلام فی قولہ تعالیٰ تراھم رکعا سجدا نزلت فی علی (اخرجہ الفقیہ ابوالحسن بن المغازلی) جناب امام موسیٰ کاظمؑ اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیہ تراہم رکعاً سجداً جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

الصفی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت صفیی وامینی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔

الامین عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ علی امینی غدا یوم القیٰمۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابوبرزہ کل قیامت کے روز علی میرا امانت دار ہوگا۔

باب حطہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی باب حطۃ من دخلہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافرا (اخرجہ الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی توبہ کا دروازہ ہے جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

مثیل ہارون قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ المسلم وغیرہ) جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

نفس الرسولؐ (۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الاٰیۃ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرھم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے

۱؎ مراد یہی ہے قولہ تعالیٰ وقولوا حطۃ اے حط عنا اوزارنا وھی کلمۃ امر بھا بنو اسرائیل لو قالوھا لحطت اوزارھم یعنی خدا نے پاک کی کلام میں ہے کہ تم حطہ کہو یعنی ہمارے بوجھ کم کر دے یہ ایک خاص کلمہ تھا جسکے کہنے کا بنو اسرائیل کو حکم ہوا تھا اگر وہ اسی کو کہتے تو ان کا بوجھ کم ہو جاتا۔

روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہہ دے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔ نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ ہیں میرے اہل بیت +

(۲) عن جابر بن عبداللہ قال انفسنا محمد و علی و ابناءنا الحسن و الحسین و نساءنا فاطمة (اخرجه الحاکم) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابناءنا سے حسنین علیہم السلام اور نساءنا سے جناب سیدہ مراد ہیں۔

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وکنت اظن لیس احد احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیك قال عائشة فقلت انی لست اسالك عن النساء قال ابوھا قلت ای الناس احب الیك بعد ابی بکر قال حفصة قلت لست اسالك عن النساء قال ابوھا۔ قلت یا رسول اللہ فاین علیؑ فالتفت الی اصحابه فقال انظروا الی ھذا یسالنی عن النفس (اخرجه ابن النجار) عمرو ابن العاص ناقل ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے واپس آیا میرا گمان تھا کہ حضرتؐ کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہوگا۔ میں اسی زعم سے حضرتؐ سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ سب سے کون زیادہ آپکو محبوب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا عائشہ۔ میں نے کہا میں عورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا۔ آپنے فرمایا اسکا باپ۔ میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضور کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ۔ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں۔ آپنے فرمایا اس کا باپ عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہاں گئے۔ حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے۔

(۴) اخرج الدارقطنی ان علیا یوم الشوریٰ احتج علی اھلھا فقال انشدکم باللہ ھل منکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم ومن جعله صلی اللہ علیہ وسلم نفسه وابناءه ابناءه غیری فقالوا اللھم لا۔ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شوریٰ کے روز جناب امیر علیہ السلام نے بغرض اتمام حجت اہل شوریٰ کو فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو رشتہ میں حضرتؐ کا قریب ہو اور کسی شخص کی جان کو آپنے اپنی جان قرار دیا ہو۔ اور کسی کے بیٹے کو آپنے اپنے بیٹے بنایا ہو۔ سب نے کہا بخدا آپکے سوا کوئی نہیں +

سیف اللہ

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا علی بن ابی طالب ھذا سیف اللہ المسلول علی اعدائه (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ علی بن ابی طالب خدا کی برہنہ شمشیر ہے خدا کے دشمنوں پر +

(۲) عن جابر قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حیطان المدینة وید علی فی یده فمررنا بنخل فصاح النخل ھذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء ابو الائمة المطھرین ثم مررنا بنخل فصاح النخل ھذا محمد رسول اللہ وھذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال له سمه الصیحانی فسمی فمن ذالك صیحانی فکان ھذا سبب تسمیة ھذا النوع بذلك (اخرجه السمھودی فی خلاصة الوفا باخبار دار المصطفی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے گذرتا تھا اور حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس سے ہو کر گذرے وہ نخل چلا کر کہنے لگا۔ یہ محمدؐ ہیں نبیوں کے سردار اور یہ علی ہیں ولیوں کے سردار پاک اماموں کے باپ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے ایک اور نخل چلا کر کہنے لگا یہ محمد ہیں خدا کے رسول اور یہ علی ہیں خدا کی شمشیر پس حضرت جناب امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے ان کا نام صیحانی رکھو اسلیئے اس قسم کی کھجوروں کا نام صیحانی رکھا گیا +

ذوالاذن الواعی

(۱) عن مکحول عن علی فی قولہ تعالیٰ وتعیہا اذن واعیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلہا اذنک یا علی (اخرجہ الدیلمی) مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیرؑ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (یاد رکھے گا اس کو یاد رکھنے والا کان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا کان تیرے کان بنا دے۔

(۲) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عزوجل امرنی ان اعلمک لتعی فانزلت وتعیہا اذن واعیہ (اخرجہ الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مجھے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم دوں تاکہ تو یاد رکھے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یاد رکھے گا اس کو یاد رکھنے والا کان +

قاضی دین رسول اللہؐ

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی الی قوم یکون بینہم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عزوجل سیہدی لسانک ویثبت قلبک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں مجھ کو جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے یمن کی طرف قاضی کر کے بھیجا میرا سن ابھی بہت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجتے ہیں جن میں اکثر جھگڑے ہوا کرینگے اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کرے گا اور تیرے دل کو ثابت رکھے گا جناب امیر فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جھگڑا فیصل کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضی بہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل البیت (اخرجہ احمد) حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرتؐ نے تعجب فرما کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے کہ ہم اہل بیت میں حکمت عطا فرمائی ہے +

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا من بعدی (اخرجہ احمد) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا علی تم میری امت کو میرے بعد بیان کرنے والے ہو جس میں کہ انکو اختلاف پیش آئے گا +

(۴) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت کے لئے بیان کرنیوالا جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں +

وزیر رسول اللہ

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی ووزیری وخیر من اخلفہ بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بتحقیق میرا بھائی اور میرا وزیر اور جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) قال ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ یرفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینما عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جالس عند شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل رجل متعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ فقال یا ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاتین والا فصمتا ورأیتہ بھاتین والا فعمیتا یقول عن علی انہ قائد البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظہر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللہم اشہد انی سالت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطنی احد شیئا وکان علی فی الصلوۃ راکعا فاوحی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان متختما فیہا فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصرہ وذلک بمرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ رفع یدیہ الی السماء وقال اللہم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرانا ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بایاتنا اللہم وانا محمد نبیک وصفیک اللہم فاشرح صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اہلی علیا اشدد بہ ظہری ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباس رضؓ چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا ابن عباس نے احادیث کے بیان میں توقف کیا۔ وہ شخص حضرتؐ کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے۔ اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہوا اور جس نے نہ پہچانا ہو۔ وہ پہچان لے کہ میں ابو ذر غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں چشم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نیکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتح مند ہوا وہ شخص کہ جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ جس نے اس کو چھوڑا ایک روز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے

مسجد میں سوال کیا کسی نے اُسے کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیرؑ رکوع میں تھے سائل کو اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں نقش دار انگوٹھی پہنے تھے سائل نے انگوٹھی انکی انگلی سے اتار لی یہ تمام ماجرا حضرتؐ دیکھ رہے تھے جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھا کر کہا الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول ڈال تاکہ میری بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں شریک بنا۔ پس اے میرے پروردگار تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اسپر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کریں گے، اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے اور وہ لوگ ہماری نشانیوں کی وجہ سے تکلیف نہ دے سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں پس میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا۔ اور اس کی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

خیر البشر

(۱) عن عقبہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ وقد سقط حاجباہ علی عینیہ فسالناہ عن علی فرفع حاجبیہ فقال ذاک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی مناقبہ) عقبہ بن سعد العوفی سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے اور انکی ابرو کے بال اُن کی آنکھوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیر کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں سے ابرو کے بال اُٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیر البشر ہیں +

(۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابیٰ فقد کفر (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، علی علیہ السلام خیر البشر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

ذو القرنین

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ کنزاً وانک ذو قرنیہا (اخرجہ احمد فی المناقب وابن ابی شیبہ والحکیم الترمذی والحاکم فی المستدرک وابو نعیم فی المعرفۃ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی تیرے لئے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اس کا ذو القرنین ہے یعنی دونوں طرف کا مالک ہے قال الھروی فی تفسیر ذو قرنیہا ای طرفیہا یعنے الجنۃ ہروی ذو القرنین کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ قرنین سے یہاں جنت کے دونوں طرف مراد ہیں +

قال ابو عبیدہ ذو قرنی ہذہ الامۃ ابو عبیدہ کہتا ہے ذو قرنیہا میں ضمیر مؤنث غائب اُمّت کی طرف راجع ہے یعنے یا علی تم اس اُمّت کے ذو القرنین ہو +

(۲) عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحب ذی قرنیہا اخی وابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تمہیں اس اُمّت کے ذو القرنین کی محبت کی وصیت

کرتا ہوں تحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا مگر منافق جس نے کہ اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اُس سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔

(۳) عن ابی الطفیل ان ابن الکوی سال علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیاً کان ام ملکا قال لم یکن نبیا ولا ملکا ولکن کان عبداً صالحاً احب اللہ فاحبہٗ نصح اللہ فنصحہ بعثہ اللہ الی قومہ فضربوہ علی قرنہ فمات ثم احیاہ اللہ لجہادھم ثم بعثہ اللہ الی قومہ فضربوہ علی قرنہ الآخر فمات فاحیاہ اللہ لجہادھم فلذلک سمی ذا القرنین وقال ان فیکم مثلہ (اخرجہ ابن عاصم فی مصنفہ وابن بالسند ما وابن مردویہ وابن الانباری وابن عبد الحکیم فنقلت من کنز العمال) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیشوا ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ آپنے فرمایا نہ نبی تھا نہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اُسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا پھر اس کو خدا نے اسکی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اسکی کنپٹی پر چوٹ لگائی جس سے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ پھر خدا تعالےٰ نے اس کو جہاد کے لئے زندہ کرکے اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اس کی کنپٹی پر مارا وہ مرگیا۔ اسکو پھر انکے جہاد کے واسطے زندہ کیا اسلیئے اس کا نام ذوالقرنین ہوا اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تحقیق تم میں اسکی مثال موجود ہے۔

(۴) عن سالم بن ابی الجعد قال سُئل علی عن ذی القرنین انبی ھو فقال سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھو عبد ناصح اللہ فنصحہٗ ان فیکم لشبیہہ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) سالم بن ابی الجعد کی روایت ہے کہ جناب امیرؑ سے پوچھا گیا کہ ذی القرنین آیا نبی تھا آپنے فرمایا میں نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ وہ ایک بندہ تھا خدا نے اُسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہوگیا۔ بیشک تم لوگوں میں اس کی نظیر موجود ہے۔

(۵) عن مجاھد قال قیل لابن عباس ما تقول فی شان علی بن ابی طالب فقال واللہ ھو احد الثقلین سبق بالشہادتین وصلی القبلتین وبایع البیعتین وھو ابو السبطین الحسنُ والحسینُ وھو مولائی ومولے الثقلین ومثلہ فی الامۃ مثل ذی القرنین ورُدت علیہ الشمس مرتین (اخرجہ الخطیب الخوارزمی) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تم علی کے شان میں کیا کہتے ہو۔ جواب دیا واللہ وہ دو ثقلین یعنے دو بزرگ چیزوں میں سے ایک ہیں (یعنے قرآن اور اہل بیت) اور وہ سب سے اول شہادتین یعنی (شہادت لا الہ الا اللہ و شہادت ان محمد رسول اللہ) کے ادا کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دو قبلوں (یعنی بیت المقدس اور کعبہ) کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اور انہوں نے دو بیعتیں کی ہیں (یعنے بیعت اہل بیعت عقبہ جو ہجرت کے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور ثانی بیعت رضوان جو درخت کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی۔) اور وہ باپ ہیں سبطین کے جو حسن اور حسین ہیں اور وہ میرے اور تمام جن و انس کے مولا ہیں۔ اور امت میں وہ مثل ذوالقرنین کے ہیں اور ان کے آفتاب کو دو دفعہ رجعت ہوئی ہے۔

تنبیہ قال مجد الدین نصیر وز آبادی فی القاموس ذوالقرنین اسکندر رومی لانہ دعاھم الی اللہ عزوجل فضربوہ علی قرنہ فمات فاحیاہ اللہ تعالیٰ ثم دعاھم فضربوہ علی قرنہ الآخر فمات فاحیاہ اللہ تعالیٰ ولانہ بلغ قطری الارض او الضفیرتین لہ او المنذر بن ماء السماء بضفیرتین کانتا فی

قرنی رأسہ علی بن ابیطالب لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ بیتا ویروی کنزا وانک لذو قرنیہ۔ ای لذو طرفی الجنۃ وملکہا الاعظم تسلک ملک الجنۃ کما سلک ذو القرنین جمیع الارض او ذو قرنی الامۃ فاضمرت وان لم یتقدم ذکرہا او ذو جبلیہا الحسن والحسین او ذو شجتین فی قرنی رأسہ احدہما من عمرو بن عبدود والثانیۃ من ابن ملجم لعنہما اللہ ذو القرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں اس وجہ سے کہ جب سکندر نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اسکے سر پر ایک طرف تلوار ماردی کہ وہ شہید ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا بعد اس کے پھر وہ لوگوں کو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے ان کے سر کے دوسری طرف تلوار ماردی کہ وہ شہید ہو گئے۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔ یا ذو القرنین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ زمین کے دونوں طرف پہنچے تھے یا اس سبب سے کہ انکے سر پر دو کلیں نکلی تھیں۔ اور منذر بن ماء السماء کو بھی ذو القرنین کہتے ہیں۔ اس سبب سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے باب میں فرمایا ہے کہ یا علی تیرے لئے بہشت میں ایک گھر ہے یا خزانہ ہے اور تو اس کا ذو القرنین ہے یعنی بہشت اور اس کے ملک عظیم کے دونوں طرف کا مالک ہو اور تو کل بہشت کی سیر کریگا۔ جس طرح سے کہ ذو القرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی بلکہ آپ اس امت کے ذو القرنین ہیں یعنی ضمیر مؤنث کی اس حدیث میں امت کی طرف راجع ہے۔ اگرچہ اسکا ذکر پہلے نہیں آیا۔ یا اس سبب سے کہ آپ اس امت کے بزرگوں کے والد ہیں۔ یعنی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے یا اس سبب سے کہ آپ کے سر اقدس کے دونوں طرف زخم لگے ہیں۔ پہلا عمرو بن عبدود سے اور دوسرا ابن ملجم ملعون سے۔

خاصف النعل

(۱) عن علی قال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج لنا اناس من المشرکین من رؤسائہم فقالوا قد خرج الیکم من ابنائنا وارقائنا وانما خرجوا من خدمتنا فاردد ہم الینا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتہن من مخالفۃ امر اللہ او لیبعثن علیکم من یضرب رقابکم الذین قد امتحن اللہ قلوبہم للتقوی قال بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اولئک یا رسول اللہ قال منہم خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہ (اخرجہ الترمذی وابوداؤد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہمارے پاس مشرکین کے چند رئیس آئے اور کہنے لگے ہمارے لونڈے اور غلام تمہارے پاس چلے آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بھاگے ہیں وہ ہم کو واپس دیدو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آجاؤ ورنہ تم پر ایسے لوگ بھیجے جائیں گے جو تمہاری گردن ماریں گے۔ خدا نے تقویٰ کے ساتھ انکے دل کا امتحان کرلیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا ایک ان میں سے جوتا سینے والا ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوتا جناب امیر کو سینے کے لئے دیا ہوا تھا۔

(۲) عن علی قال ان سہیل بن عمرو اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان قومنا لحقوا بک فارددہم الینا فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رؤی الغضب فی وجہہ ثم قال لتنتہن یا معشر قریش او لیبعثن علیکم رجلا منکم امتحن اللہ قلبہ للایمان یضرب رقابکم علی الدین قیل یا رسول اللہ ابوبکر قال

کاتیل عمر قال لا ولکن خاصف النعل ثم قال علی اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تکذبوا علی فرکذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ سہیل ابن عمرو نے آکر آنحضرت صلی اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا محمدؐ ہماری قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ انکو ہمیں واپس دیدیں۔ حضرت یہانتک غصہ ہوئے کہ غضب کے آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے پھر آپنے فرمایا اے قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایک ایسا آدمی بھیجے گا کہ جس کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ پرکھ لیا ہے۔ وہ دین پر تمہاری گردن ماریگا۔ حضرتؐ سے پوچھا گیا کہ وہ شخص ابوبکرؓ ہیں آپنے فرمایا نہیں پھر پوچھا گیا کیا عمرؓ ہیں آپنے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔ اس حدیث کو روایت کرکے جناب امیر نے فرمایا۔ کیا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا؟ کہ مجھ پر جھوٹ مت بولو اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ آگ میں دھکیلا جائے گا۔

(۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنتھین بنو ولیعۃ او لیبعثن علیھم رجلا کنفسی ینفذ فیھم امری فیقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی قال فمن تعنی قال خاصف النعل وعلی یخصف نعلا (اخرجہ احمد والنسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بنی ولیعہ (یا بنی ولیعہ) متنبہ ہو جائیں یا اُن پر مجھ سا ایک آدمی بھیجا جائیگا وہ اُن سے جنگ کریگا۔ اور ان کی اولاد کو لونڈی اور غلام بنالے گا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچھے سے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کی سردی اپنے ازار کے نیفہ کے قریب محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں۔ فرمایا جوتا سینے والے سے اور جناب امیر جوتا سی رہے تھے۔

قتال

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا منتظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد انقطع شسع نعلہ فرمی بھا الی علی فقال ان منکم رجلا من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ فقال عمر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ النسائی) ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر برآمد ہونے کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر کی طرف اُتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہے کہ قرآن کی تاویل پر جہاد کرے گا۔ جس طرح سے کہ میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپنے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔

الطاہر

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فی النبی وعلی والحسن والحسین وفاطمۃ علیھم السلام (اخرجہ احمد والطبرانی وابن جریر فی تاریخہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دُور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا صرف پانچ شخصوں کی شان میں نازل ہوئی ہے یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور حسنؑ اور حسینؑ اور جناب سیدہ علیہم السلام کے حق میں

(تنبیہ) نزل الابرار میں علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضھم یعنی یہ حدیث اکثر علماء کی رائے کے نزدیک حسن ہے اور بیشک بعض نے اس کی تصحیح کی ہے

الصّادق عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصّدقین قال مع علی لانہ سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء والسیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور۔ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) وابوبکر بن مردویہ و ابن عساکر عن ابی جعفر عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی جناب علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام صادقوں کے سردار ہیں۔

المؤمن عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت اوّل المسلمین اسلاما وانت اول المؤمنین ایمانا (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تو سب مسلمانوں سے اسلام لانے کے رُو سے پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے کے رُو سے مقدم ہے۔

الانزع البطین عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ تعالیٰ قد غفر لک ولولدک ولاھلک ولشیعتک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو پس تو لوگوں کو اس کی خوشخبری بیان کر تحقیق تو انزع اور بطین ہے۔

(تنبیہ) عن ابی سعید التیمی قال کنا نبیع الثیاب علی عواتقنا ونحن غلمان فی السوق فاذا رأینا علیا قنا قلنا ابزرگ اشکم قال علی ما تقولون قال نقول عظیم البطن قال اجل اعلاہ علم واسفلہ طعام (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الدین الطبری) ابو سعید تیمی بیان کرتا ہے کہ ہم بازار میں کپڑے کا بقچہ اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے بیچا کرتے تھے اور ابھی ہم لڑکے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا۔ ہم آپس میں کہنے لگے کہ جناب امیر ابزرگ اشکم ہیں جناب امیر نے کہا تم کیا کہہ رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ اوپر اس کے علم ہے اور نیچے اس کے طعام ہے۔

العابد عن حارثۃ بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کان لعلی بیت فی المسجد کان یتعبد فیہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الخوارزمی) حارثہ بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد ماجد کو روایت کرتا ہے کہ جناب امیر کیلئے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں عبادت کیا کرتے تھے۔

الزاہد عن قبیصۃ قال ما رأیت ازھد الناس من علی ابن ابی طالب (جمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب امیر سے زیادہ کوئی شخص لوگوں میں زاہد نہیں دیکھا۔

کاسر الاصنام عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فصعد علی منکبی فنھضت لاتنھض بہ فرای منی ضعفا

ع انزع آنکہ موئے سر در جانب پیشانی آو نجتہ باشد و فی الحدیث علی الانزع کذافی المنتخب ۱۲

وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علے منکبیہ قال تخیل انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت علیہ تمثال صفر ونحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ شمالہ من بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیت خشیتہ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب والحاکم فی المستدرک) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے حضرتؐ نے مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ اور آپ میرے کندھے پر سوار ہو گئے میں اٹھنے لگا حضرتؐ نے میرا ضعف دیکھ کر فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو میں ریش اقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ خیال ہو سکتا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا چھت پر ایک صورت پیتل یا لوہے کی تھی میں اسے آگے پیچھے دائیں بائیں سے ہلانے لگا یہاں تک کہ میں نے اسے اکھاڑ لیا حضرتؐ نے مجھے فرمایا پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ بت شیشہ کی طرح چور چور ہو گیا پھر میں اتر آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں بھاگ کر گھر میں چھپ گئے تاکہ ہم کو کوئی نہ دیکھے +

الساقی عن ابی سعید الخدریؓ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی خمسۃ احب الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدۃ فھو تکائی بین یدی اللہ عزوجل حتی لیفرغ من الحساب واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ آدم ومن ولدہ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی واما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عزوجل واما الخامسۃ فلست اخشے علیہ ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علیؑ میں ایسی پانچ باتیں ہیں کہ ہمارے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائیگا۔ دوم یہ کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور آدم کی اولاد سب اس کے نیچے ہوگی سوم یہ کہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا رہیگا اور جس کو میری امت سے پہچانتا ہوگا اسے پلائیگا۔ چہارم یہ کہ وہ میرے ستر کا ڈھانپنے والا اور مجھکو میرے خدا کے طرف سپرد کرنیوالا ہے۔ پنجم یہ کہ میں اس کی نسبت ہرگز خائف نہیں کہ وہ اپنی عفت کے بعد زنا کرسکے۔ یا ایمان کے بعد کافر بن جائے۔

الحبیب (۱) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا وان قصری فی الجنۃ وقصر ابراھیم فی الجنۃ متقابلان وقصر علی بین قصری وقصر ابراھیم فیالہ حبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکم والدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میرا اور ابراہیم کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہوگا اور علی کا قصر ہمارے قصروں کے درمیان میں ہوگا۔ پس مبارک ہے اس کے لئے جس کا حبیب دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا۔

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لی قبۃ من مرجان حمراء من یمین العرش وضرب لابراھیم من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بینہما قبۃ من لؤلؤ بیضاء فما ظنکم بحبیب بین الخلیلین (اخرجہ الحاکم) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

شہ علیؑ نے غرض آب وتمرحق ۱۲

جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لئے مرجان سرخ کا خیمہ لگایا جائیگا عرش کے دہنے طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے سبز یاقوت کا قبہ عرش کے بائیں جانب لگایا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان علی کیلئے سفید موتی کا قبہ بنایا جائیگا پس اس حبیب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو کہ دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا ✦

القاری

قال ابو عبید السلمی القاری ما رأیت اقرء من علی قرأ القرآن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قاری ابو عبید السلمی کہتے ہیں میں نے جناب امیرؑ علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں پورا قرآن پڑھ لیا تھا

بیضۃ البلد

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی ابن ابی طالب عمرو بن عبد ود و نعی الی اختہ عمرۃ فقالت من ذا الذی اجترأ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیتہ علی ید کفو کریم ما سمعت بافخر من ھذا فانشأت ؎ لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ لکنت ابکی علیہ آخر الابد لکن قاتلہ من لا نظیر لہ و من کان یدعی قدیما بیضۃ البلد (مطالب السئول) ابوالحسنؒ اثنیٰ سے روایت ہے کہ جب جناب علی بن ابی طالبؑ نے عمرو بن عبد ود کو قتل کیا اور اسکی ہمشیرہ کو اس کے قتل کی خبر لگی وہ پوچھنے لگی کہ اس پر کس نے اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالبؑ نے کہنے لگی اسکی موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے۔ میں نے اس سے کوئی زیادہ فخر و الا زمانہ میں نہیں سنا۔ پھر یہ مرثیہ کہا ؎ اگر عمرو کا قاتل اس کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں ابد تک اس پر روتی رہتی لیکن اُسکا قاتل وہ ہے کہ جس کا مثل کوئی دوسرا نہیں۔ وہ ہمیشہ سے بیضۃ البلد پکارا جاتا ہے ✦

تنبیہ۔ بیضۃ البلد کے معنے لغت میں ہیں الواحدۃ الذی یجتمع الیہ ویقبل قولہ یعنے وہ فرد الافراد کہ جس کے پاس لوگ آکر جمع ہوں اور اس کے کہنے کو ہر طرح سے مانیں ✦

المہدی

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولوا علیا تجدوہ ھادیا و مہدیا (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم اُسے ہادی اور مہدی پاؤ گے ✦

طود النہی

عن ربعی بن خراش قال استاذن عبد اللہ بن عباس علی معاویۃ وقد تحلقت عندہ بطون قریش و سعید بن العاص جالس عن یمینہ فنظر الیہ معاویۃ مقبلا فقال یا سعید لالقین علی ابن عباس مسائل یعیی بجوابہا قال لہ سعید لیس مثل ابن عباس یعیی بمسائلک فلما جلس قال معاویۃ ما تقول فی علی قال رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ علم الھدیٰ وکھف الوریٰ وطود النہی ومحل الحجیٰ و منبع الندیٰ ومنتہی العلم للمتزلق رکن اسعفر فی ظلم الدجیٰ وداعیا الی المحجۃ العظمیٰ مستمسکا بالعروۃ الوثقیٰ واکرم من شہد النجوی بعد محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وکان صاحب القبلتین ابو السبطین، زوجتہ خیر النساء فما یفوقہ احد لم ترعینای مثلہ ولم یسمع سمعای مثلہ فمن ابغضہ فعلیہ لعنۃ رب العباد الی یوم التناد (ذخائر العقبیٰ و ینابیع) واخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن عباس ربعی بن خراش سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے ملنے کو گئے اور داخل ہونے کا اذن مانگا معاویہ کے پاس قریش کے قبائل کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سعید بن العاص بھی اس کے داہنے طرف بیٹھا

اگر مجھکو اس کا خوف نہو کہ تم کام چھوڑ بیٹھو گے البتہ میں تم کو اس سے خبردار کرتا جو کچھ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری کیا ہے اس شخص کی نسبت جو انکی نماز کو دیکھنے والا ہے اور اس ہدایت کا عارف ہو کہ جس پر ہم ہیں

امیر النحل

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین ومن ھھنا قیل لہ امیر النحل (حیوۃ الحیوان للدمیری فی ترجمۃ یعسوب) تحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تم مومنوں کے یعسوب ہو اور مال و دولت منافقوں کا یعسوب بادشاہ ہے دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت امیر کو امیر النحل کہا جاتا ہے۔

ذوالبرقہ

ذوالبرقہ علی بن ابیطالب لقبہ بہ العباس یوم حنین (من قاموس اللغۃ فی البرق) مجدالدین فیروز آبادی علیہ الرحمۃ قاموس میں لکھتا ہے کہ ذوالبرقہ جناب علی بن ابیطالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا۔
وفی المنتخب البرقۃ بالفتح و بشت لقب علی بن ابیطالب کہ در روز حنین عباس رضی اللہ عنہ ایشان را بدان آواز کرد

مثیل عیسیٰ

عن علی قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عیسی احبہ قوم فھلکوا فیہ وابغضہ قوم فھلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون لہ مثلاً من عیسے فنزلت ھذہ الآیۃ ولما ضرب بن مریم مثلاً اذا قومک منہ یصدون (اخرجہ البزار وابو یعلی والحاکم والنطری) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تو عیسیٰ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے اُن سے یہاں تک محبت کی کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے اور ایک قوم نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہوئے پھر آپ نے ارشاد کیا۔ کیا منافق راضی نہیں کہ وہ عیسیٰ کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی اور جب کہاوت لائے مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم لگتی ہے اس سے چلانے +

القرم[۱]

عن عبد المطلب بن ربیعۃ بن الحارث قال اجتمع ربیعۃ بن الحارث والعباس بن عبد المطلب قالا للمطلب بن ربیعۃ والفضل بن عباس ائتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولا یا رسول اللہ قد بلغنا ما ترے من السن فاحببنا ان نتزوج وانت یا رسول اللہ ابر الناس واوصلھم ولیس عند ابوینا ما یصدقان عنا فاستعملنا علی الصدقۃ فلنؤدی الیک ما یؤدی العمال ولنصیب ما کان فیھا من مرفق فبینما ھما فی ذلک اذ جاء علی بن ابی طالب فقال لنا تفعلا واللہ لا یستعمل منکم احدًا علی الصدقات فقال لہ ربیعۃ ھذا من حسدک وقد نلت صھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم نحسدک علیہ فالقی علی رداءہ ثم اضطجع ثم قال انا ابو الحسن القرم واللہ لا ابرح مقامی ھذا حتی یرجع الیکما ابناکما بجواب ما بعثتما بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رجعا ذھبنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ انت ابر الناس واوصل الناس وقد بلغنا النکاح فجئنا لتؤمرنا علی بعض ھذہ الصدقات فنؤدی الیک ما یؤدی الناس ونصیب کما یصیبون فسکت صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ان الصدقۃ لا ینبغی لآل محمد انما ھی اوساخ الناس اخرجہ ابو داؤد والنسائی والطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعۃ بن الحارث) عبد المطلب ربیعہ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب۔[۲] فضل بن عباس کے کہنے لگے تم دونوں آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] القرم ... ۳۰ ... القرم کا ترجمہ ... فائدہ ... ۱۴۰
[۲] مطلب بن ربیعہ اور

ہوا تھا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا میں ابن عباس سے ایسی باتیں پوچھوں گا کہ جس کے جواب میں وہ عاجز رہ جائیں گے سعید کہنے لگا ابن عباس تیرے جیسے شخص کے سوالات میں عاجز نہیں ہو سکتے۔ جب ابن عباس معاویہ کی محفل میں پہنچ کر بیٹھ گئے معاویہ نے ان سے پوچھا تم علی کے حق میں کیا کہتے ہو۔ ابن عباس نے کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے وہ ہدایت کے نشان تھے اور خلقت کے پشت و پناہ تھے۔ اور عقل کے پہاڑ تھے اور دانائی کے محل تھے اور بخشش کے خزانے تھے اور وہ انتہائی علم کی جگہ تھے جو خدا کی قربت کے لئے ہر اور وہ ایک نور تھے جو رات کی تاریکی میں چمکتا تھا اور وہ بزرگ جنت کی طرف بلانے والے تھے اور رسی مستحکم کے ساتھ چنگل مارنے والے تھے اور بعد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مشورہ دینے والے سے زیادہ بزرگ تھے۔ اور وہ دونوں قبلوں کے صاحب تھے۔ اور وہ سبطین کے باپ تھے۔ ان کی زوجہ خیر النساء تھیں۔ پس کوئی شخص ان پر فوق نہیں لے جا سکتا میری دونوں آنکھوں نے ان کی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے ان کی مثل نہیں سنا۔ پس جو شخص ان سے دشمنی رکھے اس پر بندوں کی خدا کی پھٹکار ہو قیامت تک۔

دابۃ الجنۃ عن عمرو بن جموح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمر ابن الخطاب هل اریک دابۃ الجنۃ تاکل الطعام وتشرب المشروب وتمشی فی الاسواق قال هذا دابۃ الجنۃ واشار الی علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن جموح سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا تمہیں جنت کا چارپایہ دکھاؤں جو کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے پھر فرمایا یہ ہے جنت کا چارپایہ اور جناب علی کی طرف اشارہ کیا۔

ایلیا عن علی قال لما اخذت الرایۃ یوم خیبر قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امض بها فجبریل معک والنصر امامک والرعب مبثوث فی صدور القوم واعلم یا علی انہم یجدون فی کتبهم ان الذی یدمر علیہم اسمہ ایلیا فاذا لقیتهم فقل انا علی فانهم یخذلون انشاء اللہ تعالی فقال علی فمضیت بها حتی اتیت الحصن فقال لی حبر من احبارهم من انت فقلت له انا علی ابن ابی طالب فقال قد علوتم وما انزل علی موسی افکا (اخرجہ ابن مردویہ فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے روز میں نے علم کو ہاتھ میں لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جاؤ جبریل تمہارے ساتھ ہے اور فتح تمہارے آگے ہے تمہارا رعب قوم کے دلوں میں بکھرا ہوا ہے اے علی جان لے کہ یہود اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جو شخص کہ ان کو ہلاک کریگا اس کا نام ایلیا ہو گا جب تو ان سے ملے تو کہو کہ میں علی ہوں۔ خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جائیں گے جناب امیر کہتے ہیں کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا علماء یہود میں سے ایک عالم نے مجھ سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا علی ابن ابیطالب یہودی عالم کہنے لگا بیشک تم غالب ہو گئے موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ نہیں نازل کیا گیا۔

فقاب عین الفتنۃ (۱) عن زر بن حبیش انہ سمع علیا یقول انا فقات عین الفتنۃ ولولا انا ماقوتل اهل النهر ان لولا انی اخشی ان تترکوا العمل لاخبرتکم بالذی قضی اللہ عزوجل علی لسان نبیکم لمن قاتلهم مبصرا لضلالتهم عارفا بالهدی الذی نحن علیہ (اخرجہ الغسانی) زر بن حبیش نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فتنہ کی چشم کا پھاڑنے والا ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی مارے جاتے

علیہ وسلم کے حضور میں جاکر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ہم جوان ہو گئے ہیں ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور قرابت والوں کے لئے صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں۔ ہمارے والد ہماری طرف سے مہر ادا کرنیکی مقدرت نہیں رکھتے حضور ہم کو عامل زکوٰۃ مقرر فرمائیں۔ تاکہ جس طرح دوسرے عامل ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں بھی اس سے فائدہ حاصل ہو جائے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جناب امیرؑ تشریف لائے اور ہم سے فرمانے لگے تم حضرتؐ کے پاس مت جاؤ۔ واللہ حضرتؐ تم میں سے ایک کو بھی زکوٰۃ پر عامل نہیں مقرر فرماویں گے۔ ربیعہ نے یہ سُنکر کہا آپ یہ بات حسد کی وجہ سے کہتے ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کو مشرف ہو گئے تو ہم نے حسد نہ کیا۔ جناب امیر نے یہ سُنکر اپنی رداء مبارک زمین پر بچھادی اور لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابوالحسن شیر نر ہوں۔ بخدا میں اس مقام سے اس وقت تک نہیں ٹلونگا جب تک کہ تمہارے دونوں لڑکے حضرتؐ کے پاس سے تمہاری بات کا جواب لے کر واپس نہ آئیں جب واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہم نے حضرتؐ کی خدمت میں جاکر عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور رشتہ داروں کے حق میں سب سے صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہم جوان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ہم حضور کی خدمت میں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور ہم کو صدقات پر عامل مقرر فرماویں۔ تاکہ جس طرح سے لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں۔ اور جو فائدہ انکو ملتا ہے ہم کو بھی ملے حضرت تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر فرمانے لگے۔ آلِ محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے۔

تمت

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الْاَوَّلُ مِنْ اَرْجَحِ الْمَطَالِبِ فِیْ عَدِّ مَنَاقِبِ
اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
وَیَلِیْہِ الْبَابُ الثَّانِیْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

ہر قسم کی کتب ملنے کا اعلیٰ مرکز

(ادارہ علوم آل نبی ۱۲ - شادباغ لاہور)

باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسوم بہ

اَلنَّصُّ الْجَلِیُّ مِمَّا نَزَلَ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فِیْ عَلِیٍّ ؑ

مقدمہ

(۱) **عن** ابن عباس قال ما انزل یا ایھا الذین امنوا۔ الا علی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما ذکر علیا الا بخیر (اخرجہ احمد فی المناقب والطبرانی وابن ابی حاتم وابن ابی عبد البر فی الاستیعاب علامہ ابن حجر فی الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایھا الذین آمنو کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

(۲) **عن** حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال ما نزلت یا ایھا الذین آمنوا الا کان علی لبھا ولبابھا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایھا الذین آمنو نازل نہیں ہوا کہ مگر علی اس کے لب لباب تھے۔

(۳) **عن** ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ وابن حجر فی الصواعق المحرقہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

(۴) **عن** علی قال نزل القرآن ارباعا۔ فربع فینا۔ وربع فی عدونا۔ وربع سیر وامثال وربع فرائض و احکام ولنا کرائم القرآن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے پس اسکا ایک ربع ہماری شان میں اور ایک ربع ہمارے دشمنوں کے حق میں ہے اور ایک ربع میں قصص و امثال ہیں۔ اور ایک ربع میں فرائض اور احکام ہیں۔ اور ہماری شان میں قرآن مجید کی آیتیں ہیں۔

(۵) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلثمائۃ آیۃ (اخرجہ ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

(۶) عن مجاهد رحمة الله علیه قال نزل فی علی سبعون آیة (اخرجه ابوبکر بن مردویه) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر آیتیں اتری ہیں۔

آیات

(۱) انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (سورہ احزاب) ترجمہ: نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا

(۱) عن عائشة رضی الله عنها خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (اخرجه احمد والمسلم والترمذی وابن شیبة وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم والسیوطی فی الدر المنثور) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی کملی منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے انکو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی آپ نے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے ان کو بھی لے لیا۔ پھر جناب علی تشریف لائے آپ نے ان کو بھی اس میں لے لیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ نہیں چاہتا ہے۔ اللہ مگر یہ کہ دور لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمة قالت ان هذه الآیة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نزلت فی بیتی وانا جالسة عند الباب فی البیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلی وفاطمة وحسن وحسین فجللهم بکساء وقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وخاصتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا فقالت وانا معهم یا رسول الله قال انک علی الخیر (اخرجه المسلم والترمذی وصححه والدولابی والبیهقی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححه وابن مردویه والسیوطی فی الدر المنثور) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بتحقیق یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا میرے گھر میں نازل ہوئی ہے۔ میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ اور گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے انکو چادر اڑھا کر فرمایا۔ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور انکو پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انکے ساتھ ہوں فرمایا تم بہتر جگہ پر ہو۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمة قال نزلت هذه الآیة علی النبی صلی الله علیه وسلم انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا فی بیت ام سلمة وانا فی بیت ام سلمة فدعا النبی صلی الله علیه وسلم فاطمة وعلیا وحسنا وحسینا فجللهم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا قالت ام سلمة انا معهم یا رسول الله قال انت علی مکانک انت علی الخیر (اخرجه احمد والترمذی وابن جریر

والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور میں بھی انہیں کے گھر میں تھا کہ حضرتؐ نے جناب فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر ان پر چادر ڈال دی پھر دعا کی اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں ان کو نجاست کو دور کیا اور پاک کر ان کو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں فرمایا تو اپنی جگہ پر ہو اور تو بھی نیکی پر ہے

(۴) عن واثلة بن الاسقع قال اتيت فاطمة اسالها عن علي فقالت توجه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلست انتظره واذا برسول الله صلى الله عليه وسلم قد اقبل ومعه علي والحسن والحسين فاخذ بيد كل واحد منهم حتى دخل الحجرة فاجلس الحسن على فخذه اليمنى والحسين على فخذه اليسرى واجلس عليا وفاطمة بين يديه ثم القى عليهم الكساء ثم قرء انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (اخرجه احمد وابو حاتم والحاكم وصححه والبيهقي والديلمي وابن ابی شیبة وابن جریر وابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں انکے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ناگہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ حسن علیہ السلام کو دہنے زانو پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور حضرت سیدہ کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ ان پر چادر ڈال کر اس آیت کو پڑھا کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۵) عن سعد قال لما نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية ادخل عليا وفاطمة وابنيهما تحت ثوبه ثم قال اللهم هؤلاء اهلي واهل بيتي (اخرجه ابن جرير وابن مردويه والحاكم والسيوطي في الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ نے علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اُڑھا کر فرمایا۔ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں۔

(۶) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال لما دخل علي بفاطمة جاء النبي صلى الله عليه وسلم اربعين صباحا الى بابها يقول السلام عليكم ورحمة الله وبركاته الصلوة رحمكم الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا انا حرب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم (اخرجه ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کا نکاح جناب سیدہ سے ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے رہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ کرے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے۔

(۷) عن انس بن مالکؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی صلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ احمد والترمذی وابن ابی شیبۃ وحسنہ ابن المنذر وصححہ الحاکم وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق چھ مہینے تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کے وقت گذرتے رہے اور فرماتے رہے۔ اے اہل بیت نماز کا وقت ہے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۸) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر فکان اذا اصبح اتی علی باب فاطمۃ وھو یقول اھل البیت یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ الطبرانی وفی روایۃ ابن جریر وابن مردویہ ثمانیۃ اشھر ھکذا اخرجہ السیوطی فی الدر المنثور) ابو الحمراء رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے تک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا۔ جب صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر تشریف لیجا کر فرماتے اے اہل بیت خدا تم پر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو اور خوب پاک کرنا۔

(۹) عن ابن عباسؓ قال شھدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر یاتی کل یوم باب علی ابن ابی طالب عند وقت کل صلوٰۃ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کے وقت جناب امیر کے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اہلبیت نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال انھا نزلت فی خمسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین علیھم السلام (اخرجہ احمد والطبرانی والطبری وعند ابن جریر مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الایۃ انزلت فی خمسۃ فی وفی علی والحسن والحسین وفاطمۃ کذا فی الصواعق المحرقۃ وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقال البدخشی فی منزل الابرار وایضا اخرجہ السیوطی فی فی تفسیرہ الدر المنثور) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر پنج تن پاک یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی میرے اور

علی اور فاطمہ اور حسنین کے (یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے)

(۱) عن الحسن بن علیؓ قال نحن اہل البیت الذی قال اللہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ ابن سعد وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) جناب حسن بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اہلبیت ہم لوگ ہیں جن کے حق میں یہ آیۂ تطہیر نازل ہوا ہے۔

(۲) فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ اے محمد کہہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں۔ اللہ کی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما انزلت ھذہ الآیۃ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا وقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی فی الخصائص)

سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب آیت کہ (اے محمد کہہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وابناءنا الحسنؓ والحسینؓ ونساءنا فاطمۃ (اخرجہ الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابناءنا سے جناب حسن اور حسین اور نساءنا سے جناب سیدہ مراد ہیں۔

(۳) عن ابن عباس قال ان رھطا من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ما شأنک تذکر صاحبنا قال من ھو قالوا عیسیٰ تزعم انہ عبد اللہ قال اجل قالوا فھل رأیت مثل عیسیٰ وانبئت بہ ثم خرجوا من عندہ فجاءہ جبریل فقال لہ قل لھم اذا اتوک ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم وفی روایۃ ان احدا منھم قال لہ المسیح ابن اللہ لا اب لہ وقال الآخر ھو اللہ لانہ احیا الموتی واخبر بالغیوب وابرء الاکمہ والابرص وخلق من طین طیرا وتزعم انہ عبد اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ھو عبد اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم فغضبوا فقالوا انما لا ترضی الا ان تقول ھو اللہ وقالوا ان کنت صادقا فارنا عبد اللہ یحیی الموتی ویشفی الاکمہ والابرص ویخلق من الطین طیرا فینفخ فیہ فیطیر فسکت عنھم فنزل الوحی یقول لہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقولہ تعالیٰ فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ثم قال لھم ان اللہ امرنی ان لم تنقادوا للاسلام اباھلکم ثم انھم وعدوا الی الغد فلما اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل معہ علیؓ والحسنؓ والحسینؓ وفاطمۃ وعند ذلک قال لھم اسقفاتی لا اری وجوھا

لو سالوا اللہ ان یزیل الجبل لازالہ فلا تباھلوا فتھلکوا ولا یبقی علی وجہ الارض نصرانی فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا بتھا ھلک (اخرجہ ابو حاتم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ نجران کے چند آدمی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے۔ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کون ہیں وہ بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد کیا میرا گمان بجا ہے وہ کہنے لگے آپ عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں یا آپکو ان کے جیسے کی خبر لگی ہے تو آپ ہم کو بتائیں یہ کہکر وہ لوگ حضرت کے پاس سے چلے گئے۔ پس جبرئیل علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لاکر کہنے لگے جب وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہدیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہٖ حضرت آدمؑ کی طرح سے ہیں (ایک روایت میں اس طرح پر ہے) کہ نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت کی جناب میں عرض کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہیں ہے اس کے ساتھ والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے۔ مُردے زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے اور اندھے کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ انکو خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا وہ خدا کا بندہ اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا بندہ ایسا دکھا دیں۔ جو مردہ کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھے کرے، اور مٹی سے جانور بنائے اور پھر اُن میں رُوح پھونکے اور وہ اڑ جائیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ تجھے اس کا علم آگیا ہے پس کہدے آو بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر پھر آپ نے نصاریٰ کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے۔ اسقف نے اُن سے کہا میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دُعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدا تعالیٰ اس کو اس کی جگہ سے ٹلا دے گا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو۔ ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ پس اُن کا اسقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کرنے لگا ہم مباہلہ نہیں کرتے ✦

(۴) عن الدار قطنی ان علیا یوم الشوریٰ ای احتج علی اھلھا فقال لھم انشدکم باللہ ھل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم منی ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ وابناءہ ابناءہ غیری قالوا اللھم لا (دار قطنی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوریٰ سے اپنے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو آپ نے اپنے بیٹے قرار دیا ہے سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں ✦

(۳) قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (حم) ترجمہ اپنی قوم سے کہدے تو اے محمدؐ کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اُجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت +

(۱) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الاٰیۃ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ۔ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذی امرنا اللہ تعالیٰ بمودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما (اخرجہ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والبغوی عن مقاتل والکلبی والحاکم والدیلمی والطبری) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (اپنی قوم سے کہدے تو اے محمدؐ کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اُجرت نہیں طلب کرتا ہوں ۔ مگر قرابت والوں کی محبت) لوگوں نے عرض کیا کہ جن لوگوں کی محبت کے لئے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان دونوں کے بیٹے +

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اھل البیت فی حٰمٓ اٰیۃ لا یحفظ مودتنا الا کل مؤمن ثم قرأ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (اخرجہ ابو الشیخ) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایکدفعہ آپنے فرمایا ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورہ حٰم میں ایک آیت ہے نہیں نگاہ رکھے گا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن ۔ پھر آپنے اس آیت کو پڑھا کہدے اپنی قوم سے اے محمدؐ کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اُجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت +

(۴) وقفوھم انھم مسئولون (سورہ والصّٰفّٰت) ترجمہ اور کھڑا کرو انکو تحقیق اُن سے پوچھنا ہے،

(۱) عن ابی سعید وابن عباس رضی اللہ عنھما فی قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون یوم القیامۃ عن ولایۃ علی (اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ ۔ وابوبکر بن مردویہ ۔ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اور کھڑا کرو ان کو تحقیق اُن سے پوچھنا ہے قیامت کے دن علی کی ولایت سے +

(۵) انما انت منذر ولکل قوم ھاد (سورہ رعد) ترجمہ اس کے سوا نہیں کہ تو اے محمدؐ ڈرانیوالا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک راہ دکھانے والا ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ انا المنذر وعلی الھادی واشار بیدہ الی علی وقال بک یھتدی المھتدون (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم فی کتابہ ما نزل من القرآن فی علی وابوبکر بن مردویہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور علی ہادی ہیں اور آپنے جناب علی کی طرف دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علی ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پاویں گے +

عن ابی برزۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی علیہ سلم یقول انما انا منذر ووضع یدہ علی صدر نفسہ ثم وضعھا علی صدر علی ویقول ولکل قوم ھاد (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا پھر جناب علی کے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے +

(۳) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر ولکل قوم هاد وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی صدرہ فقال انا المنذر واومی بیدہ الی منکب علی فقال انت الهادی وبک یهتدی المهتدون (اخرجه ابن جریر وابن مردویہ وابونعیم فی المعرفة والدیلمی وابن عساکر وابن النجار والسیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکے سوا نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ بتانیوالا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ڈرانیوالا ہوں۔ اور ہر قوم کے لئے ایک راہ بتانے والا ہے۔

اور علی کے کندھے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا وہ راہ بتانیوالا ہے اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائینگے

(۶) ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا (سورۃ الدھر) ترجمہ:۔ اور کھلاتے ہیں کھانا اسکی محبت پر فقیروں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو ؛

(۱) عن ابن عباس قال اجر علی علی نفسه لیلة بسقی نخل بشعیر لیلة حتی اصبح فلما قبض الشعیر طحن منه فجعلوا منها شیئا لیاکلوه یقال له الخریرة رقیق بلا دهن فلما تم انضاجه اتا مسکین فسال فاطعموه ایاه ثم صنعوا الثلث الثانی فلما تم انضاجه اتا یتیم فسال فاطعموه ایاه ثم صنعوا الثلث الباقی فلما تم انضاجه اتا اسیر من المشرکین فاطعموه ایاه فنزلت هذه الآیة هذا قول الحسن والقتادة قال سعید بن جبیر محبوس من اهل القبلة (اخرجه الواحدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کے لئے کی جب صبح ہوئی تو انکو اجرت میں جو دستیاب ہوئے آپ نے انکو لیکر پیسا اور ایک تہائی کا پتلا سا حریرہ گھی کے بغیر پکایا جب پک چکا۔ ایک مسکین نے سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا اسکو کھلا دیا۔ پھر دوسری تہائی کو پکایا۔ جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے آکر سوال کیا آپنے وہ سارا بھی اس کو کھلا دیا۔ پھر تیسری تہائی کو پکوایا اس کے پختہ ہونے پر مشرکوں کے ایک قیدی نے آکر سوال کیا آپ نے وہ سارا اس کو بھی کھلا دیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے سعید بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ میں سے تھا ؛

(۲) عن ابن عباس ان الحسن والحسین مرضا فعادهما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعه ابوبکر و عمر فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ابنیک فنذر علی وفاطمة وفضة جاریة لهما ان برأ منها بهما ان یصوموا ثلثة ایام فشفیا وما معهم شیئ فاستقرض علی من شمعون الیهودی الخیبری ثلثة اصوع من الشعیر فطحنت فاطمة صاعا واختبزت خمسة اقراص علی عددهم ووضعتها بین ایدیهم لیفطروا فوقف علیهم سائل فقال السلام علیکم اهل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنة فاثروه وباتوا لم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاما فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیهم فوقف علیهم یتیم فاثروه ووقف علیهم اسیر فی الثالثة ففعلوا مثل ذالک فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسن والحسین واقبلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ابصرهم وهم یرتعشون کالفراخ من شدة الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم فقام فانطلق معهم فرای فاطمة فی محرابها قد التصق ظهرها ببطنها وغارت عیناها فساءه ذالک فنزل جبرئیل فقال خذها یا محمد هناک اللہ فی اهل بیتک فاقرأه هذه الآیة ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا

اخرجہ الزمخشری فی الکشاف (۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لیکر انکی عیادت کے لئے تشریف لائے صحابہ نے عرض کیا یا ابا الحسن اگر آپ ان اپنے نور چشموں کے لئے نذر مانتے تو بہتر تھا۔ پس جناب امیر اور جناب سیدہ اور فضہ انکی لونڈی نے انکی تندرستی پر تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی۔ پس جب وہ دونوں صاحبزادے صحت یاب ہو گئے سب نے مل کر روزے رکھے انکے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا جو افطار کے لئے کام آتا جناب امیرؑ نے شمعون خیبری یہودی سے جو کے تین پیمانے قرض لئے اس میں سے ایک پیمانے کو جناب سیدہ علیہا السلام نے پیسکر پانچ روٹیاں انکی تعداد کے موافق پکائیں جب افطار کے لئے انکے آگے رکھیں۔ ایک سائل نے آکر صدا کی السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کچھ کھلاؤ خدا تم کو جنت کی نعمتوں سے سیر کرے۔ سب نے اپنا کھانا اُسے بخشدیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور پھر دن بھر روزہ رکھا جب رات ہوئی اور افطار کے لئے کھانا پکایا گیا ایک سائل نے آکر آواز دی میں یتیم ہوں سب نے اپنا کھانا اُسے اُٹھا دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس اسی طرح سے تیسرے روز کی افطاری ایک قیدی کو بخشدی صبح کو جناب امیر حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے گئے وہ دونوں صاحبزادے مرغ کے چوزہ کی طرح کانپ رہے تھے حضرتؐ نے انکو دیکھ کر فرمایا انکی یہ کیا حالت ہو جس سے مجھے رنج پیدا ہو رہا ہے۔ پھر آپ جناب امیرؑ کے گھر میں تشریف لے گئے جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور ان کی آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں حضرتؐ کو یہ دیکھ کر نہایت ملال ہوا۔ اتنے میں جناب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور کہنے لگے یا محمدؐ یہ لیجئے خدا تعالیٰ آپ کو آپکے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو +

(۷) من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا (سورۃ النساء) ترجمہ جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں۔ اور انکی رفاقت اچھی ہے +

(۱) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ من یطع اللہ والرسول الخ قال علیؑ یا رسول ہل نقدر ان نزورک فی الجنۃ کما نزورک قال رسول اللہ ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ہذہ الآیۃ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم الخ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فقال ان اللہ قد انزل بیان ما سالت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت الصدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت میں یطع اللہ والرسول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں گے جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کے لئے اس کا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کی امت میں سب سے پہلے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ وہ لوگ

ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بلوا کر فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یا علی تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے اور مجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۸) والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (سورۃ الزمر) ترجمہ اور وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے اور وہ جس نے کہ تصدیق کی اسکی وہی لوگ رستگار ہیں۔

(۱) عن مجاهد فی قوله تعالیٰ الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق به قال علی۔ (اخرجه ابن عساکر والحافظ ابو نعیم فی الحلیة والفقیه ابن المغازلی فی المناقب) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے وہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے کہ تصدیق کی اسکی وہ جناب امیرؑ ہیں +

(۲) عن ابی هریرة والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق به قال علی ابن ابیطالب (اخرجه ابن مردویه والسیوطی فی الدر المنثور) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ والذی جاء بالصدق سے جناب رسالت مآب وصدق بہ سے جناب علی علیہ السلام مراد ہیں +

(۹) یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (سورۃ التوبہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ +

(۱) عن ابن عباس قال مع علی کانه سید الصادقین (اخرجه الثعلبی فی تفسیره والحافظ ابو نعیم فی حلیة الاولیاء وسبط ابن الجوزی والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ذکر ساتھ صادقوں کے کہتے ہیں کہ ساتھ علی کے کیونکہ وہ صادقوں کے سردار ہیں +

(۲) عن ابی جعفر فی قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی (اخرجه ابن عساکر وابوبکر بن مردویه) جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت (کہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ) کی تفسیر میں روایت ہے کہ علیؑ کے ساتھ ہو جاؤ +

(۱۰) والذین آمنوا باللہ ورسوله اولئك هم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم (سورۃ الحدید) ترجمہ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پس وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں اُنکے لئے اُنکے رب کے پاس انکا اجر اور انکا نور ہے۔

عن ابن عباس قال انها نزلت فی علی (اخرجه احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیره وابن المغازلی فی المناقب) ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے +

(۱۱) من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر (سورۃ احزاب) ترجمہ اور بعض مومنوں سے وہ مراد ہیں کہ سچ کر دکھایا جو عہد کہ خدا سے انہوں نے باندھا تھا پس ایک ان میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے۔

عن عکرمة قال سئل علی وهو علی المنبر منبر الکوفة من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ

علیہ فقال اللہم غفرا ھذہ الآیۃ نزلت فی وفی عمی حمزۃ فی ابن عمی عبیدۃ بن الحارث فانہ قضی نحبہ یوم بدر فاما عمی حمزۃ فانہ قضی نحبہ یوم احد واما انا فانتظر اشقاھا یخضب ھذہ من ھذہ واشار الی لحیتہ وراسہ وقال عہد عہدہ الی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن مردویہ وسبط ابن الجوزی وابن حجر فی الصواعق المحرقہ)

عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک مرتبہ کوفہ کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ان سے اس آیت کو (اور بعض مومنوں سے ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جو عہد کیا کہ خدا سے باندھا تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے جناب امیرؑ نے فرمایا اے خدا بخشیو یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچیرا بھائی عبیدہ بن الحارث بدر کے روز اپنا کام پورا کر چکا۔ اور اُحد کے روز میرے چچا حمزہ اپنا کام پورا کر گئے اب میں اس اُمت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں پھر آپ نے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ وہ اسکو اس کے خون سے رنگین کرے گا۔ میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے +

(۱۲) ھذان خصمان اختصموا فی ربہم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من النار یصب من فوق رؤسھم الحمیم یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود ولھم مقامع من حدید کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا وذوقوا عذاب الحریق۔ ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت جنٰت تجری من تحتھا الانھر یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر (سورۃ الحج) ترجمہ یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے انکے واسطے ہیں آگ کے کپڑے ڈالتے ہیں انکے سر پر کھولتا پانی۔ نچڑ جاتا ہے اس سے جو انکے پیٹ میں ہے اور کھال بھی انکے واسطے موگریاں ہیں لوہے کی جب رہ چاہیں کہ نکل پڑیں اس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالے گئے وہ اندر اور چکھتے رہو جلن کی مار۔ بیشک اللہ داخل کریگا انکو جو لائے ایمان اور کی بھلائیاں۔ باغوں میں بہتی ہیں انکے نیچے نہریں گہنا پہناوینگے انکو وہاں کنگن سونے کے اور موتی انکی پوشاک ہے وہاں ریشم کی +

(۱) عن قیس بن عبادۃ قال قال علی انا اول من یجثوا بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیامۃ قال قیس وفیہم نزلت۔ ھذان خصمان اختصموا فی ربہم قال ھم الذی تبارزوا یوم بدر۔ حمزۃؓ وعلیؓ وعبیدۃؓ بن الحارث وعتبہ ربیعہ والولید بن عتبہ (اخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں سب سے اول خدا کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ (دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر) ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بدر کے روز جنگ کی ہے۔ وہ جناب حمزہؓ اور علیؓ اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

(۲) عن علی قال فینا نزلت ھذہ الآیۃ وفی مبارزتنا یوم بدر ھذان خصمان اختصموا فی ربہم (اخرجہ البخاری) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت ہمارے اور بدر کے روز ہمارے مقابلہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی یعنی یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر +

(۳) عن ابی ذر انہ کان یقسم لنزلت ھذہ الآیۃ فی حمزۃ وعلی وعبیدۃ بن الحارث وعتبہ بن ربیعہ وشیبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ (اخرجہ النابلسی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر

کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جناب حمزہؓ اور علیؓ اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۳) ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء (سورۃ جاثیہ) ترجمہ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ کر دیں ہم انکو مانند ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے۔

عن ابن عباس قال نزلت فی علی وحمزۃ وعبیدۃ بن الحارث فالذین اجترحوا السیئات عتبۃ وشیبۃ والولید والذین آمنوا وعملوا الصلحت علی وحمزۃ وعبیدۃ (اخرجہ السبط ابن الجوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علیؓ اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس اس آیت میں وہ لوگ کہ کرتے ہیں۔ برائیاں اور عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں۔

(۱۴) افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ (سورہ ھود) ترجمہ آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے متصل ایک گواہ آوے اسی کی طرف سے۔

(۱) عن عباد بن عبد اللہ الاسیدی قال سمعت علیا یقول وھو علی المنبر ما من رجل من قریش الا وقد نزلت فیہ آیۃ او آیتان فقال رجل فما نزل فیک ثم قال ما انک لو لم تسالنی علی رؤس القوم ما حدثتک ویحک ھل تقرأ سورۃ ھود ثم قرأ علی افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاھد منہ (اخرجہ ابن حاتم وابن المغازلی فی المناقب وابن عساکر وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور والثعلبی والواحدی فی تفسیرہما وابن جریر الطبری والطبرانی فی المعجم الکبیر وابن مندۃ وابو الشیخ وابو نعیم والمتقی فی کنز العمال وصاحب تفسیر معالم التنزیل۔ عباد بن عبد اللہ الاسیدی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص کہنے لگا آپکے حق میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر نے کہا اگر تو لوگوں کے سامنے مجھ سے نہ پوچھتا تو میں تجھ سے بیان نہ کرتا۔ افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے سورہ ہود کو کبھی نہیں پڑھا ہے پھر جناب امیرؑ نے اس آیت کو پڑھا (کہ آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے متصل ایک گواہ آوے اسی کی طرف سے) پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینۃ من ربہ (یعنی اپنے رب کے دلیل روشن پر) ہیں اور میں شاھد منہ (یعنی اس کی طرف سے گواہ) ہوں۔

(۲) عن ابن عباسؓ افمن کان علی بینۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشاھد منہ علی بن ابیطالب خاصۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افمن کان علی بینۃ من ربہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شاھد منہ سے خاص کر علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

(۱۵) فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین (سورۃ التحریم) ترجمہ بے شک اللہ وہی رفیق ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور مومنوں کا نیک۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین

علی بن ابی طالب (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابونعیم وابن ابی حاتم والسیوطی فی الدر المنثور والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں +

(٢) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ وصالح المومنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ الحافظ ابونعیم فی کتابہ ما نزل من القرآن فی علی وابن عساکر۔ وابن مردویہ وفخر الرازی فی الاربعین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں +

(١٦) وتعیھا اذن واعیہ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ اور یاد رکھے اُس کو کان سُننے والا +

(١) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک لتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیھا اذن واعیہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابونعیم فی ما نزل من القرآن فی علی وابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ یا علی ہم تمہیں تعلیم کریں تاکہ تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے کہ تمہیں یاد رکھائے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد رکھے اسکو سُننے والا کان +

(٢) عن مکحول عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعل اذنک واعیہ یا علی ففعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) مکحول جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے خدائے پاک سے مانگا ہے وہ سُننے والا کان تیرے کانوں کو بنا دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا جناب امیر کہا کرتے تھے پس میں نے اُس روز سے کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو +

(٣) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ وتعیھا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی وقال علی فما نسیت شیئا بعد ذلک (اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء وابن المغازلی فی المناقب والثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ اور یاد رکھے اسے کان سُننے والا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ یا علی وہ اسے تیرے کان بنائے جناب امیر فرمایا کرتے تھے اسکے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی۔

(١٧) افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوٗن (سورہ سجدہ) ترجمہ: آیا وہ شخص کہ مومن ہو سکتا ہے مثل اس کی کہ فاسق ہے؟ +

(تنبیہ) اخرجہ الواحدی وابن عساکر۔ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس واخرجہ جریر والحافظ الحسکانی عن عطاء بن یسار واخرج ابن عدی والخطیب فی تاریخہ من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت فی علی والولید بن عقبۃ ابن ابی معیط واخرج الخطیب وابن عساکر من طریق لیثہ عن عمرو بن دینار عن ابن قال انھا نزلت فی علی وعقبۃ ابن ابی معیط لا الولید ولباب النقول

فی اسباب النزول السیوطی) امام واحدی اور ابن عساکر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور علامہ ابن جریر اور حافظ السلفی نے عطا ابن یسار سے روایت کیا ہے اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی کے طریق سے ابی صالح سے کہ اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری روایت میں خطیب اور ابن عساکر لبیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے اور اُس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقبہ کے حق میں نہیں بلکہ اسکے باپ عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے ✦

(۱) عن ابن عباس قال ان الولید قال لعلی انا احد منك سنانا وابسط لسانا واملاء للکتیبۃ فقال له علی اسکت انما انت فاسق فانزل اللہ تعالیٰ تصدیقا لعلی افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا قال قتادۃ ما استووا فی الدنیا ولا عند اللہ ولا فی الاخرۃ ثم اخبر منازل الفریقین فقال تعالیٰ اما الذین امنوا (اخرجہ الواحدی) (کذا فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ولید جناب امیر سے کہنے لگا میں تم سے تیز نیزہ والا ہوں اور تیز زبان ہوں اور بھاری تلوار والا ہوں جناب امیر نے اس سے فرمایا خاموش رہ تو فاسق ہے پس خدا تعالیٰ نے جناب امیر کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن ہے مثل اس شخص کے جو کہ فاسق ہے! قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ وہ دونو ہرگز نہ دُنیا میں نہ خدا کے پاس نہ آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ پھر خدا نے فریقین کے مرتبہ سے خبردار کیا ہے اور فرمایا ہے پر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں ✦

(۲) قال حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ — انزل اللہ الکتاب العزیز فی × علی وفی الولید قرانا × فتبوا الولید من ذاك ضنقا × وعلی متبوا ایمانا × لیس من کان مؤمنا عرف اللہ × کمن کان فاسقا خوانا × سوف یجزی الولید خزیا ونارا × وعلی لاشك یجزی جنانا × فعلی یلقی لدی اللہ عزا × والولید یلقی هناك هوانا × خدا نے عزت والی کتاب کو علی اور ولید کے حق میں نازل فرمایا۔ اور ولید کا فسق ٹھکانا جتایا اور علی کا ایمان ٹھکانا بتایا۔ نہیں ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس شخص کے جو فاسق اور خائن ہے عنقریب دوزخ میں ولید رسوا کیا جاویگا اور علی کو بیشک جنت میں جزا ملے گی پس علی خدا سے عزت کے ساتھ ملیں گے اور ولید وہاں رسوا ہوگا ✦

(۱۸) اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستون عند اللہ (سورۃ توبہ) **ترجمہ** کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک ✦

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت هذا الاٰیۃ فی علی والعباس (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہے ✦

(۲) عن اخرج ابو حاتم وابو الشیخ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن منذرۃ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول النسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا والعباس وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقائم علیها فقال

علی ولا ادری لقد صلیت ستۃ اشہر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالیٰ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ
ابو حاتم اور ابو الشیخ اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر میں اور واحدی اسباب النزول میں اور قرطبی اور ابن اثیر جامع الاصول میں اور نسائی سنن میں اور سیوطی در منثور میں اور حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم مفاخرت کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو اسی میں رہا کروں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں زمزم کا متولی ہوں اور اس کا نگہبان ہوں۔ پس جناب امیر نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور میں خدا کے راستہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر الخ +

(۱۹) الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورۃ بقرہ) **ترجمہ** جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر پس انکے لئے انکا اجر ہے انکے رب کے پاس اور ان کو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے +

عن ابن عباس رض فی قولہ تعالیٰ الذین ینفقون اموالھم الخ قال نزلت فی علی کانت معہ اربعۃ دراھم فانفق فی اللیل درھما وفی النھار درھما وفی السر درھما وفی العلانیۃ درھما فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ الآیۃ (اخرجہ ابو احمد وابو بکر بن مردویہ والطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے انکے پاس چار درہم تھے ایک درہم رات کو انہوں نے خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک ظاہر طور پر پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا +

(۲۰) سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج (سورۃ المعارج) **ترجمہ**:- مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونے والا ہے کافروں کے لئے نہیں کوئی اس کا دفع کرنے والا۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینۃ سئل عن قولہ تعالیٰ سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سالنی احد عنھا قبلک حدثنی الامام ابو جعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع فطار فی البلاد وبلغ ذلک الحارث ابن نعمان الفہری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاناخ راحلتہ فنزل عنھا فقال یا محمد امرتنا عن اللہ عز وجل ان نشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا ہ منک وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوۃ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصوم رمضان فقبلناہ منک وامرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بھذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فھذا شیء منک ام من اللہ عز وجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی لا الہ الا ھو ان ھذا من اللہ عز وجل فولی الحارث بن نعمان الفہری

یریدہا راحلتہ وھو یقول اللھم ان کان ما یقول محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقاً فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحلتہ حتی رماہ اللہ عزوجل بحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج۔ امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے آیت سال سائل کے بارے میں پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی وہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا امام جعفر محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام اپنے آباء کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی حارث بن نعمان الفھری یہ سنکر حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا۔ اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا یا محمدؐ آپنے ہمیں لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کیلئے حکم دیا ہم نے اس بات کو بھی آپ سے مان لیا پھر آپنے ہمیں پانچ نمازوں کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا پھر آپنے ہم کو زکوٰۃ دینے کو کہا ہم نے وہ بھی آپکا کہنا قبول کیا پھر آپنے ہم کو حج کا حکم دیا ہم نے وہ بھی مان لیا پھر آپ نے رمضان کے روزوں کے لئے کہا ہم نے وہ بھی قبول کر لیا اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپنے اپنے ابن عم کے بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر اپنے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا آیا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے۔ حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے (تو معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا جب وہ اونٹنی کے پاس پہنچا خدا تعالیٰ نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور دُبر کی راہ سے نکل گیا۔ پس خدا تعالیٰ نے عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کہ وہ کافروں کے لئے ہونیوالا ہے اسکو کوئی دفع کرنیوالا نہیں۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے ٭

(۲) یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورۂ مائدہ) ترجمہ اے رسولؐ پہنچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے ٭

(۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم (اخرجہ الامام ابی الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول) وقال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کتابہ المسمی بکفایۃ الطالب۔ ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین نووی وقال ابوبکر النقاش انھا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی (اخرجہ ابن ابی حاتم وابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی)۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کہ اے رسول پہنچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے ربکے غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔ امام ابو الحسن واحدی نے کتاب اسباب النزول میں اسکو روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی اپنی کتاب مسمی بکفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین نووی علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ابوبکر بن مردویہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کے بیان میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود قال کنا نقرء علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (اخرجہ الحاکم)

فی تفسیرہ والرازی فی التفسیر الکبیر ونظام الاعرج فی تفسیر النیشاپوری والحافظ ابن الکثیر وابو نعیم فی الحلیۃ و ابن مردویہ وعلیؒ شرح البخاری والسیوطی فی الدر المنثور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھتے تھے اے رسول پہنچا دے اس چیز کو جو تیری طرف تیرے رب سے اتاری گئی ہے یہ کہ علی مومنوں کا مولیٰ ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچا رکھے گا۔

(۳) عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب (اخرجہ الواحدی فی اسباب النزول والثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے ۔

(۴) عن البراء بن عازب قال فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ (اخرجہ ابو نعیم والثعلبی) براء بن عازبؓ یا ایھا الرسول بلغ کی آیت کے متعلق روایت ہے کہ اے رسول علی کے فضائل کو پہنچا دے جب یہ آیت غدیر خم کے روز نازل ہوئی آنحضرتؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں پس اس کا علی مولیٰ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن و مومنہ کا مولیٰ ہے

(۲۲) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (سورۃ مائدہ) ترجمہ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تم پر نعمت ۔

عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی الناس فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوک فقم کان ذلک یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھا حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتی نزلت ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی کمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم وابو بکر بن مردویہ عنہ وعن ابی ھریرۃ والسیوطی فی الدر المنثور والنطنزی ابو نعیم ما نزل من القرآن فی علی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق غدیر خم کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم کیا وہاں سے کانٹوں کو جھاڑ کو دور کیا گیا پھر آپ نے علی کو بلا کر انکے دونوں بازو پکڑ کر اٹھائے یہانتک کہ لوگوں نے حضرتؐ کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں پس اس کا علی مولیٰ ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آج کے روز میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہو جانے اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر ۔

عن ابی ھریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وھو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال الست اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن فانزل اللہ الیوم اکملت لکم

دینکم واتممت علیکم نعمتی کتب لہ صیام ستین شہراً (اخرجہ ابن المغازلی وابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارھویں تاریخ کو کہ وہ غدیر خم کا روز ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ نہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولیٰ ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا بن گیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت روزہ رکھے اس کے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۳) **عن** مجاھد قال نزلت ھذہ الآیۃ بغدیر خم (اخرجہ الامام الصالحانی) مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی۔

(۳۴) ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریہ (سورۃ البینہ) ترجمہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

عن جابر بن عبداللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبۃ فضربہا بیدہ ثم قال والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ ثم قال انہ اولکم ایمانا معی واوفاکم بعہد اللہ واقومکم بامر اللہ واعدلکم فی الرعیۃ واعظمکم عند اللہ مزیۃ واقسمکم بالسویۃ قال ونزلت ھذہ الآیۃ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال فکان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء خیر البریۃ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرتؐ نے ہمیں ارشاد کیا تمہارے پاس میرا بھائی آرہا ہے پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر آپ نے فرمایا بتحقیق یہ تم میں سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا ہے اور تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لاتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لائے ہیں۔

عن ابن عباسؓ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت وشیعتک تاتی یوم القیمۃ وھم راضیین ومرضیین ویاتی اعداؤک غضابا مقمحین (اخرجہ الحافظ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء والدیلمی فی فردوس الاخبار) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت

سے بہتر ہیں نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئیں گے خوش اور خوش کئے گئے اور تیرے دشمن آئیں گے خفگی میں گردن اٹھائے ہوئے۔

(۳) عن زید بن شراحیل الانصاری کاتب علی قال سمعت علیا یقول حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا مسندہ الی صدری فقال یا علی الم تسمع قول اللہ تعالی الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ۔ انت وشیعتک وموعدی وموعدکم الحوض اذا جاثت الامم للحساب یدعون غرا محجلین (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب وابوبکر ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) زید بن شراحیل الانصاری جناب امیر علیہ السلام کے کاتب ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میرے سینہ پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تو نے خدا تعالیٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں پس وہ ہیں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے جبکہ قیامت کو امتیں حساب دینے کے لئے آئیں گی تو وہ لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے پکارے جائیں گے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری مرفوعا علی خیر البریۃ (اخرجہ ابن عدی) ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب امیر خیر البریہ ہیں۔

(۳۲) ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا (سورہ مریم) ترجمہ تحقیق وہ لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کرے گا رحمن انکے لئے محبت +

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی قل اللھم اجعل لی من عندک عھدا واجعل لی فی صدور المؤمنین مودۃ فانزل اللہ تعالی ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا (اخرجہ احمد والبخاری وابو داؤد فی السنن والحمیدی فی جمع بین الصحیحین وعبدری فی کتابہ جمع بین الصحاح الستۃ وصاحب المشکوۃ عن الصحیح الترمذی والحافظ ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی والثعلبی فی تفسیرہ وابن مردویہ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ والحافظ ابن حجر فی الصواعق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد فرمایا۔ یا علی دعا کرو اور کہو اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما۔ اور مومنوں کے دل میں میری محبت ڈال دے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کریگا رحمن انکے لئے محبت +

(۲) عن محمد بن الحنفیۃ فی قولہ تعالی ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا انہ قال لا یبقی مومن الا وفی قلبہ ود لعلی واھل بیتہ وذکر النقاش انھا نزلت فی علی (اخرجہ الحافظ السلفی) جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق کہ بے شک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کریگا رحمن انکی محبت روایت کرتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا باقی نہیں رہے گا کہ جس کے دل میں علی کی اور علی کے اہلبیت کی محبت نہ ہو نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے +

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی علی فصلی اربع رکعات ثم رفع یدہ الی السماء

فقال اللھم سالک موسیٰ بن عمران وانا محمد اسالک ان تشرح لی صدری و تیسر لی امری وا حلل عقدۃ من لسانی
یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری قال ابن عباس
سمعت منادیا ینادی یا احمد قد اوتیت ما سالتک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا الحسن ارفع یدیک
الی السماء وادع ربک واسالہ یعطیک فرفعہ یدہ الی السماء وھو یقول اللھم اجعل لی من عندک عھدا
واجعل لی عندک ودا فانزل اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم
الرحمن ودا (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر چار رکعتیں
نماز کی پڑھیں پھر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر فرمایا اے میرے پروردگار موسیٰ ابن عمران نے تجھ سے دُعا کی تھی اور میں محمد ہوں
اور تجھ سے دعا کرتا ہوں میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری
بات کو سمجھ سکیں اور میری اہل سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امر میں اُس کو
شریک گردان۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایک پکارنے والے کو پکارتے ہوئے سنا کہ اے احمد ہم نے تجھے دیدیا ہے
جو کچھ کہ تو مانگ رہا ہے پس حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسن تو اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف اُٹھا کر خدا
سے دعا کر اور میں بھی تیرے لئے دُعا کرتا ہوں وہ تجھے ضرور عطا کریگا جناب امیرؑ نے دُعا کی اے میرے پروردگار مجھے اپنے
پاس سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ الخ +

(۲۵) ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (سورۃ البقرہ) ترجمہ اور بعض لوگوں
میں سے وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضا مندی کے لئے اور اللہ شفقت کرنیوالا ہے بندوں پر +

نقل الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی فی احیاء علوم الدین ان لیلۃ بات علی علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اوحی اللہ تعالیٰ الی جبرئیل ومیکائیل انی اخیت بینکما وجعلت عمر احد کما اطول من الاخر فایکما
یوثر صاحبہ بالحیوۃ فاختار کلواحد منھما الحیوۃ فاوحی الیھما افلا کنتما مثل علی اخیت بینہ وبین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فبات علی علی فراشہ یؤثرہ بالحیوۃ فاھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فکان جبرئیل
عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی بخ بخ لک یا ابن ابی طالب یباھی اللہ بک والملائکۃ فانزل اللہ
عزوجل ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد اخرجہ الثعلبی فی
تفسیرہ والحافظ ابونعیم فی الحلیۃ) امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب
ہجرت میں جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سو رہے تو پروردگار نے جبرئیل اور میکائیل
علیہما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر
دوسرے سے زیادہ بنائی ہے تم دونوں میں سے کون ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے
دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم دونوں علیؓ کی مثل ہرگز نہیں ہو۔ میں نے اس کو اپنے حبیب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسولؐ
پر قربان کرتا ہے اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کر رہا ہے تم دونوں جا کر اس کو اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیلؑ جناب
امیرؑ کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اُترے اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے اور

پکارتے رہے شاباش اے ابن ابی طالب خدا اور اس کے فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی کون ہے جو بیچے اپنی جان خدا کی خوشی کے لئے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

(۲۶) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (سورۃ والیل) ترجمہ اور البتہ عنقریب دے گا رب تیرا تجھے پس راضی ہوگا تو یا محمدؐ ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر ھذہ الآیۃ انہ قال رضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یدخل احدا من اھل بیتہ فی النار (اخرجہ الخطیب المغازلی فی المناقب وابن جریر فی تفسیرہ والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے ۔ کہ ان کی اہل بیت میں کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا ۔

(۲۷) مرج البحرین یلتقیان (سورۃ الرحمان) ترجمہ :۔ چلائے دو دریا بھڑ چلتے ۔

عن انس بن مالک فی قولہ تعالیٰ مرج البحرین یلتقیان قال ھو علی وفاطمۃ ویخرج منھما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسین (رواہ صاحب کتاب العمدہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ ملتے ہیں دو دریا آپس میں روایت ہے کہ دو دریا جناب ۔ امیر اور فاطمہ علیہما السلام ہیں ۔ اور نکلے ان سے موتی اور مونگا یہ جناب حسنین ؑ ہیں

(۲۸) واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (سورۃ الشعراء) ترجمہ :۔ اور بنا میرے لئے ایک سچی زبان پچھلوں میں ۔

عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد الباقرؑ قال لسان صدق ھو علی ابن ابی طالب لما عرضت ولایتہ علی ابراھیم علیہ السلام فقال اللھم اجعل من ذریتی ففعل ذلک (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) جناب امام ابو عبداللہ جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ علی آبائہ السلام سے مروی ہے کہ سچ کی زبان جناب علی بن طالب علیہ السلام ہیں جب انکی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب الٰہی میں دُعا کی اے پروردگار انکو میری ذریت سے بنا۔ پس خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ۔

(۲۹) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا (سورۃ والعصر) ترجمہ قسم ہے اُترتے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے ۔

عن ابن عباس قال ان الانسان لفی خسر ابا جھل الا الذین آمنوا علی وسلمان (اخرجہ ابو نعیم و ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک انسان نقصان میں ہے سے مراد ابو جہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علیؑ اور سلمانؓ ہیں ۔

(۳۰) والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (سورۃ النجم) ترجمہ ۔ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا اور نہ بھٹکا ۔

(۱) عن ابی الحمراء حبۃ العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیھم قال حبۃ کانی لانظر الی حمزۃ بن عبدالمطلب وھو تحت قطیفۃ حمراء وعیناہ تذرفان ولیقول اخرجت

عمک وابابکر وعمر والعباسُ اسکنت ابن عمک فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فنادی الصلوٰۃ جامعۃ فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منہا تمجیداً وتوحیداً فلما فرغ قال یا ایہا الناس واللہ ما انا سددتہا ولا انا فتحتہا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ وقرا والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور فی سورۃ النجم) ابوالحمراء حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا۔ حبشی کہتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر رہا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سرخ رنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور انکی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ آپنے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچیرے بھائی کو رکھ لیا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کرائی۔ اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید اور توحید میں ایسا خطبہ نہیں سنا گیا تھا پھر فرمایا اے لوگو نہیں میں نے ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔ سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے ✢

(۲) **عن** ابن عباسؓ قال کنا جلوساً مع طائفۃ من شبان قریش وفینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انقض نجم فقال علیہ السلام من انقض ھذا النجم فی منزلہ فہو وصی من بعدی فقاموا ونظروا وقد انقض فی منزل علی فقالوا قد ضللت۔ بعلی فنزلت والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (اخرجہ ابن المغازلی وصاحب ینابیع وذخائر العقبیٰ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جوانان قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں تشریف رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں گرے گا وہ میرے بعد میرا وصی ہے یہ سنکر لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب امیر علیہ السلام کے گھر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (العیاذ باللہ) آپ بسبب علیؓ کے دھوکا کھاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا ✢

(۳) وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصہراً (سورۃ الفرقان) **ترجمہ** اور وہ اللہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اس کے لئے جد اور سسرال کو ✢

عن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فی قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصہراً قال انہا نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابیطالب علیہ السلام ھو ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزوج فاطمۃ علیہا السلام فکان لہ نسباً وصہراً (کفایت الطالب العلامۃ عبداللہ ابن یوسف الکنجی الشافعی) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں کہ وہ وہ ہے کہ جسنے پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا اسکے لئے نسب اور سسرال کا رشتہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا السلام کے شوہر ہونیکی وجہ سے حضرت کے لئے سسرالیکا رشتہ ہیں ؛

(۳۲) سلام علی ال یاسین (سورہ والصّٰفّٰت) ترجمہ آل یاسین پر سلام ہو ؛

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی قولہ تعالیٰ سلام علیٰ ال یاسین ای علیٰ ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الکلبی والامام فخر الدین الرازی فی الاربعین والسمہودی الشافعی فی فضل المشرقین وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ (کہ سلام آل یاسین پر) کی تفسیر میں منقول ہے کہ یعنی آل محمّد پر سلام ہو ؛

تنبیہ فقد نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان المراد بذالک سلام علیٰ ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صواعق محرقہ) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آل یاسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے ؛

(۳۳) اخوانا علیٰ سرر متقابلین (سورہ الحجر) ترجمہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ۔

(۱) عن زید بن ابی اوفیؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علیٰ سرر متقابلین (اخرجہ احمد) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے روز جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا) بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ؛

(۲) عن ابی ھریرۃؓ قال قال علی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما احب الیک انا ام فاطمۃ قال فاطمۃ احب الیّ منک وانت اعزّ علیّ منھا وکانی بک وانت علیٰ حوضی تذود عنہ الناس وان علیہ لاباریق بمثل عدد نجوم السماء وانت والحسن والحسین وفاطمۃ وعقیل وجعفر اخوانا علیٰ سرر متقابلین (اخرجہ ابن مردویہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے میں یا فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہؓ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم اُن سے زیادہ عزیز ہو میں اور تم حوض پر کھڑے ہو۔ نگے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اسپر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہونگے اور تو اور حسنؓ اور حسینؓ اور فاطمہؓ اور عقیل اور جعفر بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے

(۳۴) ھوالذی ایدک بنصرہٖ وبالمومنین (سورۃ انفال) ترجمہ وہ وہ خدا ہے کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے ؛

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فی قول تعالیٰ ھوالذی ایدک بنصرہٖ وبالمومنین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدہ ورسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالب) اخرجہ

ابو نعیم فی الحلیۃ والسمعانی والسیوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد کیساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہُوا ہے نہیں سوا خدا کے کوئی معبود درآنحالیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اُسکا شریک نہیں محمدؐ میرا بندہ اور میرا رسولؐ ہے بیٹے علی بن ابیطالب کے ساتھ اسکی تائید کی ہے ؞

(۳۵) واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین (سورۃ البقر) ترجمہ اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ ؞

عن مجاہدؒ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت ھٰذہ الاٰیۃ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی خاصۃ ھما اول من صلی ورکع (اخرجہ الطبرانی فی الخصائص والحافظ ابو نعیم وابن المغازلی فی المناقب وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاص کر نازل ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے اول نماز پڑھی ہے اور یہی دونوں پہلے جھکے ہیں ؞

(۳۶) والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار (سورۃ توبہ) ترجمہ جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے ؞

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون قال سبق یوشع بن نون الی موسیٰ وسبق صاحب الیاسین الی عیسیٰ وسبق علی بن ابی طالب الی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الضحاک والطبرانی وابن مردویۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ آیۃ والسابقون الاولون کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنی حواریوں کے دوست نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کیطرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اسلام لانے میں سبقت کی ہے ؞

(۳۷) فاما نذھبن بک فانا منہم منتقمون (سورۃ الزخرف) ترجمہ پس اگر ہم تجکو لیگئے تو ہمکو اُن سے بدلا لینا ہے ؞

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما نذھبن بک فانا منہم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ ابوبکر بن مردویۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والسیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ آیت فاما نذھبن بک فانا منہم منتقمون علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد انتقام لیں گے ؞

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قولہ تعالیٰ فانا منہم منتقمون بعلی (اخرجہ الحافظ ابو نعیم) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی کلام پاک میں کہ ہم اُن سے بدلہ لینگے سے یہ مراد ہے کہ بذریعہ علی کے ہم اُن سے بدلہ لینگے ؞

(۳۸) وجنٰت من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد (سورۃ رعد)

ترجمہ اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے ؛

عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الناس من اشجار شتی وانا وانت یا علی من الشجرۃ واحدۃ ثم قرء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد (اخرجہ ابوبکر بن مردویۃ وھو صحیح علی رای الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علیؓ ایک ایک شجر سے ہیں پھر حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے ؛

(۳۹) یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ (سورۃ التحریم) **ترجمہ** جس دن اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور جو ایمان لائے ہیں اسکے ساتھ ؛

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسی من حلل الجنۃ ابراھیم بخلتہ من اللہ عز وجل ثم محمدؐ لانہ صفوۃ اللہ ثم علی یزف بینھما الی الجنان ثم قرء یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے جناب ابراہیم علیہ السلام بباعث خلیل اللہ ہونیکے جنت کے لباس سے ملبوس ہونگے پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الٰہی ہیں پھر علیؓ اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں بھیجے ہونگے۔ پھر حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا ..... الخ ؛

(۴۰) وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویاً عزیزاً (سورۃ الاحزاب) **ترجمہ** اور آپ اٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زور آور زبردست ؛

عن عبد اللہ بن مسعود کان یقرأ ھذا الحروف وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً اخرجہ بن مردویۃ وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پر پڑھا کرتے تھے کہ کفایت کی اللہ نے مومنوں کو لڑائی میں علی کیساتھ اور اللہ ہے قوی عزت والا

(۴۱) فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال (سورۃ النور) **ترجمہ** ان گھروں میں کہ اللہ تعالی نے انکے بلند کئے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کئے جانیکا حکم کیا ہے صبح اور شام اس میں اسکے لئے تسبیح کرتے ہیں ؛

عن انس وبریدۃ رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابوبکر ھذا البیت منھا واشار الی بیت علی وفاطمۃ قال نعم من افاضلھا اخرجہ بن مردویۃ والسیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گھروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیا کے گھروں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ گھر یعنی

جناب علی اور فاطمہؓ کا انہیں گھروں میں سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اُن کے بہترین میں ہے ۞

(۴۲) یا ایہا الذین امنوا لاتحرموا الطیبات ما احل اللہ لکم (سورۃ مائدہ) **ترجمہ** اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ۞

عن قتادہ عن ابن عباسؓ قال انہا نزلت فی علی واصحابہ وقال ان علیا وجماعۃ من اصحابہ منہم عثمان بن مظعون ارادوا ان یتخلوا عن الدنیا ویترکوا النساء ویترھبوا فنزلت ھذہ الایۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور اُنکے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب امیر اور اُنکے بعض دوستوں نے کہ جنمیں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ گزینی اختیار کر لینی چاہئے اور عورتوں کو چھوڑ کر راہب بنجانا چاہئے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی ۞

(۴۳) ام یحسدون الناس علی ما اٰتاھم اللہ من فضلہ (سورۃ النساء) **ترجمہ** کیا لوگ حسد کرتے ہیں اُس شخص پر کہ جس کو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے ۞

عن محمد الباقر فی قولہ ام یحسدون الناس الخ انہ قال واللہ نحن اھل البیت ھم الناس (اخرجہ ابوالحسن المغازلی فی المناقب والعلامہ ابن حجر فی الصواعق) جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ واللہ وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں ۞

(۴۴) واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (سورہ اٰل عمران) **ترجمہ** اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو ۞

عن جعفر الصادق فی تفسیر ھذہ الایۃ انہ قال نحن حبل اللہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والعلامۃ بن حجر فی الصواعق) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں ۞

(۴۵) کمشکوٰۃ فیہا مصباح (سورۃ النور) **ترجمہ** مانند چراغدان کے ہے جس میں چراغ ہو ۞

عن ابی جعفر قال سالت الحسنؑ عن قول اللہ تعالیٰ کمشکوٰۃ فیہا مصباح قال المشکوٰۃ فاطمہ والشجرۃ مبارکۃ ابراھیم لاشرقیۃ ولاغربیۃ لایہودیۃ ولا نصرانیۃ نور علی نور منہا امام بعد امام یہدی اللہ لنورہ من یشاء یہدی اللہ لولایتنا من یشاء (اخرجہ ابن المغازلی) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسنؓ سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمانے لگے کہ چراغدان سے مراد جناب فاطمہ ہیں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لاشرقیہ ولاغربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمہؓ نہ تو یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور نورٌ علی نور سے یہ مراد ہے کہ اُن سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہیگا اور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور سے جسے چاہے اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے ۞

(۴۶) ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا (سورۃ الشوریٰ) **ترجمہ** جس نے کہ نیکی کا کسب کیا ہم اُسکے لئے نیکی زیادہ کرتے ہیں ۞

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ومن یقترف حسنۃ قال المودۃ لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کہ نیکی کو کسب کیا یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ دوستی کی ٭

(۴۷) افمن وعدناہ وعداً حسنا فھو لاقیہ (سورۃ القصص) ترجمہ پس جس کے ساتھ کہ ہمنے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اُسکو ملیگا ٭

عن مجاھد رحمۃ اللہ علیہ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ رضی اللہ عنہما (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ٭

(۴۸) افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ (سورۃ الزمر) ترجمہ پس جس کا کہ سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اُجالے میں ہے اپنے رب سے ٭

قال الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ والقاسیۃ قلوبھم ابولھب واولادہ وھکذا ذکرہ ابوالفرج ابن الجوزی امام واحدی کتاب اسباب نزول القرآن میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس کا کہ دل سخت ہوگیا وہ ابولہب اور اوسکی اولاد ہے علامہ ابوالفرج ابن جوزی نے بھی اسکا ذکر کیا ہے ٭

(۴۹) انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (سورۃ مائدہ) ترجمہ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اُسکا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں دراں حالیکہ وہ رکوع کئے ہوئے ہیں ٭

عن ابن عباس رضؓ کان جالسًا علی شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل رجل منعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس رضؓ لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ وقال یاایھا الناس من عرفنی فقد عرفنی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاتین والا فصمتا ورایتہ بھاتین والا فعمیتا یقول عن علی انہ قائد البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظہر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئاً فرفع السائل یدیہ الی السماء وقال اللھم اشھد انی سالت فی مسجد نبیک ولا یعطنی احد شیئاً وکان علی فی الصلوٰۃ راکعا فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی وفیھا خاتم فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصرہ فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ الی السماء فقال اللھم ان اخی موسٰی سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا سنشد عضدک ونجعل لکما سلطانا اللھم انی محمد نبیک وصفیک اللھم فاشرح لی صدری ویسرلی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری قال ابوذر فما استتم دعاءہ حتی اتی جبریل من عند اللہ وقال یا محمد اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (اخرجہ ابواسحاق الثعلبی فی تفسیرہ) ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں

بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک عمامہ پوش آدمی آنکلا۔ ابن عباسؓ نے حدیث کے بیان کرنےمیں توقف کیا وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباسؓ کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ بتا تُو کون ہو اُسنے اپنا چہرہ کھولدیا اور کہا ای لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو اور جسنے کہ نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان دونو کانوں کیساتھ سنا ہو ورنہ یہ دونو بہرے ہو جائیں۔ اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہو ورنہ یہ دونوں ختم ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی شان میں فرماتے تھے۔ وہ نیکوکاروں کا پیشوا ہو اور یہ بدکاروں کا قاتل ہو۔ فتحمند ہوا وہ شخص کہ جس نے اسکی مدد کی۔ اور چھوڑا گیا وہ شخص کہ جسنے اسکو چھوڑا میں ایک روز جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے آکر سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا۔ سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا ای خدا گواہ رہیو میں نے تیرے رسولؐ کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ جناب امیر رکوع میں تھے سائل کی طرف اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اسمیں انگوٹھی تھی سائل نے بڑھ کر اُتار لی یہ ماجرا حضرتؐ نے دیکھ کر جناب الٰہی میں دعا کی الٰہی میرے بھائی موسیٰؑ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اُسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا قرآن اُسپر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کرینگے اور تم دونو کو غالب بنائینگے الٰہی میں محمدؐ ہوں اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں پس میرے سینے کو بھی کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبریلؑ خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمدؐ پڑھ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول ہو اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع کئے ہوئے ہیں۔

(۳) عن ابن عباسؓ قال اقبل عبد اللہ بن سلام و معہ نفر من قومہ ممن قد امنوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ ان منازلنا بعیدۃ لیس لنا مجلس دون ھذا المجلس وان قومنا۔ راؤنا امنا باللہ و رسولہ وصدقناہ رفضونا والوا علی انفسھم ان لا یجالسونا ولا ینا کحونا ولا یکلمونا فشق ذلک علینا فقال لھم النبی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج من المسجد والناس بین قائم وراکع فبصر بسائل فقال لہ النبی ص ھل اعطاک احد شیئاً فقال نعم خاتم فقال صلی اللہ علیہ وسلم من اعطاک قال ذلک القائم واومی بیدہ الی علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم علی ای حال اعطاک قال اعطانی وھو راکع فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قرء ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون فانشا حسان بن ثابت ؎ ابا حسن تفدیک روحی ومھجتی ٭ وکل بطیء فی الھدی والمسارع ٭ فانت الذی اعطیت اذ کنت راکعا فدتک نفوس الخلق یا خیر راکع ٭ بخاتمک المیمون یا خیر سید ٭ ویا خیر شار ثم یا خیر راکع ٭ فانزل فیک اللہ خیر ولایۃ ٭ وبینھا فی محکمات الشرائع وایضاً قال ؎ من ذا بخاتمہ تصدق راکعا واسرھا فی نفسہ اسرارا ٭ من کان بات علی فراش محمد ٭ ومحمد یسری یحوی الغارا ٭ ومن کان فی القران سمی مومنا ٭

فی تسع ایات قلیلین عما ادا اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والخوارزمی فی المناقب وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان بھائیوں کیساتھ آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سوا اس مجلس کے کوئی ہماری مجلس نہیں کہ جہیں ہم بیٹھ سکیں جب سے ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہمنے اسکی تصدیق کی ہے انہوں نے ہمسے ملاقات چھوڑ دی ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور نہ ہم سے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہمسے بات چیت کرتے ہیں یہ بات ہم پر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لیگئے اور لوگ ابھی قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس سے پوچھا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا ہاں مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کس نے دی ہے اُسنے حضرت علی کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا اس کھڑے ہوئے شخص نے آپ نے پوچھا کس حالت میں دی وہ کہنے لگا رکوع کیحالت میں حضرت نے تکبیر پڑھکر پھر اس آیت کو پڑھا جو شخص کہ اللہ اور اسکے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا کا گروہ ہی غالب ہونے والا ہے پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے ؎ اے ابوالحسن تجھ پر میری روح اور جان قربان ہو۔ اور ہر ایک وہ شخص کہ ہدایت میں کندی اور تیزی کرنیوالا ہے پس تو وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بخشا ہو عام لوگوں کی جان تجھ پر فدا ہو اے سب رکوع کرنیوالوں سے بہتر ، بخشی تو نے اپنی انگوٹھی اے بہتر اور سردار قوم کے اے سب سجدہ کرنے اور رکوع کرنیوالوں سے بہتر پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا ، اور اسکو شریعت کے محکمات سے بیان فرمایا ، اُسکے بعد انہوں نے ان اشعار کو بھی پڑھا ؎ کون اس سے جھگڑ سکتا ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش کی ہے اور خدا نے اُس کے نفس میں اپنے اسرار کو ودیعت رکھا ہے اسکے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سویا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو غار کی طرف تشریف لیجا رہے تھے اسکے سوا خدا نے کسکو قرآن مجید کی نو آیتوں میں مومن کہا ہے اور پڑھتا ہے تو انکو رکوع اور سجود میں ؛

(۳) عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال اذن بلال فقام الناس یصلون فمن بین راکع وساجد وسائل یسأل فاعطاہ علی خاتمہ وھو راکع فاخبر السائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرء علینا انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون اخرجہ الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن ، والحافظ ابن الاثیر فی کتابہ جامع الاصول عن صحیح النسائی وابن الجوزی عبداللہ سلامؓ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کیلئے کھڑے ہو گئے ابھی لوگ رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا جناب امیر رکوع کئے ہوئے تھے اسی حالت میں اُسے آپ نے اپنی انگوٹھی عطا کی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکی اطلاع دی حضرت نے ہمکو یہ آیت پڑھ کر سنائی ۔ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ ہے اور اسکا رسولؐ اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے ہیں :

تنبیہ وفی الکشاف فان قلت کیف صح ان یکون لعلی واللفظ لفظ الجمع قلت جیٔ بہ علی لفظ الجمع وان کان السبب فیہ رجلا واحدا لیرغب الناس فیمثل فعلہ فینالوا بمثل ثوابہ وانتباہ علی صلحت المؤمنین

یجب ان تکون علی ھذہ الغایۃ من الحرص علی البر والاحسان وتفقد الفقراء حتی ان النزمھم امر لا یقبل التاخیر فھم فی الصلوۃ لم یؤخروہ انتہی کلام علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں اگر تو بہ کہے کہ یہ بات جناب علی مرتضیٰ کیلئے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اسلئے مستعمل ہوا ہے اگرچہ دراصل سبب اسمیں ایک ہی آدمی ہے یعنی جناب امیر تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں کیونکہ مومنین کی خصلت اسی درجہ پر چاہیے اور انکو احسان کرتے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر اسی قدر حرص چاہیئے کہ انکو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو ❖

(۵۰) یاایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم الصدقۃ ذلک خیر لکم (سورہ مجادلہ)

ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ تم لوگ رسول سے راز کہو تو راز کہنے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لئے یہ بہتر ہے ❖

(۱) **عن** علی قال لما نزلت یاایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول الخ قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرھم ان یتصدقوا قال بکم یارسول اللہ قال بدینار قال لا یطیقونہ قال فنصف دینار قال لا یطیقونہ قال فبکم قال بشعیرۃ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزھید فانزل اللہ تعالیٰ ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات الایۃ وکان یقول بی خفف عن ھذہ الامۃ (اخرجہ النسائی والثعلبی والواحدی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آیت نجوی نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جاکر کہو کہ صدقہ دیا کریں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کسقدر فرمایا ایک دینار میں نے عرض کیا لوگوں میں اسقدر طاقت نہیں ہے فرمایا نصف دینار میں نے عرض کیا انکو اسکے دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا پھر کسقدر میں نے عرض کیا صرف جو بھر سونا حضرتؐ نے مجھے ارشاد فرمایا تو بہت تھوڑا بتانیوالا ہے پس خداتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راز کہنے سے پیشتر صدقہ دینے سے پس جناب امیر فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی ہے ❖

(۲) **عن** علی قال ان فی کتاب اللہ لایۃ ما عمل بھا احد قبلی ولا یعمل بھا احد بعدی کان عندی دینار فصرفتہ فکنت اذا ناجیتہ تصدقت بدرھم وسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر مسائل فاجابنی عنھا فقلت یارسول اللہ ما الوفاء قال التوحید والشھادۃ ان لا الہ الا اللہ. قلت ما الفساد قال الکفر والشرک باللہ. قلت ما الحق. قال الاسلام والقراٰن والولایۃ اذا انتھت الیک. فقلت ما الحیلۃ قال ترک الحیلۃ قلت ما علی قال طاعۃ اللہ وطاعۃ رسولہ. قلت وکیف ادعوا اللہ تعالیٰ قال بالصدق والیقین قلت ماذا اسال اللہ. قال العافیۃ. قلت وما اصنع لنجات نفسی. قال کل حلالا وقل صدقا قلت وما السرور قال الجنۃ قلت وما الراحۃ قال لقاء اللہ حین فرغت منھا (اخرجہ الجوزی فی اسباب النزول وتفسیر ملا اثیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کیساتھ نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کریگا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسکو خرچ کیا اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے میں کوئی بھید کی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کر دیتا اسی طرح سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس مسئلے پوچھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کا جواب دیا پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا توحید اور

لاالہ الااللہ پر گواہی دینے کی۔ میں نے عرض کیا فساد کیا چیز ہے فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے کہا حق کیا ہے فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجھ تک پہنچے پھر میں نے عرض کیا حیلہ کیا ہے فرمایا حیلہ کا ترک کرنا۔ میں نے کہا مجھ پر کیا چیز فرض ہے فرمایا خدا کی بندگی اور اس کے رسول کی اطاعت، میں نے کہا کہ میں خدا کو کس طرح پکاروں۔ فرمایا صدق سے اور یقین سے، میں نے کہا میں خدا سے کیا مانگوں فرمایا، عافیت، میں نے کہا اپنی جان کی خلاصی کے لئے کیا کروں، فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔ میں نے کہا خوشی کیا ہے۔ فرمایا جنت۔ میں نے کہا آرام کیا ہے۔ فرمایا خدا کا دیدار جبکہ تو حساب وکتاب سے فارغ ہو جائے۔

(۳) عن ابن عمرؓ قال ثلث کن لعلیؑ لوکان لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم تزویجہ فاطمۃ واعطاوہ الرایۃ وآیۃ النجوی (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب ہوتی جناب سیدہ علیہا السلام سے انکا نکاح ہونا اور انکو علم کا دیا جانا اور آیت نجویٰ کے ساتھ ان کا عمل کرنا۔

(۵۱) ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورۃ احزاب) ترجمہ بہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبیؐ پر اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا +

(۱) عن کعبؓ بن عجرۃ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قلنا یا رسول اللہ کیف نصلی وکیف نسلم علیک قال قالوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم حضور پر کس طرح سے درود اور سلام بھیجا کریں۔ فرمایا کہا کرو اے ہمارے پروردگار درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسے کہ تونے درود بھیجا ہے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے اور اے ہمارے پروردگار برکت کر محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسے کہ تونے برکت کی ہے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے۔

(۵۲) والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم (سورۃ الواقعہ) ترجمہ اگاڑی والے سو اگاڑی والے وہی ہیں نزدیکی نعمتوں کے باغوں میں +

عن ابن عباسؓ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالیٰ والسابقون السابقون فقال قال لی جبرائیل ذالک علی (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت والسابقون السابقون کی تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ یہ علی ہیں +

(۵۳) واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (سورۃ البقرۃ) ترجمہ۔ جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے جا ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ہنسی کرنے والے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان عبداللہ بن ابی واصحابہ خرجوا فاستقبلھم نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عبداللہ بن ابی لاصحابہ انظروا کیف ارد ھؤلاء السفھاء عنکم فاخذ بید علی فقال مرحبا یا بن عم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ وسید بنی ہاشم ما خلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی یا عبد اللہ اتق اللہ ولا تنافق اشر خلق اللہ فقال مہلاً یا ابا الحسن ان ایماننا کایمانکم ثم تفرقوا فقال ابن ابی لاصحابہ کیف رأیتم ما فعلت فاثنوا علیہ خیرا ونزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا لقوا الذین امنوا الخ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اپنے دوستوں کے ساتھ آرہا تھا راستہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو آتے ہوئے دیکھکر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان بیوقوفوں کو کس طرح تم سے ٹالتا ہوں یہ کہکر جناب امیرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا شاباش اے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور انکے داماد اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار جناب امیرؓ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ خدا سے خوف کر اور منافقت مت کر بیشک منافق تمام خلقت کا شریر ہوتا ہے کہنے لگا اے ابوالحسن چھوڑ ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان کی طرح سے ہے یہ کہکر جناب امیر کے پاس سے چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے انکے ساتھ کیا کیا ہے سبنے اس کی تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ...... الخ

(۵۴) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا۔ (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: جو لوگ کہ اذیت دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر +

عن مقاتل بن سلیمان قال انہ نزلت فی علیؓ ذکر ان نفرا من المنافقین کان یؤذونہ ویکذبون علیہ۔ (اخرجہ ابن مردویہ) مقاتل بن سلیمانؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؓ کی شان میں نازل ہوئی چند لوگ منافقوں میں سے انکو ایذا دیا کرتے تھے اور اُن کو جھٹلایا کرتے تھے +

(۵۵) فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (سورۃ القمر) ترجمہ: بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے۔

عن ابا دجانۃ قال قلت یا رسول اللہ اخبرتنا ان الجنۃ محرمۃ علی الانبیاء حتی تدخلہا وعلی الامم حتی یدخلہا امتک قال بلی یا ابا دجانۃ اما علمت ان للہ لواءً من نور وعموداً من یاقوت مکتوب علی ذلک بالنور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آل محمد خیر البریۃ وصاحب اللواء امام یوم القیمۃ وضرب بیدہ علی علیؓ قال فسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک علیاً فقال الحمد للہ الذی کرمنا وشرفنا بک فقال لہ ابشر یا علی ما من عبد ینتحل مودتک الا بعثہ اللہ معنا یوم القیمۃ ثم قرأ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (اخرجہ ابن مردویہ) ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے جائینگے تب تک جنت دوسرے انبیاء پر حرام ہوگی۔ اور جب تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو اسوقت تک دوسری امتیں اسمیں نہیں جائینگی آپنے فرمایا ٹھیک ہے اے ابادجانہ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ خدا تعالی کا ایک علم نور کا ہے اور یاقوت کا ایک عمود ہے اس پر لکھا ہوا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے پھر آپنے جناب امیرؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر اوسکی تفسیر کی اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جسنے تیری وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف دیا ہے پھر ارشاد کیا خوش ہو یا علیؓ جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھیگا اللہ تعالی قیامت کے روز ہم سے ہمارے

گروہ سے اٹھائے گا۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا...... الخ +

(۵۶) ومن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون (سورۃ اعراف) ترجمہ: اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے کہ جو حق کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی طرف پھرتے ہیں +

عن زاذان عن علیؑ قال ستفترق هذه الامة علی ثلث و سبعین فرقة اثنتان و سبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهم الذین قال الله تعالیٰ ومن خلقنا امة الخ وهم انا وشیعتی (اخرجہ ابن مردویہ) زاذان جناب امیر السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی۔ بہتر دوزخ میں جائینگے اور ایک جنت میں جائے گا۔ اور وہ لوگ ہیں جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے۔ پھر جناب امیر نے فرمایا وہ میں ہوں اور میرا گروہ ہے

(۵۷) طوبیٰ لهم وحسن مآب (سورۃ الرعد) ترجمہ: خوشی ہے انکے لئے اور بازگشت کا اچھا پن +

عن محمد بن سیرینؒ قال هی شجرة فی الجنة اصلها فی حجرة علیؑ ولیس فی الجنة حجرة الا وفیها غصن من اغصانها (اخرجہ ابن مردویہ) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جنت میں کہ جس کی جڑیں جناب امیر کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گھر نہیں کہ اس میں اس کی شاخ نہ ہو +

(۵۸) اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (سورۃ النساء) ترجمہ: اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسولؐ کی اور اس کی جو کہ تم میں صاحب امر ہو +

عن عبدالغفار بن القاسم قال سالت جعفرؑ بن محمدؑ عن اولی الامر فقال کان علی والله منهم (اخرجہ الخوارزمی) عبدالغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرمانے لگے علیؑ انہیں میں سے تھے +

(۵۹) واولوا الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب الله من المؤمنین والمهاجرین (سورۃ احزاب) ترجمہ اور قرابت والے بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب میں مومنین اور مہاجرین میں سے +

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ذلك علی لانه کان مؤمنا مهاجرا ذا رحم (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیرؑ ہیں کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے +

(۶۰) وبشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم (سورۃ یونس) ترجمہ اور بشارت دے ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں بہ تحقیق ان کے لئے ہے قدم سچائی کا اپنے رب کے پاس +

عن جابر بن عبداللہؓ قال نزلت هذه الآیة فی ولایة علی ابن ابیطالب (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابیطالب کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

(۶۱) من جاء بالحسنة فله خیر منها وهم من فزع یومئذ آمنون ومن جاء بالسیئة فکبت وجوههم فی النار (سورۃ النمل) ترجمہ: جو کوئی لاوے نیکی پس اس کے لئے ہے بہتری اسکی اور وہ ڈرے اس دن امن میں ہے اور جو کوئی لاوے برائی۔ پس اوندھے گرایا جائے گا آگ میں +

عن علی قال الحسنة حبنا والسيئة بغضنا (اخرجه ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہمارا بغض ہے۔

(۶۲) وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم (سورۃ انفال) ترجمہ اور نہیں ہے اللہ کہ انکو عذاب دے حالانکہ تو ان کے درمیان ہے۔

اشار صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اھل بیته وانهم امان لاھل الارض کما کان ھو صلی اللہ علیہ وسلم امان لھم وفیها النجوم امان لاھل السماوات واھل بیتی امان لامتی (صواعق محرقہ) اس کے معنے کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لئے امان ہیں جس طرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ تارے آسمان والوں کے لئے امان اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں +

(۶۳) وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم (سورۃ اعراف) ترجمہ:- اور اعراف پر ایسے لوگ ہوں گے کہ ہر شخص کو اس کی علامت سے پہچانیں گے۔

(۱) عن علی قال نحن اصحاب الاعراف من عرفناه بسیماه ادخلناه الجنة (اخرجه ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے ہم ہی اصحاب اعراف جس شخص کو ہم اس کی علامت سے پہچانیں گے اس کو ہم جنت میں داخل کریں گے +

(۲) عن ابن عباس قال الاعراف موضع عال من الصراط علیه العباسؓ والحمزةؓ وعلیؓ وجعفرؓ ذوالجناحین یعرفون محبیهم ببیاض الوجوه ومبغضیهم بسواد الوجوه (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اس پر عباسؓ اور حمزہؓ اور علیؓ اور جعفرؓ ذوالجناحین ہوں گے اپنے محبوں کو ان کے منہ کے گورا پن اور اپنے دشمنوں کو انکے منہ کی کالک سے پہچانیں گے۔

(۶۴) ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومك منه یصدون (سورۃ زخرف) ترجمہ جب بیان کی گئی مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی چلانے +

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیك مثلا من عیسی احبه قوم فهلکوا فیه وابغضه قوم فهلکوا فیه فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضی ان له مثلا من عیسی فنزلت الآیة (اخرجه البزار والدیلمی والحاکم والثعلبی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ علیؓ تجھ میں بعینہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے ان سے بغض رکھا کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئی پھر آپ نے فرمایا کیا منافق راضی نہیں کہ ان کے لئے عیسیٰ کی مثال موجود ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

(۶۵) ولتعرفنهم فی لحن القول (سورۃ محمد) ترجمہ اور البتہ پہچان لے گا تو ان کو بات کے ڈھب سے +

عن ابی سعید الخدری فی قوله تعالی ولتعرفنهم فی لحن القول ببغضهم علی بن ابی طالب (اخرجه ابو بکر بن مردویہ وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سورۃ انفال) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت اس

آیت کے متعلق کر البتہ پہچان لے گا۔ تو ان کو بات کے پھرانے میں علی بن ابی طالب کے بغض کے ساتھ +

(۶۶) ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون (سورۃ انبیاء) ترجمہ جن کو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہیں گے۔

عن النعمان بن بشیر ان علیا تلاھا وقال انا منھم (اخرجہ ابن مردویہ) نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا میں انہیں میں سے ہوں۔

(۶۷) فاما من اوتی کتابہ بیمینہ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ پس جس کو ملا لکھا اپنے داہنے ہاتھ میں +

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ واما من اوتی کتابہ بیمینہ ھو علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے متعلق کہ اور لیکن وہ شخص کہ اسکا اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں +

قال الواحدی نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ یعنی امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علیؑ اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے +

(۶۸) فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (سورۃ النحل) ترجمہ پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو +

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قال علی بن ابی طالب نحن اھل الذکر (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں +

(۶۹) اھدنا الصراط المستقیم (سورۃ فاتحہ) ترجمہ دکھا ہم کو راہ سیدھی +

عن مسلم بن حیان قال سمعت ابا بریدۃ رضی اللہ عنہ یقول صراط محمد وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ (صاحب معالم التنزیل) مسلم بن حیانؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کا طریقہ مراد ہے۔

(۷۰) واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (سورۃ توبہ) ترجمہ اور پکار اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن +

ھو علی حین اذان وذکرھا احمد بن حنبل فی مسندہ حین ارسل ابابکر مع البراۃ ثم اتبعہ بعلی وقال لہ امرت ان لا یبلغھا الا انا او رجل منی اس آیت میں جسکا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں جب انہوں نے لوگوں کو مکہ میں جاکر پکارا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اس کا ذکر کیا ہے جبکہ حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۃ برأت دیکر بھیجا پھر انکے بعد میں جناب امیرؑ کو روانہ کیا اور انہوں نے سورۃ برات ان سے لے لی اور مکہ والوں کو حج میں جاکر حضرت کی طرف سے سنائی اور حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورۃ کو یا تو میں پہنچا سکتا تھا یا وہ آدمی جو میرا ہو +

(۷۱) ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لھم الھدیٰ (سورۃ محمد) ترجمہ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی راہ کی بات +

عن ابی جعفر قال فی امر علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرتؐ سے علیؑ کے امر میں تنازع کرتے تھے +

(۷۲) ویؤت کل ذی فضل فضلہ (سورۃ یونس) ترجمہ اور دی جائیگی ہر ایک زیادتی والیکو اس کی زیادتی +

عن ابی جعفر قال ھو علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں +

(۷۳) ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (سورۃ فاطر) ترجمہ۔ پھر ورثہ میں دی ہم نے کتاب ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا +

عن علی قال نحن اولئک (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں +

(۷۴) احسب الذین ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ترجمہ کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہیں ہم کہ یوں ہی چھوڑے جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔

عن علی قال قلت یا رسول اللہ ما ھذہ الفتنۃ قال یا علی بک فانک تخاصم فاعد للخصومۃ (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیرؑ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی آزمائش ہے حضرت نے فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائیں گے۔ اور تو ان کے ساتھ جھگڑیگا پس جھگڑے کے لئے تیار ہو جا +

(۷۵) وتواصوا بالصبر (سورۃ والعصر)۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انھا نزلت فی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے +

(۷۶) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل (سورہ فتح) ترجمہ محمد خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور آپس میں نرم دل ہیں دیکھے تو انکو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اپنے اللہ کا فضل اور اسکی خوشی ان کی نشانی انکے منہ پر ہے سجدہ کے نشان سے یہ کہاوت ہے اُن کی توریت میں اور کہاوت ہے ان کی انجیل میں +

عن موسی بن جعفر عن ابائہ علیہ علیھم السلام انھا نزلت فی علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام موسی الکاظم بن امام جعفر الصادق علیہ وعلی آباءہ السلام اپنے آباء اکرام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی

(۷۷) وانہ لعلم للساعۃ (سورۃ الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہے اُس گھڑی کا +

قال مقاتل بن سلیمان ومن تبعہ من المفسرین ان ھذہ الآیۃ نزلت فی مھدیؑ (صواعق محرقہ) مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور انکی اتباع کرنے والے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب مہدی موعودؑ کے حق میں نازل ہوئی ہو +

(۷۸) کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب (سورۃ رعد) ترجمہ کافی ہے اللہ تعالےٰ میرے لئے تمہارے درمیان اور جس کو خبر ہے کتاب کی +

عن محمد بن حنفیہ انہ قال ومن عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ الحافظ ابو نعیم والثعلبی والنطنزی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عندہ علم الکتاب جناب امیرؑ مراد ہیں +

(۷۹) حتی تاتیھم البینۃ (سورۃ البینۃ) ترجمہ جب تک کہ پہنچے ان کو کھلی بات +

عن ابن جریج فی قولہ تعالیٰ حتی تاتیہم البینۃ قال محمد وفی قولہ تعالیٰ من بعد ما جاءتہم البینۃ و آل محمد (اخرجہ ابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن جریج حتی تاتیہم البینۃ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کھلی بات سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور من بعد ما جاءتہم البینۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مراد ہے +

(۸۰) ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین (سورۃ عمران) ترجمہ اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو سارے جہان پر +

عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مصحف عبداللہ بن مسعود ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحاً و آل ابراھیم و آل عمران و آل محمد علی العلمین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) اعمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھا تھا اور اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو سارے جہان پر

(۸۱) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد) ترجمہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل +

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزلت ھذہ الآیۃ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال ذالک من احب اللہ ورسولہ واحب اھل بیتی صادقاً غیر کاذب (اخرجہ ابن مردویۃ والسیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اس کے رسول اور میرے اہلبیت سے سچی محبت رکھتے ہیں بغیر کسی جھوٹ کے +

(۸۲) ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (سورۃ احزاب) ترجمہ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں +

عن ارطاۃ بن حبیب قال حدثنی ابو خالد الواسطی وھو آخذ بشعرۃ قال حدثنی زید بن خالد وھو آخذ بشعرۃ قال حدثنی الحسین بن علی وھو آخذ بشعرۃ قال حدثنی ابی علی بن ابی طالب ع وھو آخذ بشعرۃ قال حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو آخذ بشعرۃ قال من اذی شعرۃ منک فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فعلیہ لعنۃ اللہ ثم قرأ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الشیخ الحافظ الزرندی فی الدرر السمطین) ارطاۃ بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو خالد واسطی اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر نقل کیا کہ مجھ سے جناب حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے والد ماجد جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو پکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بھر کی تکلیف دے گا اور جو مجھے تکلیف دیگا وہ خدا کو تکلیف دیگا اللہ اس پر اپنی پھٹکار ڈالے گا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو انکو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں +

(۸۳) یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین (سورۃ الانفال) ترجمہ اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے +

عن محمد بن علی بن الحسین فی قولہ تعالیٰ یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین

تیسرا باب جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں

الموسوم

بالکواکب المضیئۃ

فی

الفضائل العلویۃ

مقدمہ فضیلت کی بحث میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت کے معنی ہیں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کبھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمرو پر رجحان حاصل ہے یعنی جس صفت میں کہ زید و عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ بھاری نکلا ہے۔ اسی لئے بعض نے افضل کی یہ تعریف کی ہے الاجمع لما ایا الفضل والخلال الحمیدۃ یعنے افضل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم سے اسکی جان آراستہ اور ہر طرح کے عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب نسب سے اس کا درجہ پیراستہ ہو۔ اور کبھی کل صفات کے باہم موازنہ کا خیال نہیں پیدا ہوتا بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا ہے یعنی اگرچہ اور صفات میں عمرو کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے اسلئے بعض نے افضل کی تعریف اکثر ثوابا من عند اللہ بما کسب من خیر کے لفظوں سے کی ہے یعنے زیادہ ثواب حاصل کرنیوالا خدا کے نزدیک بذریعہ حاصل کرنے نیکی کے یعنے جس کو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی افضل ہے اگرچہ دوسرے امور میں وہ دوسروں سے گھٹ کر ہو +

(۱) اب جاننا چاہیئے کہ فضیلت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی دوسری خلقی فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے کرم عمیم سے کسی چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے، اور اس کو اس کے ہم جنسوں پر ترجیح بخشے۔ جیسا کہ ناقہ حضرت صالح کو تمام اونٹوں پر اور کعبۃ اللہ کو تمام روئے زمین کی مساجد پر

قال نزلت فی علی علیہ السلام (اخرجہ الثعلبی فی خصائص العلویہ) جناب محمد باقر بن علی العابدین بن حسین علیہم السلام اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی کافی ہے تجھکو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے) ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی ابن ابیطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے

(۸۴) فاستوی علی سوقہ (سورۃ الفتح) ترجمہ پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر +

عن الحسن علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ فاستوی علی سوقہ قال استوی الاسلام بسیف علی بن ابیطالب (اخرجہ الثعلبی فی خصائص العلویہ) جناب امام حسن علیہ السلام اس آیت کی شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر یعنی اسلام کھڑا ہوا جناب امیر السلام کی تلوار سے +

(۸۵) والشفع والوتر (سورۃ الفجر) ترجمہ۔ قسم ہے جفت اور طاق کی۔

عن الحسین بن علی السلام فی قولہ تعالیٰ والشفع والوتر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشفع الحسن و الحسین و الوتر علی ابن ابیطالب (اخرجہ الثعلبی) جناب حسین علیہ السلام والشفع والوتر کی تفسیر میں روایت میں فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ شفع یعنی جفت سے حسنین اور وتر (یعنی طاق) سے علیؓ مراد ہیں +

(۸۶) ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (سورۃ التکاثر) ترجمہ پھر پوچھیں گے تم سے نعیم کی نسبت +

عن جعفر بن محمد فی قولہ تعالیٰ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم قال نحن من النعیم (اخرجہ الثعلبی) جناب جعفر صادق علیہ السلام سے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے فرمایا وہ نعیم ہم ہیں +

(۸۷) ام نجعل الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض (سورۃ ص) ترجمہ کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں زمین میں +

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ام نجعل الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت علی و حمزۃ و عبیدۃ بن الحارث کالمفسدین فی الارض عتبۃ و شیبۃ و الولید وھم الذین تبارزوا یوم بدر (اخرجہ ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر انکے جو خرابی ڈالتے ہیں زمین میں ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں ان سے علیؓ اور حمزہؓ اور عبیدہ بن الحارث مراد ہیں۔ اور زمین میں خرابی ڈالنے والوں سے عتبہ اور شیبہ اور ولید مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا +

عن سلمان قال کلما اطلعت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ضرب بین کتفی علیؓ وقال ھذا و حزبہ المفلحون (اخرجہ الثعلبی فی خصائص العلویہ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتا۔ حضرت جناب امیرؓ کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرماتے یہ اور اس کا گروہ رستگار ہونے والا ہے۔

قد تم الباب الثانی من ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ویلیہ الباب الثالث انشاء اللہ تعالیٰ

فضیلت عطائی ہے۔

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی عقل میں آ سکتی ہے اور کبھی نہیں آتی چنانچہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اس کا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اسکی وجہ محض عنایت الٰہی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ حجرالاسود کی فضیلت دوسرے احجار پر اسکی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اس فضیلت اختصاصی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصلی جیسے حجرالاسود کی فضیلت دوسری طفیلی چنانچہ وہ مینڈھا جو جناب اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا حضرت اسمٰعیلؑ کے فدیہ ہونے کی طفیل سے اور مینڈھوں سے افضل ہے۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ مینڈھا بہ نسبت اور مینڈھوں کے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الٰہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس فضیلت میں بحث کی گنجائش نہیں اسکے ثبوت کیواسطے صرف نص شارع ہی کافی ہے +

(۲) فضیلت جزئی وہ ہو کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو +

اس کی کئی قسمیں ہیں اور یہ فضیلت ہمیشہ محل تنازع ہوا کرتی ہے لیکن کسی کو فضیلت دینے میں اس کے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیئے اور جو جانب کہ متنازعین میں احق اور اولیٰ ہو اسکو افضل سمجھنا چاہیئے۔

(تنبیہ) نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے عمل کی وجہ سے اس کے ہم جنسوں پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہی سات وجہیں معیار فضیلت سمجھی جاتی ہیں۔

(الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کی عمل کی ذات سے افضل ہو جیسے فرائض کے ادا کرنیوالے (کا عمل نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل سے افضل ہے) +

(ب) کمیت عمل یعنے دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں چنانچہ ایک شخص محض بغرض رضائے الٰہی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کو دکھلانے کے لئے۔

(ج) کیفیت عمل یعنے ایک عمل کو اسکے پورے آداب کے ساتھ بجا لائے۔ اور دوسرا شخص اس کے بجا لانے میں کسی قدر بے پرواہی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت حاصل ہے۔

(د) کمیت عمل یعنے ایک ہی عمل کی کمی بیشی۔ چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کئے ہوں اور دوسرے نے صرف ایک ہی حج کیا ہو۔

(ہ) کبھی فضیلت بباعث تقدیم و تاخیر زمانہ کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتدائے اسلام میں یا ایام قحط سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی ہو بہ حالی اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہو جس نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گذرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود پروردگار نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا +

اس وجہ سے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے والسابقون +

(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا بہتر ہے ہزار نماز سے جو دوسری مسجدوں میں پڑھی جائیں +

(ز) کبھی امور خارجیہ کی اضافت سے فضیلت ہوتی ہے جیسے ایک رکعت نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے اسی طرح جو عمل نیک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو

حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے۔ وہ دوسری اوقات کے اعمال سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے ✣

(۳) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت جزئی نتیجہ ان دونوں کا دو حال سے خالی نہیں ✣

(الف) فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا

(ب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضول کے درجہ کے بلند ہونا ✣

(تنبیہ) اگر فضیلت سے یہ دونوں نتیجہ پیدا نہ ہوں تو فضل محض لفظ مجرد ہوگا جس کے کچھ معنے نہ ہوں۔

(اعتراض) یہاں ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہو کہ جب افضل کی تعظیم مفضول پر واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم افضل ہوگا۔ اور کفار و والدین بھی واجب التعظیم ہیں اس وجہ سے وہ بھی افضل سمجھے جاتے چاہئیں اور یہ برخلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔

(جواب) کفار و والدین کی تعظیم عرف شرع میں تعظیم نہیں کہلاتی ایسی تعظیم کو شرع کی اصطلاح میں بر اور احسان کہا جاتا ہے۔ اور کفار و والدین کی تعظیم شرع میں جائز نہیں بلکہ اس سے برأت واجب ہے تعظیم شرعی وہ ہے کہ محبت اللہ پر مبنی ہو (۴) چونکہ فضیلت کے معنے ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت ثواب کے پس اس کی دو قسم پر ہے

(الف) فضیلت اصلی۔ یعنی ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس سے بے بہرہ ہو جیسے کہ ایک عالم ہو اور ایک جاہل ✣

(ب) فضیلت زائدہ یعنی ایک شخص بہ نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو مثلاً ایک عالم ہو۔ اور دوسرا اعلم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں ✣

(۵) مفاضلہ اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر جہتیں مختلف ہوں تو مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا۔ غرضیکہ مفاضلہ میں شرکت وجہ ضروری ہو۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایہما اکثر ثواباً فیما اشترکا (یعنے جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہیں ان میں سے کون فضیلت) سوا رکھتا ہے پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ نماز صالح افضل ہو یا رمضان۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں ✣

بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ افضل ہیں یا حضرت ابی بکرؓ کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو اتنا جھگڑا کیوں ہوتا ✣

(۶) جب وجوہ ہفت گانہ مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو از روئے آیات قرآنی و احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احق اور اولیٰ باعتبار کی فضیلت پر یقین کرنا چاہیے۔

یہ امر شریعت سے ثابت ہو کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کے مقابلہ میں چنداں اعتبار نہیں اور زمان عمل کے سامنے ان دونوں کی وقعت نہیں لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور یہ امر بھی قرآن شریف سے ثابت ہو کہ صحابہ نے جو عمل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا ہے وہ بوجہ حضور کی معیت کی نہایت افضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال سے جو انہوں نے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کئے ہیں اسی وجہ سے انس بن مالک اور ابو امامہ باہلی۔ عبد اللہ بن بشر و عبد اللہ بن الحارث و سہل بن سعد

(ح) افضل (یعنی ان دونوں میں سے کون افضل ہے) تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ایہما

الساعدی جابر بن عبداللہ انصاری جیسے صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل پانے کے باعث مدت مدید تک زندہ رہکر اعمال صالحہ میں مشغول رہے لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلّہ نہیں ہو سکتے +

اسی وجہ سے یہ امر بھی قطعاً ثابت ہو کہ جو ذوات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت افضل و اعلیٰ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ویسے ہی افضل اور اعلیٰ تھے۔

صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونے کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار اور السابقون السابقون اولٰئک المقربون فی جنات النعیم اس پر شاہد ہیں پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں وہ سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں، وہ چار نفوس متبرکہ ہیں۔ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ حضرت ابوبکر الصدیق۔ حضرت زید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ ان کے بعد اہل عقبہ اُن کے بعد اہل بدر۔ اُن کے بعد مشاہد اُحد سے صلح حدیبیہ تک کے لوگ جن کے لئے انزال سکینہ ہُوا ہے۔ ان کے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ پھر اکثر منافق اور مولفۃ القلوب بھی شریک اسلام ہو گئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناطق ہے ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق۔ (تنبیہ) ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ باتفاق سابق الاسلام تھے۔

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس سے خصم کو مجال تکلم نہ ہے۔ اب رہی فضیلت نقلی تو اس کے جانچنے کے دو طریق ہیں۔ اول نص شارع۔ دوم تتبع احوال +

(الف) اس امر میں کہ فضیلت منصوص ہے یا نہیں۔ باہم علمائے اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثبت بالاجماع رتبہ بتعیین الافضل ولم یوجد النص بعض کہتے ہیں کہ تفضیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے۔ امام ابوالحسن اشعری اس کے قائل ہیں کہ قطعی ہے اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے (دیکھو شرح جوہر اللقانی سعد الدین تفتازانی) شرح مقاصد میں لکھتے ہیں التفضیل من الاجتہادیات کا قاطع فیہا یعنے تفضیل ایک امر اجتہادی ہے کوئی قطعی دلیل اس کے لئے موجود نہیں۔ امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقۃ الفضل ما ھو عند اللہ وذلک مما لا یطلع علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے فضل کی حقیقت خدا کو معلوم ہے اور سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر کوئی مطلع نہیں +

شارح مواقف لکھتا ہے اعلم ان مسئلۃ الافضلیۃ لا مطمع فیہا فی الجزم والیقین اذ لا دلالۃ للعقل بطریق الاستقلال علی الافضلیۃ بمعنی الاکثریۃ فی الثواب بل مستندہا النقل ولیست ھذہ المسئلۃ مسئلۃ یتعلق بہا العمل فیکتفی بہا بالظن ھو کاف فی الاحکام العملیۃ بل ھی مسئلۃ علمیۃ یطلب فیہا الیقین والنصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعارضہا لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لانہا اما احاد او ظنیۃ الدلالۃ مع کونہا متعارضۃ۔ ایضاً لیس الاختصاص بکثرت اسباب الثواب موجباً لزیادتہ قطعاً بل

فلان الثواب تفضل من الله تعالیٰ کما عرفته فیما سلف فله ان لا یثیب المطیع ویثیب غیره وثبوت الامامة
وان کان قطعیا لا یفید القطع بالافضلیة بل غایته الظن کیف ولا قطع بان امامة المفضول یصح مع وجود
الفاضل لکنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبکرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ وحسن ظننا بهم لولم
یعرفوا ذلک لما اطبقوا علیه فوجب علینا اتباعهم فی ذلک القول نفوض ما هو الحق فیه الی الله تعالیٰ
قال الآمدی وقد یراد بالتفضیل اختصاص احد الشخصین عن الآخر اما باصل فضیلة لا وجود لها فی الآخر
کالعالم والجاهل واما بزیادة فیها لکونه اعلم مثلا وذلک غیر مقطوع فیما بین الصحابة اذ ما من فضیلة تبین اختصاصها
بواحد منهم الا ویمکن بیان مشارکة غیره له فیها وبتقدیر عدم المشارکة فقد یمکن بیان اختصاص الآخر
بفضیلة اخری ولا سبیل الی الترجیح بکثرة الفضائل لاحتمال ان یکون الفضیلة الواحدة ارجح من فضائل
کثیرة یعنے فضیلت کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس سے جزم اور یقین کا قطع کیا جائے۔ عقل کو افضلیت یعنی کثرت ثواب سے
طریق استدلال حاصل نہیں۔ بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہو تاکہ مجرد
ظن ہی ہے اس کے لئے کافی سمجھا جائے۔ کیونکہ احکام عملیہ کے لئے ظن ہی کفایت کرتا ہے بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے (یعنی
اعتقادی ہے) جس میں جزم اور یقین مطلوب ہو لیکن طرفین کے نصوص باہم متعارض ہونے کی وجہ سے قطعیت
کا فائدہ نہیں بخشتی قطع نظر متعارض ہونے کے وہ نصوص احاد اور ظنی الدلالۃ ہیں +

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پہ دلالت کرتے ہیں۔ لیکن کثرت ثواب کا اسباب کا
مرتب ہونا قطعاً ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔ صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ اجر اور ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف
ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت
اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت افضلیت کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امامت مفضول کی افضل ہوتے ہوئے اہل سنت
وجماعت کے نزدیک جائز ہے اور ناجائز ہونا اس کا قطعی نہیں۔ ہم نے سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہو کہ حضرت ابوبکرؓ افضل
ہیں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علیؓ ہمارا سلف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے
کہ اگر انکے پاس دلیل نہ ہوتی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم ان کے پیرو ہیں ہم پر اس امر میں انکا اتباع واجب ہے
اور ہم اس کی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔

آمدی کہتا ہے کہ تفضیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہو دوسرے سے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو۔
(یعنے ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے) جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل سے
افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بہ سبب زیادہ ہونے کسی خاص سبب کے فضیلت
ہو (یعنے ایک ہی صفت میں دونوں شریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زائد ہو اور دوسرے میں کم ہو) جیسے اعلم افضل ہو
عالم سے بہ سبب زیادہ ہونے صفت علم کے پس اس وجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کے بارے میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا۔
کیونکہ جو فضیلت کہ کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی انہیں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے۔ اور اگر بالفرض
شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور ایسی فضیلت کے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اُسکی فضیلت اس دوسرے کی فضیلت کے مقابل ٹھہرتی ہے
اور کثرت فضیلت کے ترجیح نہیں دی جا سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی فضیلت بباعث شرف کے بہت سی فضیلتوں پہ

راجح ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے بجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو۔ پس افضلیت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ جیسے سلف میں خلفاء اربعہ کی افضلیت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ فضلہم علی ترتیب الخلافت کے قائل تھے اور ترتیب خلافت کے مطابق سب سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل سمجھتے ہیں اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کو اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت مرتضیٰ علیؓ کو۔

(۲) بعض لوگ ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو برابر جانتے تھے، امام مالکؒ کا بھی یہی عقیدہ تھا محقق دوانی شرح عقائد میں لکھتا ہے الافضلیة بھذا الترتیب عند الجمھور ونقل عن مالکؒ التوقف بین عثمانؓ وعلیؓ وقال امام الحرمین: الغالب علی الظن ان ابابکرؓ افضل من عمرؓ ثم تتعارض الظنون فی عثمانؓ وعلیؓ یعنے جمہور کے نزدیک افضلیت ترتیب خلافت پر ہے اور امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے توقف درمیان علیؓ اور عثمانؓ کے امام الحرمین کہتا ہے کہ ظن غالب ہے کہ حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں حضرت عمرؓ سے اور پھر حضرت عمرؓ افضل ہیں اور پھر ظنون باہم متعارض ہیں درمیان حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فخر الاسلام بزدوی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت والجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے اور حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے انہ ما فضل عثمانؓ علی علیؓ یعنی وہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت نہیں دیتے تھے علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قال الجمع وقعت من اہل السنة فی علیؓ وعثمانؓ فلم یفضلوا احدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انسؒ ویحییٰ بن سعید القطانؒ۔

(۳) کوفہ کے اہل سنت وجماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے تھے۔ چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں سیوطی لکھتے ہیں وجزم الکوفیون ومنہم سفیان الثوریؒ بتفضیل علیؓ علی عثمانؓ یعنے کوفے کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں بالجزم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں۔ اور شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے کہ ابوبکر خزیمہ بھی حضرت علیؓ ہی کی فضیلت کے قائل تھے عن ابی بکر خزیمة تفضیل علیؓ علی عثمانؓ شرح کبیر جامع الثعالبی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء امام مالکؒ کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ وقال بعض اہل السنة بتقدیم علیؓ علے عثمانؓ ومنہم قال مالکؒ اولا ثم وقف امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ مجاری الاطعان فی تفضیل علیؓ علے عثمانؓ میں لکھتے ہیں ؎

بعد تفضیلنا الشیخین معتقدی ٭ تفضیلہ قبل ذی النورین فی بالی (ارادۃ الجنان للیافعی) اکثر محدثین مثل حاکم وغیرہ بھی اسی کے قائل تھے (بستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس سے بھی زیادہ ایک اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بھی یہی مسلک تھا۔ چنانچہ الخصائص میں امام نسائی لکھتے ہیں عن علاء بن عرار قال سئلت ابن عمر رضی اللہ عنہما وھو فی مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن علیؓ وعثمانؓ فقال اما علی فلا تسالنی عنہ انظر الی قرب منزلہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما فی المسجد بیت غیر بیتہ فاما عثمانؓ فانہ اذنب ذنبا عظیما تولی یوم التقا الجمعان فعفی اللہ عنہ وغفر لہ واذنب فیکم دون ذلک فقتلتموہ۔

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں بھی سلف کا مذہب

مختلف تھا۔ چنانچہ اُن کا قول ہے واختلف السلف الصالح فی تفضیل علیؓ وابی بکرؓ پھر اس کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمانؓ وابی ذرؓ والمقدادؓ وعمارؓ وخبابؓ وجابرؓ وحذیفہؓ وابی سعیدؓ الخدری وزیدؓ بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علیؓ بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ ھؤلاء یعنے سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر وخباب حذیفہ وابی سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ اور یہ اصحاب حضرت علیؓ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں عبدالرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمرؓ کو ابوبکرؓ پر فضیلت دے تو میں اس کو منع نہیں کرتا اور اگر علیؓ کو ابوبکرؓ سے افضل سمجھے تو بھی میں اس کو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھے پس عبدالرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اس کو یہ بات بہت پسند آئی۔

(۵) امام تاج الدین سبکی کہ جو بڑے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کئے جاتے ہیں طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں کہ بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہما السلام کو بباعث جزئیت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطیؒ الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہؓ اور انکے بھائی ابراہیم بالاتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں امام مالکؒ کا قول ہے ما تفضل علی بضعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احداً

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں حکی الخطابی عن بعض مشائخہ انہ قال ابوبکرؓ خیر وعلیؓ افضل غرضیکہ ان سب تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اس کے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے فضلھم علی ترتیب الخلافۃ قطعی نہیں اور ہمارے اہل سنت وجماعت اس کے برخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ورنہ سلف صالحین تک اس کا اثر پہنچ سکتا ہے

بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کے بارہ میں نقل ہوتے ہیں شاذ ہیں انکی طرف چنداں التفات نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے پس افضلیت کو بھی قطعی سمجھنا چاہیئے +

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کے تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں اسکی مفصل بحث موجود ہے قطعی اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلاً اختلاف نہ ہو اور جس میں اختلاف ہو اگرچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو ظنی ہے اور قطعیت کی حد سے نکل جاتا ہے اگرچہ شاذ ہونیکی وجہ سے خلاف چنداں قابل اعتماد بھی نہ ہو لیکن اس اجماع کا درجہ قطعیت سے گھٹا رہتا ہے +

علاوہ بریں اگر اجماع ہوا بھی ہے تو اسی افضلیت ظنی پر ہوا ہوا اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا۔ چنانچہ ہم سابقہ ائمہ کلام مثل ابوبکرؓ باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں انکے بیانوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضیلت انکے نزدیک صفت ظنیت سے محکوم ہے ہرگز عارض حکم لہذا اجماع نہایت الامر یہی ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے نہ فضلھم علی ترتیب الخلافۃ کا چنانچہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمانؓ کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور افضل ہونے پر اختلاف ہے پس ثابت ہوا کہ قطعیت خلافت سے

افضلیت ہرگز لازم نہیں آتی +

طالوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا۔ داؤدؑ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اس کے عہد میں موجود تھے اور اس کے تابع حکم تھے + کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طالوت ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک فضلیت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اس پر پوری اطلاع نہیں +

خلفاء اربعہ کی مدح و ثنا میں حدیثیں وارد ہیں اور باہم متعارض ہیں اور سلف کا افضلیت کے بارہ میں اختلاف ہے اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلےٰ ہے +

چونکہ افضلیت سے اکثریت ثواب مراد ہے اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے اور احادیث میں تعارض واقع ہے پس جبکہ تعارض واقع ہو تو جانب اعلیٰ کو ترجیح دینا چاہیئے اور احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں انکی نسبت علامہ ابن عبدالبر استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں قال احمد بن حنبل و اسمٰعیل بن اسحاق القاضی و احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیشاپوری لم یرو فی فضائل احد من الصحابۃ بالاسانید الجیاد ما روی فی فضائل علی بن ابی طالبؓ یعنے امام احمد بن حنبل اور قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی اور ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر جید سندوں کے ساتھ حدیثیں جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے حق میں نہیں ہوئیں +

اسکے ماسوا اگر جناب امیرؑ کے خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے امور کثرت ثواب کے اسباب پر غور کیا جائے تو جناب امیرؑ ہی افضل الناس بعد خیر البشر نظر آتے ہیں۔

لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے افضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کرنے کے لئے ہم آپکے الاسم نمبر ایام الفضل والخلال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل رفع ہو جاتا ہے اور آپ کی فضیلت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب تتبع احوال جناب امیر علیہ السلام سے پیشتر ہم افضلیت کے اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ افضلیت باعتبار اپنے اقسام کے تین قسموں میں منحصر ہے :۔ فضیلت نفسانی اور فضیلت جسمانی اور فضیلت خارجی +

ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلثہ فضیلت میں جناب امیرؑ کی افضلیت لوگوں کو دکھائیں گے پھر چوتھے باب میں ہم آپ کے خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لئے نقل کریں گے۔

اس باب میں ہم چند امور یعنی جناب امیرؑ کا ذکر دخل عبادت ہونا اور آپ کی شان میں جس قدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں انکی نسبت محدثین کی رائے اور جناب امیرؑ کی مثل کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا اور جناب امیرؑ کے فضائل و مناقب کا لاتحصی ہونا اور جناب امیرؑ کا روحانی حلیہ اور جناب امیرؑ کا جامع مدارج فضل ہونا بطور تمہید کے لکھ کر پھر ہم آپ کے فضائل نفسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے +

جناب امیرؑ کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن ام المومنین عایشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوانی علی خیر اعمامی حمزۃ ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والمنتقی فی کنز العمال) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سے بہتر علیؑ ہیں اور تمام چچوں سے بہتر حمزہؓ ہیں۔ اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

(۲) عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

جناب امیرؑ کی شان میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت محدثین کی رائے

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلی وکذالک قال اسمٰعیل بن اسحاق القاضی و ابو علی النیساپوری و احمد بن شعیب النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید الجیاد اکثر مما جاء فی علی (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ ابن عبد البر وصواعق محرقہ للعلامۃ ابن حجر والخوارزمی ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب والثعلبی فی تفسیرہ وابن طلحہ الشافعی فی مطالب السئول) حاکم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لئے اسقدر فضائل نہیں وارد ہوئے جسقدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ اسمٰعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشاپوری بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیرؑ کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔

قال عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ان رجلا من ھمدان یقال لہ برد قدم علی معاویۃ فسمع عمرو بن العاص یقع فی علی فقال لہ یا عمرو ان اشیاخنا سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فحق ذالک ام باطل فقال عمرو حق وانا ازیدک انہ لیس احد من صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ مناقب مثل مناقب علی الا انہ شارک فی قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن قتیبہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُس نے سُنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر علیہ السلام کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے بزرگوں نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ؟ عمرو بن العاص کہنے لگا میں تجھے اس سے بھی بڑھکر سناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب اتنے نہیں ہیں جسقدر کہ جناب امیرؑ کے مناقب ہیں۔ مگر کیا کریں وہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہوئے ہیں۔

جناب امیرؑ کی مانند کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی یهدی صاحبہ الی الهدیٰ ویردہ عن الردیٰ (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں کہ جناب سرور انبیا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علیؑ کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

جناب امیرؑ سے فضائل میں پہلے لوگ سبقت لیگئے نہ پچھلے لوگ انکو پہنچ سکینگے

عن الحسن انہ قال حین قتل علیؑ لقد فارقکم رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون (اخرجہ احمد و النسائی والدولابی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر الطبری فی تاریخہ) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام خطبہ میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ اس سے کسی بات میں بڑھے ہوئے نہیں تھے اور پچھلے اُن تک نہ پہنچ سکیں گے۔

جناب امیرؑ کے فضائل کا لاتحصے ہونا

عن مجاهد سال الرجل من ابن عباسؓ سبحان اللہ ما اکثر فضائل علیؑ وانی لاظنها ثلثة الاف فقال لہ ابن عباس هی ثلاثین الف اقرب من ثلاثة الاف ثم قال ابن عباسؓ لو کان الشجر اقلام والبحر مداد والانس کتاب والجن حساب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیرؑ کے فضائل کتنے بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہونگے ابن عباسؓ نے کہا تین ہزار تو کیا تیس ہزار کے قریب ہونگے پھر ابن عباسؓ کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بنجائیں اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنیوالے ہوں تو بھی علیؑ کے فضائل کو احصے نہیں کر سکینگے۔

(۲) عن علی بن الحسینؑ عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل لاخی علیؑ فضائل لا تحصے کثرة فمن ذکر فضیلة من فضائلہ مقرا بها غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ومن کتب فضیلة من فضائلہ لم تزل الملئکة تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابة رسم ومن استمع الی فضیلة من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبها بالاستماع ومن نظر الی فضیلة من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبها بالنظر ثم قال النظر الی علی بن ابی طالب عبادة وذکرها عبادة ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبراءة عن اعدائہ (اخرجہ الخوارزمی ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی والحافظ الهمدانی فی مناقبہ) جناب زین العابدینؑ اپنے والد ماجد جناب امام حسینؑ سے اور انکے جد امجد امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ پروردگار عالم نے میرے بھائی علیؑ کے فضائل اسقدر بنائے ہیں جنکی کثرت کا احصے نہیں ہو سکتا پس جو شخص انکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقراری ہو کر لکھے اللہ اسکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیگا اور جو شخص اسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جبتک کہ وہ لکھتا رہتا ہے فرشتے اسکے گناہوں کے لئے خدا سے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص اُسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو سنتا ہے خدا تعالیٰ اُسکے وہ گناہ جو کہ اُس نے

اپنے کانوں سے بذریعہ ناجائز کلام سُننے کے کئے ہیں بخشدیتا ہے اور جو شخص کہ اسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کی طرف نگاہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکے وہ گناہ جو اُس نے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کرنے کے کئے ہیں بخش دیتا ہے پھر ارشاد کیا کہ علیؑ ابن ابیطالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اُس کا ذکر خدا کی بندگی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی مومن کے ایمان کو قبول نہیں کرتا مگر علیؑ کی دوستی اور اُس کے دشمنوں سے بیزار ہونے کی وجہ سے

(تنبیہ) علے العموم فضائل تین قسم پر ہیں۔ فضائل نفسانی۔ فضائل جسمانی۔ فضائل خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے جن کو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل وہی ہیں انہی کی وجہ سے انسان رتبہ بہیمی سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا ہے۔ فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کیساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا سڈول ہونا جس کو حُسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نہ انسان کے روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے الگ ایسے اسباب انسان کیلئے فراہم ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے ہم جنسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب ونسب کا کھرا پن۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔

قبل اسکے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے لکھنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روحانی تصویر جس کو روحانی حلیہ بھی کہا جاسکتا ہے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ کریں آپ کا جسمانی حلیہ فضائل جسمانی میں لکھا جائیگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا روحانی حلیہ

(۱) قیل ان معاویۃ قال لضرار الصدائی یا ضرار صف لی علیا فقال اعفنی یا امیر قال لتصفنہ قال اما اذ لابد من وصفہ کان واللہ بعید المدیٰ شدید القویٰ۔ یقول فصلاً ویحکم عدلاً یتفجر العلم من جوانبہ وتنطق الحکمۃ عن لسانہ یستوحش من الدنیا وزھرتھا ویانس باللیل ووحشتہ وکان غزیر العبرۃ طویل الفکرۃ یعجبہ من اللباس ما قصر ومن الطعام ما خشن۔ کان فینا کاحدنا یجیبنا اذا سألناہ۔ ویاتینا اذا دعوناہ۔ ونحن واللہ مع تقریبہ ایانا وقربہ منا لا نکاد نکلمہ ھیبۃ لہ۔ یعظم اھل الدین۔ ویقرب المساکین لا یطمع القوی فی باطلہ ولا ییئس الضعیف عن عدلہ ولقد رایتہ فی بعض مواقفہ۔ وقد ارخی اللیل سدولہ وغارت نجومہ قابضاً علی لحیتہ یتململ تململ السلیم ویبکی بکاء الحزین۔ ویقول یا دنیا غری غیری۔ الی تعرضت ام الی تشوقت۔ ھیھات ھیھات قد باینتک ثلاثاً لا رجعۃ فیھا فعمرک قصیر۔ وخطرک کثیر۔ آہ آہ من قلۃ الزاد وبعد السفر فبکی معاویۃ فقال رحم اللہ اباحسنؑ کان واللہ کذلک فکیف حزنک علیہ یا ضرار قال حزن من ذبح ولدھا فی حجرھا (اخرجہ الدولابی وابو عمر ابن عبد البر فی الاستیعاب والمتقی فی کنز العمال وابن حجر فی صواعق محرقہ) کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا اے ضرار مجھ سے علی علیہ السلام کے اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس سے معاف رکھ۔ معاویہ نے کہا تجھے ضرور انکے اوصاف بیان کرنا ہونگے ضرار نے کہا جبکہ مجھے انکے اوصاف بیان کرنے پر مجبور ہی کیا جاتا ہے تو واللہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے علم کا دریا انکے دل سے موج زن تھا۔ حکمت انکی زبان سے بولتی تھی۔ وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے

وہ اندھیری رات اور اُسکی وحشت سے مانوس تھے۔ وہ بھنے کو پسند کرتے تھے اور دور دور دراز فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ انکو کپڑا چھوٹا اچھا لگتا تھا۔ اور اُن کو کھانے میں کرخت چیز بھلی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ وہ ہمکو جواب دیتے تھے جبکہ ہم اُنسے پوچھتے تھے وہ ہمارے پاس آتے تھے جب ہم اُنکو بلاتے تھے خدا کی قسم ہے کہ باوجود انکے قرب کے ہیبت کی وجہ اُن سے کلام نہیں کر سکتے تھے اور اہل دین کی تعظیم کرتے تھے مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے ان کے خوف سے کوئی زبردست اپنی بیہودگی کی خواہش دل میں نہیں لا سکتا تھا ضعیف اُن کے عدل سے نا امیدی کا منہ نہیں دیکھتا تھا میں نے ان کو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے اور نرم آواز سے رو رہے تھے اور فرما رہے تھے اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے۔ میرے کیوں سامنے آتی ہے یا مجھ سے شوق رکھتی ہے۔ افسوس میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں جن میں ہرگز رجعت کی گنجائش نہیں تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیرے دکھ بہت بڑے ہیں آہ آہ تھوڑا زاد ہے اور دور کا سفر ہے۔ امیر معاویہ سنکر رونے لگے اور کہنے لگے خدا ابوالحسن پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار اُن کے مرنے سے تجھے کیسا رنج ہوا ہے ضرار کہنے لگا ایسا رنج ہے کہ جس طرح سے کسی عورت کی گود میں اُس کا بیٹا ذبح کیا جائے۔

(۲) عن سعید بن العاص قال قلت لعبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ لا تخبرنی عن ابابکرؓ و علیؓ فان ابابکرؓ کان لہ السن والسابقۃ مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس صاغیۃ الی علی فقال ای ابن اخی کان لہ واللہ ماشئت من ضرس قاطع البسطۃ فی النسب وقرابۃ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومصاھرتہ والسابقۃ فی الاسلام والعلم والفقہ فی السنۃ والنجدۃ فی الحرب والجود بالماعون (اخرجہ احمد و الذھبی) سعید بن العاصؓ سے نقل ہے کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہؓ پوچھا مجھ سے علیؓ اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہما کا حال بیان کر کہ باوجود اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معمر بھی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت بھی رکھتے تھے پھر لوگ جناب علیؓ کے کیوں زیادہ مشتاق تھے عبداللہ بن عیاش کہنے لگے اے میرے بھتیجے جو بات کہ تجھے پسند آتی ہو اسی میں علیؓ کے دانت تھے نسب کا کھرا پن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت حضرتؐ کی دامادی سے مشرف ہوئے اسلام میں سبقت۔ قرآن کا علم سنت میں التفقہ۔ حرب میں بہادری بخشش میں جود۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ وقد سالہ الناس ای رجل کان علیاً قال کان قد ملا جوفہ علماً وحکمۃ و باساً ونجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد) ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ جناب علیؓ کیسے تھے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کیساتھ ان کا پیٹ علم اور حکمت اور ہیبت اور شجاعت سے بھرا ہوا تھا۔

(۴) عن ابن عباسؓ فی علی بن ابی طالب کان واللہ یشبہ القمر الباھر والاسد الخادر والفرات الزاخر والربیع الماطر ماکور (موضح الابرار من الباب التاسع والسبعین) ابن عباسؓ سے جناب امیرؓ کی شان کے متعلق روایت ہے کہ واللہ حضرت علی علیہ السلام چودھویں رات کے چاند اور بن کے شیر اور موج مارتے دریا اور صبح کے برستے ہوئے ابر کے مشابہ تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کرنے میں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے لیکن خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں جنکا ذکر کیا ہے حقیقتہً وہی مدارج فضل ہیں۔ انسانی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا صرف امر اعتباری ہے ۔

جب ہم خدائے واحد ذوالجلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو یہ آیہ وافی ہدایہ اولئک انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشہداء والصالحین سے ہماری سرگشتہ عقل کو یہ پتہ ملتا ہے کہ حقیقتہً مدارج فضل چار ہیں۔ اور بس۔ مرتبہ انبیاء علیہم السلام۔ مرتبہ صدیقین۔ مرتبہ شہداء۔ مرتبہ صالحین ۔

اسبات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں صدیقین اور شہداء اور صالحین انبیا سے مغایر ہیں۔ لیکن ان صفات ثلثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف سے موصوف واحد مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہر صفت سے موصوف جداگانہ مراد ہے یعنی صدیق اور ہیں اور شہید اور ہیں اور صالحین اور ہیں۔

اگر خداوند تعالیٰ اپنے کرم عمیم سے کسی اپنے خاص بندے کو یہ تینوں اوصاف عطا فرمائے تو کیا کہنا ہے ۔

جناب امیر کی ذات متجمع صفات میں بجز منصب نبوت کی یہ تینوں اوصاف بفحوائے نور علی نور موجود تھے ۔

(اول) صدیق یعنے جس کی عادت پر صدق غالب ہو۔ صدق مومنوں کی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقلب کے سوا نہیں ہو سکتی ۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور دین کے کسی امر میں شک نہ لائے چنانچہ یہ آیہ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون سے یہی معنے ثابت ہوتے ہیں۔ مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد لئے ہیں، بعض کے نزدیک صدیق انکو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب سے پہلے رسول کی تصدیق کرے ۔

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین بہر گروہ افاضل اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے افضل اور سید الصادقین تھے ۔

(۱) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین قال مع علی لانہ سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ و ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء و ابن عساکر و ابو بکر بن مردویہ والسیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کہ (اے وہ لوگو تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) یعنے جناب علی کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سردار تھے ۔

(۲) عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت اول من امن بی وصدق و انت الصدیق الاکبر (اخرجہ الحاکم والدیلمی والطبرانی فی ریاض النضرۃ) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے ۔

(۳) عن عباد بن عبد اللہ قال علیؑ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا الصدیق الاکبر لا یقولھا ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصاص والحاکم فی المستدرک والحافظ ابوزید عثمان بن ابی شیبۃ فی سننہ وابن عاصم فی السنۃ والحافظ ابونعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی ہے۔

(۴) عن ابن عباسؓ وابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلثۃ حبیب النجار مومن الیاسین وحزقیل مومن آل فرعون وعلی ابن ابی طالب وھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلیٰ صواعق محرقہ) ابن عباس اور ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین ہیں حبیب النجار حواریین مسیح پر ایمان لانیوالا اور حزقیل آل فرعون میں جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانیوالا اور علی بن ابی طالب اور وہ اُن سے افضل ہے۔

(دوم) شہید اسکے معنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معنے اور شاہد کے معنے ایک ہیں یعنے رسالت پر شہادت دینے والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے۔ یہ دونوں جناب امیرؑ پر ذات اقدس پر لازم آتے ہیں۔ شہید بمعنے شاہد +

(۱) عن عباد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیاًؑ یقول ھو علی المنبر ما من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ آیۃ او آیتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسألنی علی رؤس القوم ما حدثتک ویحک ھل تقرء سورۃ ھود ثم قرأ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاھد منہ (اخرجہ ابن مردویۃ وفقیہ ابن مغازلی وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول وابن جریر الطبری وابن منذر وابوالشیخ وابن مردویۃ صاحب تفسیر معالم التنزیل) عباد بن عبد اللہ الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسکے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیرؑ نے غصے ہو کر فرمایا اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا افسوس ہے کہ تو نے سورہ ہود کو نہیں پڑھا افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ یعنے آیا جو شخص کہ اپنے رب کی دلیل روشن پر ہے اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بینۃ من ربہ ہیں اور یتلوہ شاہد منہ میں ہوں۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما افمن کان علی بینۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویتلوہ شاھد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے رب کی دلیل روشن پر ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں خاصۃً + شہید بمعنے مقتول فی سبیل اللہ +

عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیاً وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیرؑ کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں چومتے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا ہے اور شہید ہونے والا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی پیشگوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں اپنے مقام پر درج ہیں۔

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جس کی تعریف یہ ہے الصالح ھو الذی یکون صالحا فی اعتقادہ وفی عملہ یعنے صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد اور اعمال میں صالح ہو۔ کیونکہ جہل سے فساد فی الاعتقاد ہے اور معصیت سے فساد فی العمل پیدا ہوتا ہے جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تھے اسلئے فساد فی الاعتقاد سے محفوظ تھے اور دنس معصیت سے طاہر تھے اسلئے فساد فی العمل سے معصوم تھے کیوں نہ ہو جسکو خدائے پاک اپنے کلام مجید میں صالح المومنین کا لقب عطا فرمائے اس سے فساد فی الاعتقاد اور فساد فی العمل کسطرح سے ظاہر ہوسکتا ہے صدق اللہ وصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا ومافیھا اما الخامسۃ فلست اخشی علیہ ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد فی المناقب) یعنے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ تمام دنیا و مافیہا سے مجھے محبوب ہیں۔ چنانچہ پانچویں ان میں سے یہ ہے کہ مجھے اس پر ہرگز خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فی قولہ تعالی ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ وابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں (کہ وہ اللہ اس کا مددگار ہے اور جبرئیل اور مومنوں کا نیکوکار) مومنوں کے نیکوکار سے علی بن ابی طالب مراد ہیں

(۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول صالح المومنین علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم وابن ابی حاتم والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفت ثلثہ تھے جن کا خدا نے اپنی کلام پاک میں ذکر کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السّلام کے فضائل نفسانی کا بیان

جناب امیرؑ کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو حسب ارشاد حضرت باری عز اسمہٗ (قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون) یعنے کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا برابر ہوسکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور

بمقولۂ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنے خداوند تعالیٰ وتقدس بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم سے اور وہ لوگ کہ ان کو علم دیا گیا ہے۔ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے اس کا مجملی ذکر یہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اصل فطرت میں ذکی الطبع پیدا ہوئے تھے جس کی وجہ سے پروردگار نے ان کو استعداد علمی اور قابلیت نہایت اعلیٰ درجہ کی عطا کی تھی۔ اور جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام حکماء وعقلاء وانبیاء کرام کے سرآمد تھے اور حضرت علیؑ نے ابتداء سن تمیز بلکہ روز ولادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنار عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سے ان کی طبیعت راغب تھی کبھی مثل دوسرے اطفال کے لہو ولعب کی طرف مائل نہیں ہوئے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی تعلیم وتربیت میں ہمیشہ کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ اس وجہ سے جناب امیر علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوئی۔ کہ جس میں تمام عقلاء زمانہ حیران رہ گئے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم وفضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے حضرت امیر علیہ السلام کو اس میں دستگاہ تام معلوم ہوتی ہے یہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا۔

اول تو تمام صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مشرف ہوئے ہیں۔ اور جناب امیرؑ پانچ برس کے سن سے حضور میں رہے ہیں۔ دوم حضرت امیرؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت شبانہ روز حاصل تھی اور دوسرے اصحاب اس شرف دائمی سے معذور تھے کبھی ان کو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی تھی اور کبھی اس سعادت سے محروم رہتے تھے اور حضرت علیؑ ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے۔

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علمی کا حال کسی قدر شرح وبسط کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اول ہم احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے اعلم تھے اور بمقولۂ آیہ وافی ہدایہ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا سب صحابہ سے اعلم ہونا

(۱) اخرج البزار عن جابر بن عبد اللہ والعقیلی وابن عدی عن ابن عمر والطبرانی عن کلیہما والحاکم عن علیؓ وابن عمر والبغوی وابو نعیم عن علی قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابہا زاد البغوی فی روایۃ علی والطبرانی فی روایۃ ابن عباس مرفوعاً فمن اراد العلم فلیأت من بابہا صححہ الحاکم ورواہ الجماعۃ وحسنہ الحافظان العلائی وابن حجر العسقلانی بزار نے جابر بن عبد اللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علیؑ سے اور ابن عمر سے اور امام بغوی نے اور ابو نعیم نے جناب علیؑ سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہے امام بغوی نے جو روایت جناب علیؑ سے کی ہے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رفع کر کے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کئے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ اس کے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علائی اور ابن حجر عسقلانی دونوں حافظان حدیث نے اس حدیث کے حسن ہونے کی بابت کہا ہے۔

(۲) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلیؑ بابھا (اخرجہ الترمذی ابن نعیم) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔

(۳) **عن** سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم امتی بعدی علیؑ بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علیؑ بن ابی طالب ہے۔

(۴) **عن** ابن عباس قال واللہ لقد اعطے علیؑ العشار علم ایم اللہ لقد شارکم فی عشر العاشر (استیعاب ابن عبد البر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہے کہ علیؑ کو علم کی دہائیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تم کو سوویں حصہ میں شریک کیا ہے۔

(۵) **عن** ابن عباس قسم علم الناس خمسۃ اجزاء فکان لعلی اربعۃ اجزاء ولسائر الناس جزء وشارکم علیؑ فیہ فکان اعلمھم (اخرجہ البزار) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علیؑ کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا۔ اور اس میں بھی جناب علیؑ کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے۔

(۶) **عن** الحسن بن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؑ بن ابی طالب اعلم الناس باللہ واعظم الناس حبا وتعظیما لاھل لا الہ الا اللہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہردوسرا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور سب لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کرنے والے ہیں۔

(۷) **عن** عبد اللہ بن مسعود قال کنت عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسئل عن علیؑ فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی بن ابی طالب تسعۃ اجزاء والناس جزء واحد۔ (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علیؑ کی نسبت پوچھا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ حکمت دس حصوں پر منقسم کی گئی ہے۔ پس علیؑ کو نو حصے اُس کے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا۔

(۸) **عن** عبد الملک بن ابی سلیمان قال قلت لعطاء اکان فی اصحاب محمد اعلم من علیؑ بن ابی طالب قال واللہ ما اعلم (استیعاب) عبد الملک بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابی طالب سے زیادہ تر علم والا تھا عطا نے جواب دیا خدا کی قسم ہے میں نہیں جانتا

(۹) **عن** مسروق قال شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمھم انتھی الی عمرؓ وعبد اللہ ابن مسعودؓ وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلیؑ بن ابی طالب ثم شاممت ھؤلاء فوجدت علمھم انتھی الی الرجلین علیؑ وعبد اللہ بن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت یفضل علی علی عبد اللہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ اُن کا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو الدرداء اور معاذ بن جبلؓ اور زید بن ثابتؓ

اور جناب علی کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگواروں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ اُن کا علم دو آدمیوں کی طرف جناب امیرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے ان دونوں صاحبوں کو سونگھا۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعودؓ پر جناب امیرؑ فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۰) عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال علماء الارض ثلاثۃ عالم بالشام وعالم بالحجاز وعالم بالعراق فاما عالم اہل الشام فہو ابوالدرداء واما عالم اہل الحجاز فعلی ابن ابی طالب واما عالم اہل العراق فاخ لکم وعالم اہل الشام وعالم اہل العراق یحتاجان الی عالم الحجاز وعالم الحجاز لا یحتاج الیہما (اخرجہ الحضرمی) نقل ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روئے زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیرؑ ہیں اور اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے (یعنے اپنی ذات بابرکت سے مراد لی ہے) اور عالم اہل شام اور اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کی طرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کی طرف احتیاج نہیں رکھتا۔

(۱۱) عن ابی الدرداءؓ العلماء ثلٰثۃ رجل بالشام یعنی نفسہ ورجل بالکوفۃ ھو عبد اللہ بن مسعودؓ ورجل بالمدینۃ وھو علی بن ابی طالب وھو اعلم بالسنۃ منا (اخرجہ الحضرمی) ابی درداءؓ سے نقل ہے کہ تین عالم ہیں ایک آدمی شام میں ہے (یعنے اپنی ذات سے مراد لی ہے) اور ایک آدمی کوفہ میں ہے اور وہ عبداللہ بن مسعودؓ ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی ابن ابی طالب ہے اور وہ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ تر جاننے والا ہے۔

(۱۲) عن علی قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب من العلم ففتح لی من کل باب الف الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے ہیں پس ہر باب سے ہزار ہزار باب میرے لئے کھل گئے۔

(۱۳) عن علی قال قلت یا رسول اللہ اوصنی فقال قل ربی اللہ ثم استقم فقلتہا وزدت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب فقال لیھنک العلم یا ابا الحسن لقد شربت شربا ونھلتہ نھلا (اخرجہ احمد) جناب علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرماویں حضورؐ نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر استقامت کرو میں نے جناب کے فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ نہیں مجھ میں توفیق مگر خدا کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو پی لیا ہے جو حق کہ اُس کے پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو کہ حق اُس کے نوش کرنے کا تھا۔

(۱۴) عن ابن عباس قد سالہ الناس فقالوا ای رجل کان علیا قال کان ملا جوفہ حکما وعلما وباسا ونجدۃ مع قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباسؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ علیؑ کیسے آدمی تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اُن کا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذٰلک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے

(۱۵) **عن** ابی الحازم قال جاء رجل الی معاویۃ فسأله عن مسألۃ فقال سل عنہا علی بن ابی طالب
فہو اعلم فقال یا امیر جوابك فیہا احب الی من جواب علی قال بئس ما قلت لقد کرہت رجلا کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغرزہ العلم غرزا لقد قال لہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی
بعدی وکان عمر اذا اشکل علیہ شیٔ اخذ منہ (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی
نے معاویہ کے پاس آکر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جاکر پوچھو کیونکہ
وہ زیادہ علم والے ہیں اُس نے کہا کہ اے امیر مجھے تمہارا جواب اُن کے جواب سے بہتر ہے۔ معاویہ نے کہا کیا
بری بات تیرے منہ سے نکلی ہے تو نے ایسے شخص سے کراہت کی ہے جسے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
نے علم کے ساتھ اُن کے پیمانے کو پُر کیا ہے اور بیشک اُن کے لئے کہا ہے کہ تو میرے سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسےٰ
سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو اُن سے پوچھا کرتے تھے
(۱۶) **عن** سعید بن المسیب قال لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سلونی الا
علیا (اخرجہ احمد) سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی صاحب
سوا جناب علیؓ کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو۔
(۱۷) **عن** ابی عمر قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب (اخرجہ البغوی)
ابی عمر کہتے ہیں کہ سوا علی بن ابی طالب کے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو۔
(۱۸) **عن** معقل بن یسار قال وضات النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال ھل لك فی فاطمۃ
تعودھا قلت نعم فقام متوکیا علے حتی دخلنا علے فاطمۃ فقال کیف تجدنك قالت واللہ طال حزنی واشتد فاقتی
حدثنا عبد اللہ بن احمد وجدت فی کتاب ابی بخط یدہ فی ھذا الحدیث قال اوما ترضین انی زوجتك اقدم
ھم سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما (اخرجہا احمد فی المناقب والطبرانی فی الکبیر) معقل بن یسار روایت کرتے
ہیں کہ میں نے ایک روز جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کیا تو چاہتا ہے
کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کی عیادت کو چلے میں نے عرض کیا ہاں میں حضورؐ کی معیت میں چلتا ہوں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے جب ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا فاطمہ ہم تجھے ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرا غم طولانی فاقوں سے مجھ پر شدت
ہے عبد اللہ بن احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں ان کی دستخطی اس حدیث میں یہ بھی
لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تمہیں ایسے شخص کی زوجہ
بنایا ہے جو از روئے اسلام سب میری امت سے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔
(۱۹) **عن** بریدۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قم بنا یا بریدۃ نعود فاطمۃ فلما ان دخلنا علیہا
ابصرت اباھا دمعت عیناھا قال ما یبکیك یا بنیتی قالت قلۃ الطعم وکثرۃ الھم وشدۃ السقم قال لہا
اما واللہ ما عند اللہ خیر مما ترغبین الیہ یا فاطمۃ اما ترضین انی زوجتك خیر امتی اقدمہم سلما واکثرھم علما وافضلہم
حلما واللہ ان ابنیك سید اشباب اہل الجنۃ (اخرجہ الخوارزمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ قنبر سرور صلی اللہ علیہ وسلم

مجھ سے ارشاد فرمانے لگے اے بریدہ اٹھ ہمارے ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیمار پرسی کریں جب ہم ان کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کو کس بات نے رولایا ہے عرض کرنے لگیں کھانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا واللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جس کی تم یا فاطمہ رغبت کرتی ہو تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تم کو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام امت سے بہتر ہے اور اسلام لانے میں ان سب سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور از روئے حلم سب سے افضل ہے۔ واللہ بیشک تیرے دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔

(۲۰) عن ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت له هل شهدت بدراً فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض مرضة نقه ودخلت علیه الفاطمة تعوده وانا جالس عن یمین رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما رأت ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من ضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدها فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیك یا فاطمة قالت اخشی الضیعة بعدك یا رسول فقال یا فاطمة ان الله اطلع علی اهل الارض اطلاعة فاختار منهم اباك ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلك فاوحی الی فانکحته واتخذته وصیا اما علمت انك بكرامة الله ایاك زوجك اعلمهم علما واکثرهم حلما واقدمهم سلما (اخرجه الدار قطنی)

ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گیا میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ کہنے لگے ہاں میں شریک ہوا ہوں میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے جناب علیؓ کی شان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپکو ناتوان کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو رونے سے ان کا گلا گھٹ گیا یہانتک کہ آنسو رخسار مبارک پر ظاہر ہوئے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تمکو کس بات نے رلایا جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکے بعد ضائع ہونیسے ڈرتی ہوں آنحضرت نے فرمایا اے فاطمہ خداوند تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھ کر تیرے والد کو اول ان سے برگزیدہ کیا پھر دوبارہ دیکھ کر انہیں سے تیرے خاوند کو چن لیا۔ پس میری طرف وحی بھیجی اور بیٹے تیرے ساتھ انکا نکاح کر دیا اور میں نے اسکو وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتے ہو کہ تمہارا خاوند تمام اہل زمین سے زیادہ علم والا ہے اور انسے زیادہ حلم والا ہے اور ان سب سے اسلام میں مقدم ہے

(۲۱) عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی عیبة علمی (اخرجه ابن عدی والمتقی فی کنز العمال)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ میرے علم کا خزانہ ہے۔

(۲۲) عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم هذا علی بن ابی طالب لحمه لحمی ودمه دمی وهو منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وقال یا ام سلمة اشهدی واسمعی هذا علی امیر المومنین وسید المسلمین وعیبة علمی وبابی الذی اوتی منه والوصی علی الاموات من اهل بیتی وهو اخی فی الدنیا وقرینی فی الاخرة ومعی فی السنا

الا علی واخرج ابونعیم فی منقبۃ المطہرین والخوارزمی فی المناقب والشیرازی فی الالقاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے۔ اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ گواہ رہیو اور سن کہ یہ علی مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے علم کا البابِ دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہوسکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے۔ اور دنیا میں میرا بھائی اور آخرت میں میرا ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قرآن شریف حفظ کرلیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر ہی نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں ان علیاً احد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی علیؑ وہ شخص ہیں کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اُسے پیش کیا۔

(۱) روی محمد بن سیرین عن عکرمۃ قال لما کان بیعۃ ابی بکر قعد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر قد کرہ بیعتک نارسل الیہ فقال کرھت بیعتی قال لا قال ما اقعدک عنی قال رأیت کتاب اللہ یزاد فیہ فحدثت نفسی ان لا البس ردائی الا لصلوٰۃ حتی اجمعہ قال ابوبکر فانک نعم ما رأیت قال محمد بن سیرین لحلومۃ الفوکما انزل لاول قال لو اجتمعت الانس والجن ان یؤلفوا ھذا التالیف ما استطاعوا (رواہ ابوداؤد)

محمد بن سیرینؒ نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں نے بیعت کی اور علیؑ اپنے گھر میں بیٹھ رہے تو لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ علیؑ نے آپکی بیعت سے کراہت کی ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علیؑ سے کہلا بھیجا کہ کیا آپ نے میری بیعت سے کراہت کی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ پھر آپ کی گھر میں بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوئی ہے کہ کتاب اللہ میں کچھ نہ کچھ ضرور زیادتی کی جاویگی لہذا میرے دل میں آیا کہ میں اپنی ردا سوا نماز کے اور وقت نہ اوڑھوں جب تک کہ قرآن کو جمع کرلوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپ کی رائے بہت مناسب ہے۔ محمد بن سیرینؒ نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اسی طرح سے تالیف کیا ہے جیسے کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا۔ عکرمہ نے کہا کہ اگر تمام انس وجن جمع ہوکر ویسے کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کرسکیں گے۔

(۲) عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطا علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابوبکر فقال اکرھت امارتی فقال لا ولکن ابیت ان لا ارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتی اجمع القرآن فزعموا انہ کتبہ علے تنزیلہ فقال محمد لو اصیب ذلک الکتاب لکان فیہ العلم (تاریخ الخلفاء لسیوطی) تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے تامل فرمایا جناب ابابکرؓ حضرت امیر سے ملے اور کہا کہ آپ نے میری امارت سے کراہت

کرتے ہیں جناب امیرؑ نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی رداء کو سوا نماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن شریف کو جمع کرلوں۔ پس لوگوں کا خیال ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے موافق جمع کیا ہے محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مل جاتا جو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا ہے۔ تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہو سکتا۔

روی ان مصحف امیرالمومنین علی کان اولہ اقراء ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر وھکذا الیٰ اٰخر المکی ثم المدنی (نقلہ ابو عمر عثمان الدانی) روایت ہے کہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کی قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقراء پھر مدثر پھر ن پھر سورہ مزمل پھر تبت یدا پھر تکویر اسی طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے تھیں بعد میں مدنی سورتیں تھیں

(۳) عن عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقسمت لا اضع ردائی عن ظھری حتی اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظھری حتی جمعت القرآن (اخرجہ الخ ادزجی) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے میں نے قسم کھائی کہ اپنی پشت سے رداء نہیں اتاروں گا یعنی آرام سے نہیں سوؤنگا جب تک کہ قرآن کو جمع کرلوں جو کچھ کہ وہ دونوں لوحوں میں ہے۔ پس میں نے اپنی پشت سے رداء اتاری جب تک کہ تمام قرآن کو جمع کرلیا۔

(۴) عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن و القرآن مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر دونوں نہ وارد ہوں۔

(۵) عن زاذان عن عبد اللہ بن مسعود قال قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعین سورۃ ختمت القرآن علےٰ خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) زاذان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں سے بہتر جناب علیؑ سے ختم کیا۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اول المؤمنین معی ایمانا و اعلمھم بایات اللہ واوفاھم بعھد اللہ و ارأفھم بالرعیۃ و اقسمھم بالسویۃ و اعظمھم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنیوالے اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

(۷) عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن عیاش ابن ابی ربیعۃ الاتخبرنی عن ابی بکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما فان ابابکر کان لہ السن و السابقۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس صاغیۃ الی علی فقال ای ابن اخی کان لہ ما شئت من ضرس قاطع البسطۃ بالنسب و القرابۃ من رسول اللہ

والسابقۃ فی الاسلام والعلم بالقرآن والفقہ فی السنۃ والنجدۃ فی الحرب والجود بالماعون (اخرجہ الذہبی) سعید بن عمر بن سعید العاص کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا کہ آپ مجھے ابوبکرؓ اور علیؓ کے مرتبوں سے خبردار کرو۔ کیونکہ باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سابق الاسلام ہونے کے پھر لوگ جناب علیؓ کی طرف کیوں زیادہ میلان رکھتے تھے۔ عبداللہ بن عیاش نے کہا اے میرے بھتیجے ان کے پاس یعنی علیؓ کے پاس جو کچھ کاٹنے والے دانت چاہیئے تھے موجود تھے نسب کی فراخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم بالقرآن اور جنگ میں شجاعت اور بخشش عطا ایا تھا۔

(۸) عن عبد اللہ بن عیاش الزرقی وقد قیل لہ اخبرنا عن ھذا الرجل یعنی علی بن ابی طالب فقال ان لنا اخطاراً واحساباً ونحن نکرہ ان نقول فیہ مایقول بنوعمنا قال کان علی تلعابہ یعنی مزاحا وکان اذا فزع فزع الی ضرس من حدید قلت وما ضرس من حدید قال قرأۃ القرآن وفقہ فی الدین وشجاعتہ وسماحتہ (اخرجہ احمد فی المناقب) عبداللہ بن عیاش الزرقی سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس آدمی یعنی علی سے ہمیں خبردو عبداللہ نے کہا ہم کو ممانعت اور بازپرس ہے اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے بنی عم کہہ رہے ہیں علیؓ ایسے آدمی تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور جب ڈراتے تھے تو لوہے کے دانتوں سے ڈراتے تھے۔ میں نے کہا کہ لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے۔ عبداللہ نے کہا قرآن کی قرأت اور دین میں فقہ اور ان کی شجاعت اور ان کی جوانمردی۔

(۹) عن محمد بن حنفیہ انہ قال من عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابونعیم والثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی جس کے یہ معنے ہیں کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والانجیل

(۱) عن قال لو ثنیت لی الوسادۃ وجلست علیھا لحکمت بین اھل التورات بتوراتھم وبین اھل الانجیل بانجیلھم وبین اھل الزبور بزبورھم وبین اھل القرآن بقرآنھم (اربعین امام فخر الدین رازی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے لئے انکی تورات سے اور اہل انجیل کیلئے ان کی انجیل سے اور اہل زبور کے درمیان ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان انکے قرآن سے حکم کروں۔ اسیر ابوہاشم نے اعتراض کیا ہے کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پس اس کے موافق حکم کیونکر جاری ہو سکتا ہے اور اسکے احکام پر کیونکر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اسکا جواب چند وجوہ سے دیا جا سکتا ہے۔

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود لحکمت بین اھل تورات سے بطور وامابنعمۃ ربک فحدث اپنی کمال علمی کی شرح ہے۔

(۲) یا یہ کہ اس جملہ کے فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جس قدر احکام منسوخ جو تورات میں ہیں اور احکام ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ التفصیل مجھ کو علم حاصل ہے۔

(۳) یا یہ کہ ذمی یہود و نصاریٰ کی قضا اور انفصال مقدمات سے مراد ہے۔ جو جزیہ دے کر تابع فرمانِ اسلام ہوتی ہیں۔ کیونکہ دارالاسلام کے یہود و نصاریٰ پر اجراء احکام ان کے دین کے موافق ہوتے ہیں اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتبِ سماویہ کے مطابق اُن کی قضا یا فیصل کرنے پڑتے ہیں۔

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں تورات و انجیل کی اُن نصوص سے واقف ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر دال ہیں اور تورات ہی کے ذریعہ سے تورات والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لا سکتا ہوں۔

(۲) عن الاصبغ بن نباتہ قال کنا جلوسا عند علی بن ابی طالب فاتاہ یہودی فقال یا امیرالمومنین متی کان ربنا فقمنا الیہ فلهزناہ حتی تداخلنا تی علی نفسہ فقال علی خلوا عنہ ثم قال علی یا اخا الیہود ما اقول لک باذنک واحفظہ بقلبک فانما احدثک عن کتاب الذی جاء بہ موسیٰ بن عمران فان کنت قد قرأت کتابک وحفظتہ فانک ستجدہ کما اقول انما یقال متی کان ربنا لمن لم یکن ثم کان فاما من لم یزل بلا کیف یکون بلا کینونۃ کائن کان لم یزل قبل القبل وبعد البعد لا یزال بلا کیف ولا غایۃ ولا ینتھی الیہ انقطعت دونہ الغایات فھو غایۃ کل غایۃ فبکی الیہودی وقال واللہ یا امیرالمومنین انہا لفی التوراۃ ھکذا حرفا حرفا وانی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ (اخرجہ ابن عساکر والمتقی فی کنز العمال و کتاب الحجۃ للامام اصبہانی) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک یہودی نے آکر پوچھا یا امیرالمومنین ہمارا رب کب سے تھا۔ ہم اُٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اُس کو ماریں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا اے یہودی بھائی جو کچھ کہ میں تیرے کان میں کہوں تو اُس کو اپنے دل میں یاد رکھ کیونکہ میں تجھ کو تیری کتاب سے جسے موسیٰ بن عمران علیہ السلام لائے ہیں بیان کرونگا اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اُس کو یاد رکھے گا تو جس طرح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائیگا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا کیا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ سے تھا پہلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہمیشہ سے بلا کیفیت اور اُس کی انتہا نہیں اور نہیں ہے انتہا اس کی طرف اس کے سوا نہایات کا انقطاع ہوتا ہے۔ اور وہ ہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔ یہ سن کر یہودی رونے لگا اور کہا واللہ یا امیرالمومنین تحقیق تورات میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے رسول اور اسکے بندے ہیں۔

(۳) وروی ان نصرانیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تقولون فی کتابکم ثلثمائۃ سنین وازدادوا تسعا ونحن نقرأ فی کتابنا ثلثمائۃ سنین فخالف کتابنا کتابکم فقال علی لا مخالفۃ لان ثلثمائۃ فی کتابکم علی حساب الیونانیین وھو یکون علی حساب العرب ثلثمائۃ سنین وتسعا فتعجب النصرانی ولھذا قیل ان علیا کان معجزۃ من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ مع تبحرہ فی العلوم وشجاعتہ فی الحروب کان منقادا ومقرا بنبوتہ ولذا عد من معجزاتہ (الطبقات الکبری فی ترجمۃ امیرالمومنین) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر عرض کیا کہ آپ اپنی کتاب میں تین سو نو برس پڑھتے ہیں اور ہماری کتاب

ہیں پورے تین سو برس ہیں۔ پس ہماری کتاب تمہاری کتاب سے مخالف ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے تمہاری کتاب ہیں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں۔ یہ سنکر نصرانی متعجب ہوگیا۔ اسیواسطے کہا گیا ہے کہ جناب امیرؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے کیونکہ باوجود علم میں انکے اسقدر تبحر کے اور لڑائی میں انکی شجاعت کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار اور حضور کی نبوت کے مقر تھے۔ اسی جہت سے وہ حضرتؐ کے معجزات میں سے شمار کئے جاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السّلام کا علم تفسیر

اہل التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کئے جاتے ہیں۔ اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہمکو علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہوجاتی ہے تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباسؓ قال اذا ثبت لنا الشیٔ عن علیؓ لم نعدل الی غیرہ (استیعاب علامہ عبد البر) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ہمکو کوئی بات علیؓ سے ثابت ہوجاتی ہے تو ہم اُنکے غیر کی طرف نہیں رجوع کرتے۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال شرح لنا علیؓ نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود الصبح ورأیت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المثعنجر (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات جناب علیؓ با بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطے کی شرح فرمانے لگے تو صبح ہوگئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان اُنکے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی الطفیل قال شہدت علیاً یقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرتکم وسلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من آیۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل (اخرجہ ابو عمر) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھکو کوئی بات نہیں پوچھوگے کہ میں تمکو اُس سے خبر نہیں دونگا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اسکو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہموار میں یا پہاڑ پر۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیاً یقول واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلباً عقولاً ولساناً ناطقاً (تاریخ الخلفاء) ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی ہے تحقیق خدا نے مجھ کو دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انہ قال ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ما منہا حرف الا ولہ ظہر وبطن وان علیاً عندہ من الظاہر والباطن (نقلت من کشف الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کوئی حرف اُسکا ایسا نہیں جس کیلئے ظاہر و باطن نہ ہو اور تحقیق علیؓ کے پاس اُس کا ظاہر و باطن ہے۔

شام میں تھی۔ یہ گروہ بوجہ خصومت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا بلکہ بر سر محراب و منبر اسی گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیرؑ کے نام پر سب و شتم ہوتا رہا اور اسی گروہ کو حضرت امیرؑ کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی ۔

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت امیرؑ کے برخلاف تو نہیں تھا لیکن بظاہر طرفدار بھی نہیں تھا یہ بنی امیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیرؑ کے نام کو زبان پر نہیں لاسکتا تھا چہ جائیکہ حضرت امیر سے علی الاعلان احادیث کی روایت کرتا تیسرا گروہ خود جناب امیرؑ کے متبعین سے تھا لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بالکل جناب امیرؑ کے برخلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا یہ گروہ بہ نسبت پہلے گروہ کے بھی زیادہ تر خصومت جناب امیرؑ کے ساتھ رکھنے لگا اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیرؑ کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے یہ لوگ بوجہ خصومت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ۔

چوتھا گروہ تھا جو دل وجان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا۔ اول تو اس کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ دوم یہ گروہ بھی بخوف بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیرؑ سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے حضرت امیرؑ کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین السیوطی رسالہ فی اثبات سماع الحسن البصری عن علیؑ میں لکھتے ہیں انکر جماعۃ من الحفاظ سماع الحسن البصری عن علی وتمسک بہذا بعض المتاخرین فخدش بہ طریق لبس الخرقۃ واثبتہ جماعۃ وھو الراجح عندی وقد رجحہ الحافظ ضیاء الدین القدسی فی المختار فانہ قال سمع الحسن البصری عن علیؑ وقیل لم یسمع منہ وتبعہ علی ھذہ العبارۃ الحافظ ابن حجر فی اطراف المختارۃ الوجہ الاول ان العلماء ذکروا فی الاصل فی وجود الترجیح ان المثبت مقدم علی النافی لان معہ زیادۃ علم الوجہ الثانی ان الحسن ولد لسنتین بقیا من خلافۃ عمرؓ بالاتفاق وکانت امہ خیرۃ مولاۃ ام سلمۃ فکانت ام سلمۃ تخرجہ الی الصحابۃ یتبارکون علیہ واخرجتہ الی عمرؓ فدعا لہ اللھم فقہہ فی الدین وحببہ الی الناس ذکرہ الحافظ جمال المزی فی التہذیب واخرجہ العسکری فی کتاب المواعظ بسندہ وذکر المزی انہ حضر یوم الدار ولہ اربع عشرۃ ومن المعلوم انہ من میز وبلغ سبع سنین امر بالصلوۃ فکان یحضر الجماعۃ ویصلی خلف عثمانؓ الی ان قتل عثمانؓ وعلیؓ اذ ذاک بالمدینۃ فانہ لم یخرج منہا الی الکوفۃ الا بعد قتل عثمان فکیف یستنکر سماعہ منہ وھو کل یوم یجتمع بہ فی المسجد خمس مرات من حین میز الی ان بلغ اربع عشر سنۃ وزیادۃ علی ذلک ان علیاً کان یزور امہات المؤمنین ومنہن ام سلمۃ والحسن فی بیتہا ھو وامہ۔ الوجہ الثالث انہ ورد عن الحسن ما یدل علی سماعہ عنہ اورد المزی فی التہذیب من طریق ابی نعیم قال ثنا ابو القاسم عبد الرحمان بن العباس بن عبد الرحمن بن زکریا ثنا ابو حنیفۃ محمد بن الحنفیۃ الواسطی ثنا محمد بن موسی الحرشی ثنا ثمامۃ بن عبیدۃ ثنا عطیۃ بن محارب عن یونس بن عبید کما قال سألت الحسن یا ابا سعید انک تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانک لم تدرکہ قال یا ابن اخی سألتنی عن شئ ما سألنی عنہ احد قبلک ولولا منزلتک عندی ما اخبرتک انی فی زمان کما تری (وکان فی عمل الحجاج) کل شئ سمعتنی اقول قال رسول اللہ

جناب امیر علیہ السلام کا علم القرأت

اس امر پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلے اللہ کو سنا دیا تھا ÷

تمام آئمہ قرأت مثل ابو عمر ابن العلاء اور عاصم ابن ابی النجود وغیرہما ابو عبدالرحمن السلمی القاری کے شاگرد ہیں اور انہیں سے سند حاصل کرتے ہیں اور ابو عبدالرحمن السلمی جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد ہیں ÷

وعن ابی عبدالرحمن السلمی قال ما رأینا احدا اقرأ من علی صلینا خلفہ فقرأ برزخا فاسقط حرفا فرجع فقرأ ثم عاد الی مقامہ فسر اہل اللغۃ البرزخ نہھنا بانہ کان بین الموضع الذی یقرأ فیہ وبین الموضع الذی الذی کان اسقط عنہ المحاف ورجع الیہ قرآن کثیر قال والبرزخ بین الشک والیقین والبرزخ ما بین لشیئین (استیعاب) قاری ابو عبدالرحمن السلمی رضی اللہ تعالے عنہ جو سب قراء کے استاد مانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ہمنے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ہمنے انکے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی اُنکو ایک تشابہ پڑ گیا اور ایک حرف چھوڑ گئے جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پھر متشابہ کے مقام پر لوٹے اور اسکو پڑھا - اور پھر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور سلسلہ قرأت کا نہ ٹوٹا اہل لغت نے برزخ کے معنے میں لکھا ہے کہ یہاں برزخ سے یہ مراد ہے کہ وہ جو مقام کو پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ جہاں اُنکو حرف کے ساقط ہونیکا متشابہ پڑا تھا اور انہوں نے رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ دراصل دو شئے کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے ÷

جناب امیر علیہ السلام کا علم الحدیث

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی مرویات بہ نسبت دیگر صحابہ خصوصاً خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جنکی تعداد پانسو چھیاسی حدیثوں کے قریب ہے جنمیں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے اور نو حدیثیں بخاری علیحدہ لایا ہے اور پندرہ مسلم علیحدہ لایا ہے یہ بات ہرگز خیال میں نہیں آتی کہ تیس برس کے قریب جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد زندہ رہے ہیں اور اسقدر قلیل حدیثیں روایت کی ہوں جو تعداد میں چھ سو سے بھی کم ہوں ÷

حدثنا الثوری عن ابی القیس الازدی قال ادرکت الناس ثلاث طبقات اہل دین یحبون علیا واہل دنیا یحبون معاویۃ وخوارج (استیعاب) ابن عبدالبر ثوری سے اور وہ ابو القیس ازدی سے ناقل ہیں کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا - ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے دوست تھے دوسرے دنیا کے محب وہ معاویہ کو دوست رکھتے تھے تیسرے خوارج ÷

تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہوں پر منقسم ہو گئی تھی - اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتدا خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جس کی بڑی جماعت

صلی اللہ علیہ وسلم نہو عن علی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیاً وذکر ما وقع لنا من روایۃ الحسن عن علی قال احمد فی مسندہ حدثنا ھشیم اخبرنا یوسف عن الحسن البصری عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول رفع القلم عن ثلث عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی یکشف عنہ ای یزول عنہ اخرجہ الترمذی وحسنہ النسائی وصححہ الحاکم والضیاء المقدسی فی المختارۃ قال الحافظ زین الدین العراقی فی شرح الترمذی فی الکلام علی ھذا الحدیث عن علی المدنی الحسن رای علیاً بالمدینۃ وھو غلام۔ وقال ابوزرعۃ کان الحسن البصری یوم بویع علی ابن اربع عشرۃ ورای علیاً بالمدینۃ ثم خرج الی الکوفۃ والبصرۃ ولم یلقہ الحسن بعد ذلک وقال الحسن رأیت الزبیر یبایع علیاً انتہی ونقل المقدسی الکفایۃ ویحمل قول الناس فی علی ما بعد خروج علی من المدینۃ یعنی ایک جماعت نے جناب امیرؓ سے حسن بصری کی سماعت حدیث کی نسبت انکار کیا ہے اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تمسک کر کے خرقہ پوشی کے طریق میں خدشہ نکالا ہے اور ایک جماعت نے اسکو ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔ اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارہ میں اسی کا رجحان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے جناب امیرؓ سے حدیث کو سنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے اور حافظ ابن حجر نے مختارہ کے حاشیہ میں اسی کا اتباع کیا ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ علماء فن اصول نے جس جگہ ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے سو وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن بصری کا تولد ہوا۔ ان کی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمتگار تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تاکہ انکے حق میں صحابہ کرام برکت کی دعا کریں۔ حضرت ام سلمہؓ نے حسن بصری کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھی بھیجا تھا اور حضرت عمرؓ نے انکے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے خدا اسکو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔ حافظ جمال الدین مزی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اس کی سند کو بیان کیا ہے۔ حافظ مزی لکھتے ہیں کہ جس دن جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اسوقت انکا سن چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہو گئے تھے اور نماز کا حکم ان پر جاری ہو گیا تھا۔ اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک حضرت علیؓ مدینہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے اور انکی شہادت کے بعد کوفہ کو تشریف لے گئے تھے پس کس طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ حسن بصریؒ نے جناب امیرؓ سے حدیث کو نہیں سنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز جناب امیرؓ کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ انکا سن چودہ برس سے بھی تجاوز کر گیا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ امہات المومنینؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہؓ بھی انہیں میں رہا کرتی تھیں حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ ام سلمہؓ کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جو حدیثیں حسن بصریؒ سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں انکی سماعت پر حافظ مزی نے تہذیب میں

ابو نعیم کے طریق سے ان کو روایت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ابو القاسم عبد الرحمٰن بن العباس ابن ذکریا کہتے ہیں۔ کہ ہم سے ابو حنیفہ بن الحنیفہ واسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ المجرشی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن عبید کہتے تھے میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابا سعید تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عملدرآمد تھا، تو نے جو مجھ سے قال رسول اللہ سنا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہے چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علیؓ کا ذکر نہیں کر سکتا اسلئے قال رسول اللہ کہتا ہوں۔ اور جو حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل نے اسکا ذکر مسند میں کیا ہے وہ یہ کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ فرماتے تھے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا ہے لڑکے سے جبتک کہ وہ بالغ ہو سوتے ہوئے سے جبتک وہ نیند سے بیدار نہ ہو اور دیوانے سے جبتک کہ اس کا جنون جاتا نہ رہے۔ ترمذی نے اسکو روایت کیا ہے اور نسائی نے اس حدیث کے حسن ہونیکی بابت لکھا ہے حاکم اور ضیائی مقدسی نے مختارہ میں اسکی تصحیح کی ہے۔ اور حافظ زین الدین عراقی ترمذی کی شرح میں اس حدیث کی شرح میں یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصریؒ نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اسوقت حسن بصری لڑکے تھے اور ابو زرعہ کہتے ہیں جس دن کہ امیر علیہ السلام نے لوگوں نے بیعت کی تھی اسدن حسن بصری کی عمر چودہ برس کی تھی۔ اور انہوں نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا بعد ازاں جناب امیرؑ کوفہ اور بصرہ کی طرف تشریف لے گئے اسوقت سے حسن نے جناب امیرؑ سے ملاقات نہیں کی اور حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیرؑ سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے پس اسی قدر اس مقام میں کافی ہے اور نافی کے قول سے یہ معلوم ہو سکتی ہے کہ جناب امیرؑ کو حسن بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لے جانے کے بعد نہیں دیکھا +

عبارت مرقومہ صدر سے صاف ظاہر ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کی مرویات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے بیان کرتے تھے اور حضرت علیؓ کا نام نہیں لیتے تھے پس اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ دوسرے راویوں کو بھی اسی قسم کا خوف تھا جس کے سبب سے وہ علی الاعلان جناب امیر علیہ السلام کی مرویات کو نہیں بیان کر سکتے تھے +

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ سے جسقدر احادیث روایت ہوئی ہیں کسی صحابی سے نہیں ہوئیں چنانچہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں:۔ اخرج ابن سعد عن علی انه قیل له مالك اکثر اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سالته انبانی واذا سکت ابتدانی یعنی امیرؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بہ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں۔ جناب علیؓ نے فرمایا کہ میرا یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا

توجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا تو حضرت ابتدا فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بدخشی نزل الابرار میں اور سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابۃ عبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن جعفر وعبد اللہ بن الزبیر وجابر بن عبد اللہ وجابر بن سمرۃ وجریر بن عبد اللہ البجلی وعبد الرحمن بن اشیم وصہیب بن سنان والبراء بن عازب وزید بن ارقم وحذیفہ بن اسید وطارق بن اشیم وعمارۃ بن رویبۃ ولیلی بن سحیم وعمرو بن حریث وسفینۃ وابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوجحیفۃ وابوھریرۃ وابو امامۃ وابولیلی وابوسعید وابوالطفیل وابناہ الحسن والحسین وغیرھم۔

ومن التابعین ابناہ محمد بن الحنفیۃ وابنتہ فاطمۃ وکاتبہ عبید اللہ بن ابی رافع وقیس بن ابی حازم ومالک بن اوس والاحنف بن قیس وزید بن وھب وزر بن جیش وعبیدۃ بن عمیر والحارث بن سوید وسعید بن مسیب وعبد الرحمان بن ابی لیلی وعبد اللہ بن شداد بن الھاد ومطرف بن عبد اللہ بن الشخیر وکمیل بن زیاد وشریح بن ھانی وشریح القاضی وعبیدۃ السلمانی والحارث الاعور ومسروق والشعبی والحسن البصری وابووائل وشقیق بن سلمۃ الاسدی وابوعبد الرحمان السلمی القاری وابو الاسود الدؤلی وابوعمرو الشیبانی وابورجاء العطاری وغیرھم۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم فقہ

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے دو شخصوں کی طرف فقہ کا استناد کیا جاتا ہے اول امام ابوحنیفہؒ دوم امام مالکؒ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حافظ ذہبی طبقات میں لکھتے ہیں روی عنہ ابنہ جعفر الصادق والاوزاعی والزھری وابوحنیفۃ یعنے جناب محمد باقر سے اُن کے بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ نے روایت کی ہے اور خود اُن کا قول ہے لولا السنتان لھلک النعمان یعنے اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام شافعیؒ کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سے تو وہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے شاگرد تھے اور امام نے امام ابوحنیفہؒ سے تلمذ حاصل کیا ہے اس وجہ سے امام شافعیؒ کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر صادق علیہما السلام کی طرف منتہی ہوتا ہے۔

دوسرا سلسلہ امام شافعیؒ کا امام مالکؒ بن انس کی طرف منتہی ہوتا ہے اور امام مالک ربیعۃ الرائی کے شاگرد تھے اور ربیعۃ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبد اللہ بن عباسؓ سے تلمذ پایا ہے اور عبد اللہ بن عباسؓ حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں اسلئے انکا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی ہی کی طرف منتہی ہوتا ہے۔

اب رہا سلسلہ فقہ صحابہ اسکے بارے میں مسروق روایت کرتے ہیں قال شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمھم انتھی الی عمر وعبد اللہ بن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلی بن

ابی طالب ثم شاممت ھؤلاء الخمسۃ فوجدت علمھم ینتھی الی الرجلین علی و عبد اللہ بن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت علیا یفضل علی عبد اللہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیوں کی طرف منتہی ہوتا ہے یعنی علی اور عبد اللہ بن مسعود کی طرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی عبد اللہ پر فضیلت رکھتے ہیں ؛

حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی منصب جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کے ساتھ تعلق رکھتا تھا ؛

(۱) عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قضاء قضاء بہ علی فعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل البیت (اخرجہ احمد) حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تعجب کیا اور فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے ؛

(۲) عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اقضی امتی علی ابن ابی طالب (المصابیح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابی طالب ہے ؛

(۳) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ علیہ وسلم اقضی امتی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری امت میں علی بن ابی طالب زیادہ قضا والا ہے ؛

(۴) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی الی قوم یکون بینھم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین بعد ذلک (اخرجہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والبزار وابو یعلی وابن حبان والحاکم باختلاف یسیر) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کرکے یمن کی طرف روانہ فرمایا اسوقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا آپ مجھکو قاضی کرکے ایک قوم کی طرف بھیجتے ہیں ان میں جھگڑے بھی ہونگے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت کریگا اور تیری بات کو ثابت رکھیگا جناب امیر کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا ؛

(۵) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی تخصم الناس بسبع ولا یحاجک احد من قریش انت اولھم ایمانا باللہ واوفاھم بعھد اللہ واقومھم بامر اللہ واقسمھم بالسویۃ واعدلھم فی الرعیۃ وابصرھم بالقضیۃ واعظمھم عند اللہ بالمزیۃ (اخرجہ الحاکمی والدیلمی) معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش میں سے کوئی ایک تجھ سے نہیں مخاصمت کرسکیگا تم ان سب سے اللہ کیساتھ پہلے ایمان لانیوالے ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرتے

والے ہوں اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کیساتھ قیام کرنیوالے ہو۔ اور ان سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنیوالے ہوں سب سے رعیت
کیساتھ زیادہ عدل کرنیوالے ہو اور ان سب سے زیادہ فیصلہ جاننے والے ہو اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔
(۶) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن فوجد اربعۃ وقعوا فی حفرۃ یصطاد فیہ الاسد فسقط
الاول فتعلق بالآخر وتعلق الآخر بالآخر حتی تساقطوا الاربعۃ فجرحہم الاسد وماتوا من جراحتہ فتنازع اولیاءہم حتی
کادوا یقتتلون فقال علی انا اقضی بینکم فان رضیتم فہو القضاء والا حجزت بعضکم عن بعض حتی تاتوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من القبائل الذین حفروا البیر ربع الدیۃ والثلث ونصفہا
ودیۃ کاملۃ فللاول ربع الدیۃ لانہ اھلک من فوقہ وللثانی ثلثہا لانہ اھلک من فوقہ وللثالث النصف
لانہ اھلک من فوقہ وللرابع الدیۃ کاملۃ فابوا ان یرضوا فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوہ عند مقام ابراہیم
فقصوا علیہ القصۃ فقال رجل قضا بیننا علی فلما قصوا علیہ القصۃ اجازہ (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب امیر
علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن کی طرف بھیجا وہاں پر چار آدمی ایک گڑھے میں گر پڑے تھے
جو شیر کے شکار کرنے کیلئے کھودا گیا تھا۔ اور پہلے سے اس میں شیر گرا ہوا تھا۔ جب ایک آدمی اسمیں گرنے لگا تو اس نے دوسرے
کو پکڑ لیا۔ جب دوسرا بھی اسکے ساتھ گرنے کو ہوا تو اُسنے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا اسی طرح سے چاروں
اُسمیں گر گئے شیر نے ان چاروں کو زخمی کر کے مار ڈالا انکے وارثوں میں تنازع پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ انمیں جنگ کی نوبت پہنچ
جاتی جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس قضیہ کو فیصل کر دیتا ہوں۔ اگر تم باہم راضی ہو جاؤ۔ ورنہ چند آدمی تم میں سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چلے جائیں۔ آپ تمہارا جھگڑا فیصل کر دینگے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ گڑھا کھودا
ہے انسے دیت اس طرح پر جمع کرو کہ ایک چوتھا حصہ دیت کا ہو اور ایک تیسرا حصہ اور ایک نصف حصہ دیت کا ہو اور ایک
پوری دیت ہو پس پہلے آدمی کے لئے دیت کی چوتھائی ہو اور دوسرے کیلئے دیت کی تہائی اور تیسرے کیلئے دیت کا نصف
حصہ اور چوتھے شخص کیلئے پوری دیت ہے۔ ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور راضی نہ ہوئے اور جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام ابراہیم علیہ السلام پر ملاقات کی اور
تمام قصہ بیان کیا ایک آدمی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم میں اسکا اسطرح پر فیصلہ کیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو وہ فیصلہ سنایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کو جائز رکھا ÷
(۷) قیل سبب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضاکم علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالساً مع جماعۃ من الناس فجاءہ
خصمان فقال احدہما یا رسول اللہ ان لی حمارا وان ھذہ البقرۃ قتلت حماری فبادر رجل من الحاضرین فقال لا ضمان علی
البہائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقض بینہما یا علی فقال علی لہما اکانا مرسلین ام مشدودین ام احدہما
مشدود والآخر مرسل فقال کان الحمار مشدودا والبقرۃ مرسلۃ وصاحبہا معہا فقال علی صاحب البقرۃ
ضامن الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامضی قضاءہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) روایت ہے کہ جناب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص مخاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے انمیں سے عرض کیا یا رسول اللہ
میرا گدھا تھا اور اس شخص کی گائے تھی اسکی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا۔ ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانوروں کے فعل کا
کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ جناب رسول اللہ نے فرمایا یا علیؑ آپ ان دونوں کا فیصلہ کرو حضرت علیؑ نے ان

ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندھے تھے یا کھلے تھے یا ایک انہیں سے بندھا تھا اور دوسرا کھلا تھا جواب دیا کہ گدھا بندھا تھا اور گائے کھلی تھی اور اُسکا مالک اُسکے ساتھ تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی۔ اور اُن کے فیصلہ کو جاری کیا ؛

(۸) **عن** زید بن ارقم قال کنت عند النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم اذ جاءہ کتاب من علی فیہ ان ثلثۃ نفر اتونی یختصمون فی غلام وطئوا امہ فی الجاھلیۃ فی طھر واحد کلھم یدعیہ ابنہ فقضیت بینھم ان اقترعت بینھم وجعلتہ للقارع منھم علی ان یغرم للآخرین ثلثی الدیۃ فضحک النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال ما اعلم فیھا الا ما قضی علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند زید بن ارقم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمت عالی میں جناب امیرؑ کا خط پہنچا اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص لیکر جھگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں اُس لڑکے کی ماں کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا ان تینوں میں سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا تھا میں نے اُنکے فیصلہ کے واسطے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ نکلا بیٹے اُس لڑکے کو اُسکا فرزند قرار دیکر یہ شرط لگادی کہ اگر یہ شخص باقی کے دو شخصوں کو دیت کی دو تہائیاں ادا کردے سرورِ دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے یہانتک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ علی کے فیصلہ کے بغیر ہمیں اسکا کوئی اور فیصلہ نہیں معلوم ہوتا ؛

(**تفقہ**) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فقہ میں اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو اعلم بالسنۃ مانتے تھے از انجملہ صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تفقہ کی نسبت روایت ہوتے ہیں اور آپ کے بعض فیصلجات کے درج ذیل ہیں :

(۱) **عن** عائشہ رضی اللّٰہ تعالٰے عنھا قالت من افتاکم بصوم عاشوراء قالوا علی قالت اما انہ اعلم بالسنۃ اخرجہ البغوی) جناب اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشورہ کے دن روزہ کی نسبت تمکو کس نے فتوے دیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت صدیقہؓ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو بہت زیادہ جاننے والے ہیں ؛

(۲) سئل شریح ابن ھانی عن عائشہ ام المومنین عن مسح الخفین فقالت ائت علیا فاسئلہ اخرجہ مسلم وابن عبد البر فی الاستیعاب) شریح بن ہانی نے جناب اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا جناب صدیقہؓ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھ ؛

(۳) **عن** عبد الرحمٰن اذینۃ العبدی عن ابیہ اذینہ بن مسلمۃ العبدی قال اتیت عمر بن الخطاب فقلت من این اعتمر فقال ائت علیا فاسالہ (الاستیعاب) عبد الرحمان بن اذینۃ العبدی اپنے والد اذینہ بن مسلمہ العبدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا جناب علیؓ سے جاکر پوچھ ؛

(۴) **عن** سعید بن المسیب قال کان عمر رضی اللہ تعالی عنہ یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن اخرجہ احمد)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جسمیں جناب ابوالحسن نہ ہوں۔

(۵) عن یحیی بن عقیل قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجہ الجندی) یحیی بن عقیل کہتے ہیں کہ جب جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ پوچھا کرتے اور اُنکے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نہ رکھے۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یفتین احد فی المسجد وعلی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں ہوتے ہوں تو کوئی شخص فتویٰ نہ بیان کرے۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال خطبنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال اقضانا علی (اخرجہ السلفی) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا اور اسمیں کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۸) قیل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبۃ فجہزت بہ جیوش المسلمین وما تصنع الکعبۃ بالحلی فھم بذلک عمر فسال علیا فقال ان القرآن انزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموال اربعۃ اموال المسلمین فقسمہا بین الورثۃ وذوی الفرائض والفئی فقسمہ علی مستحقیہ والخمس فوضعہ اللہ حیث وضعہ والصدقات فجعلہا حیث جعلہا وکان حلی الکعبۃ یومئذ فترکہ علی حالہ ولم یترکہ نسیانا ولا خفاء فاقرہ حیث اقرہ اللہ ورسولہ فقال لہ عمر لولاک لافتضحنا (ربیع الابرار فی الباب الخامس والسبعین) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اگر کعبہ کے زیورات کو آپ لیکر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کردیں تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر سے اس امر کی نسبت استفسار کیا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جسکو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جزیہ ہے اسکو اُسکے مستحقوں پر بانٹا ہے اور مال خمس ہے وہ خدا نے جنکو دینا تھا دیا اور ایک زکوٰۃ ہے وہ بھی جنکا حق تھا اُنکے دینے کا حکم دیا پس ان دونوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اسکو خدا نے بھولکر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسے اسی طرح پر رہنے دو جس طرح پر کہ خدا نے اور خدا کے رسول نے اُسے رہنے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر فقال انی لا علم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قبلتک ثم قبلہ فقال لہ علی انہ یضر وینفع قال بم علمت ذلک قال بکتاب اللہ قال قال اللہ تبارک وتعالیٰ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم الخ لما خلق اللہ آدم مسح علی ظہرہ فاقروا انہ الرب وانہم العباد واخذ اللہ عہودہم ومواثیقہم وکتب ذلک فی رق وکان لہذا الحجر عینان ولسان فقال افتح ففتح فاہ فالقمہ ذلک الرق فقال اشہد لمن وافاک بالموافاۃ یوم القیمۃ وانی اشہد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوتی یوم القیمۃ بالحجر الاسود ولہ لسان ذلق یشہد لمن یستلمہ بالتوحید فھو یا امیر المومنین یضر وینفع فقال عمر اعوذ باللہ من ان اعیش فی قوم لست فیہم یا ابا الحسن (اخرجہ الجندی فی فضائل المکۃ وابو الحسن القطانی فی المطولات

والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی شعب الایمان) والسیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الاخرۃ)
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کو گئے جب جناب عمرؓ طواف کرنے لگے اور حجرالاسود کے سامنے بوسے کیلئے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے اگر ہم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ حکم دیتے تو میں تجھے نہ چومتا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اُسکو بوسہ دیا جناب علی علیہ السلام نے فرمایا یہ نفع اور نقصان پہونچا سکتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی کتاب سے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب تیرے رب نے بنی آدم سے اُنکی پشتوں میں عہد لیا الخ پس جب خدائے پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انکی پشت پر ہاتھ پھیرا پھر ارواح نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اُسکے بندے ہیں اور خدا نے ان سے عہد و میثاق لیکر ایک ورق پر لکھا اور اس پتھر کی زبان اور آنکھیں تھیں پس خدا نے فرمایا اپنے منہ کو کھول اُسنے منہ کو کھول دیا اور اس ورق کو نگل لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قیامت کے دن اُسکی گواہی دیجیو جو تجھ سے عہد پورا کرنے کی وجہ سے ملے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قیامت کے دن حجرالاسود آئیگا اور اسکی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دیگا اس شخص کی جو توحید کے ساتھ اس کو چومیگا پس اے امیرالمومنین یہ نقصان اور نفع دے سکتا ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی طرف پناہ لیجاتا ہوں کہ میں زندہ رہوں ایسی قوم میں کہ جس میں اے ابوالحسن آپ نہوں ÷

(۱۰) وقال ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری ؒ رفوعا الی الحسن ان عمر بن الخطاب اتی بامراۃ مجنونۃ حبلی قد زنت فاراد ان یرجمہا فقال لہ علیؑ یا امیرالمومنین اما سمعت ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاثۃ عن المجنون حتی یبرا وعن الغلام حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ فخلی عمر سبیلہا ؀ ابوالقاسم محمود الزمخشری حسن بصری کی طرف مرفوع کرکے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے رجم کا قصد کیا۔ حضرت علیؑ نے ان سے کہا اے امیرالمومنین آپکو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا فرمایا ہے جناب امیرؑ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ تین شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے مجنون سے جبتک تندرست نہ ہوجائے۔ اور لڑکے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو اور سوئے ہوئے سے جبتک وہ بیدار نہ ہو وہ پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اُس عورت کو چھوڑ دیا ÷

(۱۱) عن ابی حرب بن ابی الاسود ان عمر اراد رجم المراۃ التی ولدت لستۃ اشہر فقال علی ان اللہ تعالیٰ یقول وحملہ وفصالہ ثلاثون شہرا وقال اللہ تعالیٰ وفصالہ فی عامین فالحمل ستۃ اشہر والفصال فی عامین فترک عمر رجمہا وقال لولا علی لھلک عمر اخرجہ ابن السمان والقلعی ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ ابی حرب بن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جو نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنی تھی پس جناب علیؑ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے اور دوسری جگہ خدا فرماتا ہے

بچے کا دودھ چھوڑانا دو برس کے بعد ہے۔ پس حمل کی مدت چھ مہینے ہوئی اور دودھ چھوڑانے کے دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے رجم کرنے کو چھوڑ دیا اور کہا اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا تھا۔

(۱۲) عن علی قال لما کان ولایۃ عمر رضی اللہ عنہ اتی بامرأۃ حامل فسألها عمر بن الخطابؓ فاعترفت بالفجور فامر بها عمر ان ترجم فلقیها علی بن ابی طالب فقال امرت بها ان ترجم فقال نعم اعترفت عندی بالفجور فقال هذا سلطانک علیها فما سلطانک علی ما فی بطنها ثم قال له علی فلعلک انتهرتها واخفتها فقال قد کان ذلک قال او ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا حد علی معترف بعد بلاء انه من قیدت او حبست او تهددت فلا اقرار له فخلی عمر سبیلها ثم قال عجزت النساء ان یلدن مثل علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا اس عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا راہ میں اُسے جناب علیؓ نے دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں اسنے میرے پاس اپنے فجور کا اعتراف کیا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر تو تمہارا یہ حکم ہے اور اسکے پیٹ میں جو کچھ ہے اسپر تمہارا کیا حکم ہے پھر جناب علیؓ نے فرمایا شاید آپنے اسکو جھڑکا اور دھمکایا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بیشے دھمکایا تھا حضرت علیؓ نے کہا شاید آپ نے نہیں سنا ہے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعد تشدد کے اعتراف کرنیوالے پر حد نہیں ہے جسکو کہ آپ نے قید کیا اور دھمکایا پس اُسکا اقرار نہیں۔ پس حضرت عمرؓ نے اُسکو چھوڑ دیا اور کہا کہ عورتیں علی بن ابیطالب جیسے کے جننے میں عاجز ہیں۔

(۱۳) عن ابن المسروق ان عمر اتی بامرأۃ قد نکحت فی عدتها ففرق بینهما وجعل مهرها فی بیت المال قال لا یجتمعان ابدا فبلغ علی قال ان کان جهلا فلها المهر بما استحل من فرجها ویفرق بینهما واذا انقضت عدتها فهو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال ردوا الجهالات الی السنۃ فرجع الی قول علیؓ (اخرجه احمد) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا پس حضرت عمرؓ نے اسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم دیا اور اسکے مہر کو بیت المال میں جمع کر لیا۔ اور کہا کہ یہ میاں بیوی ہرگز کبھی اکٹھے نہیں ہونگے۔ یہ بات حضرت علیؓ کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگرچہ نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اس عورت کے لیے اس حق کے کہ اسکے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مہر دلانا چاہئے اور جب عدت پوری ہوجائے تو یہ مرد اسکے ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمرؓ نے اسکا نکاح کر دیا اور کہا جہالتوں کو سنت کی طرف رد کرو پس حضرت عمرؓ نے جناب علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتی عمر بن الخطاب بامرأۃ قد تعلقت برجل من الانصار وکانت تهواه فلم یقدر علیه فاحتالت فذهبت واخذت البیض واخرجت منها الصفرۃ وصبت البیاض علی ثوبها وبین فخذیها ثم جاءت الی عمر فقالت یا امیر المؤمنین ان هذا الرجل اخذنی فی موضع کذا وفضحنی فهم عمر ان یعاقب وکان علی جالسا عنده فجعل الانصاری یحلف باللہ انها تکذب علی ویقول یا امیر المؤمنین لا تعجل فی امر تبین لک براءۃ ذمتی فقال عمر لعلی ما تری فی امر علی نظرت الی البیاض علی ثوب المرأۃ فاتهمها ان تکون احتالت بذلک فقال ایتونی بماء حار قد غلی غلیا شدیدا ففعلوا فصبه علی موضع الثیاب من ثوب المرأۃ فاستوی ذلک البیاض حتی صار مثل بیاض البیض المشوی ثم شمه فاذا هو بیاض البیض فاقبل علی المرأۃ فتهددها حتی اقرت بذلک ودفع اللہ

العقوبۃ عن الانصاری ببرکۃ علی ابن ابی طالب (نقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السرانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اسے اُس انصاری کا وصال میسر نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز اُسنے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو توڑ کر زردی کو پھینکدیا اور اُسکی سفیدی کو اپنے کپڑے اور جنگاسوں پر چھڑک کر حضرت عمرؓ سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمرؓ اس انصاری کو سزا دینے پر آمادہ ہو گئے جناب مرتضےٰ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انصاری خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بکتی ہے اے امیر المومنین آپ میری بات میں جلدی نہ کریں آپکو میری بے گناہی ثابت ہو جائیگی حضرت عمرؓ نے جناب مرتضےٰ سے کہا آپ اس عورت کے بارہ میں کیا خیال کرتے ہیں جناب مرتضےٰ نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کے کپڑے پر سفیدی کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسنے مکر کیا ہے تم میرے پاس کھولتا ہوا پانی لاؤ جب لوگ پانی اُٹھا لائے۔ آپنے اس عورت کے کپڑے کے دھبے پر ڈلوایا کپڑے سے انڈے کی سفیدی پھولکر ابھر آئی پھر آپ نے اُسے سونگھا تو اسمیں انڈے کی بساند آنے لگی آپنے اُس عورتکو دھمکایا اسنے اقرار کیا کہ میں نے مکر کیا تھا خدائے تبارک نے برکت جناب امیر کی سے اس انصاری سے اس عقوبت کو دفع کیا

(۱۵) قیل ان رجلین اتیا امراۃ من قریش فاستودعاھا مایۃ دینار وقالا لا تدفعیھا الی احد منا دون صاحبہ فلبثا حولا ثم جاء احدھما الیھا وقال ان صاحبی قد مات فادفعی الی الدنیار فدفعتھا الیہ ثم لبثت حولا اٰخر فقال ادفعی الی الدنیار فقالت ان صاحبک جاءنی وزعم انک قد مت فدفعتھا الیہ فاختصما الی عمر ان یقضی علیھ وزفر الی علی بن ابی طالب وعرف علی انھما قد مکرا بھما فقال الیس قلتما لا تدفعھا الی واحد منا دون صاحبہ قال فان مالک عندنا فاذھب فجیٔی بصاحبک حتی تدفعھا الیک (اخرجہ الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور کہہ گئے کہ جبتک دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو اسپر ایک سال گذر گیا ان میں سے ایک نے آکر بیان کیا کہ میرا دوست مرگیا ہے وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت نے سو دینار اسکو دیدیئے اسکے بعد پھر ایک سال گذرا اور دوسرا آکر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت نے جواب دیا کہ تیرا دوست میرے پاس آیا تھا اُسکا خیال تھا کہ تو مرگیا ہے وہ مجھ سے امانت لیگیا ہے اس نے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جبتک اکٹھے ہم دونوں نہ آئیں تو امانت اکیلے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمرؓ کے پاس فیصلے کیلئے حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے انکو جناب علیؑ کی خدمت میں بھیج دیا جناب مرتضےٰ فوراً سمجھ گئے کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت سے مکر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جبتک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو نے اکیلے کسی ایک کو امانت واپس نہ دینا تیرا مال اس کے پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آ ہم تجھے دے دینگے ٭

(۱۶) عن محمد بن طلحۃ ان صبعۃ نفر خرجوا مسافرین فغابوا مدۃ ثم عادوا وقد فقد منھم واحد فجاءت امراتہ الی علی فقالت یا امیر المومنین ان زوجی سافر ھو وجماعۃ وقد عادوا دونہ فاتیتھم وسالتھم عنہ فلم یخبرونی بحالتہ وقد اتھمتھم بقتلہ واسالک باحضارھم واستکشاف حالھم فاحضرھم و فرقھم واقام کل واحد منھم الی ساریۃ من سواری المسجد واوکل بہ رجلا یمنعہ ان یقرب منہ احد لیحادثہ

ثم استدعا واحداً فحدثه وسأله عن حال الرجل فانکر فلما انکر رفع علی صوته بالتکبیر وقال اللہ اکبر فلما سمع الباقون صوت علی مرتفعاً بالتکبیر اعتقدوا ان رفیقهم قد اقر وحکی لعلی صورة الحال ثم استدعاهم واحداً واحداً فاقروا بقتله بناءً علی ان صاحبهم قد اخبر علیاً بما فعلوه فلما اقروا بذلک قال الاول یا امیر المومنین هؤلاء قد اقروا وما انا اقررت بذلک قال هؤلاء رفقاؤک قد شهدوا علیک فما ینفعک انکارک بعد شهادتهم فاعترف انه شارکهم فی امر قتله فلما تکمل اعترافهم بقتله اقام علیهم حکم اللہ تعالی (مطالب السئول بطلحة الشافعی) روایت ہے کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور ایک مدت تک غائب رہے پھر جب لوٹ کر آئے ایک ان میں سے مفقود ہو گیا اُسکی زوجہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی یا امیر المومنین میرا خاوند ایک جماعت کے ساتھ سفر کو گیا تھا وہ لوگ سفر سے لوٹ آئے ہیں اور وہ نہیں آیا میں نے ان سے اُسکا حال پوچھا تھا وہ اُس کا حال کچھ نہیں بیان کرتے اور میں اُنپر اُسکے قتل کا دعویٰ رکھتی ہوں اور آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ اُنکے احضار کا حکم نافذ فرمائیں اور اُنسے انکشاف حال کریں۔ جناب امیرؑ نے اُنکو بلایا اور ہر ایک کو اُنمیں سے جدا جدا مسجد کے گوشوں میں بٹھا دیا اور ایک ایک آدمی کا پہرہ اُنپر مقرر کیا تاکہ اُنسے کوئی نہ ملنے پائے اور بات نہ کرے پھر ایک آدمی کو اُنمیں سے بلا کر اُس آدمی کے حال سے پوچھا اُسنے انکار کیا اُسکے انکار پر جناب امیرؑ نے تکبیر کی بلند آواز فرمائی۔ جب دوسرے لوگوں نے جناب امیرؑ کی آواز کو سُنا اُنکو گمان پیدا ہوا کہ اُنکے رفیق نے اقرار کر لیا ہے اور جناب امیرؑ سے صورت حال کو بیان کر دیا ہے پھر ہر ایک کو اُنمیں سے علیحدہ علیحدہ بلایا اُنہوں نے اس بنا پر اُسکے قتل کا اقرار کیا کہ اُنکے رفیق نے جناب امیرؑ سے اُنکا فعل بیان کر دیا ہے جب ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا پہلا شخص کہنے لگا اے امیر المومنین ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا ہے میں نے تو اقرار نہیں کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق ہیں تجھپر گواہی دیتے ہیں انکی شہادت کے بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں بخشتا پس اُسنے بھی اُنکے شریک شریک ہونے کا اقرار کیا جب انکا اعتراف اُس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہو گیا تو جناب امیرؑ نے اللہ کا حکم اُن پر جاری کیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحیی بن حبان ان حبان ابن منقذ کان تحته امرأتان هاشمیه و انصاریه فطلق الانصاریه ثم مات رأس الحول فقالت لم تنقض عدتی فارتفعوا الی عثمان رضی اللہ عنه فقال هذا لیس لی به علم فارتفعوا الی علی فقال علی تحلفین عند منبر النبی صلی اللہ علیه وسلم انک لم تحیضی ثلاث حیضات ولک المیراث فحلفت فاشرکت فی المیراث (اخرجه ابن الحباب الطائی) محمد بن یحیی بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو جوروئیں تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ اسنے انصاریہ کو طلاق دیدیا تھا پھر اُسی برس میں حبان مر گیا انصاریہ کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اسکا مرافعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لیگئے حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرافعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لیگئے۔ جناب علیؑ نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اُٹھالے کہ تجھے تین حیض نہیں گذرے تو تجھے میراث میں شریک کیا جائیگا پس اُس انصاریہ نے حلف اُٹھالی اور وہ میراث میں شریک کیگئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق انی اخذت رجلاً یوطاء کما یوطاء المرأة فاستشار ابو بکر اصحابه فقال بعضهم یقتل وقال بعضهم یرجم فقال لعلی ان العرب یانف من المثلة فما تری فیه فقال اری ان تحرقه فاحرقوه (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین الشیلانی الترمذی فی کتاب صحب

خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف لکھ بھیجا کہ یہاں ایک مرد ہے جو عورت کی طرح سے فعل کراتا ہے۔ جناب ابوبکر رضہ نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا اس کو قتل کرنا چاہئیے اور بعض نے کہا سنگسار کیا جائے حضرت ابوبکر جناب امیرؑ سے کہا عرب کے لوگ مثلہ کرنیکو بہت برا جانتے ہیں آپکی اسمیں کیا رائے ہے جناب امیرؑ نے فرمایا میری رائے میں اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہئیے۔ پس وہ آگ میں ڈالا گیا ؞

(۱۹) **عن** زر بن جبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ ومع الآخر ثلثۃ ارغفۃ فلما وضع الغداء بین ایدیھما مر بھما رجل فسلم فقالا الغداء فجلس واکل معھما فاستوفوا فی اکلھم الارغفۃ الثمانیۃ فقام الرجل وطرح الیھما ثمانیۃ دراھم وقال لھما خذا ھذا عوضا مما اکلت من طعامکما فتنازعا وقال صاحب الارغفۃ الخمسۃ لی خمسۃ دراھم ولک ثلاثۃ دراھم وقال صاحب الارغفۃ الثلاثۃ لا ارضی الا ان تکون الدراھم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فقصا علیہ قصتھما فقال لصاحب الارغفۃ الثلاثۃ قد عرض لک صاحبک ما عرض وخبزہ اکثر من خبزک فارض بالثلاثۃ قال لا واللہ لا رضیت الا بمر الحق فقال لہ لیس لک فی مر الحق الا درھم فقال لہ عرض الیہ صاحبہ صلحا فقلت لا ارض الا بمر الحق ولا یجب لک فی مر الحق الا واحد فقال الرجل فعرفنی الوجہ فی مر الحق حتی اقبلہ فقال علی لیس لثمانیۃ الارغفۃ اربعۃ وعشرون ثلثا وانتم ثلاثۃ نفس ولا یعلم الاکثر منکم اکلا ولا اقل فتحملون فی اکلکم علی السواء فاکلت انت ثمانیۃ اثلاث وانما لک تسعۃ اثلاث واکل صاحبک ثمانیۃ اثلاث ولہ خمسۃ عشر اثلاث اکل منھا ثمانیۃ وبقی لہ سبعۃ اکل صاحب الدراھم واکل لک واحد من تسعۃ فلک واحد بواحد ولہ سبعۃ بسبعۃ فقال رضیت الآن یا علی (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ بن عبد البر) زر بن جبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کیلئے کہا وہ بھی اُنکے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ وہ تینوں آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے سے کھایا ہے پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہئیں اور تجھے تین اور تین روٹیوں والے نے کہا جب تک کہ درہم نصفا نصف تقسیم نہ ہوں میں نہیں راضی ہونگا۔ تصفیہ کیلئے دونوں جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیرؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا دوست جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے حالانکہ اُسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جبتک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہونیکا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں تیرا دوست صلح کے رو سے جو تجھ کو تجھے دیتا ہے دیتا ہے اور تو کہتا ہے کہ جبتک مجھے میرا حق نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہونیکا تیرا حق تو انصاف سے ایک درہم ہے اُس نے کہا یا امیر مجھے اسکی وجہ بیان فرمائیے تاکہ میں قبول کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں۔ اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانیوالا تھا اور کون کم اسلئے احتمال کیا جاتا ہے کہ پس تم تینوں نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی تو نو تہائیاں تھیں اور

اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں، اور اُسنے آٹھ تہائیاں کھائیں اُسکی سات تہائیاں اور رہیں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیری نو تہائیوں میں سو ایک تہائی کھائی پس تیری ایک روٹی کے ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ہے اور اُسکے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں، وہ کہنے لگا یا علی اب ایک ہی درہم لینے پر راضی ہوں

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننہ باسنادہ سمعت علیا یقول الحمد اللہ الذی جعل عدونا یسالنا عما نزل بہ من امر دینہ ان معاویۃ کتب الی یسالنی عن خنثیٰ المشکل فکتبت الیہ ان یورثہ من قبل مبالہ (تاریخ الخلفاء للسیوطی) سعید بن منصور اپنی سنن میں اسنادہ بیان کرتے ہیں کہ مینے جناب علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ خدا کا شکر ہو جسنے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اسپر امور دینیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہو تو وہ ہم سے پوچھتا ہو۔ معاویہ نے مجھے لکھکر خنثے مشکل کا مسئلہ پوچھا ہے مینے اُسکو جواب میں لکھا ہو کہ اُسکے بول کے مقام کی رو سے میراث ملے گی یعنی اگر عورت کی طرح سے پیشاب کرتا ہو تو مثل عورت کے میراث پائیگا اور اگر مرد کی طرح سے پیشاب کرتا ہو تو مثل مرد کی میراث پائیگا ❊

(۲۱) تنازعت امراتان فی ایام عمر فی الدکلواحدۃ منھما تدعی ابنہما فاشکل علی عمرؓ رسل الی علی فقال علی علی بنجار حاذق و منشار جید یقطع الولد فیجعل الولد بینکما نصفین فصاحت ام الصبی وقالت ادفع کل الولد الیہا وقالت الا اجنبیۃ اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع الی الام التی صاحت وقال للاجنبیۃ علمت انہا ام الصبی وفی روایۃ ولدتا فی لیلۃ واحدۃ فجاءت ابن واحدۃ منہما فکل واحدۃ منہما تدعی الی الحی لہا رنقلہ ابوبکر نجم الدین محمد بن الحسین البیتلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب عمرؓ کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک انمیں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمرؓ کو اُن کے فیصلے میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کی خدمت میں فیصلہ کیلئے بھیج دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بڑھئی کو لاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالے کہ لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے لڑکے کی ماں چلانے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدیں۔ دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیرؑ نے اس لڑکے کو اُٹھاکر اُسکی ماں کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہو کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا مر گیا اس زندہ لڑکے کے واسطے تنازعہ ہوا ❊

(۲۲) روی ان رجلا تزوج بخنثیٰ ولہا فرج کفرج النساء وفرج کفرج الرجال واصدقہا جاریۃ کانت ولہ فدخل الخنثیٰ واصابہا فحملت منہ دجاءت بولد ثم ان الخنثیٰ وطئت الجاریۃ التی اصدقہا الیہا الرجل فحملت منہ الجاریۃ بولد فاشتہرت قصتہا ورفع امرھا الی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فسئل عن حال الخنثیٰ فاخبر انہا تحیض وتطا وتوطاء وتمنی من الجانبین وقد حبلت واحبلت فصار الناس متحیری الافہام فی جوابہا وکیف السبیل الی نصابہا وفصل خطابہا فاستدعی علی غلامیہ وامرھما ان یذھبا الی الخنثیٰ ولیعد اضلاعہا من الجانبین ان کانت متساویۃ فہی امراۃ وان کان الایسر انقص من الایمن بضلع واحد فہو الرجل فجاءوا واخبراہ بذلک وشہدا عندہ فحکم علی الخنثیٰ بانہا رجل وفرق بینہا وبین زوجہا ودلیل علی ذلک ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علیہ السلام وحید افاراد سبحانہ وتعالیٰ اصانہ الیہ والخفی حکمتہ فیہ ان یجعل لہ زوجا من جنسہ لیسکن کلواحد منہما الی صاحب فلما نام

ادم خلق اللہ عزوجل من ضلعه القصوی من جانبه الایسر حواء فلاجلها تجدها جالسة الی جانبه کاحسن ما یکون من الصور فلذالک صار الرجل ناقصا من جنبه الایسر عن المرأة والمرأة کاملة الاضلاع من الجانبین و الاضلاع الکاملة اربعة وعشرون ضلعا هذا فی المرأة فاما الرجل فثلاثة وعشرون ضلعا اثنا عشر فی الایمن واحد عشر فی الایسر وباعتبار هذه الحالة قیل للمرأة ضلع اعوج (فصول المهمه، نور الابصار، مطالب السئول طلحة الشافعی) روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے ایک مثل عورت کے اور ایک مثل مرد کے اور اس کے گھر میں ایک لونڈی تھی پھر اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کے صحبت کی مخنث کو حمل رہ گیا اور اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا بعد اس کے اس مخنث نے اس لونڈی کے ساتھ صحبت کی جسکو اس مرد نے اس کے گھر میں دیا تھا پس اس لونڈی کو بھی حمل رہ گیا اور اس کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا۔ یہ خبر مشہور ہوئی اور حضرت امیر سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ مثل عورتوں کے اس کو حیض بھی آتا ہے مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اس کے دونوں مقام سے منی نکلتی ہے اور خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے پس لوگ حیران ہوئے کہ اس کے حکم کا کیا طریق ہوگا آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائے گا یا عورتوں میں سے پس جناب امیر نے اپنے دو غلاموں کو طلب فرمایا کہ حکم دیا کہ اس مخنث کے پاس جائیں اور اس کی دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف سے ایک پسلی تعداد میں داہنی طرف سے کم ہو تو وہ مرد ہے۔ چنانچہ دونوں غلام اس مخنث کے پاس گئے اور اس کی دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کیا پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور آپ کے پاس آکر اس کی خبر دی اور اس بات پر دونوں نے گواہی ادا کی جناب امیر نے حکم دیا کہ وہ مخنث مرد ہے اور اس کو اس کے شوہر سے علیحدہ کر دیا دلیل اس بات کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اپنی حکمت کاملہ سے ارادہ فرمایا کہ ان کے واسطے انہیں کی جنس سے ایک زوجہ پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تسکین حاصل ہو پس جس وقت کہ حضرت آدم سو گئے اللہ تعالیٰ نے انکی بائیں طرف کی ایک پیچھے کی ہی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو انھوں نے حضرت حوا کو اپنے پہلو میں بیٹھا ہوا پایا جو نہایت خوبصورت تھیں پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں لیکن مرد کی تیئیس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں طرف اور اسی سبب سے عورت ٹیڑھی پسلی کہلائی جاتی ہے

(علم ۷۰) قال ابن طلحة الشافعی فی مطالب السئول کان حد شارب الخمر اربعین سوطا اقامه ابوبکرؓ کذالک فی ولایته ثم اقامه عمر صدرا فی ولایته فلما انهمک الناس فی شربها استحقروا ضرب الاربعین شاور عمرؓ اصحابه فی ذالک فقال علی اراه اذا شرب سکر واذا سکر هذی واذا هذی افتری وعلی المفتری ثمانون فاجعلوه حد المفتری فاخذ عمر هذا القول من علی ابن طلحة شافعی علیہ الرحمۃ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ شرابخوار کی حد چالیس کوڑے تھی جناب ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں اس کو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمرؓ نے بھی اپنی ابتدائی خلافت میں اسی کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جاننے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امر میں صحابہؓ سے مشورت کی جناب علی علیہ السلام نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب

پلتیا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے پس جب اس نے ہذیان بکا تو جھوٹ کہا اور جھوٹ بولنے والے کی سزا اسّی کوڑے ہیں پس اسکو مفتری یعنی جھوٹے کی سزا دینا چاہیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس قول کو جناب علیؑ سے اخذ کر لیا۔

(۲۳) عن محمد بن الزبیر قال دخلت مسجد دمشق فاذا انا بشیخ قد التوت ترقوتاہ من الکبر فقلت یا شیخ من ادرکت من الصحابۃ قال عمر رضی اللہ عنہ قلت فما غزوت قال الیرموک قلت حدثنی بشیء سمعتہ قال خرجت مع فتیۃ حجاجا فاصبنا بیض نعام وقد احرمنا فلما قضینا نسکنا ذکرنا ذالک لامیر المومنین عمر فادبر وقال اتبعونی حتی انتہی الی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضرب بحجرۃ فاجابتہ منہا امرأۃ فقال اثم ابو الحسن فقالت لا فمر فی المقتاۃ فادبر وقال اتبعونی حتی انتہی الیہ وہو یسوی التراب بیدہ فقال مرحبا یا امیر المومنین فقال ان ہؤلاء اصابوا بیض نعام وہم محرمون قال الا ارسلت الی قال انا احق باتیانک قال یضربون الفحل قلائص ابکارا بعدد البیض فما نتج منہا اہدوہ قال عمر فان الابل تخدج قال والبیض یمرض فلما ادبر قال عمر اللہم لا تنزل بی شدیدۃ الا وابو الحسن الی جنبی واخرجہ ابن البختری فقال محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ۔ محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ میں مسجد دمشق میں گیا۔ اور ایک بوڑھے کو دیکھا جس کے گردن کی ہنسلی بڑھاپے کی وجہ سے اٹھی ہوئی تھی میں نے کہا یا شیخ تو نے صحابہ میں سے کسکو دیکھا ہے وہ کہنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا تو کس غزوہ میں شریک ہوا ہے وہ بولا یرموک میں میں نے کہا مجھے کوئی بات سنا کہ جو تو نے سنی ہو کہنے لگا میں چند جوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور ہم نے شترمرغ کے انڈے کھا لیے حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوا تھا جب ہم لوگ مناسک حج کو پورا کر چکے جناب امیر المومنین عمر سے اس کا ذکر کیا جناب عمر وہاں سے لوٹے اور فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کی طرف تشریف لے گئے اور ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک بی بی نے جواب دیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا جناب ابو الحسن گھر میں تشریف رکھتے ہیں اس بی بی نے جواب دیا نہیں پس جناب عمر ککڑیوں کی کیاری کی طرف تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ علی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے وہ اپنے ہاتھوں سے مٹی کو برابر کر رہے تھے اور جناب عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا مرحبا اے امیر المومنین جناب عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے بحالت احرام شترمرغ کے انڈے کھائے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بلا لیا حضرت عمرؓ نے کہا میں ہی آپکی خدمت میں آنے کے حقدار تھے فرمایا ان کو چاہیے انڈوں کی تعداد کے موافق نوجوان بکریاں اونٹنیوں کے ساتھ نر اونٹوں کو ملائیں جب ان سے بچے پیدا ہوں تو انکو قربانی کریں جناب عمرؓ نے کہا کہ اونٹ کا نطفہ کبھی فاسد بھی ہو جاتا ہے پس تعداد کیونکر ٹھیک آئیگی۔ جناب امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کبھی انڈا بھی گندا ہو جاتا ہے جب عمرؓ واپس لوٹے تو دعا کی اے پروردگار مجھ پر ایسی سختی نازل نہ فرما مگر کہ ابو الحسن میری دہنی طرف موجود ہوں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الفرائض

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال اعلم اہل المدینۃ بالفرائض علی ابن ابی طالب اخرجہ احمد وابن عبد البر فی استیعاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے

زیادہ علم فرائض جاننے والے ہیں۔

(۲) عن مغیرۃ قال لیس احد منہم اقوی قولاً فی الفرائض من علی وکان مغیرۃ صاحب الفرائض (تیسیر)
مغیرہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھے۔

(۳) قال محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول قیل ان امرأۃ جاءت عند علی وقد خرج من دار لیرکب فترك رجلہ فی الرکاب فقالت یا امیر المومنین ان اخی قدمات وخلف ست مائۃ دینار وقد دفعوا الی من مالہ دیناراً واحداً فاسئلك انصافی وایصال حقی الی فقال لہا خلف اخوك بنتین فقالت نعم قال لہما الثلثان اربعمائۃ وقال خلف اماً قالت نعم قال لہا السدس مائۃ دینار وخلف زوجۃ قالت نعم قال لہا الثمن خمس وسبعون وخلف اثنا عشر اخاً قالت نعم قال لکل اخ دیناران ولك دینار فقد اخذت حقك فانصرفی روایت ہے کہ ایک عورت حضرت امیرؑ کے پاس آئی حضرت اسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجھکو ایک دینار دیا ہے میں آپسے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہونگی اس نے کہا ہاں فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار تو ان کے لئے ہوئے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کو سدس یعنی سو دینار پہنچے اور زوجہ بھی ہوگی پس زوجہ کو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے حضرت نے پوچھا کیا تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو دو دینار بھائیوں کو ملے اور ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پاچکی ہے جا لوٹ جا۔ یہ مسئلہ دیناریہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے جس کو علامہ محمد بن طلحہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں۔

(۴) قیل انہ کان علی منبر الکوفۃ فقام الیہ رجل فقال یا امیر المومنین ان ابنتی قدمات زوجہا ولہا من ترکتہ الثمن وقد اعطوہا القسم فاسالك الانصاف منہم فقال خلف صہرك بنتین قال نعم قال ابواہ باقیان قال نعم قال صار ثمنہا تسعاً فذہب فطلب سواہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور اس کا ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث اس کو نواں حصہ دیتے ہیں میں آپسے انصاف کا خواہاں ہوں جناب امیرؑ نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ مرا ہے اس نے کہا بجا ہے آپ نے فرمایا اس کے ماں باپ بھی زندہ ہیں اس نے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا ہے پس تو اس سے زیادہ مت طلب کر۔

(۵) عن جعفر الصادق قال لما ولی عمر استوثقت لہ الامور اتی بمولود لہ راسان ولسانان وادبعۃ ایدی ورجلان وقبل ودبر واحد فنظر الی شیئ لم یر مثلہ قط نظر الی انسان اعلاہ اثنان واسفلہ واحد فلم یدر لہ عمر کیف الحکم فیہ فارسل الی علی فجاء فنظر الیہ فقال انظروا اذا رقد ثم یصاح فان انتبہ الراسان جمیعاً فہو واحد وان انتبہ الواحد وبقی الاخر فہما اثنان فقال عمر لا ابقانی اللہ بعدك یا ابا الحسن (نقل نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیتلانی الزہدی فی مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر اور دو سینے اور چار

ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دُبر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان کا بچہ دیکھا کہ ویسا کبھی نہ دیکھا تھا سر سے ناف تک تو وہ دو انسان تھے اور ناف سے نیچے تک ایک تھا حضرت عمر اسکو ورثہ دینے میں حیران ہو گئے کہ آیا اسکو ایک ورثہ دیا جائے یا دو وارثوں کا حقدار سمجھا جائے پس اسکو جناب امیرؑ کی خدمت میں فیصلہ کیلئے بھیجا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اس کے دونوں سر ایک ہی دفعہ جاگیں تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ دو ہیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے ابوالحسن خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے

جناب امیر علیہ السلام کا علم باصول الدین یعنی علم کلام

یہ علم جسکو علم الٰہی اور عقائد اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تفسیر و حدیث کے اسکا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اسمیں توحید اور نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے اور قضاء و قدر کے اسرار دقیقہ بیان کئے جاتے ہیں اسکے نکات جسقدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی صحابی کی کلام میں نہیں۔ چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ متکلمینؒ کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں سب سے پہلا فرقہ جسنے سب سے پہلے اس علم میں شہرت حاصل پائی ہے معتزلہ کا ہے اسکا بانی واصل بن عطا ہے جس نے ابو ہاشم بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ سے تعلیم پائی ہے اور عبد اللہ نے اس علم کو اپنے والد محمد بن حنفیہ سے سیکھا ہے اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے جو امام ابوالحسن علی ابن ابی بشر الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کیطرف منسوب ہے امام ابوالحسن اشعری امام ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جس کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اوپر ثابت ہو چکا ہے۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ زیدیہ ہے جو امامیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب جناب امیرؑ کی طرف ظاہر ہے چوتھا گروہ متکلمین خوارج کا ہے جو امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتداء میں حضرت امیرؑ سے تعلیم پاتے رہے ہیں۔

ہم تیمناً چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الٰہی اور ارسطو نے بھی باوجود اسقدر علم و فضل کے کبھی ایسے نازک و پیچیدہ مسائل کو اس بلاغت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا۔

لہ اما علم الاصول وقد جاء فی خطب امیر المومنین علی ابن ابیطالب من اسرار التوحید والعدل والنبوۃ والقضاء والقدر واحوال المعاد والمریات فی الکلام سائر الصحابۃ بجمیع فرق المتکلمین منتہی آخر نسبتہم فی ھذا العلم الیہ اما معتزلۃ فہم ینتسبون الفسہم الیہ والاشعریہ فکلہم منشوبون الی الاشعری وھو کان تلمیذ الی ابی علی الجبائی المعتزلی وھو منتسب الی امیر المومنین علی واما الشیعۃ فانتسابہم الیہ ظاہر واما الخوارج فہم مع نہایۃ بعدھم عنہ کلہم ینتسبون الی اکابرھم وا ولئک الاکابر کانوا تلامذۃ علی فثبت من جمہور المتکلمین من فرق الاسلام کلہم تلامذۃ علیؑ از اربعین فی اصول الدین

(۱۱) قال لہ بعض من حضر لدیہ سوالاً دین متی کان ربنا فقال لہ الحمد لکن ھو کائن بلا کیف یکون بلا کینونۃ کائن لم یزل قبل القبل و بعد البعد بلا غایۃ ولا منتہی الیہ انقطعت دونہ الغایات فھو غایۃ کل غایۃ۔ وسع کل شیئ علما اخرجہ ابن عساکر۔ کسی نے سوال کیا یا امیر المومنین کب سے تھا رب ہمارا فرمایا کب وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا سب پہلوں سے پہلا اور سب پچھلوں سے پچھلا ہمیشہ سے بلا کیفیت اس کی انتہا نہیں اس کی طرف نہایات کا انقطاع ہوتا ہے وہ ہر نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کی وجہ سے ہر شے کو لئے ہوئے ہے۔

(۱۲) قال فی تمجید اللہ وتعظیمہ الحمد للہ الذی لا یبلغ مدحتہ القائلون ولا یحصی نعمائہ العادّون ولا یودی حقہ المجتہدون الذی لا یدرکہ بعد الھمم ولا ینالہ غوص الفطن (مطالب السؤل) جناب امیر علیہ السلام خداوند تعالیٰ کی تحمید اور توحید میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ وہ ذات ہے کہ اس کی مدح تک کہنے والے نہیں پہنچ سکتے اور نہ اس کی نعمتوں کو سرگشتہ لوگ گن سکتے ہیں اور کوشش کرنے والے اس کے حق کو ادا نہیں کر سکتے نہ ہمتوں کی بلندی اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ دانائی کو اس کی ذات تک رسائی ہے جس کو زیادہ تر جناب امیر کے ایسے اقوال کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کے آخر میں حضرت کے چند خطبات کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو نہج البلاغۃ کو مطالعہ کرے یہ رسالہ ان کی تحریر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوّف

اس علم کا ماخذ اور منبع اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ صاحبنا فی ھذا الامر الذی اشار الی ما تضمنہ القلوب واومی الی حقائقہ بعد نبینا صلعم علی ابن ابیطالب یعنی جنید بغدادی رح فرماتے ہیں کہ ہمارا پیشوا اس امر تصوف میں کہ جس کے متعلق اشارہ کیا ہے طرف اس شے کے جو دلوں میں اکثر متضمن ہوتی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے حقائق کی طرف ایما کیا ہے وہ علی ابن ابیطالب ہیں اور خواجہ پارسا پھر اسی رسالہ کے دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ان امیر المومنین علی ابن ابیطالب لو تفرغ علینا عن الحروب لنقل الینا عنہ من ھذا العلم یعنی علم الحقائق والتصوف ما لا تقوم بہ القلوب۔ یعنی اگر امیر المومنین علی ابن ابیطالب لڑائیوں سے فارغ ہوتے تو ان سے ہمارے لئے اس علم یعنی علم حقائق اور تصوّف کے متعلق وہ باتیں نقل کی جاتیں کہ دل جن کے متحمل نہ ہوسکتے۔

اور کشف المحجوب میں مرقوم ہے قال سید الطائفۃ الجنید شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ یعنی امامنا فی علم الطریقۃ والمعاملات ھو علی المرتضیٰ سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر اصول اور بلا میں علی المرتضیٰ ہیں یعنی ہمارا امام علم طریقت میں اور اس کی معاملات میں علی مرتضیٰ ہیں۔

تمام سلسلے مثل قادریہ وچشتیہ وقشیریہ وسہروردیہ واحمدیہ الغزالیہ ومحمدیہ الغزالیہ وشطاریہ ورفاعیہ وسہروردیہ وکبرویہ وشاذلیہ ونقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتے ہیں

اگرچہ اس زمانہ میں ہر ایک سلسلے سے ہزار ہا شاخیں نکلی ہیں لیکن متقدمین کے نزدیک ان کے اصل دو طریقے تھے جنیدیہ وطیفوریہ جنیدیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے حضرت جنید کو حضرت

جناب امیر علیہ السلام کا علم فصاحت

اس علم میں جناب امیر علیہ السلام سید البلغا اور امام الفصحا تھے جس طرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل مبعوث ہوئے تھے اسی طرح سے جناب امیر خاتم الفصحا پیدا ہوئے عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد من قبل ان یخلق آدم بالفی عام فلما خلق آدم صار فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطہرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفین فصیرنی فی صلب عبد اللہ وصار علی فی صلب ابی طالب فاختارنی بالنبوۃ واختار علیا بالشجاعۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فاللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی وھذا علی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتاب الشفاء) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ ہمارے باپ آدم پیدا ہوں میں اور علی دو ہزار ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہو گئے ہیں جب آدم مخلوق ہوئے تو ہم ان کی صلب میں جاگزیں ہوئے پھر ہم بزرگ پشتوں سے پاک رحموں کی طرف انتقال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم عبد المطلب کی پشت میں منتقل ہوئے دو حصوں پر پس میں جناب عبد اللہ کی پشت اقدس میں منتقل ہو گیا اور علی ابو طالب کی پشت میں پس مجھ کو خدا نے نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے اور علی کو علم اور شجاعت اور فصاحت کے ساتھ ممتاز فرمایا اور ہمارے لئے اپنے پاک ناموں سے دو نام مشتق کئے پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے

جناب امیر علیہ السلام نے خطبوں کے وہ طریق کلام ایجاد فرمائے ہیں جن سے شعراء جاہلیت کو مطلق اطلاع نہ تھی - عبد الحمید بن یحییٰ کا قول ہے کہ حفظت سبعین خطبۃ من خطب الاصلع یعنی میں نے ستر خطبے جناب امیر علیہ السلام کے یاد کئے ہیں اور ابن نباتہ جو زبردست خطیب مشہور ہوا ہے اور حافظ ابن تیمیہ الحرانی خطبات میں جس کی تقلید کرتے ہیں کہتا ہے کہ میں نے مواعظ علی ابن طالب سے ایک خزانہ حاصل کیا ہے جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی کہ جس کے دوست دشمن سب قائل تھے چنانچہ روایت ہے کہ جب محقن جناب امیرؑ کے پاس سے معاویہ رضہ کے پاس چلا گیا اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا۔ جئتک من عند اعی الناس فقال فی جوابہ ویحک یقول اعی الناس فہو واللہ ما سن الفصاحۃ لقریش غیرہ یعنی میں تیرے نزدیک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کو نہیں فرو ماندہ ہے معاویہ رضہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ایسے شخص کو بات کرنے میں عاجز کہتا ہے خدا کی قسم ہے قریش کے لئے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ بامحاورہ بولنے والا نہیں ہے

جناب امیر علیہ السلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین السیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج الشعبی قال کان ابو بکر یقول الشعر وکان عمر یقول الشعر وکان عثمان یقول الشعر فکان علی الشعر یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور جناب حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہور خاص و عام ہے

سری سقطی سے بیعت ہے اور حضرت سری سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہیں اور حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجمی سے فیضیاب ہوئے ہیں اور حضرت حبیب عجمی حضرت حسن بصری کے مرید ہیں اور حضرت حسن بصری نے خرقۂ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے پہنا ہے۔

دوسرا طریقہ طیفوریہ ہے جو منسوب ہے طیفور ابایزید بسطامی رحمۃ اللہ کی طرف جنکی بیعت حضرت امام ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے تھی پس یہ خلفے طریق ہیں سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک ہوتا ہے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعلوم ان نسب جمیع الصوفیۃ ینتہی الیہ

جناب امیر علیہ السّلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں عن ابی الاسود الدؤلی قال دخلت علی امیر المومنین علی ابن ابیطالب فرایتہ مطرقا متفکرا فقلت فیم تفکر یا امیر المومنین قال انی سمعت ببلدکم لحنا فاردت کتابا فی اصول العربیۃ فقلت ان فعلت ہذا احییتنا وبقیت فینا ہذہ اللغۃ ثم اتیتہ بعد ثلث ایام فالقی الی صحیفۃ فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم الکلام کلہ اسم وفعل وحرف فالاسم ما انبأنا عن المسمی والفعل ما انبأنا عن حرکۃ المسمی والحرف ما انبأنا عن معنی لیس باسم ولا فعل ثم قال تتبعہ وزد فیہ ما وقع لک واعلم یا ابا الاسود ان الاشیاء ثلاثۃ ظاہر ومضمر وشیء لیس بظاہر ولا مضمر وانما یتفاضل العلماء فی معرفۃ ما لیس بظاہر ولا مضمر قال ابو الاسود فجمعت منہ اشیاء وعرضتہا علیہ فکان من ذلک حروف النصب فذکرت منہا ان وان ولیت ولعل وکان ولم اذکر لکن فقال لی لم ترکتہا فقلت لم احسبہا منہا فقال بل ہی منہا فزدہا فیہا ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایکدن جناب امیر علیہ السلام کے پاس گیا میں نے دیکھا آپ گردن مبارک جھکائے کسی فکر میں ہیں میں نے استفسار کیا یا امیر المومنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے ہیں ارشاد کیا میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سُنا ہے اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اسمیں عربی زبان کے قاعدے ہوں میں نے کہا اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگوں کو زندہ فرمائینگے اور ہم میں یہ عربی زبان باقی رہجائیگی پھر میں تین دن کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں گیا آپنے مجھے ایک کاغذ دیا اسمیں لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کل کلام تین قسم پر ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے مسمّٰی سے خبر دے اور فعل وہ چیز ہے کہ مسمّٰی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل بعد ازاں ارشاد کیا اس کا تتبع کر اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اسمیں بڑھا انشاء اللہ آگاہ ہو اے ابو الاسود کہ سب اشیاء تین قسم پر ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمر اور ایک ایسی شئے ہے کہ وہ نہ ظاہر ہے اور نہ مضمر اور علماء کی فضیلت اسی شئے کے دریافت کرنے میں معلوم ہوتی ہے کہ جو نہ ظاہر ہے نہ مضمر۔ ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے اس قاعدے سے بہت سی چیزیں نکال کر جمع کیں اور جناب امیرؑ کو سنائیں اسمیں حروف ناصبہ کو بھی بیان کیا تھا انہیں سے اِنَّ اور اَنَّ اور لَیْتَ اور لَعَلَّ اور کَاَنَّ کا ذکر کیا۔ مگر لٰکِنَّ کو ذکر نہ کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں چھوڑ دیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اسکو حروف ناصبہ سے نہیں جانتا تھا فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہے اس کو بھی زیادہ کر دے۔

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور اسکات خصم کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بات میں دشمن کو بند فرما دیتے تھے عن محمد بن قیس قال دخل ناس من الیہود علی علی فقالوا لہ ما صبرتم بعد نبیکم الا خمس و عشرین سنۃ حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی قد کان صبر خیر او لکنکم ما جفت اقدامکم من البحر حتی قلتم یا موسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ (اخرجہ احمد) محمد بن قیس سے مروی ہے کہ چند یہودی جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس بھی صبر نہیں کیا حتیٰ کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا فی الحقیقت صبر کرنا بہتر تھا لیکن تمہارے قدم ابھی دریا سے باہر نکل کر خشک بھی نہیں ہوئے تھے کہ تم نے کہا یا موسیٰ جیسے مصریوں کے خدا تھے ویسے ہی خدا ہمکو بنا دے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتابت

جناب امیر علیہ السلام حسن خط میں مہارت تام رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت امیر کا قول ہے علیکم بحسن الخط فانہ من مفاتیح الرزق یعنی تم پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو خوشخطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہی ہے دوسرے مقام پر حضرت فرماتے ہیں علموا اولادکم الکتابۃ فان الکتابۃ ھم الملوک و السلاطین علیکم یعنی اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ تمہاری طرف ہوگی۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا

عن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب لعلی یا ابا الحسن ربما شھدت وغبنا و ربما شھدنا وغبت ثلاث اسئلک عنھن ھل عندک منھن علم قال علی وما ھن قال الرجل یحب الرجل ولم یر منہ خیرا و یبغض الرجل ولم یر منہ شرا قال نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الارواح فی الھوی جنود مجندۃ تلتقی فتتشام فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف فقال عمر واحدۃ والرجل یحدث الحدیث نسیہ اذ ذکرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من القلوب قلب الا ولہ سحابۃ کسحابۃ القمر بین القمر یضیئ اذ علتہ سحابۃ فاظلم اذا تجلت قال اثنتان والرجل یری الرؤیا منھا ما یصدق ومنھا ما یکذب قال علی نعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من عبد ولا امۃ ینام فیستثقل نوما الا یعرج بروحہ الی العرش فالتی لا یستیقظ الا عند العرش فتلک الرؤیا التی تصدق والتی یستیقظ دون العرش فھی الرؤیا التی تکذب فقال ثلث کنت فی طلبھن فالحمد للہ الذی اصبتھن قبل الموت (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط و ابونعیم فی الحلیۃ و الدیلمی فی فردوس الاخبار) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن بسا اوقات آپ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے

اور لیا اوقات ہم حاضر تھے اور آپ غائب تھے تین باتیں ہیں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپکو علم ہو تو آپ مجھے بتائیں حضرت علیؓ نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ اس سے کوئی نیکی نہیں دیکھتا ہے اور ایک آدمی ایک سے بغض رکھتا ہے حالانکہ اس سے کسی طرح کی برائی نہیں دیکھی ہوتی جناب علیؓ نے فرمایا ٹھیک ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ روحیں ہوا میں لشکر صف بستہ باہم ملتی ہیں اور بو سونگھتے ہیں پس جس کو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ ایک بات ہوئی پھر حضرت عمرؓ نے کہا انسان بات کرتا کرتا اسکا ذکر بھول جاتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ کوئی دل ایسا نہیں کہ اس پر مثل قمر کے بادل ہو جب اسپر وہ بادل ہوتا ہے تو وہ روشن ہوتا ہے اور جب اسپر سے وہ بادل کھل جاتا ہے تو وہ تاریک ہو جاتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یہ دوسری بات ہے اب آدمی خواب دیکھتا ہے بعض سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا جناب علیؓ نے فرمایا کوئی مرد یا عورت ایسے نہیں کہ وہ سوتے اور اس کی روح عرش کیطرف پرواز کرتی ہو پس وہ روح جو عرش کے قریب جاکر بیدار ہوتی ہے اسکا خواب سچا ہے اور وہ روح کہ عرش کے قریب پہنچکر بیدار ہو اسکا خواب جھوٹا ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ تین باتیں تھیں جنکی مجھے طلب تھی شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے موت سے پہلے ان تک پہنچا دیا۔

قال عبد الرزاق فی المصنف حدثنا الثوری عن سلیمان الشیبانی عن علی انہ اتی برجل فقیل لہ زعم ھذا انہ احتلم بامی فقال اذھب فاقمہ بالشمس فاضرب ظلہ (تاریخ الخلفاء) عبدالرزاق مصنف میں لکھتے ہیں کہ ہم سے ثوری بیان کرتے تھے کہ سلیمان شیبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نسبت جناب علیؓ کے پاس کہا گیا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ اسے میری ماں کے ساتھ احتلام ہوا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جا اور اسکو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو مار۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الجفر والجامعہ

قال طائفۃ ان الامام علی ابن ابیطالب وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین علی طریق البسط الاعظم فی جلد الجفر یستخرج منھا بطریق مخصوصۃ وشرائط معینۃ ما فی لوح القضاء والقدر وھذا علم توارثہ اھل البیت (کشف الظنون للعلامۃ کاتب الچلپی) ایک گروہ کہتا ہے کہ امام علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اٹھائیس حرفوں کو جفر کی جلد میں بسط اعظم کیطریق پر وضع کیا تھا اس سے بطریق مخصوص و شرائط معینہ اسرار لوح اور قضا و قدر معلوم ہوسکتی تھی اور یہ ایسا علم ہے کہ جس سے اہل بیت ہی کو ورثہ پہنچا ہے۔

قال ابن قتیبۃ فی کتاب ادب الکاتب والدمیری فی حیوۃ الحیوان ان کتاب الجفر جلد جفر کتب فیہ الامام جعفر الصادق لاھل البیت کلما تحتاجون الی علمہ وکلما یکون الی یوم القیامۃ کذا حکاہ ابن خلکان عنہ ایضاً وکثیر من الناس ینسب کتاب الجفر الی امیر المومنین علی وھو وھم والصواب ان الذی وضعہ جعفر الصادق ابن قتیبہ ادب الکاتب میں اور دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ کتاب جفر ایک ایسی کتاب ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اہل بیت کی ضرورت کے لئے قیامت تک کے حالات کو درج کیا ہے چنانچہ ابن خلکان نے بھی ان سے اس امر کو روایت کیا ہے اور اکثر لوگ اس علم کو جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ ایک وہم ہے ٹھیک بات یہی ہے کہ امام جعفر صادق نے اس علم کو وضع کیا ہے

جناب امیر علیہ السّلام کا علم حساب

(۱) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدهما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلثة ارغفة فلما وضع الغداء بین ایدیهما مر بهما رجل فسلم فقالا للغداء فجلس فاستووا فی اکلهم الارغفة الثمانیة فقام الرجل وطرح الیهما ثمانیة دراهم وقال لهما خذا هذا عوضا مما اکلت من طعامکما فتنازعا فقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضی الا ان تکون الدراهم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المومنین علی فقصا علیه قصتهما فقال لصاحب الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك ما عرض وخبزه اکثر من خبزك فارض بالثلاثة قال والله لا رضیت الا بمر الحق فقال له لیس لك فی مر الحق الا درهم فقال له عرض علیك صاحبك ثلثا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولا یجب لك فی مر الحق الا واحد فقال له الرجل عرفنی الوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال علی الیس للثمانیة الارغفة اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس لا یعلم الاکثر منکم اکلا ولا الاقل فتحملون فی اکلکم علی السواء فاکلت انت ثمانیة اثلاث وانما لك تسعة اثلاث واکل صاحبك ثمانیة اثلاث وله خمسة عشر ثلثا بقی له سبعة واکل صاحب الدراهم واکل لك واحدة من تسعة فلك واحد بواحد وله سبعة بسبعة فقال رضیت الآن یا علی (الاستیعاب)

زر بن جیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لئے کہا وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانیکا جو میں نے تمہارے کھانے سے کھایا ہے پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہئیں اور تجھے تین تین روٹیوں والے نے کہا میں نصف لوں گا تصفیہ کے لئے دونوں جناب امیرؑ کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیرؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا ساتھی جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے۔ حالانکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جبتک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہوتا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں تیرا دوست صلح کے رو سے جو کچھ تجھے دیتا ہے تو اس پر یہ کہتا ہے جبتک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں راضی نہیں ہوتا تیرا حق تو انصاف کے رو سے ایک درہم ہے اس نے کہا یا امیر المومنین مجھ سے اس کی وجہ بیان فرمایئے تاکہ میں قبول کروں آپ نے فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں اور تم تین آدمی کھانیوالے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانیوالا تھا اور کون کم اس لئے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تم تینوں نے برابر کھایا ہے پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اور اس نے بھی آٹھ تہائیاں کھائیں اور اسکی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیری نو تہائیوں میں سے ایک تہائی کھائی پس تیرے ٹکڑے روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم ہی کے لینے پر راضی ہوں۔

(۲) قال محمد بن طلحة الشافعی فی مطالب السؤل قیل ان امرأة جاءت عند علی وقد خرج من داره لیرکب فترك رجلا فی الرکاب فقالت یا امیر المومنین ان اخی قد مات وخلف ستمائة دینار وقد دفعوا الی دینارا واحدا

واسئلک ایصال حقی الی فقال لہا خلف اخوک ابنتین فقالت نعم قال لہما الثلثان اربعمائۃ وقال خلف اما قالت نعم قال لہا السدس مائۃ دینار وخلف زوجۃ قالت نعم قال لہا الثمن خمس وسبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دیناران ولک دینار فقد اخذت حقک ثانصرفی محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت جناب امیرؑ کے پاس آئی آپ اسوقت اپنے گھر سے نکلکر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں ڈالا تھا۔ کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجکو ایک دینار دیا ہے میں آپسے اپنا انصاف چاہتی ہوں حضرت نے بلا تامل جوابدیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہونگی اس نے کہا۔ ہاں آپ نے فرمایا وہ ثلث یعنی چار سو دینار ان کیلئے ہوئے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کو سدس یعنی سو دینار پہنچے اور زوجہ بھی ہوگی جسکو ثمن یعنی پچہتر دینار ملے پھر حضرت نے پوچھا کہ تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو دو دینار بھائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم ہیئت

عن یونس بن عبد الرحمن قال قلت لابی عبد اللہ اخبرنی عن علم النجوم ما ھو قال علم من الانبیاء و قلت علی بن ابیطالب کان یعلمہ فقال کان اعلم الناس بہ (اخرجہ ابن طاؤس) یونس بن عبد الرحمن سے منقول ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اسکی اصلیت کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ انبیا کا علم ہے پھر میں نے کہا کہ کیا علی بن ابیطالب اس علم کو جانتے تھے۔ وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم کو جاننے والے تھے۔

تنبیہ اگرچہ اس حدیث میں علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم ہیئت مراد ہے کیونکہ احکام نجوم متعلق سعادت و نحوست و اخبار عن المغیبات لوازم کہانت سے ہیں جناب امیر اس کو خلاف شریعت جانتے تھے چنانچہ محقق شیخ علی جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہیں ایاکم و تعلم النجوم الا ما یہتدی فی بر او بحر فانہا تدعوا الی الکہانۃ یعنی علم نجوم کے سیکھنے سے تم پرہیز کرو مگر اسمیں سے اسقدر کہ تم کو صحرا اور دریا میں رہنمائی کریگا کیونکہ اس کے سوا علم نجوم کہانت ہے پس ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم ہیئت الافلاک مراد ہے اور وہ مستحب ہے لما فیہ من الاطلاع علی حکم اللہ تعالیٰ و عظم قدرتہ روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگ جناب امیرؑ کے سامنے اہرام مصری کی تاریخ بنیاد کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کوئی ٹھیک وقت بیان نہیں کر سکتا تھا آپنے پوچھا کیا انپر کوئی تصویر بھی بنی ہوئی ہے کسی شخص نے عرض کیا کہ انپر ایک چیل کی تصویر ہے۔ جس کے پنجے میں خرچنگ پکڑا ہوا ہے آپنے فرمایا بنی الاھرمان النسر فی السرطان یعنی مصر کے مثلث نما مینار اس وقت تعمیر ہوئے تھے جبکہ نسر طائر برج سرطان میں تھا اور نسر دو ہزار برس میں ایک برج کو طے کرتا ہے اور آجکل جدی میں ہے اس حساب سے بارہ ہزار برس ان کی بنیاد کو ہوگئے ہیں

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل عملی کا بیان

جناب امیر کا زہد

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت عہد میں ایک گروہ صحابہ کا

زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابوذر غفاری سلمان فارسی ابو الدرداء وغیرہ رضی اللہ عنہم یہ سب بزرگوار ترک و تجرید میں جناب مولیٰ علی علیہ السلام کے مقلد تھے۔

(۱) عن قبیصۃ قال ما رأیت ازھد فی الناس من علی ابن ابیطالب (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں علی ابن ابیطالب سے زیادہ تر زاہد کوئی نہیں دیکھا۔

(۲) عن حسن بن صالح قال تذاکرنا الزھاد عند عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فقال عمر ازھد الناس فی الدنیا علی بن ابیطالب (اخرجہ ابن عساکر و ابن اثیر فی تاریخھما) حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمر بن عبد العزیز کے پاس زاہدوں کا تذکرہ کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابیطالب سب سے زیادہ زاہد تھے

(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؓ ان اللہ قد زینک بزینۃ لم تزین العباد بزینۃ احب منھا ھی زینۃ الابرار عند اللہ الزھد فی الدنیا فجعلک لا تنال من الدنیا ولا تنال الدنیا منک شیئا ووھب لک حب المساکین فجعلک ترضی بھم اتباعا ویرضون بک اماما (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی و ابن الاثیر فی اسد الغابہ) جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؓ سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق مجھ کو اے علی خدا تعالیٰ نے ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ بندوں کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک بندوں کی زینت ہے پس تجھکو ایسا بنایا ہے کہ تجھے دنیا سے اور دنیا کو تجھ سے کوئی چیز نہ ملی تجھکو مسکینوں کی محبت دی گئی اور تجھ کو لوگ پیرو ہونے سے راضی کیا ہے اور انکو تیرے امام ہونے سے خوش کیا ہے

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی کیف انت اذا زھد الناس فی الآخرۃ ورغبوا فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما واحبوا المال حبا جما واتخذوا دین اللہ دغلا ومال اللہ دولا قلت اترکھم وایاہ وما اختاروا واختار اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ واصبر علی مصیبات الدنیا وبلواھا حتی الحق بک انشاء اللہ قال صدقت اللھم افعل (اخرجہ الحافظ الثقفی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے سردار دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی جب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے اور آخرت کو چھوڑ دینگے اور لوگوں کی میراث کھا جائینگے اور دین کو خرابی میں ڈالیں گے اور اللہ کا مال لوٹیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا میں نے عرض کیا میں انکو چھوڑ دونگا اور جو وہ اختیار کریں گے میں اسکو ترک کر دونگا اور اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرونگا اور دنیا کی مصیبتوں پر صبر کرونگا یہانتک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے سچ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کے ساتھ ایسا ہی کریو۔

(۵) عن علی بن ربیعۃ ان علی بن ابیطالب جاءہ ابن النباح فقال یا امیر المومنین امتلأ بیت المال من صفراء وبیضاء قال اللہ اکبر فقام متوکیا علی ابن النباح حتی قام علی بیت المال وامر فنودی فی الناس فاعطی جمیع ما فی بیت المال للمسلمین فقال یا صفراء ویا بیضاء غری غیری حتی ما بقی منہ دینار ولا درھم ثم امر بنضحہ وصلی فیہ رکعتین (اخرجہ احمد فی المناقب) مروی ہے علی بن ربیعہ سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النباح آکر کہنے لگا اے امیر المومنین آپ بیت المال کو اشرفی اور روپے سے بھر رکھیں جناب امیر اللہ اکبر کہکر اور ابن النباح کے کندھے پر تکیہ کرکے اٹھے اور بیت المال میں آکر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے بلانے کا حکم دیا۔ جو کچھ بیت المال

ہیں موجود تھا سب مسلمانوں کو بخشدیا۔ پھر فرمایا اے اشرفی اور روپے میرے غیر کو مغرور کرو۔ یہانتک کہ بیت المال میں نہ اشرفی رہی نہ روپیہ پھر اس میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور دو رکعت نماز کا ادا کیا۔

(۶) عن مجمع التیمی قال رایت علیا دخل بیت المال فرای فیہ شیئا فقال لا اری ھٰذا ھٰھنا وبالناس الیہ حاجۃ فامر بہ فقسم وامر بالبیت فکنس ثم نضح فصلی فیہ رجاء ان یشھد لہ یوم القیامۃ انہ لم یحبس فیہ المال عن المسلمین (اخرجہ احمد) روایت ہے مجمع تیمی سے کہ میں نے جناب امیرؑ کو بیت المال میں جاتے ہوئے دیکھا اس میں مال بھرا ہوا تھا پس فرمایا میں اسکو یہاں نہیں دیکھنا چاہتا تھا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے۔ پس تقسیم کا حکم دیا جب وہ مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جھاڑو دینے کا حکم کیا پھر اس میں پانی کو چھڑکوایا اور اسمیں نماز پڑھی اس امید سے کہ قیامت کے روز اس کی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔

(۷) عن الحسن علیہ السلام قال ان امیر المومنین لم یخلف مالا ولم یترک الا ستمائۃ درھم ارصد بھا الخادم (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے امیر المومنین علی علیہ السلام نے نہ مال کو جمع کیا اور نہ پیچھے چھوڑا بجز چھ سو درہم کے کہ اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۸) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی اجرۃ علی اجرۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ وان کان لیوتی بحبوبہ من المدینۃ فی جراب (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ) ابو نعیم سے مروی ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ پکی اینٹ پر پکی اینٹ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دھرا ہے۔ اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آبادی بڑھا دیتے۔

(۹) عن ابن شھاب قال کان عمر بن عبد العزیز یقول ما علمنا احدا من ھٰذہ الامۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ (اخرجہ احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب سے زیادہ کسی شخص کو زاہد نہیں جانتے کہ انھوں نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دھرا۔

جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱) عن ھارون بن عنترۃ عن ابیہ قال دخلت علی علی بالخورنق وھو یرعد فی یوم بارد وعلیہ قطیفۃ فقلت یا امیر المومنین ان اللہ قد جعل لک ولاھلک فی ھٰذا المال نصیبا وانت تفعل ھٰذا بنفسک فقال واللہ ما ارزؤکم من اموالکم شیئا واللہ انما القطیفۃ التی خرجت بھا من المدینۃ ما عندی غیرھا (اخرجہ احمد فی المناقب وابن الاثیر فی تاریخہ) ہارون بن عنترہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیرؑ کے پاس قصر خورنق میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پرانا کپڑا اوڑھے تھے۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے اور آپکے اہل و عیال کے لئے اس بیت المال میں سے حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں تمہارے مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ واللہ یہ وہی میرا کھیس ہے کہ جس کو میں مدینہ سے لایا ہوں۔

(۲) عن زید بن ابی وہب قال خرج علی الی الناس وعلیہ ازار مرقوع فعاتبہ الجعد بن نعجۃ فی لباسہ فقال مالک فی لبوسی ان لبوسی ہذا ابعد من الکبر واجدر ان تقتدی بہ المسلم (اخرجہ احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے انکے تہبند میں جابجا پیوند لگے ہوئے تھے ابن نعجہ خارجی انکو اس لباس میں دیکھ کر عتاب کرنے لگا آپ نے فرمایا تمکو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان اس کی پیروی کر سکے۔

(۳) عن عمرو بن قیس قال قیل لعلی یا امیر المؤمنین لم ترقع قمیصک قال تخشع القلب ویقتدی بہ المومن (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ والمتقی فی کنز العمال) عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا امیر المؤمنین آپ اپنی قمیص کو کیوں پیوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

(۴) عن ام سلیم وقد سئلت عن لباس علی الذی اصیب فیہا قالت کان لباس الکرابیس السنبلانیہ (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) ام سلیم رض سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں آپکا انتقال ہوا تھا۔ وہ کہنے لگیں کہ آپ کو لباس سنبلان کا ٹھٹھوا تھا۔

(۵) عن ابی ملیکۃ قال لما ارسلہ عثمان الی علی فی المعاتیب وجدہ متزرا بعباءۃ محتجزا بعقال وہو یہنأ بعیرا لہ (ای یطلیہ بالقطران) ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے انکو معاتیب میں جناب علی کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علی کو دیکھا کہ آپ عبا کا تہبند باندھے اور اسپر رسی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اونٹ کو بدبودار روغن مل رہے ہیں۔

(۶) عن ابی البحر عن شیخ لہ قال رأیت علی علی ازارا غلیظا ثمنہ خمسۃ دراہم وقد اشتریتہ بخمسۃ دراہم قال ورأیت معہ خمسۃ دراہم مصررۃ قال ہذا بقیۃ نفقتنا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی البحر اپنے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر علیہ السلام کو ایک موٹا تہبند باندھے ہوئے دیکھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم ان کے پاس ہمیان میں بندھے ہوئے تھے کہنے لگے یہ ہمارا باقی نفقہ ہے

(۷) عن ابی البحر عن شیخ لہ قال رأیت علی علی ازارا غلیظا قال اشتریتہ بخمسۃ دراہم فمن اربحنی فیہ درہما بعتہ ایاہ قال وکان بازرۃ مع ثقیبہ دسطہ بعقال ورأیتہ یہنأ بعیرا لہ وہو یومئذ خلیفۃ (اخرجہ احمد نقلت من اسد الغابۃ) ابی البحر اپنے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا موٹا تہبند باندھے ہوئے فرمانے لگے میں نے اسکو پانچ درہم سے خریدا ہے جو کوئی مجھکو اسمیں ایک درہم نفع دے تو میں اسکو بیچ دوں راوی کہتا ہے جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چادر کا تہبند باندھتے تھے اور ایک رسی سے اسے سخت کستے تھے اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے۔

(۸) عن ابن عباس قال اشتری علی ابن ابی طالب قمیصا بثلاثۃ دراہم وہو خلیفۃ وقطع کمہ من موضع الرسغین وقال الحمد للہ الذی اعطانیہ ہذا من ریاشہ (اخرجہ حافظ السلفی) جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی

---

۱ بعض المحققین پیوند ستاد ۱۲ ۲ ریاش بالکسر جامہائے فاخرہ ۱۲

ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جبکہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درہم کو خریدا اور اسکی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑ کے پاس سے کتر دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے یہ لباس مجھ کو عطا کیا ہے جس سے معاش میں فراخی ہو سکتی ہے

(۹) عن ابی سعید الازدی قال رأیت علیا فی السوق وھو یقول من عندہ قمیص صالح بثلاثۃ دراھم فقال رجل عندی فجاء بہ فاعجبہ فاعطاہ ثم لبسہ فاذا ھو یفضل عن اطراف اصابعہ فامر بہ فقطع ما فضل من اطراف اصابعہ (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی سعید ازدی سے نقل ہے کہ میں نے جناب علیؑ کو بازار میں دیکھا کہ آپ فرماتے تھے کیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہے ایک آدمی نے کہا میرے پاس ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور وہ کرتا انکو بھلا معلوم ہوا تین درہم پر اسکو خرید کیا جب پہنا تو وہ ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے بڑھتا تھا آپ نے اس کی زیادتی کو کٹوا ڈالا۔

(۱۰) عن عبد اللہ بن ابی الھذیل قال رأیت علیاً خرج وعلیہ قمیص غلیظ دازی اذا مد کم قمیص بلغ الظفر و اذا ارسلہ صار الی نصف الساعد (ریاض النضرہ) عبداللہ بن ابی الھذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک موٹا کرتہ رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اس کی آستین کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جب اسکو چھوڑ دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکڑ کر بڑھ جاتی۔

(۱۱) عن الحسن بن جرموز عن ابیہ قال رأیت علیاً یخرج من مسجد الکوفۃ وعلیہ قطریتان متزر بالواحدۃ مرتد بالاخری وازارہ الی نصف ساق وھو یطوف بالاسواق ومعہ درۃ یامرھم بتقوی اللہ عز وجل و صدق الحدیث وحسن البیع والوفاء الکیل والقسط فی المیزان (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب) حسن بن جرموز اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ کو مسجد کوفہ سے نکلتے ہوئے دیکھا کہ انپر دو قطریہ ہیں ایک تہبند باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں انکا تہبند نصف ساق تک ہے اور وہ بازاروں میں پھر رہے ہیں اور ان کے پاس درہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور کم اسودا بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کر رہے ہیں۔

(۱۲) عن ابی النوار بیاع الکرابیس قال آتانی علی ومعہ قنبر غلامہ فاشتری منی ثوبین غلیظین فقال لغلامہ قنبر اختر ایھما شئت فخیر قنبر احدھما واخذ علی الآخر فلبسہ (اخرجہ احمد) ابو النوار کھڑوا بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دن جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے دو موٹے کپڑے خرید کئے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ایک ان میں سے جو تجھے پسند آئے لے لے۔ پس قنبر نے ایک کو ان دونوں میں سے پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لے کر پہن لیا۔

(۱۳) عن ابی حیان التیمی عن ابیہ قال رأیت علیا علی المنبر یقول من یشتری منی سیفی فلو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ قال عبد الرزاق وکانت بیدہ الدنیا الا ما کان من الشام (اخرجہ ابو عمر علامہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن حیان التیمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس میری تلوار کو خرید کرے اگر میرے پاس تہبند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو ہرگز نہ بیچتا۔ عبد الرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں جناب امیرؑ کا یہ حال اسوقت تھا جبکہ سوا ملک شام کے تمام اسلامی دنیا ان کے ہاتھ میں تھی۔

احرام قال لا ولکنی اکرہ ان اعود نفسی بما لم تعودہا اکل منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر سوا اس چیز کے جو مدینہ سے آپکے پاس آتی اور کچھ نہ کھاتے تھے ایکدن آپکے سامنے فالودہ رکھا گیا۔ آپ نے نہ کھایا میں نے عرض کیا کیا حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنے نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا برا جانتا ہوں جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو +

(۲) عن عدی بن ثابت ان علیا اتی بالفالوذج فابی ان یاکل منہ وقال شئی لم یاکل منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا احب ان اکل منہ (الریاض النضرۃ) عدی بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے آگے فالودہ رکھا گیا آپ نے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کھانا جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔ +

(۳) عن حبۃ العرنی ان علیا اتی بالفالوذج فوضع قدامہ فقال واللہ انک لطیب الریح حسن اللون طیب المطعم ولکنی اکرہ ان اعود نفسی مالم تعتد (الریاض النضرۃ) حبہ عرنی سے منقول ہے کہ ایکدفعہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے فرمایا واللہ تیری بو بہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت اچھا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کراہت ہے کہ اپنے نفس کو اس شئے کی عادت ڈالوں جس کا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۴) عن عبد اللہ بن زریر قال دخلت علی علی یوم الاضحے فقرب لی حریرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المؤمنین قد کثر اللہ الخیر فقال یا ابن زریر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل للخلیفۃ من مال اللہ الا قصعتان قصعۃ یاکلہا ہو واہلہ وعیالہ وقصعۃ یضعہا بین ایدی الناس (مطالب السئول) عبد اللہ بن زریر سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحے کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مال ومتاع کو وا کیا ہے۔ اگر آپ ان بطخوں کے گوشت سے ہماری دعوت کرتے تو بہتر ہوتا آپنے فرمایا اے ابن زریر میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کیلئے دو پیالوں کے سوا خدا کے مال سے لینا حلال نہیں ایک پیالہ تو اس کے اور اس کے عیال کے لئے ہے اور دوسرا اُن مہمانوں کے لئے۔

(۵) عن سوید بن غفلۃ قال دخلت علی علی فی قصر الامارۃ وبین یدیہ رغیف من شعیر وقدح من لبن والرغیف یابس تارۃ یکسرہ بیدیہ وتارۃ برکبتیہ فشق علی ذالک فقلت لجاریۃ لہ یقال لہا فضۃ الا ترحمین ہذا الشیخ وتنخلین لہ ہذا الشعیر اما ترین لنشارۃ علیہ وما یعانی منہ فقالت لای شئی یوجر ہو وناثم نحن وانہ عہد الینا ان لا ننخل لہ طعاما قط فالتفت الی وقال ما تقول لہا یا ابن غفلۃ فاخبرت وقلت یا امیر المؤمنین ارفق بنفسک فقال لی ویحک یا سوید ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واہلہ من خبز بر ثلاثۃ حتی لقی اللہ تعالیٰ وما نخل لہ طعام قط ولقد جعت بالمدینۃ جوعا شدیدا فخرجت اطلب العمل فاذا بامراۃ قد جمعت مدرا ترید ان تبلہ فقاطعتہا علی دلو بتمرۃ فمددت ستۃ عشر دلوا حتی مجلت یدای ثم اخذت التمر واتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل منہ (اخرجہ احمد) سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ میں جناب امیرؑ کے پاس دار الامارۃ میں گیا آپکے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اُسے ہاتھوں سے اور کبھی گھٹنوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھکر مجھے

(۴) عن عطاء قال رأیت علی علی قمیص کرابیس غیر غسیل (الاستیعاب) عطاء سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے دیکھا کھردرے کا بن دُھلا کرتا پہنے ہوئے ہیں۔

(۵) عن علی بن ارقم عن ابیہ قال رأیت علیاً وھو یبیع سیفاً لہ فی السوق ویقول من یشتری منی ھذا السیف فوالذی فلق الحبۃ لطال ما کشفت بہ الکرب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ (الریاض النضرۃ) علی بن ارقم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس تلوار کو خرید کرے قسم ہے اس خدا کی جو دانے کو پھاڑتا ہے بہت سی لڑائیاں میں نے اس تلوار کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فتح کی ہیں اور اگر میرے پاس تہبند کی قیمت ہوتی تو اس کو نہ بیچتا۔

(۶) عن ابن عباس قال دخلت یوماً علی امیر المومنین علی وھو یخصف نعلہ فقالت لہ ما قیمت ھذا النعل التی تخصف فقال ھی واللہ احب الی من دنیاکم الا ان اقیم بہ حقا وادفع باطلا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویرقع ثوبہ ویرکب الحمار ویردف خلفہ (اخرجہ احمد) عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب امیر کے پاس گیا دیکھا آپ اپنا جوتا سی رہے تھے میں نے پوچھا آپکا جوتا کس قیمت کا ہے فرمایا بخدا یہ جوتا مجھے تمہاری تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے مگر وہ اُمور کہ جس کی وجہ سے میں حق کو قائم اور باطل کو دور کرسکوں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جوتا سیتے تھے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے اور گدھے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے دوسرے کو بھی بٹھا لیتے تھے

جناب امیر علیہ السلام کا فرش

عن سوید بن غفلۃ قال دخلت علی علی ولیس فی دارہ فیہ حصیر رث وھو جالس علیہ فقلت یا امیر المومنین انت ملک المسلمین والحاکم علیھم وعلی بیت المال وتاتیک الوفود ولیس فی بیتک سوی ھذا الحصیر فقال یا سوید ان البیت لا یتاثث فی دار النقلۃ وما بین ایدینا دار المقامۃ قد نقلنا الیھا متاعنا ونحن منقلبون الیھا عن قریب قال فابکانی واللہ کلامہ (اخرجہ احمد) سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایکدن جناب امیر کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپکے گھر میں اس پرانے بوریئے کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا اے سوید! عاقل ایسے گھر سے اُنس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم بھی اس کی طرف جانیوالے ہیں سوید کہتے ہیں بخدا آپ کی کلام نے مجھے رُلا دیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا طعام

(۱) عن ابن عباس قال ما کان یاکل الامن شیئی یاتی من المدینۃ قال وتقدم الیہ فالوذج فلم یاکلہ فقلت

نہایت تاسف ہوا اور آپ کی لونڈی فضہ سے کہا کہ تو اس بزرگ پر ترس نہیں کرتی اور انکے لیئے جو چھان کر روٹی نہیں پکاتی اور یہ نہیں دیکھتی کہ بھوسی اس پر لگی ہوئی ہے اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں انکو کیسی مشقت ہوتی ہے فضہ نے جواب دیا کیا وجہ کہ اس میں اُن کو تو اجر ملے اور ہم گنہگار ٹھہریں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے کہ اُن کی روٹی ہم کبھی چھان کر نہ پکائیں یہ سن کر جناب امیرؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابن غفلہ تو اس لونڈی سے کیا کہہ رہا ہے میں نے ساری تقریر بیان کی اور کہا اے امیرالمومنین آپ اپنی جان پر رحم فرمایئے اور اتنی مشقت نہ اٹھایئے آپ نے فرمایا اے سوید تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انکے اہل وعیال نے کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ اور کبھی ان کے لئے چھان کر آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں میں سخت بھوکا تھا مزدوری کرنے کو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کرکے اُنکو بھگونا چاہتی ہے میں نے اس سے فی ڈول ایک کھجور اُجرت طے کی اور سولہ ڈول کھینچکر اس مٹی کو بھگو یا حتیٰ کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں وہ کھجوریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کھجوروں کو نوش فرمایا +

(۶) عن زید قال لی علی اذا صلیت الظہر فعد الی قال فلما کان الغد وصلیت الظہر غدوت الیہ فلم اجد عندہ حاجبا یحبسنی دونہ جالسا وعندہ کوز ما وقدح فدعا بوعاء مشدود علیہ ختم فقلت فی نفسی لقد امننی حتیٰ یخرج الی جواھر ولا ادری ما فیہ فلما کسر الخاتم وحلہ فاذا فیہ سویق فاخرج منہ قبضۃ فی القدح وصب علیہ الماء وشرب وسقانی فلم اصبر فقلت یا امیرالمومنین اتصنع ھذا بالعراق وطعام العراق کثیر فقال اما واللہ ما اختم علیہ بخلا ولاکنی ابتاع قدر ما یکفینی واخاف ان یوضع فیہ من غیرہ وانا اکرہ ان ادخل بطنی الا طیبا فلذلک احترزت بما تری (اخرجہ الملائی سیرتہ) زید سے نقل ہے کہ مجھے جناب امیرؑ نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آیئو اور کھانا کھایئو۔ جب دوسرا دن ہوا اور میں ظہر کی نماز پڑھ چکا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کوئی حاجب اُن کا نہیں تھا کہ مجھکو ان سے روکتا۔ میں نے انکو بیٹھا ہوا پایا اُن کے پاس پانی کا ایک لوٹا دھرا ہوا تھا۔ پس وہ ایک ظرف سربستہ لائے جس پر مہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں کہا البتہ اس میں سے جواہر نکال کر مجھے عطا فرماوینگے یا کہ میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے جب جناب امیرؑ نے اسکی مہر کو توڑا اور اس کو کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اُس میں ستو ہیں جناب امیر علیہ السلام نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر پیالہ میں ڈالی اور اس پر پانی ڈالا اور پیا اور مجھ کو بھی پلایا میں صبر نہ کر سکا پس میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ عراق میں ایسا کرتے ہیں حالانکہ عراق کے کھانے قسم قسم کے ہیں جناب امیرؑ نے ارشاد کیا واللہ میں بخل کی وجہ سے اس پر مہر نہیں لگاتا مگر جس قدر مجھکو کافی ہو اس کا ابتاع کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوئی چیز سوا ستو کے اس میں نہ رکھی جائے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ اپنے پیٹ میں سوا پاک چیز کے بھروں اس لیئے احتراز کرتا ہوں جیسا کہ تو نے دیکھا ہے +

(۷) عن عبد اللہ بن رافع قال دخلت علی علی یوم عید فقدم حرابا مختوما فوجدنا فیہ خبز شعیر یابسا مرضوضا فقدم فاکل فقلت یا امیرالمومنین کیف تختمہ قال خفت من ھذین الولدین ان یلیناہ بسمن او زیت (شرح نہج البلاغۃ للعلامۃ ابن الحدید) عبد اللہ بن ابی رافع سے منقول ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں

تھا جناب امیر نے میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھ دیا ہم نے اُسکو کھولا اور اُس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے پس جناب اس میں سے کھانے لگے میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپنے اس پر مہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے ڈرتا ہوں کہ اس کو روغن یا زیت سے چپ نہ کریں ۔

(۸) عن ابن حدید قال وکان یاتدم بخل او ملح فان ترقی علی ذلک فبعض نبات الارض فان ارتفع ذلک فبقلیل من البان الابل ولا یاکل اللحم الا قلیلا و یقول لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوان (شرح نہج البلاغہ) علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ سرکہ اور نمک سے کھانا کھایا کرتے تھے جب اس سے کبھی ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تو کبھی تھوڑا سا اونٹ کا دودھ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے تھے ۔ مگر بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرہ مت بناؤ ۔

(۹) عن علی بن ربیعۃ الوالبی قال کان لعلی امرأتان فکان اذا کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصف درھم واذا کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصفا اخرہ (الریاض النضرۃ) علی بن ربیعۃ الوالبی سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جب اس بی بی کی باری ہوتی تو آدھے درہم کا گوشت خرید فرماتے اور جب دوسرے دن دوسری بی بی کی باری ہوتی تو اسکے نصف باقی کا گوشت خرید کرتے ۔

(۱۰) عن ابی صالح قال دخلت علی ام کلثوم بنت علی واذا ھی تمتشط فی ستر بینی وبینھا فجاء حسن و حسین فدخلا علیھا وھی جالسۃ تمتشط فقالت الا تطعمون ابا صالح شیئا قال فاخرجوا الی قصعۃ فیھا مرق بحبوب قال قلت تطعمون ھذا وانتم امراء فقالت یا ابا صالح کیف انت لو تری امیرالمومنین علیا واتی باترج فذھب حسین فاخذ منھا اترجۃ فنزعھا من یدہ ثم امر بہ فقسم بین الناس (الریاض النضرۃ) ابو صالح سے نقل ہے کہ ایکدفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی کی خدمت میں گیا اور وہ کنگھی کر رہی تھیں میرے اور ان کے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسن و حسین ان کے پاس تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابو صالح کو تم کچھ نہیں کھلاتے ابو صالح کہتے ہیں کہ میرے لئے ایک شوربے کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم امیر ہو کر ایسا کھانا کھاتے ہو ام کلثوم فرمانے لگیں۔ اے ابو صالح اگر تو امیرالمومنین علی کو دیکھے تو شاید تیرا کیا حال ہو۔ ایکدفعہ جناب امیر کے پاس نارنگیاں آئیں جناب حسین علیہ السلام نے اُن میں سے ایک نارنگی اٹھالی جناب امیر نے ان کے ہاتھ سے چھین کر لوگوں کو بانٹ دی۔

جناب امیر علیہ السلام کا صبر

(۱) عن ام سلمۃ قالت جاءت فاطمۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکی الیہ الخدمۃ وتسالہ خادما فقالت یا رسول اللہ لقد مجلت یدای من الرحا اطحن مرۃ واعجن مرۃ فقال لھا ان یرزقک اللہ شیئا یاتیک وسادلک علی خیر من ذلک اذا لزمت مضجعک تسبحی اللہ ثلاثا وثلثین وکبری اللہ ثلاثا وثلاثین واحمدی اللہ اربعا وثلاثین فھو خیر لک من الخادم (اخرجہ الدولابی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایکدفعہ جناب سیدہ علیہا السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گھر بار کے کام کاج کی تکلیف سے شکایت کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چھالے پڑے گئے ہیں کبھی پیستی ہوں اور کبھی گوندھتی ہوں مجھے ایک خادم عطا ہو جائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق کہ تمہارے مقسوم میں کیا ہے وہ تمہارے پاس پہنچا دیگا میں تم کو

ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہوں جب تم سونے لگو اس کو پڑھ لیا کرو تنتیس ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر تنتیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

(۲) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما زوجہ فاطمۃ بعث معہما بخمیلۃ ووسادۃ من ادم حشوہا لیف ورحائین وسقاء فقال علی لفاطمۃ ذات یوم واللہ لقد سنوت حتی لقد اشتکیت صدری وقد جاء اللہ اباک بسبی فاذہبی فاستخدمیہ فقالت وانا واللہ لقد طحنت حتی مجلت یدای فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما جاء بک یا بنیۃ قالت جئت لاسلم علیک واستحییت ان تسألہ ورجعت فقال ما فعلت قالت استحییت فاتیناہ جمیعا فقال علی یا رسول اللہ لقد سنوت حتی اشتکیت صدری وقالت فاطمۃ وقد طحنت حتی مجلت یدای وقد جاء اللہ بسبی فاخدمنا فقال واللہ لا اعطیکما وادع اہل الصفۃ تطوی بطونہم لا اجد ما انفق علیہم ولکنی ابیعہم وانفق علیہم اثمانہم فرجعا فاتاہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد دخلا فی قطیفتہما اذا غطت رؤسہما تکشفت اقدامہما واذا غطیا اقدامہما تکشفت رؤسہما فثارا فقال مکانکما ثم قال الا اخبرکما بخیر مما سألتمانی قالا بلی قال کلمات علمنیہن جبریل فقال تسبحان اللہ دبر کل صلوۃ عشرا وتحمدان عشرا وتکبران عشرا واذا اویتما الی فراشکما فسبحا ثلاثا وثلاثین واحمدا ثلاثا وثلاثین وکبرا اربعا وثلاثین قال علی فما ترکتہن منذ علمنیہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل لہ ولا لیلۃ صفین قال ولا لیلۃ صفین (اخرجہ احمد) مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک بچھونا اور ایک تکیہ چمڑے کا جس میں کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا اور دو چکی کے پاٹ اور ایک مشکیزہ بھیجا جناب علی نے اُن سے ایک رات کہا واللہ میں نے اس قدر پانی بھرا ہے کہ میرا سینہ درد کرنے لگا ہے خدا تعالیٰ نے آپ کے والد کو غنیمت میں اسیر عطا کئے ہیں آپ جائیں اور ان سے ایک خادم طلب کریں جناب فاطمہؓ فرمانے لگیں میں نے اس قدر پیسا کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں پس جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی تمہیں کوئی ضرورت ہے جناب فاطمہؓ نے عرض کیا میں سلام کیلئے حاضر ہوئی تھی اور آپ سے سوال کرنے سے حیا مانع آئی اور واپس تشریف لے آئیں جناب علیؓ نے کہا آپ نے کیا کہا ہے جناب سیدہ نے کہا مجھے حیا آگئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی پھر ہم دونوں مل کر جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گئے۔ جناب علیؓ نے کہا یا رسول اللہ واللہ میں نے اس قدر پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں درد پیدا ہو گیا ہے اور جناب سیدہؓ نے کہا کہ میں نے اس قدر آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور خدا نے آپ کو اسیر دیئے ہیں ہمیں بھی ایک خادم عطا فرمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں تمہیں نہیں دونگا اور اہل الصفہ کی دعوت کروں گا ان کے پیٹ کرسنہ سے لگے ہوئے ہیں۔ ہم کچھ نہیں پاتے کہ ان پر نفقہ کریں لیکن ان اسیروں کو بیچ کر ان کی قیمت سے ہم ان کے نفقہ کا بندوبست کریں گے پس حضرت علیؓ اور جناب سیدہ دونوں لوٹ آئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ دونوں صاحب اپنی چادر اوڑھ کر سونے لگے تھے جبکہ وہ اس کو اپنے سر پر اوڑھتے تھے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب وہ اپنے پاؤں کو اس سے ڈھانپتے تھے تو ان کے سر کھل جاتے تھے وہ تعظیم کیلئے اٹھنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ لیٹے رہو۔ اور فرمایا جو چیز کہ تم نے مجھ سے طلب کی ہے ہم تمہیں اس کی نسبت آگاہ کریں جناب علیؓ نے عرض کیا بہتر ہے فرمایا وہ چند کلمات ہیں جو مجھ سے جبریلؑ نے تعلیم کئے ہیں۔ فرمایا کہ دس دفعہ سبحان اللہ ہر ایک نماز کے بعد سے دس دفعہ اور الحمد للہ ہر دس دفعہ اور اللہ اکبر ہر دس دفعہ اور جب تم بستر پر جاؤ تنتیس دفعہ سبحان اللہ تنتیس دفعہ

الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو جناب علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسکو کبھی ترک نہیں کیا جب سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی تعلیم فرمائی ہے لوگوں نے جناب علیؓ سے کہا کیا آپ نے صفین کی لیلۃ الہریر میں بھی اسکو نہیں چھوڑا حضرت نے کہا لیلۃ الہریر میں بھی نہیں چھوڑا ∴

عن علی ان فاطمۃ شکت ما تلقی من اثر الرحا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبی فانطلقت فلم تجدہ فوجدت عائشۃ فاخبرتها فلما جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرته عائشۃ بمجیء فاطمۃ فجاء النبی صلعم وقد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم فقال علی مکانکما فقعد بیننا حتی وجدت برد قدمیه علی صدری فقال الا اعلمکما خیرا مما سألتمانی اذا اخذتما مضاجعکما فکبرا اربعا وثلثین وسبحا ثلاثا وثلاثین واحمدا ثلاثا وثلاثین فهو خیر لکما من خادم (اخرجه البخاری) جناب علیؓ کہتے ہیں کہ جب چکی کے پیسنے سے جناب فاطمہؓ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت میں لونڈیاں آئیں حضرت فاطمہؓ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں اور حضور کو نہ پایا حضرت ام المومنین عائشہ سے ملیں جب گھر کو واپس آ گئیں تو آنحضرت تشریف لائے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہؓ کی تشریف آوری سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سونے کو لیٹے تھے میں کھڑا ہو گیا کہ اٹھ بیٹھوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے بستر پہ لیٹے رہو پس ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میرے سینہ کو آپکے قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس ہونے لگی فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہو جس کی کہ تم نے خواہش کی ہے جب تم سونے کو لیٹا کرو تو چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ پڑھا کرو یہ تمہارے لئے اس خادم سے بہتر ہے جو تمہاری خدمت کر سکتا ہے ∴

عن اسماء بنت عمیس عن فاطمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاها یوما فقال این ابنای یعنی حسنا وحسینا قالت قلت اصبحنا ولیس فی بیتنا شیء یذوقه ذائق فقال علی اذهب بهما فانی اتخوف ان یبکیا علیک ولیس عندک شیء فذهب بهما الی فلان الیهودی فوجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدهما یلعبان فی شربة بین ایدیهما فضل من تمر فقال یا علی الا تقلب ابنی قبل ان یشتد الحر علیهما قالت فقال علی اصبحنا ولیس فی بیتنا شیء فلو جلست یا رسول اللہ حتی اجمع لفاطمۃ تمرات فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ینزح للیهودی کل دلو بتمرة حتی اجتمع له شیء من تمر فجعله فی حجزته ثم اقبل فحمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدهما وعلی الآخر (اخرجه الدولابی) اسماء بنت عمیسؓ جناب سیدہ سے روایت کرتی ہیں کہ ایک دن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمانے لگے میرے دونوں بیٹے یعنی حسن اور حسینؓ کہاں ہیں حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا صبح اٹھے تھے ہمارے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ اسکو کوئی چکھنے والا چکھ سکتا جناب علی کہنے لگے میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لیجاتا ہوں ڈرتا ہوں کہ تمہارے پاس یہ روئیں گے اور آپکے پاس کوئی چیز نہیں ہے پس اُن دونوں کو ساتھ لئے ہوئے فلانے یہودی کے پاس گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہیں کا قصد کیا اور جا کر دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیاں دھری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا علی قبل اس کے کہ دھوپ کی گرمی کی تیزی ہو میرے بیٹوں کو لوٹا کر نہیں لے چلتے جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم صبح جب اٹھے تو ہمارے گھر میں کوئی کھانے کی چیز نہیں تھی اگر آپ تشریف رکھیں تو میں کچھ کھجوریں جناب فاطمہؓ کے لئے جمع کر لوں پس

سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور جناب امیر یہودی کے حوض کو پر کرنے لگے ایک کھجور کے پیچھے ایک ڈول یہاں تک کہ کچھ کھجوریں جمع کرلیں اور اپنے نہ بند کے ڈبے میں دھرلیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حصہ کو اٹھالیا اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرے کو ❖

جناب امیر علیہ السلام کا تقویٰ

(۱) پروردگار عالم نے آیہ دائمی ھذا ایۃ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون میں جناب علیؑ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں متقی بیان فرمایا ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ درمنثور میں بذیل اس آیت کے لکھتے ہیں اخرج ابن عساکر عن مجاھد فی قولہ تعالیٰ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ علیہ وسلم وصدق بہ قال علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ پروردگار عالم کے ارشاد میں والذی جاء بالصدق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور صدق بہ سے جناب علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ❖

(۲) اخرج البیہقی باسنادہ عن رسول اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقواہ والی ابراہیم فی خلقہ والی موسیٰ فی ھیبتہ والی عیسیٰ فی عبادتہ فلینظر الی علی بن ابی طالب بیہقی اپنی اسناد کیساتھ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدمؑ کو انکے علم کیساتھ اور حضرت نوحؑ کو انکے تقویٰ کیساتھ اور حضرت ابراہیمؑ کو ان کے خلیل ہونیکے ساتھ اور حضرت موسیٰؑ کو انکی ہیبت کیساتھ اور حضرت عیسیٰؑ کو انکی عبادت کیساتھ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن انس بن مالک والنواس بن سمعان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین و امام المتقین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار وابونعیم فی الحلیۃ) انس بن مالکؓ اور نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حاضر ہونیکے وقت فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام ❖

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل اوحی الی فی علی ثلاثۃ اشیا لیلۃ اسری بی انہ سید المومنین و امام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی و ابونعیم) جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھکو علی کی نسبت تین باتوں کا الہام ہوا ہے کہ وہ مومنین کے سردار اور متقین کا امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کا پیشرو ہے ❖

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک سید المسلمین یعسوب المومنین و امام المتقین و قائد غر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جناب علی سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنین کے بادشاہ اور متقیوں کے امام اور نورانی چہرہ والوں کے پیشرو ہو ❖

جناب امیر علیہ السلام کا تواضع

(۱) عن ابی صالح بیاع الکرابیس عن جدہ قال رائیت علیا اشتری تمرا بدرھم فحملہ فی ملحفۃ فقیل یا امیر المومنین الا نحملہ قال ابو العیال احق بحملہ (اخرجہ البغوی فی معجم) ابو صالح کھجوا بیچنے والا اپنے دادا سے روایت

کرتا ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درہم کی کھجوریں خرید کیں اور کپڑے میں باندھ کر اٹھا رہے ہیں پس ان سے عرض کیا گیا یا امیر المومنین ہم اٹھا لیں فرمایا بچوں کا باپ ہی اس کے اٹھانیکا زیادہ حقدار ہے ۔

(۲) عن زاذان قال رأیت علیا یمشی فی الاسواق فیمسک الشسع بیدہ فیناول الرجل الشسع ویرشد الضال ویعین الحمال علی الحمول وھو یقرأ ھذہ الآیۃ تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین ثم یقول ھذہ الآیۃ نزلت فی ذوی القدرۃ من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب) زاذان سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازاروں میں دُرّہ ہاتھوں میں لئے ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو دُرّے سے ہٹاتے ہیں اور راہ بھولے ہوئے کو راستہ بتا رہے ہیں اور بوجھ اٹھانے والوں کی مدد کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھ رہے ہیں (کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں غرور اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت ڈرنے والوں کے لئے ہے پھر جناب امیرؑ یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قدرت والے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

(۳) عن ابی المطر البصری انہ شہد علیا اتی اصحاب التمر وجاریۃ تبکی عند التمار فقال ما شانک فقالت باعنی ھذا تمرا بدرھم فردہ مولای فابی ان یقبلہ فقال یا صاحب التمر خذ تمرک واعطھا درھمھا فانھا خادم ولیس لھا امر فدفع علیا فقال المسلمون تدری من دفعت قال لا قالوا امیر المومنین فصب تمرھا واعطھا درھمھا وقال احب ان ترضی عنی فقال ما ارضانی عنک الا اذا اوفیت الناس حقوقھم (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی مطر البصری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کھجور بیچنے والوں کے نرغے میں دیکھا ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امیرؑ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجوریں مجھکو دی تھیں میرے آقا نے وہ پھیر دی ہیں یہ لینے سے انکار کرتا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا اے بھائی کھجور بیچنے والے یہ خدمتگار ہے اسکا اپنا اختیار نہیں اپنی کھجوریں لے لے اور درہم اس کو واپس دیدے اس نے جناب امیرؑ کو دھکا دیا اور کہنا نہ مانا مسلمان لوگوں نے کہا ارے تو جانتا ہے کہ تو نے کس کو دھکا دیا ہے وہ بولا نہیں لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں اس نے وہ کھجوریں ڈال لیں اور اس لونڈی کو درہم واپس کر دیا اور جناب امیرؑ سے عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے کوئی چیز نہیں خوش کر سکتی مگر یہ کہ تو لوگوں کو ان کا حق پورا دیا کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسنِ خلق

حضرت امیر علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کبھی کسی کی بات سے جناب کی شگفتہ پیشانی پر بل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کھلے رہتے تھے اس وجہ سے بعض متانت پسند لوگ جناب پر نکتہ چینی فرماتے تھے روایت ہے قال معاویۃ لقیس بن سعد رحم اللہ ابا حسن کان ھشاشا بشاشا ذا فکاھۃ قال قیس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمزح ویتبسم الی الصحابۃ معاویہ نے قیس بن سعد سے تعریض کی وجہ سے کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ رو ہنسی والے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزاح کرتے تھے اور صحابہ کیساتھ ہنستے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حلم

(۱) عن معقل بن یسار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ علیہا السلام الا ترضین فی زوجتک اقدم امتی سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب) معقل ابن یسار سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؓ سے فرمایا تم راضی نہیں ہوتیں کہ میں نے تمہارا اپنی امت سے از روئے اسلام کے مقدم ترین اور از روئے علم کے عالم ترین اور از روئے حلم کے اعظم ترین شخص سے نکاح کیا ہے۔

(۲) سال معاویۃ خالد بن یعمر فقال لہ علی ما احببت علیا فقال علی ثلث خصال علی حلمہ اذا غضب وعلی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم (مناقب محمد بن یوسف الکنجی الشافعی) امیر معاویہ نے خالد بن یعمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب رکھتے تھے وہ کہنے لگے ان کی تین باتوں پر ان کے حلم پر جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور ان کے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور ان کے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

(۳) روی ان علیا علیہ السلام دعا غلاما فلم یجبہ فدعاہ ثانیا وثالثا فلم یجبہ فقام الیہ فراٰہ مضطجعا فقال حر لوجہ اللہ تعالیٰ (نقلہ الغزالی فی احیاء العلوم) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے جواب نہ دیا پھر آپ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا اس نے جواب نہ دیا آپ نے اٹھ کر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نے میری آواز کو سنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تو نے کیوں نہیں جواب دیا وہ کہنے لگا چونکہ میں آپ کے عفو سے بے خوف تھا اس لئے الکسا گیا آپ نے فرمایا جا لوجہ اللہ میں نے تجھے آزاد کیا۔

جناب علی علیہ السلام کا عفو عن المکافات

(۱) لما ظفر علی بمروان یوم الجمل وکان اعدی الناس لہ واشدھم بغضا فصفح عنہ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید) کہ جب جمل کے دن جناب امیر علیہ السلام مروان پر ظفریاب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیرؑ سے سخت عداوت رکھتا تھا اور تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا جناب امیرؑ نے اس کے قتل سے درگذر فرمایا۔

(۲) محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویۃ علی الماء واحاطوا بشریعۃ الفرات وقالت رؤساء الشام لہ اقتلھم بالعطش کما قتلوا عثمان عطشا وسال علی من اصحابہ ان یشرعوا لھم لشرب الماء فقالوا لا قطرۃ حتی تموت ظماء کما مات ابن عفان فلما رای انہ الموت لا محالۃ قدتقدم باصحابہ حمل علی عسکر معاویۃ حملات کثیفۃ حتی ازالھم عن مراکزھم بعد قتل ذریع وسقطت الرؤس ما لا یادی وملکوا علی الماء وصار اصحاب المعاویۃ فی الفلاۃ لا ماء لھم فقال اصحابہ امنعھم یا امیر المومنین کما منعوک الی الحرب ولا تسقھم منہ قطرۃ واقتلھم بسیوف العطش وخذھم قبضا بالایدی فلا حاجۃ لک الی الحرب فقال لا اکافیھم بمثل فعلھم (مطالب السؤل شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید) یعنی جب معاویہ کی فوج پانی کی مالک ہو گئی اور اس نے فرات کے سب راستوں کو گھیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگے علی کی فوج کو پیاس سے مار ڈالنا چاہیے جس طرح سے انہوں نے جناب عثمانؓ کو پیاس سے مار ڈالا ہے جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیا ہے۔ عرض کیا واللہ ایک قطرہ تک پانی کا

نہیں ملا اب آپ بھی جناب عثمانؓ کی طرح سے پیاسے مارے جائینگے - جب جناب امیرؑ نے دیکھا کہ اُنکے دوستوں کو موت پیش آرہی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حملہ کیا اور عزت کیساتھ جنگ کرنے سے شام کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور ہاتھ اور حرکت کرا انہار لگے گئے جناب امیرؑ نے پانی پر قبضہ کر لیا اور معاویہ کی فوج بیابان بے آب میں ٹھہر گئی جناب امیرؑ کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ بھی پانی بند کر دیں جس طرح سے کہ انہوں نے آپ پر بند کیا تھا - اور ایک قطرہ پانی کا انکو نہ دینا چاہیئے اور پیاس کی تلوار سے اُنکو مار ڈالنا چاہیئے وہ خود ہاتھ میں آجائیں گے آپ کو لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا واللہ میں تکو اُن کے فعل کی مانند بدلہ نہیں دونگا

علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ حاربه اهل البصرة وضربوا وجهه ووجوه اولاده بالسيف - وشتموه ولعنوه فلما ظفر بهم رفع السيف عنهم ولم يأخذ اثقالهم ولا سبى ذراريهم ولا غنم شيئا من اموالهم یعنی اہل بصرہ نے جناب امیرؑ کے ساتھ اور انکی اولاد کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیاں دیں اور برا بھلا کہا لیکن جب جناب امیرؑ ان پر ظفر یاب ہوئے تو نہ انکا سامان لوٹا اور نہ انکی اولاد کو لونڈی باندی بنایا اور اُن کے مال کو لوٹا ؂

جناب امیر علیہ السلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت هذه الآية يا ايها الذين آمنوا اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجواكم صدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي مرهم ان يتصدقوا قال بكم يا رسول الله قال بدينار قال لا يطيقون قال فنصف دينار قال لا يطيقون قال فبكم قال بشعيرة قال لا يطيقون فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لزهيد فانزل الله تعالى: أأشفقتم ان تقدموا بين يدي نجواكم صدقات الى آخر الآية وكان علي يقول بي خفف عن هذه الامة (اخرجه احمد والنسائي وغيرهما) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (اے وہ لوگو! کہ تم ایمان لائے ہو جب تم رسولؐ کو مشورت کیلئے بلاؤ تو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دو) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ ان لوگوں کو صدقہ کا حکم دیں جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس قدر صدقہ کا حکم دوں آپ نے فرمایا ایک دینار کیلئے جناب علیؑ نے عرض کیا کہ لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے آپ نے فرمایا آدھا دینار جناب علیؑ نے عرض کیا اس قدر کی بھی انہیں طاقت نہیں آپ نے فرمایا بس ایک جو بھر کیلئے جناب علیؑ نے عرض کیا اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے آپ نے فرمایا یا علی تم بہت تھوڑے والے ہو پس خداوند تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی (کیا ڈر گئے تم کہ مصلحت کرنے سے پہلے صدقہ دو) جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس امت سے اس حکم میں صرف میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے ؂

عن ابي سعيد الخدري قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى بجنازة لم يسئل عن شيء من عمل الرجل ويسال عن دينه فان قيل عليه دين كف عن الصلاة وان قيل ليس عليه دين صلى عليه فاتي بجنازة فلما قام ليكبر سال صلى الله عليه وسلم هل على صاحبكم دين قالوا ديناران فعدل صلى الله عليه وسلم وقال صلوا على صاحبكم فقال علي هما علي يا رسول الله هو بريء منهما فتقدم صلى الله عليه وسلم فصلى عليه ثم قال لعلي جزاك الله خيرا فك الله رهانك كما فككت رهان اخيك (اخرجه الدارقطني) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازے پر تشریف لیجاتے تو اس آدمی کے

کسی میت سے نہ پوچھتے بلکہ اُس کے قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا جاتا۔ کہ اس پر قرض ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے ہٹ جاتے اور کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے۔ تو نماز جنازہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جنازہ پر تشریف لیگئے جب تکبیر کے لئے بڑھے حسب معمول پوچھا کہ تمہارے دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار ہیں آپ نماز پڑھنے سے ہٹ کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا۔ تم اپنے دوست پر جنازہ پڑھو۔ جناب امیرؑ نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور مرنیوالا اس قرضہ سے بری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھکر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ پھر امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا قرض بھی چھڑائے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کا قرض چھڑایا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا تفقد حال رعایا

عن ابی الصہباء قال رأیت علیاً بشط الکلا یسئل عن الاسعار (ریاض النضرۃ) ابو صہبا سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو نہر کلا کے کنارے اجناس کے نرخ پوچھتے ہوئے دیکھا تھا ؛

عن عامر الشعبی قال وفدت سودۃ بنت عمارۃ بن الاشتر الہمدانیۃ علی معاویۃ بن ابی سفیان فاستاذنت علیہ فاذن لہا فلما دخلت قال لہا کیف انت یا ابنۃ الاشتر فقالت بخیر فقال لہا انت القائلۃ یوم صفین لاخیک شمر کفعل ابیک یا ابن عمارہ یوم الطعان وملتقی الاقران وانصر علیا والحسین ورھطہ واقصد لہند وابنہا بہوان ان الامام اخا النبی محمد علم الہدی ومنارۃ الایمان قالت یا امیر مات الراس وبتر الذنب فدع عنک تذکار ما قد نسی قال ھیہات لیس مثل مقام اخیک ینسی فقالت صدقت واللہ یا امیر ولکن اسالک باللہ ٭٭ عما افترض علیک من حقنا ولا یزال تقدم علینا من ینہض بعزک ویبسط بسلطانک فیحصدنا حصد السنبل ویدوسنا دوس البقر ھذا ابن ارطاۃ قدم بلادی وقتل رجالی واخذ مالی ولولا الطاعۃ لکان فینا عز ومنعۃ فاما عزلتہ فشکرناک واما لا فعرفناک فقال معاویۃ ایای تہددین بقومک واللہ لقد ھممت ان اردک الیہ فینفذ حکمہ فیک فسکتت ثم قالت صلی الالہ علی روح تضمنہ قبر فاصبح فیہ العدل مدفونا فقال من ذاک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک منہ اثر قالت بلی اتیتہ یوما فی رجل ولاہ صدقاتنا فوجدتہ قائما یصلی فانفتل من الصلوۃ ثم قال برافۃ وتلطف الک حاجۃ فاخبرتہ خبر الرجل فبکی ثم رفع راسہ الی السماء فقال اللہم انت تعلم انی لم اٰمرہم بظلم خلقک وترک حقک ثم اخرج من جیبہ قطعۃ من جراب فکتب فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاءتکم بینۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءہم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا ذلکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین اذا اتاک کتابی ھذا فاحتفظ بما فی یدک حتی یاتی من یقبضہ منک والسلام فعزلہ فقال معاویۃ اکتبوا لہا بالانصاف لہا والعدل علیہا فقالت الی خاصۃ ام لقومی عامۃ قال ما انت وغیرک قالت ھی واللہ اذا الفحشاء واللوم ان کان عدلا شاملا والا یسعنی ما یسع قومی قال ھیہات علیکم ابن ابی طالب الجراءۃ علی السلطان (نقلہ الامام ابو عمر احمد بن عبد ربہ الاندلسی فی کتابہ العقد الفرید)

٭٭ اعفنی عما استعفیت قالت نعم ما حاجتک قالت یا امیر المؤمنین ... الناس سعید ... مظلمۃ واللہ ما ...

سلہ موضع ایست در عراق کہ کنار دجلہ آباد است ۱۲ ؛

عامر شعبی ناقل ہیں کہ سودہ بنت عمارہ بن الاشتر الہمدانیہ ایک دفعہ بطریق سفارت معاویہؓ بن سفیان کے دربار میں حاضر ہوئی اور اذن مانگا معاویہؓ نے اپنے سامنے بلالیا جب وہ سامنے گئے معاویہ نے اس سے کہا اے اشتر کی بیٹی تیرا کیا حال ہے سودہ نے کہا اچھا حال ہے معاویہ نے کہا تو نے ہی صفین کے روز اپنے بھائی کیواسطے یہ اشعار کہے تھے کہ اے ابن عمارہ تیرہ ماسنے اور بہادروں کیسے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی مانند دامن اٹھالے اور علیؑ اور حسینؓ اور ان کے گروہ کی مدد کر اور ہندہ اور اس کے بیٹے کو خوار کر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہی امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے سودہ نے جواب دیا اے امیر سر کٹ گیا دم اکھڑ گئے جو بات بھول گئی ہو اس کا ذکر چھوڑ معاویہ کہنے لگا افسوس ہے تیرے بھائی کا وہ مرتبہ نہیں تھا کہ اس کا ذکر بھول جائے سودہ نے کہا آپ نے سچ کہا ہے لیکن جو کچھ کہ مجھ سے ہو چکا ہے خدا کے لئے آپ معاف فرما دیں۔ معاویہ نے کہا میں نے معاف کیا تو اپنی حاجت بیان کر سودہ نے کہا اے امیر اب آپ لوگوں کے سردار رہ گئے ہیں اور ان کے تمام امور آپکے گلے پڑے ہیں۔ خدا نے جو امر کہ تیرے ہمارے حقوق سے فرض کیا ہے فرود اسکی نسبت تم سے پوچھنے والا ہے ہمیشہ ہم پر آپ اپنا عامل بھیجتے ہیں جو آپکی عزت کی وجہ سے ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہم کو کھیتی کی طرح سے کاٹتا ہے اور گائے کی طرح دوہتا ہے۔ ابن ارطاۃ ہمارے شہر پر حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے جس نے ہمارے مردوں کو مار ڈالا ہے اور ہمارا مال چھین لیا ہے اگر اطاعت ہمیں مانع نہ آتی تو ہم بھی عزت رکھتے تھے اور دفع کر سکتے تھے اگر تو نے اس کو معزول کر دیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کریں گے ورنہ ہم جان جائیں گے۔ معاویہ کہنے لگا کیا تو مجھے اپنی قوم سے ڈراتی ہے واللہ میں چاہتا ہوں کہ تجھے اسی کے پاس بھیج دوں تاکہ وہ اپنا حکم تجھ پر جاری کرے سودہؓ نے خاموش ہو کر یہ شعر پڑھے سے خدا کی رحمت ہو اس روح پر کہ اسکو قبر نے بغلگیر کر لیا ہے کہ وہ عدل کرتا ہوا اس میں دفن ہوا ہے۔ معاویہ کہنے لگا یہ کون شخص ہے سودہ نے کہا علی بن ابی طالب معاویہ نے کہا میں تو اس کی مہربانی کا کوئی اثر تجھ پر نہیں پاتا سودہ بولی ایک روز میں ان کی خدمت میں ایک شخص کی نسبت شکایت لیکر گئی جس کو انہوں نے ہم سے زکوۃ حاصل کرنے کے لئے ہم پر عامل مقرر کیا تھا میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا نماز سے منہ پھیر کر نہایت مہربانی اور نرمی سے مجھے ارشاد کیا تجھے کوئی ضرورت ہے میں نے اس شخص کا پورا حال عرض کیا آپ سن کر رونے لگے پھر آسمان کی طرف منہ پھیر کہنے لگے اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے عاملوں کو تیری خلقت پر ظلم کرنیکا حکم نہیں دیا ہے اور تیرا حق چھوڑ دینے کو نہیں کہا ہے پھر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکالکر اس پر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم بیشک تمہارے رب سے تمہارے پاس کھلا نشان آیا ہے پس تم پیمانے اور ترازو کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں مت گھٹاؤ اور زمین میں اس کے سنوارنے کے بعد خرابی مت ڈالو اگر تم مومن ہو الخ جب میرا خط تجھکو ملے تو جو کچھ کہ تیرے پاس ہو اسے خوب نگاہ رکھ جب تک کہ اس کا لینے والا تیرے پاس پہنچ جاوے والسلام پھر جناب امیرؑ نے اس کو معزول کر دیا معاویہ اپنے کاتب سے کہنے لگا تم بھی اس عورت کیلئے عدل و انصاف کرنیکی نسبت لکھدو پھر سودہ کہنے لگی خاص میرے لئے یا کہ میری تمام قوم کے لئے معاویہ نے کہا تجھے دوسروں سے کیا سروکار ہے وہ کہنے لگی یہ امر تو نہایت ملامت ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو بہتر ورنہ جو میری قوم کا حال ہوگا وہی میرا ہوگا معاویہ کہنے لگا علی بن ابی طالب نے تم لوگوں کو بادشاہوں کے سامنے گستاخی کرنے کی جرات دلا دی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی رعایت قیدیوں کے ساتھ

وکان یغبور علی مفاتیح یحل منہا فی مواقیت الصلوۃ وکان ینفق علیہم من بیت المال ویقول علینا الوثاق بحلیہم

الاباق (نقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین البیلانی المُسندؒ فی مناقب الاصحاب) جناب امیرؑ کے عہد میں قیدیوں کی کنجیاں بخیر جیسے نماز کیوقت وہ قید خانے کھولے جاتے تھے اور جناب امیرؑ بیت المال سے انکی خوراک کے علاوہ فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ہمارا کام ان کو قید رکھنا ہے اور ان کا کام عجب اگنا ہے۔

جناب امیر علیہ السّلام کا تورع

عن عبد اللّٰہ بن زریر قال دخلت علی علی بن ابیطالب یوم الاضحٰے فقرب الینا حریرۃ فقلت اصلحک اللّٰہ یا امیر المومنین لو قربت الینا من ھذا البط یعنی الاوز فان اللّٰہ قد اکثر الخیر فقال یا ابن زریر سمعت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا یحل للخلیفۃ من مال اللّٰہ الا قصعتان قصعۃ یاکلھا ھو واھلہ وقصعۃ یضعھا بین ایدی الناس (اخرجہ احمد) عبد اللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں عید الضحٰے کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے سامنے کیا میں نے کہا اے امیر المومنین خدا آپکا بھلا کرے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لئے ذبح کرتے تو کیا اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ نے مال ومتاع کو وافر کیا ہے فرمایا اے ابن زریر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کیلئے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اس کے اور اس کے گھر کے لوگوں کیلئے اور اس کے مہمانوں کے لئے۔

عن ابی مطرف قال رأیت علیا متزرا بازار مرتدیا برداء ومعہ الدرۃ کانہ اعرابی بدوی حتی بلغ سوق الکرابیس فقال یا شیخ احسن بیعی فی قمیص بثلاثۃ دراھم فلما عرفہ لم یشتر منہ فاتا اخر فلما عرفہ لم یشتر منہ شیئا فاتا غلاما حدثا فاشتری منہ قمیصا بثلاثۃ دراھم ثم جاء ابو الغلام فاخبرہ فاخذ ابوہ درھما ثم جاء بہ فقال ھذا الدرھم یا امیر المومنین قال ما شان ھذا الدرھم قال کان القمیص ثمن درھمین قال باعنی برضای واخذ برضاہ (اخرجہ احمد) ابی مطرف سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ تہ بند باندھے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے اور درّہ ہاتھ میں لئے ہوئے بازار میں پھر رہے ہیں بالکل مثل ایک دیہاتی آدمی کے معلوم ہوتے تھے کپڑے بیچنے والوں کے بازار میں تشریف لائے اور ایک دوکاندار سے کہا تین درم کا کرتہ ہمیں دیدے اس نے جناب امیرؑ کو پہچان لیا آپ دوسرے دوکاندار کے پاس چلے گئے جب اس نے بھی شناخت کر لیا تو آپ وہاں سے بھی چلدیئے اور اس سے کوئی شے مول نہ لی پھر ایک بہت چھوٹی عمر والے لونڈے کی دوکان پر گئے اس سے تین درہم کا کرتہ مول لیا بعد ازاں اس کا والد آنکلا اس لڑکے نے اس سے ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لیکر جناب امیرؑ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یہ ایک درہم ہے آپ نے فرمایا یہ کیسا درہم ہے اس نے عرض کیا کہ قمیص دو ہی درہم کا تھا آپ نے فرمایا اس لڑکے نے ہماری رضا حاصل کر لی ہے اور ہم نے اس کی رضا حاصل کی ہے آپ نے درہم اس سے واپس نہ لیا۔

جناب امیر علیہ السّلام کا رعایت حقوق الناس

عن ابی رافع مولٰی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال قال فدخل علی یوما قد زینت ابنتہ فرای علیھا لؤلؤۃ کان عرفھا لبیت المال فقال من این لھا ھذہ لاقطعن یدیھا فلما رای ابو رافع جدہ فی ذلک فقال انا واللّٰہ یا امیر المومنین زینتھا بھا فقال علی لقد تزوجت بفاطمۃ ومالی

فراش الاجلد کبش ننام علیہ باللیل ونعلف علیہ بالنہار فما لی خادم غیرھا (کامل ابن اثیر)
ابو رافع جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السّلام کے بیت المال کا خازن تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیرؑ گھر میں تشریف لیگئے میں نے آپ کے صاحبزادے کے کان میں موتی ڈالدیئے تھے جناب امیر علیہ السّلام نے ان موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تھا جب جناب امیرؑ نے اپنے صاحبزادے کے کان میں وہ موتی دیکھے فرمایا اس نے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے جب ابو رافع نے جناب امیرؑ کی اس بارے میں کد دیکھی عرض کیا یا امیر المومنین واللہ میں نے ان کو یہ موتی پہنائے تھے آپ نے فرمایا جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام سے ہوا تو ہمارا بستر ایک مینڈھے کی کھال کے سوا کچھ نہ تھا رات کو ہم اس پر سوتے تھے دن کو ہمارا اونٹ اس پر دانہ چرتا تھا ہمارا کوئی خادم ان کے سوا یعنی سیدہ علیہا السّلام کے سوا نہیں تھا۔

عن یحییٰ بن سلمۃ استعمل علی عمرو بن سلمۃ علی اصبھان فقدم ومعہ زقاق سمن وعسل فارسلت ام کلثوم بنت علی الی عمرو فطلبت منہ سمنا وعسلا فارسل علیھا ظرف سمن فلما کان الغد خرج علی واحضر المال والعسل والسمن لیقسم ھذا الزقاق فنقصت زقین فسالہ عنھما فقیل لہ بعث ام کلثوم فاخذت منہ فبعث الی المقومین فامرھم بتقویم ما نقص منھما فقالوا خمسۃ دراھم فبعث الی ام کلثوم فقال ابعثی لی خمسۃ دراھم ثم قسم بین المسلمین (ریاض النضرۃ وکامل ابن اثیر) یحییٰ ابن سلمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمہ کو اصبہان پر عامل کرکے بھیجا جب وہ وہاں سے آئے تو اپنے ساتھ گھی اور شہد کی مشکیں بھر کر لائے جناب امیرؑ کی صاحبزادی ام کلثوم نے عمرو بن سلمہ سے قدرے گھی اور شہد طلب فرمایا عمرو نے ایک برتن گھی کا ایک شہد کا انکی خدمت میں بھیجدیا دوسرے دن جب جناب امیرؑ گھر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لیے مال اور گھی اور شہد پیش کیا گیا۔ حضرت نے مشکیں شمار کیں دو مشکیں ٹوٹی ہوئیں پائیں عمرو سے ان کے بارے میں پوچھا عرض کیا گیا کہ جناب ام کلثوم نے گھی اور شہد مانگا تھا میں نے انکو بھیجدیا۔ جناب امیر علیہ السّلام نے وہ مشکیں جانچ کرنے والوں کے پاس بھیجدیں اور انکے نقصان کی جانچ کرنیکا حکم دیا انہوں نے عرض کیا ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے۔ پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی کو بھیجکر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیجدو پھر مسلمانوں میں مال اور مشکیں تقسیم کیں۔

انہ وصل الیہ زقاق عسل جاءت من الیمن فنزل بالحسن ضیف فاستسلف الحسن درھما فاشتری بہ خبزا واحتاج الی الادام فطلب من قنبر ان یفتح لہ زقا من تلک الزقاق ففتحہ واخذ منہ رطلا فلما قعد امیر المومنین یقسم الزقاق قال یا قنبر قد حدث فی ھذا الزقاق حدث فقال صدق فوک یا امیر المومنین واخبرہ الخبر فغضب فقال علی بہ فلما احضر الحسن ھم بضربہ ثم اقسم علیہ بعمہ جعفر وکان اذا سئل بحق جعفر سکن فقال ما حملک علی ما فعلت واخذت منہ قبل القسمۃ قال ان لنا فیہ حقا فاذا اعطیتنا رددناہ قال فان کان لک فیہ حق ولکن لیس لک ان تنتفع بحقک قبل الناس بحقوقھم ثم دفع الی قنبر درھما وقال اشتر بہ من اجود عسل تقدر علیہ قال الراوی فکانی انظر الی یدی علی علی فم الزقاق وقنبر یقلب العسل فیہ وھو یبکی ویقول اللھم اغفر للحسن فانہ لا یعلم (مطالب السؤل)
روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس یمن سے شہد کی بھری ہوئی مشکیں آئیں ناگاہ جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان وارد ہوئے جناب حسنؑ نے ایک درہم دیکر بازار سے روٹیاں مول منگائیں اور سالن کی ضرورت پیش آئی قنبر سے کہا کہ ایک

مشک کھولکر شہد دے دو انہوں نے مشک کو کھولا اور اس میں سے ایک رطل شہد لیکر بھیجدیا جب جناب امیر علیہ السلام
مشکوں کو تقسیم کرنیکے لیے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکوں میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے قنبر نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ سچ
فرماتے ہیں جناب حسنؓ کا شہد لیا ان کے سامنے بیان کیا جناب امیرؑ نے غصہ ہو کر فرمایا حسنؓ کو میرے پاس بلاؤ
جب جناب حسنؓ حاضر ہوئے تو جناب امیر نے ان کے مارنیکا قصد کیا جناب حسنؓ نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی قسم دی جب جناب امیرؑ کو اس کی قسم دیجاتی تھی تو حضرت کا غصہ فرو ہو جاتا تھا پس آپنے جناب حسنؓ سے فرمایا تمکو اسبات پر
کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا کہ تمنے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا۔ جناب حسنؓ نے فرمایا ہمارا اس میں حق ہے ہم نے یہ خیال کیا
تو جب ہمارا حق ملے گا ہم اسی قدر اسمیں سے واپس کر دینگے جناب امیرؑ نے کہا اگرچہ تمہارا اسمیں حق ہے لیکن یہ حق تو تمہارا
نہیں ہے کہ تم اور لوگوں سے پہلے اس حق سے نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خاص شہد اسی مقدار پر مول لاؤ
راوی کہتا ہے کہ اب تک وہ بات میری نگاہوں میں ہے کہ جناب امیرؑ نے مشک کا منہ کھولا ہوا ہے اور قنبر اسمیں شہد ڈال رہا ہے
اور جناب امیرؑ روتے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار خدایا حسنؓ کو بخش دے کہ وہ نہیں جانتا ہے ۔۔

قیل ان عقیلا سال علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتی یخرج عطاك مع المسلمین فاعطیك معهم فالح
علیه فقال لرجل خذ بیده وانطلق به الی حوانیت اهل السوق فقل له دق هذه الاقفال وخذ ما فی هذه
الحوانیت قال ترید ان تتخذنی سارقا قال انت ترید ان تتخذنی سارقا اخذ اموال المسلمین فاعطیکها
دونهم قال انی اذهب الی معاویة قال انت وذاك (اخرجه ابن حجر فی الصواعق) روایت ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ
جناب امیرؑ کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے کچھ عطا فرما دیں میں بہت محتاج ہوں جناب امیرؑ نے ارشاد کیا آپ چندے صبر کریں
جب مسلمانوں کے حصوں کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکال دونگا جناب عقیل الحاح کرنے لگے حضرت امیرؑ نے ایک آدمی سے فرمایا انکا ہاتھ پکڑ
کر ان کو بازار میں لیجا اور کہدے کہ بازار کی دوکانوں کے قفل توڑ کر جو کچھ کہ انمیں ہو لے لیں جناب عقیل نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے
چوری کرانا چاہتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا کیا تم ہی مجھ سے چوری کرانا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال تم کو دے دوں
وہ کہنے لگے میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارا اختیار ہے ۔۔

جناب امیر علیہ السلام کا عدل

وعن ابی سعید الخدری ومعاذ بن جبل قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا علی لك سبع خصال لا یحاجك
فیهن احد یوم القیامة انت اول المومنین ایمانا واوفاهم بعهد اللہ واقومهم بامر اللہ واراٴفهم بالرعیة و
اقسمهم بالسویة واعلمهم بالقضیة واعظمهم یوم القیامة عند اللہ بالمزیة (اخرجه الخوارزمی) ابو سعید
خدری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ تمہاری ایسی
سات خصلتیں ہیں کہ قیامت کے روز انمیں کوئی تم سے جھگڑا نہیں کر سکتا تم سب مومنین سے از روئے ایمان اول
ہو اور سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ حکم کے قائم کرنیوالے اور سب سے
زیادہ رعیت پر مہربان اور سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والے اور سب سے زیادہ قضیہ کے ... قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو
سال معاویة خالد بن لعیم فقال علی احببت علیا فقال علی ثلاث خصال علی حلمه اذا غضب وعلی صدقه

اذا قال وعلی عدل له اذا حکم (المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) خالد بن معمر سے امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتے تھے خالد نے کہا انکی تین خصلتوں کی وجہ سے ان کے حلم کی وجہ سے جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور سچ بولنے کی وجہ سے جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور ان کے عدل کی وجہ سے جبکہ وہ حکم کرتے تھے ۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیه قال قدم علی علی مال من اصبهان فقسمه علی سبعة اسهم فوجد فیه رغیفا فقسمه علی سبعة کسر وجعل علی کل جزء کسرة ثم اقرع بینهم لینظر ایهم یعطی اولا (اخرجه احمد والخلعی) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس اصفہان سے مال آیا حضرت نے اس کے سات حصے کئے اس میں ایک روٹی بھی تھی اسکے بھی سات ٹکڑے کئے اور سات امیروں کو بلایا پھر قرعہ ڈالا تاکہ کس کو پہلے دیا جاوے ✧

قال الشعبی وجد علی درعا عند النصرانی فاقبل به الی الشریح وجلس الی جانبه وقال لو کان خصمی مسلما لساویته وقال هذه الدرعی فقال النصرانی ما هی الا درعی ولم یکذب امیر المومنین فقال شریح الک بینة قال لا وهو یضحك فاخذ النصرانی الدرع ومشی یسیرا ثم عاد وقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان هذه احکام الانبیاء امیر المومنین قد مشی الی قاضیه وقاضیه یقضی علیه حکم ثم اسلم واعترف ان الدرع سقطت من علی عند مسیره فی صفین ففرح علی باسلامه ووهب له الدرع وفرسا وشهد معه قتال الخوارج (طلحة الشافعی فی مطالب السئول) شعبی رحمة اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیر نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی اسکو قاضی شریح کے پاس لائے اور فرش کے حاشیہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اُسکے برابر کھڑا ہوتا اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہنے لگا نہیں یہ زرہ تو میری ہے۔ باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ قاضی شریح نے عرض کر کہا آپکے پاس کوئی دلیل ہے جناب امیرؑ نے فرمایا نہیں پھر نصرانی زرہ کو لیکر تھوڑی دور گیا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ یہ انبیائے کرام علیہم السّلام کے احکام ہیں کہ امیر المومنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی ان پر اپنی قضا کا حکم جاری کرے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیرؑ سے صفین کے جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السّلام اس کے مسلمان ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور زرہ اسی کو بخش دی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب امیرؑ کے ساتھ خارجیوں کے جنگ تک حاضر رہا ✧

عن کریمة بنت همام الطائیة قالت کان علی یقسم الورس[1] فینا بالکوفة قال فضالة حملنا و علی العدل منه (اخرجه احمد فی المناقب) کریمہ بنت ہمام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام گلگونہ تقسیم فرمایا کرتے تھے فضالہ کہتا ہے کہ ہمیشہ اسے برابر ہی لیتے تھے ✧

جناب امیر علیہ السّلام کی حیا

عن علی قال کنت رجلا مذاء فکنت استحیی ان اسال رسول الله صلی الله علیه وسلم لمکان ابنته منی فامرت

[1] فی الصحاح الورس نبت مخرج یکون بالیمن تتخذ منه الغمرة للوجه ✧

مقداد بن الاسود ان یسالہ فقال صلی اللہ علیہ سلم یغسل ذکرہ ویتوضأ (اخرجہ الشیخین) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھوں میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کر لیا کریں ۔

جناب امیر علیہ السلام کی غیرت قومی

عن علی قال قلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک تنوق فی قریش وتدعنا قال وعندکم شیاً قلت نعم بنت حمزہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم انہا لا تحل لی انما ابنتہ اخی من الرضاعۃ (اخرجہ المسلم) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہم کو چھوڑ کر قریش میں کیوں شادی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی لڑکی ہے میں نے کہا ہاں حمزہ کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں کیونکہ حمزہ میرے دودھ شریک تھے اور وہ رضاعت کی وجہ سے میری بھتیجی ہے

جناب امیر علیہ السلام کی فراست

عن علی قال یا اھل الکوفۃ ستقتل منکم سبعۃ نفر خیارکم مثلھم کمثل اصحاب الاخدود منہم حجر بن عدی واصحابہ فقتلہم معاویۃ فی دمشق الشام کلہم من الکوفۃ (کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو کہ نہایت برگزیدہ ہیں قتل کئے جائیں گے ان کی مثل بعینہ گڑھے کے شہیدوں کی سی ہے ان میں سے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ہیں پس امیر معاویہ نے ان کو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا حافظہ

عن مکحول عن علی قال فی قولہ تعالیٰ وتعیھا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان تجعل اذنک یا علی فعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے شان نزول میں کہ یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے والے کان روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تیرے کانوں کو خدا ایسا کر دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا ۔ جناب علی فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ میں نے اس کا دھیان کیا اور اس کو یاد کر لیا اور بھولا نہیں ۔

عن ابن عباس لما نزلت ھذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی قال علی فما نسیت شیأ بعد ذالک (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ وابن المغازلی فی المناقب) ابن عباسؓ سے

روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ دھیان رکھینگے اسکو دھیان رکھنے والے کان) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان بن جائیں۔ علی کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے پھر کوئی چیز نہیں بھولی۔

وعن بریدۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک لیعی وحق علی اللہ قعی قال فنزلت وتعیہا اذن واعیۃ (اخرجہ المغازلی فی المناقب وابونعیم فی الحلیۃ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علیؑ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تاکہ تو دھیان میں رکھے اور خدا پر حق ہے کہ تجھ سے دھیان میں رکھائے بریدہ رضؓ کہتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ دھیان میں رکھیں گے اُس کو دھیان رکھنے والے کان ؎

جناب امیر علیہ السّلام کی سرعت فہم

عن سعید بن المسیب ان رجلا اتی بہ الی عمر بن الخطاب وکان صدر انہ قال بجماعۃ من الناس وقد سالوہ کیف اصبحت قال اصبحت احب الفتنۃ واکرہ الحق واصدق الیہود والنصاریٰ واومن بما لم ارہ واقر بما لم یخلق فارسل عمر الی علی فلما جاءہ واخبرہ بمقالۃ الرجل فقال صدق یحب الفتنۃ قال اللہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ ویکرہ الحق یعنی الموت قال تعالیٰ وجاءت سکرۃ الموت بالحق ویصدق الیہود والنصاریٰ قال اللہ تعالیٰ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شئ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علی شئ ویؤمن بما لم یرہ یؤمن باللہ عزوجل ویقر بما لم یخلق یعنی الساعۃ فقال عمر اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابوالحسن (زنورالابصار) سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا تو نے آج کسطرح سے صبح کی ہے یعنی آج تیرا کیا حال ہے اُس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت کرتا ہوں اور یہود اور نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور جس کو نہیں دیکھا اُس پر ایمان لاتا ہوں اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اُس کا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو بلوایا جب آپ تشریف لائے اور اُس شخص کے قول کو بیان کیا آپنے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے دوست رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سوا اس کے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے یعنی موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے کہ آئی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہتے ہیں یہود کہ نہیں ہیں نصاریٰ کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاریٰ کہ نہیں ہیں یہود کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل علا پر ایمان لایا ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اُسکا اقرار کرتا ہے جس سے مراد قیامت ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہا کہ میں ایسی مشکل سے کہ جس کے رفع کرنے کے لئے ابوالحسن نہ ہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں ؎

جناب امیر علیہ السّلام کی صداقت

(۱) عن عباد بن عبد الله قال قال علی انا عبد الله واخو رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا الصدیق الاکبر لا یقولها ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجه احمد والنسائی والحاکم) عباد بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں اسکو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انت الصدیق الاکبر (اخرجه الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ورضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت ولیه فعلی ولیه ومن کنت امامه فعلی امامه (اخرجه السید علی الهمدانی فی مودة القربی) جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا کہ میں ولی ہوں پس اسکا علی ولی ہے اور جس کا کہ میں امام ہوں پس اسکا علی امام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبد الله بن مسعود قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد اصحر فتنفس الصعداء فقلت یا رسول الله مالک تتنفس قال یا ابن مسعود نعیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول الله قال من قلت ابا بکر فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تتنفس یا رسول الله قال نعیت الی نفسی فقلت استخلف یا رسول الله فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تتنفس یا رسول الله قال نعیت الی نفسی قلت استخلف فقال من قلت علیا قال ذاک والذی لا اله غیره لو اطعتموه ادخلکم الجنة اجمعین (اخرجه ابونعیم فی الحلیة والخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد الله بن مسعود) عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود مجھکو میرے عنقریب انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ بنا جائیں گے آپ نے فرمایا کس کو بنا جاؤں میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے ایک گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود مجھکو میرے انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں آپ نے فرمایا کسکو میں نے عرض کیا عمر رضی اللہ عنہ کو آپ خاموش ہو گئے پھر ایک ساعت کے بعد آپنے ایک بڑا گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اپنے انتقال کی خبر لگی ہے میں نے عرض کیا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیے آپنے فرمایا کسکو میں نے عرض کیا علی بن ابی طالب کو آپ نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم نے اس سے بیعت کی تو وہ تم کو جنت میں داخل کریں گے۔

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اصطفانی علی الانبیاء واختار لی وصیا واخترت

ابن عمی و شدیہ عضدی کما شد عضد موسیٰ باخیہ ہارون وھو خلیفتی ووزیری ولو کان النبوۃ بعدی لکان نبیاً (اخرجہ سید علی الہمدانی فی مودۃ القربیٰ) انس بن مالک سے مروی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تمام انبیا سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھ کو وصی بنانیکا اختیار دیا ہو پس میں نے اپنے ابن عم کو انتخاب کیا ہو اور اُن کی وجہ سے میرے بازو کو قوی کیا ہے جس طرح سے موسیٰ کے بازو کو اُنکے بھائی ہارون سے قوی کیا پس وہ میرا خلیفہ اور وزیر ہے اور اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو وہ نبی ہوتا ❖

عن عبد الرزاق باسنادہ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تولوا علیاً فتجدوہ ھادیا مھدیا (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) عبد الرزاق اپنے اسناد کے ساتھ اس حدیث کو حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر تم علیؑ کو حاکم بناؤ تو تم اسکو ہادی اور مہدی پاؤ گے

جناب امیر علیہ السّلام کی طہارت

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما نزلت فی خمسۃ فی وفی علی وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ (اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضھم (نزل الابرار) ابوسعید خدریؓ سے روایت ہو اس آیت کے شان نزول کے متعلق کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت خصوصیت سے پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنے ہمارے حق میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے حق میں۔ یہ حدیث اکثر علما کی رائے پر حسن ہے اور بعض نے اس کو صحیح مانا ہے ❖

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اھل البیت قد اذھب اللہ عنا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق ہم اہل بیت سے پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کر دیا ہے من خطب الحسن فی ایامہ انہ قال نحن حزب اللہ الغالبون وعترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون واھل بیتہ الطاھرون الطیبون واحد الثقلین الذی خلفھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (مروج الذھب مسعودی) جناب حسن علیہ السّلام نے اپنے ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم اللہ کا غالب گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین عترت ہیں اور اُنکے اہل بیت طیب اور طاہر ہیں اور ایک ان دو بھاری چیزوں میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب کے دوسرے درجہ پر ہیں ❖

جناب امیر علیہ السّلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیھا اما واحد فھو تکائی بین یدی اللہ عزوجل حتی یفرغ من الحساب واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ آدم ومن

ولدہ تحتہ و اما الثالثۃ فی توقفہ علی عقر حوضی لیسقی من عرفت من امتی فاما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عزوجل فاما الخامسۃ فلست اخشی علیہ ان یرجع زانیا بعد احسان فکا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد فی المناقب) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں کہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہے گا جبتک کہ حساب سے فارغ ہو دوسرے یہ ہے کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم اور اولاد آدم اسکے نیچے ہونگی تیسرے یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا جس کو میری امت سے پہچانے گا اسکو پلائیگا۔ چوتھے یہ ہے کہ وہ میرے ستر کو ڈھانپے گا۔ اور مجھ کو میرے خدا کی طرف سپرد کرے گا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے۔

جناب امیر علیہ السّلام کی عبادت

عبادت منحصر ہے کثرت صلوٰۃ اور صوم اور صدقات اور ادائے حج میں جس کا مفصل و مشرح بیان کیا جاتا ہے

جناب امیر علیہ السّلام کی نماز

روی عن علی انہ کان کان اذا دخل وقت الصلوٰۃ تغیر لونہ فقیل لہ فی ذالک قال جاء وقت الامانۃ التی عرضھا اللہ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا فقد حملتھا مع ضعفی ولا ادری کیف ادیما (نقلہ الشیخ الامام تاج الاسلام سلیمانی داؤد السیفنی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے جب نماز کا وقت ہوتا آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اس کی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ پہنچا ہے کہ امانت کو خدا نے آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور میں نے اپنی ناتوانی کے ساتھ اسے اٹھا لیا۔

عن علی قال ما اعرف احدا من ھذہ الامۃ عبد اللہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیری عبدت اللہ تعالیٰ قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ تسع سنین (اخرجہ النسائی فی الخصائص والحافظ الثقفی) جناب علی فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امت کے کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اس کے کہ کوئی اس کی عبادت کرتا۔ دس عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ و اخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقول ذالک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد والنسائی وحافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم والحاکم وابونعیم والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب علی فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ مگر جھوٹ کہنے والا میں نے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

قیل قد بسط لہ نطع بین الصفین لیلۃ الھریر لیصلی علیہ والسھام وقعت بین یدیہ وحرت علی میامنہ

يمينا وشمالا فلا يرتاع لذلك وما قام حتى فرغ من وظيفته (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر میں درمیان دونوں صفوں کے آپ کے لئے نطع بچھائی گئی تھی آپ اس پر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپ کے سامنے سے آتے تھے اور ان کے کانوں کے پاس ہو کر داہنے بائیں نکلے جاتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام ان سے خوف نہیں فرماتے تھے جبتک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہیں ہوئے۔ اور نہ اپنے مقام سے اٹھے جناب امیرؑ کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں كانت جبهته كثفنة[1] البعير لطول سجوده یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود سے مثل اونٹ کے ثفنہ کے ہو گئی تھی نماز کے وقت آپکو اسقدر استغراق ہو جاتا تھا کہ مطلق ماسوا کا ہوش نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ آپکو اپنے جسد عنصری سے بھی بیخبری ہو جاتی تھی چنانچہ مولوی جامی تحفۃ الاحرار میں نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہیں ؎

شیر خدا شاہ ولایت علی　　صیقل شرک خفی و جلی　　روز احد چوں صف ہیجا گرفت
تیر مخالف بتنش جا گرفت　　غنچہ پیکاں بگل او نہفت　　صد گل محنت زگل او شگفت
روئے عبادت سوئے محراب کرد　　پشت بدرد سر اصحاب کرد　　خنجر الماس چو بید اختند
چاک بتن چوں گلش انداختند　　غرقہ بخوں غنچہ زنگار گوں　　آمد ازاں گلبن احساں بروں
گلگل خونش بمصلا چکید　　گفت چو فارغ زنماز آں بدید　　کایں ہمہ گل چیست تہ پائے من
ساختہ گلزار مصلائے من　　صورت حالش چو نمودند باز　　گفت کہ سوگند بدانائے راز
کز الم تیغ ندارم خبر　　گرچہ من نیست خبردار تر　　..........

جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال ان الحسن والحسين مرضا فعادهما رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناس معه فقالوا يا ابا الحسن لو نذرت على ولدك فنذر علی وفاطمة وفضة جارية لهما ان برءا مما بهما ان يصوموا ثلثة ايام فشفيا وما معهم شئ فاستقرض علی من شمعون اليهودی ثلثة اصوع من شعير فطحنت فاطمة صاعا واختبزن خمسة اقراص على عددهم فوضعت بين ايديهم ليفطروا فوقف عليهم السائل فقال السلام عليكم اهل بيت محمد مسكين من مساكين المسلمين اطعموني اطعمكم الله من موائد الجنة فاثروه وباتوا لم يذوقوا الا الماء واصبحوا صياما فلما امسوا ووضعوا الطعام بين ايديهم وقف عليهم يتيم فاثروه ووقف عليهم الاسير في الثالثة ففعلوا مثل ذالك فلما اصبحوا اخذ علی بيد الحسن والحسين واقبلوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ابصرهم وهم يرتعشون كالفراخ من شدة الجوع قال ما اشد ما يسوئني ما ارى بكم وقام فانطلق معهم فراى فاطمة في محرابها قد التصق ظهرها ببطنها وغارت عيناها فساءه ذالك فنزل جبرئيل

[1] بفتح ثا وکسر فا الفنہ زانوئے شتر کہ وقت نشستن بر زمین رسد چوں میان سینہ و بیخ زان و مانند آن ثفنات سبع ذو ثفنات لقب امام زین العابدین (منتخب)

فقال خذ ها یا محمد هناك الله فی اهل بیتك فقرأ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا (الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امام حسنؑ و حسینؑ بیمار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ انکی عیادت کو تشریف لائے لوگوں نے کہا یا ابا الحسنؑ اگر آپ اپنے ان دونوں صاحبزادوں کے لئے نذر مانتے تو بہتر ہوتا پس جناب علیؑ نے اور جناب سیدہؑ نے اور فضہؓ انکی لونڈی نے نذر مانی کہ جب اس بیماری سے انکو صحت ہو جائیگی تو ہم تین دن کے روزے رکھیں گے خدا وند تعالیٰ نے انکو شفا عطا فرمائی۔ ان کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ جناب علیؑ نے شمعون یہودی سے تین چھاج جو قرض لئے۔ جناب سیدہؑ نے انکو پیسا اور پانچ روٹیاں انکی تعداد کے موافق پکائیں اور افطار کے لئے ان کے آگے رکھیں اتنے میں ایک سائل آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ مجھے کھلاؤ ان جنت سے خدا تمکو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر اس کو دے دیں اور سوائے پانی کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکھی اور صبح کو روزہ رکھا جب رات ہوئی اور طعام نکال کر کھانے کو بیٹھے ایک یتیم آ گیا وہ طعام اس کو دیا تیسری شب کو ایک قیدی آ گیا انہوں نے مثل پہلی دو راتوں کے اس کو بھی طعام دیدیا جب صبح ہوئی جناب علیؑ امام حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے انکو دیکھا کہ مثل چوزہ مرغ کے کانپ رہے ہیں۔ فرمایا کہ یہ کیا بری حالت تمہاری ہمکو دکھائی دے رہی ہے اور اٹھ کر جناب فاطمہؓ کے پاس تشریف لیگئے انکو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور آنکھیں گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں۔ حضرت کو یہ حالت بہت بری معلوم ہوئی اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ لیجئے آپ کے اہل بیت کے لئے خدائے پاک تہنیت دیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کھلاتے ہیں انکی حب میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو ؞

جناب امیر علیہ السلام کے صدقات

عن علی انه قال لو رأیتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم اربعون الفاً وفی روایة ان صدقة مالی مبلغ لتبلغ اربعین الف دینار اخرجه احمد) جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ میں نے پتھر اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے باندھا ہوا تھا حالانکہ اُس دن میری زکواۃ چالیس ہزار تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچی گئی تھی ؞

محب طبری علیہ الرحمۃ ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں ربما یتوهم المتوهم ان مال یبلغ زکوته هذا القدر ولیس کذالك فانه رضی اللہ عنہ کان ازهد الناس علی ما علم مما تقدم قال ابو الحسن بن فارس اللغوی سالت ابی عن هذا الحدیث قال معناه ان الذی تصدقت به منذ کان لی مال الی الیوم کذا وکذا یعنے اکثر متوہم کو اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ کے پاس اسقدر مال تھا کہ جس کی اسقدر زکواۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے کیونکہ آپ سب لوگوں سے زیادہ زاہد تھے

چنانچہ سابقاً آپ کا حال تحریر ہو چکا ہے ابوالحسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے اس حدیث کا مطلب پوچھا وہ کہنے لگے اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ جب سے میرے ہاتھ میں مال آیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میرے ہاتھوں میں رہتا تو اُسکی زکوٰۃ اس قدر ہوتی۔ اس کے سوا ان اوقاف سے بھی مراد ہوسکتی ہے کہ جن کو جناب امیرؑ نے جاری کیا تھا اور قبل انکے اجرا کے وہ مالک تھے اور شاید کہ اُن کا محاصل اس مقدار پہ ہو جس کو کہ جناب نے بیان فرمایا ہے ٭

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیه ان عمر اقطع علیا ثم اشتری علی ارضا الی جنبها فاحتفر فیها عینا فبینما هم یعملون فیها اذا انفجر علیهم مثل عنق الجزور من الماء فاتی علی فبشر بذالك فقال بشروا الوارث ثم تصدق بها علی الفقراء والمساکین وابن السبیل فی سبیل الله (اخرجه ابن السمان والریاض النضرة فی الفضائل العشرة) جناب جعفر صادق اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علیؑ کو ایک زمین کا ٹکڑہ جاگیر میں دیا پھر جناب علیؑ نے اس قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا۔ اس میں ایک تالاب کھدوایا۔ لوگ تالاب کھود رہے تھے کہ ناگاہ اُس میں سے مثل اونٹ کی گردن کے ایک چشمہ نکلا اور جاری ہوگیا جب جناب علیؑ تشریف لائے۔ تو لوگوں نے انکو بشارت دی آپ نے فرمایا یہ بشارت اُسکے وارث کو دینی چاہیئے۔ آپ نے فقیروں پہ اور مسکینوں پہ اور مسافروں پہ اُسے خیرات کر دیا ٭

(۳) عن ابی ذر قال کنت انا وجعفر بن ابی طالب مهاجرین الی بلاد الحبشة فاهدی لجعفر جاریة قیمتها اربعة الاف درهم فلما قدمنا المدینة اهداها الی علی تخدمه فجعلها فی بیت فاطمة فدخلت فاطمة یوماً فنظرت الی راس علی فی حجر الجاریة فقالت له یا ابا الحسن فعلتها قال لا والله یا بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ما فعلت شیئا قالت تاذن لی ان اسیر الی منزل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال قد اذنت لك فتجلببت بجلبابها وتبرقعت ببرقعها وارادت النبی صلی الله علیه وسلم فهبط جبرائیل فقال ان الله یقرئك السلام ویقول لك ان فاطمة ابنتك اتتك تشکو الیك علیا فلا تقبل منها فی علی شیئا۔ فدخلت فاطمة فقال لها یا ابنة جئت تشکین علیا قالت ای ورب الکعبة فقال ارجعی الیه فقولی له رغم انفی لرضاك ثلاثا فقال علی ع سوءتاه من رسول الله صلی الله علیه وسلم شکوتنی الی خلیلی وحبیبی اشهدی یا فاطمة ان الجاریة حرة والاربعة الالف درهم التی حملت من عطائی فقراء المهاجرین ثم لبس رداءه واتی النبی صلی الله علیه وسلم فهبط جبرئیل فقال یا محمد ان الله یقرئك السلام ویقول لك قل لعلی انی قد اعطیتك الجنة بعتق الجاریة واعطیتك ان تخرج من النار من شئت بالاربعة الالف الدرهم التی تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتی واخرج من النار من شئت بعفوی (اخرجه ابن السبوع الاندلسی فی کتابه الشفاء) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن ابی طالب جب بلاد حبشہ کو ہجرت کرکے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خریدی جب ہم مدینہ میں واپس آئے تو ہم نے وہ لونڈی خدمت کے لیے جناب علیؑ کو دیدی۔ جناب علیؑ نے اُسے جناب فاطمہؑ کے گھر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہؑ باہر سے گھر میں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام اس لونڈی کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے ہیں۔ جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے تو اس سے صحبت کی ہے۔ جناب علیؑ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اللہ جانتا ہے میں نے اس سے کچھ نہیں

کیا جناب سیدہؓ نے کہا آپ مجھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کا اذن دیں آپ نے اُن کو اذن عطا کیا حضرت سیدہؓ کپڑے پہن کر اور بُرقع اوڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا خدا نے آپ کو سلام بھیجکر کہا ہے کہ آپ کی بیٹی علیؑ کی شکایت لیکر آپکے پاس آ رہی ہیں آپ اُن کا کہنا نہ مانیں۔ اتنے میں جناب سیدہؓ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ آپ نے فرمایا اے بیٹی تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا رب کعبہ بیشک میں شکایت لیکر آئی ہوں آپ نے فرمایا تم واپس چلی جاؤ اور علیؑ سے تین دفعہ جاکر کہو کہ میری علی الرغم آپکو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے۔ جب جناب علیؓ نے جناب سیدہؓ سے یہ کلام سُنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری بڑی رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میرے محبوب اور میرے خلیل کے پاس میری شکایت کی ہے یا فاطمہ آپ گواہ رہیں میں نے اس لونڈی کو آزاد کردیا ہے اور چار ہزار درہم جب مجھے عطا ہوئے تھے فقراء مہاجرین پر تقسیم کرنیکے لئے لیجاتا ہوں پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائے اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ پروردگار عالم نے آپکو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ علیؑ سے کہدیں کہ میں نے تجھے لونڈی کے آزاد کرنے کے بدلے جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کئے ہیں تجھے اختیار دیا ہے کہ جس کو تو چاہے دوزخ سے نجات دے اور میری رحمت کے ساتھ جس کو کہ تو چاہے جنت میں داخل کرے اور میری مغفرت کیساتھ جس کو کہ تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازۃ لم یسال عن شیء من عمل الرجل و یسال عن دینہ فان قیل علیہ دین کف عن الصلوۃ وان قیل لیس علیہ دین صلی علیہ فاتی بجنازۃ فلما کبر سئل ھل علی صاحبکم دین قالوا دیناران فعدل صلی اللہ علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی ھما علیؑ وھو بریٔ منھما فتقدم صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعلی جزاک اللہ خیرا انک اللہ رھانک کما فککت رھان اخیک (اخرجہ الدارقطنی)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازے پر تشریف لیجاتے تو اس کے اعمال کی نسبت کبھی سوال نہ فرماتے۔ بلکہ اسکے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرض کیا جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں تو آپ خود اسکی نماز پڑھاتے۔ ایکدفعہ حضورؐ ایک جنازہ پر تشریف لیگئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اُٹھے تو لوگوں سے پوچھا تمہارے اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہیں حضور خود بدولت بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دوست کے جنازے کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے کہا ان دونوں دیناروں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یہ اُن سے بری الذمہ ہے حضور نے بڑھکر اس کی جنازہ پڑھی اور جناب علیؓ سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چھڑائے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کو قرض سے چھڑایا ہے ؁

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال کان مع علیؑ اربعۃ دراھم لا یملک غیرھا فتصدق بدرھم لیلا وبدرھم نھارا وبدرھم سرا

mdablib.org

ودینارہم علانیۃ فانزل اللہ تعالیٰ الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سراً وعلانیۃ فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (نقل الواحدی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ کے پاس چار درہم تھے کہ ان کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہیں تھا۔ آپ نے ایک درہم رات کو اور ایک دن کو اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پس پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر پس اُن کے لئے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں خوف اُن پر اور نہ وہ اندوہگین ہونگے +

عن ابی ذر الغفاری قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً من الایام الظہر فسئل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئاً فرفع السائل یدیہ الی السماء فقال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئاً وکان علی فی الصلوٰۃ راکعاً فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی فاعطاہ الخاتم فانزل اللہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون (نقل الثعلبی فی تفسیرہ) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کسی نے اس کو کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہیو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ جناب علی علیہ السلام نماز میں تھے اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اسے اشارہ کیا اور انگوٹھی اس کو عطا فرمائی پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا اولیٰ خدا ہے اور اُس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ جھکے ہوئے ہیں +

عن انس بن مالک ان سائلاً اتی المسجد وھو یقول من یقرض الملی الوفی وعلی راکع یقول بیدہ خلفہ للسائل ای اخلع الخاتم من یدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر وجبت قال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما وجبت قال الجنۃ واللہ ما خلعہ من یدہ حتی خلعہ من کل ذنب ومن کل خطیئۃ (اخرجہ الرافعی فی تاریخ قزوین المسمّی) انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں پورا قرض دے جناب امیر رکوع میں تھے اپنے ہاتھ سے پیچھے کی طرف سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہمارے ہاتھ سے اتار لے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر واجب ہو گئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا واجب ہو گئی آپ نے فرمایا جنت واجب ہو گئی ہے سائل نے ان کے ہاتھ سے انگوٹھی نہیں اُتاری بلکہ ان کا ہر ایک گناہ اور خطا اُتار ڈالا ہے +

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت کے منصف مزاج دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ قال معاویۃؓ بن ابی سفیان لمحقن ابن ابی محقن لما قال لمعاویۃ جئتک من عند ابخل الناس فقال ویحک کیف تقول انہ من ابخل الناس وھو الذی لو ملک بیتاً من تبر وبیتاً من تبن لانفق تبرہ قبل تبنہ (مطالب السئول) یعنی جبکہ محقن بن ابی محقن نے معاویہ بن ابوسفیان سے کہا کہ میں بخیل ترین خلائق سے تیرے پاس آیا ہوں معاویہؓ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ان کو کیونکر بخیل کہتا ہے کہ اگر ان کو ایک سونے کے گھر کا اور ایک انجیر کے گھر کا مالک کیا جائے تو قبل اسکے کہ وہ انجیر کا گھر تمام ہو سونے کا گھر تمام ہو جائے گا۔

قال الشعبی وقد ذکر علیہ السلام کان اسخی الناس علی الخلق الذی یحب اللہ السخاء الجود ما قال لا لسائل قط وانہ کان یستقی بیدہ لنخل قوم من یہود المدینۃ حتی مجلت یداہ ویتصدق بالاجرۃ ویشد علی بطنہ حجراً (مطالب السئول)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے ایسے سخی تر بن تھے اور بلند سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کیلئے اپنی زبان مبارک سے نا نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پہ بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے۔

قال الکنوی فی الطبقات کان علی یبارز کافرا وقد اصطف الفریقان وفی المسلمین قلۃ وفی الکفرین کثرۃ بلغ عدد الکفار اثنی عشر الف فارس فقال لہ الکافر فی المبارزۃ ارنی سیفک یا علی حتی انظر الیہ فرمیٰ علی سیفہ الیہ فقال الکافر عجباً لک یا ابن ابی طالب بما امنت حیث دفعت السیف الی وانا اقاتلک قال لما مددت الی یدی فی مد دت ید السائل ولم احسن من مروتی ان ارد ید السائل وان کان کافرا فاسلم الکافر

علامہ کنوی طبقات میں لکھتے ہیں کہ علیؑ ایک کافر سے لڑ رہے تھے اور دونوں لشکر کے لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ مسلمان اپنے تھوڑے سے تھے اور کفار کثرت سے تھے۔ کفار کی جمعیت دس ہزار کے قریب تھی کافر نے جناب امیرؑ سے عرض کیا یا علیؑ آپ اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیرؑ نے اپنی تلوار اسکو دیدی کافر نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا اب کہ آپ تلوار مجھکو دے چکے ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر بچ سکینگے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جبکہ تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح سے ہمارے سامنے ہاتھ بڑھایا۔ تو مروت نے تقاضا کیا کہ بھیک مانگنے والے کا ہاتھ نہ رکھا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ سن کر وہ کافر مسلمان ہو گیا +

وکان علیہ السلام یقول لا عجب ممن یشتری المالیک بمالہ ولا یشتری الاحرار بمعروفہ فرزنقلہ الفقیہ ابوبکر ابن محمد بن الحسین السبلانی المرندی فی مناقب اصحاب) جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجب ہے ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے پہ صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو مول لے کر غلام نہیں بناتے +

جناب امیر علیہ السلام کی مہمان نوازی

بکا علی یوما فقیل لہ فقال لہ یاتنی ضیف منذ سبعۃ ایام اخاف ان یکون اللہ اہاننی (نقلہ ابن حجر المکی فی اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب) ایک روز جناب امیر علیہ السلام رونے لگے لوگوں نے رونیکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا سات دن ہو گئے ہیں کہ کوئی مہمان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ خدا نے کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو ❊

جناب امیر علیہ السلام کی صائب رائے

تمام مورخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ ہر باب میں جناب علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے ایکدفعہ حضرت عمرؓ نے خود بنفس نفیس حرب روم میں شریک ہونیکا ارادہ کیا جناب امیرؑ نے ان کو منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں۔ اگر آپ شہید ہو جائینگے تو کسر

شان اسلام ہو گی اور اشاعت اسلام میں فتور آجائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکے فرمانیکے مطابق عمل کیا ۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن سلوک

فلما ظفر علی اما ئشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکرمہا وبعث معہا الی المدینۃ عشرین امرأۃ من نساء عبد القیس عممہن بالعمائم وقلدہن بالسیف فلما وصلت المدینۃ القین النساء عمائمہن وقلن لہا انما نحن نسوۃ (نقل الواحدی) نقل ہے کہ جب جمل میں جناب امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظفریاب ہوئے تو انکی نہایت تعظیم وتکریم کی اور ان کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا اور بیس عورتیں قبیلہ عبد القیس کی انکی معیت میں روانہ کیں اور انکو عمامے اور تلواریں بندھوائیں جب وہ مدینہ شریف میں پہنچیں تو انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کے لئے ہم کو لباس مردانہ پہنا کر بھیجا ہے اور اپنے عمامے سر پر سے اُتار دیئے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان اکرم الناس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب (اخرجہ الفضائلی) ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبد اللہ بن شریک العامری عن ابیہ قال اتی علی بن ابی طالب فقیل ان ھھنا قوما علی باب المسجد یزعمون انک ربہم فدعاہم فقال لہم ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ویلکم انما انا عبد مثلکم آکل الطعام کما تاکلون واشرب کما تشربون ان اطعتہ اثابنی ان شاء اللہ وان عصیتہ خشیت ان یعذبنی فاتقوا اللہ وارجعوا فابوا فطردہم فلما کان الغد غدوا علیہ فجاء قنبر فقال واللہ رجعوا یقولون ذلک الکلام فقال ادخلہم علی فقالوا مثل ما قالوا وقال لہم مثل ما قال الا انہ قال انکم ضالون مفتونون فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوہ فقالوا لہ مثل ذلک القول فقال لہم واللہ لئن قلتم لاقتلنکم باخبث قتلۃ فابوا الا ان یتموا علی قولہم فخد لہم اخدودا بین باب المسجد والقصر واوقد فیہ نارا وقال انی طارحکم فیہا او ترجعون فابوا فقذف بہم (اخرجہ الذہبی فی المخلص وتردیدہم محمول علی الاستتابۃ واحراقہم مع النہی عنہ محمول علی رجاء رجوعہم ورجوع بعضہم) عبد اللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپکی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ اُن کے خدا ہیں جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کیا بک رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں اور آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ میں تو تمہاری مانند ایک بندہ ہوں

میں بھی کھاتا پیتا ہوں جس طرح کہ تم کھاتے پیتے ہو اگر میں خداتعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاءاللہ وہ مجھے ثواب عطا کرے گا۔ اور اگر میں گناہ کروں گا تو ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے عذاب کرے تم اللہ سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ اُنہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السّلام نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئے قنبرؓ نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ آج پھر آئے ہیں۔ اور وہی بات کہتے ہیں آپؑ نے فرمایا انکو میرے پاس لے آ۔ اُنہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپؑ نے بھی اُن سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی مگر اُس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو۔ اُنہوں نے پھر بھی انکار کیا تیسرے روز پھر وہ لوگ جناب امیرؑ کے سامنے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پھر وہی بات کہی تو میں تمکو نہایت بُری حالت سے قتل کرونگا اُنہوں نے پھر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ نے اُن کے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور فرمایا اب تم بھی باز آؤ ورنہ میں تمکو اس گڑھے میں ڈال دوں گا۔ وہ لوگ اسی ہٹ پر رہے جناب نے انکو اُس میں ڈلوا دیا علامہ ذہبی ملخص میں لکھتے ہیں کہ وہ ارتداد کی وجہ سے خاص الٰہی سزا پا چکے اور طرح کے مجرموں سے زیادہ گستاخ سمجھے گئے تھے اور انکا آگ میں ڈلوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے محمول اس امر پر تھا کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں یا ان میں چند اشخاص اپنے قول سے توبہ کریں ۔؛

قیل نصیر مولیٰ علیؓ لما قال له انت الله فحرقه بالنار فقال وهو یحترق صح لم یکن الّا انه یعذب بالنار الا اخرجه العلی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام کے غلام نصیر نے جناب امیرؑ سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیرؑ نے اُس کو آگ میں ڈلوا دیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا

نصرت دین یعنی امیر علیہ السّلام کا جہاد

نصرت دین سے مراد جہاد ہے کہ بڑا فضل سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہد کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے نہایت بلند ہے لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین ۔؛

(جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ جہاد مع النفس اور جہاد من العدو)

جناب امیر علیہ السّلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس جسے شارع علیہ السّلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے یعنی خواہشات نفس سے مخالفت کرنے کا نام ہے اور زہد اور تقوٰی اُس کے آلات ہیں۔ جناب امیر علیہ السّلام کے زہد و تقوٰی اور نفس کشی کا حال باب زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ بموجب مضمون مصداق ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سب سے اتقیا تھے جن کے تقوٰی کی نسبت قرآن شریف باواز بلند شہادت ادا کرتا ہے کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ والذی جاء بالصدق وصدق به اولٰئک ھم المتقون یعنی وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور جو اُس کی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہیں۔ اخرجه ابن عساکر عن مجاهد فی قوله تعالیٰ والذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق به علی ابن ابی طالب یعنے ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاء بالصدق سے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق ہ سے جناب علی بن ابی طالب مراد ہیں ❖

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع العدو

یہ جہاد دو قسم پہ ہے۔ جہاد بالدعوت اور جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالدعوت

جہاد بالدعوت وہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب اور دلائل قائم کر کے مخالفوں کے تمام شبہات دفع کئے جائیں اور ان کے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی الحقیقت اس قسم کا جہاد منشاء بعثت کے مطابق ہونے کی وجہ سے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے۔ حضرت امیرؑ کے وعظ سے تمام یمن مشرف با اسلام ہوا ہے ❖ عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوهم الی الاسلام فکنت فیمن سار معہ فاقام علیہ ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شیء فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیهم علی بن ابی طالب فلما دخل الی اوائل الیمن بلغ الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا فلما فرغ صفنا صفا واحدا ثم تقدم علی بین ایدینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قرء علیهم کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت همدان کلهم فی یوم واحد وکتب بذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرء کتابہ خر ساجدا (اخرجہ ابو عمر والحافظ ابو سعید البرقی الاستیعاب) براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو یمن میں بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کرے میں بھی انہیں کے ساتھ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا۔ جب آپ حدود یمن پہ پہنچے سب لوگ انکی خدمت میں جمع ہو گئے۔ جناب علیؑ نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم انکے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لکھ کر بھیجی گئی آپ سجدہ شکر بجا لائے ❖

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت سے جس قدر کہ دین اسلام کو نفع پہنچا ہے وہ کسی سے نہیں پہنچا۔ اربعین میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وهب کان فی الصحابۃ شجاعۃ کابی دجانۃ وخالد بن ولید وکانت شجاعۃ الامر نفعا من شجاعۃ الکل لا تری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الاحزاب لضربۃ علی خیر من عبادۃ الثقلین یعنے صحابہ میں مثل ابودجانہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سے جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت زیادہ تر نفع رساں تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ احزاب کے روز آنحضرتؐ

تاہم مشاہد میں جو حیرت انگیز کارروائیاں حضرت امیرؑ سے ظاہر ہوئی ہیں تمام کتب سیر اس سے بھری پڑی ہیں ہم ان کی تفصیل باب شجاعت میں لکھیں گے ٭

اس بات کے ہم بھی قائل ہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جس قدر بلاد حوزۂ اسلام میں آئے ہیں جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں نہیں آئے ٭

لیکن اول تو جناب امیرؑ بہت تھوڑے دن خلیفہ رہے ہیں آپکی خلافت تین مہینے کم پانچ برس سے زیادہ قائم نہیں رہی۔ تذکرہ خواص الامہ میں علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں قال الواقدی وکانت خلافتہ خمس سنین الا ثلثۃ اشھر لانہ بویع فی ذی الحجۃ ثمان عشر لیلۃ خلت من سنۃ خمس وثلاثین واستشھد فی رمضان سنۃ اربعین یعنے واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپکی خلافت تین مہینے کم پانچ برس ہوئی کیونکہ بارھویں ذی الحجہ ۳۵ھ؁ کو لوگوں نے آپسے بیعت کی اور رمضان ۴۰ھ؁ میں آپ شہید ہو گئے ٭

اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں سے آپکو دم بھر کی مہلت نہیں ملی ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہو چکا تھا کہ صفین کا قضیا شروع ہو گیا۔ جس میں آپ کی خلافت کا بڑا بھاری حصہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فحارب معاویۃ علیا خمس سنین وقال ابوعمر صوابہ اربع سنین یعنی جناب علیؑ سے امیر معاویہ پانچ برس تک لڑتے رہے اور ابوعمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار برس لڑے غرضیکہ ابھی اس معرکہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپکو خارجیوں سے لڑنا پڑا پس ایسے اوقات میں کہ جنگی سد راہ ہو رہے تھے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکتے تھے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیرؑ کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا موازنہ کیا جاتا ٭

تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کی مزاحمت کے آپنے اشاعت اسلام اور بلاد کے فتح کرنے میں اپنی ہمت کو مبذول رکھا ہے اور اس جہاد میں بھی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں ہے چنانچہ علامہ ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں وتوجہ الحارث بن مرۃ العبدی الی بلاد السند غازیا متطوعا بامر امیر المومنین علی بن ابی طالب فغنم واصاب غنائم وسبیا کثیرا وقسم فی یوم واحد الف راس ولقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان حیث من معہ یعنے جناب امیر علیہ السلام کے حکم سے حرث بن مرہ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا چنانچہ ایکدن میں ایک ہزار لونڈی اور غلام غنیمت کے مال میں تقسیم کئے اور ایک مدت تک حارث بن مرہ وہاں پر مصروف جہاد رہے۔ یہاں تک کہ وہ اور ان کے تمام ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہو گئے ٭

جناب امیر علیہ السلام کا قزوین اور رے پر جہاد کی غرض سے فوج کا بھیجنا

روضۃ الصفا میں محمد خاوند شاہ لکھتے ہیں چوں برائے خلیفہ زمان حضرت امیرؑ روشن گشت کہ تسکین حرارت نیو طلان شام غیر بتحریک تیغ آبدار دلاوران خون آشام صورت نہ بندد عمارؓ یاسر و سہیل بن حنیف وقیس بن سعد و عدی بن حاتم الطائی و جمع دیگر از صحابہ کرام بہ محاربا عدا دولت روی آوردند و مجموع طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشاعت عالیہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کی ایک ضرب جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

پروردگار نے اپنی کلام پاک میں حضرت امیرؑ کے جہاد کو دوسرے صحابہؓ کے اعمال پر ترجیح دی ہے اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ یعنی کیا کردئیے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک اخرج ابو حاتم وابو الشیخ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن مندۃ والشعبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول۔ والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا والعباس وطلحۃ بن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت ومفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقائم علیہا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشھر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجعلتم سقایۃ الحاج الخ ابو حاتم اور ابو الشیخ اور عبد الرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علیؑ اور عباسؓ اور طلحہؓ بن ابی شیبہ باہم فخر کرنے لگے طلحہؓ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اسکی کنجی میرے ہاتھ میں ہے میں چاہوں تو اسی میں رہوں عباسؓ کہنے لگے کہ میں زمزم کا مالک ہوں اور اس کا نگہبان ہوں علیؑ نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر سب لوگوں سے نماز پڑھی اور خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا کردئیے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا الخ۔ کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت امیرؑ سوائے تبوک کے کل مشاہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لوائہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ فی القبر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علیؑ کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں۔ وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک لشکر میں علمدار تھے۔ اور وہ وہ شخص ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سب لوگ بھاگ گئے تو وہ آپ کے ساتھ صبر کئے رہے اور وہ وہ شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور انکو قبر میں اُتارا۔ اور اس بات پر بھی سب محدثین کا اتفاق ہے کہ تبوک کے سوا حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تمام مشاہد میں حاضر رہے ہیں چنانچہ دوسرے مقام پر علامہ موصوف لکھتے ہیں واجمعوا علی انہ صلی القبلتین وھاجر وشھد بدرا والحدیبیۃ وسائر المشاھد وانہ ابلی ببدر واحد وخندق وذکر السراج فی تاریخہ انہ لم یتخلف عن مشھد الا تبوک فانہ خلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المدینۃ وعلی عیالہ یعنی سب محدثین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے شخص ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے اور بدر اور حدیبیہ اور تمام غزوات میں حاضر رہے ہیں اور بدر اور احد اور خندق میں آپ نے کار نمایاں کئے ہیں سراج اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آپ کسی مشہد سے غیر حاضر نہیں رہے مگر تبوک میں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنے عیال کی حفاظت کے لئے مدینہ میں پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

خارجیوں میں چار ہزار سے زائد باقی نہ رہے وہ اکٹھے ہو کر جناب امیرؑ کی طرف آئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا، تم ہٹے رہو۔ جب تک کہ وہ تمہارے سامنے آ جائیں۔ پس وہ چلاتے ہوئے کہ راحت اور آسائش جنت ہی میں ہے جناب امیرؑ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ جناب امیرؑ کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا، یہاں تک کہ تمام خارجی ان کے گھیرے میں آ گئے۔ پھر ان کا لشکر میمنہ اور میسرہ سے ان پر ٹوٹ پڑا، تیر اندازوں نے ان کے سامنے سے تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادے نیزوں اور تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑے، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ چار ہزار سب کے سب مارے گئے سات آدمیوں کے سوا ان میں سے باقی نہ بچے وفی کامل التواریخ فلم افلت منهم الا تسعة انفس فلم يقتل من اصحاب علی الا سبعة علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں سے صرف سات آدمی شہید ہوئے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

قال مصعب بن زبير كان علی حذراً فی الحروب شديد الروغان لا يكاد يمكن منه وكانت درعه صدراً لا ظهر لها فقيل له اما تخاف ان تؤتی من قبل ظهرك فقال اذا امكنت عدوی من ظهری فلا ابقی الله (مستطرف) مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اس کی گھاتیں خوب جانتے تھے، ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپ کی زرہ فقط آگے کے لئے تھی پیچھے کے لئے نہیں تھی۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پیچھے سے آ جائے، آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے ۔

(۲) لما قدم عدی بن حاتم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم حادثه فقال یا رسول الله ان فینا اشعر الناس واسخی الناس وافرس الناس فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم سمّهم قال اشعر الناس فامرؤ القيس بن حجر واسخی الناس فحاتم بن سعد يعنی اباه واما افرس الناس فعمرو بن معدیکرب فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس کما قلت یا عدی اما اشعر الناس فالخنساء بنت عمرو واما اسخی الناس فمحمد صلی الله علیه وسلم یعنی نفسه واما افرس الناس فعلی بن ابی طالب (خزانة الادب) یعنی عدی بن حاتم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفیاب ہوا اور باتیں کرنے لگا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا سخی اور ایک بڑا شہسوار ہو گزرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے نام بیان کر۔ وہ بولا کہ ہمارا اشعر الناس امرؤ القیس بن حجر ہے اور بڑا سخی حاتم بن سعد یعنی اس کا باپ ہے، اور بڑا شہسوار عمرو بن معدیکرب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسے کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں۔ اشعر الناس خنساء عرب عمرو کی بیٹی ہے اور اسخی الناس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بڑا شہسوار علی بن ابی طالبؑ ہے۔

قتیبہ لکھتا ہے۔ جب روز صفین کا جھگڑا بہت بڑھ گیا تو حضرت علیؑ نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لئے طلب کیا تا کہ دونوں میں ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا لقد انصفك علی علی نے انصاف کیا ہے۔ معاویہ نے کہا ما مرنی مبارزة ابی الحسن وانت تعلم انه الشجاع المطرق ولك طمعت فی امارة الشام بعدی یعنی تو مجھے ابو الحسن

را قبول نمودند۔ مگر شرذمہ قلیل از اصحاب مثل عبداللہ بن مسعود بعرض رسانیدند کہ یا امام المومنین ما باوجود اعتراف بکمالات ذات مرفیۃ الصفات تو در قتال اہل قبلہ بر بصیرت نیستم اگر ما را بمحافظت ثغری از ثغور اسلام نامزد فرمائی تا با کفار جہاد کنیم غایت عاطفت باشد آنحضرت ملتمس ایشاں را مبذول داشتہ فرمان داد کہ بجانب قزوین رفتہ روند ولوائے بجہت آن طائفہ بستہ ربیع بن خثیم را امیر آن جماعت سرور گردانید انتہیٰ ملخصاً۔

جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جتنے مشاہد بدر و احد و احزاب وغیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں پیش آئے انمیں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت ذاتی فن پہلوانی کا ظہور ہوا ہے جن کے سامنے سام و نریمان کی طفشوری بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُرملال کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے۔ جمل۔ صفین۔ نہروان ان تینوں میں آپکے ذاتی جوہر جلاوت کیساتھ آپ کا فن سپہ سالاری اور آداب حرب اور قواعد فوج کشی ظاہر ہوا ہے جس کا کمال پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر کو پسپا کر دیتے تھے۔

چنانچہ واقعہ جمل کی نسبت علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں۔ ذکر نقلۃ الاخبار و اصحاب التواریخ ان عدۃ من قتل من اصحاب الجمل ستۃ عشر الفا و سبعمأۃ و تسعون رجلا و کان جملتہم ثلاثین الفا فاتی القتل علی اکثر من نصفہم و ان عدۃ من قتل من اصحاب علی الف رجل و سبعون رجلا و کان عدتہم عشرین الفا یعنی ناقلان اخبار و صاحبان تاریخ ذکر کرتے ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے جن میں سے سولہ ہزار سات سو نوے مارے گئے پس ان کے مقتولوں کی تعداد نصف سے زیادہ تھی۔ چنانچہ امیرؑ کی طرف بیس ہزار تھے انمیں سے صرف ایک ہزار مقتول ہوئے۔

اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابن خیثمۃ و فی اوائل سنۃ سبع و ثلاثین سار معاویۃ من الشام و کان قد دعی لنفسہ و علی من العراق فالتقیا بصفین علی شاطی الفرات فقتل من اصحاب علی خمسۃ و عشرون الفا منہم عمار بن یاسر و کان عدۃ عسکرہ تسعین الفا و قتل من اصحاب معاویۃ خمسۃ و اربعون الفا و کان عدتہم مأئۃ و عشرین الفا یعنی ابن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے سنتیسویں برس امیر معاویہ شام سے چلے اور وہ اپنی ذات کیلئے خلافت کے مدعی تھے اور جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے فرات کے کنارے صفین کے مقام پہ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے پچیس ہزار شہید ہوئے انہیں میں سے عمار بن یاسر بھی تھے آپکے لشکر کی کل تعداد نوے ہزار تھی اور امیر معاویہ کی فوج میں سے پینتالیس ہزار مارے گئے انکے لشکر کل تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ۱۲۰۰۰۰ تھی

اور جنگ نہروان کی نسبت لکھتے ہیں فلم یبق منہم غیر اربعۃ آلاف فزحموا الی علی فقال علیہ السلام کفوا عنہم حتی یبدؤکم فتنادوا الرواح الی الجنۃ و حملوا الی الناس فافترقت خیل علی فرقتین حتی صاروا الی وسطہم ثم عطفوا علیہم من المیمنۃ و المیسرۃ و استقبلت الرماۃ وجوہہم بالنبل و عطفت علیہم الرجالۃ بالسیوف والرماح فما کان باسرع من ان قتلوہم و کانوا اربعۃ آلاف فلم یفلت منہم الا تسعۃ انفس لا غیر یعنی

کا بازرت کرنے کے لئے کہتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ وہ شیر نکلنے والا بہادر ہے اس سے معلوم ہوتا کہ تو بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہے۔

عن ابن عباس وقد سالہ رجل کان علی یباشر القتال بنفسہ یوم صفین فقال ما رایت رجلا اطرح لنفسہ فی متلف من علی ولقد کنت اراہ یخرج حاسر الراس بیدہ عمامۃ وبیدہ السیف در یافر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر جو جنگ صفین میں بذات خود بھی لڑتے تھے؟ ابن عباس کہنے لگے، میں نے ان کی مانند کسی کی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے۔ ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیرؑ کی تلوار کی کاٹ کی نسبت صاحب حجۃ الحیران نقلاً درۃ الغراض سے لکھتا ہے وکانت ضرباتہ علی ابکاراً اذا اعتلی قدو واذا اعترض قط یعنی جناب امیرؑ کی ضربیں ایک بار ہی پورا کاٹ ڈالنے والی تھیں اگر پڑتی تھیں تو نیچے تک تسمہ لگا باقی نہ چھوڑتی تھیں، اور اگر کروٹ پر پڑتیں تو وہ سر سے کروٹ تک صاف کاٹ جاتی تھیں۔

واقعہ شب ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں اور علامہ بن یوسف گنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ سے عقبہ اوّل اور دوم پر بیعت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کی ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے لئے مدینہ دار ہجرت بن گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شہر کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ رؤساء قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا و رسانی کے در پے ہوئے اور مجتمع ہو کر رائیں لگانے لگے شیطان شیخ نجدی کی صورت بن کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے تمہاری مشورت کا حال معلوم ہوا ہے۔ میں بھی اسی ارادے سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مت چھپاؤ۔ قریش نے اس کو اپنے مجمع میں داخل کیا اور دار الندوہ میں جا بیٹھے۔ عتبہ بن ربیعہ بولا۔ میری رائے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر کے اس کا دروازہ بند کر دینا چاہیئے۔ جس میں کوئی ایسا سوراخ نہ ہو جس سے ان کو کھانا پینا پہنچ سکے پھر ان کی وفات کا انتظار رہنا چاہیئے۔ شیخ نجدی نے کہا۔ یہ رائے درست نہیں کیونکہ ان کے کنبے کو حمیت پیدا ہو جائے گی، اور تم سے برسر پرخاش ہو جائیں گے۔ سب نے کہا یہ بوڑھا سچ کہتا ہے شیبہ بن ربیعہ نے کہا۔ میری یہ رائے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے اونٹ پر جسے تم نے اکیلا چھوڑ کر سرکش بنا لیا ہو سوار کر کے بیابان میں چھوڑ دو۔ پس وہ جنگلی بدوؤں کے گروہ میں جا پڑیں گے۔ وہ ان سے باتوں میں بگڑ جائیں گے اور بدو ان کو قتل کر ڈالیں گے، پس ان کا خون غیر لوگوں کے ہاتھوں سے ہو گا اور تم بچ رہو گے، اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری رائے ہے۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتبار کر سکتے ہو جس نے کہ تمہاری قوم کے جاہلوں اور ناوانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اس کو غیروں کی طرف دھکیلتے ہو تاکہ ان کو بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنا لے اور حالانکہ تم اس کی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو، واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کرے گا اور تم کو شہر سے نکال دے گا اور تمہارے شرفاء کو مار ڈالے گا۔ تمام

کمیٹی نے اس بوڑھے کی تصدیق کی۔ ابوجہل بولا۔ میں تم کو ایک ایسی رائے بتاتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی رائے نہیں۔ تم
تمام قریش کے ہر بطن میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کر لو اور ان کو تلواریں دے دو، وہ مجتمع ہو کر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک آدمی کی ضرب سمجھی جائے۔ جب اس طرح سے انہوں نے ان کو قتل کر لیا تو ان کا خون تمام
قریش میں متفرق ہو جائے گا۔ بنی ہاشم لوگوں میں تمام قریش سے لڑنے کی قوت نہ ہوگی دیت کے لینے پر راضی ہو جائیں گے
تم نے دیت دے دینا اور چھوٹ جانا۔ بوڑھے نجدی نے کہا یہ رائے بہت ٹھیک ہے اور اس مشورت میں اس نے سچ کہا ہے۔
اور تم سب میں سے یہ کھری رائے والا ہے۔ اس کی رائے سے تم نہ بڑھنا۔ پس ابوجہل کی رائے پر اتفاق کر کے سب وہاں
سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جبریلؑ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور یہ خبر بیان کی اور کہا
آج شب کو آپؐ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہاں سے ہجرت کرنے کا حکم بھیجا ہے۔ جب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان کے مکر سے آگاہ ہو گئے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور فرمایا ہماری یہ چادر
حضرمی اوڑھ لو تم کو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہنچے گا۔ پھر آپؐ نے ان کو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی امانتیں جو ہمارے
پاس ہیں۔ ان لوگوں کو سب کے سامنے دے دینا۔ یہ کہہ کر آپؐ گھر سے باہر آمد ہوئے اور مٹی کی ایک مٹھی بھر کے کفار
کے سر پر ڈالی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے سے گزرتے ہوئے
چلے گئے۔ حضرت علیؓ آپؐ کے بستر مبارک پر سو رہے۔ تمام مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کے
لئے مجتمع تھے۔ اور تمام رات حضرت علیؓ پر پتھر پھینکتے تھے۔ نہ آپ مضطرب ہوئے اور نہ اندوہگین۔ صبح کفار نے تمام
کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کھینچ کر گھر میں گھس پڑے اور ان کو کہنے لگے آہا۔ آپ علی ہیں۔ آپ کے دوست کہاں ہیں
آپ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا۔ کفار گھر سے نکل گئے۔ اور آپ تنہا رہ گئے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو کفار کے
شر سے بچا لیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے تھے کلثوم بن ہرم کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لے گئے۔ پس اگر اللہ
تعالیٰ نے آپؐ کے دل کو قوت شجاعت اور استواری اور ثبات نفس اور شہامت کے ساتھ مخصوص نہ کیا ہوتا۔ تو آپ ضرور
ایسی ہولناک جگہ میں مضطرب ہو جاتے۔ اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے آپ بستر نبویؐ پر سو رہنے
سے ضرر پہنچنے سے بےخطر تھے لیکن نفوس بشری باوجود یقینی ہونے عدم خوف کے جبکہ ڈرانے والے امور ان کی آنکھوں کے
سامنے آجاتے ہیں۔ تو وہ ان کو دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جناب موسیٰؑ علیہ السلام کو باوجود صاحب [illegible] ہونے درجہ
نبوت کے نیز خدا سے کلام کرنے کے پا رہی قوت تو ف کر جب خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اپنے عصا کو پھینک دے اور جناب موسیٰؑ
نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا۔ حضرت موسیٰؑ اسے دیکھ کر خوف زدہ بھاگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰؑ مت ڈر
ابھی اس کو پہلی حالت کی طرف اس کو لوٹا دیتے ہیں۔ چونکہ جناب موسیٰؑ اس حکم سے کسی طرح مخالفت نہیں کر سکتے تھے آپ نے اپنی
ردا کے کونے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر پکڑنا چاہا۔ پروردگار نے فرمایا یا موسیٰؑ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اگر ہم تمہاری ایذا کے لئے
اس کو حکم دیں تو کیا تمہارا کپڑا تم کو اس کی ایذا سے بچا سکتا ہے۔ جناب موسیٰؑ نے عرض کیا نہیں بچا سکتا۔ مگر میں ضعیف جان
ہوں ضعف سے پیدا ہوا ہوں۔ پس نفوس بشری کی طبیعت تو یہ ہے۔ اس طرح سے جناب موسیٰؑ کی والدہ کا حال تھا

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں پھینک دو۔ اور غم اور اندیشہ مت کرو۔ ہم اس کو پھر تمہارے پاس پہنچا دیں گے، جب انہوں نے جناب موسیٰؑ کو دریا میں ڈال دیا۔ تقاضائے نفسِ بشری ان کے دل میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ قریب تھا کہ یہ راز ظاہر ہو کر موجب فضیحت و رسوائی ہو جاتا۔ خدا کی مہربانی نے ان کو بچا لیا اور باوجود دلی اضطراب کے بول نہ سکیں۔ اگر جناب علیؑ کو اپنی مہربانی سے پروردگار نے دل کی قوت تامہ جس کا نام شجاعت ہے عطا نہ فرمائی ہوتی تو وہ بھی باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا کہ تم کو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہنچے گا ایسے خوفناک مقام میں بہ تقاضائے نفسِ بشری مضطرب ہو جاتے کیونکہ اکیلے آدمی کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جو اس کی گرفتاری اور قتل کے درپے ہوں اور اس کے دین کے معاند اور اُس کی دشمنی کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹھہرا رہے اور پھر شہر سے نکل کر ان کی زمینوں اور پہاڑیوں میں باوجود ان کی کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتے رہے۔ یہ تمام امور ایسے واضح دلائل ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جوہر شجاعت سے مخصوص کیا تھا۔

و لیلۃ المبیت کانت لیلۃ الخمیس اول لیلۃ من شہر ربیع الاول سنۃ ثلث عشر من المبعث و عمر علی خمسۃ عشرین سنۃ (سیرۃ النبوۃ) لیلۃ المبیت یعنی جس رات میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر جناب مرتضیٰ سوئے اور آنحضرتؐ مکہ سے ہجرت فرما گئے جمعرات کی رات اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیرھویں برس تھا۔ جناب علیؑ کی عمر اس وقت پچیس برس کے قریب تھی۔

غزوہ بدر الکبریٰ میں جناب امیرؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اور علامہ بن یوسف الکنجی کفایۃ المطالب میں لکھتے ہیں کہ ایک ان مواقع میں سے بدر کی لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارھویں مہینے سترھویں رمضان کو جمعہ کے دن پیش آئی۔ اس وقت جناب علیؑ کی عمر ستائیس برس کی تھی۔ اس روز جناب علی علیہ السلام اپنے بےخوف دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کی منجدھار میں غوطے لگاتے تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنوں کی گردن قلم کرتے تھے اور بدن سے سر کٹ کر قدموں پر گرتے تھے جو کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے۔ اور جس کو ابو محمد عبدالملک ہشام نے اپنی کتاب مسمی بہ سیرۃ النبوۃ میں نقل کیا ہے کہ مشرکین کے جنگ آور ان میں سے کہ جن کو جناب علیؑ نے مستقل بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہے اکیس نفر ہیں انہیں سے نو آدمیوں پر تمام ناقل اخبار متفق ہیں کہ اُن کو جناب علیؑ نے تنہا قتل کیا ہے اور انہیں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جنکی نسبت اختلاف ہے کہ آیا اُنکو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جن کو جناب علیؑ نے مستقل بذات واحد بلا مشارکتِ غیر قتل کیا ہے اور جن میں کہ علمائے سیر کو بھی اختلاف نہیں وہ یہ ہیں۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا ماموں جس کو جناب امیر علیہ السلام نے مبارزت میں قتل کیا یہ بڑا شجاع اور جری تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبداللہ اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے

شیاطین میں سے مشہور تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اُس کو ہر ایک امر میں مقدم جانتے تھے اور اپنا پیشوا سمجھتے تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو دیکھ کر پہچانا خدا سے دعا کی کہ اس کے شر سے کفایت کرے جناب علیؑ نے اسکو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابو قیس بن الفاکہ۔ اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنبہ بن الحجاج۔ اور حاجب ابن سائب اور وہ لوگ کہ جن کو جناب امیرؑ نے غیر کی مشارکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بھائی اور عبیدہ بن الحارث اور ربیعہ اور عقیل بن الاسود بن المطلب اور وہ یہ آٹھ نفر جن کی نسبت ناقلین اخبار کا اختلاف ہے کہ اُن کو جناب علیؑ نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں۔ طعیم بن عدی بن نوفل یہ تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمر بن قیس اور حرملہ بن اور قیس ابن الولید ابن المغیرہ اور ابو العاص بن القیس اور اوس الجمی اور عقبہ بن المعیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے نامدار تھے جن کو جناب امیرؑ نے بدر کے دن قتل کیا یہ بات ظاہر ہے اور تمام اہل مغازی اپنی کتابوں میں نقل ہیں کہ بدر کے دن ستر کافر مارے گئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے روز صبح کو لوگ اُٹھے قریش صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ان سب سے آگے عقبہ ابن ربیعہ اور اُس کا بھائی شیبہ اور اُس کا بیٹا ولید کھڑے ہوئے تھے عتبہ نے پکار کر کہا یا محمدؐ آپ ہمارے قریش کے بھائیوں میں سے ہمارے مقابلہ کے لئے آدمی بھیجیں جا انصار مدینہ میں سے تین جوان انکے مقابل نکلے عتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب و نسب بیان کیا عتبہ بولا ہمکو تمہارے ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں ہمنے اپنے بھائی بندو کو طلب کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنے اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ۔ پھر آواز دی اے حمزہؓ اے علیؑ اور اے عبیدہؓ تم کھڑے ہو جاؤ اور اس سچائی پر کہ جس پر خدائے تعالیٰ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے اُن سے لڑو کیونکہ یہ لوگ اپنے باطل عقیدوں پر آئے ہیں تاکہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ پس وہ اُٹھے انکے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے انکے سر پر خود تھے کفار نے اُن کو نہ پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر ہمارے بھائی بند ہو تو ہم تم سے لڑیں۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں خدا کے اور اُس کے رسول کا شیر ہوں۔ عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں۔ جناب علیؑ نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں اور عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ہوں عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے ولید اُٹھ علیؑ سے لڑ۔ آپ اُس وقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے پس دونوں کی وار چلی ولید کا وار خالی گیا اور جناب علیؑ کی ضرب اُس کے بائیں ہاتھ پہ پڑی وہ کٹ گیا پھر آپ نے دوسری چوٹ ماری اور اُس کو قتل کر کے پھینک دیا۔ جناب علیؑ سے روایت ہے جب آپ بدر کا اور ولید کے قتل کرنے کا ذکر بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہ بھی بیان فرماتے کہ اب تک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی تابش میری نگاہ میں ہے جبکہ میں نے اُس کے بائیں ہاتھ کو کاٹ ڈالا اُس کے کپڑوں میں عطر کی خوشبو آتی تھی میں نے سمجھا اسکی شادی قریب ہی ہو چکی ہے اور عتبہ جناب حمزہؓ سے لڑا۔ جناب حمزہؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ شیبہ جناب عبیدہؓ سے لڑا ان کی عمر سب سے بڑی تھی دونوں کی باہم چوٹیں چلیں شیبہ کی تلوار آپکی پنڈلی کو لگی اور کٹ گئی۔ جناب علیؑ اور حمزہؓ نے اُنکو چھڑا لیا

سیرۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ معرکہ غزوہ بدر الکبریٰ سترہ رمضان کو ہوا جناب علیؑ کی عمر اس وقت ستائیس برس

کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپ سے لڑا یہ شخص بڑا شجاع اور بہادر تھا جناب علیؑ نے اس کو قتل کیا اور بعد اس کے کہ کفار آپکو ہٹا رہے تھے آپنے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپکے مقابلہ میں نکلا آپنے اُس کو بھی قتل کیا پھر عدی اور پھر نوافل بن خویلد کو قتل کیا یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ اسی طرح سے آپ ایک کے بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپنے نصف قتل کئے اور کل مقتول ستر تھے نصف اور مسلمانوں نے قتل کئے ۔

غزوۃ الکدر میں جناب امیرؑ کی شجاعت

قال الاثیر فی تاریخہ کانت فی شوال سنۃ اثنتین بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع بنی سلیم علی ماء لہم یقال لہ الکدر فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الکدر فلم یلق کیدا وکان لواء مع علی ... وعدا النعم والرعاء ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال سنہ ۲ھ ہجری میں واقع ہوا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی سلیم کی خبر لگی وہ ایک کنوئیں پہ کہ جس کو کدر کہا جاتا تھا جمع ہو رہے ہیں آپ انکی طرف لشکر لے گئے کوئی تکلیف پیش نہ آئی آپ کا علم جناب علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔ آپنے اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لیکر ...

غزوہ اُحد میں جناب امیرؑ کی شجاعت

ابو محمد عبدالملک بن ہشام سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں ان میں سے ایک غزوہ اُحد ہے جو ہجرت کے تیسرے برس واقع ہوا ہے اس قصہ میں ملخص قول یہ ہے کہ جب بدر کے روز اشراف قریش شکست کھا گئے اور انہیں سے بعض قتل اور بعض قید ہوئے مکہ والوں کو اُنکے اشراف اور روسا کے قتل ہونیکی وجہ سے سخت اندوہ پیدا ہوا باہم مجتمع ہوکر مال کثیر صرف کیا اور کنانہ کے جیشوں کی ایک جماعت اور غیرہ لوگوں کو اپنی طرف گرویدہ کرکے مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ کے ساتھ جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بیخکنی کے درپے ہوئے اسکے بعد ابوسفیان بن حرب نے واپس آکر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مدینہ کا قصد کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے صحابہؓ کی جماعت میں سے ایک تہائی واپس ہوگئی اور آپکی معیت میں صرف سات سو مسلمان باقی رہ گئے ۔ اس قصہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں بھی کیا ہے ۔

جبکہ لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھی اور جنگ کی چکی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہوگئے اور جناب حمزہؓ نے ایک جماعت کیساتھ شربت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آوروں سے بائیس آدمی مارے گئے اصحاب مغازی نقل کرتے ہیں۔ جناب علیؑ نے انہیں سے سات آدمیوں کو قتل کیا اور وہ یہ ہیں طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی عبداللہ بن جمیل بن عبدالدار۔ ابو الحکم بن الاخنس۔ سباع بن عبد العزی۔ ابو امیہ بن المغیرہ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علیؑ ہی نے ان کو قتل کیا ہے۔ اور ابو سعد طلحہ بن ابو طلحہ۔ اور بنی عبدالدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب فاطمہ علیہا السلام کو دیکر فرمایا بیٹی اس سے لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے اور

جناب علیؑ نے بھی اُن کو اپنی تلوار دیکر کہا اس سے اس سے لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اُس روز میں ہوا کا ایک جھونکا چلا اور جناب علیؑ نے ہاتف سے آواز سُنی کہ لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں

عن ابن عباس قال خرج طلحة بن ابی طلحة یوم احد وکان صاحب لواء المشرکین فقال یا اصحاب محمد تزعمون ان الله تعجلنا باسیافکم النار ونعجلکم باسیافنا الی الجنة فایکم یبرز الی فبرز الیه علی وقال له والله لا فارقك حتی اعجلك بسیفی الی النار فاختلفا ضربتین فضربه علی علی رجله فقطعها وسقط الی الارض فاراد علی ان یجهز علیه فقال انشدك الله والرحم یا ابن عم فانصرف عنه الی موقفه فقال المسلمون هلا اجهزت علیه فقال ناشدنی الله ولیس بعیش فمات من ساعته وبشر النبی صلی الله علیه وسلم فسر المسلمون بذلك قال محمد بن اسحاق وکان الفتح یوم احد بصبر علی علی عنائه وثباته وحسن بلائه (کفایة الطالب للعلامه ابن یوسف الکنجی الشافعی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار فوج سے باہر نکل کر کہنے لگا اے اصحاب محمدؐ تمہارا زعم ہے کہ قریش کے لوگ تمہاری تلوار سے دوزخ میں گرائے جائیں گے اور تم مسلمان ہماری تلوار سے جنت میں ڈالے جاؤ گے پس کون ہے تم میں سے کہ میرا مقابلہ کر سکے جناب علیؑ اُس کے مقابلہ کیلئے نکلے اور اُس کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے ہیں جب تک اپنی تلوار سے تجھے دوزخ میں نہ ڈالوں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ پس دونوں کی وار چلی اور آپ نے اُس کے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا جناب علیؑ نے اُسکے مار ڈالنے کا قصد کیا اُس نے آپکو خدا کی قسم دیکر کہا اے ابن عم آپ رحم کریں آپ اُسے چھوڑ کر اپنی جگہ تشریف لائے مسلمانوں نے کہا آپنے اُسکو کیوں مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا اُس نے مجھے خدا کی قسم دی ہے تاہم وہ زندہ نہیں رہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے مرنے کی بشارت دی مسلمان خوش ہو گئے محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ اُحد کے روز جناب علیؑ کے رنج پر صبر کرنے اور آپکی ثبات نفس اور تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے فتح حاصل ہوئی ؛

وروی الحافظ محمد بن عبد العزیز الجنابذی فی کتاب معالم العترة النبویة مرفوعاً الی قیس بن سعد عن ابیه انه سمع علیا یقول اصابتنی یوم احد ست عشرة ضربة سقطت الی الارض فی اربع منهن فجاءنی رجل حسن الوجه طیب الریح فاخذ بضبعی فاقامنی ثم قال اقبل علیهم فانك فی طاعة الله ورسوله وهما عنك راضیان قال علی فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فاخبرته فقال یا علی اقر الله عینك ذاك جبرئیل (کفایة الطالب)

حافظ محمد بن عبد العزیز الجنابذی کتاب معالم العترة النبویہ میں قیس بن سعد کی طرف مرفوع کر کے روایت کرتے ہیں اُنکے والد نے جناب علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اُحد کے دن سترہ زخم مجھکو ایسے لگے تھے کہ اُنمیں چار زخموں کیساتھ میں زمین پر گرنے کے قریب ہو گیا تھا ناگہاں ایک خوبصورت خوشبو میں مہکتے ہوئے آدمی نے میرے پاس آ کر میرا کندھا پکڑ لیا اور مجھکو کھڑا کر دیا اور کہا بڑھکر دشمنوں پر حملہ کر کہ تو خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں۔ جناب علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علیؑ خدا تیری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرے وہ جبرئیلؑ تھے ؛

عن جعفر بن محمد عن ابیه علیه وعلی ابائه السلام قال اصحاب اللواء یوم احد تسعة قتلهم علی قال ابن

الا نبئ فلما ابصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ من المشرکین فقال لعلی احمل علیہم فحمل ففرقہم وقتل فیہم ثم ابصر جماعۃ فقال لہ احمل علیہم وحمل ففرقہم وقتل فیہم فقال جبرئیل ان ہذہ المواساۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ منی وانا منہ فقال جبرئیل انا منکما قال فسمعوا صوتا لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی (کامل التواریخ) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ اُحد کے دن مشرکین کے علمدار تھے جن کو جناب علیؑ نے قتل کیا ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علیؑ نے ان کو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا ان پر حملہ کرو آپ نے اُن پر حملہ کر کے اُنکو متفرق کر دیا۔ پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا ان پر بھی حملہ کرو آپ نے اُن پر بھی حملہ کیا اور قتل کر کے انکو متفرق کر دیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا جناب علیؑ کے لئے تسلی ہونی چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا ہے میں اس کا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں اور ایک آواز سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں ❖

عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسریٰ فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الخوارزمی) جناب علی سے منقول ہے کہ اُحد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب آگئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بائیں ہاتھ میں علم دیدو کہ وہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے ❖

غزوہ خندق میں جناب امیرؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ انہیں سے ایک غزوہ خندق ہے جس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں ہجرت کے پانچویں برس واقع ہوا اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش کے تمام قبائل مجتمع ہوئے ہیں اور ابوسفیان ان کا پیشرو ہے اور غطفان نے اُن سے اتفاق کیا ہے اور اُن کا سپہ سالار عیینہ بن حصین ہے اور یہ لوگ بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متفق ہو کر مدینہ کے محاصرہ کا قصد رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کیواسطے خندق کھدوایا۔ جب خندق سے فارغ ہوئے تو قریش کنانہ کے حبشیوں اور اہل تہامہ کو ساتھ لیکر اور غطفان اہل نجد کی دس ہزار جمعیت کیساتھ مسلمانوں کے آگے اور پیچھے سے آ اُترے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قصہ کا ذکر کیا ہے کہ جب قریش تمہارے آگے اور پیچھے سے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے تین ہزار کی جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے مشرکین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر یہودیوں کے ساتھ موافقت کر کے مسلمانوں پر سخت گیری شروع کی چنانچہ سورہ احزاب میں حق تعالے نے اُن کا مفصل ذکر کیا ہے ❖

مشرکین کو اپنی جمعیت اور یہودیوں کے متفق ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی بیخکنی کا طمع پیدا ہو گیا ان میں سے قریش کے چند سوار آگے بڑھے جنہیں انکا نامی شہسوار عمرو بن عبدود بھی تھا جو اکیلا ایک ہزار کے برابر گنا جاتا تھا اور عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا وہ گھوڑوں کو بڑھا کر خندق پر آ کھڑے ہوئے اور ایک تنگ گذرگاہ

تلاش کرکے خندق سے گھوڑے کدائے اور انکے گھوڑے خندق کے اور مسلمانوں کے درمیان اچھلنے اور کودنے لگے
یہ دیکھ کر جناب علیؑ چند مسلمانوں کے ساتھ خندق کے اس مقام کی طرف بڑھے جہاں پر سے وہ خندق پھاند آئے تھے
اور اس تنگ مقام کی ناکہ بندی کی۔ عمرو بن عبدود لوٹ پڑا قریش نے اسکے واسطے ایک بہادری کی علامت مقرر کی ہوئی تھی۔
جس سے اسکی قدر و منزلت اور شان و شوکت معلوم ہوسکتی تھی اسکا بیٹا حسل بھی اسکے ہمراہ تھا اور چند دوست بھی اسکے ساتھ
تھے عمرو ہل من مبارز کے نعرے لگانے لگا جناب علیؑ نے اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بند کر بھیجا۔ وہ پھر ہل من مبارز پکار پکار کر طعنہ زنی کرنے لگا کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس کی نسبت تمہارا زعم ہے
کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا وہ اسمیں داخل ہوجائے گا پھر کیوں تم میں سے کوئی میرے مقابلہ پر نہیں آتا جناب علیؑ یہ سنکر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس کی مبارزت کیلئے خواستگار ہوئے آپنے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے جناب علیؑ نے عرض کیا اگرچہ
عمرو بن عبدود ہے آپ مجھ کو اس کے مقابلہ کیلئے اجازت دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اذن دیا اور سر اقدس سے عمامہ اتار کر
ان کے سر پر باندھا اور اسی شان سے چلے جاؤ۔ جناب علیؑ اس کے سامنے گئے وہ یہ رجز کہہ رہا تھا ۔ ولقد بححت
من الندا بجمعکم ہل من مبارز × ووقفت اذ جبن الشجاع × بموقف البطل المناجز × کذلک انی لم ازل
متسرعاً نحو الھزاھز × ان الشجاعۃ فی الفتیٰ × والجود من خیر الغرائز × یعنی بتحقیق میری آواز تم لوگوں کو ہل من مبارز
پکارتے پکارتے تھک گئی اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا میں دلیروں کی صف میں کھڑا تھا میں ہمیشہ اسی طرح لوگوں کی طرف
دوڑتا تھا۔ کیونکہ جوانمرد کے لیے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے۔ جناب علیؑ نے اس کا جواب ارشاد
کیا۔ یا عمرو ویحک قد اتاک × مجیب صوتک غیر عاجز × ذو نیۃ وبصیرۃ × والحق منجی کل فائز × انی لارجو ان
اقیم علیک نائحۃ الجنائز × من ضربۃ تفنی ویبقی ذکرھا عند الھزاھز × یعنی اے عمرو تجھ پر افسوس ہے تیرے
پاس وہ آیا ہے جو تیرے پکارنے کے جواب دینے میں عاجز نہیں۔ اور صاحب نیت اور بصیرت ہے۔ اور سچ ہر ایک فیروز
مند کو نجات دینے والا ہے۔ میں بیشک امید رکھتا ہوں کہ میں نوحہ کرنے والی عورتوں کو تجھ پر برپا کراؤنگا۔ ایک ایسی ضرب سے کہ
تو فنا ہوجائے گا اور محشر تک اسکا ذکر باقی رہیگا۔ عمرو بن عبدود نے کہا آپ کون ہیں۔ آپنے فرمایا میں علی بن ابیطالب
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپکا والد میرا دوست تھا۔ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ میرا نیزہ
آپکو چھید دے۔ آپنے فرمایا۔ اے عمرو بن عبدود اس بات کا تذکرہ چھوڑ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے جی میں ٹھان رکھا ہے کہ اگر کوئی
شخص میرے آگے تین باتیں پیش کریگا تو میں ان میں سے ایک کو ضرور قبول کرونگا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں۔ آپنے فرمایا ایک
یہ ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور مسلمان ہوجا۔ وہ بولا مجھے اسکی حاجت نہیں۔ آپنے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو یہاں سے لوٹ جا اور
اس لشکر کو بھی واپس لے جا۔ عمرو نے کہا کیا قریش کی عورتیں نہ کہینگی اور عرب گیتوں میں نہ گائینگے کہ میں لڑائی کے لیے یہاں آیا
اور پچھلے پاؤں لوٹ گیا اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا میں نے اسکو رسوا کیا۔ جناب علیؑ نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ تو گھوڑے
سے اتر کر میرے ساتھ جنگ کر۔ عمرو نے کہا میں نہیں چاہتا کہ تجھ ایسے بزرگ کو قتل کروں جناب علیؑ نے فرمایا واللہ میں
تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں عمرو حمیت میں آکر گھوڑے سے کود پڑا اور اسکی کونچیں کاٹ دیں اور جناب علیؑ کی طرف لپکا دونوں
ایک ساعت لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی آپنے اسے سپر سے روکا سپر کاٹ کر تلوار آپکے سر میں بیٹھ گئی۔ جناب علیؑ نے عمرو
سے کہا تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کہا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو نے مددگار بلائے ہیں۔ عمرو نے پیچھے

پھر کر دیکھا آپ نے اسکی دونوں پنڈلیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں اور غبار بلند ہو گیا جب کھل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ داڑھی پکڑے ہوئے اس کی چھاتی پر سوار ہیں اور اسکا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک روایت میں ابو... کہ آپ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری اور اس کی ایک طرف کا کندہ زمین پر گرا دیا آپ اس کو اسی طرح چھوڑ کر اس کے بیٹے حسل پر لپکے اس کو بھی مار ڈالا ان کے گھوڑے بھاگ گئے۔ عکرمہ بن ابی جہل نے یہ دیکھ کر اپنا نیزہ پھینک دیا اور بھاگ گیا ان میں سے جس نے بھاگنا تھا وہ بھی اسکے ساتھ بھاگ نکلا۔ جناب علی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عمرو کی ضرب کی وجہ سے انکے سر میں سے خون بہتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل علی لعمرو بن عبدود افضل من عبادة الثقلین یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے ؎

عن جابر بن عبد اللہ قال فما شبہت قتل علی عمرو الا بما قص اللہ تعالیٰ من قصة داؤد علیہ السلام وجالوت حیث قال عز وجل فھزموھم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کا عمرو کو قتل کرنا حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کے قصہ کے مشابہ ہے جس کا ذکر خدا نے اس طرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بھاگ گئے اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا ؎

عن عبد اللہ بن مسعود قال کان یقرء وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان اللہ قویا عزیزا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسطرح پر پڑھا کرتے تھے کہ لڑائی میں مومنوں کیلئے اللہ نے علی کی وجہ سے کفایت کی اور اللہ غالب مہربان ہے ؎

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی عمرو بن عبدود نعی الی اختہ فقالت من ذا الذی اجترأ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیتہ علی ید کفو کریم ما سمعت بافخر من ھذا یا بنی عامر فانشأت تقول لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ ۔ لکنت ابکی علیہ آخر الابد ۔ لکن قاتلہ من لا یعاب بہ ۔ من کان یدعی قدیما بیضة البلد ۔ یعنی ابی الحسن مدائنی روایت کرتے ہیں کہ جب جناب علی نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر اسکی بہن کو ملی وہ پوچھنے لگی اسپر کسکو قابو مل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کا کہنے لگی اسکی موت اپنے بزرگ بھائی بند کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ اے بنی عامر میں نے کوئی اس سے زیادہ موجب فخر نہیں سنا اور اسکے مرثیہ میں یہ شعر کہے۔ اگر عمرو کا قاتل اسکے اس قاتل کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں ہمیشہ اس پر رویا کرتی۔ لیکن اس کا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ہمیشہ سے شہر کا سردار پکارا جاتا ہے ؎

قال فضل اللہ بن روزبہان فی کشف الغمہ روی الجمہور ان علیا لما برز الی عمرو بن عبدود قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔ فضل بن روزبہان کشف الغمہ میں ناقل ہیں کہ جمہور اہل سیر روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر عمرو بن عبدود کے مقابلہ کیلئے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے ؎

غزوہ خیبر میں جناب امیرؑ کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو سنہ ہجری سات ہجری میں پیش آیا اس وقت جناب علیؑ کی عمر اکتیس برس کی تھی اس تمام قصہ کا خلاصہ ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے سیرة النبوة میں سلمہ بن الاکوع کیطرف مرفوع کرکے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میرے چچا عامر صحابہ میں یہ رجز پڑھ رہے تھے ۔ واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ۔ ولا تصدقنا ولا صلینا ۔ ونحن من فضلک ما استغنینا ۔ وثبت الاقدام ان لاقینا ۔ فانزل

من سکینۃ علینا ۔ یعنے اگر خدا ہم کو ہدایت نہ کرتا ۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے ۔ ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں بس جب ہم دشمنوں کے سامنے جائیں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھیو اور تو ہم پر سکون اور تسلی نازل فرمائیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے ۔ عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے ۔ آپ خصوصیت سے جسکی نسبت دعا فرماتے وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہمکو بھی عامر کے ساتھ اس دعا میں سے حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا ۔ جب ہم خیبر میں پہنچے تو مرحب یہودیوں کا سردار قلعہ سے باہر نکلکر اپنی تلوار ہلا ہلا کر یہ رجز پڑھ رہا تھا ۔ ؎ قد علمت خیبر انی مرحب × شاکی السلاح بطل مجرب ترجمہ تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں ۔ عامر رضی اللہ عنہ اسکے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے اور رجز کہنے لگے ؎ قد علمت خیبر انی عامر ۔ شاکی السلاح بطل المغامر ترجمہ تمام خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں ۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں ۔ دلیر ہوں بے اندیشہ ہوں ۔ پس عامر اور مرحب میں وار ہوتے تھے مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرادے انکو اپنی تلوار لگ گئی جس سے رگ ہفت اندام کٹ گئی ۔ اس میں ان کی جان گئی بعض صحابی کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مارے گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ اس کے لئے دو دفعہ کی شہادت کا اجر ہے پھر حضرت نے مجھے جناب علی بن ابیطالب کے بلانے کیلئے بھیجا انکی آنکھیں دکھتی تھیں ۔ میں ان کو لیکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہ علم آج ایک ایسے آدمی کو دیں گے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں ۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں کو لگایا وہ اچھی ہو گئیں آپ نے علم ان کو دیا ۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا اور لڑائی مانگنے لگا ؎ قد علمت خیبر انی مرحب ۔ شاکی السلاح بطل مجرب × اذا اللیوث اقبلت تلہب × واحجمت عن صولۃ المغلب × تلت حمای لا یقرب × الطعن احیانا وحینا اضرب ۔ ان غلب الدھر فانی اغلب × والقرن عندی بالدماء مخضب یعنے تمام خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں ۔ آلات حرب میں شوکت رکھنے والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں جبکہ معرکہ میں شیر دھاڑتے ہیں آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں مرحب کے حملہ سے ہٹ جاتے ہیں کہ بادشاہ کا حاجب[1] ہے ظاہر ہو گیا کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار ۔ اگر تمام زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو بھی میں غالب ہوں میرے سامنے حریف خون میں تھتڑا ہوا ہے ۔ جناب علی نے اس کے مقابل میں یہ رجز بیان فرمائی ؎

انا الذی سمتنی امی حیدرہ × ضرغام آجام ولیث قسورہ × عبل الذراعین شدید القصرہ × کلیث غابات کریہ المنظرہ × اکیلکم بالسیف کیل السندرہ × اضربکم ضربا یبین الفقرہ × واترک القرن بقاع جزرہ × اضرب بالسیف رقاب الکفرہ × ضرب غلام ماجد حزورہ × من یترک الحق یقوم صغرہ × اقتل منکم سبعۃ او عشرہ × فکلہم اھل فسوق فجرہ × میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے ۔ پہاڑی کے بیشہ کا درندہ شیر ہوں ۔ قوی بازو اور سخت گردن والا جیسے کہ ڈراونی صورت والا جنگل کا شیر میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تمہیں ناپوں گا ۔ میں تمہیں ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک

---

[1] حاجب اس زمانہ میں بادشاہ کے وزیر کا لقب ہوا کرتا تھا ۔

چہرہ جدا ہو جائیگا۔ میں نیزہ کو سخت زمین میں گاڑتا ہوں میں تلوار سے کافر کی گردن مارتا ہوں۔ بزرگ قوم کے نزدیک میرے جیسے جوان کی ضرب ہے۔ اس کے لئے جو حق چھوڑتا ہے اور ذلت پر ٹھہرتا ہے میں اُن میں سے سات یا دس آدمیوں کو قتل کرونگا جو سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب علیؓ نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹ کر گر پڑا خدا نے اُن کے ہاتھ سے فتح عطا کی ۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علی علم لے کر دوڑتے ہوئے رزمگاہ کو تشریف لے گئے۔ میں ان کی خبر معلوم کرنے کے لئے اُنکے پیچھے ہو لیا۔ آپنے قلعہ کے نیچے پتھر میں زمین میں علم گاڑ دیا۔ قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی ابن ابیطالب ہوں۔ یہودی نے کہا تم بلندی پاؤ گے اسے جو موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بات نازل نہیں ہوئی۔ جب تک کہ قلعہ فتح نہ ہوا آپ واپس نہ ہوئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ نقل ہے جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو علم دے کر روانہ کیا تو ہم بھی آپکے ساتھ ہو لئے جب آپ قلعہ کے نزدیک پہونچے قلعہ والے نکل کر آپکے ساتھ لڑنے لگے ایک یہودی نے آپ کو چوٹ ماری۔ آپ نے ہاتھ سے سپر پھینک دی اور قلعہ کے دروازہ کو اُٹھا کر سپر بنا لیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ خدا نے آپکو فتح دی پھر آپنے اس کو پھینک دیا ہم سات آدمی جنمیں آٹھواں میں بھی شریک تھا اس دروازے کو اُلٹنے لگے ہم نے زور لگایا لیکن وہ ہم سے نہ اُلٹ سکا۔ جابر انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خیبر کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا مگر فتح نہ ہوا دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لیا مگر فتح نہ ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم یہ علم ایسے آدمی کو دیں گے کہ جب تک خدا اُس کو فتح نہ دے وہ نہیں لوٹیگا۔ جب حضرت صبح کی نماز پڑھ چکے تو علم طلب کیا اور جناب علی کو بلایا اُن کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ پھر حضرت نے علم اُنکے سپرد کیا۔ انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب جناب علی قلعہ قموص کے قریب گئے خدا کے دشمن یہود ان پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے آپنے اُن پر حملہ کیا یہاں تک کہ آپ دروازہ کے نزدیک پہونچ گئے آپکا پاؤں پھسل گیا۔ وہاں سے آپ غضبناک ہو کر دروازہ کی دہلیز کی طرف اُترے اُسکو اُکھاڑ کر چالیس گز پس پشت ڈالدیا خدا نے خیبر کو اُن کے ہاتھ پر فتح کر دیا عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتا ہے کہ مجھے اس سے تو تعجب پیدا نہیں ہوا کہ خدا نے اُنکے ہاتھ سے خیبر کو فتح کیا بلکہ اُنکے قلعہ کا دروازہ اُکھاڑنے اور چالیس گز پس پشت پھینک دینے سے تعجب ہوا اور چالیس آدمیوں نے اُس کے اُلٹنے میں طاقت آزمائی کی لیکن وہ نہ اُٹھا سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کی گئی آپنے فرمایا اُس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس میں چالیس فرشتے اُن کے مددگار تھے

قال علی برھان الدین الحلبی الشافعی فی سیرۃ الحلبیۃ حرک ان علیا ضرب مرحبا فتترس فوقع السیف علی الترس فقدہ و شقہ والمغفر والحجر الذی تحتہ والعمامتین وفلق ھامتہ حتی اخذ السیف فی الاضراس علی بن برھان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ الحلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے جب مرحب کو تلوار لگائی اُس نے سپر لی تو آپکی تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغفر تک پہنچی اور مغفر کو پھاڑ کر اُس لوہے کی ٹکیا کو کاٹ ڈالا جو اس مغفر کے نیچے تھی پھر اس کی دستار کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں جا پہونچی ۔

واقعہ جمل میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

محمد بن یوسف الکنجی شافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی بیعت مہاجرین و انصار نے اُس وقت کی جبکہ

پانچ دن تک مدینہ میں مصریوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرکے غوغا برپا کر رکھا تھا۔ اور ہو غفی بن حرب العکی ان کا سرغنہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیعت کے لئے جناب امیر کی خدمت میں آتے جاتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ لوگوں کو امام کے بغیر چارہ نہیں آپ ان سے یہ فرماتے تھے تمہارے معاملات میں مجھے دخل دینے کی ضرورت نہیں جسے چاہو اختیار کرو میں راضی ہوں لوگوں نے کہا آپ کے سوا ہم کسی کو نہیں چاہتے اور نہ ہم آپ سے زیادہ اس بات کیلئے کسی کو حقدار جانتے ہیں آپ نے فرمایا اگر ایسی ہی صورت ہے تو میری بیعت خفیہ طور سے نہیں ہو سکتی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی یہ باتیں آپ کے گھر میں ہوئی تھیں بعض کہتے ہیں کہ بنی منذر کے باغ میں یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ لوگ بیعت کرنے لگے سب سے اول طلحہ بن عبید اللہ نے بیعت کی ان کا ہاتھ احد کی لڑائی میں ٹوٹ چکا تھا۔ حبیب ابن ذویب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پہلے ٹوٹے ہوئے ہاتھ نے بیعت کی ہے یہ بیعت پوری ... ہوتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پھر ان کے پیچھے زبیر بن العوام نے بیعت کی اور حضرت عثمان کے چند رشتہ داروں کے سوا سب مہاجر اور انصار آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور جن لوگوں نے آپ کی بیعت نہیں کی ان کے نام یہ ہیں۔ محمد بن بشیر بن النعمان۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ۔ صہیب بن حبان اسامہ بن زید آپ کی بیعت ہجرت کے پینتیسویں برس پانچویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ نعمان بن بشیر جناب عثمان غنی بن عفان کا خون بھرا کرتہ جس میں کہ ان کی بی بی نائلہ کی ترشی انگلیاں لگی ہوئی تھیں جو حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت ان کی بی بی نے اپنے ہاتھ کو ڈھال کر قاتل کی شمشیر کو ان سے روکنا چاہا تھا اور کٹ گئی تھیں اپنے ساتھ لے کر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور طلحہ اور زبیر بھی بیعت سے چار مہینے بعد مکہ معظمہ میں چلے گئے۔ جناب علیؓ نے تمام شہروں میں عامل بھیج دیئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال کو واپس بلا بھیجا اور معاویہ کے بلانے کے لئے اس مضمون کا خط لکھا یہ خط امیر المومنین کی طرف سے معاویہ کی طرف ہے کہ اگرچہ عثمانؓ صاحب قرابت اور حقدار تھے میں بھی وہ قرابت اور صاحب حق ہوں خدا تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی مشورت سے لوگوں کی حکومت میرے گلے میں ڈالی ہے وہ سب لوگوں نے بھی انہیں کی رائے کی پیروی کی ہے جو کچھ کہ ان کو بھلا معلوم ہوا اس پر انہوں نے عمل کیا اور جس بات سے ان کو کراہت معلوم ہوئی اس کو چھوڑ دیا۔ تم بہت جلدی میرے پاس چلے آؤ میں نے تمام عاملوں کی طرف لکھ بھیجا ہے کہ میرا عہد ان کے ساتھ ہرگز نہیں ہے جو بات کہ میرے گلے پڑی ہے میں بھی ان کے گلے میں وہی ڈالنا چاہتا ہوں اور اس سے میں اپنے دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں مجھے اس سے ہرگز چارہ نہیں تم میرا خط دیکھتے ہی اپنے چند شریف دوستوں کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ جس وقت آپ اس خط کو لکھ کر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ خط کیسا ہے آپ نے فرمایا میں نے معاویہ کو لکھا ہے اور انکو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ ملک کا حصہ بھیجنا چاہتا ہوں مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ قبول فرمائیں تو میں آپ سے ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا بیان کرو مغیرہ نے عرض کیا معاویہ کے سوا آپ سے کوئی جھگڑ نہیں سکتا اس کے قبضہ میں شام کا ملک ہے اور وہ حضرت عثمانؓ کا ابن عم اور انکا عامل ہے۔ آپ سر دست اس سے کسی ایسے عہد کی بابت کہلا بھیجیں کہ وہ آپ کی اطاعت کرے جب آپ کے پاؤں خوب جم جائیں پھر جو آپ کی رائے ہو سو کریں جناب امیر نے فرمایا مجھے اسباب سے خدائے تعالیٰ کا حکم روکتا ہے کہ تو گمراہ کرنے والوں کو اپنا دوست مت بنا خدا کی قسم ہے پروردگار مجھ کو ہرگز مددگار بنتا ہوا نہیں دیکھیگا بلکہ جس امر پر میں ہوں اسی کی طرف میں اس کو کھینچوں گا اگر اس نے مان لیا بہتر ورنہ خدا کے پاس میرا اور اس کا انصاف ہو جائے گا۔ مغیرہ آپ کے پاس سے

اٹھا اور کہنے لگا آج آپ ٹھہرے رہیں اور کل تک صبر کریں۔ میں کل آپکے پاس آؤنگا پھر دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیئے دوسرے دن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین کل جو کچھ کہ میں نے عرض کیا تھا۔ آپنے اُسے نہیں مانا تھا۔ جب میں رات کو سونے کے لئے بیٹھا تو خیال کیا کہ آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے آپنے جو کچھ کہ لکھا ہے معاویہ کی طرف بھیجدیں اگر وہ آپکے پاس چلے آئے تو بہتر ورنہ آپ اس کو معزول کردیں کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا یہ کہکر مغیرہ آپکے پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں جب لوگ بیعت کر چکے میں جناب امیر کی خدمت میں گیا دیکھا مغیرہ خلوت میں جناب امیر علیہ السلام سے باتیں کر رہا ہے جب وہ چلا گیا میں نے امیرؑ سے عرض کیا مغیرہ آپ سے کیا کہتا تھا آپنے فرمایا مغیرہ کل بھی پاس آکر کہنے لگا کہ آپ حضرت عثمان کے عمال معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہدے سے معزول نہ کریں جب تک کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے پھر ان میں سے جسے چاہیں آپ معزول کریں میں نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں دین میں ہرگز سستی نہیں کر سکتا پھر کہنے لگا کہ آپ جس کو چاہیں معزول کریں لیکن معاویہ کو برقرار رہنے دیں کیونکہ شام کے لوگ اس کے مطیع ہیں اور اس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور وہ صاحب جرأت ہے اور اُسکے قائم رکھنے میں آپکے لئے قوی حجت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسکو حاکم شام بنایا ہے میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ لوگ دو دن بھی اسکی مدد نہیں کر سکتے مغیرہ میرے پاس سے اٹھکر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے ذہن میں ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ میری رائے ٹھیک نہیں۔ اب پھر لوٹ کر آیا تھا اور کہتا تھا میں نے پہلی مرتبہ آپکو جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ آپنے میری رائے سے مخالفت کی تھی میں نے پھر خیال کیا کہ جو آپکی رائے میں آیا ہے آپ وہی کریں سو اب میں بھی آپکی رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں آپ جسکو چاہیں معزول کریں اور جسکو چاہیں متولی بنائیں اللہ تعالیٰ آپکے لئے کفایت کرنے والا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا مغیرہ نے پہلی مرتبہ آپ سے بطور نصیحت کہا اور دوسری مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپنے فرمایا پہلی مرتبہ اُس نے مجھے کیونکر نصیحت کی تھی۔ میں نے عرض کیا معاویہؓ اور اس کے دوست صاحب دنیا ہیں جب آپ انکو انکے عمل پر قائم رہنے دیں گے تو وہ آپکے حال کے معترض نہیں ہونگے اور جبکہ آپ انکو معزول کریں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ جناب امیرؑ نے ہمارے خلیفہ کو قتل کرکے خلافت کو بغیر حق کے لیا ہے اور شام کے لوگوں کو آپکی طرف سے بھڑکائیں گے اس کے سوا میں طلحہ اور زبیر سے بھی مطمئن نہیں کہ وہ بھی آپ سے جھگڑنے والے ہیں میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ معاویہؓ کو معزول نہ کریں جب وہ بیعت کرلے تو آپ اسکو اسکی جگہ سے اکھاڑ سکتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا میں تلوار کے سوا اور کسی چیز سے اُسے جواب نہیں دونگا میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ بہادر آدمی ہیں لیکن لڑائی میں آپکی رائے ٹھیک نہیں۔ آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا ہے کہ لڑائی فریب کی ہے آپنے فرمایا سچ ہے میں نے کہا اگر آپ میرا کہنا مانیں تو میں انکے آنے کے بعد اُن سے آپکی حسب منشا ایسا معاملہ کرونگا کہ وہ پیچھے پھر کر دیکھتے رہیں گے اور آپ پر بھی کوئی الزام عائد نہ ہوگا آپنے فرمایا اے ابن عباسؓ میں تیرے اور معاویہ کے ہیر پھیر میں نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مانیں اور دروازہ بند کرکے اپنے گھر میں بیٹھ رہیں عرب کے لوگ دوڑ دھوپ کریں گے آپکے سوا کسی کو خلافت کا حقدار نہیں پائیں گے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپکے سر منڈھیں گے آپنے انکار کیا اور فرمایا کہ تم میرا خط لیکر شام کو چلے جاؤ میں تمکو وہاں کا حاکم کرتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا میرے نزدیک یہ رائے ٹھیک نہیں۔ معاویہ بنی امیہ میں سے ہے اور حضرت عثمانؓ کا ابن عم اور عامل ہے میں ہرگز اس پر مطمئن نہیں وہ عثمانؓ کے بدلے میری گردن مار دیگا اور اگر اس سے زیادہ میرے حق میں احسان کرے گا تو مجھے قید کرلیگا۔ اور آپ کی قرابت

کی وجہ سے ضرور مجھ پر تشدد کریگا۔ جب اس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ ڈالا آپ اپنے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اسکے پاس بھیجیں اور اسے یہاں تک بلائیں دیکھئے وہ کیا جواب دیتا ہے جناب امیر علیہ السلام نے سبرۃ الجہنی کو خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا جب اس نے معاویہ کو یہ خط دیا۔ تو معاویہ نے پڑھ کر تین مہینے تک کوئی اس کا جواب نہ دیا جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کو پورے تین مہینے کا عرصہ گذر چکا تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں معاویہ نے بنی عبس کا ایک آدمی بلایا اور اس کو ایک سادہ خط دیکر کہا کہ تو مدینہ میں دن کو داخل ہونا اور لوگوں کے سامنے جناب امیرؑ کو یہ خط دینا۔ یہ پیغام اس نے مدینہ میں پہنچکر جناب امیرؑ کو خط دیدیا آپ نے جب اس کو کھولا تو بالکل سادہ پایا آپ نے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال ہے قاصد نے عرض کیا۔ یا امیرالمومنین اگر آپ مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا قاصد کبھی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو یہ کہتے تھے کہ ہم قصاص کے بغیر کسی طرح سے راضی نہیں ہوں گے میں نے ساٹھ ہزار آدمی کو حضرت عثمانؓ کے کرتے کے نیچے روتے ہوئے چھوڑا ہے اور وہ قمیص دمشق کی مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے اسمیں حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ کی انگلیاں بھی ٹنگی ہوئی ہیں۔ جناب امیرالمومنین نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمانؓ کے خون کے طلبگار ہیں۔ عثمان کے قاتلوں کو خدا خراب کرے خدا جس امر کا ارادہ کرتا ہے اسکو اسکی حد تک پہنچاتا ہے عبسی نے کہا مجھے امان ہے آپ نے فرمایا جا تجھے امان ہے وہ وہاں سے اٹھکر چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے لگے اس کہنے اور رکنے کے قاصد کو ایسی باتیں کرنا کیا مناسب تھا واللہ اگر امیرالمومنین اسکو امان عطا نہ فرماتے ہم ضرور اسکو قتل کر ڈالتے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے اہل شام کے ساتھ لڑائی کا سامان کیا اور محمد بن حنفیہ کو علم دیا اور عبداللہ بن عباسؓ کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو میسرہ اور ابا لیلیٰ عامر بن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قثم بن عباس کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا اور عراق میں جناب عثمان کے حاکم قیس بن سعد کو اور کوفہ ابو موسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر لوگوں کو آمادہ کریں اہل مدینہ سے فرمایا خدا تعالیٰ کی حجت کے پورا کرنے میں تمہارے امیر کو ہر طرح سے نصرت حاصل ہے تم اس کی اطاعت کرو اور اپنے دلوں کو غم اور غصہ میں نہ ڈالو اور اپنے سے سرکش نہ بن جاؤ۔ شاید پروردگار تمہاری پریشانی کو جمعیت سے بدل دے اور اس خرابی کے بدلے کہ اس قوم نے تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تم میں نیکی پہنچائے جناب امیر علیہ السلام لشکر کو شام کی طرف لے جانیکا ارادہ فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہؓ کے برخلاف ہوجانے کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں اسکا سبب یہ ہوا کہ جب طلحہ اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ نے جو ایام حج کی وجہ سے مکہ میں فروکش تھیں ان سے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم دونوں لوگوں کے غوغا کی وجہ سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں اور نہ اپنے امور سے اپنے آپکو باز رکھتے ہیں ام المومنین نے کہا اس غوغا کے فرو کرنے کے لئے ہمکو چڑھائی کرنا چاہیئے طلحہ اور زبیر نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیا ہم بھی شام کو چلے جائیں اور معاویہ سے جا ملیں ابو عامر انہیں دنوں میں جناب عثمانؓ کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا تھا اور کہنے لگا تمکو شام میں جانے کی ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے تم کو بصرہ میں جانا چاہیئے مجھے وہاں رسوخ حاصل ہے اور بصرہ کے لوگ طلحہ کی طرف گرویدہ ہیں اور ہم میں طلحہ لائق بھی ہیں۔ بصرہ کی طرف جانیکے لئے سب کی رائے قرار پائی۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ جانے کو آمادہ ہوئیں۔ عبداللہ بن عمر کو بھی ہمراہی کے لئے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں مدینہ والوں کے ساتھ ہوں۔ جو کچھ وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔ اس لئے وہ مکہ میں ٹھہر رہے سب سے جناب ام المومنین حفصہؓ

ہیں۔ علقمہ بن وقاص اللیثی کہتا ہے کہ جب اہل بصرہ طلحہ اور زبیر سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اکثر میں ان سے علیحدہ ملنا اچھا سمجھتا تھا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں میں نے ان سے کہا یا ابا محمد میں آپ کو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں میں نے ان سے کہا یا ابا محمد میں آپکو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بری بات تمہارے پیش آئی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کرو۔ مجھ سے کہنے لگے حضرت عثمان کے حق میں مجھ سے خطا ہو چکی ہے جس کی توبہ میں سوا اس کے نہیں جانتا۔ کہ انکے خون کی طلب میں میرا خون بہایا جائے میں نے کہا آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس بھیج دیں۔ آپکی زمین ہے اور عیال بھی ہے اگر آپ پر کوئی حادثہ وارد ہو تو وہ آپ کے بعد آپ کی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکے کہنے لگے شاید وہ تیری بات مان لے تم ہی محمد کے پاس جا کر کہو کہ اگر کوئی حادثہ تیرے باپ پر نازل ہو اور تو زندہ رہے تو تو اسکی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکتا ہے اسلئے اب میں اپنے باپ سے سواری واپسی کے لئے طلب نہیں کر سکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کہا کرتے تھے کہ ہم قبل سے اکثر اس فتنہ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ان کے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ اس کا تمام فتنہ دیکھتے ہیں اور خود اس میں پڑتے بھی ہیں۔ کہنے لگے مجھ پر سخت افسوس ہے۔ کبھی ہم فتحیاب بھی ہوئے ہیں اور کبھی نہیں بھی ہوئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اس میں اپنے قدم دھرنے کی جگہ کو نہ معلوم کر لیا ہو مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا تھا۔ [illegible] شہاب ابن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جمل کیلئے تشریف لائے اور ربذہ میں فروکش ہوئے آپکے لشکر میں میرا ایک رفیق تھا میں اس کے ملنے کو گیا اور جناب امیر علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ پوچھی اس نے بیان کیا کہ طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ حضرت امیر سے برخلاف ہو کر بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے کو آئے ہیں میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریین اور جناب ام المومنین سے جنگ کروں تو یہ ایک امر گراں معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگ کروں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ وہ سب مومنوں سے اولیٰ ہیں۔ اسی اثنا میں میں اپنے دوست کے پاس سے اٹھ کر جناب امیر کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں آپکے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے میری جانب متوجہ ہو کر ان لوگوں کا تمام تذکرہ بیان فرمایا۔ جب آپ اس قصہ کو بیان کر چکے تو آپ نے نماز کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر لوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھ کر انکے سامنے جا بیٹھے اور رو کر کہنے لگے میں نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا ۔۔۔ اب یہ دیکھئے کہ آپ کل کیسے تنگ موقع میں لڑیں گے اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔ جناب امیر نے فرمایا کہو تو سہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لڑکیوں کی طرح سے روتے ہو تمنے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جس کی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں نے اسے نہیں مانا جناب حسن نے عرض کیا جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر رکھا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ یہاں سے کسی سمت کو چل دیں جب یہ لوگ جناب عثمان کو قتل کریں گے تو ضرور آپ کو ڈھونڈینگے اور آپ کی بیعت کریں گے۔ لیکن آپنے نہ کیا۔ پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے اور لوگ آپ سے بیعت کرنے کو آئے میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ کے پاس تمام صوبجات کے قاصد نہ آجائیں آپ بیعت نہ لیں پھر جب طلحہ و زبیر نقض بیعت کے لئے آئے تو میں نے کہا آپ ان کا کہنا نہ مانیں اگر تمام امت اجماع کرے تو آپ بیعت قبول کریں اور اگر اختلاف واقع ہو تو آپ قضائے الہی پر راضی رہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا واللہ

نے بھی اُن کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا لیکن اُن کے بھائی عبداللہ بن عمر نے ان کو روک لیا۔ یعلےٰ بن منیہ نے جو یمن میں حضرت عثمانؓ کا عامل تھا اور اُن کے قتل کے بعد مکہ میں آیا ہوا تھا ایک ہزار درہم اور سات سو اونٹ انکے تجہیز کیلئے دیئے اور مکہ میں منادی کرادی کہ ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ کو جانے والے ہیں جو شخص دین کی عزت کے لئے لڑنا اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اُس کے پاس سامان اور سواری نہ ہو وہ ہمارے پاس آجائے چھ سو شتر سوار اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ اور مدینہ کے ساتھ ہوئے انکے سوا اور بھی لوگ انکے ہمراہ ہو گئے جنکی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچ گئی یعلےٰ بن منیہ نے جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کو ایک اونٹ دیا جس کا نام عسکر تھا دو سو دینار کے بدلے اسکو خریدا تھا۔ اس اونٹ کی نسبت بعض یہ روایت کرتے ہیں کہ عرنیہ کے ایک آدمی کے پاس تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے ایک سوار ملا اور کہنے لگا تو اس اونٹ کو بیچے گا۔ میں نے کہا ہاں میں بیچتا ہوں اس نے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اس نے کہا تو دیوانہ تو نہیں۔ میں نے کہا کیوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر کسی کے پیچھے نہیں دوڑا۔ کہ میں نے اُسے نہ پا لیا ہو۔ اور میرا کسی نے پیچھا نہیں کیا کہ میں اس سے گم نہ ہو گیا ہوں اس نے کہا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم یہ اونٹ کس کیلئے مانگتے ہیں۔ ہم اسے جناب ام المومنین کی سواری کے واسطے مانگتے ہیں۔ تو میں نے کہا تم بلا قیمت لے لو وہ کہنے لگا نہیں۔ بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس چل وہ تجھے ایک ناقہ اور درہم دیدیگا۔ میں اس کے ساتھ گیا انہوں نے مجھے چھ سو درہم اور ایک اونٹنی اُسکے عوض عطا کی۔ ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ ماجدہ نے جہینہ کے بعض میں سے ایک آدمی کو اُجرت دے کر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کے پہنچانے کو بھیجا کہ ام المومنینؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ پھر جناب ام المومنینؓ نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل کی طرف کوچ کیا جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم اذان کہکر طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس گیا اسوقت ان دونوں کے بیٹے اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا تم دونوں میں سے کس ایک کو امیر ہونے کا سلام کہوں اور نماز کا اذن کس سے لوں عبداللہ بن الزبیر نے کہا میرے باپ سے اور محمد بن طلحہؓ نے کہا میرے باپ سے یہ بات جناب ام المومنین عائشہؓ تک پہنچی انہوں نے مروان سے کہلا بھیجا کیا تو ہماری بات کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ عبدالرحمن بن عتاب نماز پڑھائیں۔ معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ اگر مروان ظفریاب ہو جاتا تو ضرور ہم آپس میں لڑ مرتے۔ زبیرؓ طلحہؓ کو چھوڑتا ہوا لاتا جناب ام المومنینؓ کے ساتھ اور امہات المومنین بھی انکے وداع کرنے کے واسطے مکہ سے ذات عرق تک نکلی تھیں اسلام کی حالت پہ رونے لگیں اور اُن کے ساتھ تمام لوگ رونے لگے اُس دن سے زیادہ کوئی رونے کا دن نہیں دیکھا گیا اسی لئے اس کا نام یوم النحیب رکھا گیا۔ پھر یہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیرؓ اپنے لشکر کو لیکر ربیع الاول ۳۶ھ ہجری کی آخری تاریخوں میں شام کے قصد پر مدینہ سے باہر نکلے۔ آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے قاصد نے پہنچکر خبر دی کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہؓ مکہ سے بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ جب آپکو یہ خبر ملی اکابر اہل مدینہ کو بلا کر آپ نے انکے سامنے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد بیان فرمایا کہ کسی بات کا انجام بخیر نہیں ہوتا جبتک کہ خدا اس کی درستی نہ کرے پس تم خدا کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کریگا اور تمہارے سب کام اچھے کر دیگا جناب علیؓ نے یہ فرما کر شام کی طرف سے اعراض فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طلحہ و زبیر کے بصرہ میں پہنچنے سے پہلے راستے میں انکو جالیں اور ان کو واپس کرا دیں یا اُن سے جنگ کریں۔ جب ربذہ میں پہنچے تو آپکو خبر ملی کہ وہ بصرہ کے میدان سے بڑھ گئے

میں گرفتار نہیں ہونا چاہتا کہ جب آدمی اس کے بیچ میں گھستا ہے تو اس کو حیران کرکے اس کے پاؤں میں رسّے ڈالتا ہے اور زبان بکار کر اسکی نسیں کاٹ دیتا ہے نیز وہ آپ تو مدبر کو مقبل سے اور عاصی کو مطیع سے اور مخالف کو فرماں پذیر سے لڑاتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے پھر جناب امیرؑ نے ربذہ میں طلحہ و زبیر کی طرف خط لکھا کہ اے طلحہ اور اے زبیر تم بخوبی جانتے ہو کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے بھی انکا قصد نہیں کیا تم دونوں نے کسی کے رعب کے دبکر بیعت نہیں۔ اے زبیر تو تو شہسوار قریش ہے اور اے طلحہ تو تو شیخ المہاجرین ہے قبل اسکے کہ تم اس بات میں پڑتے اس کا چھوڑ دینا تمہارے لئے زیبا ہوتا۔ عثمانؓ کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمانؓ کے ولی ہیں اور انکے خون کا مطالبہ کرسکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو۔ تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر کھینچ لائے ہو جن کو خدا نے اُسے اقرار سے بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہے اللہ تمہارے لئے کافی ہو والسلام۔ اور جناب ام المومنین عائشہؓ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپکو گھر سے ایسے امر کی طلب کیلئے باہر نکلنا زیبا تھا جو آپکی شان کے مناسب ہوتا۔ اس پر آپکا یہ زعم ہے کہ اصلاح بین الناس کے سوا آپکی اور کوئی مراد نہیں۔ بھلا آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو لشکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے۔ آپ اپنے زعم میں جناب عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرتی ہیں۔ عثمانؓ بنی امیہ میں سے تھے آپ بنی تیم میں سے ہیں جنہوں نے آپکو اس امر کے لئے گھر سے باہر نکالا ہے اور اس پر برانگیختہ کیا ہے وہ ایک بھاری گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈریں۔ اور اپنے گھر کو لوٹ جائیں اور ستر کا لحاظ رکھیں۔ پھر جناب امیرؑ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کی طرف خط دیکر روانہ کیا اور اُس میں لکھا کہ میں نے تمکو سب شہروں کے باشندوں میں سے انتخاب کیا ہے اور جو امر کہ اس وقت حادث ہوا ہے اسکے لئے میں نے تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور انصار بنو اور ہمارے ساتھ آمادہ ہو جاؤ شاید کہ امرِ متنازع میں پھر اصلاح ہو کر آئے اور ہم لوگ ایک دوسرے کے بھائی بن جائیں۔ وہ تو دونوں محمدؐ کوفہ کیطرف روانہ ہوئے۔ اور جناب امیرؑ لوگوں میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدر بلند کیا ہے اور ذلت اور باہمی نفرت اور عداوت کے بعد اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے پس جبتک کہ خدا نے چاہا لوگ اس پر چلتے رہے اسلام ان کا دین انکا مذہب اور قرآن ان کا پیشوا رہا۔ یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ میں آ پھنسا جنکو شیطان نے پھسلایا ہے اور وہ ضرور اس امت کو پھسلانیوالا ہے جس طرح سے اس امت سے پہلی امتوں میں پھوٹ پڑی ہے۔ اُس امت میں بھی ضرور پڑیگی ہونیوالے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں (اسکو دوبارہ کہکر) فرمایا ہونیوالی بات ضرور ہو کر رہیگی۔ اور عنقریب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہونگے پس تم اپنے دین کی تکریم کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا شعار بناؤ اور انہیں کی سنت کا اتباع کرو۔ اور جو مشکل کہ پیش آئے تمکو اسمیں قرآن کیطرف رجوع کرو جو کچھ کہ قرآن جتلائے اُسے مانو۔ اور جس سے انکار کرے اُسے چھوڑ دو اور اس پر خوش ہو کہ اللہ تمہارا رب ہے اور اسلام تمہارا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے نبی ہیں اور قرآن کے منصف اور پیشوا ہونے پر راضی ہو۔ پھر آپ ربذہ سے ذیقار کی طرف روانہ ہوئے اور دونو محمد کوفہ پہنچ گئے۔ ابو موسیٰ کو خط دیا انہوں نے سب کے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا اور ذوالحجی کے لوگ اکٹھے ہو کر ابو موسیٰ کے پاس گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونیکی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ابو موسیٰ نے کہا آج تو نہیں میں کل اپنی رائے بیان کروں گا۔ دوسرے روز ابو موسیٰ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ دو امر ہیں ایک آخرت کیواسطے گھر میں بیٹھے رہنا اور دوسرا دنیا کیواسطے گھر سے باہر نکلنا جو ان دونوں میں

آسان سمجھو اُسے اختیار کرو۔ پس لوگوں میں سے ان دونوں محمدوں کے ساتھ کوئی چلنے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ دونوں غصہ میں آکر ابوموسیٰ سے سخت سست کہنے لگے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ ابھی تک عثمانؓ کی بیعت میرے اور تمہارے آقا کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب تک کہ عثمان کے قاتلوں سے جہاں کہیں کہ ہوں فراغت حاصل نہ ہو جائے کوئی لڑ نہیں سکتا۔ دونوں محمد وہاں سے جناب امیرؑ کی خدمت میں واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی۔ آپ نے اشتر سے فرمایا کہ تو ہماری طرف سے ابوموسیٰ کے پاس جا اور بات پر اعتراض وارد کر تیری رائے کے سوا ابوموسیٰ کوفہ کے عمل پر نہیں رہ سکتا۔ جناب حسن کو بھی اپنے ساتھ لے اور اس فساد کی اصلاح کر جناب حسن اور اشتر ایسے وقت میں کوفہ میں پہنچے کہ اس وقت لوگ مسجد میں جمع تھے اور ابوموسیٰ انہیں خطبہ سنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے لوگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہی لوگ ہیں جو شرفیاب صحبت ہوئے ہیں۔ پس وہی لوگ ان لوگوں سے کہ جنکو شرف صحبت حاصل نہیں ہوا خدا اور رسول کا زیادہ علم رکھنے والے ہیں تمکو نصیحت کرنا ہمارا فرض ہے یہ فتنہ سخت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونیوالا ہے کہ بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا خدا تعالیٰ نے ہمکو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ہمارا خون اور مال ایک دوسرے پر حرام کیا جناب حسن علیہ السلام نے کھڑے ہوکر ابوموسیٰ سے فرمایا او بوڈھے تیری ماں مرے ہمارے عمل سے علیحدہ ہو جا۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت دیں۔ جناب حسنؑ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اے لوگو تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنے بھائیوں کی طرف دوڑو۔ امیر المومنین فرماتے ہیں میں ان دو راہوں میں سے ایک راہ پر نکلا ہوں یا ظالم ہوں یا مظلوم اگر مظلوم ہوں تو جو شخص میری مدد کرے گا خدا تعالیٰ اُسکی مدد کریگا۔ اور اگر ظالم ہوں تو مجھے پکڑے گا۔ خدا کی قسم ہے طلحہ و زبیر وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلی لڑائی کیلئے نکلے ہیں کیا میں نے کسی کے مال میں ہاتھ ڈالا ہے یا خدا کے کسی حکم کو بدلا ہے پس تم جلدی کرو۔ اور اچھی بات کو مانو۔ اور عمار بن یاسر نے بھی یہی گفتگو کی۔ امام بخاری جامع صحیح میں ابن مریم عبداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب طلحہ و زبیر اور اُم المومنین عائشہ بصرہ کی طرف چلے گئے جناب امیرؑ نے عمار بن یاسر اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کوفہ میں ہمارے پاس بھیجا۔ جناب حسنؓ نے منبر پر چڑھ کر اور عمار بن یاسر نے منبر کے نیچے کھڑے ہوکر بیان کیا کہ جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں خدا کی قسم ہے وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اس وقت تمکو امتحان میں ڈالا ہے کہ تم علیؑ کی اطاعت کرتے ہو یا اُم المومنینؓ کی ادھر اشتر ہر ایک قبیلہ اور جماعت کو دعوت کرنے لگے لوگ بھی اُن کی دعوت کو پذیرا کرنے لگے ہند بن عمر نے کھڑے ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ امیر المومنین نے ہمکو بلایا ہے اور اپنے فرزند ارجمند کو بھیجا ہے۔ تمکو انکی بات پذیرا کرنی چاہیے اور ان کے حکم کو ماننا چاہیے اور اپنی رائے سے مدد دینا چاہیے تم انکے ساتھ جلد چلو۔ حجر بن عدی نے کہا اے لوگو امیر المومنین کی دعوت کو قبول کرو تم سبکدوش ہو یا زیر بار جس حالت میں ہو دوڑ کر چلو۔ تم سب میں سے اول میں روانگی کا فرمان پذیر ہوں۔ جناب حسنؑ نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں۔ جو شخص خشکی کے راستہ سے آنا چاہتا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ دریا کی راہ سے ہمارے پاس پہنچ جائے نو ہزار آدمی خشکی کے راستہ سے انکے ہمراہ لئے اور دو ہزار آٹھ سو ذی قار میں دریا کے راستہ سے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

جیسے بزرگوار صحابیوں کے ساتھ انکی ملاقات کی اور آؤ بھگت کرکے فرمایا۔ اے کوفہ والو تمنے عجم کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور انکے جتھے کو توڑ پھوڑ کر انکی میراث چھین لی ہے ہمنے تمکو اسلئے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کے بھائی بندوں کے درمیان گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو یہی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ ہٹ کریں گے تو ہم ان سے بھلا برا پیش آئیں گے یہانتک کہ وہ ہم پر ظلم شروع کریں۔ ہم کوئی رفع فساد کیواسطے اصلاح کی بات ان پر صرف کرنے سے باقی نہیں چھوڑونگا پھر آپ نے قعقاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ قعقاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے۔ ان سے جناب امیرؓ نے فرمایا تم جا کر طلحہ و زبیر کو خدا سے ڈراؤ اور ان دونوں کو الفت اور جماعت کی طرف دعوت کرو اور فرقت اور مباینت کی برائی جتلاؤ۔ تمہارے جیسا آدمی خود جانتا ہے کہ ایسے معاملات میں کیا کرنا چاہئے۔ قعقاع بصرہ میں پہنچے اور اول جناب اُم المومنینؓ کی خدمت میں گئے اور سلام کے بعد عرض کیا اے مادر مہربان اس شہر میں آپکی تشریف آوری کا کیا باعث ہے۔ جناب اُم المومنین نے فرمایا۔ میرے بیٹے میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح قائم کرنیکے لئے ہوا ہے۔ قعقاع نے کہا آپ طلحہ و زبیر کو میرے پاس بلا دیں تاکہ میں آپ کے مواجہ میں ان سے گفتگو کروں۔ جناب اُم المومنینؓ نے ان کو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے قعقاع نے ان سے کہا میں نے جناب اُم المومنینؓ سے تشریف آوری کا باعث پوچھا تھا آپنے فرمایا میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح پیدا کرنے کے لئے ہوا ہے آپ دونوں صاحب بیان کریں کہ آپ اس امر میں متابع ہیں یا کہ مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم متابع ہیں۔ قعقاع نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہے خدا کی قسم ہے اگر تم نے اس کو ہمیں جتا دیا تو البتہ آپ اصلاح کر نیوالے ہیں۔ اور اگر آپنے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہوسکے گی دونوں نے کہا کہ جناب عثمانؓ کے قاتل دیدیئے جائیں۔ قعقاع نے کہا یہ اس وقت نہیں ہوسکتا۔ میری رائے میں آتا ہے کہ اس وقت یہ بھڑکتی ہوئی آگ بجھا دی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پر نہ گرے اس کے سوا اور کوئی دوسرا علاج نہیں۔ اگر تم نے انکار کیا تو کام بگڑ جائیگا اور اس سے اعراض کرنا علامت شر اور مال کے تلف ہو جانیکا باعث ہوگا۔ تم لوگوں کو عافیت پہنچا کر خدا تمہیں عافیت روزی کریگا تم نیکی کی کنجیاں بنو اور بلا کرمت چھیڑو تاکہ تمہیں اور ہمیں آپسمیں نہ لڑوا دے دونوں کہنے لگے تم نے ٹھیک کہا ہے اگر یہ معاملہ آپ جیسے شخص کی رائے سے نکلا تو درست ہو جائیگا قعقاع وہاں سے واپس چلے آئے اور جناب امیرؓ سے عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے۔ جس کو برا معلوم ہوتا تھا برا معلوم ہوا اور جس کو خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کے قاصد بصرہ سے جناب امیرؓ کی خدمت حاضر ہو گئے تاکہ اپنے اہل کوفہ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل کریں کوفہ والوں نے بھی ان سے بیان کیا کہ صلح کے سوائے کوئی دوسرا خیال ہمارے دل میں نہیں۔ پھر جناب امیر خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد جاہلیت اور اس کی برائیوں کا ذکر کیا پھر آپ نے ارشاد کیا کہ میں کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں جس نے عثمانؓ کے قتل میں اعانت کی ہو وہ ہمارے ساتھ نہ چلے۔ ذی قار میں جناب عثمانؓ کے قاتلوں میں سے دو ہزار آدمی جناب امیرؓ کے لشکر میں موجود تھے سدا نے کہا باہم مشورت کرنے لگے انکے رئیس عبداللہ بن سبا جو ابن السوداء کے نام سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری عزت اسی میں ہے کہ تم لوگوں میں ملے رہو اور جناب علیؓ کا ساتھ نہ چھوڑو جب صبح ہو تو تم لوگ نہیں ملکے لڑنے لگ جاؤ جو لوگ کہ تمہارے ساتھی ہوں گے وہ بھی ناچار ہو کر لڑ پڑیں گے جب جنگ چھڑ جائے تو تم نے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے

وہ لوگ عبداللہ بن سبا کی رائے پر متفرق ہو گئے۔ جسکو جناب امیرؑ قبیلہ بنی عبدالقیس کے پاس جا اترے اور وہاں سے بصرہ کا ارادہ کیا۔ اعور بن سنان المنقری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا یا امیرالمومنین آپ بصرہ کیطرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لئے اور اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلہ کو بجھانے کے لئے آیا ہوں شاید میری وجہ سے پروردگار اس امت کے تفرقہ کو دور کرے اور جمعیت عطا فرمائے اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں اعور بن سنان نے کہا اگر ان لوگوں نے ہمارے کہنے کو نہ مانا آپ نے فرمایا ہم ان کا پیچھا چھوڑ دیں گے وہ کہنے لگا اگر انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑینگے تو ہم انکو اپنی جان سے دور کیا تھ ہٹائیں گے اس نے کہا آیا کوئی نظیر ان پر قائم ہو سکتی آپ نے فرمایا ہاں (اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب سے کچھ عبارت رہ گئی واللہ اعلم اس لئے ترجمہ نہیں ہو سکتا) پھر اس کا بیٹا ابو سلام کھڑا ہو کر کہنے لگا امیرالمومنین آپ اس قوم کیساتھ جنگ کی تاخیر کرنے میں کوئی حجت مدنظر رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ جب کسی شہر میں کچھ حکم نہ پایا جائے تو اس میں اس امر پر حکم کیا جاتا ہے جو احتیاط کیساتھ مناسب ہو اور جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر ہمارا اور ان کا کیا حال ہونیوالا ہے آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے اور ان میں سے قتل ہوگا اگر اس کا دل خدا کیساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا

پھر طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ بصرہ سے روانہ ہو کر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچے جناب امیرؑ کا لشکر بھی وہاں پر اتنے فاصلہ سے پڑا ہوا تھا کہ یہ انکو اور وہ انکو دیکھ سکتے تھے۔ تین دن تک وہاں پر ٹھہرے رہے سوا صلح کے اور کوئی امر مدنظر نہ تھا اور باہم خط و کتابت جاری تھی اور ان دونوں لشکروں کا ملنا جمادی الآخر کے نصف ۳۶ھ ہجری کو ہوا جناب امیرؑ اپنے لشکر میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا آگاہ۔ تم اپنے ہاتھ اور زبان کو ان لوگوں سے روک رکھو۔ جو شخص آج کے دن سبقت کریگا وہی کل دشمن قرار دیا جائے گا۔ ادھر جناب ام المومنینؓ ازد کے قبیلہ کے پاس فروکش ہوئیں۔ ان دنوں میں صبرہ بن سجان قوم ازد کا رئیس تھا کعب بن سوار اس کو کہنے لگا۔ جبکہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے اترے ہیں تو اب ان کا بند رہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لشکر لہراتے ہوئے دو دریا ہیں۔ تم میری بات مانو اور تم انکے درمیان مت گھسو۔ اپنی قوم کو بھی ان سے بچائے رکھو۔ مجھے خوف ہے مبادا صلح نہ ہو اور جنگ چھڑ جائے یہ دونوں بھائی ہیں اگر باہم راضی ہو گئے تو بھی اور اگر نہ ہوئے تو بھی کل ہم ان پر حکم ٹھہریں گے کعب جاہلیت میں نصرانی تھے صبرہ نے ان سے کہا مجھے ڈر ہے کہ تجھ میں نصرانیت کا کچھ تتمہ رہ گیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے کہ اصلاح بین الناس سے غائب رہوں اور جناب ام المومنینؓ اور طلحہ اور زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا ارادہ کیا ہے خدا کی قسم ہے میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا۔ جناب بن راشد تمیم اور عدی اور کفل اور بنی عبد مناة اور بنی الیاس کے پنج قبائل کی جمعیت کیساتھ تھا اور ابو الجرباء بنی تمیم اور بنی عمر کے گروہ کیساتھ تھا اور ہلال بن وکیع حنظلہ کی قوم کے ساتھ اور صبرہ بن سجان قبیلہ ازد کیساتھ تھا اور مجاشع بن مسعود السلمی بنی سلیم کیساتھ تھا اور زفر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ اور غطفان بن مشیع بنی بکر کیساتھ تھا اور حارث بن راشد بنی ناجیہ کیساتھ تھا اور ذوالاحمر حمیری یمن کے لوگوں کے ساتھ جناب ام المومنینؓ کے لشکر میں حاضر تھے۔ پس بنی مضر اپنے بھائی بندوں مضر کے قریب اور ربیعہ اپنے رشتہ داروں ربیعہ کے نزدیک اور اہل یمن اہل یمن کے پاس جو جناب امیر علیہ کے لشکر میں تھے آ اترے جناب امیرؑ کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی اور طلحہ و زبیر کی فوج کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان دونوں لشکر کے فروکش ہوتے تیسری

تسکو عبد اللہ بن عباسؓ کی زبانی جناب امیرؑ نے طلحہ و زبیر کو اور طلحہ و زبیر نے جناب امیرؑ کو سلام کہلا بھیجا اور باہم صلح کے لیے قاصد آمد و رفت کرنے لگے اور صلح کی بات دونوں گروہوں میں شائع ہو گئی لوگ نہایت ہی خوش ہو گئے اور صلح پر مطلع ہونے سے سب کو ایسی خوشی سے سوئے کہ ویسے کبھی نہیں سوئے تھے قاتلان عثمان کے جب اس امر کی بابت خط و کتابت کو دیکھا اور صلح کی قرار داد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی میں پڑ گئے اور تمام رات باہم مشورہ کرتے رہے آخر انکی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا۔ ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انہوں نے طلحہ و زبیر کے لشکر پر شبخون مارا۔ اور ان دونوں لشکر میں مضر اپنی ہمقوم مضر پر اور ربیعہ ربیعہ پر اسی طرح سے قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر جو جناب امیرؑ کے لشکر میں تھے اٹھ پڑے اور لڑائی برپا ہو گئی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہ و زبیر کے میمنہ پر عبد الرحمان بن الحارث اور میسرہ پر عبد الرحمٰن بن عتاب قائم ہو گئے اور خود طلحہ و زبیر قلب میں جا ٹھہرے اور پوچھنے لگے لڑائی یک بیک کیونکر چھڑ گئی ہے لوگوں نے جواب دیا اسکی وجہ ہمیں نہیں معلوم ناگہاں کی چھاؤنی ہی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں۔ طلحہ و زبیر کہنے لگے تاوقتیکہ ہم انکو قتل نہ کریں۔ علی ہماری بات نہیں مانیں گے۔ ادھر جناب امیرؑ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے یہ لڑائی کیونکر شروع ہوئی۔ سائبہ نے عرض کیا کہ جبتک کہ ہم پر خیمے نہیں گرا دیئے ہمکو نہیں معلوم ہوا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہم بھی سوار ہو گئے اور جنگ شروع ہو گئی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب تک طلحہ و زبیر قتل نہ ہو جائیں وہ ہماری اطاعت کرنیوالے نہیں کعب بن سوار جناب ام المومنینؓ کی خدمت میں جا کر کہنے لگے اے مادر مہربان آپ سوار ہو جائیں لڑائی چھڑ گئی ہے لوگ صلح سے انحراف کر گئے ہیں۔ ان کو ایک ہودج میں سوار کرایا گیا اور ہودج کی چاروں طرف کو زرہ سے چھپا دیا جناب امیرؑ نے اپنی فوج میں باواز بلند پکار کر ارشاد کیا۔ اے لوگو میں تمکو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کسی بھاگتے ہوئے کا پیچھا مت کرنا اور زخمیوں کا لباس مت اتارنا اور لونڈی اور غلام مت بنانا اور کسی کے سلاح اور سامان اور کپڑوں کو مت لوٹنا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہی تو دانا ہے کہ طلحہ و زبیر نے مجھ سے بیعت کر کے لڑائی کی ہے تو جس طرح سے چاہے اور جس چیز کے ساتھ چاہے ان دونوں سے میرے حق میں ہر طرح سے کفایت کر جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری خاصہ کے خچر شہبا نامی پر سوار تھے صرف قمیص پہنے اور زرہ اوڑھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ زرہ بکتر کچھ بھی لگائے ہوئے نہیں تھے۔ جب دھوپ خوب نکل آئی آپ دونوں صفوں کے درمیان میں جا کھڑے ہوئے اور میدان میں نکل کر زبیر رضی اللہ عنہ کو باواز بلند پکار کر فرمایا زبیر بن العوام کہاں ہیں انکو چاہیے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ اس حالت میں زبیر کو بلاتے ہیں باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بہادر شہسوار ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا وہ میرا کچھ نہیں کر سکتے پھر آپ نے پکار کر فرمایا زبیر کہاں ہیں میرے پاس چلے آئیں زبیر اپنے لشکر سے نکل کر جناب امیر علیہ السلام کے پاس گئے اور اس قدر قریب آ کھڑے ہوئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں اور ان میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا اے زبیر تجھے اس فعل پر کس شے نے ابھارا ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا عثمانؓ کے خون کا بدلا لینے نے آپ نے فرمایا اگر تم اور تمہارے صاحب اپنے جی میں انصاف کریں تو خود تمنے انکو قتل کیا ہے لیکن میں تم سے خدا کی قسم دیکر اس روز کا ذکر پوچھتا ہوں کہ جب تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیرؓ تو علی سے محبت رکھتا ہے تم نے عرض کیا

تو میرے ماموں کے بیٹے ہیں۔ میں کیوں ان سے محبت نہیں رکھتا حضرت نے فرمایا تھا عنقریب تو اس پر خروج کرنے والا ہے اور تو اس کے حق میں ظلم کریگا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے بخدا ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا میں دوبارہ قسم دے کر تم سے اس روز کا تذکرہ بھی پوچھتا ہوں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد عوف کے پاس سے تشریف لا رہے تھے اور میں حضرت کے ساتھ تھا آپ نے تمہارا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور مجھ نے منہ پھیر کر اور حضرت کو دیکھ کر سلام عرض کیا تھا۔ حضرت مجھے دیکھ کر اور میں حضرت کو دیکھ کر ہنسنے لگے تھے تم نے میری نسبت کہا تھا ابن ابی طالب دل لگی نہیں چھوڑتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر تم ان باتوں کو چھوڑ دو علی دل لگی نہیں کرتے عنقریب تم ان پر خروج کروگے اور تم انکے حق میں ظالم ہوگے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا گواہ ہے یہ امر بھی ہوا ہے۔ لیکن میں اسکو بھول گیا تھا اب کہ آپ نے مجھے یاد دلا دیا ہے میں ابھی واپس چلا جاتا ہوں اگر آپ نے اس سے پہلے اس کا تذکرہ کیا ہوتا تو واللہ میں ہرگز خروج نہ کرتا۔ لیکن یہ دیکھو میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی تصدیق کرتا ہوں یہ کہکر زبیر وہاں سے لوٹ پڑے۔ جناب ام المومنینؓ نے ان سے کہا اے زبیر تمہارے بعد فوج کا کیا حال ہوگا زبیر نے عرض کیا کہ میں کبھی شرک میں اور اسلام میں کسی موقف میں حاضر نہیں ہوا کہ اسکی نسبت مجھے پوری بصیرت حاصل نہ ہو گئی ہو۔ میں آجکے دن اپنے معاملہ میں شک رکھتا ہوں "قریب ہے کہ میں اپنے قدم دھرنے کی جگہ نہ دیکھ سکوں۔ پھر صف چیر کر مکہ کے راستہ کو روانہ ہوگئے اور تمیم کی قوم میں جا اترے عمرو بن جرموز المجاشعی نے انکی جہانی کی اور وادی سباع کی طرف انکے ساتھ ہولیا دیکھا کہ وہ رفاقت اور مونست کے طلبگار ہیں دھوکا دیکر ان کو قتل کر ڈالا۔ انکی تلوار اور انگوٹھی لیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں فتح کی مبارکباد کے لئے حاضر ہوا اور حضرت کو جناب زبیر کے قتل سے آگاہ کیا آپ نے اس سے فرمایا میں تجھے دوزخ کی بشارت دیتا ہوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخی ہوگا ابن جرموز کہنے لگا انا للہ وانا الیہ راجعون عجب معاملہ ہے کہ اگر ہم آپکے ساتھ لڑیں تو بھی ہم دوزخی بنیں اور اگر آپکی طرف سے لڑیں تو بھی دوزخی بنیں آپ نے فرمایا ابن صفیہ کے واسطے پیشتر سے پیشین گوئی ہو چکی ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے انکو بھی میدان میں بلایا اور اپنی فضیلت اور سبقت کے حقوق انکو جتائے۔ جس طرح زبیر واپس چلے آئے تھے وہ بھی واپس چلے آئے۔ اور فوج سے علیحدہ ہوگئے۔ مروان بن الحکم جو انہیں کے گروہ میں تھا اس نے انکے پاؤں پر تیر مارا یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ جنگ کے دن میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پڑھتے سنا ؎ ندمت ندامۃ الکسعی لما × شریت رضی بنی جرم برغمی۔ یعنی مجھے کسی کی ندامت جیسی ندامت حاصل ہوئی جبکہ میں نے اپنے علی الرغم بنی جرم کی رضا کو پورا کرنا اپنے آپ پر گوارا کرلیا۔ کہتے ہیں کہ جب انکو تیر لگا اور ان کا پاؤں زخمی ہوگیا۔ قعقاع رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے اب آپ جس امر کے طلبگار تھے اس سے اعراض کر چکے ہیں آپ خیمہ کے اندر گھس جائیں انکے پاؤں سے خون جاری تھا اور کہہ رہے تھے اے پروردگار عثمانؓ کے بدلے تو میری جان کو لیلے تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے جب انکا موزہ خون سے بھر گیا اپنے غلام سے کہنے لگے تو میرے پیچھے سوار ہو جا اور مجھے گرنے سے تھام لے۔ میرے لئے ایک مکان خرید کہ میں اس میں اتر پڑوں آپ اسی حال سے بصرہ میں پہنچے اور بصرہ کے باہر ویرانہ میں ایک گھر میں جا اترے اور انتقال کر گئے ذکر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص انکے پاس سے ہوکر گزرا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جناب امیرؑ کے اصحاب میں سے ہوں طلحہ کہنے لگے جلد اپنا ہاتھ بڑھا کہ میں تیرے ہاتھ پر بیعت

کروں مجھے خوف ہے کہ میں مر جاؤں اور میری گردن میں خلیفہ وقت کی بیعت نہ ہو جب وہ وفات پا گئے تو بصرہ کے بنی سعد کے قبرستان میں دفن ہوئے اس کے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر میں ہل چل پڑ گئی اور بہت جلد بھاگ گئے جناب امیر علیہ السلام کی فوج کے لوگ جناب ام المومنینؓ کی سواری کے اونٹ تک پہنچ گئے۔ جب بھاگنے والوں نے دیکھا کہ لشکر کے لوگ جمل کے پاس پہنچ گئے ہیں جس طرح کہ وہ پہلے ثابت قدم ہو کر لڑ رہے تھے اسی طرح سے یکدل ہو کر لوٹ پڑے اور دونوں لشکر کے لوگ باہم خلط ملط ہو گئے اس واقعہ سے کوئی واقعہ بڑا یا برابر نہ اس سے پہلے اور اس سے پیچھے روایت ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ اور نہ کوئی ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں کہ اس قدر لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر ڈھیر کے لگ جانے کا ذکر کیا گیا ہو تمام روز یہی کیفیت رہی جنگ کہ فریقین سے بے تعداد بہادر جمل کے گرد نہ مارے گئے۔ روایت ہے کہ جمل کی مہار ستر آدمیوں نے پکڑی ہوئی تھی ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا بلکہ سب مارے گئے انہیں میں سے محمد بن طلحہ بھی تھے کہ جمل کی مہار پکڑ کر حملہ پر حملہ کرتے تھے اور جب کسی پر حملہ کرتے تو حم لا ینصرون پڑھ لیتے انہوں نے یہ شعار جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب کا اختیار کیا ہوا تھا وہ لوگ حملہ کرتے وقت اکثر اس آیت کو پڑھا کرتے تھے جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا ہوا تھا کہ محمد بن طلحہ کو کوئی شخص قتل نہ کرے اور نہ انکو ایذا پہنچائے اور زندہ پکڑ لے۔ شریح بن اوفی العبسی نے ان پر حملہ کیا محمد بن طلحہ نے حم لا ینصرون پڑھ کر اس کے حملہ کو روکا شریح نے ایک نیزہ مارا جس سے وہ جان سے گذر گئے۔ محمد بن طلحہ بڑے زاہد اور عابد مشہور تھے اور کثرت صلوٰۃ کی وجہ سے سجاد کہے جاتے تھے اپنے والد بزرگوار کی اطاعت کی وجہ سے لڑائی میں کام آئے تھے انکی نسبت انکے قاتل شریح بن اوفی العبسی کا قول ہے کہ وہ تکلیف دینے والا نہیں تھا آنکھوں نے ایسا مسلمان کم دیکھا ہے سوا اس کے اور کسی امر پر نہیں مارا گیا کہ علی کا تابع نہ تھا۔ اور جو کوئی حق کا تابع نہ ہو آخر کار ندامت اٹھاتا ہے۔ مجھے اس نے حم پڑھ کر سنائی باوجودیکہ میرا نیزہ زخم لگا چکا تھا آیا حم پیشدستی کے آگے پڑھی جا سکتی ہے۔ میں نے اس کی قمیص کے گریبان کو نیزہ سے پھاڑ ڈالا وہ تڑپتا ہوا ہاتھوں کے بل اور منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ انکے قتل کے بعد جمل کی مہار کو عمرو بن الاشرف نے تھاما۔ جو شخص کے قریب جاتا تھا اس کو وہ تلوار سے درخت کے پتے کی طرح زمین پر جھاڑ دیتا تھا۔ حارث بن زہیر الاسدی یہ کہتا ہوا اس کی طرف بڑھا یا امنا یا خیر ام تعلم × اما ترین کم شجاع تکلم × وتختلی ھامہ والمعصم۔ اے ہماری ماں اور سب سے اچھی ماں تم نہیں دیکھتی ہو کہ کس قدر تمہارے بیٹے زخمی ہوئے ہیں اور کس قدر سر اور ہاتھ کٹ کر گر گئے ہیں۔ پس دونوں باہم وار کرنے لگے اور ایک دوسرے کے زخم سے ہلاک ہو گئے۔ بہادروں نے جمل کے گرد گھیرا ڈال لیا جو جمل کی مہار پکڑتا تھا قتل ہو جاتا تھا۔ اور مہار پکڑتے وقت اپنی حسب و نسب بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں فلاں شخص ہوں اور میرا باپ فلاں شخص تھا۔ جب عبد اللہ بن الزبیر کی نوبت پہنچی تو مہار پکڑ کر چپکے کھڑے ہو گئے۔ جناب ام المومنینؓ نے فرمایا اے شخص تو اپنی حسب نسب کو کیوں بیان نہیں کرتا۔ عبد اللہ عرض کرنے لگے میں آپکا اور آپکی بہن کا بیٹا ہوں فرمانے لگیں کیا تو عبد اللہ ہے افسوس کہ اسماء میری بہن ماتمی رہ جائے گی۔ اتنے میں اشتر آ پہنچا اور دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اشتر نے انکے سر پر چوٹ ماری جس سے خفیف سا زخم آ گیا پھر دونوں دست و گریبان ہو کر کشتی کرنے لگے یہاں تک کہ دونوں زمین پر گر گئے ابن زبیر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے مجھ کو اور مالک اشتر کو مار ڈالو لیکن وہ پہچان نہیں سکتے تھے کہ مالک کونسا ہے اور عبد اللہ کونسا ہے اگر وہ مالک کو پہچان لیتے تو ضرور مار ڈالتے۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اشتر کہا کرتے تھے جمل کے روز

مجھے ایک بہادروں کی جماعت کا سامنا ہوا لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبدالرحمن بن عتاب کے ساتھ جنگ کرتے ہی وقت پیش آئی وہ کسی سے پیش نہیں آئی مجھے اکثر ہیبت ناک بہادروں ثابت قدم والوں کا سامنا کیا ہے مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں سے نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا اس روز کے ایسے ایسے واقعات کثرت سے روایت ہوئے ہیں۔ دونوں لشکروں میں سے جمل کے گرد جسقدر لوگ مارے گئے انکا شمار مشکل ہے اور جسقدر کہ ہاتھ اور بازو کٹ کٹ کر گر گئے تھے اُنکی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام یہ دیکھ کر چلائے کہ اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالو جب لوگوں نے اس کے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا اور متفرق ہو کر دوڑے بجیر بن دلجۃ الکلبی نے جلدی سے دوڑ کر اسکی ٹانگ کاٹ ڈالی اور وہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر گیا۔ گرتے ہوئے ایسی ہولناک آواز نکالی کہ کبھی سننے میں نہیں آئی تھی جب اس کا ہودج زمین پر گرا تو ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہودج خار پشت کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور جس نے بھاگنا تھا بھاگ نکلا۔ جناب امیر علیہ السلام نے منادی کرادی کہ کوئی بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرے اور زخمیوں کے کپڑے نہ اُتارے اور کسی خیمہ میں نہ گھسے اور ہتھیار اور کپڑے اور سامان نہ لوٹے پھر اپنے مقتولوں کو درمیان میں سے ہودج کے اٹھانیکا حکم دیا اور اُم المومنینؓ کی خدمت میں اُنکے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیجکر حکم دیا کہ اس ہودج کے گرد خیمہ برپا کر دیں اور خود ملاحظہ کریں کہ جناب اُم المومنینؓ کو کوئی تیر وغیرہ تو نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے ہودج میں سر ڈال کر دیکھنا چاہا اُم المومنینؓ نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکرؓ نے عرض کیا میں آپکا قریبی اہل ہوں فرمانے لگیں کیا تو اسماء بنت عمیس خثعمیہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی بکرؓ نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں ام المومنینؓ نے فرمایا تیرے باپ کی یادگار خدا کا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے رات کے وقت محمد بن ابی بکرؓ نے انکو بصرہ میں داخل کیا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار کے پاس جو ام طلحہ الطلحات کے نام سے مشہور تھیں جا اُتارا۔ اور زخمیوں کو رات بھر کی آسائش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے اور جناب امیرؑ نے بصرہ کے باہر نزول اجلال فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے باہر نکل کر ان کو دفن کرنے لگے۔ جناب امیرؑ خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لیجاتے تھے جب کعب بن سوار کی لاش پر پہنچے تو فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ بجز چند احمقوں کے کوئی اس گروہ کا شریک نہ ہو گا۔ واللہ کعب بن سوار تو بڑے اچھے آدمی تھے۔ پھر عبدالرحمن بن عتاب کو دیکھکر فرمایا یہ شخص قوم کا یعسوب تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اس کے ارد گرد پھرا کرتے تھے اور انعام کے حاصل کرنے کے لئے اُنکے پاس جمع رہتے تھے وہاں سے طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے اور کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون یا ابا محمد افسوس ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں تڑپا ہوا پاؤں واللہ یا ابا محمد کسی نے یہ شعر کیا اچھا کہا ہے ؎ فتی کان یدنیہ الغنی من صدیقہ اذا ما ھو استغنی و یبعدہ الفقر۔ ایک جوان تونگری میں اپنے دوست کو اپنے قریب بٹھایا کرتا تھا جب اسکا دوست تونگر ہو گیا تو وہ اس کی فقیری کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا ہوا دیکھکر فرمایا اسے اس کے باپ کی اطاعت نے مار ڈالا ہے پھر آپ نے تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے مقتولوں کا جنازہ پڑھا سب کو ایک بڑی قبر میں دفن کیا اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے جمع کر کے مسجد میں رکھوا دیئے اور فرمایا کہ ہتھیار کے سوا لوگ اپنی اپنی چیز کو پہچان کر لے جائیں اور ہتھیاروں کو خزانہ میں جمع رکھنے کے لئے فرمایا کیونکہ وہ غلبہ سے

حاصل ہوئے ہیں۔ پھر آپ بصرہ میں تشریف لے گئے تمام بصرہ والوں نے یہانتک کہ زخمیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے بھی آپکی بیعت کی۔ بیعت لیکر آپ جناب ام المومنین کے پاس تشریف لائے اور اُن سے سلام علیک کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر جناب ام المومنین نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون مارے گئے ہیں۔ جب اُن سے مقتولوں کے نام بیان کئے گئے فرمانے لگیں خدا ان پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا کہ میں نے اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فلاں فلاں شخص جنت میں ہونگے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ ان دونوں لشکروں میں سے جس کسی کا دل خدا کے لئے خالص تھا اور وہ مارا گیا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا پھر جناب ام المومنینؓ کے لئے سواری اور زادراہ وغیرہ کا سامان کر کے اُن کو مکہ کیطرف روانہ کرنا چاہا اور جو لوگ بصرہ میں قیام کرنا پسند کرتے تھے اُن کے سوا جس قدر کہ لوگ حضرت اُم المومنینؓ کے لشکر کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے تھے اُنکی معیت میں روانہ کئے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں اُن کے ساتھ بھیجیں اور اُنکے ساتھ اُنکے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے۔ اور ان کی خدمتمیں ٹھہرے رہے۔ جناب اُم المومنین رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں واللہ میرے اور علیؓ کے درمیان کوئی پہلے دشمنی نہیں تھی بلکہ ایسی محبت تھی جیسے کہ عورت کو اپنے سسرال والوں سے ہوا کرتی ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا آپ سچ فرماتی ہیں سوا اس امر کے ہمارے اور ان کے درمیان میں کبھی کسی قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا وہ دنیا اور آخرت میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ پھر جناب اُم المومنین رضی اللہ عنہا مکہ کیطرف روانہ ہوئیں اور جناب امیرؑ بھی چند میل تک بطریق مشایعت ان کے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو پورے ایک دن تک اُن کی مشایعت میں رہنے کے لئے بھیج دیا جناب اُم المومنین رضی اللہ عنہا حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں پھر مدینہ کو تشریف لے گئیں۔ جب جناب امیرؑ اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہو چکے جسقدر کہ لوگ اُنکی رکاب سعادت میں حاضر واقعہ ہوئے تھے بیت المال کو ان پر تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانسو دینار ملا ہوا آپنے فرمایا اگر خدائے پاک اہل شام پر ظفریاب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائیگا قعقاع رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے ساتھ صفین کی لڑائی کو کچھ مشابہت نہیں اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیزوں کے منہ اپنے سینے پر دھر کر چھاتی کی ٹھیس سے اُنکی بھالیں جمل والوں کے بدن میں چبھوتے تھے اور وہ بھی ہم سے یہی معاملہ کرتے تھے عبد اللہ بن سنان الکاہلی کہتے ہیں کہ جمل کے دن ہم نے اس قدر تیر چلائے کہ ہمارے ترکش خالی ہوگئے اور اسقدر نیزے مارے کہ انکی بھالیں ٹوٹ گئیں۔ ہمارے سینے اُنکے سینے مثل چھلنی کے سوراخ سوراخ ہو گئے تھے۔ جناب امیرؑ علیہ السلام نے چلا کر فرمایا تھا کہ اے مہاجرین اور انصار کے نورچشمو تلواریں کھینچ لو۔ سروں کے بیچ تلواروں کے پڑنے کی صدا بالکل دھوبیوں کے پٹے کی آواز کے مشابہ تھی۔ مدینہ کے لوگ مغرب سے پہلے اس واقعہ سے آگاہ ہوگئے تھے اور اُسکی خبر اسطرح ہوئی کہ گدھ چیلیں مقتولوں کے اعضا کو لیکر اڑ جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک ہاتھ کو لیکر اُڑی وہ مدینہ میں اُسکے پنجہ سے گر گیا لوگوں نے اُسے اُٹھا کر دیکھا اُسکی انگوٹھی کا نقش پڑھا گیا اس پر عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا اس طرح سے مکہ اور مدینہ کے مابین کے باشندے بھی اس سے مطلع ہوگئے تمام مورخ جناب امیر السلام کے لشکر کے مقتولوں کی تعداد ایک ہزار ستر تک بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی اور اصحاب جمل

کے مقتولوں کی تعداد ستر ہزار سات سو تک بیان کرتے ہیں اور انکے لشکر کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے۔

جنگ صفین میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ایک ان میں سے صفین کی لڑائی ہے جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اسکا ہر ایک ایسا ہے جس کے سننے سے بہادر آدمی کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ جمل سے فراغت پاکر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل ہمدان جریر بن عبد اللہ البجلی اور عامل آذربیجان اشعث بن قیس کو بلا بھیجا اور ان سے بیعت لیکر عمل پر بدستور سابق رہنے دیا۔ پھر بصرہ سے آپ باہر نکلے اور فوج آراستہ کرکے معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی لڑائی کیلئے لوگوں سے امداد کے خواستگار ہوئے۔ یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی معلوم ہوگئی اس نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا جبکہ جناب امیر علیہ السلام بذات خاص لڑنے کو نکلے ہیں تجھے بھی بذات خود انکی لڑائی کیلئے نکلنا مناسب ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو انکے ہمراہ لیکر خط لکھا اور فوج آراستہ کرکے ایک علم عمرو بن العاص کیلئے اور ایک ایک اس کے دونوں بیٹوں عبد اللہ اور محمد کیلئے اور ایک اسکے غلام کے سپرد کیا۔ پھر دونوں یعنی جناب امیر علیہ السلام اور معاویہ رضی اللہ عنہ ایکدوسرے کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابو عمر اور بشیر بن محصن انصاری اور سعد بن قیس الہمدانی اور شبیب بن ربعی التمیمی کو بلاکر کہا تم اس شخص یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس کو خدا کیطرف بلاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کے باہمی تفرقہ کو مٹادے جس روز وہ لوگ بطریق سفارت معاویہؓ کے پاس گئے اس روز یکم ذی الحجہ ۳۶ھ ہجری کی تاریخ تھی اول بشیر بن عمرو الانصاری نے خدا کی صفت وثنا کے بعد معاویہؓ سے کہا۔ اے معاویہؓ دنیا تجھ سے زائل ہونے والی ہے اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنیوالا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ مت ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر مت گرا۔ معاویہؓ نے اس کی بات کا شکر کہا کبھی تو نے اپنے دوست اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے۔ اے ابن عمر تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے۔ بشیر بن عمرو نے کہا میں تجھے خدا سے ڈرنے اور جو کچھ کہ تیرا ابن عم تجھے کہتا ہے اسکے ماننے کے لئے کہتا ہوں۔ کیونکہ اس نے تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے۔ معاویہؓ کہنے لگا۔ کیا میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ چھوڑدوں واللہ میں کبھی ایسا نہیں کرسکتا پھر سعد بن قیس اور شبیب بن ربعی گفتگو کرنے لگے۔ معاویہؓ نے انکی گفتگو کی طرف التفات نہ کرکے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ شبیب نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے خدا کی قسم کہ ہم تجھ سے پہلے تلوار کے ساتھ تیری طرف عجلت کرینوالے ہیں یہ کہہ کر وہ معاویہ کے پاس سے واپس چلے آئے اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں۔ کہ معاویہؓ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدوم سے پیشتر صفین پر پہنچ کر اپنے لشکر کے لئے ایک عمدہ موقعہ اختیار کر لیا۔ فرات پر اُترنے والے کے واسطے اس گرد و نواح میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور وہاں بڑے بڑے اونچے ٹیلے تھے جہاں پر سے گھاٹ دور تھا۔ اور پانی کا لینا دشوار تھا۔ معاویہؓ نے ابوالاعور السلمی کو جو اُس کے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا چالیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لئے متعین کیا جناب امیرؑ اور جناب امیرؑ کے لشکر کے نوّے ہزار عراق کے باشندے وہاں ہتھیار تلواریں اپنے کندھے پر دھرے ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کو بھی پانی پینے کے واسطے چھوڑ دینا چاہئے معاویہؓ نے جواب دیا۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح سے عثمان رضی اللہ عنہ پیاسے مر گئے ہیں اسی طرح سے یہ لوگ بھی پیاس سے مر جائیں تو بہتر ہے جناب امیرؑ علیہ السلام نے اشعث کو حکم دیا کہ چار ہزار سوار لیکر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ اور اُنکو پریشان کر کے اپنے آدمیوں کو پانی پلاؤ۔ ہم باقی سوار اور پیادے لیکر تمہارے پیچھے آتے ہیں اشعث وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب امیرؑ انکے پیچھے ہوئے اور معاویہؓ کی فوج میں گھس گئے ابوالاعور کی فوج کو گھاٹ کے راستہ سے ہٹا دیا۔ جس مقام پر کہ معاویہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں جا اُترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ یا ابا عبداللہ اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس طرح سے ہم نے اس کو پانی سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں روک دیگا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جبتک کہ تو اس کی اطاعت میں داخل نہ ہو جائے۔ یہ تجھے پانی کا ایک قطرہ دینے پر راضی نہ ہوگا۔ معاویہؓ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیجکر گھاٹ کی آمد و رفت اور اپنے لشکر کے لئے پانی پینے کیواسطے اذن مانگا۔ جناب امیرؑ علیہ السلام نے ان کو اذن عطا فرمایا ✢

پھر جناب امیرؑ نے اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم کے بزرگ کو سوار دیکر جنگ کیلئے میدان میں بھیجنے لگے۔ انکے مقابلہ میں معاویہؓ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت بھیجتا رہا۔ اور باہم لڑائی ہوتی رہی۔ کبھی جناب امیرؑ خود بدولت اور کبھی مالک اُشتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور کبھی زیاد بن حفص التمیمی اور سعید بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن سعد الانصاری لڑنے کے لئے نکلا کرتے تھے۔ اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید اور کبھی الاعور السلمی وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ کے تمام مہینہ میں اسی طرح پر جنگ ہوتی رہی۔ کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آگیا اور ہجری سینتیسواں سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب کے مطابق لڑنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور طرفین میں صلح کی امید پر قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار نہ پائی۔ صفر کی پہلی تاریخ کو جناب امیرؑ نے اہل شام میں منادی کرنیکا حکم دیا۔ کہ اے شام والو امیر المومنینؑ فرماتے ہیں میں نے تمکو حق کی طرف بلایا تم نے اُس کی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز نہیں آئے۔ اور نہ تم نے اطاعت قبول کی۔ خدا تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو پیار نہیں کرتا۔ پھر جناب امیرؑ نے کوفہ کے سواروں پر مالک اشتر کو اور بصرہ کے سواروں پر سہل بن حنیف کو اور کوفہ کے پیادوں پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر معقل بن قیس کو مقرر کر کے اپنا علم ہاشم بن عتبہ کو دیا اور میدان میں تشریف لے آئے۔ معاویہؓ بھی اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آکھڑا ہوا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو شام کی فوج میں سے ایک دلاور تجربہ کار شہسوار

عزاقی نامی باہر نکلکر دونوں صفوں کے درمیان میں آکر مبارز طلب کرنے لگا۔ اہل عراق میں سے عبید المرادی اس کے
مقابلہ کو نکلا پہلے باہم نیزہ بازی کرتے رہے۔ پھر تلوار لگانے لگے۔ شامی نے اُس کو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اس کا
سر کاٹکر پیشانی کے بل زمین پر اوندھا کرکے رکھ دیا اور گھوڑے پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا ازد کے قبیلہ کا ایک
نوجوان مسلم بن عبد الرحمٰن نامی اُس کے مقابلہ کو نکلا۔ اس شامی نے اسکے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو اس سے پہلے
جوان کیساتھ کیا تھا یہ کرکے پھر مبارز طلب کرتا ہوا کھڑا ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام لباس بدلکر اُسکے مقابلہ کو نکلے
شامی انکو پہچان نہ سکا جناب امیرؑ نے پیشدستی کرکے کندھے پر تلوار ماری کہ اُسکا ایک کندھا کٹ گیا اور وہ زمین
پر گر گیا۔ آپ گھوڑے پر سے اُترے اور اس کا سر تن سے جدا کرکے اُس کا منہ آسمان کیطرف پھیر کر زمین پر رکھ دیا
اور گھوڑے پر سوار ہو کر مبارز طلب فرمانے لگے شام کا ایک اور شاہسوار آپکے مقابلہ پر نکلا آپ نے اُس کیساتھ بھی
وہی معاملہ کیا جو اُس کے پہلے دوست کیساتھ کیا تھا۔ اس طرح سے سات سوار یکے بعد دیگرے آپکے مقابلہ پر نکلے
آپ اُنکے ساتھ اسی طرح پیش آئے۔ جس طرح سے کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھ کر شام کے لوگ
آپ کے سامنے سے ہٹ گئے پھر اور کوئی آپکی مبارزت پر پیشقدمی نہ کر سکا۔ آپ دونوں صفوں کے درمیان میں
ٹہلنے لگے۔ تغیر لباس کی وجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے معاویہؓ کا ایک غلام تھا جس کو کہ حرب
کہتے تھے۔ یہ شخص بہادری میں شہرۂ آفاق تھا۔ معاویہ نے اُس سے کہا اے حرب تو اس سوار کے مقابلہ میں جا
اور اس کو قتل کرکے میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اُس نے تیرے کتنے دوست مار ڈالے ہیں۔ حرب کہنے لگا
میں اس سوار کے مرتبہ کو خوب تاڑ چکا ہوں اگر تیری تمام فوج بھی اُس کے مقابلہ پر نکلے گی تو یہ اسکو بھی فنا کر دیگا
اگر تیرا یہی منشا ہے کہ میں اُس کے مقابل جاؤں تو یہ سمجھ لے کہ اُسکے ہاتھ سے میری موت آچکی ہے نہ اس کے سوا
کسی اور مقابلہ میں بھیجکر دیکھ لے۔ معاویہؓ کہنے لگا میں ہرگز تیری موت کا خواستگار نہیں۔ تو اپنی جگہ پر ٹھہر
تاکہ تیرے سوا کوئی اور شخص اُس کے مقابلہ کو نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام بآواز بلند فرمانے لگے اے شامیو تمہیں
کیا ہو گیا ہے کہ تم میں سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا پھر آپ نے اپنے سر اقدس سے مغفر اُٹھایا سب لوگ آپ کو
پہچان گئے اور آپ اپنے لشکر کی طرف واپس ہو گئے پھر ایک روز اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں لشکر آمنے سامنے
کھڑے تھے شام کے بہادروں میں سے ایک شخص جو کریب بن الصباح کے نام سے مشہور تھا میدان میں دونوں
صفوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر مبارز طلب کرنے لگا عراق کے لوگوں میں سے ایک شہسوار جس کا نام مرتفع الخولانی تھا اُسکے
سامنے گیا شامی نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر حارث الحکمی اُسکے ساتھ لڑنے نکلا وہ بھی اُس کے ہاتھوں سے مارا گیا
جناب امیر علیہ السلام نے اُس کی جلادت کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہو کر اُس کے سامنے تشریف لیگئے اور اُس
سے پوچھ کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے جواب دیا مجھے کریب ابن الصباح الحمیری کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے کریب میں تجھے
کہتا ہوں کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری نگاہوں میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر جو ہمارا حال ہے
وہی تیرا بھی ہو تو بہتر ہے تو خدا کے عذاب سے اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہؓ تجھے جہنم میں نہ لیجائے۔ کریب نے
کہا یا علیؑ اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی تلوار چمکانے لگا۔ جناب امیرؑ
نے اُس کے پاس جاکر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک آدھ گھڑی تک آپس میں چوٹیں چلتی رہیں۔ جناب امیرؑ

نے سبقت فرما کر ایک ایسی ضرب لگائی۔ کہ وہ قتل ہو کر زمین پر گر گیا۔ آپ اس سے فارغ ہو کر پھر شامیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہل من مبارز پکارنے لگے اس کا بھائی حارث الحمیری آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ نے ایک ہی تلوار میں اس کا کام بھی تمام کیا۔ اسی طرح سے چار آدمی اس روز آپ کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقين یعنی حرمت کا مہینہ مقابل حرمت کے مہینے کے اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے تم پر زیادتی کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے پھر آپ نے چلا کر فرمایا اے معاویہ میری اور تیری لڑائی ہے بیچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے تو خود میرے سامنے آ تاکہ جو فتحیاب ہو اس کے ساتھ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا مجھے آپکے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپنے عرب کے یہ چار نامور درندے مار ڈالے اب ہم نہیں پر آپ کفایت کرتے ہیں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن داؤد چلایا کہ اے ابن ابی طالب اگر معاویہ آپکے مقابلہ سے ڈرتا ہے تو آپ میرے مقابل تشریف لائیں۔ جناب امیرؑ اسکی طرف بڑھے۔ عروہ نے پیشقدمی کر کے ایک وار چلایا جو اوچھا پڑا جناب امیرؑ نے بڑھ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا سیدھا جہنم کو چلا جا۔ عروہ کا مارا جانا شامیوں پر نہایت گراں گزرا۔ کیونکہ وہ انکے مشہور بہادروں میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی اور حضرت امیرؑ اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک اور روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالمقابل کھڑے ہوئے تھے۔ جناب امیرؑ حسب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹہل رہے تھے عمرو بن عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ امیرؑ نے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا تاکہ کہیں معاویہؓ سے آمنا سامنا ہو جائے اور یہ روز کا ٹنٹا نبٹ جائے۔ اس وجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔ یا قادة الکوفة یا اهل الفتن × اضربکم ولا اری ابا الحسن × اے کوفہ کے سپہ سالار × اور اے فتنہ کے جگانے والو میں تمہیں مار ڈالونگا۔ اور ابو الحسنؓ کا لحاظ نہیں کرونگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس پر حملہ کیا اس نے حضرت کو پہچان لیا۔ اور میدان سے ڈر کر بھاگا آپنے لپک کر اسے نیزہ مارا نیزہ اس کی زرہ کے حلقہ میں گڑھ گیا اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیرؑ اب مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کیا حضرت نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے لشکر میں واپس چلے گئے۔ عمرو بن عاص وہاں سے اٹھ کر خوف زدہ معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ اسے دیکھ کر ہنسنے لگا۔ عمرو بن عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری شرمگاہ بھی اسی طرح ننگی ہو جاتی جس طرح سے کہ میری ننگی ہو گئی تھی اگر اس وقت میں جناب امیرؑ واپس نہ جاتے تو تیرے عیال کو ضرور یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا میں نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم تمسخر کی برداشت نہیں کر سکتے ہو تو ہرگز ایسا ذکر نہ کرتا۔ عمرو بن عاص نے کہا میں تمہارے مسخرا پن سے خفا نہیں ہوتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اور وہ گر جائے اور دوسرا اس کے مارنے سے دستکش ہو کر اس کو قتل نہ کرے تو آسمان اس پر خون کے آنسوؤں سے روتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لئے فضیحت اور

رسوائی دنیا میں یادگار رہ جاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے اُنکو نہیں پہچانا تھا اگر میں انکو پہچان لیتا تو کبھی انکی طرف قدم نہ اٹھاتا۔ پھر معاویہؓ کے لشکر سے شہسواروں میں سے بشیر ابن ارطاۃ نے جو شجاعت میں مشہور تھا جناب امیرؑ کے پکارنے کو سُنا کہ آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے ہیں اور معاویہ مقابل جانے سے جان چراتا ہے۔ اس لیے اُس نے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا کہ میں علیؑ کے مقابل جانا چاہتا ہوں۔ شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے انکی شہرت عرب سے کم ہو جائے۔ لاحق نے کہا اگر تو اپنے میں اُنکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کر ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادروں کو نگلنے والا ہے۔ فانت لہ یا بشیر ان کنت مثلہ ٭ والا فان اللیث للضبع آکل ٭ متی تلقہ فالموت فی راس رمحہ ٭ و فی سیفہ شغل لنفسک شاغل ٭ اے بشیر اگر تو اس کی مانند ہے تو اُس کے ساتھ لڑائی کا قصد کر ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر کفتار کو کھانیوالا ہے۔ تو کب اُس کے پاس جا سکتا ہے کیونکہ اُس کے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اُسکی تلوار میں تیری جان کے ساتھ سروکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہو۔ بھلا موت کے سوا اور تو کوئی بات نہیں ہے۔ پھر جو کچھ ہو سو ہو۔ میں اس کے مقابلہ کے لئے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر بشیر میدان میں گیا۔ جناب امیرؑ نے دیکھ کر اس پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نیولی سے زمین پر چت گر پڑا۔ اور اپنی دونوں ٹانگیں اُٹھا کر شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیرؑ نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ بشیر کود کر کھڑا ہو گیا اُس کے سر سے مغفر اُتر گئی۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اُسے پہچان کر جناب امیرؑ سے عرض کیا یا امیر المومنینؑ یہ بشیر بن ارطاۃ آپ اس کو زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگرچہ بشیر بن ارطاۃ بھی ہے تو بھی اسکی شکل گم ہونے دو جس بات کا یہ مستحق ہے وہی اس پر وارد ہو۔ پھر بشیر گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ ہنس کر کہنے لگا کہ کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے جناب امیرؑ کی فوج میں سے کوفہ کے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا اے اہل شام تمکو حیا نہیں آتی تمکو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھول دینا خوب سکھا دیا ہے۔ بشیر عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص بشیر کو دیکھ کر آپس میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے شام کے باشندے نہایت خوف زدہ ہو گئے اور کسی کو آپکی مبارزت پر جرأت کرنے کی جسارت نہ رہی۔ ایک دفعہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام جس کا نام احمر تھا میدان میں آیا اُس کے مقابلہ میں کیسان حضرت امیرؑ کا غلام لڑنے کو نکلا۔ احمر نے اسے قتل کر ڈالا۔ جناب امیرؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہہ کر آپ نے اُس پر حملہ کیا وہ غلام بھی تلوار کھینچ کر جناب امیرؑ پر حملہ آور ہوا جناب امیرؑ اُسکی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جا کر ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھا لیا۔ اور زمین پر دے ٹپکا کہ اسکی ہڈی پسلی چور چور ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حریث کو جو نامی بہادر تھا۔ جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے سے ڈرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جناب امیرؑ بھیس بدل کر اور میدان میں نکل کر مبارز طلب فرماتے تھے عمرو بن العاص نے حریث کو کہا جا اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کرنے سے اسکو مت چھوڑ۔ حریث میدان میں گیا وہ جناب امیرؑ کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گذری کہ جناب امیرؑ نے اُسکے سر کے چاند پر تلوار ماری جس سے گھوڑے سے وہ گھائل ہو کر زمین پر گر گیا معاویہ اور اہل شام تاڑ گئے کہ یہ جناب امیرؑ ہیں۔ معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانیکا نہایت قلق گذرا۔ عمرو بن عاص سے کہنے لگا تو نے میرے غلام کو مروا ڈالا ہے۔ کیونکہ تو نے تحریک کر کے اُسے میدان میں بھیجا تھا

پھر ایک روز اتفاق ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام کے دوست عباسؓ بن ربیعہ الہاشمی میدان میں نکلے اُدھر سے معاویہ کے دوستوں میں سے غرار اُن کے مقابلہ کو آیا عباسؓ سے کہنے لگا اے عباسؓ تو میرے ساتھ پیدل اُتر کر جنگ کریگا؟ یہ کہکر دونوں گھوڑے سے نیچے اُترے اور جنگ کرنے لگے دونوں لشکر کھڑے دور سے دونوں بہادروں کی کارستانیاں دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا پھر دوبارہ جنگ کرنے لگے عباس بن ربیعہ کو شامی کی زرہ کا بند ایک جگہ سے ڈھیلا نظر آیا عباسؓ کی تلوار نہایت تیز تھی عباسؓ نے اس کی زرہ کے ڈھیلے بند کے بیچ بیچ میں تاک کر ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا لوگوں نے یہ ہاتھ کی صفائی دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور حیران رہ گئے معاویہ اور دیگر اہل شام کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ علی لباس بدل کر میدان میں آئے ہوئے ہیں۔ عباسؓ وہاں سے لشکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر تک دونوں صفوں کے درمیان ٹہلتے رہے۔ پھر اپنے مکان کو واپس چلے گئے۔ معاویہؓ نے اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی ہے جو میدان میں جاکر اس سوار کو قتل کرے ہیں اس قدر انعام دونگا یہ سن کر باشندگان یمن میں سے بنی لخم کے دو نوجوان اُٹھ پڑے کہ ہم اس مہم کو انجام دیں گے۔ معاویہ نے کہا جو شخص کہ تم دونوں میں سے اس سوار کے قتل کرنے پر سبقت کریگا جو کچھ کہ میں نے وعدہ کیا ہے اس سے پورا کرونگا اور دوسرے شخص کو بھی اسی قدر انعام دونگا دونوں ملکر میدان میں گئے اور مبارزت کے مقام پر پہنچکر چلائے اے عباس ہمارے مقابلہ کے لئے باہر نکل۔ عباسؓ کہنے لگے میں اپنے آقا سے اجازت لے کر میدان میں آتا ہوں۔ وہاں سے جناب امیرؑ کی خدمت میں اذن لینے کے واسطے گئے جناب امیرؑ نے ان کو اپنے پاس بلا کر ان کے ہتھیار اپنے زیب تن فرمائے اور انکے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لے گئے اس وقت جناب امیرؑ اور عباس میں فرق کرسکنا دشوار تھا۔ دونوں لخمیوں نے آپ سے کہا اے عباسؓ آپ اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہیں آپ نے انکے جواب میں اس آیت کو پڑھا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر کہ اذن دیا گیا ہے واسطے اُن لوگوں کے کہ لڑائی کرتے ہیں وہ بسبب اس کے کہ وہ ظلم کئے گئے ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ اُن کے فتح دینے پر قادر ہے ان دونوں میں سے ایک نوجوان نے آپ پر حملہ کیا آپ نے اُسکی ناف پر تلوار ماری اور اس صفائی سے کاٹ ڈالا کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپکا وار خالی گیا ہے لیکن جب گھوڑا اچھلا تو اُس کے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے جوان پر حملہ کر کے اُس کو بھی اُس کے دوست کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پھیرتے رہے معاویہ تاڑ گیا۔ کہ یہ جناب امیرؑ ہیں کہنے لگا کہ خدا ناحق کی جھنجھٹ کا ستیاناس کرے جناب امیرؑ تو بیٹھے ہوئے تھے میں نے خود سوار ہو کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا رسوا تو لخمی ہوئے جو مارے گئے۔ معاویہ نے کہا فرک خاموش رہ تیرے بولنے کا وقت نہیں عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں تو خدا تعالیٰ لخمیوں پر رحم کرے اور میں جانتا ہوں کہ خدا نے اُن پر ضرور رحم کیا ہوگا۔ اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور ہے لیلۃ الہریر کا واقعہ نہایت ہی حیرت ناک ہے اس رات میں جناب امیرؑ جس وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو بآواز بلند تکبیر پڑھتے شمار کیا گیا کہ اس رات میں آپ نے پانسو تیس تکبیریں پانسو تیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑھیں لوگ اس رات میں سیل کی طرح سے موجزن تھے اور جس طرح سے نرمشی سے پھیرتا ہے پھر رہے تھے۔ جب صبح نمودار ہوئی

مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی۔ صبح کو جناب امیرؑ اور آپکا سارا لشکر میدان کارزار میں مصروف کشت و خون تھا۔ آپ قلب میں رونق افروز تھے میمنہ میں مالک اشترؓ و میسرہ میں عبداللہ بن عباسؓ گرم پیکار تھے جناب امیرؑ کی فوج پر فتحمندی کے آثار نمایاں تھے مالک اشترؓ میمنہ سے مصروف تیراندازی تھے کبھی اپنے لشکر سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر ڈالو اور کبھی کہتے تھے کہ اس کمان کے فاصلہ سے تیر چلاؤ۔ اور کبھی یہ کہتے تھے کہ اسی انداز سے تیر پھینکتے رہو۔ جب جناب امیرؑ نے دیکھا کہ مالک اشتر فتح پانیکے قریب ہیں آپنے انکی مدد کیواسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج سست ہو چکی ہے اور عراق والے غالب آگئے ہیں شامی بھاگنے پر کمربستہ ہیں ابن عاص سے کہنے لگا اس وقت کوئی تدبیر ایسی ہو کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں اور عراق والوں میں پھوٹ پڑجائے ابن عاص نے کہا ہاں یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید نیزوں کیساتھ باندھ کر علم کر دیں اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی کتاب ہمارے تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے قبول کر لیا تو ہم لڑائی کو دوسرے وقت پہ ڈال دیں گے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا تو بعض ضرور یہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کو ماننا چاہیے۔ اس وجہ سے انمیں پھوٹ پڑجاویگی۔ پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھکر علم کر دیئے اور کہا اے اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے جب لوگوں نے کلام اللہ کو نیزوں سے بندھا ہوا دیکھا کہنے لگے ہمکو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیے۔ جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا اے بندگان خدا اپنے حقوق کو مت چھوڑو معاویہ اور ابن عاص اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک کو میں خوب جانتا ہوں۔ یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں۔ مجھے لڑکپن اور جوانی میں اُن سے صحبت رہی ہے۔ بخدا ان لوگوں نے ازراہ مکر و فریب قرآن شریف کو نیزوں پر باندھکر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں۔ اور بھاگنے پر آمادہ ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے لوگوں نے لڑنے سے انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں ان سے صرف اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں۔ لیکن وہ خدا کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے ہیں۔ انہوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔ مسعود بن فدک التمیمی اور زید ابن حصین الطائی جناب امیرؑ سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں نے آپکو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ انکی دعوت کو قبول کریں ورنہ ہم آپ کو پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں گے جناب امیرؑ اور ابن عباسؓ لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن مالک اشترؓ بدستور لڑتے رہے۔ لوگوں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا کہ آپ مالک اشترؓ کو بلالیں تاکہ وہ بھی لڑائی سے دستکش ہو جائیں جناب امیرؑ نے یزید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشترؓ کو جا کر یہ کہو کہ میرے پاس چلا آئے اشترؓ نے یزید سے کہا۔ کہ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کر کہ یہ وقت میرے آنے کا نہیں آپ اس وقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آرہے ہیں۔ یزید بن ہانی نے جناب امیرؑ سے اشترؓ کا پیغام عرض کیا۔ آپ نے دوبارہ اشترؓ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یہاں فتنہ برپا ہو گیا ہے۔ تم جلدی چلے آؤ۔ اشترؓ دوڑتے ہوئے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ جس وقت کہ شامیوں نے نیزوں پر قرآن اٹھائے ہوئے تھے مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پھوٹ پڑجائے گی یہ قرآن نیزوں کے ساتھ باندھنا بیشک ابن عاص کا مشورہ ہے پھر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے عراق والو

اے ذلت خواری کے آشناؤ اب تم غالب ہونے کے قریب تھے اُنہوں نے تمہیں غلبہ پاتے دیکھ کر نیزوں پہ قرآن شریف بلند کر دیئے مجھے دم بھر چھوڑ دو فتح ابھی ابھی ہوئی جاتی ہے لشکر کے لوگ کہنے لگے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دیں کیونکہ تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں اشتر نے کہا تم مجھے یہ تو بتاؤ بھلا تم کس وقت حق پر تھے آیا جس وقت تم لڑ رہے تھے اور شامی تمہارے لوگوں کو قتل کر رہے تھے بلکہ اب اس وقت تم نے اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لئے ہیں۔ لشکر کے لوگ کہنے لگے اے اشتر ان باتوں کو چھوڑ دے ہم اسکے ساتھ صرف خدا کے لئے لڑتے تھے اب محض خدا کے لئے ان کو چھوڑتے ہیں اشتر نے کہا کہ تم دھوکا دے رہے ہو اور دھوکا کھا رہے ہو تم نے عزت کو چھوڑ کر روسیاہی کی زندگی کو قبول کر لیا ہے ہم تمہاری نماز کو دنیا و آخرت میں زہد اور خدا کے ملنے کے شوق کے لئے سمجھتے تھے ہیں دنیاوی حرص کے سوا اور کوئی تمہاری مراد نہیں دیکھتا تم گوبر کھانے والی گائے کی مانند ہو کبھی تم عزت کا منہ نہیں دیکھو گے۔ اے ظالمو میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اشتر نے اُن کو بُرا بھلا کہا وہ اشتر کو بد دعا کہنے لگے جناب امیرؑ ان پہ اور مالک اشتر پہ چلائے تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنایا جائے اشعث بن قیس نے جناب امیرؑ سے عرض کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس امر کی نسبت شامیوں نے ہمیں دعوت دی ہے اُسی پہ ہمارے لوگ بھی راضی ہو بیٹھے ہیں کہ قرآن مجید کو ان کے درمیان حکم قرار دیا جائے۔ اگر آپ کی منشا ہو تو میں معاویہ سے پوچھ آؤں کہ انکی غرض کیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا جاؤ پوچھ آؤ۔ اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ اے معاویہ تم نے قرآن شریف نیزوں پہ کیوں بلند کئے ہیں معاویہ نے کہا اس سے کہ ہم اور تم خدا کی کتاب اور اس کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اشعث نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے وہاں سے واپس آ کر جناب امیرؑ کی خدمت میں معاویہ کی تمام گفتگو بیان کی سب لوگ کہنے لگے ہم بھی اسی بات پر راضی ہیں۔ پھر اہل شام نے کہا ہم تو ابوموسیٰ کی حکومت پہ راضی ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا تم نے میری نافرمانی کی ہے اب تو مت کرو۔ میں ابوموسیٰ میں حکومت کی لیاقت نہیں پاتا وہ ضعیف الرائے ہے عمرو بن عاص کے مکر سے واقف نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور مسعر بن فدکی کہنے لگے ہم اس کے سوا کسی پہ راضی نہیں۔ جس پیچ میں کہ ہم پڑے ہیں اُس نے ہمیں اس سے پہلے ہی ڈرایا تھا ہم اس کے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ابوموسیٰ سے یہ بات پوری نہیں ہو سکے گی۔ ابن عباسؓ موجود ہیں۔ اگر تم کہو تو میں ان کو حکومت پہ مقرر کر دوں وہ لوگ کہنے لگے بخدا ہم اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے اس کا حکم ہونا تو خود آپ کا اپنے لئے حکم بننا ہے ہم ایسے شخص کو مقرر کرتے ہیں جو آپ کا اور معاویہ کا برابر طرفدار ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بس چھوڑ دو کہ میں اشتر کو مقرر کر دوں۔ وہ بولے اشتر ہی نے تو یہ آگ لگائی ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا جبکہ تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوموسیٰ کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جو چاہو سو کرو ابوموسیٰ ان دونوں گروہوں سے الگ لڑائی میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ ان کا غلام ان کے پاس اس خبر کے پہنچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ دونوں گروہوں میں مصالحت ہو گئی۔ ابوموسیٰ نے صلح کی خبر سن کر کہا الحمد للہ پھر غلام نے بیان کیا کہ تم کو لوگوں نے حکم مقرر کیا ہے۔ کہنے لگا انا للہ وانا الیہ راجعون جب ابوموسیٰ جناب امیرؑ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے احنف بن قیس

بھی لڑائی سے الگ تھے وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یاامیرالمومنینؑ ابن عباس نے آپکو زمین پر پٹک دیا ہے میں ابوموسیٰ کی واپسی سے متعجب ہوں میں تھوڑی دور تک اُس کے ہمراہ ہو لیا تھا میں اس کو کند زبان اور بہت چھوٹی عقل کا آدمی پاتا ہوں وہ ان لوگوں کی اصلاح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ان کے واسطے ایسا شخص چاہیئے جو اس کے پاس رہکر پھر آسمان کے تارے کی طرح سے ان سے دور رہے اگر آپ مجھے حکم بناتے تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا۔ ورنہ آپنے مجھے ابوموسیٰ کیساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بنایا ہوتا عمرو بن عاص نے میرے سامنے کوئی ایسی گرہ نہیں لگائی کہ میں نے اس کو کھول دیا ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا لوگ ابوموسیٰ کے سوا کسی پر راضی نہ تھے۔ پھر ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص عہدنامہ لکھنے کے لیے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہدنامہ لکھنا شروع کیا جس کا عنوان یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہدنامہ ہے کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابوسفیان اور ان دونوں کیساتھ والوں کے حسب منشا لکھا جاتا ہے عمرو بن عاص نے کاتب سے کہا۔ جناب علیؑ آپ لوگوں کے امیرالمومنینؓ ہیں ہمارے امیر نہیں امارت سے آپکا نام محو کر دے احنف بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہرگز محو نہ کریں۔ اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر ڈالیں اگر آپ نے اپنا نام امارت سے مٹا دیا مجھے خوف ہے کہ پھر کبھی امیرالمومنین کا نام اپنے لئے قائم نہ کرسکیں گے آپ نے بھی محو کرنے سے انکار فرمایا اشعث بن قیس اس امر میں بحث کرنے لگا اس لئے آپ کا نام مٹا دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر سنت کے مقابل سنت پوری ہوگئی۔ سنجدا صلح حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہدنامہ تھا جبکہ میں نے محمد رسول اللہ لکھا کفار کہنے لگے آپ رسول اللہ نہیں ہیں یا علی تم آپکا اسم مبارک اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک لکھو۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لئے حکم دیا میں نے عرض کیا مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا مجھے وہ مقام بتا دے میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے اُسے مٹا دیا۔ اور فرمایا عنقریب تجھ سے بھی ایسی خواہش کی جائے گی اور تجھ کو بھی لوگوں کا کہنا ماننا پڑے گا۔ پھر جناب امیر نے کاتب سے فرمایا۔ لکھ یہ وہ عہدنامہ ہے کہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کی حسب منشا لکھا گیا ہے کہ ہم خدا کے حکم اور اس کی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جب یہ کہ موت کا حکم دے ہم بھی اس کی موت پر راضی ہونگے اور جس کو وہ زندہ کرے ہم بھی اس کی زندگی پر راضی رہیں گے۔ پس ابوموسیٰ الاشعری اور عمرو ابن العاص اس کیلئے حکم مقرر کئے گئے ہیں۔ جو کچھ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائیں گے اُس پر حکم دینگے اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر مفرقہ کی طرف رجوع کرینگے۔ دونوں منصفوں نے جناب علی اور معاویہ اور ان دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے اور دونوں ان کے اہل وعیال اور جان ومال کے امین ہیں۔ اور جو فیصلہ کہ دونوں منصف بیان کریں گے اُس کے اجرا میں تمام امت ان کی معاون ہوگی شرط یہ ہے کہ دونوں منصف تمام اُمت کی نسبت فیصلہ کریں نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے مہینے تک ان دونوں کو مہلت دی جاتی ہے۔ اور اگر ان دونوں کا منشا ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دے سکتے ہیں اور فیصلہ بیان کرنے کا مقام ایسا ہونا چاہیئے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو عہدنامہ اشعث بن

میں نے انکو کہتے ہوئے سنا تھا۔ کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے جا ملیں گے۔ عمرو بن عاص نے ابن حوی سے کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہوا افسوس ہے کہ تیرے ہاتھ نے اس پر فتح حاصل کی لیکن تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ پر ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابو الغادیہ حجاج کے زمانے تک زندہ تھا ایک دن حجاج کے پاس کسی ضرورت کیلئے گیا اس نے اسکی خوب آؤ بھگت کرکے پوچھا کہ عمار بن یاسر کو تو نے ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے چوڑے چکلے آدمی کو قیامت میں دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ پھر ابو الغادیہ نے اپنی ضرورت بیان کی حجاج نے اس کے پورا کرنے سے انکار کیا اور کہنے لگا ہم ان لوگوں کو دنیا کیونکر دے سکیں جبکہ انکو اس سے کچھ بھی نہیں دیا گیا۔ اس پر یہ خیال کرتا ہو کہ یہ قیامت میں عظیم الباخ ہوگا۔ لوگوں نے حجاج سے پوچھا عظیم الباخ کسے کہتے ہیں۔ حجاج نے کہا عظیم الباخ اس قوی ہیکل آدمی سے مراد ہے جس کے دانت مثل احد کے اور ران مثل جبل ورقان کے ہوں اور اس کا ایک چوتڑ مدینہ میں اور ایک ربذہ میں ہو۔ واللہ اگر عمار کو ساری دنیا کے لوگ آپس میں مل کر قتل کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں دھکیل دیتا۔ عبد الرحمن السلمی روایت کرتے ہیں کہ جب عمار شہید ہو گئے ہیں معاویہ کے لشکر میں گیا عمرو بن العاص اور ابو الاعور کو تسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا میں نے اپنے گھوڑے کو انکے لشکر میں ڈالدیا تا کہ ان کی باتیں خوب غور سے سنوں عبد اللہ اپنے والد عمرو بن العاص سے کہہ رہا تھا۔ ابا جان آج تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا عمرو بن العاص نے کہا کیا فرمایا تھا۔ عبد اللہ نے کہا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کے بنانے کے وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ آخرت میں دگنا اجر پانے کے لئے دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا تم سنتے ہو عبد اللہ کیا کہتا ہے معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمرو بن العاص نے عبد اللہ کی روایت کو بیان کیا معاویہ نے کہا کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے؟ بلکہ اس نے قتل کیا ہے جو اپنے ساتھ مروانیکے لئے لایا تھا یہ سن کر لوگ اپنے اپنے خیمہ گاہ سے باہر نکل آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اس نے قتل کیا ہے جو ان کو اپنے ہمراہ لایا تھا عبد الرحمن السلمی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز تھی یا کہ اس کے لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب امیر علیہ السلام نے ربیعہ اور ہمدان کی قوموں سے کہا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو قریب بارہ ہزار آدمی کے جناب امیر کے ساتھ ہو گئے آگے آگے جناب امیر خچر پر سوار تھے اور پیچھے پیچھے آپکے سب لوگ ہو لئے سب نے متفق ہو کر حملہ کیا تو اہل شام کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ پھر جناب امیرؑ نے چلا کر فرمایا اے معاویہ لوگ ہمارے درمیان کیوں مارے جائیں۔ تو خود فوج سے باہر نکل آ۔ تا کہ میں خدا کے سامنے تجھ سے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنے حریف کو مار ڈالے تمام امور اسی کی ذات سے متعلق ہو جائیں۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا جناب امیرؑ نے انصاف کی بات بیان فرمائی ہے۔ معاویہؓ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی نہیں کہی تو اچھی طرح جانتا ہے کہ کوئی شخص ان کے مقابلہ پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے ان سے مقابلہ کرنا کیا بھلا معلوم ہوتا ہے معاویہؓ نے کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد تجھے شام کی امارت کے واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے۔

قیس اور عدی بن حجر اور سعید بن قیس الہمدانی اور عقبہ بن زیاد الحضرمی اور یزید بن حجرۃ التمیمی اور مالک بن کعب الہمدانی حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے اور ابوالاعور السلمی اور حبیب بن مسلمہ وغیرہ معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ اشعث نے عہد نامہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور عہد نامہ بدھ کے روز تیرھویں صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ دومۃ الجندل میں منصفوں کا اجتماع ہونا چاہیے۔ بعد ازاں صفین سے لوگ واپس چلے آئے۔

علامہ مسعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس روز تک ٹھہرنا پڑا تھا۔ آپ کے لشکر میں سے جو لوگ کہ نائل رتبہ شہادت ہوئے انہیں میں پچیس اہل بدر تھے۔ چنانچہ عمار بن یاسر معروف با ابن سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی میں سے تھے جن کی عمر اسوقت ترانوے برس کی تھی حضرت امیرؑ کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں۔

علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں حبہ ابن العرنی سے ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں بڑھنے سے نہایت خائف ہیں آپ کوئی طریق اس سے بچنے کا بتادیں۔ وہ کہنے لگے جس گروہ میں کہ ابن سمیہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس کو راستہ سے بھٹکا ہوا باغیوں کا گروہ قتل کرے گا اور دنیا سے اس کی آخری خوراک پانی ملا دودھ ہوگا۔ حبہ کہتے ہیں کہ میں جناب عمار کی شہادت کے روز ان کے پاس موجود تھا۔ عمار کہہ رہے تھے کہ مجھے میرا آخری رزق دنیا کا لا دو۔ کسی نے ایک پیالے میں پانی ملا دودھ ان کو لا دیا۔ میں نے دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے روایت کرنے میں ایک سر مو بھی خطا نہیں کیا تھا۔ پھر عمار کہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے ملاقات کریں گے۔ بخدا اگر لوگ مجھے ہجر تک بھی ہٹا دیں تو بھی میں یہی جانتا ہوں کہ حق پر ہیں اور وہ لوگ باطل پر ہیں۔ اس کے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے اور ابو الغادیہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے اور ابن جوی السکسکی نے ان کا سر اقدس بدن سے کاٹ لیا بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابو الغادیہ کے سوا کسی اور نے شہید کیا ہے۔ انکی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایکدفعہ عمرو بن العاص کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور تیرا آخری رزق دنیا میں پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔ اکثر ذوالکلاع عمرو بن العاص سے اس کو کہا کرتا تھا کہ اے عمرو تجھ پر افسوس ہے یہ کیا بات ہے کہ عمار جناب علی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ عمرو بن العاص کہا کرتا تھا کہ اگرچہ اس وقت عمار جناب علی کیطرف ہیں لیکن عنقریب وہ ہماری جانب چلے آئیں گے۔ ذوالکلاع جناب عمار سے پہلے معاویہ کیطرف سے مارا گیا۔ اور بعد میں جناب عمار حضرت علی کیطرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس کے قتل ہونے پر زیادہ خوشی کروں۔ عمار کے شہید ہونے پر یا ذوالکلاع کے مارے جانے پر۔ بخدا اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوئے تو چند آدمی معاویہ کے پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اتنے میں ابن جوی السکسکی آ کر کہنے لگا میں نے ان کو قتل کیا ہے

علامہ یوسف الگنجی الشافعی قدس سرہ العزیز کفایۃ الطالبین میں لکھتے ہیں جب حکومت کا وقت آ گیا تو جناب امیرؑ نے چار سو سوار شریح بن ہانی الحارثی کی ماتحتی میں ابو موسیٰ کے ساتھ روانہ کئے اور انکی امامت نماز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ ادھر معاویہ نے عمرو بن العاص کو چار سو آدمی دیکر روانہ کیا دونوں حکم دومۃ الجندل میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اور عبدالرحمٰن بن لغوث الزہری اور ابوالجہم بن حذیفہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم کے مال کے ساتھ جنگل کو گئے ہوئے تھے ان کا نا خلف عمرو بن سعد ان کے پاس جا کر کہنے لگا ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص حکومت کے لئے دومۃ الجندل میں اکٹھے ہوئے ہیں اور اکثر قریش کے لوگ بھی فیصلہ سننے کے لئے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاص کر ان چھ صاحبوں میں سے ہو جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشورت کیلئے مقرر کیا تھا تم اس امر میں کیوں نہ داخل ہوئے تم لوگوں سے زیادہ تر خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں کے جانے سے انکار کیا بعض روایت یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعد ازاں وہ بھی وہاں تشریف لیگئے تھے لیکن پھر اپنی حاضری سے نادم ہو کر بیت المقدس کو چلے گئے اور وہاں سے احرام عمرہ باندھ کر مکہ معظمہ میں واپس چلے گئے جب کہ عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ جناب علیؑ اور معاویہؓ کے حکم مقرر ہوئے تھے اس وقت سے عمرو بن العاص ہر امر میں ابو موسیٰ کو مقدم کرتا تھا اور آپ پیچھے رہتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں تم پہ کسی امر میں تقدم کرنا نہیں پسند کرتا۔ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں آپ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ میرے پروردگار تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور قیامت کے روز سے اچھی جگہ میں داخل کر۔ ایسے حرکات سے ابو موسیٰ کے ذہن نشین ہو گیا کہ ابن عاص کا ہر امر میں مجھے اپنی ذات پہ مقدم کرنا فی الحقیقت تعظیم و تکریم کے سبب ہے اور عمرو بن العاص اُن کو فریب میں لا رہا تھا جب دونوں حکومت کے لئے اکٹھے ہوئے اور باہم رائے کرنے لگے عمرو بن العاص نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم شہید ہوئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہے۔ میں بھی اس پہ گواہی دیتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا پھر اب آپکو اسے قریش کا متولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے اگر آپ اس امر سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے کہ وہ خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور انکے قصاص کا طالب ہے اور صاحب حسن سیاست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو بن العاص خدا سے خوف کر معاویہ کی شرف میں یہ باتیں جو بیان کر رہا ہے آیا اہل دین اور صاحبان فضل کے نزدیک یہ شرف کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں افضل قریش کو خلافت کے واسطے پسند کرتا تو جناب علی کے سپرد کرتا۔ یہ بات جو تو نے بیان کی ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے اس واسطے یہ امر اسکو سپرد کیا جائے میں خاص اس امر کے لئے اسکو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین اور انصار پہ اس کو کسی طرح سے اولویت حاصل نہیں ہے اور تو نے جو اسکے طلب کی بات کو پیش کیا ہے اگر واللہ معاویہ

تمام اہل زمین پر غلبہ بھی حاصل کرنے میں اسکو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ عمر بن العاص نے کہا اگر آپ معاویہ کو خلیفہ نہیں بناتے تو میرے بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں آپ کو اسکی صلاحیت و فضیلت کا حال بخوبی روشن ہے ابوموسیٰ نے جواب دیا تو نے اپنے بیٹے کو اس فتنہ کے دریا میں ڈبو دیا ہے اسلئے یہ امر اسکے متعلق ہرگز نہیں کیا جاسکتا عمرو بن العاص کہنے لگا آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد کیا جائیگا جو روٹی کھاتا ہو پانی پیتا ہو یعنی کوئی فرشتہ تو اس کے لئے نہیں آئیگا۔ ابن زبیر نے سن کر کہا ای ابوموسیٰ عمرو کی بات غور سے سن اور خیال کر یہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہوشیار ہوجا۔ پھر ابن زبیر نے ابن عاص سے کہا اے ابن عاص عرب نے باہم شمشیر زنی اور تیر اندازی کے بعد تجھ پر بھروسہ کرکے اس امر کو تیرے سپرد کیا ہے۔ تو پھر ان کو فتنہ میں مت ڈال اور خدا سے خوف کر۔ پس جبکہ عمرو بن العاص کی آرزو کو ابوموسیٰ نے نہ مانا ابوموسیٰ نے اس سے خواہش کی کہ عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنایا جائے عمرو بن العاص نے اس رائے کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اس کے سوائے کوئی اور رائے پیش کرو۔ ابوموسیٰ نے کہا میری رائے میں یہ آتا ہے کہ ان دونوں یعنی علیؓ اور معاویہؓ کو خلافت سے علیحدہ کرکے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لئے خلیفہ بنالیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ رائے بہت ہی درست ہے اس پر اتفاق کرکے دونوں باہر نکل آئے لوگ ان کے انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس بات پر دونوں متفق ہوتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا ای ابوموسیٰ آپ آگے بڑھ کر لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں۔ ابوموسیٰ نے بڑھ کر کہا اے لوگو ہماری رائے نے ایک ہی امر پر اتفاق کیا ہے جس کے ذریعے سے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس امت کے کام کو ٹھیک کردیگا اور لوگوں کی پراگندگی کو دور کرکے ان کے تفرقہ کو مٹا دیگا اور ان کو ایک جماعت بنادے گا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابوموسیٰ سچ کہتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے ابوموسیٰ سے کہا تم نے عمرو بن العاص سے اگر کسی رائے پر اتفاق کرلیا ہے تو تم اس کو بڑھنے دو تاکہ وہ آپ سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کرنے میں اس کے فریب سے ڈرتا ہوں مجھے ہرگز اس پر اطمینان نہیں بیشک اس نے اس وقت تمہاری رائے پر اپنی رضا ظاہر کی ہوگی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی رائے ظاہر کروگے تو وہ برخلاف بیان کرے گا ابوموسیٰ نے کہا ہم نے باہم اتفاق کرلیا ہے اور راضی ہوگئے ہیں ہرگز مخالفت نہیں ہوگی ابوموسیٰ سلیم القلب تھے بڑھ کر خدا کی صفت و ثنا کے بعد بیان کرنے لگے۔ ای لوگو ہم نے اس معاملہ میں نہایت غور کیا ہے کسی طرح سے اس امت کا کام ٹھیک نہیں بیٹھتا اور ان کی پراگندگی کسی طرح سے رفع نہیں ہوتی۔ میری اور ابن عاص کی رائے اس بات پر قرار پائی ہے کہ ہم علیؓ اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کرکے اس کام کو امت کے سپرد کردیں جسے چاہے اختیار کرلے یعنی علیؓ اور معاویہ کو علیحدہ کردیا ہے تم جس کو چاہو اختیار کرلو۔ یہ کہہ کر ابوموسیٰ پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاص نے بڑھ کر کہا ای لوگو ابوموسیٰ نے اپنے دوست علیؓ کو خلافت سے علیحدہ کردیا ہے اور جو کچھ کہ کہا ہے تم نے سنا ہے میں نے بھی ان کے دوست کو علیحدہ کیا ہے اور اپنے دوست معاویہ کو قائم رکھا ہے کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کا ولی اور ان کے قصاص کا طالب ہے اور بہ نسبت تمام لوگوں کے ان کے عہدہ کا زیادہ تر حقدار ہے یہ کہکر وہاں سے الگ ہوگیا۔ ابوموسیٰ نے کہا اے ابن عاص تجھے کیا ہوگیا خدا تجھے یاری نہ دے تو نے بڑی بیوفائی کی ہے اور مجبور کیا ہے تیری

بالکل اس کتے کی سی مثال ہے جس کا ذکر خدائے پاک نے اپنی کلام پاک میں کیا ہے ابن عاص نے ابو موسیٰ سے کہا تیری ٹھیک مثال گدھے کی ہے کہ جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہیں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا اے ابو موسیٰ عمرو بن العاص نے تجھے اپنے مکر سے کس قدر ضعیف کر دیا ہے ابو موسیٰ کہنے لگا میں کیا کروں۔ اس نے اول ایک بات پر مجھ سے اتفاق کر کے پھر مجھ سے بد عہدی کی ہے ابن عباس کہنے لگے یہ تیرا گناہ نہیں بلکہ اس کا گناہ ہے جس نے کہ تجھے اس مقام پر پیش کیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری مکروں سے پہلے دنیا سے غائب ہو جاتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر حملہ کر کے کوڑے لگائے۔ عمرو بن عاص نے شریح پر غصہ اٹھایا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تھے میں کسی بات پر اسقدر نہیں پچھتایا ہوں کہ میں نے ابن عاص کو کوڑے کے عوض تلوار سے کیوں نہیں مارا۔ تحکیم کے بعد لوگوں نے ابو موسیٰ کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ کو چل دیا ہے۔ ابو موسیٰ کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباسؓ نے ابن عاص کے فریب سے ڈرایا تھا لیکن میں نے ابن عاص کی باتوں پر اطمینان کر لیا۔ اور مجھے گمان ہو گیا کہ یہ غدار مسلمانوں کی مصلحت اور امت کی نصیحت میں کسی طرح سے اپنے غدر کا اثر نہیں ظاہر کرے گا۔ دومۃ الجندل سے لوٹ کر اہل شام عمرو بن العاص کے ساتھ معاویہ کے پاس گئے اور اس پر امیر ہونیکا سلام بجا لائے معاویہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جو کوئی کہ ہماری خلافت میں چون وچرا کرتا تھا اسکو چاہیے کہ ہمارے پاس آ کر اطلاع حاصل کرے ابن عمر کہا کرتے تھے اس وقت میرے دل میں آیا کہ میں اسکو یہ کہوں کہ تیری خلافت میں اور تو کوئی نہیں مگر وہی لوگ چون وچرا کرتے ہیں۔ جو اسلام پر تجھ سے اور تیرے باپ سے لڑے ہیں لیکن مجھے خوف تھا کہ کہیں اس بات کے بیان کرنے سے میری گردن نہ ماری جاوے۔

جنگ نہروان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

علامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں جب جناب امیر علیہ السلام صفین سے کوفہ کو واپس ہونے لگے راہ میں حروریہ آپ سے مخالف ہو کر لشکر سے الگ اور تحکیم کو برا کہنے لگ گئے کہ خدا کے سوا کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں اور خدا کی نافرمان کی اطاعت واجب نہیں۔ یہ سب سے پہلی بات تھی جو ان سے ظاہر ہوئی جس راہ پر کہ وہ تھے اس سے منحرف ہو گئے جب جناب امیر علیہ السلام کوفہ کے قریب پہنچے اور اس شہر کی عمارتیں دکھائی دینے لگیں اثنائے راہ میں عبداللہ بن ودیعۃ الانصاری حضرت امیرؑ سے ملے اور سلام عرض کیا آپ نے ان سے پوچھا ہمارے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں۔ عبداللہ نے عرض کیا بعض محب ہیں اور بعض اس تحکیم کو برا بھی خیال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو ذی الرائے ہیں ان کا کیا قول ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کا قول یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے ایک جماعت اکٹھی کر لی تھی لیکن پھر انکو متفرق کر دیا اور اپنے لئے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا جس کو کہ اب گرا دیا۔ اب گرا ہوا قلعہ کیونکر بنیگا اور متفرق جماعت اب کب جمع ہو سکے گی۔ اگر حضرت امیر اطاعت کرنیوالوں کیساتھ کارروائی کرتے تو جو شخص کہ نافرمان ہوا تھا ہوشیاری کی تو یہی بات تھی کہ دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح حاصل ہوتی یا شہید ہو جاتے۔ جناب امیرؑ نے

زمانہ میں نے اس قلعہ کو گرایا ہے یا کہ خود ان لوگوں نے اس کو گرایا ہے جن نے اُن کو پراگندہ کیا ہے یا کہ وہ خود
پراگندہ ہو گئی ہیں تم یہ سمجھتے ہو اگر حضرت امیرؑ اپنے اطاعت شعاروں کے ساتھ کاروائی کرتے اور ہر شخص
نافرمان ہوا تھا۔ اس کی پرواہ نہ کرتے اور دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح پا جاتے یا شہید ہو جاتے بخدا یہ
بات میری نگاہ میں تھی لیکن میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں لڑکے حسنؑ و حسینؑ ہلاک ہو جائیں گے اور اس اُمت سے
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو جائے گی اور یہ بات مجھے نہایت بُری معلوم ہوئی نیز مجھے
یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ حسنین کے بعد یہ دونوں بھائی عبداللہ بن جعفر اور محمد بن الحنفیہ بھی ہلاک ہو جائیں گے
کیونکہ لشکر میں یہ میرے ساتھ تھے خدا کی قسم ہے آج کے دن کے بعد میں کبھی ان کو ساتھ لے کر جنگ میں نہیں
جایا کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے گھوڑا ہانک دیا۔ اور آگے بڑھے ناگہاں اپنی داہنی جانب چھ سات قبریں دیکھیں
پوچھا کہ یہ قبریں کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد جناب بن الارت
رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یہ ان کی قبر ہے اور مسلمانوں کی ہیں
ابتدا کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گھروں اور صحنوں میں دفن کیا کرتے تھے سب سے اول خباب کوفہ کے باہر
دفن ہوئے پھر ان کے پہلو میں اور مسلمان بھی دفن کئے گئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا خدا خباب پر رحمت نازل کرے
وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی زندگی میں مجاہد بنے رہے
اور ساٹھ برس تک امتحان میں رہے۔ خدا اچھے عمل کرنیوالوں کے عمل کو ہرگز ضائع نہیں کرتا آپ وہاں پر کھڑے ہو کر
فرمانے لگے اے وحشت ناک شہر کے رہنے والو اور اے بنجر کے محلوں کے باشندو مومن مردوں میں سے اور مومن عورتوں
میں سے مسلمان مردوں میں سے اور مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو تم ہم سے آگے گئے ہو ہم تمہارے پیچھے
آنے والے ہیں۔ اب تھوڑی ہی مدت کے بعد ہم تم سے ملیں گے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اور ان پر مغفرت کر اور
اپنی عفو کے ساتھ ہمارے گناہوں سے اور ان کے گناہوں سے درگذر فرما۔ اس کو خوشی حاصل ہو جو آخرت کو یاد
کرے اور بازپرس کے لئے نیک عمل کرے اور اپنی روزی پر قانع اور اپنے خدا سے راضی رہے پھر آپ
وہاں سے بڑھ کر جمال دروزوں کے کوچے کے پاس پہنچے اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا یہ کیسی آواز ہے
عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہداء پر رو رہی ہیں آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں جس نے صبر سے اپنے
قتل ہونے کو گوارا کیا ہے۔ اسی طرح سے خدائے تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھے اور قصر میں داخل
ہو گئے۔ خارجی آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک گاؤں میں جس کا نام حروراء تھا جا اترے اسی وجہ
سے وہ حروریہ مشہور ہوئے۔ تخمیناً بارہ ہزار آدمی تھے انہوں نے اپنے گروہ میں منادی کرادی کہ شبیب ابن
ربعی تمہیں ہمارا امیر قتال اور عبداللہ ابن الکوّی ہمارا امیر صلوٰۃ ہے اور ہر ایک کام مشورت سے کیا جائے گا۔
خدائے پاک کے سوا کسی کی بیعت واجب نہیں اچھے کام کرنے چاہئیں اور بری باتوں سے باز رہنا چاہئے
اپنے زعم میں وہ یہ سمجھنے لگے کہ جب تک کہ جناب علیؑ نے حکم نہیں مقرر کئے تھے وہ بیشک امام تھے حکومت
کے مقرر کرنے سے ان کی امامت میں شک پیدا ہو گیا۔ اور اپنی بات میں حیران رہ گئے اور حیران کی تعریف
خدائے تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہے حیران لہ اصحاب یدعونہ الی الھدی ائتنا۔ یعنی

دوسرا یہ ہے اور اس کے بار اس کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کمبخت خارجی اس آیت کریمہ کے درود کو حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں خیال کرنے لگے حالانکہ پروردگار عالم نے اپنی پاک کلام میں ایک غیر شخص کی بات کو تمثیلاً بیان فرمایا ہے جس کی توضیح کتب تفسیر سے بخوبی مل سکتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے غلام بھی حیران نہیں تھے بلکہ ان سے سرگشتگان وادی حیرت ہدایت پاتے تھے جب جناب امیرؑ کے دوستوں نے ان کی یہ باتیں سنیں جناب عبداللہ بن عباسؓ ان کے پاس جانے کو آمادہ ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا۔ تم نے ان کی باتوں کی جواب دہی میں جلدی نہ کرنا میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ میرا انتظار کر لینا جب عبداللہ بن عباسؓ ان کے پاس گئے خوارج نے پوچھا ابن عباسؓ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور ان کے ابن عم کے پاس سے آیا ہوں جو ہم سے زیادہ خدا کو پہچاننے والے ہیں اور اس کے نبی کی سنت کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ خارجیوں نے کہا اے ابن عباسؓ ہم نے ایک بڑے گناہ سے توبہ کی ہے کیونکہ ہم نے خدا کے دین میں منصف مقرر کئے گئے۔ اگر جناب علی بھی ہماری طرح سے توبہ کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے آمادہ ہو جائیں تو ہم بھی جناب علیؑ کی طرف رجوع کریں گے۔ ابن عباسؓ سے ان کے جواب دینے میں صبر نہ ہو سکا اور ان سے کہنے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو کچھ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اس کی تصدیق نہیں کرتے کہ مرد اور عورت کے کہنے میں فرمایا ہے کہ تم مرد اور عورت کے اہل میں سے ایک ایک منصف مقرر کرو وہ ان دونوں میں مصالحت کا ارادہ کریں خدا تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا۔ خوارج بولے خدا کی قسم اسی طرح سے ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اب بتاؤ کیا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں حکم مقرر نہ کئے جائیں۔ خارجیوں نے جواب دیا جس امر کے حکم کو خدا نے لوگوں کو تفویض کیا ہے اس امر میں غور کرنے کے لئے خدا نے ان کو بھی حکم دیا ہے اس میں وہ غور بھی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور اس کو جاری کیا ہے بندوں کو اس میں غور کرنے کی گنجائش نہیں۔ جیسے کہ زانی کو سو درّہ لگانے اور چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور نہ کرنا چاہیئے۔ ابن عباسؓ نے کہا خدا تعالےٰ اس شخص کی نسبت کہ حرم میں شکار کرے اور ایک خرگوش جس کی قیمت ایک درہم کی چوتھائی سے زیادہ نہیں ہے ذبح کرے فرمایا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اس کی قربانی کا حکم لگائیں خوارج نے کہا اے ابن عباسؓ کیا تم شکار کے حکم اور عورت اور مرد کی شکر رنجی کے حکم کو مسلمانوں کے خون کے حکم کے برابر ٹھہراتے ہو۔ اور کیا تمہارے نزدیک عمرو بن العاص عادل ہے؟ کل ہم سے لڑ رہا تھا۔ اگر وہ عادل تھے تو ہم عادل نہیں ٹھہر سکتے تم نے خدا کے حکم میں منصف قرار دیئے ہیں باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے معاویہ اور اس کے احباب کی نسبت اپنا حکم اس طرح پر جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کئے جاویں یا اپنی بات سے باز آئیں تم نے حکم نامہ میں لڑائی کی میعاد لکھ دی ہے باوجودیکہ جزیہ کے اقرار کرنے والوں کے سوا سورہ براءت نازل فرما کر خدا تعالیٰ نے اہل حرب کیا تھا اہل اسلام کی موادعت کو مطلق قطع کر دیا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جناب امیرؑ بھی آ پہونچے اور عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا۔ کیا میں نے تمہیں ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ پھر خوارج سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے تمہارا کوئی دلیل

یے جو تمہاری طرف سے جواب دے سکے سب نے متفق ہو کر کہا عبداللہ بن الکوی ہمارا وکیل ہے جناب امیر علیہ السلام نے اس سے سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری تحکیم کے تقرر نے ہمیں اس بات پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کئے تھے میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان کے مکر و فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے قرآن شریف صرف مکر کی وجہ سے بلند کئے ہیں تاکہ تمہیں فریب دے کر تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں چنانچہ انہوں نے اس مکر کو کام فرما کر لڑائی کو منقطع کر دیا اور تم پر آفت کے نازل ہونے کے امیدوار ہو بیٹھے۔ جناب امیرؑ نے تمام سرگزشت ان کو کہہ سنائی اور پھر یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات ایک نہ مانی میں نے منصف نامہ میں یہ شرط لکھ دی تھی کہ دونوں منصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے زندہ رکھا ہے اور اسی امر کے مارنے کے درپے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے قرآن الحمد اور والناس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں لکھا ہوا ہے وہ خود نہیں بولتا مگر لوگ اُس سے متکلم ہوتے ہیں خارجیوں نے کہا فرمائیے آپ نے میعاد کیوں مقرر فرمائی تھی جناب امیرؑ نے فرمایا اس لئے کہ اس میعاد میں ہماری حقیقت سے ناواقف شخص واقف ہو جائے اور واقف کو زیادہ ثبوت مل جائے نیز یہ بھی خیال تھا کہ شاید خداتعالیٰ اس مدت کے درمیان اس اُمت میں اتفاق پیدا کر دے اور اس کو راہ راست دکھا دے خارجیوں نے کہا اب یہ بتائیے کہ جس دن منصف نامہ لکھا گیا تھا اور کاتب نے یہ لکھا تھا (یہ وہ امر ہے جس کی خواہش امیرالمومنین علی اور معاویہ کرتے ہیں) عمرو ابن عاص کے انکار پر آپ نے مومنین کی امارت سے اپنے نام کو مٹا دیا اور کاتب سے یہ لکھوایا (یہ وہ امر ہے جس کی کہ علی اور معاویہؓ خواہش کرتے ہیں) پس جبکہ آپ امیرالمومنین نہ ٹھہرے اور ہم لوگ مومن ہیں پس آپ بھی ہمارے امیر نہ ٹھہرے۔ جناب امیرؑ نے جواب دیا تم کو معلوم ہوگا کہ حدیبیہ کے روز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب میں تھا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا لکھو یہ وہ امر ہے جس پر کہ محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو صلح کرتے ہیں۔ اس پر سہیل کہنے لگا اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو جناب سے جنگ کیوں کرتے پس جس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کیا تھا میں نے بھی امارت المومنین سے اپنا نام محو کیا ہے۔ اس فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل میرا مقتدا تھا اب بتاؤ کہ تمہاری کوئی حجت باقی رہ گئی ہے۔ تمام لوگ خاموش رہ گئے۔

جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا اب اُٹھو اور اپنے شہروں میں جاؤ خدا تم پر رحم کرے کہنے لگے ہم شہر میں چلیں گے لیکن حکومت کی میعاد ختم ہونے تک ہم یہیں ٹھہرتے ہیں۔ جناب امیرؑ ان کے پاس سے واپس تشریف لے آئے وہ لوگ اپنے قول میں بالکل جھوٹے تھے۔ جب منصفوں نے فیصلہ دے دیا اور ہانی بن شریح ابن عباسؓ کے ساتھ جناب امیرؑ کی خدمت میں پہنچ گیا اور حکومت کے فیصلہ سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور حمد و نعت کے بعد ارشاد دیا کہ تحقیق معصیت کا ورثہ حسرت اور نتیجہ ندامت ہے میں نے تم کو ان دونوں شخصوں کی حکومت سے آگاہ کیا تھا لیکن تم نے میرا کہنا نہ مانا اور میری رائے کو چھوڑ دیا۔ ان دونوں آدمیوں نے جن کو تم نے حکم مقرر کیا تھا خدا کی کتاب کے حکم کو پس پشت ڈال دیا اور جس امر کی نسبت قرآن نے موت کا حکم دیا تھا اُس کو زندہ کیا اور جس امر کے زندہ کرنے کا قرآن نے حکم دیا تھا اُس کو مار دیا اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر دونوں ہی اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور خدا کی حجت روشن اور حضرتؐ کی نورانی سنت کو چھوڑ کر دونوں نے اپنی رائے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے محروم رہے پس تم

شام کے سفر کے واسطے مستعد ہو جاؤ اور پیر کے روز لشکر یہاں سے کوچ کر جائے۔ یہ فرما کر آپ منبر سے اترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جس کا یہ مضمون تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خدا کے بندے امیر المومنین علیؓ کی طرف سے زید بن حصین اور عبد اللہ بن وہب الراسبی اور عبد اللہ بن الکوّا وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان دونوں منصفوں نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت میں اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا قرآن کے حکم کے منقاد نہیں بنے۔ جس وقت تمہارے پاس میرا یہ خط پہونچے۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں کی طرف جانیوالے ہیں۔ اور اسی پہلے امر پر ثابت قدم ہیں۔ جس پر کہ ہم پیشتر تھے۔ خارجیوں نے جناب امیرؓ کے خط کا یہ جواب لکھا۔ اما بعد آپ نے اپنے خدا کا غضب تو نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کا غضب کیا ہے آپ نے اپنی جان میں کفر کیا ہے اگر آپ نے توبہ کی تو ہم غور کریں گے۔ کہ ہم کو آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے جناب امیرؓ اس خط کو پڑھ کر اُن کی طرف سے مایوس ہو گئے اور خیال کیا کہ ان کا پیچھا چھوڑ دیا جائے اور شام والوں سے لڑنا چاہیے اس لئے آپ کوفہ کے لوگوں کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد فرمایا جس نے جہاد کو ترک کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے مگر وہ شخص کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت سے تدارک کرے۔ پس تم کو خدا سے ڈرو۔ اور جو شخص کہ خدا سے پھر جاتا ہے اور خدا کی روشنائی کو بجھانا چاہتا ہے اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنے والوں گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جن کو اگر ولایت مل جائے تو کسریٰ اور ہرقل کے افعال کی پیروی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں کی لڑائی کیلئے آمادہ ہو جاؤ۔ ہم نے تمہارے بھائیوں اہل بصرہ کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے پہنچنے کے بعد ہم بھی روانہ ہو جائیں گے جناب امیرؓ کی طرف سے ان دنوں ابن عباسؓ بصرہ کے حاکم تھے آپ نے اُن کی طرف خط روانہ کیا کہ ہم شہر سے نکل کر نخیلہ میں فوج کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ہماری رائے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر قرار پائی ہے اہل بصرہ میں سے جو شخص کہ ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں۔ آپ ان کو اپنی ہمراہ لاویں والسلام پھر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے رئیس کو لکھ بھیجا کہ اپنے کنبہ کے بہادروں اور غلاموں کو لے کر لشکر میں پہنچ جائے۔

چنانچہ سب سے اوّل سعد بن قیس الہمدانی نے آکر عرض کیا یا امیر المومنین میں بسر و چشم سب سے پہلے حاضر ہوں ان کے بعد معقل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنی اپنی قوم کے بزرگوں اور قبائل کیساتھ حاضر خدمت ہو گئے جن کی تعداد چالیس ہزار تھی ان کے سوا سترہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا آپ نے مدائن میں سعد ابن مسعود کو بھی لکھ بھیجا کہ لڑائی کیلئے جس قدر بہادر دستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیئے جائیں اسی اثنا میں جناب امیرؓ کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت فرماویں تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے فیصلہ کریں جب ہم ان سے نپٹ جائینگے تو پھر اہل شام سے لڑنے کا قصد کرینگے آپ نے لشکر والوں سے فرمایا تم ان خارجیوں کا پیچھا چھوڑ دو اور میرے ساتھ معاویہ اور اہل شام کی طرف چلو کہ ان سے جنگ کی جائے تاکہ وہ خدا کی زمین پر سرکش نہ ہو جائیں بندگان خدا کو اپنا خدمتگار نہ بنالیں لوگوں نے باآواز بلند عرض کیا یا امیر المومنین ہم آپ کے انصار اور شیعہ اور آپکے پیرو ہیں ہم آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں ہم آپکی اطاعت

کرنے والے کے مطیع ہیں خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں ہو جہاں آپ کی منشا چاہے آپ ہم کو لے چلیں۔ جناب امیرؑ ان کے ساتھ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ آپکو خبر پہنچی کہ خارجیوں نے خروج کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن الخباب بن الارث رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے اور اُن کی بی بی حمل سے تھیں۔ اس کا پیٹ چاک کر ڈالا ہے اُن کے سوا اور تین عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام السنان الصیداویہ کو بھی مار دیا ہے آپ نے حارث بن مرۃ العبدی کو خوارج کی جانب روانہ کیا کہ اس خبر کی صحت کو دریافت کر کے لکھ بھیجیں اور کوئی بات لکھنے سے باقی نہ چھوڑیں جب حارث خارجیوں کے پاس گئے اور اُن سے اُن کا ماجرا پوچھا اُن کمبختوں نے اُن کو بھی مار ڈالا۔ حضرت امیرؑ ابھی لشکر ہی میں تھے کہ آپ کو اُن کے قتل کی خبر ملی لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ اِن خارجیوں کو کیوں یہ چھوڑے جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے عیال کو مار ڈالیں۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی لڑائی کو تشریف لے چلیں جب ہم ان سے فراغت حاصل کر لیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلیں گے۔ اشعث بن قیس نے بھی کھڑے ہو کر اسی بات کی تائید کی۔ اکثر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اشعث خارجیوں کی طرفداری کرے گا۔ کیونکہ صفین کے روز اُس نے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہم کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کرتے ہیں۔ اب جبکہ اشعث نے ان کے برخلاف یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ خوارج کی رائے کا طرفدار نہیں ہے۔ حضرت امیرؑ نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونے کا قصد فرمایا اتنے میں ایک ازدی قوم کا منجم جس کا نام مسافر بن عفیدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنینؑ آپ خارجیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فلاں ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کے سوا کسی دوسرے وقت میں تشریف لے جائینگے تو آپ کو اور آپ کے دوستوں کو بہت تکلیف پہونچے گی حضرت نے اس کے قول کی مخالفت کی اور اُس کی مقررہ ساعت کے برخلاف دوسری ساعت میں جنگ کو تشریف لے گئے اور ظفر یاب ہو گئے جب جناب امیرؑ کوچ فرما کر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ جہاں سے آپ ان کو اور وہ آپ کو دیکھ رہے تھے آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو دیدو تو ہم تمہیں قتل نہیں کرینگے اور تم کو چھوڑ دینگے کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کو جانیوالے ہیں۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو پھیر دے اور جس نیک کام کو تم پیٹھ کر رہے تھے اُسی کی طرف تم کو لوٹا دے خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب نے متفق ہو کر ان کو قتل کیا ہے اور ہم سب بلکہ تمہارے خون کو بہانا حلال سمجھتے ہیں حضرت امیرؑ کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر نکل کر کہنے لگے اے بندگان خدا تم تمہارے ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمیں دیدو اور جس امر کے کہ تم ہم سے علیحدہ ہوئے ہو اور ہمارے ساتھ ہو اسی امر میں شامل ہو جاؤ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے ہم سے مل جاؤ تم بڑے بھاری گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو کہ ہم کو مشرک ٹھہراتے ہو اور خود مسلمانوں کے خون بہاتے ہو۔ عبداللہ بن شجرۃ السلمی ان کے جواب میں کہنے لگا۔ ہم پر حق ظاہر ہو گیا ہے ہم تمہارا اتباع ہرگز نہیں کریں گے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام خود بدولت لشکر سے باہر تشریف لے گئے اور خوارج کو مخاطب کر کے فرمانے لگے اے گنہگاروں کے گروہ جس کو کہ ناحق کے جھگڑے اور بیہودہ بکنے نے فتنہ اور فساد پر آمادہ کیا ہے اور خواہش نفسانی اور ستیزہ خوئی نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے تمہارے نفوس خود سرکش ہیں

اور تم نے حکومت کی اڑ پکڑ رکھی ہے تم نے خود مجھ سے اس کی خواہش کی تھی۔ میں تو اُسے بُرا ہی جانتا رہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شامی تم کو دھوکا دے رہے ہیں۔ تم نے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مقابل ناچار ان لوگوں کے تم میرے دُشمن بن گئے میں نے ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کی طرف پھیر دیا باوجودیکہ اُس وقت شامیوں کا کام تمام ہو چکا تھا اور وہ پریشان خواہیں دیکھنے کے قریب ہو گئے تھے لیکن تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے اس پر قرار پائی کہ دو شخص حکم بنائے جائیں چنانچہ میں نے ان دونوں سے یہ شرط ٹھہرائی کہ قرآن سے فیصلہ کریں اور ہرگز اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں نے حق کو چھوڑ دیا باوجودیکہ حق اُن کی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان کرو کہ کیوں تم ہمارے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھتے ہو اس پر تم لوگوں کو ناحق ذبح کرتے اور اُن کے گلے کاٹتے ہو یہ بات تو دنیا و آخرت میں صاف گھاٹا کھانے کی نشانی ہے یہ سُن کر خوارج چلانے لگے کہ ہرگز کوئی جواب نہ دے اور لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ۔ اور پکار کر کہنے لگے کہ جنت کے سوا اور کوئی منقام رام کا نہیں ہے حضرت اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور صف آرائی کا حکم دیا۔ میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پر شبیب بن ربعی یا معقل ابن قیس الریاحی کو مقرر کیا اور سواروں کی سپہ سالاری ابوایوب انصاری کے سپرد کیا اور پیادوں کی افسری ابوقتادہ الانصاری سے متعلق کی اور مقدمۃ الجیش قیس بن سعد بن عبادہ کے سپرد کیا اور خود قلب میں جاگزین ہوئے خوارج نے میمنہ زید بن قیس الطائی اور میسرہ شریح ابن عوفی العبسی کے سپرد کر کے سواروں پر حمزہ بن سنان الاسدی اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔ ادھر جناب امیر علیہ السلام نے رایت امان حضرت ابوایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے باواز بلند پکار کر منادی کر دی کہ جو شخص اس علم کے نیچے آجائے گا اور اس نے کسی کو قتل نہ کیا ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچائی ہوگی اسکو قتل سے امان ملے گا۔ اور جو شخص کوفہ کو چلا جائے یا مدائن کو لوٹ جائے اُس کو بھی امان حاصل ہے اگر اس وقت بھی ہمارے بھائیوں کے قاتل ہم کو دے دیئے جائیں تو ہمیں تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں منادی سُن کر فروہ ابن نوفل الاشجعی پانچ سو سوار لے کر حضرت امیرؑ کے لشکر میں آ ملا۔ اور ایک گروہ اُن میں سے کوفہ کو ایک مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب ان کی جمعیت تھی۔ لیکن ان میں سے چار ہزار باقی رہ گئے اور جناب امیرؑ کے ساتھ جنگ کرنے کو دوڑے۔ آپ نے اپنے لشکر سے فرمایا جب تک کہ وہ تم پر حملہ نہ کریں تم اُن سے کچھ مت کہو اتنے میں خارجی الرواح الرواح فی الجنۃ پکارتے ہوئے حملہ آور ہوئے حضرت امیرؑ کے لشکر دو حصوں میں منقسم ہو گئے اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا میمنہ اور میسرہ کی فوجیں دونوں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑیں تیر انداز اُن کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے اُن پر ٹوٹ پڑے کچھ دیر نہیں گزرنے پائی تھی کہ سوا سات آدمیوں کے تمام خارجی مارے گئے دو آدمی ان میں سے خراسان کی طرف بھاگ نکلے۔ چنانچہ اب تک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے اور دو آدمی یمن کی جانب فرار کر گئے وہاں بھی اُن کی نسل موجود ہے جو اباضیہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اُن کے مورث اعلیٰ کا نام عبداللہ بن اباض تھا اور دو آدمی تل سودان کی طرف چلے گئے۔ جناب امیرؑ کے لشکر کو تمام اُن کا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف دو آدمی مارے گئے اور خارجیوں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ یہ حضرت امیر علیہ السلام کی کرامت تھی آپ نے اس جنگ سے پیشتر اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی

بھی نہیں مارے جائیں گے اور اُن کے گروہ میں سے دس آدمی بھی باقی نہیں بچیں گے ۔

محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ جناب امیرؑ خوارج کے ظہور سے پیشتر اپنے اصحاب سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرنے والا ہے جو دین سے اس طرح بھاگے گا جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ان کی علامت یہ ہے کہ اُن میں ایک ننھا آدمی ہوگا۔ بارہا لوگوں نے اس گفتگو کو جناب امیرؑ سے سُنا ہوا تھا۔ جب نہروانیوں نے خروج کیا تو آپ اپنے دوستوں کیساتھ ان کے جنگ کیلئے تشریف لے گئے اور جو معاملہ کہ گزرنا تھا گزر چکا اور آپ کو جنگ سے فراغت حاصل ہوگئی۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اب ان میں تم اس ننھی کو تلاش کرو لوگ اس کو تلاش کرنے لگے بعض شخصوں نے آکر عرض کیا کہ وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بلکہ بعض یہ بھی کہنے لگے کہ وہ ان میں نہیں ہے آپ نے فرمایا واللہ وہ انہیں میں ہے قسم ہے خدا کی نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے اتنے میں ایک شخص نے آکر مژدہ سنایا کہ یا امیرالمومنین ہم نے اُسے ڈھونڈ نکالا ہے بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ قبل اس کے کہ کوئی آکر اُس کے دستیاب ہونے کا مژدہ سُناتا حضرت خود بدولت اُس کی تلاش کو نکلے آپ کیساتھ سلیم ابن ثمامہ الحنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے ناگہاں نہر کے کنارے ایک گڑھے میں پچاس لاشوں کی نیچے سے برآمد ہوا۔ سب لوگوں نے اُس کو دیکھا کہ اُس کا ایک ہاتھ مع بازو کے نہیں ہے اور بجائے ہاتھ کے بازو پر عورت کے پستان کی صورت کا ایک لوتھڑا گوشت کا لگا ہوا ہے اور اس پر پستان کا سا سر بھی بنا ہوا ہے۔ اور اس پر کالے کالے بال جمے ہوئے ہیں۔ جب اس کو کھینچا جاتا تھا تو وہ بڑھکر دوسرے ہاتھ کے برابر لمبا ہو جاتا تھا۔ اور جب چھوڑ دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا۔ جب جنابؑ امیرؑ نے اُس کو دیکھا تو تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ اور فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم عمل نیک نہ چھوڑ بیٹھو تو میں تم کو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں سے لڑا ہے اور لڑائی میں اُس نے حق کو نگاہ میں رکھا ہے۔ چنانچہ جس حق پر کہ ہم ہیں جو کچھ کہ خدائے پاک نے اپنے نبی کریم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے۔ ضرور بیان کر دیتا۔ جناب امیرؑ کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے یہ واقعہ سنہ ۳۸ ہجری میں پیش آیا اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن نویرۃ الانصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا۔ اور اُن کو شرف سبقت فی الاسلام بھی حاصل تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے جنتی ہونے کی نسبت اپنی زبان مبارک سے بشارت بیان فرمائی تھی۔ اُن کو ابتداء واقعہ ہی میں خوارج نے شہید کیا ۔

ان لوگوں کی تعداد جن کو جناب امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں۔ نقل ست کہ حضرت امیرؑ در ایام نزع فرزندان خود را بسیار وصیت نمودہ بود از انجملہ یکے این است کہ امیرالمومنین حسنؑ فرمود کہ چوں من رحلت کنم چناں بکن کہ خلق را معلوم نشود کہ مدفن من کدام است کہ من دہ ہزار کس از شجاعان کفر و دلیران اسلام کہ قتل ایشان واجب بود بدست خود کشتہ ام بتیر سم کہ در شہ

ایشاں قبر من بشگافند و مخالفت من از بنی امیہ بیشتر است انتہی +

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانیہ کا بیان

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانی کا حال لکھتے ہیں۔ اور یہ بھی دو قسم پر ہے جیسے حسن صورت و قوت بدن +

جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت

حسن صورت میں جناب امیر علیہ السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عرب میں مشہور تھے +

عن ابی الحجاج قال رأیت علیا یخطب وکان من احسن الناس وجہا (اسد الغابہ) ابی الحجاج کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے +

جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

(۱) **عن** محمد بن باقر قال کان علی عظیم العینین عظیمہما ذا بطن اصلع ربعۃ لا یخضب (اسد الغابہ) جناب محمد بن باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر بڑی سیاہ آنکھوں والے اور توندیلی پیٹ والے تھے ان کے چاند پر بال کم تھے ان کا قد میانہ تھا ڈاڑھی کو نہیں رنگتے تھے ۔

(۲) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یطہر قوما من الذنوب بالصلع فی رؤسہم وان علیا لاولہم (اخرجہ محب الاسلام نجم الدین) بن ابوبکر بن محمد بن حسین البیلانی المرندی فی مناقب الصحابہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو گناہوں سے بوجہ ان کے چندلے ہونے کے پاک کیا ہے اور علی ان سب سے پہلا ہے +

(۳) **عن** ابی لبید قال رأیت علیا متوضیا فحسر العمامۃ عن رأسہ فرأیت رأسہ مثل راحتی علیہ مثل خطا الاصابع من الشعر (اخرجہ ابن الضحاک) ابو لبید سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ نے اپنا عمامہ سر سے اٹھایا میں نے آپ کے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اس پر انگلیوں کے خط کی طرح بال تھے +

(۴) **عن** قیس بن عباد قال قدمت المدینۃ اطلب العلم فرأیت رجلا علیہ بردان ولہ ضفیرتان قد وضع یدہ علی عاتق عمر فقلت من ھذا قالوا علی (اخرجہ ابن الضحاک) قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لئے گیا ایک آدمی کو دیکھا اس پر صرف دو چادریں تھیں یعنی ایک ردا اور ایک تہ بند اور ان کی دو چوٹیں گندھی ہوئی تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پہ ہاتھ دھرے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں +

قال محب الطبری فی ریاض النضرۃ ولا تضاد بینہما اذ یکون انحسر الشعر عن وسط راسہ وکان فی جوانبہ شعر

متمہل یعنی ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں ہے۔ جبکہ جناب امیرؑ کے سر اقدس کے چاند پر کم ہونا یا بولکا مانا جائے اور گدی کی طرف کے بال چھوٹے ہوئے تسلیم کئے جائیں ؂

(۵) قال ابو اسحاق السبیعی رأیتہ ابیض الرأس واللحیۃ وکان ربما خضب لحیتہ (اسد الغابہ) ابو اسحاق سبیعی کا بیان ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا ہے گو کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے اور کبھی ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے ؂

(۶) عن رزام بن سعد الضبی قال سمعت ابی ینعت علیا قال کان رجل فوق الربعۃ ضخم المنکبین طویل اللحیۃ وان شئت قلت اذا نظرت الیہ قلت آدم وان تبینتہ من قریب قلت ان یکون اسمر ادنی من ان یکون آدم (اسد الغابہ) رزام بن سعد الضبی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیرؑ میانہ قد سے کچھ اونچے تھے ان کے شانے اور بازو بھرے بھرے اور گھنی داڑھی تھی اگر تو ان کو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبزہ رنگ ہیں۔ اور اگر تو گہری نظر کرکے ان کو قریب سے دیکھتا تو کھلتی ہوئی گندمی رنگ تھی قریب سبزہ رنگ کے ؂

(۷) عن قدامۃ بن عتاب قال کان علی ضخم مشاش المنکب ضخم عضلۃ الذراع ضخم عضلۃ الساق دقیق مستدقہا قال ورأیتہ یخطب فی یوم من الشتاء علیہ قمیص قہز وازار قطریان معتم بثیء مما ینسج فی سوادکم (اسد الغابہ) قدامہ بن عتاب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام توندیلے پیٹ والے تھے ان کے شانہ کی ہڈی چوڑی تھی ان کے بازو بھرے بھرے اور کلائیاں باریک اور ان کی رانیں پر گوشت اور پنڈلیاں پتلی تھیں۔ میں نے ان کو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا۔ وہ قطری قمیض پہنے ہوئے اور قطری تہ بند باندھے ہوئے تھے۔ ان کا عمامہ سیاہ دھاریوں والا تھا ؂

(۸) عن ابی الحجاج قال رأیت علیا یخطب فکان من احسن الناس وجہا وقیل کان کانما کسر ثم جبر لا یغیر شیبہ خفیف المشی ضحوک السن (اسد الغابہ) ابو الحجاج سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور روایت ہے کہ لیسے تھے اپنی داڑھی کو نہیں رنگتے تھے آہستہ چلتے تھے ان کے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے ؂

(۹) واحسن ما رأیتہ فی صفتہ رضی اللہ عنہ کان ربعۃ من الرجال الی القصر ما ہو ادعج العینین حسن الوجہ کانہ القمر لیلۃ البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین اغید کان عنقہ ابریق فضۃ اصلع لیس فی رأسہ شعر الا من خلفہ کثیر اللحیۃ لمنکبیہ مشاش کمشاش السبع الضاری لا یتبین عضدہ من ساعدہ قد ادمجت ادماجا اذا مشی تکفأ واذا امسک بذراع رجل امسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفس وہو الی السمن ما ہو شدید الساعد والید فاذا مشی الی الحرب ہرول ثبت الجنان قویا ما صارع احدا قط الا صرعہ شجاع منصور علی من لاقاہ (استیعاب) علامہ ابن عبد البر استیعاب میں بضمن ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کہ میں نے کیا خوب ان کے اوصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیرؑ کا قد مبارک میانہ مگر کسیقدر جھکتا ہوا تھا آنکھیں بڑی بڑی اور کالی تھیں ان کا چہرہ خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مثل تھا ان کا پیٹ توندیلا اور ان کے

کندھوں کی ہڈی چوڑی تھی ان کی ہتھیلیاں سخت موٹی موٹی آنکھوں والے تھے انکی گردن مثل ایک چاندی کی صراحی کے تھی۔ ان کے چاند پر بال کم تھے گرگدی اور سر پیچھے کی طرف سے سر بالوں سے بھرا ہوا تھا انکی داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی۔ دونوں کندھوں کی ہڈیاں مثل شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کی تھی ان کی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہیں تھا یعنے دونوں ایک سے تھے۔ اور ٹھوس اور مضبوط تھے چلنے میں آگے کو جھک کر چلتے تھے جب کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اس شخص کا گلا گھٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ وہ رنگ میں گندم گون تھے ان کی کلائی اور ہاتھ سخت تھے۔ جب جنگ کو جاتے تھے تو دوڑ کر نہایت ٹھنڈے دل سے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے جنگ کی اس پر فتحیاب ہوئے ؛

(۲) عن الشعبی قال رأیت علیا ورأسه ولحیته قطن بیضاء (اخرجه ابن الضحاک) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ کو دیکھا کہ آپکا سر اور داڑھی سفید روئی کی طرح تھی ؛

اور محب الطبری ریاض النضرہ میں لکھتے ہیں ویروی انه کان اصفر اللحیة والمشهور انه کان ابیضها ولعله ان یکون خضب مرة ثم ترک یعنے روایت ہے کہ آپکی ریش مبارک زرد تھی اور مشہور زیادہ تر یہ ہے کہ سفید تھی شاید کبھی آپنے اپنی ریش مبارک کو رنگا ہو اور پھر چھوڑ دیا ہو ؛

جناب امیر علیہ السلام کی قوت بدن

عن ابی رافع قال خرجنا مع علی حین بعثه رسول الله صلی الله علیه وسلم برایته فلما دنا من الحصن خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل یهودی فطرح ترسه من یده فتناول بابا کان عند الحصن فترس به نفسه فلم یزل بیده وهو یقاتل حتی فتح الله علیه ثم القاه من یده حین فرغ فلقد رأیتنی فی نفر معی سبعة انا ثامنهم نجهد علی ان نقلب ذلك الباب فما نقلبه (اخرجه احمد) ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو علم دے کر خیبر میں روانہ کیا ہم جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے ایک یہودی نے قلعہ سے نکلکر ان پر چوٹ چلائی آپنے سپر پھینک کر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا جب تک کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے آپ کو فتح دی وہ آپ کے ہاتھ اقدس میں تھا۔ پھر آپ نے اسے پھینک دیا میں نے سترہ آدمیوں کے ساتھ اسے الٹانا چاہا وہ ہم سے نہ لوٹ سکا ؛

عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ قال حمل علی الباب علی ظهره یوم خیبر حتی صعد المسلمون علیه ففتحوها وانهم جروه بعد ذلك فلم یحمله الا اربعون رجلا (تاریخ الخلفاء) وفی کنز العمال عن جابر بن سمرة فقال هذا حدیث حسن وفی طریق ثم اجتمع علیه سبعون رجلا فکان جهدهم ان اعادوا الباب (اخرجه الحاکم فی الاربعین) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے دن دروازہ کو اپنی پشت اقدس پر اٹھا لیا تھا۔ یہانتک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ کو فتح کیا بعد اس کے چالیس آدمیوں نے اسکو اٹھانا چاہا۔ تو نہ اٹھا سکے۔ کنز العمال میں یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صاحب کنز العمال کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ستر آدمیوں نے اسکے لوٹانے پر کوشش کی۔

(۲) لما توجہ علی الی صفین واحتاج اصحابہ الی الماء فالتمسوہ یمینا وشمالا فلم یجدوہ فعدل بہم امیر المومنین عن الجادۃ قلیلا فلاح لہم دیر فساروا وجاءوا یسألون من فیہ عن الماء فقال بینکم وبین الماء فرسخان فسیروا الی حیث اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیر المومنین اسمعوا ما یقول الراہب فقالوا یا امیرنا ان نسیر الی حیث اومی الینا لعلنا ندرک الماء ودونہ سیر الناقۃ فقال علی لا حاجۃ بکم الی ذلک ولوی عنق بغلتہ نحو القبلۃ واشار الی مکان یقرب الدیر فقال اکشفوا فظہرت صخرۃ عظیمۃ فقالوا یا امیر المومنین ہہنا صخرۃ علی الماء واجتہدوا فی قلعہا فما زالت عن موضعہا فاجتمع القوم وجہدوا فی تحریکہا فلم یجدوا الی ذلک سبیلا واستصعبت علیہم فلما رای ذلک لوی رجلہ عن سرجہ ثم حسر عن ساعدیہ ووضع اصابعہ تحت جانب الصخرۃ فحرکہا وقلعہا بیدہ فظہر لہم الماء فبادروا وشربوا وکان اعذب ما شربوہ فی سفرہم واجودہ ثم جاءوا الی الصخرۃ فقتادہا بیدہ ووضعہا حیث کانت والراہب ینظر فوق دیرہ فنادی یا قوم انزلونی فانزلوہ فوقف بین یدی امیر المومنین فقال یا ہذا انت نبی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال انا وصی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین قال ابسط یدک اسلم علی یدیک فبسط امیر المومنین والراہب اسلم علی یدیہ (مطالب السئول طلحۃ الشافعی) جناب امیر علیہ السلام جب صفین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیرؑ کے رفقا کے پاس پانی نہ رہا داہنے بائیں ڈھونڈا کہیں پتہ نہ ملا جناب امیرؑ ان کو راستہ سے اتار کر ایک طرف لیگئے تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اس کے قریب جا کر اس کے پادری سے پانی کے لیے استفسار کیا۔ اس نے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف کو میں تمہیں اشارہ کرتا ہوں اسطرف چلے جاؤ امید ہے کہ تم کو پانی ملجائیگا۔ علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہمکو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ پر ہے لیکن ہم میں وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تمکو وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ قبلہ کی طرف اپنی خچر کا منہ پھیر کر اس دیر سے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس کو کھودو لوگوں نے کھودنا شروع کیا۔ وہاں ایک بھاری پتھر نمودار ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ یہاں پتھر ہے جس پر کھودنا ممکن نہیں۔ آپنے فرمایا یہی پتھر پانی پر ہے لوگوں نے اس کو اکھاڑنا شروع کیا اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہلا۔ تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھ کر آپ اپنی سواری سے اترے اور آستین کو الٹا کر اس پتھر کے نیچے انگلیاں رکھ کر اس کو ہلایا اور ہاتھ پر اٹھا لیا اس کے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے ان کو پورے سفر میں ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی نہیں ملا تھا۔ پھر آپنے اس پتھر کو وہیں پر رکھ دیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔ راہب اپنے گرجا کی چھت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتارو لوگوں نے اسے چھت پر سے نیچے اتارا اور جناب امیرؑ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی مرسل ہیں۔ آپنے فرمایا نہیں وہ بولا تو آپ فرشتہ مقرب ہیں۔ آپنے فرمایا نہیں۔ میں خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا وصی ہوں راہب کہنے لگا آپ ہاتھ بڑھائیے میں آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوتا ہوں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور وہ راہب مسلمان ہو گیا۔

وسیہ عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای منی ضعفا وجلس لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبہ قال فنھض بی قال فانہ یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وعن شمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس واخرجہ احمد والحاکم

جناب علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے میری ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدولت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو۔ میں جب دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا وہاں ایک مورت پیتل یا تانبے کی رکھی ہوئی تھی میں اُس کو دہنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اکھڑ گئی جناب نے مجھے فرمایا کہ اس کو پھینک دے میں نے اس کو اکھاڑ کر پھینکدیا۔ وہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کانچ ٹوٹ جاتا ہے پھر میں اُتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گھر میں چھپ گئے تاکہ کوئی ہم کو نہ دیکھے ۔ علامہ ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام ہبل تھا اور وزن میں اس قدر بھاری تھا کہ کئی آدمی اس کو اٹھا نہیں سکتے تھے۔ جناب امیرؑ نے اس کو بآسانی اٹھا لیا ۔

باوجودیکہ حضرت امیرؑ اکثر صائم الدہر رہتے تھے اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ بھی سوکھی روٹی ہوا کرتی تھی۔ اسپر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں ما صارع احد الا صرعہ یعنے کسی پہلوان سے حضرت نے کشتی نہیں کی کہ اس کو پچھاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے صرف اسی قدر یہاں کافی ہے بالجملہ حضرت کی قوت مظہر قوت خدا تھی چنانچہ حضرت کا مقولہ ہے ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسمانیۃ لاکن بقوۃ رحمانیۃ یعنی ہم نے خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجیہ کا بیان

فضائل خارجیہ کئی قسم پر ہیں مثلاً نسب کا عالی ہونا قرابت اچھی ہونی۔ مصاہرہ میں شرف کا ہونا اولاد صالح ہونی ۔

جناب امیرؑ کی نسب عالی

علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن

معد بن عدنان ادبن ناجور بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل علیہ السلام
بن ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام نسب عالی کیا اس سے بہتر ہو سکتی ہے کہ جناب مرتضےٰ والدین کی طرف
سے ہاشمی اور ہم جد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے جن کے فضائل میں مشہور روائتیں وارد ہیں ؀

بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفے بنی کنانة من بنی اسمٰعیل واصطفے من بنی کنانة قریشا اصطفے من قریش بنی ہاشم (اخرجہ المساعد والترمذی وابو ہاشم)
واثلہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ
و بنی اسمٰعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پھر برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو ؀

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقہا ومغاربہا فلما اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم (اخرجہ احمد فی المناقب والذہبی فی المنتخب والحاملی والسمرقندی وابن الجمام) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق سے اور مغرب تک زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا ؀

بنی ہاشم کا سب سے اول جنت میں جانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیا لو اخذ باب الجنة ما بدأت الا بکم (اخرجہ احمد فی المناقب والمخلص الذہبی والحاملی) جناب علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے گروہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا ہے اگر میں نے جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کرنے کا آغاز نہیں کروں گا ؀

بنی ہاشم کی عیادت کا مسلمانوں پر فرض ہونا

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب لزبیر بن عوام ہل لک فی ان تعود الحسن بن علی فانہ مریض فکان الزبیر تلکا علیہ فقال عمر اما علمت ان عیادة بنی ہاشم فریضة وزیارتہم نافلة (اخرجہ ابن اسمان فی الموافقة) زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام سے کہا کیا تم جناب حسنؓ کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت اُن کی نفل ؀

بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہونا

عن طلحة بن مصرف قال كان يقال بغض بنی هاشم نفاق (اخرجه ابوبکر بن یوسف البهلول) طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے ؛

بنی عبدالمطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نحن بنی عبدالمطلب سادة اهل الجنة انا وحمزة وعلی وجعفر والحسن والحسين والمهدی (اخرجه ابن ماجة والدیلمی) انس بن مالک کہتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں اور حمزہؓ اور علیؓ اور جعفرؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور مہدی ؛

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا بنی عبدالمطلب انی سالت الله لکم ثلثة ان یجعل لکم جوداء نجداء رحماء (اخرجه ابن السری) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب میں نے تمہارے لئے خدا سے تین باتوں کی دعا کی ہے کہ تم کو سخی اور دلیر اور رحم دل بنا دے ؛

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا بنی عبدالمطلب انی سالت الله ان یثبت قائمکم وان یهدی ضالکم وان یعلم جاهلکم وان یجعلکم رحماء نجباء (اخرجه اللالی سیرته وابوبکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتوانی) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے بنی عبدالمطلب میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ تمہارے قائم کو ثابت رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہارے جاہل کو تعلیم کرے اور تم کو رحمدل اور نجیب بنائے ؛

عن ابن عباس قال دخل اناس من قریش علی صفیة بنت عبدالمطلب فجعلوا یتفاخرون ویذکرون الجاهلیة فقالت صفیة منا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا تنبت النخلة فی الارض الکباء قالت وما الکباء قالوا الارض التی لیست بطیبة فذکرت ذلک صفیة لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا بلال هجر بالصلوة فقام علی المنبر فنادی بصوت عال یا ایها الناس من انا قالوا انت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انسبونی محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب قال اجل انا محمد بن عبدالله وانا رسول الله فما بال اقوام ینسبون اصلی فوالله لانا افضلهم اصلا وخیرهم موضعا (اخرجه البزار والمحب الطبری فی الاکتفاء) ابن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبدالمطلب کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے کہا ہم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہنے لگے ایک درخت زمین کبا میں پیدا ہوا ہے صفیہ نے کہا وہ کبا کیا چیز ہے وہ کہنے لگے کیا وہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو اس بات کو صفیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے کہا اے بلالؓ لوگوں کو

نماز کے لئے پکار بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے لیئے پکارا حضرت منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپنے فرمایا میری نسب بیان کرو۔ لوگوں نے کہا آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ آپنے فرمایا ہاں میں محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ ہوں پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے اہل کو غیر سمجھتے ہیں۔ واللہ میں سب لوگوں سے از روئے اصل و منبع بہت افضل ہوں۔

عن العباس بن عبد المطلب قال بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یقول الناس فی اھلہ فصعد المنبر فقال من انا قالوا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انا محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقہ ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر فرقۃ وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبیلۃ وجعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا (اخرجہ احمد) جناب عباسؓ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں۔ پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے لگے میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپنے فرمایا میں محمد بن عبداللہ ہوں خدا نے خلقت کو پیدا کیا اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گردانا پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان کے بہتر گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے اُن میں سے بہتر قبیلہ میں بنایا پھر اُن کے گھر بنائے اور مجھے اُن میں سے اچھے گھر میں سے اُٹھایا۔

جناب ابوطالب ابن عبدالمطلب کا ذکر

جناب ابوطالبؑ کا نام عبد مناف ہے بعض مورخین نے عمران بھی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ انکا نام عبد مناف ہے اور ابوطالب انکی کنیت ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کے برادر عینی تھے ان دونوں بزرگوں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ المخزومیہ تھیں۔ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں کان ابو طالب ممن حرم الخمر علی نفسہ فی الجاھلیۃ کابیہ عبد المطلب یعنی ابوطالب ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا۔ مثل اپنے والد عبدالمطلب کے۔

ابوطالبؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تخمیناً ۳۰ برس بڑے تھے اور باوجود یکہ فقیر تھے لیکن شیخ القریش اور سید البطحا اور رئیس مکہ معظمہ مشہور تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو اسوقت آپکی جد امجد عبدالمطلب بقید حیات تھے حضرت اُن کے دامن عاطفت میں تربیت پاتے رہے جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو جناب ابو طالبؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل حال ہوئے اصابہ فی تمیز اصحابہ میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں لما مات عبد المطلب اوصی بمحمد الی ابی طالب فکفلہ واحسن تربیتہ وسافر بصحبتہ الی الشام وھو شاب ولما بعث قام فی نصرتہ وذب عنہ من عاداہ ومدحہ عدۃ مدائح منہا قولہ لما استسقی اھل مکۃ فسقوا وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل۔ یعنی جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ اُنہوں نے جناب ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کے لیئے وصیت کی پس جناب ابوطالب نے آپ کی عمدہ طرح سے کفالت کی اور خدمت میں اپنے باپ کی وصیت بجا لائے اور آپ کو ساتھ لے کر شام کا سفر کیا۔ حضرتؐ اس وقت جوان ہو چکے تھے۔ اور

کیا کیا گیا ہے ابوطالب نے پوچھا کہ یہ گستاخی کس نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبعری نے پس جناب ابوطالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھکر لوگوں کے پاس آئے جب ان لوگوں نے ابوطالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابوطالب نے کہا واللہ اگر کوئی تم میں سے اُٹھیگا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کرونگا۔ بعدہٗ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تمسے یہ گستاخی کی ہے آپ نے عبداللہ بن زبعری کا نام لیا۔ جناب ابوطالب نے لید اور خون لیکر اُن کے چہروں اور داڑھیوں کو اور کپڑوں کو مل دیا اور سخت و سُست باتیں کیں ؁

اُن کے اسلام لانے کی نسبت نہایت اختلاف ہے۔ ثقۃ الحفاظ ابوالکرام ام عبدالسلام ابن محمد بن حسن لکھتے ہیں۔ اتفق ائمۃ اھل البیت ان اباطالب مات مسلما وخلاف اھل البیت فی ذالک لا غیر معتبر۔ یعنے ائمہ اہل بیت علیہم السلام اسبات پر متفق ہیں کہ جناب ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے اور اُن کے اسلام میں اہل بیت کے برخلاف روایتیں معتبر نہیں ؁

انسان العیون میں علامہ علی بن برہان الدین الشافعی لکھتے ہیں عن مقاتل ان اباطالب قال عند موتہ معشر بنی ھاشم اطیعوا محمدا وصدقوا ترشدوا۔ مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کو سچا جانو ہدایت پکڑو۔ رستگاری پاؤگے ؁

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابی طالب الموت نظر العباس الیہ یحرک شفتہ فاسغی الیہ فقال یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ بھا۔ انسان العیون العلامۃ علی بن برھان الدین الشافعیؒ اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مدارج النبوت میں لکھا ہے۔ ور روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت۔ وابن عباس گفتہ کہ چوں قریب شد موت ابوطالب نظر کرد عباس بسوئے وے رو دید کہ مے جنبانند لبہائے خود را پس گوش نہاد بسوئے او پس گفت بآنحضرت یا ابن اخی واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو اورا بدان کلمہ ؁

ابن عساکر اپنی تاریخ میں بذیل ترجمہ جناب ابوطالب صاف طور سے قائل ہوئے ہیں کہ (انہ اسلم) خود جناب ابوطالب کے بعض اشعار سے انکا اسلام ثابت ہوتا ہے چنانچہ اُنکا قول ہے ؎

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت قبل امینا

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

یعنے ہدایت کی تونے مجھ کو اور میں نے جان لیا کہ تو سچا ہے اور بیشک تونے سچ کہا ہے اور تو پہلے سے امین ہے اور جان لیا میں نے کہ دین محمدی تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے ؁

عن ابی رافع قال سمعت اباطالب یقول سمعت ابن اخی محمد بن عبداللہ یقول ان ربہ بعثہ بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ وحدہ ولا یعبد معہ غیرہ محمد الصدوق الامین (اخرجہ ابن عساکر تاریخہ) ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوطالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمدؐ بن عبداللہ

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے تھے اُن کے شر کو حضرت سے دُور کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں۔ منجملہ اُنکے جناب ابو طالب کا وہ مشہور ہے کہ جب ایک دفعہ مکہ کے لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے باران رحمت نازل ہوئی جناب ابو طالب نے آپ کی مدح میں کہا تھا جس کا کہ ترجمہ یہ ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپ کی وجہ سے ابر سے مینہ برستا ہے۔ اور آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت و پناہ ہیں علامہ علی ابن برہان الدین الشافعی انسان العیون میں جناب ابو طالب کی ہمدردی کا حال جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے رہتے ہیں، اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ وکان ابو طالب فی کل لیلۃ سوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بانی فراشہ و یضطجعہ فلما نام الناس اقامہ وامر احد بنیہ ان یضطجع مکانہ خوفا علیہ ان یغتالہ احد ممن یرید بہ السوء یعنی جناب ابو طالب ہر شب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پر لیٹنے کے لئے کہتے اور جب لوگ سو جاتے تو آپ کو وہاں سے اُٹھا کر اپنے کسی بیٹے یا بھائی یا ابن عم کو آپکے بستر پر قریش کے خوف سے سلاتے کہ مبادا وہ لوگ کہ آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے آپ کو تکلیف نہ پہنچائیں ؎

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وھم ینھون عنہ و ینأون عنہ قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینأی عما جاء بہ (اخرجہ عبد الرزاق فی المصنف) جناب ابن عباسؓ اس آیت کے شان نزول میں جس کا کہ یہ ترجمہ ہے کہ منع کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں اس سے) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے تھے اور حضرت کو بھی جس کے لئے وہ مبعوث ہوئے تھے بند کرتے تھے ؎

وما نقلہ قرطبی فی کتابہ المسمی بالاعلام عن صدق محبت ابی طالب لبیبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج الی الکعبۃ یوما واراد ان یصلی فلما دخل فی الصلوۃ قال ابو جہل لعنہ اللہ من یقوم الی ھذا الرجل فیفسد علیہ الصلوۃ فقام عبد اللہ ابن الزبعری واخذ فرثا ودما فلطخ بہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانفتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ ثم اتی الی ابی طالب عمہ فقال یا عم الا تری ما فعل بی فقال لہ ابو طالب من فعل بک ھذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن الزبعری فقام ابو طالب ووضع سیفہ علی عاتقہ ومشی حتی اتی القوم فلما راوہ قد اقبل جعلوا ینہضون فقال ابو طالب واللہ لئن قام رجل جللتہ بسیفی ھذا ثم قال یا بنی من فعل بک ھذا فقال عبد اللہ بن الزبعری فاخذ ابو طالب فرثا ودما فلطخ وجوھھم ولحاھم وثیابھم واساء لھم القول قرطبی اپنی کتاب اعلام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابو طالب کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں۔ کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے ابو جہل ملعون نے کہا کوئی ہے کہ ان کی نماز کو فاسد کرے یہ سنکر عبد اللہ بن زبعری نے اٹھ کر لید اور خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ مبارک پر مل دیا حضرت وہاں سے نماز ترک کرکے اپنے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے جو کہ میرے ساتھ

کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلہ رحم کے لئے بھیجا ہے اور اُسکے لئے ہیں ایک خدا کی پرستش کرو اور اُسکے سوا کسی دوسرے کو نہ پوجو اور محمدؐ بہت راستگو اور امین ہیں ؁

اگرچہ جناب ابوطالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن اسمیں کسی کو کلام نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی وفات پر نہایت تاسف فرمایا ہے اور اُنکے انتقال کے برس کا نام عام الحزن رکھا اور خدا سے اُنکی مغفرت کے لئے مانگی قال الواقدی عن علی لما توفی ابوطالب اخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبکا بکاءً شدیداً ثم قال اذھب فاغسله وکفنه غفراللہ له فقال له العباس یا رسول اللہ اترجو له فقال ای واللہ انی لارجو له وجعل رسول اللہ یستغفرله ایاماً ولا یخرج وقال ابن عباس عارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وصلتك رحم فجزاك اللہ یا عم خیراً (تذکرہ خواص الامہ لسبط ابن الجوزی) واقدی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے، جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا اور میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہنچائی تو آپ بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا۔ جاؤ اُن کو غسل دو اور کفناؤ، خدا اُن کو بخشے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ اُنکی مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں؟ آپنے فرمایا۔ واللہ میں اُمید رکھتا ہوں اور آپ کتنے دن گھر سے باہر نہ نکلے اور ابوطالب کے لئے طلب مغفرت کرتے رہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے جنازہ کے لئے جھگڑا کیا اور فرمایا اے چچا کہ میں تم سے صلہ رحم بجا لایا اور چچا تم کو اللہ جزائے خیر دے۔

عن علی قال لما مات ابوطالب اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبکی فقال اذھب فاغسله وکفنه وواره غفراللہ له ورحمه (اخرجه ابوداؤد والنسائی وابن خزیمة وغیرهم) جناب علیؓ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے، تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو ان کے انتقال کی خبر دی، آپ نے مجھے فرمایا۔ جاؤ اُن کو نہلاؤ اور دفن کرو۔ خدا اُن کو بخشے اور رحم کرے۔

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے جنازہ پر تشریف بھی لیگئے بلکہ اُن کے جنازہ کے لئے اُن کے بنی اعمام سے تنازع بھی کیا ہے۔ چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:۔

عن ابی عامر الھوزنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج معارضا جنازة ابی طالب وھو یقول یا عم وصلتك رحم یعنی ابی عامر ہوزنی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوطالب کے جنازہ پر ان کے بنی اعمام سے تنازع کرنے کو نکلے اور فرمایا۔ اے چچا میں نے تم سے صلہ رحم بجا لایا۔

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابوطالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی وصیت کرتے رہے۔ **عن** علی ان اللہ اسلم قال له ابوطالب الزم ابن عمك (اخرجه ابن عساکر) جناب علی رضی اللہ عنہ

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت الخلد بعمومة اما العباس فیکنی بابی الفضل فله ولولده الی یوم القیمة اما حمزة فیکنی بابی العلا فاعلی اللہ قدره فی الدنیا والاخرة اما عبدالعزی فیکنی بابی لھب فادخله اللہ النار والقاھا علیه واما عبد مناف فیکنی بابی طالب فله ولولده المطاولة والرفعة الی یوم القیمة (اخرجه ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سورة تبت یدا ابی لھب)

زمانے میں کہ جب میں اسلام لایا مجھ سے ابوطالب فرماتے، اپنے ابن عم کی متابعت کر۔

عن عمران بن حصين ان ابا طالب قال لجعفر لما اسلم صل جناح ابن عمك
النبي صلى الله عليه وسلم (اخرجه ابن عساكر) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب جعفرؓ مشرف باسلام
تو ابوطالب نے اُن سے کہا کہ اپنے ابن عم کے بازو کی طرف کھڑا ہو جا، پس جعفرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ نماز کو ادا کیا۔

جب تک کہ جناب ابوطالب بقید حیات رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دی۔

عن هشام بن عروة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نالت مني قريش شيئا اكرهه حتى مات ابو طالب (اخرجه ابن جرير الطبري في تاريخه) ہشام بن عروہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جبتک کہ ابوطالب زندہ رہے ہیں ہمیں مکروہ امر قریش سے نہیں پہنچا۔

جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم کا ذکر

علامہ ابن حجر اُن کے صدر ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ فاطمة بنت اسد بن هاشم بن عبد مناف القرشية الهاشمية ام علي بن ابي طالب هي اول هاشمية ولدت خليفة قال الزهري هي اول هاشمية ولدت لهاشمي یعنی جناب فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم مادر مہربان جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیہ ہیں جن سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوئے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سب سے اول تدوین حدیث فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہؓ بنت اسد پہلی ہاشمیہ عورت ہیں، جو ہاشمی مرد جناب ابوطالب سے حاملہ ہو کر بچہ جنی ہیں۔ یعنی جناب امیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں کہ جن کے دونوں ماں باپ ہاشمی تھے۔

جناب فاطمہؓ بنت اسد کے اسلام پر سب مورخ متفق ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجۃ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے قال الشعبي اسلمت وهاجرت مع النبي صلى الله عليه وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی والدہ کے برابر سمجھتے تھے۔

عن انس بن مالك قال لما ماتت فاطمة بنت اسد بن هاشم ام علي دخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وجلس عند راسها وقال رحمك الله يا امي كنت امي بعد امي تجوعين وتشبعيني وتعرين وتكسيني وتمنعين نفسك طيب الطعام وتطعميني وتريدين بذلك وجه الله والدار الآخرة وقال ثم امر ان تغسل فلما بلغ الماء الذي فيه الكافور سكبه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده ثم عليه و البسها قميصه وامر عمر او اسامة بن زيد وابا ايوب الانصاري يحفر قبرها فلما حفروا وبلغوا اللحد حفر رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده واخرج ترابه ثم اضطجع فيه وادخلها فيه هو وابوبكر والعباس ثم دعا بهذا الدعاء اللهم اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك محمد والانبياء الذين من قبلي انك ارحم الراحمين وروى ابن عباس نحو ذلك وزاد فقالوا ما رأيناك عاملت باحد ما صنعت بهذه قال انه لم يكن بعد ابي طالب ابر منها البستها قميصي لتكسى من حلل الجنة واضطجعت في قبرها ليهون عليها

عذاب القبر وروی ایضاً من علی باختلاف یسیر (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جناب علیؓ کی مادر مہربان کا انتقال ہو گیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے جنازہ پر تشریف لے گئے اور اُن کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا۔ اے میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے۔ تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی۔ تو آپ بھوکی رہتی تھی اور مجھے کھلایا کرتی تھی اور تو آپ ننگی رہتی تھی اور مجھے پہنایا کرتی تھی۔ تو اپنی جان کو اچھے کھانے سے باز رکھتی تھی اور مجھے کھلاتی تھی۔ تو خاص خدا کے لیئے اور آخرت کے گھر کے لیئے یہ حسن سلوک مجھ سے کرتی تھی۔ انسؓ کہتے ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے غسل کا حکم دیا، جب اُس پانی ڈالنے کی نوبت پہنچی، جس میں کہ کافور ملا ہوا تھا۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اُن پر وہ پانی ڈالا اور اپنا پیراہن اُن کو پہنایا اور جناب عمرؓ بن خطاب اور اسامہؓ بن زید، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب وہ قبر کھود چکے اور لحد تک پہنچے تو آپؐ نے اپنے دست مطہر سے اُس کو کھودنا شروع کیا اور اس سے مٹی نکالی اور اُس میں لیٹ گئے اور اُن کو خود بدولت حضورؐ نے اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباسؓ نے قبر میں اُتارا، پھر اُن کے لیئے یہ دعا پڑھی کہ اے پروردگار میری ماں فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کر اور اس کی دلیل اس کو تلقین فرما اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر بطفیل اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے جو کہ مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے، انہوں نے اس بات کو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی قبر میں خود بدولت لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو آج تک کسی سے نہیں کیا، آپؐ نے فرمایا کہ بعد جناب ابوطالب کے ان سے زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں تھا، میں نے اس لیئے ہی نے اپنا پیراہن اُن کو پہنایا تا کہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں اور اُن کی قبر میں اس لیئے لیٹا کہ اُن پر عذاب قبر آسان ہو جائے۔ جناب امیرؓ نے بھی اس حدیث کو تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا فضل

(۱) عن ابن عباس قال توفی لصفیۃ بنت عبد المطلب ابن فبکت علیہ، قال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبکین یا عمۃ من توفی لہ ولد فی الاسلام کان لہ بیت فی الجنۃ یسکنہ فلما خرجت لقیہا رجل فقال لہا ان قرابۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لن تغنی عنک شیئا فبکت فسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوتہا ففزع من ذالک وخرج وکان صلی اللہ علیہ وسلم مکرما لہا فقال لہا یا عمۃ تبکین وقد قلت لک ما قلت قالت لیس ذالک ابکانی واخبرتہ بما قال الرجل فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بلال ہجر بالصلوۃ فہجر ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب ینقطع یوم القیمۃ الا نسبی وسببی وانہا رحمی موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الطبرانی و البیہقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا

رونے لگیں۔ آپ نے اُن سے کہا پھوپھی جان تم روتے ہو، حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مر جائے ایک بیٹا مر گیا وہ رونے لگیں۔ ... اس کو ایک گھر بہشت کے ملے گا۔ جب جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو اُن سے ایک آدمی کہنے لگا۔ جناب جنت میں اس کو ایک گھر بہشت کے لئے ملے گا۔ جب جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو اُن سے ایک آدمی کہنے لگا۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے تم کو کچھ نفع نہیں ملے گا۔ وہ پھر رونے لگیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا رونا سنا، حضرت گھبرا اُٹھے، آپ ان پر نہایت مہربان تھے۔ آپ نے اُن سے کہا پھوپھی جان جو کچھ کہ آپ سے جو کچھ کہنے کا حق تھا کہا ہے۔ آپ پھر روتی ہیں، جناب صفیہ نے عرض کی، میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپ کو تمام قصہ سنایا جو کہ اس آدمی نے کہا تھا۔ آپ بہت خفا ہوئے اور بلال رضؓ سے فرمایا۔ اے بلال لوگوں کو نماز کے لئے پکار۔ بلال رضؓ نے اُن لوگوں کو نماز کے لئے پکارا پھر جناب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنا، باری تعالیٰ کے فرمایا کیا حال ہے اُس گروہ کا جو خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کے دن نفع نہیں دے گی۔ تحقیق کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن میرے نسب کے سوا منقطع ہو جائے گی۔ میری قرابت دُنیا و آخرت میں ملنے والی ہے۔

(۲) عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یدخل قلب امرء ایمان حتی یحبکم للہ و لقرابتی (اخرجہ احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ واللہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا۔ جب تک کہ تم سے خدا اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

اگرچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرفِ قرابت میں حضرت عباس بن عبد المطلب بھی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں، کیونکہ جناب عبد اللہ والد ماجد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام برادرِ حقیقی تھے، ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائذ المخزومیہ تھیں، یہ قرب حضرت عباس رضؓ کو حاصل نہیں تھا۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے۔

(۳) عن الشعبی قال بینما ابی بکر جالس اذ طلع علی فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتہ واعظمہم حقا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع واشار الی علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان والدارقطنی) شعبی کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے، جب انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑی منزلت والے اور سب سے افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنے والے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

(۴) قال ابو بکر بن عیاش لو اتانی ابو بکر و عمر و علی لبدات بحاجۃ علی قبلہما لقرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولان اخر من السماء احب الی من ان اقدمہما علیہ (صواعق محرقہ) ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور علی رضؓ تشریف لائیں۔ تو میں حضرت علی رضؓ کی ضرورت کو پہلے روا کروں گا۔ ان

دونوں صاحبوں کی ضرورت بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسمان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک بہتر ہے، اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیرؑ کی ضرورت پر مقدم سمجھوں۔

(۵) اخرج الدار قطنی ان علیا یوم الشوریٰ احتج علی اھلھا فقال لھم انشدکم باللہ ھل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ فی الرحم منی من جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ وابناءہ ابناءہ غیری قالوا اللھم لا۔ دار قطنی روایت کرتے ہیں کہ شوریٰ کے روز اہل شوریٰ پر جناب امیرؑ نے حجت پیش کی کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہے؟ میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے؟ سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں ہے۔

(۶) واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین عن عباس قال ذاک علی لانہ کان مؤمنا مھاجرا ذا رحم (اخرجہ ابن مردویہ) اور قرابت والے بعض ان کے نزدیک ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے جناب امیرؑ سے مراد ہے کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

مصاہرت کا شرف

(۱) عن محمد بن سیرین فی قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا قال انھا نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب ھو ابن عم النبیؐ وزوج فاطمۃ فکان نسبا وصھرا (کفایۃ الطالب) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے شانِ نزول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ ذات جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور پھر نسب اور سسرال اس کے لئے بنائے، بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی ابن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسول پاکؐ کے ابن عم اور جناب سیدہؓ کے زوج ہیں۔ پس ان کے دو رشتے ایک از روئے نسب اور ایک از روئے سسرال والی کے ٹھہرے۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قد ذکر عندہ علی قال ذاک صھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل جبریل فقال ان اللہ یامرک ان تزوج ابنتک من علی (اخرجہ ابن السمان) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ذکر کیا اور ان کے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ یہی جناب علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں، جبریلؑ نے شرف نزول فرما کر کہا کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنی دختر نیک اختر کی شادی علیؑ سے کریں۔

(۳) عن ابی الحمراء، قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یؤتی احد ولا انا اوتیت صھرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلھا واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلھما ولکن نتم منی وانا منکم (اخرجہ الدیلمی ابو سعد فی شرف النبوۃ والامام علی بن موسیٰ الرضا فی مسندہ) ابی حمراء سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی تجھے تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور مجھے بھی وہ باتیں نہیں ملیں۔ تجھ کو مجھ سا سسرال ملا ہے

کہ مجھ کو نہیں ملا اور تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی۔ تجھ کو تیری صلب سے حسینؓ اور حسینؓ ملے ہیں۔ اور مجھ کو میری صلب سے ان جیسا نہیں ملا۔ بتحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(۴) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اشھد قد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار اخرجہ ابن النجاری) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار تو گواہ رہیو میں نے لوگوں کو یہ بات پہنچا دی ہے کہ یہی علی بن ابیطالب میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اے میرے پروردگار جو شخص اسے دشمن رکھے اُسے آگ میں اوندھا گرا۔

یہ شرف جناب مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی ذات بابرکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔ اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی اشرف اولاد حضرت سیدہ ہی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ ہی سے ہوا۔ اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہو گئی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہا التحیۃ الثنا کی مناقب و فضائل کا کسی قدر اس مقام میں ذکر کیا جائے۔

مناقب جناب سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیّۃ والثناءُ

جناب سیدہ علیہم السلام کی سنہ ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان کا تولد مبارک بعثت سے پانچ برس پہلے ہے اور بعض کے نزدیک سال بعثت میں واقع ہوا ہے۔ عن عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الھاشمی یقول ولدت فاطمۃ سنۃ احدی واربعین من مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (استیعاب) عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے اکتالیس برس بعد واقع ہوا ہے۔

بعض مؤرخین کے نزدیک بعثت سے پانچ برس کے بعد واقع ہوا ہے۔ بہرحال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے مبعوث بالرسالۃ ہونے کے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے اور احادیث مندرجہ ذیل بھی اسی کی مؤید ہیں۔

عن (۱) سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل بسفرجلۃ من الجنۃ فاکلتھا لیلۃ اسری بی فعلقت خدیجۃ فحملت بفاطمۃ فکنت اذا اشتقت لرائحۃ الجنۃ شممت فیہ فاطمۃ (ازخو یطلہ اکم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریلؑ جنت کی ایک بہی میرے پاس لائے میں نے اُس کو کھایا اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسی شب مجھ سے حاملہ ہوئیں اور فاطمہؓ کو جنیں پس جب مجھ کو جنت کی بو کا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگھتا ہوں۔

(۲) **عن** ام المؤمنین عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبلت فاطمۃ جعلت لسانک فی فیھا فانک ترید ان تلحقھا عسلا فقال صلی اللہ علیہ وسلم انہ لما اسری بی الی السماء ادخلنی جبریل الجنۃ وناولنی تفاحۃ فاکلتھا فصارت نطفۃ فلما انزلت واقعت خدیجۃ ففاطمۃ من تلک النطفۃ فکلما اشتقت

فطمہا وذریتہا من النار (اخرجہ ابو القاسم الدمشقی ونقلہ محب الطبری عن مسند علی بن موسیٰ الرضا علیہ افضل التحیۃ والثناء) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا فاطمہ کہکر پکارا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ان کا نام "فاطمہ" کیوں رکھا ہے۔ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے ٭

اسد الغابہ میں ہے وکانت فاطمۃ تکنی بابیہا ای فاطمۃ بنت محمد) یعنے جناب فاطمہ اپنے والد ماجد کے نام مبارک پر کنیت کی جاتی تھیں یعنی فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ٭

بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے (نزول الابرار)

جناب سیدہ کے اشہر القاب میں سے (البتول سیدۃ النساء۔ افضل النساء خیر النساء۔ الصدیقہ۔ الزہراء المبارکہ۔ الطاہرہ۔ الزکیہ۔ الراضیہ۔ المرضیہ۔ المحدثہ) ہیں (نزول الابرار) ٭

البتول **عن** علی قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول وفاطمہ بتول فقال البتول التی لم تر حمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء (اخرجہ الحاکم) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کو مریم بتول اور فاطمہ بتول فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیا علیہ السلام کی بیٹیوں پہ حیض مکروہ ہے۔

سیدۃ النساء (۱) **عن** عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین وسیدۃ نساء المومنین و سیدۃ نساء اہل الجنۃ وسید نساء ہذہ الامۃ (اخرجہ الحاکم) ام المسلمین عائشہ صاحبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؓ سے فرمایا آیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو اور تم تمام مومنین عورتوں کی سردار ہو۔ تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو

(۲) **عن** حذیفۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال نزل ملک من السماء فاستاذن اللہ ان یسلم علی فبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ (اخرجہ احمد والترمذی والنسائی والوجانی والحاکم وابن حبان) روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اس نے میرے سلام کرنے کے لئے اذن طلب کیا اور مجھ کو خوشخبری پہنچائی کہ تحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۳) **عن** ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا ما کان من مریم بنت عمران (اخرجہ ابو یعلی وابن حبان وانظر الی الحاکم) ابو سعید ناقل ہیں کہ تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کی لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے ٭

(۴) **عن** فاطمۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء المومنین (اخرجہ المدلجی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے۔ کہ مجھ کو جناب رسول اللہ

الی تلک التفاحة قبلتها (اخرجہ الخطیب البغدادی وابو سعد فی شرف النبوة) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ فاطمہ تشریف لاتی ہیں آپ اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ شہد چاٹ رہے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھ کو جنت میں لے گئے اور وہ میرے پاس جنت کی ایک بہی لائے، میں نے اس کو کھایا وہ تحلیل پاکر ایک نطفہ کی شکل بن گئی، جب میں زمین پر آیا تو اس سے جناب خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں۔ اور اس نطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں، جب مجھے اس بہی کی طرف شوق غالب ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہ کے منہ کو چومتا ہوں۔

جناب فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی ام المومنین سابقة الاسلام صدیقة الکبریٰ خدیجہ بنت خویلد ہے، جو سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی ہیں، جن کے فضل میں واقعات اور کافی احادیث وارد ہیں۔

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلت خدیجة علی نساء امتی کما فضلت مریم علی نساء العالمین (اخرجہ الدیلمی) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہؓ کو میری امت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح کہ مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اهل الجنة اربع مریم بنت عمران و خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسیة بنت مزاحم قال ابن عباس خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع خطوط ثم قال تدرون لم خططت هذه الخطوط قالوا لا قال فذکرہ (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچے اور پھر فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کھینچے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے چار عورتیں افضل ہیں۔ مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

(۱) انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما سمیت فاطمة لان اللہ فطمها من النار (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اس لئے فاطمہؓ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمة حوراء آدمیة لم تحض ولم تطمث انما سماها فاطمة لان اللہ عزوجل فطمها من النار (اخرجہ النسائی) ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں حور ہے، حیض و نفاس سے طاہر ہے اس لئے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمة علی یا رسول اللہ لو صلیت فاطمة قال لو اللہ قد

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ قیامت کے روز تو سب مومنین کی عورتوں کی سردار ہو ؁

(۵) عن عمران بن حصین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم عاد فاطمۃ وھی مریضۃ فقال لہا کیف تجدینک یا بنیۃ قالت انی وجعت وانہ لیزیدنی مالی طعام اکلہ قال یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریم بنت عمران قال سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء عالمک اما واللہ لقد زوجتک سیداً فی الدنیا والاٰخرۃ (واستیعاب عنہ ۲ الیہ) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریض تھیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا اے بیٹی ہم یہ کیا حال تیرا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں بیمار ہو گئی ہوں۔ اور مجھ کو اسنے اور بھی ناچار کیا ہے۔ کہ میرے پاس تجھے کھانے کی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پس مریم بنت عمران کہاں ہیں حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار ہے اور تو اپنے عالم کی ہو ؁

(۶) عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فاطمۃ عام الفتح فناجاھا فبکت ثم حدثہا فضحکت فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالتہا عن بکائہا وضحکہا فقالت اخبرنی انہ یموت فبکیت ثم اخبرنی انی سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا مریم بنت عمران فضحکت (اخرجہ الترمذی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے برس میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا اُن سے کوئی بات کی رونے لگیں پھر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ ان کے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہؓ فرمانے لگیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں رونے لگیں پھر حضرت نے مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی ؁

(۷) عن ابی ھریرۃ وابی الدرداء قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین ما خلا مریم بنت عمران (اخرجہ الملا والطبرانی وابن حبان) ابو ہریرہ و ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوا مریم بنت عمران کے ؁

(۸) عن عائشۃ قالت کنا ازواج النبی ص عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخفی مشیتہا من مشیۃ رسول اللہ ص فلما راھا قال مرحبا یا ابنتی ثم اجلسہا ثم سارھا فبکت بکاءً شدیداً فلما رای حزنہا سارھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ ص سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ ص سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الاٰن فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرائیل کان یعارضنی القراٰن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی العام مرتین ولا اریٰ الا الاجل قد اقترب فاتقی اللہ

واصبری فانی نعم السلف انا لک فلما رأت جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اہل الجنۃ وسیدۃ نساء المومنین (اخرجہ البخاری و المسلم) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سب بی بیاں آپکے پاس موجود تھیں اتنے میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں اُن کی رفتار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے چھپتی نہیں تھی۔ یعنی بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی رفتار کے مشابہ تھی۔ جب حضور نے ان کو دیکھا تو مرحبا اے میری بیٹی کہکر پکارا پھر اُن سے سرگوشی کی وہ سخت روئیں جب حضور نے اُن کا غم و اندوہ دیکھا دوبارہ ان سے سرگوشی کی۔ وہ ہنس پڑیں جب حضور اُٹھ کر تشریف لے گئے جناب عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے جناب فاطمہؓ سے پوچھا کہ حضور نے آپسے کیا سرگوشی کی تھی۔ جناب فاطمہ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرونگی جب حضور اس دار دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو میں نے جناب فاطمہ سے کہا میں آپکو اس حق کی جو میرا تم پر ہے قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ مجھے اس راز کو بتا دو۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا اب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں اب میں اس کو بیان کرتی ہوں۔ جب پہلے امر میں مجھ سے حضور سرگوشی کی جو بیان کیا کہ ہر برس میں جبریل مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس سال میں دو دفعہ مقابلہ کیا ہے میں سوا اس کے نہیں دیکھتا کہ میری رحلت قریب آگئی ہے پس تو خدا سے ڈریو اور صبر کریو میں تیرا اچھا آگے جانے والا ہوں۔ جب حضور نے میرے رونے کو ملاحظہ کیا تو پھر مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی ہو کہ تو سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار اور سب مومنین کی عورتوں کی سردار ہو ؛

افضل النساء عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اہل الجنۃ خدیجۃ بنت خویلد و فاطمۃ بنت محمد (اخرجہ ابو داؤد والنسائی و الحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل جنت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ؛

خیر النساء عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر النساء اُمتی فاطمۃ بنت محمد (اخرجہ الحاکم) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب میری امت کی عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) ؛

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد و فاطمۃ بنت محمد و آسیہ بنت مزاحم (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ نقل ہیں کہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فضل میں کافی ہیں تیرے لئے سب دنیا کی عورتوں سے چار عورتیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم ؛

الصدیقہ عن ابی الحمراء قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یوتی احد و لا انا اوتیت صہرا مثلی و لم اوت انا مثلی و اوتیت صدیقۃ مثل بنتی و لم اوت مثلھا و اوتیت الحسن و الحسین من صلبک و لم اوت من صلبی مثلھما و لکنکم منی و انا منکم (اخرجہ الدیلمی) ابو الحمراء

رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تجھکو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ کسی کو نہیں ملیں اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں۔ تجھ کو خسر مجھ سا ملا ہے اور مجھ کو مجھ سا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے اور مجھ کو ویسی نہیں ملی۔ تجھ کو حسن و حسین تیری صلب سے عطا ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو ان جیسے نہیں ملے۔ اور البتہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں ؂

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک احب اہل بیت ہونا جناب سیّدہ کا

عن اُسامۃ بن زید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب اھلی الی فاطمۃ (اخرجہ الترمذی والحاکم وقال الذہبی فالحین سال صلی اللہ علیہ وسلم علی والعباس فقالا یا رسول اللہ ای اھلک احب الیک) اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب میرے اہل سے میرے نزدیک پیاری فاطمہ ہے اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور دیلمی فردوس الاخبار میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مبارک اس وقت ارشاد فرمائے تھے جبکہ جناب علیؑ اور عباس نے حضور سے پوچھا تھا کہ آپ کے نزدیک آپ کے اہل سے کون زیادہ پیارا ہے ؂

(۲) عن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشۃ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا (اخرجہ الترمذی والنسائی) جمیع بن عمیر نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی پھپھی کے ساتھ جناب اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے پوچھا کہ سب لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمانے لگیں جناب فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں سے کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا کہ ان کا خاوند یعنی علی بن ابیطالب ؂

(۳) عن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی (استیعاب علامہ ابن عبد البر) بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب عورتوں سے زیادہ آنحضرتؐ کو جناب فاطمہ پیاری تھیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علیؑ ؂

جناب فاطمہؓ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن علی قال کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای شیئ خیر للمراۃ فسکتوا فلما خلما رجعت قلت لفاطمۃ ای شیئ خیر للنساء قالت ان لا یراھن الرجال فذکرت ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فاطمۃ بضعۃ منی (اخرجہ البزار فی مسندہ) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایکدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لئے کیا چیز مناسب ہے سب چپ ہو رہے۔ جب میں لوٹ کر گھر میں آیا تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لئے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ان کو مرد نہ دیکھنے پائیں پس میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ؂

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دی مجھکو ایذا دی

(۱) عن المسور بن مخرمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بضعة مني فمن اذاها فقد آذاني
(اخرجه الديلمي واحمد والحاكم) مروی ہے مسور بن مخرمہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی ؛

(۲) عن ابن الزبير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما فاطمة بضعة مني يوذيني ما اذاها اخرجه احمد
والترمذي والحاكم) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل
کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اُسے ایذا دیتی ہے ؛

(۳) روی عن مجاهد قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ بيد فاطمة فقال من عرفت هذه فقد
عرفها ومن لم يعرفها فهي فاطمة بنت محمد وهي بضعة مني وهي قلبي وهي روحي التي بين جنبي من اذاها فقد
اذاني ومن اذاني فقد اذى الله (اخرجه ابن عساكر) مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور عالم صلے
اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اس کو پہچانتا
ہو اور جو کوئی نہ پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور میرے دل کا ٹکڑا اور میرا دل ہے
اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے کہ اس کو ایذا دی مجھے ایذا دی
اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی ؛

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے

عن علی قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة ان الله يغضب بغضبك ويرضى برضاك
(اخرجه ابو يعلى والطبراني والحاكم وابو نعيم في الحلية والديلمي) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے
غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے ؛

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کا حیض نفاس سے پاک ہونا

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة حوراء آدمية لم تحض ولم
تطمث انه سماها فاطمة لان الله فطمها عن النار (اخرجه الدولابی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے - جو
حیض اور طمث سے پاک ہے اسلئے اسکا نام فاطمہ رکھا گیا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اسکو دوزخ کی آگ سے بیدار رکھا ہے ؛

(۲) عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سُئل ما البتول فانا سمعنا منک یا رسول اللہ تقول مریم بتول و فاطمۃ بتول فقال البتول التی لم تر حمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء (اخرجہ الحاکم) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا بتول کس کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یارسول اللہ ہم نے بارہا سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ بتول فرمایا کرتے ہیں حضورؐ نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو سُرخی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور طمث سے پاک ہو۔ کیونکہ حیض نبیوں کی بیٹیوں کے لئے مکروہ ہے ؛

(۳) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمۃ بالحسن فلما رأیتہا وما فعلت یا رسول اللہ لما لفاطمۃ دما فی حیض و نفاس فقال لہا صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان ابنتی طاہرۃ مطہرۃ لا یری لہا دم فی طمث (مسند اہل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام کے تولد کے وقت میں جناب سیدہؓ کی دائی تھی میں نے آکر کسی قسم کا خون جو عورتوں کو ولادت کے وقت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر عرض کیا یارسول اللہ میں نے جناب سیدہؓ کیلئے خون حیض و نفاس کا نہیں دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ میری بیٹی پاک اور پاکیزہ ہے۔ اسکے لئے طمث میں خون نہیں دیکھا جاسکتا ہے ؛

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ جناب فاطمہ سے زیادہ کوئی شبیہ نہیں تھا

(۱) عن ام سلمۃ قالت کانت فاطمۃ اشبہ الناس شبہا وجہا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن عساکر) جناب اُم المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شکل و شمائل میں نہایت شبیہ تھیں ؛

(۲) عن عائشۃ قلت ما رأیت احدا من الناس اشبہ حدیثا ولا کلاما ولا ہدیا ودلا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامہا وقعودہا من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت وکانت اذا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہا فقبلہا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علیہا قامت من مجلسہا فقبلتہ حتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت فاطمۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکبت علیہ فقبلتہ ثم رفعت راسہا فبکت ثم اکبت علیہ ثم رفعت راسہا فضحکت فقلت ان کنت لاظن ان ہذہ من اعقل النساء فاذا ہی من النساء فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لہا ارأیت حین اکببت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعت راسک فبکیت ثم اکببت علیہ فرفعت راسک فضحکت ما حملک علی ذلک قالت انی اذا لبذرۃ۔ اخبرنی انہ میت من وجعہ ہذا فبکیت ثم اخبرنی انی اسرع اہلہ لحوقا بہ فضحکت (اخرجہ الترمذی ابوداؤد والنسائی وابو حاتم باختلاف یسیر) جناب اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب فاطمہ سے زیادہ قیام و قعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو شبیہ نہیں دیکھا۔ جب فاطمہ تشریف لاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور پر جھک گئیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں میں نے کہا میں گمان کرتی تھی۔ یعنی جناب فاطمہ تمام عورات سے عقلمند ہیں۔ یہ تو معمولی عقل والی

عورتوں میں سے نکلیں۔ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے میں نے اُن سے کہا ہے آپکو دیکھا کہ آپ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر جھکیں تو سر اُٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ آپ اُن پر جھکیں اور سر اُٹھا کر ہنسنے لگیں آپنے اس بات
کس چیز پر انگیختہ کیا تھا۔ آپنے فرمایا کہ اسوقت اس کی وجہ بیان کرنا باعث افشا ہوتا حضور نے مجھ کو
خبر دی تھی کہ ہم اس مرض میں انتقال فرمائیں گے۔ پس میں رو پڑی پھر مجھ کو خبر دی کہ میں ان کو سب اہل سے پہلے
ان کے ساتھ جا ملوں گی۔ پس میں اس وجہ سے ہنسنے لگی ؁

ذکر اس امر کا کہ جب جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو سب سے اول جناب سیدہ علیہا السلام سے ملاقات فرماتے

(۱) عن ثوبان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر آخر عہدہ باتیان فاطمة و اول من یدخل علیہ اذا
قدم فاطمة (اخرجہ احمد و البیہقی) ثوبان کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف
لیجاتے تو سب سے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام اُن سے ملتیں اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ ملتے
(۲) عن ابی ثعلبة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من غزوة او سفر اتی المسجد فصلی فیہ رکعتین
ثم اتی فاطمة ثم اتی ازواجہ (اخرجہ ابو عمر) ابو ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات
سے یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے شروع کرتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف
لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لے جاتے ؁
(۳) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل فاطمة (اسد الغابہ) ابن
عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ کے پاس جاتے

قیامت کے روز سب سے اول جنت میں جناب فاطمہ رض کا داخل ہونا

(۱) عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شخص یدخل الجنة علی و فاطمة مثلہما فی ہذہ
الامة کمثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل ابی ہریرة رض کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص کہ اول جنت میں داخل ہونگے وہ علی رض اور فاطمہ رض ہیں فاطمہ کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے کہ
بنی اسرائیل میں مریم بنت عمران کی ؁
(۲) عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامة علی الدواب لیوافقوا
المومنین من قومہم و یبعث صالح علی ناقتہ و ابعث انا علی البراق و تبعث فاطمة امامی (اخرجہ الاحاب فی مناقب
الاصحاب) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام
قیامت کے دن اپنے چارپایوں کے اوپر سوار ہو کر جائیں گے جو ان کی قوم کے مومنوں کے مطابق ہونگے اور صالح
پیغمبر اونٹنی پر سوار کئے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہونگا اور میرے آگے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہونگی ؁

قیامت کے روز جناب سیدہ کے مرور کے وقت اہل موقف کو سر جھکانے اور نگاہ نیچے رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد من بطنان العرش یا اھل الموقف غضوا ابصارکم و نکسوا رؤسکم لتجوز فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الصراط اخرجہ اسمٰعیل بن احمد) ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا پکارنیوالا عرش کے اندر سے پکارے گا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے سر جھکا دو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صراط سے گذر جائے ؎

(۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الاولین والاخرین فی سعید واحد ثم نادی مناد من بطنان العرش ان الجلیل جل جلالہ یقول نکسوا رؤسکم و غضوا ابصارکم فان ھذہ فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تریدان تمر علی الصراط (اخرجہ الخزادمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسب اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کریگا۔ پھر ایک پکارنیوالا عرش کے اندر سے پکاریگا۔ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل موقف تم اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو۔ فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، صراط سے گذرنے کا ارادہ رکھتی ہیں ؎

(۳) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد اھل الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی تمر (اخرجہ السیوطی فی المجالسۃ وابونعیم فی الدلائل والسیوطی فی ثیاب وسرالسافرۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا ایک پکارنیوالا پکاریگا اے لوگو بند کرلو اپنی آنکھیں جب تک کہ فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گذر لے ؎

جناب سیدہ کو جنت میں ام موسیٰ اور مریم بنت عمران سے بھی ستر قصر زیادہ ملنے

عن ابوسعید خدری انہ صلی اللہ علیہ وسلم صرفی الیھاء ستا بعۃ قال رأیت فیھا کولیحدکا موسیٰ ودرا لآسیۃ امرأۃ فرعون وخدیجہ بنت خویلد قصورا من یاقوت ولفاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعین قصورا من مرجان الاحمر مکلابا اللؤلؤ ابوابھا من عود (اخرجہ ابن مردویہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ساتویں آسمان پر گذر کرکے دیکھا کہ مریم اور ام موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ فرعون کی بی بی اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لئے یاقوت کے گھر بنے ہوئے ہیں اور فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ستر قصر ہوں گے ۔۔۔۔ جو موتیوں سے جڑے ہوئے تھے انکے دروازے یاقوت کی لکڑی کے تھے ؎

جنت میں جناب سیدہ کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختة قال قال علی زارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبات عندنا والحسن والحسین نائمان فاستسقی الحسن فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قربة لنا فجعل یعصرها فی القدح ثم جاء یسقیه فتناول الحسین لیشرب فمنعه وبدأ بالحسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ کانه احبهما الیک قال هو استسقی اول مرة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی وایاک وهذین یعنی حسنا وحسینا وهذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامة (اخرجه احمد فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور وہ رات ہیں بسر فرمائی اور جناب حسن اور حسین علیہما السلام دونوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن نے پانی مانگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور مشک کی طرف تشریف لے گئے اور پیالے میں پانی ڈالا پھر آئے تاکہ پلائیں حسن کو اور پکڑ لیا اُسے جناب حسین نے پینے کے لئے پس حضور نے انہیں روک دیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یا رسول اللہ گویا آپ کو ان دونوں میں سے حسن سے زیادہ اُلفت ہے۔ فرمایا اس لئے کہ حسن نے پہلے مانگا تھا۔ پھر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں یعنی حسن و حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہوں گے۔

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہا ہے جو ایک قیاسی مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ علیہا السلام سے افضل ہیں۔ کیونکہ امہات المومنین جنت میں بمعیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہوں گے۔ اور حضرت سیدہ بمعیت جناب مرتضوی دوسرے قصر جنت میں تشریف رکھتے ہوں لامحالہ جناب مرتضوی کے مکان سے حضور کا مکان درجہ عالی پر ہوگا۔ اس وجہ سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیدہ علیہا السلام سے برتر مقام میں ہوں گے۔ اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل افضلیت ہے۔ لیکن احادیث کے مقابل مزعومات پیش کرنا چاہئے۔ اہلحدیث کے معتقدات کو دیکھنا چاہئے کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ صاف کا تفضل احدا علی بضعة الرسول کے قائل ہیں۔

ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس نے قولہ تعالیٰ والحقنا بهم ذریتهم قال ان اللہ یرفع ذریة المومن فی درجته وان کانوا دونه فی العمل لتقر بهم عینه الذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم وما التناهم من عملهم من شیئ قال سید جلال الدین السمهودی فاذا کان هذا فی ذریة مطلق المومن فما ظنک بذریته صلی اللہ علیہ وسلم (جواهر العقدین) ابن عباس اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ہم نے ان کی ذریۃ کو اُن سے ملا دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریت کو اسی کے درجہ میں رکھے گا اگرچہ عمل میں اس سے کمتر ہوں گے پھر اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہے ان تک ان کی اولاد کو اور گھٹایا نہیں اُس سے ان کا کیا کچھ بھی سید جلال الدین سمہودی کہتے ہیں۔ کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریت کو ملے گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کا درجہ دیکھنا چاہئے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کے نکاح کا بیان

(۱) عن عبداللہ بن جعفر الہاشمی قال انکح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بعد واقعۃ احد و کان عمرھا اذ ذاک خمسۃ عشر سنۃ وخمسۃ اشھر ونصف وکان سن علی احدی وعشرین سنۃ وخمسۃ اشھر وقال زبیر بن بکار تزوجھا علی فی السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ وکان عمرھا اذ ذاک خمسۃ عشر وخمسۃ اشھر (استیعاب) عبداللہ بن جعفر بن سلیمان بن جعفر الہاشمی کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے۔ ان کی عمر اس وقت پندرہ برس اور ساڑھے پانچ مہینے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک اکیس سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کے دوسرے برس ہوا ہے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اس وقت پندرہ برس اور ۵ ماہ کا تھا (۲) عن الحارث عن علی قال خطب ابوبکر یعنی فاطمۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انت لھا یا علی فقلت مالی من شیء الا درعی فزوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہؑ کی زوجیت کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہیں۔ جناب علی نے کہا میرے پاس تو سوائے زرہ کے اور کوئی سامان دنیاوی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کا نکاح کر دیا۔

(۳) عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکر فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھا صغیرۃ فخطبھا علی فزوجھا منہ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر رضی اللہ نے حضرت سیدہ کی خواستگاری کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چھوٹی ہیں پس جناب علی نے خواستگاری کی حضور نے ان سے نکاح کر دیا۔

(۴) عن ام سلمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولم یخلق علی ما کان لفاطمۃ کفو (رواہ خرجہ الدیلمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لئے کوئی کفو نہ ہوتا۔

(۵) عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال لی یا انس تدری ما جاءنی بہ جبرئیل من عند صاحب العرش عز وجل قلت بابی انت وامی ما جاءک بہ جبرئیل قال لی ان اللہ تبارک وتعالیٰ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی فانطلق وادع لی ابابکر وعمر وعثمان وطلحۃ والزبیر وبعدۃ من الانصار قال فانطلقت فدعوتھم فلما ان اخذوا مجالسھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ المحمود بنعمتہ والمعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرھوب الیہ من عذابہ النافذ امرہ فی ارضہ وسمائہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ

عز وجل جعل المصاهرة نسباً لاحقاً وامراً مفترضاً وحکماً عادلاً وخیراً جامعاً وشج بها الارحام والزمها
الانام فقال عز وجل وهو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وکان ربک قدیراً وامر اللہ تعالیٰ
یجری الی قضائه وقضائه یجری الی قدره ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت و
عنده ام الکتاب ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمة من علی واشهدکم انی زوجته فاطمة من علی علی
اربعمائة مثقال فضة ان رضی بذلک علی السنة القائمة والفریضة الواجبة فجمع اللہ شملهما وبارک اللہ لهما
واطاب نسلهما وجعل نسلهما مفاتیح الرحمة ومعادن الحکمة وامن الامة اقول قولی هذا واستغفر اللہ لی
ولکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فتبسم یا علی ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمة وانی قد زوجتکها
علی اربعمائة مثقال فضة فقال علی رضیت یا رسول اللہ ثم ان علیاً خر ساجداً شکراً للہ فلما رفع راسه
قال له رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بارک اللہ لکما وعلیکما واسعد جدکما واخرج منکما کثیراً الطیب
قال انس واللہ لقد اخرج منهما الکثیر الطیب اخرجه احمد فی المناقب وابو حاتم انس رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے۔ کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا۔ آپ کو وحی کے سبب سے
غشی طاری ہوا جب افاقہ ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے میرے پاس جبرئیل خداوند عرش کی طرف سے کیا حکم
لایا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ جبرئیل آپ کے پاس کیا حکم لائے ہیں فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا
ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کریں پس تو جا اور میرے پاس ابوبکر و عمر و طلحہ و زبیر رضی اللہ
عنہم اجمعین کی تعداد کے موافق انصار میں سے لوگوں کو بلا لا۔ انس کہتا ہے۔ کہ میں گیا اور ان کو بلا لایا پس جس وقت وہ لوگ آئے
اور بیٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ تمام حمد واسطے اللہ کے ہے جو محمود ہے بسبب اپنی نعمتوں کے اور
معبود ہے بسبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے بسبب اپنے غالب ہونے کے اور اس کی طرف لوگ گریز کرتے
ہیں۔ اس کے عذاب سے جاری ہے۔ حکم اس کا اس کی زمین اور اس کا آسمان میں وہ ایسا ہے کہ اس نے خلقت کو اپنی
قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے ان کو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے ان کو عزت بخشی ہے اور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ان کو بزرگی عطا فرمائی۔ بتحقیق اللہ عز و جل نے سسرال رشتے کو نسب تازہ اور امر
واجب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اس کے سبب سے رحموں کو ملایا ہے۔ اور تمام خلق پر اس کو لازم کر دیا
ہے اور فرمایا ہے۔ اور اللہ ایسا ہے۔ کہ اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پس اس کے واسطے نسب اور سسرالی
رشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خدا کا حکم اس کی قضا قدر کی طرف جاری ہوتی ہے اور واسطے ہر
قضا کے ایک قدر ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے۔ اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے
محو کر دیتا ہے اللہ جس چیز کو چاہتا ہے۔ اور ثابت کرتا ہے۔ اور اس کے پاس ہے۔ اصل کتاب یعنی لوح محفوظ اما بعد
اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے۔ کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کر دوں اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا علیؓ سے
چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی اس بات پر راضی ہو یہ سنت قائم ہے۔ اور فریضہ واجب۔ پس اللہ تعالیٰ
ان دونوں میں جمعیت عطا کرے اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ کرے۔ اور ان
دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں اور حکمت کی کان اور امت کے لئے امان بنائے میں یہ کہتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں بعد اس کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرکے فرمایا یا علی اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے تیرا نکاح اور میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے پس علی نے عرض کیا راضی ہوں بعد اسکے حضرت علی سجدہ میں گر پڑے شکر کرنے کے لئے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر برکت کرے اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں کہ واللہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے ؞

عن انس قال لما ادرکت (؟) النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ امرھم ان یجہزوھا فجعل لہا سریرا ووسادۃ من ادم حشوھا لیف وقال اذا انتہیتما الی علی فلا تحدثا علیہا حتی آتیہما فجاءت مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکوۃ فیہا ماء فتفل فیہا فقال لفاطمۃ تقدمی فتقدمت فنضح بین ثدییہا وعلی راسہا وقال اللہم انی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ثم قال ادبری فادبرت فصب بین کتفیہا وقال اللہم انی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فادبر فصبہ بین کتفیہ وقال اللہم انی اعیذہ بک وذریتہ من الشیطان الرجیم فقال لعلی ادخل باھلک بسم اللہ الرحمن الرحیم فبکت فاطمۃ فقال ما یبکیک وقد زوجتک اقدمہم سلما واحسنہم خلقا فخرج وغلق علیہما الباب بیدہ اخرجہ احمد وابو حاتم والنسائی وابو الخیر الحاکمی۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کردیا لوگوں کو ان کے جہیز کی تیاری کا حکم دیا ان کے لئے ایک تخت اور ایک بچھونا چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کیلئے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہونچیں تو تعجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام ایمن کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک لوٹا لے کر تشریف لائے اور اسمیں اپنا لعاب دہن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرت نے انکی چھاتی پر اور سر مبارک پر اس پانی کے چھینٹے دیئے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دے کر دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چھاتی اور سر اقدس پر اس پانی کے چھینٹے دیئے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹے۔ اور انکی دونوں کندھوں کے درمیان بھی پانی کے چھینٹے دیکر فرمایا اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لیجائیں ساتھ نام اللہ مہربان رحم والے کے پس جناب فاطمہ رونے لگیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ تم کیوں روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور سب سے اچھے خلق والا

ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور اپنے ہاتھ سے اُن کا دروازہ بند کردیا ۔

ذکر اس امر کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) **عن** ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والطبرانی فی الکبیر) ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تحقیق پروردگار عزوجل نے مجھکو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا علی سے نکاح کردوں ۔

(۲) **عن** انس بن مالک قال ابو بکر خطب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ فاطمۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر لم ینزل القضاء ثم خطبہا عمر مع عدۃ من قریش فقال لہ مثلہ لابی بکر فقیل لعلی لو خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخلیق ان یزوجہا قال وکیف وقد خطبہا اشراف قریش فلم یزوجہا فخطبہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنی ربی عزوجل بذلک (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر حکم نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ خواستگاری کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکرؓ کو دیا تھا۔ تب حضرت علی سے کہا گیا۔ اگر آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کے لئے زیادہ حقدار تھے۔ جناب علیؓ نے کہا میں کس طرح سے استدعا کروں کیونکہ اشراف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی نسبت استدعا کی اور حضورؐ نے اُنکا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے نکاح کردیا۔ اور فرمایا کہ مجھکو اس کا حکم پروردگار نے کیا ہے ۔

(۳) **عن** عمر قال ذکر عندہ علی قال ذاک صہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نزل جبریل فقال ان اللہ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی (اخرجہ ابن السمان) روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق جبریل نازل ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا علی سے نکاح کردیں ۔

(۴) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ زوجک فاطمۃ وجعل صداقہا الارض فمن مشی علیہا مبغضا لک مشی حراما (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ سے فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور تمام زمین کو اس کا مہر قرار دیا ہے پس جو شخص بحالت تیرے بغض کے اس پر چلتا ہے اس پر اُس کا چلنا حرام ہے ۔

جناب سیدہ علیہا السلام کا مہر

واختلف فی مہرہا ایاہا وروی انہ مہرہا درعہ وانہ لم یکن ذلک الوقت صفراء ولا بیضاء وقیل ان علیا تزوج فاطمۃ علی اربعمائۃ وثمانین درہم (استیعاب عبد البر) جناب سیدہ علیہا السلام کے مہر میں علماء کا اختلاف ہے۔ روایت ہے کہ اُن کا مہر زرہ تھی کیونکہ جناب علیؓ کے پاس اس وقت سونے چاندی سے کچھ

موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب علیؓ نے چار سو اسی درہم پر اُن سے نکاح کیا تھا ۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہؑ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا ہے

(۱) عن انس قال بینما رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد اذ قال لعلی هذا جبرئیل یخبرنی ان اللّٰہ عزوجل زوجک فاطمۃ واشهد علی تزویجها اربعین الف ملک واوحی الی شجرۃ طوبی ان انثری علیهم الدر والیاقوت فنثرت علیهم الدر والیاقوت (اخرجه الملا فی سیرته) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اسمان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے - اور طوبیٰ درخت کو اشارہ کیا کہ انپر در و یاقوت نثار کرے پس اس نے دُر و یاقوت ان پر نثار کئے ۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لفاطمۃ لما اراد اللّٰہ ان املکک بعلی امر اللّٰہ جبرئیل فقام فی السماء الرابعۃ وصف الملئکۃ صفوفا فخطب علیهم فزوجتک من علی ثم امر اللّٰہ شجر الجنان فحملت الحلی والحلل ثم امرها فنثرت علی الملائکۃ فمن اخذ منهم شیئا اکثر مما اخذ غیره افتخر به الی یوم القیمۃ (اخرجه الدیلمی) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا یا فاطمہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تمکو علی کی ملکیت میں دے جبرئیل کو حکم دیا اس نے کھڑے ہوکر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر ان پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر جنت کی درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلوں سے بار ور ہوا پھر اسکو حکم دیا اور اس نے ان زیورات کو فرشتوں پر نثار کیا۔ پس جس نے ان میں بہ نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اس کی وجہ سے قیامت فخر کرتا رہا ۔

(۳) عن بلال بن حمامۃ قال طلع علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ذات یوم متبسما ضاحکا وجهه مشرق کدارۃ القمر فقام الیه عبد الرحمن بن عوف فقال یا رسول اللّٰہ ما هذا النور قال بشارۃ اتتنی من ربی فی اخی وابن عمی وابنتی فان اللّٰہ زوج علیا من فاطمۃ وامر رضوان خازن الجنان فهز شجرۃ طوبی فحملت رقاقا یعنی صکاکا بعدد محبی اهل بیتی وانشأ تحتها ملائکۃ من نور ودفع الی کل ملک صکا فاذا استوت القیمۃ باهلها بالخلائق فلا یبقی محب لاهل بیتی الا دفعت الیه صکا فیه فکاکه من النار فصار اخی وابن عمی وابنتی فکاک رجال ونساء من امتی من النار (رواہ ابو بکر الخوارزمی) بلال بن حمامہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے آپکا رخ انور چاند کے ہالہ کی طرح سے نورانی تھا عبدالرحمان بن عوف نے اُٹھکر عرض کیا یا رسول اللہ آج چہرہ اقدس پر کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشارت آئی ہے بتحقیق اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور رضوان خازن جنت کو حکم کیا ہے اس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا ہے وہ بار ور ہوگیا ہے۔ یعنی اس کا ہر ایک پتہ برات نجات کا کاغذ بن گیا اور شجر طوبیٰ کے نیچے فرشتے نور سے پیدا کئے ہوئے ہر ایک فرشتے کو وہ برات کا کاغذ دیا جبکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی۔ پس میرے اہلبیت کا محب باقی نہیں رہیگا

کہ اس پر وہ برات کا غذ نہ گرے اس میں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہو گا پس میرا بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لئے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب ہوئے ؛

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا بیان؛

قال ابو عمر فولدت له الحسن والحسين وام كلثوم وزينب لم يتزوج علي عليها غيرها حتى ماتت (استیعاب)

ابو عمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لئے امام حسن اور حسین اور ام کلثوم اور زینب کو جنا ہے اور جناب علی علیہ السلام نے اُن کے سامنے اُن کے سوا دوسرا نکاح نہیں کیا جبتک کہ وہ انتقال ہو گیا۔

جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے اول آخرۃ میں لاحق ہونگی

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة انت اول اهلي لحوقا بي (اخرجه الديلمي)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تم سب میرے اہل سے پہلے مجھ سے ملو گی ؛

(۲) عن عائشة قالت ما رايت احدا اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت اذا دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم قام اليها فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة فاكبت عليه ثم رفعت راسها فبكت ثم اكبت ثم رفعت راسها فضحكت فلما توفي رسول الله صلى الله عليه قلت لها رأيت حين اكببت على النبي صلى الله عليه وسلم ورفعت راسك فبكيت ثم اكببت عليه فرفعت راسك فضحكت ما حملك على ذلك قالت اني اذا لبذرة اخبرني انه ميت من وجعه هذا فبكيت ثم اخبرني اني اسرع لحوقا به فذلك حين ضحكت (اخرجه الترمذي وابو داود والنسائي) البذرة قال الهروي البذر الذي يفشون ما يسمعون من السر يقال بذرت بين الناس تبذيرا يبذر البحب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہؓ کے سوا کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شبیہ نہیں تھا جب وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جھک گئیں پھر سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ حضرت پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے اُن سے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا جب کہ آپ پہلی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں اور پھر دوبارہ جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں آپکو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا انہوں نے فرمایا اس وقت اس کے افشا کا اندیشہ تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال فرمانے والے ہیں اس لئے میں رونے لگی پھر مجھکو خبر دی کہ تم بہت جلدی مجھ سے ملنے والی ہو۔ پس اس وجہ سے میں ہنسنے لگی ؛

جناب سیدہ علیہا السلام کی وفات کا بیان

(۱) عن عایشۃ قالت انہا لم تضحک فی مدۃ حیاتہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہا کانت تعذرت من انحزن علیہ شوقہا الیہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) جناب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں ہنسیں اور غم میں گھلتی رہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں ÷

(۲) عن عایشۃ رضی اللہ عنہا ان فاطمۃ عاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشہر ودفنت لیلا (اخرجہ ابن عساکر) اُم المومنین جناب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور رات کے وقت دفن ہوئیں ÷

(۳) عن عروۃ ان فاطمۃ توفیت بعد النبی صلی اللہ علیہ سلم بستۃ اشہر (استیعاب) عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں ÷

(۴) وقیل بعضہم ماتت بعد وفات ابیہا بمائۃ یوم (استیعاب) بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سو دن بعد انتقال فرمایا ہے ÷

(۵) روی ابن شہاب ثلثۃ اشہر (استیعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو بحکم عمر بن عبد العزیز مدون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین مہینے تک زندہ رہیں ÷

(۶) عن ابن بریدۃ قال عاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعین یوما (استیعاب) ابن بریدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ رہیں ÷

(۷) قیل خمسین یوما قول الاولاد) یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہی ہیں ÷

(۸) قیل اربعین یوما (قول الاولاد) بعض نے چالیس دن بھی کہے ہیں ÷

(۹) قال عبد اللہ بن حارث وعمرو بن دینار توفیت بعد ابیہا ثمانیۃ اشہر (استیعاب) عبد اللہ بن حارث اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال فرمایا ہے ÷

(لاکھ) انہا بقیت بعد وفات ابیہا بستۃ اشہر ہو مذہب الجمہور (استیعاب) اور زیادہ تر صحیح بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے تک زندہ رہی ہیں اور یہی جمہور کا مذہب ہے ÷

(۱۰) قال المدائنی ماتت الثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ وہی ابنۃ تسع وعشرین سنۃ (استیعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نے تیسری رمضان سہ شنبہ کے دن سنہ گیارہ ہجری میں وفات پائی ہے اس وقت ان کی عمر انتیس برس کی تھی ÷

(۱۱) قال ابن الخشاب توفیت ولہا ثمان وعشرین سنۃ وخمسین یوما (تاریخ موالید ووفات اہل البیت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کے وقت اٹھائیس برس اور پچاس دن کی تھی ۔

(۲) قال زبیر بن بکار سالت عن عبد اللہ ابن حسین یا ابا محمد کم بلغت فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم من السن فقال ثلثین (استیعاب) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن حسین سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا محمد جناب سیدہ علیہا السلام کا سن مبارک وفات کے وقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کا ۞

(۳) واختلفوا فی غسلہا اخرج احمد عن ام سلمۃ قالت اشتکت فاطمۃ فمرضتہا فاصبحت یوما کانت مثل ما کانت فخرج علی فقالت یا اماہ اسکبی لی غسلا فقامت و اغتسلت کاحسن ما کانت تغتسل ثم قالت ناولنی ثیابی الجدد ففعلنا ولبستہا ایا ما فلبستہا ثم قالت قدمی الفراش لی وسط البیت فقدمت فاضطجعت واستقبلت و جعلت یدیہا تحت خدہا وقالت انا مقبوضۃ وقد اغتسلت فلا یکشفنی احد وقبضت فجاء علی فبکا فقال واللہ لا یکشف عنہا احد فحملہا وصلی علیہا ودفنہا (تذکرۃ خواص الامۃ) جناب سیدہ کے غسل میں علماء سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اور انکا مرض طول پکڑ گیا۔ ایک دن صبح کو اٹھیں انکا مزاج مبارک جیسے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا۔ جناب علی گھر سے باہر تشریف لے گئے جناب سیدہ نے خادمہ سے ارشاد کیا کہ مجھے غسل کراؤ۔ آپ نے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالت صحت سے بھی بدرجہا بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ۔ خادمہ نے کپڑے لائی آپنے اسی کو پہنا۔ پھر ارشاد کیا کہ ہمارا بستر گھر کی آنگن میں بچھاؤ۔ خادمہ نے آپ کا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا آپ رو بقبلہ ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو رخسار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا میں اس وقت انتقال کرنے والی ہوں اور میں نے غسل کر لیا ہے۔ اسے کوئی نہ کھولے یہ فرما کر دار الآخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا خدا کی قسم ہے انکو کوئی نہ کھولے گا۔ پس اسی طرح سے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے اور نماز ادا کی اور انکو دفن کر دیا ۞

(۴) وفی نزل الابرار غسلہا بغسلہا ذالک ولم تغسل بعد الموت وکان ذلک شیئ خصص بہ ابوہا صلی اللہ علیہ وسلم (نزل الابرار) میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اسی غسل سے دفن ہوئی ہیں۔ جو کہ بحالت حیات خود انہوں نے کیا تھا۔ اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ ان کے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خاص مقرر کی تھی ۞

(۵) وروی عن محمد بن اسحاق ان الملئکۃ غسلہا (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ بعد وفات کے فرشتوں نے انکو غسل دیا ہے ۞

(۶) وروی ان اسماء بنت عمیس غسلتہا (تذکرۃ خواص الامۃ) یہ بھی روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس نے جناب سیدہ کو غسل دیا ہے ۞

(۷) والاصح ان علیا غسلہا وکانت اسماء بنت عمیس تصب علیہا وکان ذلک مخصوصا بعلی وانما انکر علیہ ابن مسعود فقال لا اما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہی زوجتک فی الدنیا والاخرۃ فتنکرہ

خواص الامۃ) زیادہ ترجیح یہ بات ہے کہ جناب علیؓ نے ان کو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیس صرف نگہبان تھیں۔ اور یہ بات صرف جناب علی کے لیے ہی مخصوص تھی (چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے اس کی نسبت آپ پر اعتراض بھی کیا تھا۔ جناب علی نے فرمایا کہ شاید تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو نہیں سنا ہے کہ مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ دنیا و آخرت میں تیری بی بی ہیں ؛

(۱۸) قیل صلی علیہا علیؓ وقیل عباسؓ (نزل الابرار) روایت ہے کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی نماز حضرت علی نے پڑھی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت عباس نے پڑھی تھی

(۱۹) وقیل انہا دفنت فی زاویۃ دار عقیل (تذکرہ خواص الامۃ) یہ بھی روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام عقیل بن ابی طالب کے گھر کے کونے میں دفن کی گئی ہیں ؛

(۲۰) وقیل انہا دفنت فی البقیع الغرقد (تذکرہ خواص الامۃ) اور بعض کہتے ہیں کہ بقیع غرقد میں آپ کا جسد اطہر مدفون ہے ؛

اولادِ صالح

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلب سے ہونا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشہد انی قد بلغت ان ھذا اخی وابن عمی وصہری وابو ولدی اللہم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن النجاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہیو میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ (یعنی علی بن ابیطالب) میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اے پروردگار ہر شخص اس کو دشمن رکھے اُس کو اوندھا دوزخ کی آگ میں گرا ؛

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال کنت انا والعباس جالسین عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی وسلم فرد علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقام الیہ عانقہ وقبل بین عینیہ واجلسہ عن یمینہ فقال العباس یا رسول اللہ اتحب ھذا فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی والخطیب فی تاریخہ والطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباسؓ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں جناب علی تشریف لائے اور سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سلام دیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا۔ اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے سینے میں ان سے نہایت محبت رکھتا ہوں بتحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو انہی کی صلب میں قرار دیا ہے۔ اور میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔

(۳) **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص اسی کی صلب سے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب سے قرار دیا ہے ⁘

(۴) **عن** علی قال طلبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدنی فی حائط نائما فضربنی برجلہ قال قم واللہ لارضینک انت اخی وابو ولدی (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اور ایک دیوار کے نیچے سویا ہوا پایا۔ آپ نے پائے مبارک سے مجھ کو ہلا کر فرمایا اٹھ میں تجھ کو خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے ⁘

(۵) **عن** محمد بن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما انت یا علی فختنی وابو ولدی وانت منی وانا منک (اخرجہ احمد والبغوی والحاکم) محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؑ سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا داماد اور ہمارے بچوں کا باپ ہے۔ اور تو میرا اور میں تیرا ہوں ⁘

(۶) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی اشھدک بانہ ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللھم کب عاداہ فی النار (اخرجہ الشیرازی فی الالقاب وابن النجاری) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار گواہ رہیو میں نے پہونچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اے اللہ جو اُسے دشمن رکھے اُسے اوندھا آگ میں دھکیل ⁘

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو گئی ہے

(۱) وفی اسد الغابۃ وانقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا منھا اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو گئی ہے ⁘

(۲) قال السمہودی فی جواھر العقدین لما رای علی بن ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایھا الناس املکوا عنی ھذین الغلامین اخاف ان ینقطع بھما نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ جلال الدین سمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسن صفین کے میدان میں لڑائی کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا اے لوگو ان دونوں لڑکوں کو یعنے حسنین علیہما السلام کو تھام لو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے شہید ہو جانے کی وجہ سے کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے ⁘

دی۔ اس وقت یحییٰ خراسان میں تھے۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو میری طرف روانہ کر۔ قتیبہ نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب وہ سامنے آیا۔ حجاج نے کہا کیا تیرا زعم ہے کہ حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہیں۔ یحییٰ نے کہا ہاں شعبی کہتا ہے مجھے یحییٰ کے بے دھڑک ہاں کہنے سے تعجب آیا۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل واضح کتاب اللہ سے بیان کر اور قول تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم کی آیت کو دلیل میں پیش نہ کر۔ یحییٰ نے کہا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن شریف سے واضح طور پر پیش کی تو تو مجھ کو امان دے گا۔ حجاج نے کہا ہاں۔ یحییٰ نے یہ آیت پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے (اور دیا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت کی اور نوح کو ہم نے ہدایت کی اس سے پہلے اور اس کی ذریت سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اسیطرح سے ہم جزا دیتے ہیں محسنوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس ہر ایک نیکوں میں سے) پھر یحییٰ بن یعمر نے کہا عیسیٰ کا کون باپ تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان فاصلہ جناب حسن اور حسین اور آنحضرت علیہ وسلم سے کہیں زیادہ ہوا ہے ۞

(۲) **عن** الطیفۃ۔ عن ذکوان مولی لمعاویۃ قال قال لی معاویۃ لا اعلم احدًا اسمی ھذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن قولوا ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذٰلک امرنی ان اکتب بنیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ وبنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب فنظر فیہ فقال ویحک اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بنو فلانۃ بنی لابنتی قال فقلت اللہ اکبر تکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمۃ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسمعوا ھٰذا احد منک

(اخرجہ الحافظ عبد العزیز ابن الاخضر) امیر معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے۔ کہ ایکدفعہ معاویہ نے کہا میں نہیں جانتا۔ کہ ان دونوں لڑکوں (یعنی حسنؓ وحسینؓ) کو کس نے جناب رسالتمآب کے بیٹے قرار دیا ہے۔ ان کو تو علی کے بیٹے کہنا چاہیئے۔ ذکوان کہتا ہے کہ اس کے بعد مجھ کو معاویہ نے دفتر میں اپنی اولاد کے نام لکھنے کا حکم دیا میں نے اس کے بیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نواسوں کا نام چھوڑ دیا اور وہ کاغذ معاویہ کے دکھانے کو لایا۔ معاویہ مجھے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کرنے بھول گیا ہے میں نے کہا وہ کون ہیں۔ معاویہ بولا میری فلانی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے ٹھہرے اور جناب فاطمہ کے بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہ ٹھہرے معاویہؓ نے کہا ارے کمبخت ان تجھ سے کوئی یہ بات نہ سن پائے ۞

قیامت کے دن بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

(۱) **عن** عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل سبب ونسب منقطع یوم القیٰمۃ

جناب سیدہ کی اولاد کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی اور عصبہ ہونا

(۱) عن فاطمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل بنی اب ینتمون الی عصبة الا ولد فاطمة فانا ولیهم وعصبتهم (اخرجه الطبرانی) قال العلامة ابن حجر وله طرق یقوی بعضها بعضا (صواعق محرقہ)
جناب سیدہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک بنی اب کی نسبت ایک عصبہ کی طرف کی جاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لئے میں ولی اور عصبہ ہوں ٭

(۲) عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لکل بنی اب عصبة ینتمون الیه الا ولد فاطمة فانا ولیهم وانا عصبتهم وهم عترتی وخلقوا من طینتی (اخرجه الحاکم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخه)
جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بنی اب کیلئے عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اس کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاد فاطمہ کہ ان کے لئے ولی اور عصبہ میں ہوں اور وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں ٭

(۳) سال الرشید موسی الکاظم کیف قلتم انا ذریة رسول الله صلی الله علیه وسلم وانتم ابناء علی فتلا موسی ومن ذریته داود وسلیمان الی قال وعیسی ولیس له اب (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ جناب موسی کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو باوجودیکہ آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں۔ جناب امام نے یہ آیت پڑھی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد اور سلیمان تھے۔ اور عیسی۔ پس امام نے فرمایا کہ عیسیٰ کا تو باپ نہیں وہ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم میں سے ٹھہرے ٭

(۴) عن الشعبی وعاصم بن النجود المقری ان الحجاج ابن یوسف الثقفی بلغه ان یحیی بن یعمر کان یقول ان الحسن والحسین من ذریة رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان یحیی یومئذ بخراسان فکتب الحجاج الی قتیبة بن مسلم والی خراسان ان ابعث الی بیحیی بن یعمر فبعث به الیه فقام بین یدیه فقال انت الذی تزعم ان الحسن والحسین من ذریة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اجل یا حجاج قال الشعبی فتعجبت من جرأته فقال الحجاج لتاتینی بها بینة واضحة من کتاب الله ولا تاتینی بهذه الآیة فنذع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم قال فان خرجت وردا من ذلک واتیتک بها بینة واضحة من کتاب الله فهو امانی قال نعم فقال قال الله تعالی ووهبنا له اسحق ویعقوب کلا هدینا ونوحا هدینا من قبل ومن ذریته داود وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وهارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصالحین ثم قال یحیی بن یعمر کان ابو عیسی وقد الحقه تعالی بذریة ابراهیم وما بین عیسی وابراهیم اکثر مما بین الحسن والحسین ومحمد صلی الله علیه وسلم (تاریخ ابن خلکان وحیوة الحیوان للدمیری والروض الازهر) شعبی اور قاری عاصم ابن النجود رحمہما اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الثقفی کو خبر لگی کہ یحیی بن یعمر التابعی یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت

الا سببی ونسبی وکل ولد ام فان عصبتہم لابیہم ماخلا ولد فاطمۃ فانی انا ابوھم وعصبتہم (اخرجہ ابو صالح وابو نعیم فی الحلیۃ وابن السمان والمسلم فی المتابعات والدارقطنی والطبرانی فی الاوسط والبیہقی۔ وابو الحسن المغازلی فی المناقب۔ والدیلمی فی الفردوس المطاہرۃ) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گی۔ مگر میرا نسب اور سبب اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لیے عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں اُن کا باپ اور عصبہ ہوں ؕ

(۲) عن فاطمۃ وابن عمر وعن عمر کما مرانہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ ماخلا سببی ونسبی (اخرجہ الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جیسے کہ صدر میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی حدیث کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر سبب و نسب قیامت کے دن منقطع ہوگی بجز میرے سبب اور نسب کے ؕ

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا طیب اور طاہر ہونا

عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال لی تدری ما جاء بہ جبرئیل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال امرنی ربی ان ازوج فاطمۃ من علی فادع لی ابابکر وعمر وعثمان وعلیا فقال لہ یا علی ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمۃ وقد زوجتکہا علی اربعمائۃ مثقال فضۃ فقال رضیت قال یا رسول اللہ رضیت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ منکما الکثیر الطیب وبارک اللہ فیکما قال انس واللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب (اخرجہ ابو الخیر قزوینی والرویانی فی مسندہ والدیلمی والسمہودی فی جواہر العقدین) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور پر وحی کے نزول سے بیہوشی ہو گئی جبکہ ہوش میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے کہ جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لایا ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے نکاح کر دوں۔ تو جا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بلا لا جب جناب علی تشریف لائے آپ نے ان سے ارشاد کیا یا علی بہ تحقیق پروردگار عالم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا تجھ سے نکاح کر دوں پس میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر نکاح کیا ہے۔ آیا تو راضی ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے بہت سے طیب پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں سے بہت سے طیب پیدا کئے ہیں۔ ؕ

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا قطعی جنتی ہونا

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت فرجہا و ان اللہ ادخلہا باحصان فرجہا و ذریتہا الجنۃ (اخرجہ الطبرانی) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بتحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپ کو نگاہ رکھا ہے اور اس کے نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اس کو اور اس کی ذریت جنت میں داخل کیا ہے ؎

جناب سیدہؑ علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

(۱) عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ تدرین لم سمیت فاطمۃ قال علی لم سمیت فاطمۃ یا رسول اللہ قال قال ان اللہ فطمہا و ذریتہا من النار (اخرجہ ابو القاسم الدمشقی و نقلہ محب الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضور نے ارشاد کیا اس لئے کہ پروردگار نے اس کو اور اس کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے ؎

جناب سیدہؑ علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذب ہونا

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک یوم القیامۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ سے فرماتے تھے کہ بتحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کرنے والا ؎

صحت ولادت کے باعث جناب امیرؑ کی اولاد کا اپنے آبائی کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبد المطلب قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل علیؓ فلما راٰہ اسفر فی وجہہ فقلت یا رسول اللہ انک لتسفر فی وجہ ہذا الغلام فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی و لم یکن نبی الا و ذریتہ الباقیۃ بعدہ من صلبہ ان ذریتی من بعدی من صلب ہذا انہ اذا کان یوم القیامۃ دعی الناس باسمائہم و اسماء امہاتہم سترا من اللہ علیہم الا ہذا و ابنیہ فانہم یدعون باسمائہم و اسماء ابائہم لصحۃ ولادتہم (خرجہ الذہبی المسعودی) جناب عباس بن عبد المطلب ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں جناب علیؓ تشریف لائے جب حضور اقدس نے ان کو دیکھا چہرہ اقدس زرد ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ مبارک اس لڑکے کو دیکھ کر کیوں زرد ہو گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا واللہ للہ مجھ کو اس سے سخت محبت ہے کوئی نبی نہیں

گزرا کہ اس کی ذریت اسی کی صلب سے اس کے بعد باقی نہ رہی ہو اور میری ذریت میرے بعد اس کی صلب سے باقی رہے گی جب قیامت کا دن ہو گا۔ لوگوں کو خدا کی طرف سے بوجہ ان کی پردہ پوشی کے ان کے ناموں سے اور ان کی ماؤں کے بارے سے پکارا جائے گا الا یہ کہ علی بن ابیطالب اور اس کی اولاد کو بباعث ان کی صحت ولادت کے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارے جائیں گے ۞

مناقب جناب امام حسن علیہ السلام السبط الاکبر

(۱) قال الزہری ولد الحسن فی نصف من رمضان سنۃ ثلاث من الھجرۃ (اسد الغابہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان ہجرت کے تیسرے سال واقع ہوئی ۞

(۲) قال ابن سعد وابن عبد البر ولد الحسن سنۃ ثلاث فی نصف شہر رمضان وقیل فی شعبان وقیل سنۃ اربع وقیل سنۃ خمس والاول اصح (اصابہ فی تمیز الصحابۃ) ابن سعد طبقات میں اور ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کے تیسرے برس نصف رمضان کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات صحیح زیادہ ہے ۞

(۳) روی ابن الخشاب الشیعی انہ ولد ستۃ اشہر ولم یولد لستۃ اشہر مولود فعاش الا الحسن وعیسیٰ بن مریم فی روایۃ الا الحسن ویحییٰ (تاریخ موالید ووفات اہل بیت) ابن خشاب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسن چھ مہینے کے پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چھ مہینے کا نہیں پیدا ہوا اور پھر زندہ رہا ہو بجز حسن اور عیسیٰ ابن مریم کے اور ایک روایت میں ہے بجز حسین اور یحییٰ بن زکریا کے ۞

(۴) عن ام الفضل قالت قلت یا رسول اللہ رایت کان عضوا من اعضائک فی بیتی فقال خیرا رایت تلد فاطمۃ غلاما فترضعہ بلبن قثم (اخرجہ البغوی والدولابی) ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضور کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے حضور نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹا جنے گی تو اسکو قثم بن عباس کا دودھ پلائیگی ۞

(۵) عن علی عق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بکبش وقال یا فاطمۃ احلقی راسہ وتصدقی بزنۃ شعرہ فضۃ فکان وزنہ درہما او بعض درہم (اخرجہ الترمذی) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا اے فاطمہ اس کے سر کو منڈوا۔ اور اس کے بالوں کے برابر چاندی تصدق کر پس ان بالوں کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا ۞

(۶) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا او کبشین (اخرجہ ابو حاتم) ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین علیہما السلام کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے یا دو دو مینڈھوں سے کیا تھا ۞

(۷) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین وختنہما لسبعۃ ایام (اخرجہ

الطبرانی) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کیا تھا۔

(۸) **عن** علی قال لما ولد الحسن اذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی اذنہ الیمنی واقام فی اذنہ الیسریٰ وختنہ یوم السابع وعق عنہ کبشین ووزن شعرہ وتصدق بوزنہ فضۃ واعطی القابلۃ رجل العقیقۃ (نزل الابرار) جناب علی سے روایت ہے کہ جب حسن علیہ السلام تولد ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے داہنے کان میں اذان اور اُلٹے کان میں اقامت پڑھی۔ اور ساتویں دن ختنہ کیا۔ اور دو مینڈھے عقیقہ کئے۔ اور ان کے سر کے بالوں کو وزن کرکے اس کے برابر چاندی خیرات کی اور عقیقہ کے مینڈھے کے پائے دائی کو عطا کئے۔

(۹) **عن** علیؓ قال لما ولد الحسن سمیتہ باسم عمی حمزۃ فلما ولد الحسین سمیتہ باسم عمہ جعفر فدعانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال انی امرت ان اغیر اسم ابنی ھذین فقلت اللہ ورسولہ اعلم فسماحسنا وحسینا (اخرجہ احمد والھیثم بن کلیب الشاشی والحاکم فی المستدرک) حضرت علی ذکر کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو ہم نے ان کا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوئے ان کا نام ان کے چچا نام پر جعفر رکھا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلاکر فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں اپنے دونوں بیٹوں کے نام بدل دوں۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ بس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن اور حسین رکھا۔

(۱۰) **عن** اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمۃ بالحسن فجاء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا اسماء ھلمی ابنی فدفعتہ الیہ فی خرقۃ صفراء فالقاھا عنہ قائلا الم اعہد الیکن لا تلففوا مولودا فی خرقۃ صفراء فلففتہ فی خرقۃ بیضاء فاخذہ فاذن فی اذنہ الیمنی واقام فی الیسریٰ ثم قال لعلی ای شیئ سمیت ابنی فقال ماکنت لاسبقک بذالک فقال لا انا اسبق بہ ربی فہبط جبریل فقال یا محمد ان ربک یقرأک السلام ویقول لک علی منک بمنزلۃ ھارون من موسیٰ لکن لا نبی بعدک فسم ابنک ھذا باسم ولد ھارون فقال وما کان اسم ولد ھارون یا جبریل فقال شبر فقال ان لسانی عربی فقال سمہ الحسن ففعل صلے اللہ علیہ وسلم فلما کان بعد حول ولد الحسین فجاء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فذکرت مثل الاول وساقت قصۃ التسمیۃ کالاول وان جبریل امرہ ان یسمیہ باسم ولد ھارون شبیر فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم مثل الاول فقال سمہ حسینا (اخرجہ الامام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء فی مسندہ والوصابی فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں جناب حسن کی ولادت میں حضرت سیدہ کی دائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر مجھ سے ارشاد کیا اے اسماء میرے بیٹے کو مجھے دکھا میں نے جناب حسن کو حضرت کی گود میں دیدیا میں نے ان کو زرد کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے وہ کپڑا اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا ہے کہ کسی بچے کو زرد کپڑے میں مت لپیٹا کرو۔ میں نے ان کو سفید کپڑے میں لپیٹ دیا۔ حضرت نے لے کر

ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی۔ پھر جناب امیرؓ سے پوچھا تم نے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؓ نے عرض کیا میں اس امر میں حضور پر سبقت نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا میں بھی اس امر میں اپنے رب پر سبقت نہیں کرتا۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ علی آپ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہیں۔ موسےٰ سے لیکن وہ آپ کے بعد نبی نہیں ہیں۔ آپ اپنے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے پر رکھیں۔ حضرت نے فرمایا ہارون کے بیٹے کا نام کیا تھا جبرئیل نے کہا شبیر۔ حضرتؐ نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبرئیل کہنے لگے آپ ان کا نام حسن رضی اللہ عنہ رکھیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ رکھا۔ دوسرے برس کے گذرنے پر جب جناب حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پس وہی معاملہ پیش آیا جو جناب حسن کی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت پیش آیا تھا۔ جبرئیل نے ان کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبیر پر حسین رضی اللہ عنہ بتایا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا اور اس کا نام حسین رکھا۔

(۱۱) علی قال لما ولد الحسن سمیتہ حرباً فجاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ارونی ابنی ما سمیتموہ قلنا حرباً قال ھو حسن فلما ولد الحسین سمیتہ حرباً فجاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ارونی ابنی ما سمیتموہ قلنا حرباً فقال ھو حسین فلما ولد الثالث سمیتہ حرباً فجاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ارونی ابنی ما سمیتموہ فقلنا حرباً فقال ھو محسن ثم قال انما سمیتھم بولد ھارون شبر وشبیر ومشبر (اخرجہ احمد والطبرانی والدارقطنی والحاکم والبیھقی وابن عساکر) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جب حسن رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب رکھا پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا حرب۔ آپ نے فرمایا اس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب رکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے دکھاؤ۔ میرے بیٹے کا نام تم نے کیا رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا حرب۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا نام حسین ہے پھر جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہم نے اس کا نام حرب رکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے دکھاؤ۔ میرے بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حرب۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا نام محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں۔ اور ان کے نام شبر اور شبیر اور مشبر تھے۔

(۱۲) عن سلمان ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال سمی ھارون ابنیہ شبراً وشبیراً وانی سمیت ابنی الحسن والحسین کما سمی ھارون ابنیہ (اخرجہ البغوی) روایت ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام شبر وشبیر رکھا تھا۔ میں نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام حسن وحسین رکھا تھا۔

(۱۳) عن عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اسماء

اهل الجنة ما سميت العرب بهما في الجاهلية (اخرجه بن سعد) عمران بن سلیمان کہتے ہیں کہ سردر دنیا و دین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ دو اسم ہیں۔ اسماء اہل جنت سے کبھی عرب نے یہ نام نہیں جاہلیت میں نہیں رکھے۔

(۱۳) قال ابو محمد العسكري سماه النبي صلى الله عليه وسلم الحسن وكناه ابا محمد ولم يكن هذا الاسم في الجاهلية (اسد الغابه) جناب ابو محمد عسکری فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور امام حسن اور ان کی کنیت ابو محمد رکھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کبھی کسی کی نہیں تھی۔

(۱۴) قال النبي صلى الله عليه وسلم حسن سبط من الاسباط (اسد الغابه) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۵) ويلقب السيد والتقي والطيب والزكي والولي والمجتبي (نزل الابرار) آپ کے اشہر القاب ہیں سے سید اور تقی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبیٰ ہیں۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک

كان ادعج العينين سهل الخدين دقيق المسربة كث اللحية ذا وفرة كان عنقه ابريق فضة عظيم الكراديس بعيد ما بين المنكبين ربعة ليس بالطويل ولا بالقصير من احسن الناس وجها وكان يخضب بالسواد وكان جعد الشعر حسن البدن (ذكره الدولابي) آپ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی غلافی خوشنما تھیں رخسارے پتلے پتلے کتابی خط و خال کے تھے۔ کلائیاں گول گاؤدم تھیں۔ داڑھی گنجان کانوں کی لو تک بل کھائی ہوئی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی کی طرح سے سفید اور بلند تھی شانے اور بازو گدگدے اور بھرے بھرے تھے۔ سینہ چوڑا چکلا تھا۔ قد نہ اس قدر دراز نہ اس قدر ٹھنگنا بلکہ درمیانہ تھا۔ آپ کی صورت نہایت پاکیزہ تھی۔ وسمہ کا رنگ کیا کرتے تھے۔ آپ کے بال گھونگروالے تھے۔ بدن خوبصورت اور سڈول تھا۔

جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اشبہ ہونا

(۱) عن علي قال الحسن اشبه الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما بين الصدر الى الراس والحسين اشبه الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك (اخرجه ابن سعد في الطبقات) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینہ سے لے کر سر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ تھے۔ اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سینہ سے پاؤں تک حضور کیساتھ سب سے زیادہ شبیہ تھے

(۲) عن انس بن مالك قال لم يكن اشبه بالنبي صلى الله عليه وسلم من الحسن (اسد الغابه) انس بن

لہ وقيل هما سريانيان ومعناهما مثل الحسن والحسين اسماً وتصغيراً مثل جبل جبيل وقمر وقمير یعنی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں نام سریانی ہیں اور ان کے معنی مثل حسن اور حسین کے ہیں اور ایک اس کی تصغیر مثل جبل وجبیل اور قمر و قمیر کے ہے

مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن سے کوئی زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل نہیں تھا۔

(۳) عن عقبة بن الحارث قال صلى ابوبکرؓ العصر ثم خرج یمشی ومعہ علی فرای الحسن یلعب مع الصبیان فحملہ ابوبکرؓ علی عاتقہ قال بابی شبیہ بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم لیس شبیہ بعلی قال وعلی یتبسم (رواہ البخاری) عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ایک روز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے جناب علی علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ تھے۔ امام حسن کو دیکھا کہ لونڈوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ ابوبکرؓ نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور کہا مجھے اپنے باپ کی قسم ہے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شبیہ ہیں۔ علی کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے۔

احب خلائق ہونا جناب امام حسن علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱) عن عبد اللہ بن الزبیر قال اشبہ اھل النبی صلے اللہ علیہ وسلم بہ واحبھم الیہ الحسن بن علی رائیتہ یجیئ وھو ساجد فیرکب رقبتہ او قال ظھرہ فما ینزلہ حتی یکون ھو الذی ینزل ولقد رائیتہ یجیئ وھو راکع فیفرج لہ بین رجلیہ حتی یخرج من جانب الاخر (اخرجہ ابن سعد) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام حسن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب گھر والوں سے زیادہ آنحضرتؐ کے ساتھ شبیہ تھے۔ اور سب گھر والوں سے آنحضرتؐ کو پیارے تھے۔ بہ تحقیق میں نے ان کو دیکھا ہے۔ کہ وہ آتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے۔ اور امام حسن حضور کی گردن مبارک پر یا پشت اطہر پر سوار ہو جاتے۔ اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے حضور اُن کو نہ اُتارتے۔ اور بہ تحقیق میں نے ان کو دیکھا ہے۔ کہ وہ تشریف لائے ہیں۔ اور حضور حالت رکوع میں ہیں حضرت نے ان کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں کھول دیں اور وہ ایک طرف سے گھسے اور دوسری طرف سے نکل گئے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال لا ازال احب ھذا الرجل یعنی الحسن بن علی بعد ما رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع بہ ما یصنع بغیرہ قال رأیت الحسن فی حجر النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو یدخل اصابعہ فی لحیتہ والنبی صلے اللہ علیہ وسلم یدخل لسانہ فی فیہ ثم یقول اللھم انی احبہ فاحبہ (ذخائر العقبیٰ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس وقت سے ہمیشہ اس مرد یعنی امام حسنؓ کو دوست رکھتا ہوں۔ جب سے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے کہ ان کے سوا کسی دوسرے سے پیش نہیں آئے۔ میں نے جناب حسن کو حضور کے آغوش مبارک میں دیکھا ہے کہ وہ حضور کی ریش مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں۔ اور حضور اپنی زبان اطہر کو ان کے مُنہ میں ڈال کر فرماتے ہیں۔ کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر۔

(۳) عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والحسن علی عاتقہ وھو یقول اللھم انی احبہ فاحبہ (رواہ البخاری) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور فرماتے ہیں اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر۔

(۴) **عن** ابی سلمۃ عبد الرحمٰن قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدلع لسانہ للحسن بن علی فاذا رای الصبی حمرۃ اللسان یھش الیہ (اخرجہ ابن سعد) ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کے لئے اپنی زبان دہن مبارک سے باہر نکالتے اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو اس کی جانب جھک پڑتے۔

(۵) **عن** ابی ھریرۃ انہ لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدینۃ فقال لہ اکشف لی عن بطنک فداک ابی حتی اقبل حیث رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہ قال فکشف عن بطنہ فقبلہ (اخرجہ ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انھوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کے بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پیٹ سے کپڑا اٹھاویں تاکہ جس جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہے۔ میں بھی وہاں پر بوسہ دوں جناب امام حسنؓ نے اپنا بطن مبارک کھول دیا پس ابوہریرہ رضؓ نے آپ کی ناف کو بوسہ دیا۔

(۶) **عن** ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ لا یکلمنی ولا اکلمہ حتی جاء سوق بنی قینقاع ثم انصرف حتی اتی خباء فاطمۃ فقال ثم لکع یعنی حسنا فظننا انہ انما تحبسہ امہ لان تغسلہ وتلبسہ سخابا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (اخرجہ احمد والبخاری والمسلم وابن ماجۃ وابو یعلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعت کے نزدیک ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا نہ حضور مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور سے بات کرنے کی جرأت کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے لوٹے اور جناب فاطمہؓ کے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا کیا لڑکا یہاں ہے یعنی حسن یہیں ہیں ہم نے گمان کیا کہ شاید ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو بٹھا رکھا ہے اور وہ ان کو نہلا رہی ہیں۔ کپڑے اتار یا کپڑے پہنا رہی ہیں۔ کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کے سینہ مبارک سے چمٹ گئے۔ دونوں کو ایک دوسرے کو سینہ سے چمٹا لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے پیار کر اور اسے بھی پیار کر جو اسے پیار کرے۔

(۷) **عن** المقبری قال کنا مع ابی ھریرۃ فجاء الحسن بن علی فسلم فرد علیہ القوم ومعنا ابو ھریرۃ لا یعلم فقیل لہ ھذا حسن بن علی یسلم فلحقہ فقال وعلیک یا سیدی فقیل لہ تقول لہ سیدی فقال اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سید (اخرجہ الطبرانی) مقبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ ابوہریرہؓ کے پس آئے حسن بن علی سلام ارشاد کیا پس جواب دیا قوم نے آپ کو اور چلے گئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے) لوگوں نے کہا ان کو یہ سلام کہنے والے حسن بن علی ہیں۔ ابوہریرہ دوڑ کر جا ملے اور فرمایا وعلیکم السلام یا سیدی پس کہا گیا ان کو کہ تم نے یا سیدی کیوں کہا ہے۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید کہا ہے۔

(۸) انس بن مالک قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راقد فی بیوتہ علی قفاہ اذ جاء الحسن یدرج

حتی قعد علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنعتہ فقال ویحک یا انس دع ابنی وثمرۃ فوادی فان من اذا ھذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماء فصب علی البول صبا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں پیٹھ کے بل سوئے ہوئے تھے۔ ناگہاں حضرت حسن علیہ السلام تشریف لائے اور سرکتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر بیٹھ گئے۔ میں نے آپ کو روکا۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس ہے تجھ کو اے انس چھوڑ دے میرے بیٹے اور میرے دل کے پھل کو پس جس نے ایذا دی اس کو اس نے ایذا دی مجھے اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر ان کا بول دھو ڈالا۔

(۹) **عن** زید بن الارقم قال قام الحسن بن علی یوم یخطب فقام رجل فقال انی اشھد لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعہ علی عاتقہ وقال من احبنی فلیحبہ ولیبلغ الشاھد منکم الغائب ولولا کرامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماحدثت بہ (اخرجہ الحاکم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ فرمانے لگے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسنؓ تشریف لا رہے ہیں۔ جب حضور نے ان کو دیکھا ان کو پکڑ کر اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا کہ جو کو مجھ کو دوست رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اس کو دوست رکھے۔ اور تم حاضرین پر لازم ہے۔ کہ یہ بات ان لوگوں کو پہونچا دیں جو غائب ہیں۔ اگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت نہ ہوتی تو میں یہ بات بیان نہ کرتا۔

(۱۰) **عن** ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن بن علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکب ھو (اخرجہ البخاری والمسلم والترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے دوش اقدس پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے جس پر کہ تم سوار ہو۔ حضور نے فرمایا یہ سواری بھی تو عمدہ ہے۔

(۱۱) **عن** عبد اللہ بن شداد بن الھاد عن ابیہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العشاء وھو حامل حسنا فتقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ ثم کبر للصلوٰۃ فصلی فسجد بین ظھرانی فی الصلوٰۃ سجدۃ اطالھا قال ابی انی رفعت رأسی فاذا الصبی علی ظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ساجد فرجعت الی سجودی فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ قال الناس یا رسول اللہ سجدت بین ظھرانی صلوٰتک سجدۃ اطلتھا حتی ظننا انہ قد حدث امر او انہ یوحی الیک قال کل ذلک لم یکن ولکن ابنی ھذا ارتحلنی فکرھت ان اعجلہ حتی یقضی حاجتہ (اخرجہ احمد والبغوی والنسائی والطبرانی والحاکم والبیھقی) عبد اللہ ابن شداد بن الہاد اپنے والد سے

ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عشار کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے ان کو زمین پر بٹھا کر حضور نے تکبیر کہی۔ اور نماز شروع کی۔ جب نماز میں سجدہ کو گئے۔ تو اس کو طول ہو گیا۔ میرا باپ کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور کی پشت پر سوار ہیں۔ اور حضور سجدہ میں ہیں۔ پس میں نے بھی سجدہ کی طرف رجوع کیا۔ جب حضور نماز ادا کر چکے۔ تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آج آپ نے نماز کے درمیان چھوٹے سجدہ کو یہاں تک طول دیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے۔ یا وحی نزول فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا۔ مجھے برا معلوم ہوا۔ کہ میں اسے جلدی سے اتاروں۔ جب تک کہ اس کی آرزو پوری نہ ہو لے۔

(۱۲) عن ابی بکرۃ قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المنبر والحسن بن علے الی جنبہ وھو یقول ان ابنی ھذا سعید لعل اللہ ان یصلح بہ فئتین عظیمتین (اخرجہ احمد والبخاری وابو داؤد والنسائی والطبرانی) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے جناب سرور دنیا و دین کو منبر پر تشریف رکھتے ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے۔ تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ پروردگار اس کی وجہ سے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

(۱۳) اخرج الدارقطنی ان الحسن بن علے جاء لابی بکر وھو علے منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت واللہ انہ مجلس ابیک ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی دارقطنی لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ وہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حسن نے ان سے کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اتر آؤ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے پھر ابوبکرؓ نے جناب حسن کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا اور رونے لگے۔

(۱۴) عن جابر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسن (صواعق محرقہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جوانان اہل جنت کے سردار کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ میرے حسن کو دیکھ لے۔

(۱۵) عن البراء عاذب وابن مسعود وابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنی فلیحبہ یعنی الحسن (اخرجہ الدیلمی) براء بن عاذب اور ابن مسعود اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اسے دوست رکھیں یعنی حسن بن علی علیہ و علی ابیہ السلام کو۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات!

عن الاعمش قال تغوط رجل علے قبر الحسن فجن فجعل ینبح کالکلب ثم مات فسمع تعوی فی قبرہ

(اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) اعمش رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خبیث نے جناب امام حسن علیہ السلام کی مزار مطہر پر پاخانہ پھر دیا پس اس کو جنون ہوگیا۔ اور کتے کی طرح سے بھونکنے لگا۔ اور مرگیا جب وہ دفن ہوا تو اس کی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا زُہد!

وعن زهده ماروی انه اخرج لله تعالٰی من ماله ثلاث مرات وشاطره مرتین حتی فی نعله (مرات الجنان لعبد الله یافعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے۔ کہ تین دفعہ انھوں نے اپنے کل مال کو راہ خدا میں لٹا دیا۔ اور دو دفعہ اپنا آدھا مال بخشدیا یہانتک کہ اپنی جوتی کا ایک پاؤں رکھ لیا اور ایک راہ خدا میں دے دیا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا جود!

(۱) وعن جوده انه ساله انسان فاعطاه خمسین الف درهم وخمسمائة دینار وقال ایت لحمال یحمل لک فاتی بحمال فاعطاه طیلسانه وقال یکون کراء الحمال من قبلی (مراة الجنان للیافعی) اور جناب امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کی نسبت روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کچھ مانگا آپ نے اس کو پچاس ہزار پانسو درہم بخشدیا اور کہا حمال کو لے آتا کہ اٹھا کر لے جائے وہ حمال کو لے آیا آپ نے اس حمال کو اپنا چوغہ اتار دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری بھی ہماری طرف سے ہونی چاہئے۔

(۲) ان رجلا ساله وشکا الیه حاله فدعا الحسن وکیله وجعل یحاسبه علٰی نفقاته ومقبوضاته حتی استقصاها فقال هات الفاضل فاحضرها خمسین الف درهم ثم قال ما فعلت بالخمسمائة دینار التی معک قال عندی قال فاحضرها فلما احضرها دفع الدراهم والدنانیر الی الرجل واعتذر منه (نور الابصار) ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا اور اپنے حال زار کی شکایت کی آپ نے وکیل کو بلایا اور آپ اس سے اپنی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہانتک کہ تمام جانچ ہو چکی۔ پس اپنے وکیل سے فرمایا اب جو کچھ کہ اور فاضل ہو اس کو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس پانسو دینار تھے۔ تو نے کیا کئے ہیں۔ وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو حاضر کر جب حاضر کئے۔ آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دے دیئے۔ اور اس سے عذر خواہی کی۔

(۳) ومن کرمه ما نقل عنه انه سمع رجلا یسال الله ربه ان یرزقه عشرة الاف درهم فانصرف الحسن الی منزله وبعث بها الیه (نور الابصار) اور جناب کے کرم کی نسبت نقل ہے کہ آپ نے سنا کہ ایک آدمی اللہ جل جلالہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو لوٹ پڑے اور اس کے پاس دس ہزار درہم بھیجدیئے۔

قیل للحسین لای شیءٍ نراک لا ترد سائلاً؟ وان کنت علی فاقۃ فقال انی للّٰہ سائل وفیہ راغب وانا استحیی ان اکون سائلاً وارد سائلاً وان اللّٰہ تعالٰی عودنی عادۃ ان یفیض نعمۃ علی وعودت انا افیض نعمہ علی الناس فاخشی ان قطعت العادۃ ان یمنعنی العادۃ وانشد ت اذا ما اتانی سائل قلت مرحبا بمن فضلہ فرض علی معجل ومن فضلہ فضل علی کل فاضل وافضل ایام الفتی حین یفضل (نور الابصار)

جناب امام حسینؑ سے لوگوں نے عرض کیا آپ کو ہم دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ آپ فاقہ سے بھی ہوتے ہیں تو سائل کو رد نہیں کرتے آپ نے فرمایا میں خدا کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا سے مانگنے والا ہوں۔ اور مجھے حیا آتی ہے۔ کہ سائل ہو کر سائل کو رد کروں خداوند تعالٰی نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہنچاتا ہے اور میں نے عادت کی ہے کہ اس کی نعمتوں کو اس کی خلقت پر پہنچاؤں۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اللہ منقطع نہ ہو جائے۔ اگر میں عادت کو روکوں پھر یہ شعر پڑھا کہ جب میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اس کو مرحبا کہتا ہوں۔ اس کے فضل ہی سے ہے مجھ پر فرض کو جلدی ادا کرنا۔ اور اسی کے فضل سے ہر ایک فاضل پر فضل ہے۔ اور جوانمردی کی عمر میں وہ حصہ نہایت افضل جس میں کہ وہ بخشش کرتا ہے ؛

جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع !

ذکر جماعۃ من الطارق فی تصانیفھم انہ مر بصبیان معھم کسر خبز فاستضافوہ فنزل من علی فرسہ فاکل معھم ثم حملھم الی منزلہ وکساھم وقال الید لھم لانھم لم یجدوا غیر ما اطعمونی ونحن نجد اکثر منہ (مرآۃ الجنان للیافعی)

علماء کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اسکا ذکر کیا ہے کہ جناب امام حسنؑ علیہ السلام کا ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے ہو کر گذرے انکے پاس روٹیوں کے ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپکی ضیافت کی آپ گھوڑے پر سے اترے اور انکے ساتھ کھانے کو بیٹھے پھر انکو اپنے گھر لے گئے اور نئے کپڑے پہنائے اور انکے لئے بدلہ دینے کیواسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ انکے پاس سوا اس کے کہ جو کچھ انہوں نے ہم کو کھلایا ہے اور کچھ نہیں تھا اور ہمارے پاس تو اس سے زیادہ ہے ۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا توکل

ما روی انہ بلغہ ان ابا ذر رضی اللّٰہ عنہ یقول الفقر احب الی من الغنا والسقم احب الی من الصحۃ فقال رحم اللّٰہ ابا ذرؓ اما انا اقول من اتکل علی حسن اختیار اللّٰہ تعالٰی لم یختر غیر ما اختار اللّٰہ لہ (مرآۃ الجنان للیافعی)

روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ کو خبر لگی کہ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ تونگری سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے۔ اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابوذرؓ پر خدا رحم کرے میں یہ کہتا ہوں کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا کیونکہ خدا کے اختیار کے سوا اور کچھ اختیار کرے ؛

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلم

(۱) عن عمیر بن اسحاق قال کان مروان امیرا علینا فکان یسب علیا کل جمعۃ علی المنبر والحسن یسمع فلا یرد شیئا ثم ارسل الیہ رجلا یقول لہ بعلی وبعلی وبک وبک وما وجدت مثلک الا مثل البغلۃ یقال لہا من ابوک فتقول امی الفرس فقال لہ الحسن ارجع الیہ فقل لہ انی واللہ ما امحو عنک شیئا مما قلت وان موعدی وموعدک اللہ فان کنت صادقا جزاک اللہ بصدقک وان کنت کاذبا فاللہ اشد نقمۃ (اخرجہ ابن سعد)

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حکمران تھا اور وہ ہر جمعہ کو ممبر پر چڑھ کر جناب امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا اور جناب حسنؑ علیہ السلام سنا کرتے اور جواب نہ دیتے ایک دن اس نے جناب حسنؑ کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ علی پر اور علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تیری مثال ایک خچر کی ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے۔ جناب حسنؑ نے فرمایا واپس مروان کے پاس جا کر ہماری طرف سے بیان کر دے کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھے کسی بات کو نہیں بھولے لیکن اور تیرے درمیان پروردگار انصاف کرنے والا ہے اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھ کو جزا دے گا اور اگر تو جھوٹ بک رہا ہے تو پروردگار کی نقمت بہت سخت ہے۔

(۲) وعن رزیق بن سوار قال کان بین الحسن وبین مروان کلام فاقبل علیہ مروان فجعل یغلظ وحسن ساکت فامتخط مروان بیمینہ فقال لہ الحسنؑ ویحک ما علمت ان الیمین للوجہ والشمال للفرج اف لک فسکت مروان (اخرجہ ابن سعد) رزیق بن سوار سے نقل ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی مروان گالیاں بکنے لگا۔ جناب حسنؑ چپ ہو رہے۔ مروان نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ناک سنکی جناب حسنؑ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سیدھا ہاتھ منہ کے لئے ہے اور الٹا فرج کے لئے افسوس ہے تجھ پر۔ مروان چپ ہو گیا۔

(۳) عمیر بن اسحاق قال ما تکلم عندی احد کان احب الی اذا تکلم ان لا یسکت من الحسن ما سمعت منہ کلمۃ فحش قط الا مرۃ فانہ کان بین الحسن وعمرو بن عثمان خصومۃ فی ارض فعرض الحسن امرا لم یرضہ عمرو فقال الحسن لیس لہ عندنا الا ما رغم انفہ قال فہذہ اشد کلمۃ فحش ما سمعتہا منہ قط (اخرجہ ابن سعد)

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں۔ کسی نے میرے پاس گفتگو نہیں کی کہ مجھے بھلی معلوم ہوتی ہو جب کہ جناب حسنؑ بات کرنے لگتے تو اس کا چپ رہنا جناب حسن کے سامنے بھلا معلوم ہوتا۔ میں نے کوئی کلمہ فحش ان کی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے نہیں سُنا۔ مگر ایک دفعہ کہ جناب حسن اور عمرو بن عثمان میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے ایک امر پیش کیا۔ عمرو بن عثمان اس پر راضی نہ ہوا جناب حسن نے فرمایا ہمارے ہاں اس کے ناک پر مٹی ڈالنے کے سوا اور کوئی امر نہیں۔ عمرو بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ گویا بڑا سخت فحش کا کلمہ تھا۔ جو میں نے کبھی جناب حسن سے نہیں سُنا تھا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

(۱) قیل ان الحسن بن علی حج عدة حجات ماشیا وکان یقول انی لاستحیی من ربی ان القاه ولم امش الی بیته (اسد الغابة)

کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے بہت سے حج پیادہ کئے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اس کے گھر کی طرف پیادہ پا نہ جاؤں۔

(۲) عن عبد اللہ بن عمیر قال لقد حج الحسن خمسا وعشرین حجة ماشیا (اخرجه الحاکم)

عبداللہ بن عمیر ناقل ہیں جناب حسن علیہ السلام نے پچیس ۲۵ حج پیادہ پا کئے تھے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

(۱) ولی الخلافة بعد قتل ابیه لثلاث عشرة بقیت من رمضان سنة اربعین وبایعه اکثر من اربعین الفا کانوا قد بایعوا اباه وبقی سبعة اشهر خلیفة بالعراق ثم ترک الخلافة (اسد الغابة)

جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرا دن باقی رہے۔ چالیسویں سن میں خلیفہ ہوئے تھے۔ چالیس ہزار سے زائد آدمی نے ان کی بیعت کی اور ان لوگوں نے ان کے والد بزرگوار کی بیعت بھی کی تھی اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے پھر آپ نے خلافت کو ترک کر دیا۔

(۲) عن سفینة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافة ثلثون عاما ثم یکون بعد ذلک الملک (اخرجه احمد واصحاب السنن وصححه ابن حبان) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہی ہوگی۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن اربعہ نے روایت کیا ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔

قال العلماء لم یکن فی الثلثین بعده صلی اللہ علیہ وسلم الا الخلفاء الاربعة وایام الحسن (تاریخ الخلفاء) علماء کہتے ہیں کہ تیس برس میں صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور جناب امام حسنؑ کی خلافت کے دن تھے۔

(۳) عن سعید بن جمہان قال قلت لسفینة ان بنی امیة یزعمون ان الخلافة فیهم قال کذب بنو الزرقاء بل هم ملوک من اشد الملوک واول الملوک معاویة (تاریخ الخلفاء سیوطی) سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت ان میں ہے وہ کہنے لگے یہ نیلگی عورت کے پوت جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے اور پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

(۴) عن یوسف بن سعد قال قام رجل الی الحسن بن علی بعد ما ترک الخلافة فقال سودت وجوه المسلمین فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای بنی امیة علی المنبر فساءه ذلک فنزلت انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادراک

ما لیلة القدر، لیلة القدر خیر من الف شهر تملکها بعدی بنو امیة (اخرجه الترمذی والحاکم وابن جریر نقلت من اسد الغابة) یوسف بن سعد سے نقل ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کیا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا آپ نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے آپ نے فرمایا بہ تحقیق ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ حضورؐ کے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں۔ حضور کو بُرا معلوم ہوا حضور کی تسلی کے لئے یہ سورت نازل ہوئی کہ ہم نے اتاری شب قدر اور یا رسول اللہؐ تو کیا جانتا ہے کہ لیلة القدر کیا ہے۔ لیلة القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے یہ وہی ہزار مہینہ ہے کہ میرے بعد بنو امیہ جسکے مالک ہونگے۔

(۵) وقد اختلف فی وقت وفاته قال الواقدی مات سنة تسع واربعین (اصابه فی تمیز الصحابه)
جناب حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت سے انچاسویں برس آپنے انتقال فرمایا

(۶) وقال المدائنی مات فی ربیع الاول سنة خمسین (استیعاب واصابه)

(۷) قال الهیثم بن عدی مات سنة اربعین (اصابه) اور ھیثم بن عدی کہتے ہیں کہ ہجرت چالیسویں برس آپنے رحلت فرمائی۔

(۸) وکان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس سقته السم فکان توضع تحته طست وترفع اخری نحوا اربعین یوما فمات منه فلما اشتد مرضه قال لاخیه الحسین یا اخی سقیت السم ثلاث مرات ولم اسق مثل هذه انی لاضع کبدی قال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سوالک عن هذا اترید ان تقاتلهم اکلهم الی الله عزوجل ولما حضرته الوفاة ارسل الی العائشة رضی الله تعالی عنها یطلب منها ان یدفن مع النبی صلی الله علیه وسلم فلقد کنت طلبت منها فاجابت الی ذالک فلعلها تستحیی منی فان اذنت فادفنی فی بیتها وا ظن ان القوم یعنی بنی امیة یمنعوک فان فعلوا فلا تراجعهم فی ذالک وادفنی فی بقیع الغرقد فلما توفی جاء الحسین الی عائشة فی ذالک فقالت نعم وکرامة فبلغ ذالک مروان وبنی امیة فقالوا والله لا یدفن هنالک ابدا فبلغ ذالک الحسین فلبس السلاح ولبسه مروان فسمع ابو هریرة فقال والله انه لظلم یمنع الحسن ان یدفن مع رسول الله والله انه لابن رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتی الی الحسین فکلمه وناشده الله وقال الیس قد قال اخوک ان خفت فردنی الی مقبرة المسلمین ففعل فحمله الی البقیع ولم یشهده یومئذ احد من بنو امیة (اسد الغابه)

جناب امام حسن علیہ السلام کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا۔ ایک طشت آپ کے لئے رکھا جاتا تھا۔ اور وہ خون سے بھرا ہوا اٹھا لیا جاتا تھا یہی حالت چالیس روز تک رہی کہ ان کا مرض ترقی کر گیا۔ آپ نے بھائی جناب حسین علیہ السلام سے فرمایا اے بھائی مجھ کو تین دفعہ زہر دیا گیا۔ لیکن کبھی ایسا زہر نہیں دیا گیا۔ میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا۔ آپ کو کس نے زہر دیا ہے آپ نے فرمایا تم کیوں پوچھتے ہو آپ کا ان سے لڑنے کا ارادہ ہے۔ میں ان کو خدا کے سپرد کرتا ہوں جناب امام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ مجھکو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دیں۔ جناب ام المؤمنین نے اس کو منظور کیا جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بھائی جناب حسین علیہ السلام سے فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ جناب ام المؤمنین سے میرے دفن کرنے کی نسبت کہلا بھیجیں۔ انہوں نے شاید بوجہ حیا اقرار کر لیا کہ آنحضرت صلعم کے پہلو میں مجھکو جگہ دی جائے گی۔ پس اگر وہ اجازت دے دیں مجھکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنو امیہ آپ کو میرے وہاں دفن کرنے سے مانع ہوں گے۔ پس ان سے آپ نہ جھگڑیں اور مجھ کو بقیع غرقد میں دفن کر دیں۔ جبکہ جناب حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ تو جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کے لئے تشریف لے گئے آپ نے فرمایا بہتر ہے اور ان کا دفن ہونا عین کرامت ہے۔ یہ خبر مروان اور بنی امیہ کو پہنچی۔ کہنے لگے ہم اس جگہ کبھی دفن نہیں ہونے دیں گے۔ جب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ زیب تن فرمائے اور مروان نے بھی ہتھیار باندھ لئے یہ سن کر ابوہریرہؓ کہنے لگے خدا کی قسم ہے بڑا ظلم ہے کہ جناب امام حسن کو ان کے والد ماجد علیہ التحیۃ والثناء کے پاس دفن کرنے سے منع کیا جائے۔ وہ واللہ وہ آنحضرت صلعم کے بیٹے ہیں۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جنگ نہ کریں۔ آیا آپ کے برادر بزرگوار نے نہیں کہا تھا کہ اگر آپ کو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کر دینا۔ پس امام حسین علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو جنت البقیع میں لے گئے اور بنی امیہ میں سے کوئی شخص آپ کے جنازہ پر نہ حاضر ہوا ؛

(۹) وسمتہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذالک منھا بتدسیس معاویہ (استیعاب)

اور آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے زہر اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا امیر معاویہ کی سازش سے تھا ؛

(۱۰) وذکوان امرأتہ جعدۃ سمتہ السم ان معاویہ دس الیھا ان احتلت فی قتل الحسن جھزات الیک بمائۃ الف درھم وزوجتک یزید فکان ذالک الذی بعثھا علی سمہ فلما مات وفی لھا المعاویہ بالمال وارسل الیھا انا نحب حیاۃ یزید ولولا ذالک لوفینا لک بتزوجہ (مروج ـ للمسعودی)

ذکر کرتے ہیں کہ آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زہر دیا اس میں معاویہ کی سازش تھی کہ اگر تو نے کسی حیلہ سے جناب امام حسن کو قتل کیا تو میں تجھکو ایک لاکھ درہم بھیجوں گا اور یزید لعین سے تیرا نکاح کر دوں گا۔ پس اس فریب سے اس کو جناب امام حسن کے زہر دینے پہ برانگیختہ کیا تھا جب جناب امام رحلت فرما گئے تو امیر معاویہ نے حسب وعدہ مال اس کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ہم یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح اس سے کر دیتا ؛

(۱۱) عن الفضل بن عباس قال وفد عبداللہ بن عباس علی معاویۃ قال فواللہ انی کنت فی المسجد اذ کبر معاویہ فی الخضراء نکبر اھل الخضراء ثم فکبر اھل المسجد بتکبیر اھل الخضراء فخرجت

فاختۃ بنت قرظۃ بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف من خوخۃ لھا فقالت سرک اللہ یا امیر ما ھذا الذی بلغک فسررت بہ قال موت الحسن بن علی فقالت انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ثم بکت وقالت مات سید المسلمین و ابن بنت رسول رب العالمین فقال معاویۃ نعما واللہ ما فعلت انہ کان کذالک لحقیق ان یبکی علیہ ثم بلغ الخبر ابن عباس ان الحسن توفی قال اکذالک کبرت قال نعم قال اللہ ما موتہ بالذی اجلک ولئن اصبنا بہ فقد اصبنا بسید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین فجبر اللہ تلک المصیبۃ ورفع تلک العبرۃ فقال ویحک یا ابن عباس ما کلمتک الا وجدتک معدا اخرجہ محمد ابن حبیب البغدادی فی تاریخہ) فضل بن عباس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے ہوئے تھے وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں تھا۔ ناگہاں معاویہ نے تکبیر بلند کی اور قصر خضراء کے آدمی بھی تکبیر کہنے لگے۔ اور ان کی آواز سن کر فاختہ بن قرظہ اپنی کھڑکی سے باہر نکلیں اور کہا کہ اے امیر خدا تجھ کو خوش رکھے کونسی ایسی خبر آپ کو ملی ہے جس کی وجہ سے آپ خوش ہوئے ہیں معاویہ نے کہا جناب حسن علیہ السلام کے مرنے کی خبر سے خوش ہوا ہوں۔ فاختہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ افسوس ہے مسلمانوں کا سردار اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا مرگیا ہے۔ معاویہ نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی وہ اسی کا اہل تھا جو کچھ میں نے کیا ہے وہ ہرگز اسکا اہل نہیں کہ اس پر کوئی روئے۔ یہ خبر ابن عباس تک پہونچی وہ آرام کرکے معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے کہا اے ابن عباس مجھکو معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہوگیا ہے۔ عبداللہ ابن عباس رض کہنے لگے آیا تم نے اسی لئے تکبیر پڑھی تھی۔ معاویہ نے کہا ہاں ابن عباس نے کہا واللہ اگر وہ مرگئے تو تو بھی باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر ہم کو مصیبت پہنچی تو سید المرسلین و امام المتقین اور رسول رب العالمین کے پاس پہونچ جائیں گے پس خداوند تعالیٰ ہمارے زخم کی مرہم پٹی کریگا اور ہمارے آنسو پونچھ جائیں گے معاویہ کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے اے ابن عباس میں نے کبھی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ تمکو تیار نہ پایا ہو۔

مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

قال اللیث بن سعد ولدت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسین بن علی لیال .... من سنۃ اربع و اخرجہ الدولابی)

لیث بن سعد کہتے ہیں۔ کہ حسین علیہ السلام ہجری کے چوتھے سال کچھ روز گذرے ہوئے پیدا ہوئے ؛

۲۔ قال الزبیر بن بکار ولد الحسین لخمس خلون من شعبان سنۃ اربع (اسد الغابۃ) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ؛

۳۔ قال جعفر بن محمد لم یکن بین الحمل بالحسین بعد ولادۃ حسن الا طہر واحد (اسد الغابۃ) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کی حمل اور ولادت حسن میں فاصلہ ایک طہر کا ہے۔

(۴) وقال القتادہ ولد الحسین بعد الحسن بسنۃ وعشرۃ اشہر فولد بسنتین وخمسۃ اشہر ونصف شہر من الھجرۃ (اسد الغابۃ)
اور قتادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہیں پس جناب امام حسین علیہ السلام ہجرت کے ساڑھے چھ مہینے بعد میں پیدا ہوئے ۞

(۵) قال الواقدی علقت فاطمۃ بالحسین بعد ولادت الحسن بخمسین لیلۃ (اصابہ) وھذا ارجح المرویات (نزل الابرار) واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا علوق حضرت حسن علیہ السلام کے پچاسویں کے بعد ہوا ہے علامہ ابن حجر نے اس کو اصابہ فی تمیز الصحابہ میں لکھا ہے اور نزل الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ سب روایتوں میں یہ روایت راجح ہے ۞

(۶) قال بعض الرواۃ انہ ولد لستۃ اشہر (نزل الابرار) بعض روایتوں کا یہ قول ہے کہ جناب حسینؑ چھ ماہ میں پیدا ہوئے ہیں ۞

(۷) فلما ولد اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنہ الیمنٰی واقامہ فی اذنہ الیسریٰ وختنہ یوم السابع من ولادتہ وعق عنہ کبشا او کبشین وقال لفاطمۃ زنی شعرہ وتصدقی بوزنہ فضۃ واعطی القابلۃ رجل العقیقۃ (نزل الابرار) جب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیدھے کان میں اذان دی اور الٹے کان میں اقامت کہی اور ساتویں روز ختنہ کیا اور ایک مینڈھا عقیقہ کیا یا دو مینڈھے ذبح کئے جناب فاطمہ سے فرمایا اس کے بالوں کو وزن کرکے اس کے برابر چاندی خیرات کرو اور دائی کو عقیقہ کے پائے دو ۞

(۸) عن محمد بن المنکدر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ختن الحسین بسبعۃ ایام (اخرجہ الدولابی)
محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا ۞

(۹) وسماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسینا وکان یکنی ابا عبد اللہ ویلقب السید والطیب والزکی والسبط والرشید والوفی والمبارک والتابع لمرضات اللہ والدلیل علی ذات اللہ والشہید الاکبر (نزل الابرار) حضرت صلعم نے ان کا نام حسین اور کنیت ابا عبد اللہ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وفی اور مبارک اور تابع لمرضات اللہ اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا ۞

(۱۰) عن علی قال الحسن اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس والحسین اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذالک (اخرجہ الترمذی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سر سے سینہ تک حسن آنحضرت صلعم کے شبیہ تھے اور حسین صدر سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے ۞

(۱۱) عن انس بن مالک قال اتی ابن زیاد برأس الحسین فجعل فی طشت ینکت علیہ وقال فی حسنہ شیئاً قال انس کان اشبہہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

واللہ ما علمنی احد قال فاتیتہ وھو خال بمعاویۃ وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الباب فرجع ابن عمر فرجعت معہ فلقینی بعد ذلک فقال لم ارک قلت یا امیر المؤمنین انی جئت وانت خال ! بمعاویۃ مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال انت احق من ابن عمر رضی اللہ عنہ سنن صحیح عند الخطیب (الاصابہ) عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر سے اُتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہہ کر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھا لیا۔ میں اس پر بیٹھا رہا۔ اور کنکروں کو ادھر اُدھر لوٹ پوٹ کرتا رہا جب وہ منبر سے اُترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھ کو کسی نے نہیں سکھائی۔ جناب امام فرماتے ہیں۔ کہ پھر میں ان کے پاس گیا وہ معاویہؓ کے ساتھ خلوت کر رہے تھے۔ اور ابن عمر دروازہ پر تھے۔ پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی اُنکے ساتھ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین میں تمہارے پاس آیا تھا۔ تم معاویہؓ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر کے ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ حقدار تھے۔

(۱۷) عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسین علی عاتقہ وھو یقول اللھم انی احبہ فاحبہ (نزل الابرار) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کندھے پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ بار الہا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر ٭

(۱۸) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسین بن علی (اخرجہ ابن حسان وابو یعلیٰ وابن عساکر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کے سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹) عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد فجاء الحسین فمشی حتی سقط فی حجرہ فجعل اصابعہ فی لحیتہ رسول اللہ علیہ وسلم فتح رسول اللہ فاہ فادخل فاہ فی فیہ ثم قال اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (اخرجہ خشیمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ اور آپ کی آغوش مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی انگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے اُن کے مونہہ کو کھولا اور اپنا منہ ان کے منہ میں ڈالا پھر فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ ٭

(۲۰) عن ابی ھریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمص لعاب الحسین کما یمص الرجل

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا گیا وہ چھڑی مار کر آپ کے حسن و جمال میں کچھ کہنے لگا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہہ تھے ؛

(۱۲) عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط (اخرجہ الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد والبخاری وابن ماجد والترمذی والحاکم وابو نعیم وابن اسیر فی اسد الغابۃ) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے حسین سبط ہے اسباط میں سے ؛

(۱۳) عن العیزار بن حریث بینا عبد اللہ ابن عمر جالس فی ظل الکعبۃ اذ رأی الحسین مقبلا فقال ھذا احب اھل الارض الی اھل السماء الیوم (اصابہ فی تمیز الصحابہ) عیزار بن حریث سے روایت ہے کہ ایک دن عبداللہ ابن عمر کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب حسین علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور کہا آج کے دن یہ شخص اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے ؛

(۱۴) قال الزبیر بن بکار حدثنی مصعب قال حج الحسین خمس وعشرین حجۃ ماشیا (اسد الغابۃ) عن مصعب بن عبد اللہ قال حج الحسین خمس وعشرین حجۃ ماشیا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پا پیادہ کئے ہیں ؛

(۱۵) عن ابو ھریرۃ قال ابصرت عینای وسمعت اذنای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو آخذ بکفی حسین وقدماہ علی قدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول حزقۃ حزقۃ ترق عین بقہ[1] قال فرقی الغلام حتی وضع قدمیہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتح فاک ثم قبلہ ثم قال اللھم انی احبہ فاحبہ (اخرجہ ابو عمر والطبرانی فی کبیر) ابوھریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے اور جناب حسین کے دونوں قدم حضورؐ کے سینہ مبارک پر تھے اور آپ فرماتے تھے کہ اے میرے ننھے مچھر پر آنکھ جیسے نیچے اوپر کو اچھل بس لڑکے نے یعنی جناب امام حسینؑ نے چھلانگ ماری اور دونوں قدم حضورؐ کے سینہ مطہر پر رکھے پھر آپ نے فرمایا۔ اپنے منہ کو کھول پھر آپ نے ننھے کے منہ کو چوما اور فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ ؛

(۱۶) عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسینؑ قال اتیت عمر وھو یخطب علی المنبر فصعدت الیہ فقلت انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واجلسنی معہ اقلب حصی بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال لی من علمک فقلت

---

[1] عرب کی عورتیں بچوں کو گدگداتے ہوئے اکثر یہ لوری دیتی ہیں ؛

آپ کے قربان ہوجاؤں حضور نے ہمیں فرمایا تھا کہ اس لڑکے کو مت رولایا کرو اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کسی کو میرے پاس گھر میں مت داخل ہونے دینا جب جناب امام حسینؓ تشریف لائے تو میں انکو روک رکھا تھا حضرت نے جناب ام سلمہؓ کو کچھ جواب نہ دیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے سب اصحاب بیٹھے ہوئے تھے حضرت ان سے فرمایا تحقیق میری اُمت اس کو شہید کرے گی صحابہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ حضرتؐ نے ان کو دکھا کر فرمایا کہ جہاں پہ یہ شہید کئے جائیں گے وہاں کی یہ مٹی ہے۔

(۲) عن انس بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل بارض العراق یقال لہا کربلا فمن شھد ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث الی کربلا فقتل بہا مع الحسین (اخرجہ ابن السکن والبغوی وابن مندہ وابو نعیم وابن عساکر) انس بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا یعنی امام حسین عراق کی زمین میں مارا جائیگا جس کو کہ کربلا کہتے ہیں پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہو اس کو چاہیے کہ اس کی مدد کرے۔ پس انس بن حارث امام حسین کے رکاب سعادت میں نکلے اور وہاں شہید ہوگئے ✤

(۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بارض الطف وجاءنی بہذہ التربۃ واخبرنی ان فیہا مضجعہ (اخرجہ ابن سعد والطبرانی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طف کی زمین میں مارا جائے گا۔ اور یہ مٹی مجھ کو لاکر دکھائی گئی ہے کہ اس میں ان کی قبر ہوگی ✤

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان الحسین دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ جبریل فی مشربۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فقال لہ جبریل ستقتلہ امتک وان شئت اخبرتک بالارض التی یقتل فیہا واشار جبریل بیدہ الی الطف بالعراق فاخذ تربۃ حمراء فاراہ ایاہا (اخرجہ البیہقی) ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تشریف لائے اور اس وقت حضور کے پاس جناب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جبریل تشریف رکھتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ انکو آپکی اُمت مار ڈالے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین سے خبر دے سکتا ہوں جس میں کہ وہ شہید ہوں گے اور جبریلؑ نے اپنے ہاتھ سے طف عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی آپ کو دکھائی ✤

(۵) عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرائیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین واتانی من تربۃ حمراء (اخرجہ ابو داود والحاکم) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبریل علیہ السلام نے خبر دی میری اُمت اس میرے بیٹے یعنی حسین کو عنقریب قتل کرے گی۔ اور مجھے سُرخ مٹی وہاں کی لا دی ہے ✤

(۶) عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعریفان فقال اتانی

۱۔ یوما الحسین فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الحرقۃ (اخرجہ ابن الضحاک) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کی لعاب دہن اس طرح سے چوستے تھے جس طرح سے کہ آدمی کھجور چوستا ہے

(۱۲) عن زید بن زیاد خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت امیر المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا فمر علی باب فاطمۃ فسمع حسینا یبکی فقال الم تعلمی ان بکاءہ یؤذینی (نزل الابرار)

زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکل کر جناب سیدہ علیہا السلام کی دروازہ پر سے گزرے اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسینؑ کی شہادت سے خبر دینا

عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکوا ہذا الصبی یعنی حسینا قال وکان یوم ام سلمۃ فنزل جبریل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لام سلمۃ لا تدعی احدا یدخل علی فجاء الحسین فلما نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت اراد ان یدخل فاخذتہ ام سلمۃ فاحتضنتہ وجعلت تناغیہ وتسکنہ فلما اشتد البکاء خلت عنہ فدخل حتی جلس فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبریل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امتک ستقتل ابنک ہذا فتناول جبریل تربۃ فقال بمکان کذا وکذا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احتضن حسینا کاسف البال مغموما فظنت ام سلمۃ انہ غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی اللہ جعلت لک الفداء انک قلت لنا لا تبکوا ہذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احدا یدخل علیک فجاء فخلیت عنہ فلم یرد علیہا جوابا فخرج الی الصحابۃ وہم جلوس فقال لہم ان امتی یقتلون ہذا وفی القوم ابوبکر وعمر وقال صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ تربتہ وارا ہم ایاہا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامۃ الباہلی)

ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ السلام کو تم مت رلایا کرو۔ اُس روز جناب ام سلمہؓ کے گھر کی باری تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل نازل ہوئے۔ حضرت گھر کی کوٹھری میں تشریف لے گئے۔ اور ام سلمہؓ سے فرمایا میرے پاس کسی کو مت آنے دینا۔ ناگہاں جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرتؐ کو دیکھ کر کوٹھری میں گھسنے لگے جناب ام سلمہؓ نے ان کو پکڑ کر گلے سے لگا لیا۔ اور ان کو اندر جانے سے روک رکھا اور ان کو رونے سے چپ کرانے لگیں۔ جب وہ سخت رونے لگے جناب ام سلمہ نے اُن کو چھوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے پاس جا کر گود میں بیٹھ گئے جبریل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی امت ان کو عنقریب قتل کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی مٹی دی اور کہا وہ ایسے مکان میں شہید کئے جائیں گے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسینؓ کو گود میں لئے ہوئے نہایت غمگین برآمدہ ہوئے۔ جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانے سے ناراض ہوئے ہیں وہ عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ میں

الحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور بہت سے اہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین طف میں شہید کئے جائیں گے +

(۱۲) عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النہار اشعث واغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم ملتقط فسألتہ فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم فنظروا فوجدوا قد قتل ذالک الیوم (اخرجہ احمد والترمذی والبیہقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے ژولیدہ مو غبار آلود ان کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی۔ اس میں مٹی سے ملا ہوا خون تھا حضور سے استفسار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اس کے دوستوں کا خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ہمیشہ اس کو دیکھا کرتا تھا ایک دن اسکو دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا ہے پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں۔

(۱۳) عن انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استاذن ملک المطر ان یزور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذن لہ وکان فی یوم ام سلمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینا ھی علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ ویقبلہ فقال الملک اتحبہ قال نعم قال ان امتک ستقتلہ وان شئت اریتک المکان الذی یقتل بہ فاراہ فجاء بسھلۃ او تراب احمر فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبہا (اخرجہ البغوی فی معجمہ وابو حاتم فی صحیح وابو نعیم فی الحلیۃ واحمد والملا فی سیرتہ وروی احمد نحوہ وفی روایۃ الملا قالت ام سلمۃ ثم ناولنی کفا من تراب احمر وقال ان ھذا من تربۃ الارض التی یقتل بہا فمتی صار دما فاعلمی انہ قد قتل قالت ام سلمۃ فوضعتہ فی قارورۃ عندی وکنت اقول ان یوما یتحول فیہ دما لیوم عظیم) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مینہ کے فرشتے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے اذن مانگا خداوند تعالیٰ نے اس کو اذن دیا اس دن جناب رسول اللہ صلعم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ بند کر دے تاکہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کود پڑے حضور ان کو چومنے لگے فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی امت ان کو قتل کریگی اگر آپ چاہیں تو میں آپکو وہ مکان دکھاؤں جہاں پر وہ شہید ہونگے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی۔ اور حضور کو نرم مٹی یا خاک وہاں کی لا کر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ رض نے اپنے کپڑوں میں لے لیا بغوی نے معجم میں اور ابو حاتم نے اپنی جامع صحیح میں اور ابو نعیم نے حلیہ اولیاء میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اسیطرح سے روایت کی ہے اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو کسی قدر زیادتی سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر سرخ مٹی مجھ کو دی اور کہا یہ مٹی۔ اس زمین کی ہے کہ جہاں وہ شہید ہو گئے۔ پس جبکہ یہ خون بن جائے تم۔۔۔ جان لینا کہ وہ

جبرائیل فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی ھذا فاتانی بتربۃ حمراء (اخرجہ الحاکم والبیہقی) ام الفضل بنت حارث کہتی ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لئے ہوئے ایک دن آنحضرت صلعم کے حضور میں گئی اور میں نے ان کو حضور کی گود میں رکھ دیا پھر مجھے ایک کام پیش آگیا جب اس سے فارغ ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی چشم مبارک اشکبار ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت قتل کریگی اور مجھ کو وہاں کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے۔

(۷) عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی الیوم ملک ولم یدخل علی قبلہا فقال لی ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل فیہا فاخرج تربۃ حمراء (اخرجاہ) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو آگے اس سے کبھی نہیں آیا تھا کہنے لگا بہ تحقیق یہ آپ کا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہونگے اس کی مٹی حضور کو دکھاؤں پس سرخ مٹی مجھے نکال کر دی۔

(۸) عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وھو خاثر وفی یدہ تربۃ حمراء یقلبہا فقلت ما ھذہ التربۃ یا رسول اللہ قال اخبرنی جبریل ان ھذا یعنی حسین یقتل بارض العراق وھذہ تربتہا (اخرجہ اسحاق بن راھویہ والبیہقی وابو نعیم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرماکر اٹھے ان کے دست مبارک میں سرخ مٹی تھی جس کو لوٹ پوٹ کر رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے آپنے ارشاد کیا کہ جبرئیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حسین عراق کی زمین میں شہید ہونگے اور یہ وہاں کی مٹی ہے۔

(۹) عن ام سلمۃ قالت کان الحسن والحسین یلعبان بیتی فنزل جبریل فقال یا محمد ان امتک تقتل ابنک ھذا من بعدک واوما الی الحسین واتاہ بتربۃ فشمہا ثم قال ریح کرب وبلاء وقال یا ام سلمۃ اذا تحولت ھذہ التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتہا فی قارورۃ (اخرجہ ابو نعیم) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسین علیہما السلام میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق آپ کی امت اس آپ کے بیٹے کو آپ کے بعد قتل کریگی اور حضور کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپنے اس کو سونگھ کر فرمایا اس سے تکلیف اور رنج کی بو آتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ام سلمہ تم اس مٹی کو لو تو اور خونی ہوئی پاؤ پس سمجھ لو کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا میں نے وہ مٹی ایک شیشہ میں ڈال دی۔

(۱۰) عن معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی الی الحسین واتیت بتربتہ واخبرت بقاتلہ (اخرجہ الدیلمی) معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حسین کی شہادت سے خبردار کیا گیا ہے اور مجھ کو اس کی مٹی دکھائی گئی ہے اور اس کے قاتل کی خبر دی گئی ہے۔

(۱۱) عن ابن عباس قال ما کنا نشک واھل البیت متوافرون ان الحسین یقتل بارض الطف (اخرجہ

(۱۷) عن محمد بن عمر بن حسن قال کنا مع الحسین بنھر کربلا فنظر الی الشمر بن ذی الجوشن فقال صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دم اھل بیتی وکان شمر ابرص (اخرجہ ابن عساکر) محمدؒ بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام کیساتھ نہر کربلا پر تھے کہ ناگہاں آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے آنحضرت صلے اللہ فرماتے تھے کہ ہم ایک کتے چتکبرے کو دیکھ رہے ہیں کہ میرے اہلبیتؑ کے خون کو چاٹ کر رہا ہے اور شمر برص دار تھا ✦

(۱۸) عن ام سلمۃ قالت رایت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی المنام باکیاً وبرأسہ ولحیتہ التراب فسألتہ فقال شھدت قتل الحسین آنفا (اخرجہ الترمذی والدیلمی والحاکم والبیہقی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا روتے ہوئے اور سرِ اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ میں نے وجہ استفسار کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین سے آرہے ہیں ✦

(۱۹) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر ابنتی فاطمۃ ومعھا ثیاب مصبوغۃ بالدم فتتعلق بقائمۃ من قوائم العرش فتقول یا عادل احکم بینی وبین قاتل ولدی فیحکم لابنتی ورب الکعبۃ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ اٹھیں گی اور ان کے پاس خون کا لتھڑا ہوا کپڑا ہوگا۔ عرش کے پائے کو پکڑ کر کہیں گی اے عادل انصاف کر درمیان میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے پس حکم دیا جائے گا حسب منشا میری بیٹی کی۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے ✦

(۲۰) عن یحیی الحضرمی انہ سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبراً اباعبد اللہ بشط الفرات قلت ماذا قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی جبرائیل ان الحسین یقتل بشط الفرات وارانی قبضۃ من تربتہ (اخرجہ ابونعیم) یحیی حضرمی (جنہوں نے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین کی طرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل پہنچے چلا کر فرمانے لگے یا اباعبد اللہ فرات کے کنارے صبر کرو۔ میں نے عرض کیا یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ✦ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بیشک امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹھی مجھے دکھائی ہے ✦

(۲۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ نصف عذاب اھل النار (اخرجہ الدیلمی والحاکم فی المستدرک والذھبی فی التلخیص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا۔ اس پر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا ✦

(۲۲) عن راس الجالوت قال کنا نسمع ان بکربلا ابن نبی فکنت اذا دخلتھا رکضت فرسی حتی اجوزھا فلما قتل حسین جعلت اسیر بعد ذالک علی ھینتی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) راس جالوت

قتل ہو گئے ہیں جناب ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو ایک شیشی میں رکھ لیا۔ اور میں اس کو الٹ پلٹ کرتی رہی ایک دن جو میں نے اس کو لوٹا تو خون ہو گئی تھی +

(۱۴) عن الشعبی قال مر علی کربلا عند مسیرہ الی صفین و حاذی نینوی قریۃ علی الفرات فوقف و سأل عن اسم ہذہ الارض فقیل له کربلا فبکی حتی بل الارض من دموعه ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلعم وہو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفاً و اخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال له کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شمنی ایاہا (اخرجہ احمد) شعبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام قریہ نینوی کے بالمقابل فرات کے کنارے گزرے اور استادہ ہو کر پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کربلا آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے اشکوں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ حضور رو رہے تھے میں نے عرض کیا جناب کیوں گریہ کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ابھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے مجھ کو کہنے لگے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے پر شہید کیا جائے گا جس مقام کا نام کربلا ہے پھر جبرئیل نے وہاں کی مٹی کی مٹھی بھر کر مجھے سنگھائی +

(۱۵) عن اصبغ بن نباتۃ قال اتینا مع علی علی موضع قبر الحسین فقال ہٰہنا مناخ رکابہم و ہٰہنا موضع رحالہم و ہٰہنا مہراق دمائہم فئۃ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون بہذہ العرصۃ تبکی علیہم السماء والارض (اخرجہ الملا و ابو نعیم) خطیب الخطبا ابلغ البلغا اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت میں موضع قبر حسین علیہ السلام پہ گزرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہ ان کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ ان کے اسباب کی جگہ ہے یہ ان کے خون بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہو گا ان پر آسمان زمین روئیں گے +

(۱۶) عن الشعبی قال ان ابن عمر قدم المدینۃ فاخبر ان الحسین قد توجہ الی العراق فلحقہ فی مسیرہ لیلتین من الربذہ فقال له ان اللہ تعالیٰ اخیر نبیہ بین الدنیا والآخرۃ فاختار الآخرۃ و انکم بضعتہ واللہ لا یلیہا احد منکم ابداً وما صرفہا اللہ تعالیٰ عنکم الا الذی ہو خیر لکم فارجعوا فابی فاعتنقہ ابن عمر قال استودعک اللہ تعالیٰ من قتیل (اخرجہ البیہقی) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آ رہے تھے ان کو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے وہاں سے سفر میں آ ملے اور ربذہ میں دو راتیں انہیں کے ساتھ رہے پس کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا و آخرت کے مختار کیا ہے۔ پس حضور نے آخرت کو اختیار فرمایا۔ اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں۔ آپ لوگوں میں کسی ایک کو کبھی دنیا نہیں ملے گی اور خدا تعالیٰ نے آپ صاحبوں سے اس کو نہیں ہٹایا مگر ایسی چیز کے لئے جو آپ کے لئے بہت بہتر ہے آپ یہاں سے واپس تشریف لے چلیں آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں وداع ہوتا ہوں شہید سے

خلافت کو لیلیں کیونکہ خلافت آپ کا اور آپکے والد بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اس کے باپ کا آپ ہم پر اپنے اہلبیت میں سے کسی کو والی کرکے بھیج دیں۔ ہم آپ کے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ اگر آپ تشریف نہیں لائیں گے ہم کل خدا کے سامنے آپ سے جھگڑیں گے اور ہم کہیں گے اے ہمارے پروردگار امام حسین علیہ السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہم پر ظلم اور جور کو روا رکھا ہے۔ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ اور اللہ کے حقوق سے کیونکر چھوٹیں گے جب امام حسین علیہ السلام نے خط پڑھا آپکے بدن مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو گئے خدای پاک کے خوف سے ٭

قال عمار بن معاوية الذهبي قلت لابي جعفر محمد بن علي بن الحسين حدثني عن مقتل الحسين كاني حضرته قال لما مات معاوية والوليد بن عتبة بن ابي سفيان على المدينة فارسل الى الحسين لياخذ بيعته ليزيد فقال اخرني وارفق به فاخره فخرج الى مكة فاتاه رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا انفسنا عليك ولسنا نحضر الجمعة مع الوالي فاقدم علينا رجل من اهل بيتك قال وكان النعمان بن بشير الانصاري والى الكوفة فبعث الحسين اليهم مسلما فقال سر الى الكوفة فانظر في ما كتبوا الي فان كان حقا قدمت اليهم فخرج مسلم حتى اتى المدينة فاخذ منها دليلين فمرا به في البرية فاصابهم عطش فمات احد الدليلين فقدم مسلم الكوفة فنزل على رجل يقال له عوسجة فلما علم اهل الكوفة بقدومه دبوا اليه فبايعه منهم اثنا عشر الفا فقام رجل ممن يهوى يزيد بن معاوية الى النعمان بن بشير قال انك ضعيف مستضعف قد فسد البلد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا في طاعة الله احب الي من ان اكون قويا في معصية الله ما كنت لاهتك سترا فكتب الرجل بذلك الى يزيد فدعا يزيد مولى له يقال له سرجون فاستشاره فقال له ليس للكوفة الا ابن زياد وكان ممن عزله عن البصرة فكتب اليه برضاه عنه وانه قد اضاف اليه الكوفة وامره ان يطلب مسلما فان ظفر به قتله فاقبل ابن زياد وجوه اهل البصرة حتى قدم الكوفة ملتثما فلا يمر على احد الا قال له اهل المجلس عليك السلام يا ابن رسول الله يظنونه الحسين قدم عليهم ولما نزل ابن زياد القصر دعا مولى له فدفع اليه ثلثة آلاف درهم فقال اذهب حتى تسال عن الرجل الذي يبايعه اهل الكوفة فادخل عليه واعلمه انك من حمص او دفع اليه المال وبايعه فلم يزل المولى يتلطف حتى دلوه على شيخ يلي البيعة فذكر له امره فقال لقد سرني اذ هداك الله وساءني ان امرنا لم يستحكم ثم ادخله على مسلم فبايعه ودفع له المال وخرج حتى اتى ابن زياد فاخبره وتحول مسلم حين قدم ابن زياد من تلك الدار الى دار هانی ابن عروة المرادي وكان ابن زياد وقال لاهل الكوفة ما بال هاني ابن عروة لم ياتني فخرج اليه محمد بن الاشعث في اناس من وجوه اهل الكوفة وهو على باب داره فقالوا له ان الامير يذكرك ويستبطئك فانطلق اليه فركب معهم حتى دخل على ابن زياد وعنده شريح القاضي فلما سلم عليه قال له يا هاني اين مسلم من قبل فقال لا ادري فاخرج اليه المولى الذي دفع الدراهم الى مسلم فلما راه سقط في

کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائے گا اسواسطے جب میں کربلا میں پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھوڑے کو جلد وہاں سے چلا کر لے جاتا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد بھی میں اسی طرح وہاں سے گذرتا رہا +

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامہ ابو اسحاق الاسفرائنی فی کتابہ المسمی بہ نور العین فی مشہد الحسین فبینما الحسین کان جالسا فی بیتہ یوما من الایام اذا وفارس اتی الی بابہ وطرقہ فقال الحسین من بالباب فقیل لہ رسول من اهل الکوفۃ فاذن لہ بالدخول فدخل علیہ واخرج الکتاب وناول لہ فاخذہ وقرءہ فاذا هو من اهل الکوفۃ فرجعون فیہ یکون فی علمک یا حسین یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزید بن معاویۃ ظلم وجار وقتل الرجال ونهب الاموال وطغی وتمرد وقد عم ظلمہ وانہ یامر بالمنکر وینهی عن المعروف ویشرب الخمر ولا یخشی اللہ وانشی القبائح فی جمیع البلاد واظهر الظلم والجور فی العباد وعدم مراقبۃ اللہ فی شئ من الاشیاء واخفی العدل فی الرغبۃ واظهر الظلم والجور بالکلیۃ وانا قد ارسلنا الیک یا اباعبد اللہ سابقا نحو الف کتاب نطلبک ان تحضر الی عندنا ونحن نساعدک علی الیزید ۔ فاخذ خلافۃ ابیک وجدک لان الخلافۃ لک ولابیک لا للیزید ولا لابیہ تتول علینا احد امن اهل بیتک ونسالک بحق جدک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان تحضر الینا وان لم تحضر فنحن غدا بین یدی اللہ سبحانہ نخاصمناک ونقول یا ربنا ظلمنا الحسین ورضی فینا بالظلم ما جوابک الذی تقولہ للہ وتتخلص بہ من حقوق اللہ فلما قرء الحسین المکتوب اقشعر جلدہ خوفا من اللہ تعالی (نتهی) علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی بہ نور العین فی مشہد الحسین میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوفہ کے ایک سوار نے دروازہ کھٹکھٹایا ۔ جناب امام حسینؑ نے فرمایا دروازہ پر کون ہے عرض کیا گیا اہل کوفہ کا ایک ایلچی ہے آپ نے اس کو اندر داخل ہونیکا اذن دیا اُس نے داخل ہو کر امام کو ایک خط دیا آپ نے اس کو لیکر پڑھا دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کی طرف سے ہے اُسمیں لکھتے ہیں یا امام حسین اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپکو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہؓ نے ظلم اور جور اور بے گناہوں کو قتل کرنا اور لوگوں کے مال کا لوٹنا شروع کیا ہے اور سرکشی اور تمرد کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے ۔ بُری باتوں کے لئے حکم کرتا ہے اور اچھی باتوں سے باز رکھتا ہے ۔ شراب پیتا ہے ۔ خدا سے نہیں ڈرتا ۔ تمام شہروں میں برائیوں کو پھیلاتا ہے ظلم اور جور کو خدا کے بندوں پر ظاہر کرتا ہے ۔ کسی شئے کے کرنے میں خدا سے خوف نہیں کرتا ۔ عدل کو رغبت سے پوشیدہ اور ظلم وجور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبد اللہ ہم پہلے قریب ایک ہزار خط کے آپ کی خدمت میں بھیج چکے ہیں ۔ ہم آپ کی تشریف آوری کے لئے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپکی یزید کے مقابلہ میں مدد کریں گے ۔ آپ اپنے دادا کی

لوگوں میں سے بھیجدیں۔ اُن دنوں نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کی طرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ میں آئیں مسلم وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے اور وہاں سے دو رہنما اپنے ساتھ لیکر بیابان کی طرف نکلے۔ پیاس کی وجہ سے ایک رہنما مر گیا اور مسلم کوفہ میں پہنچ گئے اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر میں فروکش ہوئے جب کوفیوں کو اُن کی تشریف آوری کی خبر لگی تو جوق در جوق اُنکی خدمت میں آنے لگے اور ان میں سے دس ہزار آدمی نے بیعت کی ایک شخص یزید کی ہوا خواہوں میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہے اس لئے شہر بگڑ گیا ہے نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی اطاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ خدا کی معصیت میں قوی ہوں۔ میں نے کبھی کسی کی پردہ دری نہیں کی۔ اس آدمی نے یہ ماجرہ یزید کو لکھ بھیجا یزید نے اپنے غلام سرجون سے مشورہ کیا اُس نے رائے دی کہ اس وقت کوفہ کی حکومت کے لئے ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں یزید نے اس کو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا۔ یزید نے اس کو خط لکھ کر خوشنود کر لیا اور اس کی حکومت میں کوفہ کو اور بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہنچکر مسلم کو تلاش کرے اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیادہ اہل بصرہ کے سامنے کوفہ روانہ ہوا۔ اور لباس بدلکر رات کے اندھیرے میں داخل کوفہ ہوا۔ کسی آدمی کے پاس سے نہیں گذرتا تھا کہ وہ اور اہل مجلس اس کو جناب امام حسین علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا ابن رسول اللہ نہیں کہتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام آگئے ہیں۔ جب ابن زیاد قصر دار الامارہ میں اُترا اس نے اپنے غلام کو تین ہزار درہم دیئے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جس کی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں۔ اور اس کے پاس پہنچکر یہ جتلا کہ میں حمص سے آیا ہوں اور یہ روپیہ اسکو دیدے اور اس کی بیعت کر۔ وہ غلام اسی طرح سے ہر ایک سے بملائمت پوچھتا پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو ایک بزرگ کے پاس لے گئے۔ اس نے اُسکے پاس اپنا حال بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا کہ مجھے مسرت حاصل ہوگی کہ جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا ہمارا کام ابھی پختہ نہیں ہوا ہے۔ پھر اس کو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال ان کو دے دیا۔ وہاں سے نکل کر ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی جب ابن زیادہ کوفہ میں آیا تھا تو اُسوقت مسلم عوسجہ کے گھر سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیادہ لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے ملنے کو نہیں آتا۔ پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اس کے پاس گیا وہ اسوقت اپنے گھر کے دروازہ پر تھا۔ اس کو کہنے لگا امیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اس کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا۔ ابن زیاد کے پاس اس وقت قاضی شریح بھی موجود تھا۔ جب اُس نے ابن زیاد کو سلام کیا ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا ہوں۔ ابن زیاد نے اُس غلام کو جس نے درہم دیئے تھے اس کے سامنے کیا جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر میں نے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا خود آگیا ہے ابن زیاد نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ وہ کسمسایا لوگوں نے اس کو پکڑ کر نزدیک کیا۔ ابن زیاد نے چھڑی سے

يده فقال ايها الامير والله ما دعوته الى منزلي ولكنه جاء فطرح نفسه علي فقال ائتني به فتلكأ عنه فاستدناه فادنوه فضربه بالقضيب وامر بحبسه فبلغ خبره قومه فاجتمعوا على باب القصر فسمع ابن زياد الجلبة فقال لشريح القاضي اخرج اليهم فاعلمهم انما حبسته لاستخبره عن خبر مسلم ولا باس عليه مني فبلغهم ذلك فتفرقوا ونادى مسلم لما بلغه الخبر يا منصور فاجتمع اليه اربعون من اهل الكوفة مركب وبعث ابن زياد الى وجوه اهل الكوفة فجمعهم عنده في القصر وامر كل واحد منهم ان يشرف على عشيرته فيردهم فكلموهم فجعلوا يتسللون فامسى مسلم وليس معه الا عدد قليل منهم فلما اختلط الظلام ذهب اولئك ايضا فلما بقي وحده تردد في الطريق بالليل فاتى باب امراة فقال اسقيني ماء فسقته فاستمر قائما فقالت يا عبد الله انك مرتاب فما شانك قال انا مسلم فهل عندك ماوى قالت نعم ادخل فدخل وكان لها ولد من موالي محمد بن اشعث فانطلق الى محمد بن اشعث فاخبره فلم يفجا مسلم الا والدار قد احيط بها فلما راى ذلك خرج بسيفه يدفعهم عن نفسه فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامكن من يده فاتى به الى ابن زياد فامر به فاصعد الى القصر ثم قتله وقتل هانئ بن عروة وصلبهما ولم يبلغ الحسين ذالك حتى كان بينه وبين القادسية ثلاثة اميال فلقيه الحر بن يزيد التميمي فقال ارجع فاني لم ادع لك خيرا واخبره الخبر فهم ان يرجع وكان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتى نصيب بثارنا او نقتل فساروا وكان ابن زياد قد جهز الجيش لملاقاته فلاقوه بكربلا فنزلها ومعه خمسة و اربعون نفسا من الفرسان ونحو مائة راجل فلقيه الحسين واميرهم عمر بن سعد ابن ابي وقاص وكان ابن زياد ولاه الري وكتب له بعهده عليها اذا رجع من حرب الحسين فلما التقيا قال له الحسين اختر مني احدى ثلاث اما ان الحق بثغر من الثغور واما ان ارجع الى المدينة واما ان اضع يدي في يد يزيد فقبل ذلك عمر بن سعد منه فكتب فيه الى ابن زياد فكتب اليه لا اقبل منه حتى يضع يده في يدي فامتنع حسين فقاتلوه فقتل معه اصحابه ومنهم سبعة عشر شابا من اهل بيته ثم كان آخر ذلك ان قتل واتي براسه الى ابن زياد فارسله ومن بقي من اهل بيته الى يزيد منهم علي بن حسين كان مريضا ومنهم عمته زينب بنت فاطمة فلما قدموا على يزيد ادخلهم على عياله ثم جهزهم الى المدينة (اصابه في تمييز الصحابة لابن حجر) عمار بن معاويہ ذہبی کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابو جعفر محمد بن علی حسین علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر اس طرح سے بیان کریں کہ اُس کی تصویر میری آنکھوں میں پھر جائے آپ نے ارشاد کیا کہ جب امیر معاویہ مر گیا اُن دنوں میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف بیعت کرنے کے لیے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مہلت دو اور نرمی کرو اُس نے مہلت دی۔ آپ مکہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے پاس کوفیوں کے خط پہنچے کہ ہم نے آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو یزید کی بیعت سے روک رکھا ہے اور ہم حاکم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے آپ ہمارے پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے

دکان شمر ابرص واجتز خولی بن یزید الاصبحی من حیز براسہ واتی بہ الی ابن زیاد (استیعاب) جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مذحج کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص دار تھا۔ اور خولی بن یزید الاصبحی آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا +

(۴) واختلف فی سن الحسین یوم قتلہ فقیل قتل وھو ابن سبع وخمسین وقیل قتل وھو ابن ثمان وخمسین (استیعاب) بعض کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت ستاون برس کے تھے۔ بعض اٹھاون برس بیان فرماتے ہیں +

(۵) عن ھلال بن نافع انہ قال کنت واقف مع عمرو بن سعد اذ تحدث واذا الصیاح یقول ابشر ایھا الامیر فقد قتل الحسین فواللہ ما رایت قتیلا مضمخا بدمہ مثلہ وعلی ھذا نور وجہہ وجمالہ یصعد الی السماء ثم حصرت ما فی بدنہ من جراح السیف والرماح والنبال فوجد ثم مائۃ وعشرین جراحا (نور العین فی مشھد الحسین) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمرو بن سعد کے پاس کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ایک چلاتا ہوا آیا اے امیر بشارت ہو حسین مارے گئے ہلال کہتا ہے خدا کی قسم ہے میں نے کسی قتیل کو خون میں لتھڑا ان کی مانند نہیں دیکھا اور باوجود اسکے چہرہ کا نور وجمال آسمان کی طرف صعود کر رہا تھا۔ پھر میں نے اُن کے جسد اطہر کے زخموں کا شمار کیا جو تلواروں اور نیزوں سے اور تیروں سے لگے ہوئے تھے کل ایک سو بیس زخم تھے +

(۶) انہ قتل علی رأس احدی وستین یوم الجمعۃ وقیل یوم السبت وھو یوم عاشوراء من المحرم بکربلا من ارض العراق (اسد الغابہ) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۶۱ھ ہجری کے ابتدا میں جمعہ کے دن ہوئی ہے بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسویں محرم کو کربلا کے میدان میں جو ملک عراق میں واقعہ ہے +

(۷) عن حبیب بن ثابت قال لما اصیب الحسین قال زید بن ارقم بباب المسجد افعلتموھا اشھد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی استودعتکھما وصالح المؤمنین فقیل لابن زیاد ان زید بن ارقم قال کذا وکذا فقال ذاک شیخ قد ذھب عقلہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) حبیب بن ثابت کہتا ہے کہ جب امام حسین شہید ہو گئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ میں بیان کیا ہائے تم نے یہ کیا تم نے یہ کیا فعل کیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں ان دونوں کو اور صالح المؤمنین کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ جب یہ بات ابن زیاد سے بیان کی گئی زید بن ارقم یوں کہتے ہیں وہ کہنے لگا بہ سبب بڑھاپے کے اس کی عقل جاتی رہی ہے +

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کا نوحہ

(۱) عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنۃ تنوح علی الحسین وھی تقول ؎ مسح النبی جبینہ

اس کو مارا اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ خبر اسکی قوم کو پہنچی قصر دار الامارہ کے دروازہ پر اکٹھے ہو کر آئے جب ابن زیاد نے جھگڑا سنا قاضی شریح سے کہا نکلکر ان کو کہدے کہ میں نے ہانی کو اس لئے بند کیا ہے کہ اس سے مسلم کی خبر پوچھوں مجھ سے تکلیف اس کو نہیں پہنچے گی۔ لوگ سن کر متفرق ہو گئے۔ جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اس کے پاس جمع ہو گئے اور مسلم سوار ہوئے۔ اس وقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اس نے ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے باتیں کر کے ان کو لوٹا دو۔ وہ ان کو تسلی دینے لگے شام کے وقت مسلم کے پاس چند نفر کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ میں بھٹک کر ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے اس عورت سے کہا مجھے پانی پلا اس نے پانی پلا یا۔ اور کہا بندہ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے آپ نے کہا میں مسلم ہوں آیا تیرے پاس آرام کی جگہ ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں آپ اندر آئیے آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا۔ اس نے محمد بن اشعث کو خبر پہنچائی۔ ناگہاں مسلم کیا دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کا لوگوں نے محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے۔ محمد بن اشعث نے ان کو امان دیکر ہاتھ پکڑ لیا اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو قصر کی چھت پر لیجاؤ۔ لوگوں نے چھت پر چڑھا کر ان کو شہید کیا۔ اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونوں کی لعش کو لٹکوا دیا یہ خبر امام حسین علیہ السلام کو ملی جب کہ وہ قادسیہ سے تین میل پر پہنچ گئے تھے۔ آپ سے حر بن یزید تمیمی ملا۔ اور عرض کیا آپ واپس تشریف لے جاویں۔ اور ان کو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کے رکاب سعادت میں مسلم بن عقیل کے بھائی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا جب تک کہ ہم بدلا نہ لیں یا قتل نہ ہو جائیں واللہ ہم واپس نہیں جائیں گے۔ ابن زیاد نے ان کے لئے فوج تیار کی ہوئی تھی۔ جو ان سے کربلا میں آ ملی اس کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا۔ ابن زیاد نے ری کی حکومت کا اس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا اس کو حاکم کیا جائے گا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے اس سے بیان فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرے۔ یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پہنچ جانے دے یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائیں۔ یا ہم یزید کے پاس پہنچا دے عمر بن سعد نے پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا۔ حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیئے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے اس کو قبول نہ فرمایا۔ اس بات پر جنگ شروع ہو گئی اور آپ کے ساتھ تمام آپ کے اصحاب شہید ہو گئے۔ ان میں آپ کے اہلبیت کے ستر جوان تھے آپ سب سے آخر میں شہید ہوئے آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اس کو اور آپ کے اہلبیت کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ ان میں جناب علی بن حسین علیہ السلام مریض تھے اور جناب کی پھوپھی حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام بھی تھیں یزید نے ان کو مدینہ منورہ میں بھیج دیا ✶

(ص) وقتلہ سنان بن انس النخعی ویقال قتلہ رجل من بنی مدحج وقیل قتلہ شمر بن ذی الجوشن و

اخرجہ ابو نعیم) ابی قنبل کہتا ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیٹھ کر شراب پینے لگے غیب سے ایک قلم نکلا اور اس سے خون سے سطر لکھی سو آیا وہ اُمت جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے قیامت کے روز اسکی جد کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے ہرگز نہیں ۞

(۳) عن الواقدی ان شخصا منہم علق فی سبب فرسہ راس الحسین فرای بعد ایام وجہا اشد سوادا من القار فقیل انک کنت انضر العرب وجہا فقال ماعرت علی لیلۃ حین حملت تلک الراس الا واثنان یاخذان بضبعی ثم ینتہیان بی الی النار فتاجج فیہا وانا انکص فتسفعنی کما تری ثم مات علی اقبح حالت (تذکرہ خواص) واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی رسی سے باندھ لیا۔ بعد چند روز کے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا کیا ہوا ہو اُس سے پوچھا گیا تو حرب کے سبز رنگ لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا وہ کہنے لگا جب میں نے اس سر اقدس کو اٹھایا تو مجھ پر ایک رات گذرنی نہیں پائی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی میری گردن پکڑ کر بھڑکی ہوئی آگ میں دھکیلتے ہیں۔ اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے منہ جھلس دیا جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ پھر وہ بُرے حال سے مر گیا ۞

جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی سزا

(۱) عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قتلت بیحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفا (اخرجہ الحاکم من طرق متعددۃ وصححہ) ابن عباس رضی اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار کو مارنے والا ہوں ۞

(۲) عن سفیان عن جدتہ قالت شہد رجلان قتل الحسین فاما احدہما طال ذکرہ حتی کان یلفہ علی عنقہ کانہ حبل واما الآخر یستقبل الراویۃ بفیہ حتی یاتی علی اخرھا فما یروی (اخرجہ ابو نعیم و منصور بن عمار) سفیان اپنی داوی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ دو آدمی جناب امام حسینؑ کے قتل پر موجود تھے پس ان دونوں میں سے ایک کا ذکر اس قدر لمبا ہو گیا کہ وہ رسی کی طرح سے اپنی گردن کے ساتھ لپیٹتا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ ایک مشک کو منہ لگاتا تھا پھر دوسری کو لگاتا تھا اور اسکی پیاس نہیں بجھتی تھی پیاس ۞

(۳) اخرج ابو الشیخ ان جماعۃ تذاکروا انہ ما من احد کان علی قتل الحسین الا اصابہ بلاء قبل ان یموت فقال شیخ اعنت وما اصابنی شیء فقام لیصلح السراج فاخذتہ النار فجعل ینادی النار النار وانغمس فی الفرات ومع ذلک لم یزل بہ حتی مات (صواعق محرقہ) ابو الشیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت کے چند آدمی باہم ذکر کرنے لگے کہ کوئی شخص باقی نہیں رہا جس نے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل میں اعانت کی تھی کہ مرنے سے پیشتر وہ بلا میں گرفتار نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑھا کہنے لگا میں نے اعانت کی تھی مجھے تو کوئی مصیبت پیش نہیں آئی۔ یہ کہہ کر وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لئے اٹھا اس کو آگ

فلہ بریق فی الخد ودابواہ فی علیا قریش وجدہ خیر الجد ودر اخرجہ ابونعیم) حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے پریوں کو جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہتی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ماتھے کو چوما ہے۔ اُن کے رخساروں میں چمک تھی۔ اُن کے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے۔ اُن کے ناناؤں سے بہتر تھے ✦

(۲) عن ام سلمۃ فلما کانت لیلۃ قتل الحسین سمعت قائلا یقول ؎ ایھا القاتلون جھلا حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل ✕ قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ✕ وموسیٰ وحامل الانجیل (صواعق محرقہ) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کی شب شہادت میں ایک کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے جہالت سے امام حسینؑ کے قتل کرنے والو تمکو عذاب اور خواری کی بشارت ہو۔ تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے سلیمانؑ ابن داؤدؑ کی اور موسیٰ اور حامل انجیل یعنی عیسیٰؑ کی زبان سے ✦

(۳) عن حبیب بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت نواح الجن منذ قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اللیلۃ وما اری ابنی الا قد قتل یعنی الحسین فقلت لجاریۃ اخرجی فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل واذا الجنۃ تنوح ؎ الا یا عین فابتھل بجھد ✕ ومن یبکی علی الشھداء بعدی ✕ علی رھط تقودھم المنایا الی متجبر فی ملک عبد (اخرجہ ابونعیم) حبیب بن ثابت جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا میں نے سوا اس رات کے کبھی جنات کے نوحہ کی آواز کو نہیں سنا میں نے اُسی وقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنی حسین بیچارا مارا گیا ہے میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ باہر نکل اور پوچھ اُس نے مجھے خبر لا کر دی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں ؎ وہ یہ نوحہ کرتی تھیں۔ خبردار ہو اے میرے رونے والی آنکھ اور سعی کر رونے میں۔ اور میرے بعد شہیدوں پر کون روئیگا ایسے گروہ پر کہ موت اُن کو کھینچ کے گئی طرف ایسے ملک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے

امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کی کرامتیں

(۱) عن المنھال بن عمرو قال انا واللہ رأیت رأس الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدی الرأس رجل یقرأ سورۃ الکھف حتی بلغ قولہ تعالیٰ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا فانطق اللہ الرأس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکھف قتلی وحملی (اخرجہ ابن عساکر) منہال بن عمرو کہتا ہے کہ واللہ میں نے دیکھا کہ جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا۔ اور میں اس وقت دمشق میں تھا۔ سر اقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورہ کہف پڑھ رہا تھا۔ جب اس آیہ کریمہ پر پہنچا کہ جس کا ترجمہ مبارک یہ ہے کہ کیا جانا تو نے اصحاب کہف اور رقیم تھے وہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے۔ سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تر تعجب انگیز ہے ✦

(۲) عن ابی قبیل قال لما قتل الحسین واحتز رأسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ یشربون النبیذ فخرج علیھم قلم من حدید فکتب سطرا بدم ؎ اترجوا امۃ قتلت حسینا ✕ شفاعۃ جدہ یوم الحساب

امام حسین علیہ السلام کے قتل پر حاضر تھا پھر وہ اندھا ہو گیا اس سے اُس کا سبب پوچھا گیا اُس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنی دونوں آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ اور دست مبارک میں تلوار ہے اور سامنے نطع بچھی ہوئی ہے اور دس آدمی جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے ذبح کئے ہوئے آپ کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ پھر حضور نے اُس پر لعنت کی اور سب فرمائی پھر وہ صبح اندھا ہو گیا ؎

(۹) اخرجہ احمد ان رجلا قال قتل اللہ الفاسق ابن الفاسق فرماہ اللہ بکوکبین فی عینیہ فعمی (صواعق محرقہ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ایک بدبخت شقی نے یہ کہا کہ نعوذ باللہ فاسق ابن فاسق مارا گیا ہے پروردگار عالم نے اُس کی آنکھوں پر دو ستارے پھینکے پس وہ اندھا ہو گیا ؎

(۹) ذکر الباذری عن المنصور انہ رای رجلا بالشام وجہہ کوجہ الخنزیر فسالہ فقال انہ کان یلعن علیا کل یوم الف مرۃ وفی یوم الجمعۃ اربعۃ الاف و اولادہ معہ قال فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر مناما طویلا من جملتہ ان الحسین شکاہ الیہ یلعنہ ثم بصق فی وجہہ فصار موضع بصاقتہ خنزیراً وصار ایۃ للناس (صواعق محرقہ) باذری منصور دوانقی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا منہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہنے لگا کہ میں جناب علی علیہ السلام پر ہر روز ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ اُن پر اور اُن کی اولاد علیہم التحیۃ والسلام پر سب کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا منصور کہتا ہے کہ اس شخص نے ایک طویل خواب بیان کیا۔ اُس میں سے یہ بھی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضور نبوی میں اُس شخص کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے مونہہ پر تھوکا۔ جہاں پر حضور کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی اور وہ آدمی لوگوں کے لئے ایک خدا کی نشانی ہو گیا ؎

(۱۰) لما ارسل عمرو بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسمائۃ فارس نزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء ونادی عبد اللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لا تذوق منہ قطرۃ حتی تموت عطشا فقال الحسین اللہم اقتلہ عطشا ولا تغفر لہ ابدا قال فمرض فیما بعد فکان یشرب الماء القلۃ ثم یقئی ثم یعود فیشرب حتی یبغر ثم یقئی ثم یشرب فما یروی فما زال کذلک (کامل ابن اثیر) جب عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا اترے اور جناب امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے۔ عبد اللہ بن حصین الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھئے آپ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے۔ یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو ہلاک کر اور بخشش نہیں سکتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی گھڑکی پی جاتا تھا اور پھر قے کر دیتا تھا اور پھر پانی پیتا تھا اور پھر قے کرتا تھا۔ اور ہرگز اس کی سیری نہیں ہوئی تھی مرنے تک اس کا یہی حال رہا ؎

(۱۱) عن المسروق قال تقدم رجل من عسکر عمر بن سعد فقال لہ ابن جوزہ فقال للحسین یا حسین ابشر بالنار

لگ گئی اور آگ مگ پکارتا پھرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نہر میں کود پڑا باوجود اس کے وہ آگ نہیں بجھتی تھی اسی حال میں مرگیا ۔

(۴) عن السدی انه اضافه رجل بکربلا فتذاکروا انه ما شرک احد فی دم الحسین الا مات اقبح الموت فکذب المضیف ذلک وقال انه ممن حضر فقام آخر اللیل یصلح السراج فوثبت النار فی جسده فاحرقته قال السدی فانا والله رأیته کانه حممة (تذکرة خواص الامة لسبط ابن الجوزی) سدی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری ضیافت کی اس مجمع میں ذکر آیا کہ کوئی شخص جناب امام حسینؑ کے قتل میں شریک نہیں ہوا کہ بری موت سے نہیں مرا میزبان نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا میں بھی جناب امام کی شہادت پہ حاضر تھا پس وہ پچھلی رات چراغ کے درست کرنے کے لئے اٹھا۔ اس کے بدن پہ آگ اچک کر لگ گئی اور اس کو جلا دیا۔ سدی کہتے ہیں خدا کی قسم ہے میں نے اس کو دیکھا کہ گویا وہ ایک انگارہ بن گیا تھا ۔

(۵) عن الزهری قال لم یبق ممن قتله الا من عوقب فی الدنیا اما قتل او عمی او سود الوجه او زوال الملک فی مدة یسیرة (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے کوئی باقی نہیں بچا کہ اس کو دنیا میں عقاب نہ ہوا ہو یا تو قتل کیا گیا یا اندھا ہو گیا یا اس کا منہ کالا ہو گیا اس کے ملک کو تھوڑی مدت میں زوال آ گیا ۔

(۶) عن صاحب بن زیاد قال دخلت القصر خلف ابن زیاد حین قتل الحسین فاضطرم فی وجهه نارا فقال هل رأیت فقلت نعم فامرنی ان اکتم ذالک (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) صاحب بن زیاد نے کہا کہ داخل ہوا میں پیچھے ابن زیاد کے محل میں جب شہید ہوئے امام حسین پس شعلہ مارا اس کے منہ میں آگ نے پس کہا ابن زیاد نے کیا دیکھا تو نے میں نے کہا ہاں پھر مجھے کہنے لگا اس بات کا کہیں ذکر نہ کرنا ۔

(۷) عن عمارة بن عمیر قال لما جیئ برأس بن زیاد واصحابه ونصبت فی المسجد فی الرحبة فانتهیت الیهم وهم یقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حیة قد جاءت تتخلل الرؤس حتی دخلت فی منخری بن زیاد فمکثت هنیة ثم خرجت فذهبت حتی غابت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذلک مرتین او ثلاثا (اخرجه الترمذی وصححه والطبرانی فی الکبیر) عمارہ بن عمیر سے نقل ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے دوستوں کا سر لایا گیا۔ مسجد کے صحن میں لوگوں کے پاس پہنچا تو ان کو چلاتے ہوئے سنا کہ کہتے ہیں وہ آیا وہ آیا اتنے میں ایک سانپ آ کر ابن زیادہ کے نتھنے میں گھس گیا پھر کچھ دیر ٹھہر کر نکلا اور چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر وہ لوگ چلائے وہ آیا وہ آیا۔ پھر وہی سانپ آیا اور ابن زیاد کے نتھنے میں گھسا۔ اسی طرح اس نے دو دفعہ یا تین دفعہ کیا ۔

(۸) عن الواقدی ان شیخا حضر قتله فعمی فسئل عن سببه فقال انه رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاسرا عن ذراعیه بیده سیف وبین یدیه نطع ورای عشرة من قاتل الحسین علیه السلام مذبوحین بین یدیه ثم لعنه وسبه فاصبح اعمی (تذکرہ خواص الامۃ) واقدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ ایک بوڑھا جناب

وان الدنیا اظلمت ثلاثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء (صواعق محرقہ) عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان روتا رہا۔ دیواروں کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادریں کسم کی رنگی ہوئی ہیں۔ اور بہ تحقیق دنیا پر تین دن تک اندھیرا چھا گیا۔ پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی ۔

(7) عن ابی سعید قال ما رفع حجر من الدنیا الا تحتہ دم عبیط ولقد امطرت السماء دما وبقی اثرہ فی الثیاب مدۃ حتی انقطعت (صواعق محرقہ) ابوسعید کہتے ہیں کہ اس دن کوئی دنیا کا پتھر نہیں اٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ ہو۔ اور آسمان سے خون برستا رہا اور اس کا اثر ایک مدت تک کپڑوں میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ کپڑے پھٹ گئے ۔

(8) لما جیء براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما (صواعق محرقہ) جب جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس دار زیاد میں لائے تو دیواروں سے خون جاری ہوگیا ۔

(9) اخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاؤہا حمرتہا وقال غیرہ احمرت افاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لا زالت تری بعد ذلک (صواعق محرقہ) ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا۔ اور اس کا رونا سرخی کا نمودار ہوتا ہے اور ثعلبی کے سوا اور لوگوں نے لکھا ہے کہ آسمان کے کنارے آپ کے قتل کے بعد چھ مہینے تک سرخ رہے پھر ہمیشہ وہ سرخی نمودار ہونے لگی ۔

(10) عن ابن سیرین قال اخبرنا ان الحمرۃ التی مع الشفق لم تکن حتی قتل الحسین (صواعق محرقہ) ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم کو معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے۔ جناب امام حسین کے پہلے نہ تھی ۔

(11) ذکر ابن سعد ان ہذہ الحمرۃ لم تر فی السماء قبل قتلہ (صواعق محرقہ) ابن سعد اپنے طبقات میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی۔

(12) قال سبط ابن الجوزی حکمتہ ان غضبنا یؤثر حمرۃ الوجہ والحق تنزہ عن الجسمیۃ فاظہر تاثر غضبہ علی من قتل الحسین بحمرۃ الافق (صواعق محرقہ) سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ خواص الامۃ میں لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ غضب مونہہ کو سرخ کر دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسم سے منزہ ہے پس اس کا غضب ان لوگوں پر جن کے ہاتھ سے جناب امام حسین شہید ہوئے ہیں حمرۃ افق کے پیرایہ میں ظاہر ہوا ہے ۔

(13) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماء بکت تقتل یحیی بن ذکریا وانہا لتبکی لقتل ابنی ہذا وتظلم الشمس اربعین یوما حمرۃ ودما ذن بہالذا یعنی الحسین بن علی لا خرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان یحییٰ بن زکریا کے قتل پر روتا رہا ہے۔ اور میرے بیٹے کے قتل سے روئے گا۔ اور آفتاب

فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب رحیم وشفیع مطاع فمن انت قال ابن حوزة فرفع الحسین یدیه فقال اللهم حزه الی النار فغضب ابن حوزة فاقتحم فرسه فی نهر فتعلقت قدمه فی الرکاب وجال به الفرس فسقط عنها فانقطعت فخذه وساقه وقدمه وبقی جنبه الآخر متعلقا بالرکاب یضرب به شجرة وحجر حتی مات (کامل ابن اثیر) مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑھ کر کہنے لگا اے حسین تم کو آگ کی بشارت ہو۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ میں رب رحیم اور نبی شفیع اور مطاع کی طرف بڑھنے والا ہوں۔ اور فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میرا نام ابن حوزہ۔ جناب امام نے دونوں ہاتھ بلند کرکے فرمایا اے میرے رب اس کو آگ میں جلا۔ ابن حوزہ غصے میں بھرا اس کا گھوڑا ایک نہر میں کود پڑا اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور گھوڑا اچھلنے کودنے لگا وہ اس سے گر پڑا اور اس کی ران اور قدم جدا ہو گیا۔ اس کا دوسرا طرف رکاب میں پھنسا رہ گیا اور پتھروں پر اور درختوں پر اس کو مارتا پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا ؏

ان قدرتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کے لئے نمودار ہوئے

(۱) **عن** نضرة الازدیة قالت لما قتل الحسین مطرت السماء فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل شی لنا ملآن دما (اخرجه البیہقی وابو نعیم) نضرہ ازدیہ کہتی ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو مینہ برسا صبح ہمارے ٹب اور مٹکے اور ہماری ہر ایک شے خون سے لبالب تھی ؏

(۲) **عن** الزہری قال بلغنی انه یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحته دم عبیط (اخرجه البیہقی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر لگی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو ؏

(۳) **عن** جمیل بن مرة قال اصابوا ابلا یوم قتل الحسین فنحروها وطبخوها فصارت مثل العلقم فما استطاعوا ان یسیغوا منها شیئا (اخرجه البیہقی وابو نعیم) جمیل بن مرہ کہتا ہے کہ جناب امام حسین کے شہادت کے دن ان لوگوں نے ایک اونٹ پایا اور اسے ذبح کرکے پکایا۔ وہ مثل حنظل (اندرائن) کے کڑوا ہو گیا کوئی اس سے کچھ نہ کھا سکا ؏

(۴) **عن** سفیان قال قالت جدتی کنت ایام قتل الحسین جاریة شابة فکانت السماء ایاما تبکی له (اخرجه البیہقی) سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی بیان کرتی تھیں کہ میں جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن جوان لڑکی تھی آسمان کئی دن تک ان پر روتا رہا ؏

(۵) اخرج عثمان ابن ابی شیبة ان السماء مکثت بعد قتله سبعة ایام تری علی الحیطان کانها ملاحف معصفرة

جناب عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی رمثہ سے اور ابن النجار ابی ہریرہ اور جناب ام حبیبہ علیہا السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابی یعلیٰ اور ابن حبان اور حاکم نے اپنی روایت میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے جناب علی سے اور طبرانی نے دونوں صاحبوں سے روایت کرتے ہیں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سوا میری خالہ کے بیٹوں عیسےٰ بن مریم اور یحییٰ بن ذکریا کے اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور حاکم نے اُن سے اور ابن مسعود سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے انس سے اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اور ان دونوں کا یعنے امام حسنین کا والد ماجد اُن سے بہتر ہے۔ اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین اُن سے افضل ہیں۔ اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ سے کی ہے۔ اس میں لفظ اہل جنت کے یہ الفاظ روایت کئے ہیں۔ کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کہ ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور جو کوئی ان سے بغض رکھے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور دیلمی نے ابو ہریرہ سے یوں روایت کی ہے کہ جو شخص حسن و حسین سے محبت کرتا ہے۔ اُس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا ۞

(۵) عن فاطمۃ علیہا السلام قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما حسن فلہ ہیبتی وسوددی واما الحسین فان لہ جراتی وجودی (اخرجہ الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن میں میری ہیبت اور پیشوائی ہے اور حسین میں میری جرات اور میرا جود ہے ۞

(۶) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحسن والحسین ھما ریحانتای فی الدنیا (اخرجہ الترمذی)
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول کے پودے ہیں ۞

(۷) عن ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابنی ھذین ریحانتی من الدنیا (اخرجہ ابن عدی وابن عساکر) ابی بکرہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے تمام دنیا میں سے میرے دو پھول کے پودے ہیں ۞

(۸) عن انس بن مالک قال دخلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین ینقلبان علی بطنہ ویقول ھما ریحانتای من ھذہ الامۃ (اخرجہ النسائی) انس بن مالک سے روایت ہے

چالیس دن تک زندہ رہیگا اور اگر اس کو اذن دیا جاوے تو وہ گداختہ ہو جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسین علی تھے ⁂ روتا

جناب حسنین علیہما السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اھل الجنۃ ما سمیت العرب بھما فی الجاھلیۃ (اخرجہ ابن سعد) عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن اور حسین دو نام ہیں اہل جنت کے ناموں سے عرب نے جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھے ⁂

(۲) عن العسکری قال لم یکن ھذا الاسم یعرف فی الجاھلیۃ (تاریخ الخلفا) عسکری کہتے ہیں کہ جاہلیت میں اس نام کو کوئی نہیں جانتا تھا ⁂

(۳) عن المفضل قال ان اللہ حجب اسم الحسن والحسین حتی سماھما النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنیہ (تاریخ الخلفاء) مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے ناموں کو پوشیدہ رکھا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹوں کے یہ نام رکھے ⁂

(۴) اخرج النسائی والرویانی والضیاء عن حذیفۃ وابو یعلی ابی سعید واحمد والترمذی وابن حبان عن کلیھما وابن ماجۃ عن ابن عمر وابن عدی عن ابن مسعود والحاکم عن کلا الاربعۃ وابو نعیم عن علی والطبرانی عنہ وعن ابن عمر وحذیفۃ وابو سعید وابی ھریرۃ وجابر والبراء واسامۃ بن زید ومالک ابن الحویرث والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی وابنہ الحسن وعایشۃ وابن عمر وابن عباس وابن ؛ شیبۃ وابن النجار عن ابی صھیبۃ والحسین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ زاد ابو یعلی وابن حبان والحاکم فی روایتھم عن ابی سعید وابی نعیم عن علی والطبرانی عن کلیھما الا ابنی خالۃ عیسی بن مریم ویحیی بن زکریا وزاد ابن ماجۃ عن ابن عمر والحاکم عنہ وعن ابن مسعود والطبرانی عن مالک بن الحویرث والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی وابن عمر بعد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما وفی الطبرانی عن حذیفۃ وابوھما افضل منھما وفی روایۃ الطبرانی عن اسامۃ بعد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل الجنۃ اللھم انی احبھما فاحبھما وعند ابن عساکر من احبھما فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی والدیلمی عن ابی ھریرۃ من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی۔

امام نسائی اور رویانی ضیا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلی ابو سعید اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان دونوں صحابیوں سے اور ابن ماجہ ابن عمر سے اور ابن عدی عبد اللہ بن مسعود سے اور حاکم چاروں صاحبوں سے اور ابو نعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور دیلمی انس سے اور ابن عساکر جناب علی اور ان کے فرزند ارجمند جناب حسن اور امام المومنین

بیٹے ہیں۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں انکو پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر ؀

(۱۳) **عن** بریدۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذ جاء الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ ورسولہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما (اخرجہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وابی داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے ان کے گلے میں سُرخ کرتے تھے حضور اُن کو دیکھ کر منبر سے نیچے اُتر آئے اور اُن کو اُٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اس کے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں میں نے اُن لڑکوں کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ میں صبر نہ رہا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو کاٹ کر اُن کو اُٹھا لیا ؀

(۱۴) **عن** عقبۃ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیفا العرش ولیسا بمعلقین (اخرجہ الطبرانی) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین دو عرش کی شمشیریں ہیں کہ معلق نہیں ؀

(۱۵) **عن** یعلی بن مرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سبطان من الاسباط (اخرجہ البخاری والترمذی وابن ماجۃ) یعلی بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین دو سبط ہیں اسباط میں سے ؀

(۱۶) **عن** انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب اھل بیتی الی الحسن والحسین (اخرجہ الترمذی) انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب اہل بیت سے مجھے زیادہ تر پیارے حسن اور حسین ہیں ؀

(۱۷) **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی (اخرجہ احمد وابن ماجۃ والحاکم والدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اُس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے اُن سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ؀

(۱۸) **عن** ابی ھریرۃ قال وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بیت فاطمۃ فخرج الیہ الحسن او الحسین فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارق بابیک انت عین البقۃ واخذ باصبعیہ فرقی علی عاتقہ ثم خرج الاخر الحسن او الحسین فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بک ارق بابیک انت عین البقۃ واخذ باصبعیہ فاستوی علی عاتقہ الاخر فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقفیتہما حتی وضع افواھما علی فیہ ثم قال اللھم انی احبہما فاحبہما واحب من احبہما (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اتنے میں امام حسن یا امام حسین

کہ میں ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور جناب حسن و حسین علیہما السلام آپ کے بطن مبارک پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ میری اُمت سے یہ میرے دونوں پھول کے پودے ہیں ؛

(۹) **عن** سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین احببتہ ومن احببتہ احبہ اللہ ومن ابغضہما ابغضتہ ومن ابغضتہ ابغضہ اللہ (اخرجہ الطبرانی فی مسند سلمان)

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دوست رکھا جناب حسن اور حسین کو دوست رکھا میں نے اُسکو اور جسکو دوست رکھا میں نے دوست رکھا اُسکو اللہ نے اور جس نے دشمن جانا اُن دونوں کو دشمن جانا میں نے اس کو اور جسکو دشمن جانا میں نے دشمن جانا اس کو اللہ تعالےٰ نے ؛

(۱۰) **عن** ابی نعیم قال کنت عند ابن عمر فاتاہ رجل من اھل العراق یسالہ عن دم البعوضۃ یصیب الثوب فقال ابن عمر انظروا الی ھذا یسال عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین ھما ریحانتای من الدنیا (اخرجہ النسائی والدیلمی) ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے آکر اُن سے مچھر کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اُس کا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے کہا اُس آدمی کی طرف دیکھو کہ مچھر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور یہ تحقیق میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے پھول کے ننھے پودے ہیں ؛

(۱۱) **عن** ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین یلعبان بین یدیہ فقلت اتحبہما یا رسول اللہ قال وکیف لا احبہما وھما ریحانتای من الدنیا (اخرجہ الطبرانی والضیاء) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حضور کے سامنے کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں کیونکر اُن سے محبت نہ کروں حالانکہ یہ دونوں اس دنیا سے میرے دو ننھے پھولوں کے پودے ہیں ؛

(۱۲) **عن** اسامۃ بن زید بن حارثۃ قال طرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ لبعض الحاجۃ فخرج وھو مشتمل علی شئی لا ادری ما ھو فلما فرغت من حاجتی قلت ما ھذا الذی انت مشتمل علیہ فکشف فاذا الحسن والحسین۔ فقال ھذان ابنای وابنا بنتی اللھم انک تعلم انی احبہما فاحبہما (اخرجہ الترمذی والنسائی والطبرانی) اسامہ بن زید ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ایک حاجت کے لیے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی حضور برآمد ہوئے حضور کی گود میں کوئی چیز معلوم ہوتی تھی میں نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے۔ جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی گود میں کیا ہے۔ آپ نے اپنی ردا کو کھول دیا۔ امام حسن اور حسین گود میں تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے

سجدے کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ حضور نے نماز کو ادا کیا اور اُن دونوں کو اپنے زانو پر بٹھا لیا ❊

(۲۳) عن انس بن مالک قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لرجل عہدا فدخل الرجل لیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فرای الحسن والحسین یرکبان علی عنقہ ویرکبان علی ظہرہ مرۃ ویمران بین یدیہ وخلفہ فلما فرغ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ الرجل ما یقطعان الصلوۃ فغضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ناولنی عہدک فاخذہ فمزقہ ثم قال من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ولا انا منہ (اخرجہ النسائی وابن ابی الفراتی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا۔ وہ حضور کی میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ حضور اسوقت نماز میں تھے۔ اس نے دیکھا حسنین علیہما السلام کبھی آپ کی گردن مبارک پر اور کبھی پشت اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گذر جاتے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب میں آکر اس آدمی سے کہا اپنا پروانہ ہمیں دے اور اس سے وہ پروانہ لے کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا جو کوئی ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہمارا نہیں ہم اُس کے نہیں ہیں ❊

(۲۴) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیتہما یعنی الحسن والحسین باسم ابنی ہارون شبر وشبیر (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام رکھوں ان کا حسن اور حسین مانند نام دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام کی کہ ان کا نام شبر اور شبیر تھا ❊

(۲۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اسمی ھذین حسنا وحسینا (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان دونوں کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے ❊

(۲۶) عن ابی ھریرۃ قال کان الحسن والحسین یصطرعان بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھی حسن فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ تقول ھی حسن فقال ان جبریل یقول ھی حسین (اخرجہ ابن مثنی فی معجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب حسنین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شاباش اے حسن جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حسن کو شاباش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاباش دیتے ہیں ❊

(۲۷) عن ابن عباس قال بینما نحن ذات یوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبلت فاطمۃ تبکی فقال لہا فداک ابوک ما یبکیک قالت ان الحسن والحسین خرجا ولا ادری این باتا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکین فان خالقہما الطف بہما منی ومنک ثم رفع یدیہ فقال اللہم احفظہما وسلمہما فانی

باہر نکلے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ارشاد کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اپنے باپ کے کندھے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرتؐ کی دو انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا۔ اتنے میں دوسرا صاحبزادہ نکل آیا حضرتؐ نے اُس سے بھی فرمایا شاباش اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک آ اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں اُنگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ اُن کے منہ پر رکھ کر فرمایا اے اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ اور دوست رکھ اُس شخص کو جو انہیں دوست رکھے ؛

(١٩) عن ابی ھریرۃ قال دخلت التمیمی الاقرع بن حابس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فراٰہ یقبل اما حسناً واما حسیناً فقال تقبلھما ولی عشرۃ من الولد ما قبلت واحداً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من لا یرحم لا یرحم اخرجہ ابو حاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمیمی اقرع ابن حابس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور آپ کو دیکھا کبھی حسن اور کبھی حسین علیہما السلام کو چوم رہے ہیں۔ کہنے لگا آپ ان دونوں کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دس بچے ہیں میں ایک کو بھی نہیں چومتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا ؛

(٢٠) عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی والحسن والحسین یتوثبان علی ظہرہ فیباعدھما الناس فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعوھما بابی ھما وامی من احبنی فلیحب ھذین اخرجہ ابو حاتم والنسائی والحافظ الدمشقی والدیلمی وابن السکن) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن وحسین علیہما السلام آپکی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے اُن کو ہٹا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو میری ماں اور میرا باپ ان پر تصدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے چاہیئے کہ اُن سے پیار کرے ؛

(٢١) عن اسرائیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ۔ وعن ابی ھریرۃ مثلہ اخرجہ ابن حرب الطائی والحافظ السلفی وابو طاھر الاندلسی) اسرائیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص حسن اور حسین کو پیار کریگا مجھ سے پیار کریگا اور جس نے اُن سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابوہریرہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے ؛

(٢٢) عن ابی ھریرۃ قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فاذا سجد وثب الحسن والحسین علی ظہرہ فاذا رفع راسہ اخذھما بیدہ من خلفہ اخذاً رفیقاً فیضعھما علی الارض فاذا عاد عادا حتی قضی صلوتہ فاقعدھما علی فخذیہ الحدیث اخرجہ احمد) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا میں شریک تھے۔ جب سرور دین پناہ نے سجدہ کیا تو حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب جناب نے سر اٹھایا تو اُن دونوں صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے آہستہ اپنے پیچھے سے اتار کر نیچے بٹھا دیا۔ اور جب پھر حضورؐ

ہے اور اُن کی دادی اُم المومنین خدیجہ بنت خویلد اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے پھر فرمایا میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے ماں اور باپ کے بہتر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں۔ کہ اُن کا باپ کا باپ علی بن ابیطالب ہے۔ اور ان کی ماں فاطمہ ہے۔ جو سب دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پھر ارشاد کیا میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے چچا اور پھوپھی کے بہتر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں چچا ان کے جعفر طیار ہیں۔ اور ان کی پھوپھی اُم ہانی بنت ابی طالب ہے۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو از روئے ماموں اور خالہ کے سب سے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں۔ کہ ماموں اُن کا قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور خالہ اُن کی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے پھر آپ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن اور حسین جنت میں ہونگے اور جو کوئی ان سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں ہوگا اور جو کوئی اُن سے بغض کرے گا وہ دوزخ میں ہوگا ؏

(۲۱) عن جابر قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو يمشي على أربعة والحسن والحسين على ظهره وهو يقول نعم الجمل جملكما (اخرجہ النسائی) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت مآب صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الامجاد کے حضور میں گیا۔ آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر چڑھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ ؏

(۲۲) عن سلمان قال كنا حول النبي صلى الله عليه وسلم فجاءت ام ايمن فقالت يا رسول الله لقد ضل الحسن والحسين قال وذلك رأد النهار فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا فاطلبوا ابني قال واخذ كل رجل تجاه وجهه واخذت نحو النبي صلى الله عليه وسلم فلم يزل حتى اتى سفح جبل واذا الحسن والحسين ملتزق كل واحد منهما صاحبه واذا حية قائمة على ذنبها يخرج من فيها شبه النار فاسرع رسول الله صلى الله عليه وسلم واسرع مخاطب الرسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انساب فدخل في بعض الاجحرة ثم اتاهما رسول الله صلى الله عليه وسلم فافرق بينهما ومسح وجههما وقال بابي وامي انتما ما اكرمكما على الله تعالى ثم حمل احدهما على عاتقه الايمن والآخر على عاتقه الايسر فقلت طوبى لكما نعم المطية مطيتكما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ونعم الراكبان هما وابوهما خير منهما (اخرجه الطبراني في الكبير في مسانيد الحسن)

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ام ایمن نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آگیا ہے۔ حسنین کہیں گم ہوگئے ہیں حضرت نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو ہر ایک نے اپنی سیدھ پکڑ لی میں حضرت کے ساتھ ہو گیا۔ ہم ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے ــ حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے سے چپٹے ہوئے سوتا پایا۔ اور ایک سانپ کو اُن پر سایہ کئے ہوئے دیکھا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت اس کی طرف دوڑے اور وہ حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے لگا۔ پھر وہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گھس گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر ان کو جدا کیا اور اُن کے چہرہ کا غبار پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمھا

جبریل وقال یا محمد لا تحزن فهما فی حظیرة بنی النجار نائمین وقد وکل الله بهما ملکا یحفظهما فقام النبی صلی الله علیه وسلم ومعه اصحابه حتی اتی الحظیرة فاذا هما معتنقین نائمین واذا الملک الموکل بهما قد جعل احد جناحیه تحتهما والاخر فوقهما یظلهما فاکب النبی صلی الله علیه وسلم علیهما یقبلهما حتی انتبهما من نومهما ثم جعل الحسن علی عاتقه الایمن والحسین علی عاتقه الایسر فتلقاه ابوبکر فقال یا رسول الله ناولنی احد الصبیین احمله عنک فقال نعم المطی مطیهما ونعم الراکبان هما وابوهما خیر منهما حتی اتی المسجد فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم علی قدمیه وهما علی عاتقیه ثم قال معاشر المسلمین الا ادلکم علی خیر الناس جدا وجدة قالوا بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین جدهما رسول الله صلی الله علیه وسلم وخاتم النبیین وجدتهما خدیجة بنت خویلد سیدة نساء اهل الجنة الا ادلکم علی خیر الناس اما وابا قالوا بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین ابوهما علی وامهما فاطمة سیدة نساء العالمین الا ادلکم علی خیر الناس عما وعمة قالوا بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین عمهما جعفر بن ابی طالب وعمتهما ام هانی بنت ابی طالب الا ادلکم علی خیر الناس خالا وخالة قالوا بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین خالهما القاسم ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم وخالتهما زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اللهم انک تعلم ان الحسن والحسین فی الجنة ومن یبغضهما فی النار (اخرجه الملا فی سیرته)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ ناگہاں جناب سیدہ علیہا السلام روتی ہوئی تشریف لائیں حضور نے اُن سے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو تم کیوں روتی ہو عرض کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں نہیں معلوم کہاں سو گئے ہیں حضور نے فرمایا ان کا خالق ان پر تجھ سے اور مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر آپ نے دعا کی اے میرے پروردگار ان کی حفاظت فرما اور اُن کو سلامت رکھ پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمدؐ آپ غمگین نہ ہوں وہ دونوں حظیرہ بنی نجار میں سو گئے ہیں خدا تعالےٰ نے اُن پر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ ان کی حفاظت کرے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حظیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے کے ساتھ لپٹا ہوا اور سوتا ہوا دیکھا اور وہ فرشتہ جو ان پر موکل ہے اُس نے اپنا ایک بازو اُن کے نیچے بچھایا ہوا ہے اور ایک بازو کا اُن پر سایہ کیا ہوا ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر اُن کو چوما اور جگایا۔ پھر جناب حسن کو داہنے کندھے پر اور جناب حسین کو بائیں کندھے پر سوار کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ راستے میں ملے اُنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ایک صاحبزادہ کو دے دیں کہ میں اُٹھالوں آپ نے فرمایا نہایت عمدہ ہے سواری ان کی اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور وہ دونوں صاحبزادے آپ کے کندھوں پر سوار تھے آپ نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانان میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے دادا اور دادی کے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا آپ فرماویں آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ اُن کا دادا خدا کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والا

کے جوڑے پیارے ہو۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو ایک کاندھے پر اور دوسرے کو دوسرے کاندھے پر اٹھا لیا میں نے کہا اے صاحبزادو تمہیں مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہے جناب رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے باپ ان سے بہتر ہیں ؂

(۲۴۴) عن ابن عباس قال لما فتح اللہ المدائن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام عمر امر عمر رضی اللہ عنہ بالانطاع فبسطت فی المسجد فاول من بدأ الیہ الحسن فقال یا امیر المؤمنین اعطنی حقی مما افاء اللہ علی المسلمین فقال عمر بالرحب والکرامۃ فامر لہ بالف درھم ثم انصرف فبدر الیہ الحسین فامر لہ بالف درھم ثم انصرف فبدر الیہ عبد اللہ بن عمر فامر لہ بخمسمائۃ درھم فقال لہ یا امیر المؤمنین انا رجل مشید اضرب بالسیف بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین طفلان یدرجان فی سکک المدینۃ تعطیھم الفا الف درھم وتعطینی خمسمائۃ قال عمر نعم اذھب فأتنی باب کابیھما وام کامھما وجد کجدھما وجدۃ کجدتھما وعم کعمھما وعمۃ کعمتھما وخال کخالھما فانک لا تأتینی بہ اما ابوھما فعلی المرتضی وامھما فاطمۃ الزھراء وجدھما محمد المصطفٰی وجدتھما خدیجۃ الکبرٰی وعمھما جعفر بن ابی طالب وعمتھما امّ ھانی بنت ابی طالب وخالتھما رقیۃ وام کلثوم بنتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخالھما ابراھیم

(اخرجہ ابو سعید السمان)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر مدائن کو فتح کیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے غنیمت کے مال کی تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور کہا اے امیر المومنین ہمارا حق دیجئے اس چیز سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لئے فتح دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور کرامت سے پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے لئے ہزار درہم کا حکم دیا۔ تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے جناب عمر نے اُن کے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا۔ جب وہ لوٹے تو عبد اللہ بن عمر ان کے پاس آئے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے لئے پانسو درہم کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن عمر کہنے لگے یا امیر المومنین میں مضبوط آدمی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوار سے لڑتا تھا اور حسن اور حسین لڑکے تھے اور مدینہ کے بازاروں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم اور مجھ کو پانسو درہم دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس اُن کے باپ جیسا باپ اور اُن کی ماں جیسی ماں اور اُن کے دادا جیسا دادا اور ان کی دادی جیسی دادی اور ان کے چچا جیسا چچا اور ان کی پھوپھی جیسی پھوپھی اور اُن کے ماموں جیسا ماموں اور اُن کے خالہ جیسی خالہ لے کر آ۔ تو ہرگز نہیں لاسکے گا۔ اُن کا باپ علی مرتضیٰ اُن کی ماں فاطمہ زہرا ہے۔ ان کے جد امجد محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی جدہ کریمہ جناب ام المومنین خدیجہ کبریٰ ہیں۔ ان کے چچا جعفر طیار اُنکی پھوپی ام ہانی بنت ابی طالب اور اُنکی خالہ رقیہ اور ام کلثوم جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اور ابراہیم علیہ السلام ان کے ماموں ہیں ؂

اہل عبا علیہم السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن انس بن مالک قال فی قوله تعالیٰ مرج البحرین یلتقیان قال علی و فاطمة یخرج منهما اللؤلؤ و المرجان قال الحسن والحسین (اخرجه صاحب کتاب الدر) انس بن مالک اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں اور دوسری آیت کریمہ جس کے معنے یہ ہیں کہ نکالے ہیں ان سے موتی اور مونگا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں ۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنة انا و انت و فاطمة والحسن والحسین قلت محبونا قال من ورائکم (اخرجه ابن سعد و الحاکم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہوں گا پھر یا علی تم اور پھر فاطمہ اور حسن اور حسین۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محب آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے ۔

(۳) عن ابی هریرة قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمة والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربکم و سلم لمن سالمکم (اخرجه احمد و الطبرانی و الحاکم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ فرما کر کہا میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اُس سے جو ان سے صلح کرے ۔

(۴) عن زید بن ارقم قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمة والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربکم و سلم لمن سالمکم (اخرجه الترمذی و الطبرانی فی الکبیر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نظر فرما کر ارشاد کیا میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اُس سے جو تم سے صلح کرے ۔

(۵) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیم خیمة وهو متکئ علی قوس عربیة وفی الخیمة علی و فاطمة والحسن والحسین فقال یا معشر المسلمین انا سلم لمن سالم اهل هذه الخیمة وحرب لمن حاربهم وولی لمن والاهم لا یحبهم الا سعید الجد طیب المولد ولا یبغضهم الا شقی الجد ردی الولادة (نقله محب الطبری فی ریاض النضرة) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ برپا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھے اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسین اور حسن علیہم السلام تشریف فرما تھے۔ حضور نے ارشاد کیا۔ اے گروہ مسلمانوں کے میں اس خیمہ والوں سے صلح کرنے والے کے ساتھ صلح کرنے والا ہوں۔ اور جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے والا ہوں۔ اور ان سے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے۔ ان کو نہیں دوست رکھے گا۔ مگر نیک بخت پاک ولادت والا۔ اور ان کو نہیں دشمن رکھے گا۔ مگر بدبخت و ناپاک ولادت والا ۔

ہیں اور حسن اور حسین جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں ۞

(۹) عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انّ ملکا لم یکن زارنی فاستاذن اللّٰه فی زیارتی فبشّرنی ان فاطمة سیدة نساء امتی وان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة (اخرجه ابن عساکر)
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالیٰ نے اسے میری زیارت کا اذن دیا۔ اس نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ۞

(۱۰) عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان فاطمة وعلیا والحسن والحسین فی حظیرة القدس فی قبة بیضاء سقفها عرش اللّٰه تعالیٰ (اخرجه ابن عساکر) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتحقیق فاطمہ اور علی اور حسن و حسین رب العزت کی پاک درگاہ میں گنبد سفید میں ہوں گے کہ جس کی سقف خدا کا عرش ہے ۞

(۱۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انا وعلی وفاطمة والحسن والحسین یوم القیٰمة فی قبة تحت العرش (اخرجه الدیلمی) ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علی اور فاطمہ اور حسنین قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گے ۞

(۱۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خیر رجالکم علی وخیر شبابکم الحسن والحسین وخیر نسائکم فاطمة (اخرجه الخطیب وابن عساکر فی تاریخهما) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں سے بہتر علی ہیں اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن و حسین ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہے ۞

(۱۳) عن ابن عمر وعلی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال ابنای هذان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وابوهما خیر منهما (اخرجه ابن ماجة عن ابن عمر والحاکم عنه وعن ابن مسعود والطبرانی عن ابن الحویرث وابن عساکر عن ابن عمر وعلی) عبداللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ بتحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے ۞

(۱۴) عن علی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب هذین وابا هما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة (اخرجه الترمذی والدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو پیار رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا ۞

(۱۵) عن علی قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انا وفاطمة وحسن وحسین مجتمعون ومن احبنا یوم القیامة فی مکان واحد نأکل ونشرب حتی یفرق بین العباد (اخرجه الطبرانی فی الکبیر)
حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور فاطمہ اور حسین اور جو لوگ ہم کو دوست رکھتے ہیں ایک مکان میں مجتمع ہوں گے۔ کھائیں گے اور پئیں گے یہاں تک کہ لوگ متفرق

(۷) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ الا ابنی خالۃ عیسی ابن مریم ویحیی بن زکریا وفاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا ما کان من مریم واخرجہ ابو یعلی وابن حبان والطبرانی والحاکم ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن وحسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے عیسیٰ بن مریم یحییٰ بن زکریا اور فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۸) عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب ویبعث صالحا علی ناقتہ کیما یوافق بالمؤمنین من اصحاب المحشر ویبعث الحسن والحسین علی ناقتین من نوق الجنۃ وعلی بن ابیطالب علی ناقتی وانا علی البراق ویبعث بلالا علی ناقتہ فینادی بالاذان وشاھدہ حقا حقا حتی اذا بلغ اشھد ان محمدا رسول اللہ شھد بھا جمیع الخلائق من الاولین والاخرین فقبلت ممن قبلت منہ واخرجہ الطبرانی وابو الشیخ والحاکم والخطیب وابن عساکر

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برانگیختہ کریگا وقت قیامت کے دن انبیا علیہم السلام کو دواب پر اور صالح نبی کو اونکی اونٹنی پر تاکہ وہ قیامت کے دن اپنی امت کے مومنین کے ساتھ موافقت کریں اور حسن اور حسین جنت کے ناقوں پر سوار کئے جائینگے اور علی بن ابیطالب میرے ناقہ پر سوار کئے جائیں گے۔ اور میں براق پر سوار ہونگا اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیا جائے گا۔ اور اذان میں پکارے گا اور تمام مخلوق حق حق کہکر گواہی دیگی۔ اور جب اشہدان محمدا رسول اللہ کہے گا تمام اول وآخر کی خلایق اس کی شہادت دیں گے پس جس سے کہ میں نے قبول کرنا ہو گا اُس سے قبول کرونگا۔

(۹) عن حذیفۃ قال قلت لامی ائتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاصلے معہ المغرب واسالہ ان یستغفر لی ولک فاتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فصلیت معہ المغرب فصلی حتی صلوۃ العشاء ثم انفتل فتبعتہ فسمع صوتی فقال من ھذا حذیفۃ قلت نعم قال ما حاجتک غفر اللہ لک ولامک ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ والحسن والحسین سید شباب اھل الجنۃ واخرجہ الترمذی واخرجہ احمد والنسائی وابن حبان والرویانی والحاکم باختصار یسیر والطبرانی فی الکبیر

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میں انکے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں۔ اور حضور نبوی سے اپنے لئے اور تمہارے لئے دعائے مغفرت چاہوں گا۔ پس میں خدمت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا اور پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت نے عشا کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑے۔ میں نے حضرت کا اتباع کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز کو سنکر فرمایا کون ہے۔ آیا حذیفہ ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں آپنے فرمایا تیری کیا حاجت ہے۔ خدا تیری اور تیری ماں کی مغفرت کرے یہ ایک فرشتہ اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لئے اذن پایا ہے۔ اور مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار

اہل تھا (ہ) ہا ہمزہ سے بدل گیا جیسا کہ ہیہات اور ایہات میں ہا ہمزہ سے بدلا ہے۔ پھر تو الی ہمزتین کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لیے اس کی تصغیر (اہیل) مستعمل ہے ؎

کسائی امام نحو کے نزدیک (اویل) بھی آئی ہے ؎

اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کے عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصرہ بولا جاتا ہے نہ آل البصرہ۔ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی اضافت اعلام ناطقین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسماء نکرہ اور زمانہ اور مواضع کی طرف مضاف نہیں ہوتا برخلاف لفظ اہل کے چنانچہ کلام عرب میں آل زید یا آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اسی طرح سے آل موضع و آل قریہ اور آل زمان بھی مستعمل نہیں بجائے اس کے اہل رجل و اہل موضع اور اہل قریہ اور اہل بلدیہ وغیرہ کلام عرب میں شائع و ذائع ہے ؎

ابن عرفہ کہتے ہیں کہ آل سے وہ قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کی طرف قرابت میں رجوع کریں۔ اور یہ ماخوذ ہے لفظ اول سے کہ اس کے معنی رجوع کے ہیں (کتاب الغریبین لابی عبید احمد بن محمد بن ابی عبید العبدی ؎

ابن درید جمہرہ میں لکھتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں ؎

اس بات کے متعین کرنے میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں۔ علماء کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے آل امجاد ہیں ؎

اور ایک گروہ نے وہ اشخاص مراد لیے ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ یعنی اولاد عبدالمطلب۔

تیسرے گروہ نے پیروان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے ؎

اور ایک گروہ نے آل سے صرف ذات جناب علی و جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو مراد کیا ہے ؎

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں: ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاصاً ذاتیاً او بقرابة قریبة او بموالاة قال آل ابراہیم و آل عمران وقال ادخلوا آل فرعون اشد العذاب وقیل آل النبی اقاربہ وقیل المختص بہ من حیث العلم وذالک ان اہل الدین ضربان ضرب مختص بالعلم المتقن والعمل المحکم فیقال لہم آل النبی وامتہ وضرب یختصون بالعلم علی سبیل التقلید ویقال لہم امة محمد ولا یقال لہم آل محمد وکل آل النبی امتہ ولیس کل امتہ آلہ۔ یعنی اس لفظ کا استعمال اس چیز میں کیا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو۔ یا دوستی کی وجہ سے نزدیک ہو۔ اللہ تعالےٰ نے آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے۔ اور فرمایا ہے اے آل فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار مراد لئے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ ان سے بھی مراد لیتے ہیں جو علم کی حیثیت سے حضرت کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ اور ان سے مراد دیندار لوگ ہیں جن کی دو قسمیں ہیں ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل محکم کے ساتھ مخصوص ہیں پس وہ لوگ آل نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کہلائے جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ کہ بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور وہ محض امت کہلائے جاتے ہیں۔ ان پر آل اطلاق نہیں ہوتا

کئے جاویں گے۔ دوزخی دوزخ کے لئے اور جنتی جنت کے لئے ❊

(۱۶) عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نحن ولد عبد المطلب سادۃ اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی (اخرجہ ابن ماجۃ والحاکم والدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی ❊

(۱۷) عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باذنی والا صمتا انا شجرۃ وعلی لقاحھا وفاطمۃ حملھا والحسن والحسین ثمارھا ومحبوا اھل بیت ورقھا وکلنا فی الجنۃ حقا حقا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ان کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ دونوں بہرے ہو جائیں۔ کہ میں درخت ہوں اور علی اس کا پیوند ہے اور فاطمہ اسکا حمل ہے اور حسن اور حسین اس کے پھل اور ہم اہل بیت کے محب اسکے اوراق ہیں سچ سچ ہم سب جنت میں ہوں گے ❊

(۱۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ انی وایاک وھذین یعنی حسنا وحسینا وھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمۃ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم اور حسن اور حسین اور یہ سوتے والا یعنی علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے ❊

(۱۹) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من امتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں اور علی اس کا پلڑا اور حسنین اس کی کتان ہیں اور فاطمہ اس کا علاقہ ہے اور میری امت کے امام اسکی عمود ہیں کہ جس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کئے جاتے ہیں ❊

(۲۰) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی رأیت علی باب الجنۃ مکتوبا بالذھب لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ علی ولی اللہ وفاطمۃ امۃ اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ علی باغضیھم لعنۃ اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب شب معراج کو ہمیں سیر کرائی گئی تو ہم نے جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پایا لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ لکھا ہے۔ علی خدا کا دوست ہے فاطمہ اللہ کی کنیز ہے۔ حسن و حسین برگزیدہ خدا ہیں۔ اور ان کے بغض رکھنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔

فائدہ: خاندان نبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں چار لفظ استعمال ہوئے ہیں (۱) آل (۲) اہلبیت (۳) عترت (۴) ذوالقربےٰ۔ جنکی نسبت تفصیل کے ساتھ بحث درج ذیل ہے ❊

آل کی تحقیق لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لئے وضع ہوا ہے۔ اور کبھی دور کے رشتہ دار بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک آل اصل وضع میں

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لے آؤ جب وہ اپنے ہمراہ لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر اپنی چادر اُڑھا دی اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ آل محمدؐ ہے تو اپنی رحمت اور برکت اُن پر نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے۔ بیشک تو ہے ستودہ اور برگزیدہ ؛

دوسرا فریق اپنے قول کی تائید میں اس حدیث کو پیش کرتا ہے جس کی سند صحیح ہونے پر مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے اتفاق کیا ہے۔ عن عبد اللہ بن ربیعۃ بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذہ الصدقات انما اوساخ الناس وانہا لا تحل لآل محمد یعنی عبد اللہ بن ربیعہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر حلال نہیں ؛

تیسرا گروہ کہ پیروان دین کو بھی آل میں شامل کرتا ہے اُس کا تمسک اس آیت سے ہے (الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین) یعنی اگر لوط کی آل کہ ہم سب کو نجات دینے والے ہیں اس پر تمام مفسر متفق ہیں کہ اس آیت میں آل لوط سے تمام متبعین جناب لوط مراد ہیں ؛

ان تمام اُمور میں کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں فالمعانی کلھا مجتمعۃ فیھم علیھم السلام فانھم اھل بیتہ وتحرم علیھم الصدقۃ وھم التابعون بدینہ والمتبعون منہاجہ وسبیلہ فاطلاق اسم الآل علیھم حقیقۃ وعلی غیرھم مجازا بالاتفاق، یعنی آل کے تمام معانی ان چار ذوات مقدسہ علیہم السلام میں مجتمع ہیں۔ کیونکہ یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت ہیں اور انہیں پر صدقہ حرام ہے اور یہی حضور کے دین کے پورے پیرو ہیں اور یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ٹھیک چلنے والے ہیں پس آل کے نام کا حقیقت میں انہیں پر اطلاق ہو سکتا ہے اور انکے غیر پر مجازاً بولا جاتا ہے اور اسی پر علما کا اتفاق ہے ؛

حقیقت یہ ہے کہ فضائل اہل بیت میں جسقدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں اُن میں کسی جگہ لفظ آل کا اور کسی جگہ لفظ ذریت کا اور کسی جگہ لفظ عترت کا استعمال ہُوا ہے پس ان تمام الفاظ کا مفہوم خاص اہل بیت ہی ہو سکتے ہیں۔ تمام مومنین پر آل کا حمل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے ماسوا باتفاق اہلسنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص متبع سنت نبوی نہیں گذرا۔ پس اگر آل کا لفظ عام ہوتا اور اس سے متبعین مراد ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برات واپس لے کر جناب علی کو نہ دیتے اور یہ نہ فرماتے کہ اس کو میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی لے جائے گا ؛

عن ابن عباس قال بعث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا یذھب بھا الا انا او رجل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ (اخرجہ احمد والنسائی) یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ توبہ دے کر بھیجا اور ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس سورت کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی نہیں لے جائے گا۔ مگر میں یا میرے گھر کا کوئی آدمی کہ جو میرا ہو اور میں اس کا ہوں ؛

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کل آل آپ کی اُمت ہے اور کل اُمت آل نہیں ؂

ابوعبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ رہا تھا واھل مکۃ آل اللہ فقلنا ما تعنی بذلک قال الیسوا مسلمین والمسلمون آل اللہ وانما یقال آل فلان للرئیس المتبع وفی شبہ مکۃ لانہا ام القری۔ ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ لہ فقلنا لہ یقال للقبیلۃ الرجال آل فلان لاھل بیتہ خاصۃ انتھی یعنی اہل مکہ خدا کی آل ہیں ہم نے اس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان نہیں اور مسلمان خدا کی آل ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ آل فلاں کی تو ابی سے اس کے متبعین مراد ہوتے ہیں۔ مکہ بھی اسی کے شبیہ ہے کیونکہ وہ ام القریٰ ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ فرعون کا متبعین کو گمراہی ہیں اس کی آل کہا گیا ہے جیسے کہا کہ کیا کسی آدمی کے قبیلہ کو اس کی آل کہا جاتا ہے وہ بولا نہیں بلکہ اس کے گھر کے لوگوں کو خاص کر اس کی آل کہا جاتا ہے ؂ اسی کی مؤید وہ حدیث ہے جس کو کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے۔ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال لقینی کعب بن عجرۃ قال الا اھدی لک ھدیۃ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت بلی فاھدھا الی فقال سالنا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کیف الصلوۃ علیکم اھل البیت قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید واخرجہ البخاری عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ مجھ سے کعب بن عجرہ ملے اور کہنے لگے کہ میں تجھے ایک تحفہ دوں جو میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا بیان فرمایئے کعب کہنے لگے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے اہل بیت پر کس طرح سے درود بھیجنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس طرح سے دعا کرو کہ اے پروردگار رحمت بھیج محمد پر اور آل محمد پر جس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر۔ اور برکت دے محمد اور آل محمد کو جس طرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی ہے ستودہ بزرگ ؂ کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اس حدیث کو درج کرکے لکھتے ہیں فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فسر احدھما بالاخر والمفسر والمفسر بہ سواء فی المعنی فیکون آلہ اھل بیتہ واھل بیتہ آلہ فتحصل ان فی المعنی وینکشف حقیقۃ ذلک ان اصل آل اھل وانتھی) یعنی جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کی دوسرے کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی اور مفسر اور مفسر معنی میں برابر ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل آپکے اہل بیت ہیں اور اہل بیت آل ہیں پس دونوں معنی میں متحد ہیں اس کی حقیقت کا انکشاف اس سے ہوتا ہے کہ آل الصلی اہل ہے اس تقریر سے یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ آل سے مراد اہل بیت ہے اب رہا یہ امر کہ آل اور اہل بیت کون کون ذوات مقدسہ مراد ہیں پس حدیث مندرجہ ذیل اسکی تعیین کے لئے کافی ثبوت ہے ؂

عن شھر بن جوشب عن ام سلمۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ائتینی بزوجک وابنیک فجاءت بھم فالقی علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء ثم قال اللھم ھؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید اخرجہ البیہقی) شہر بن جوشب جناب

ساوی کیا ہے وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ فرماتا ہے طٰہٰ اس کے معنے یہ ہیں کہ اے طاہر ہم نے اس
نے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا کہ تو بہک جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کے لیے
فرمایا ہے کہ طاہر کریگا تم کو حق طاہر کرنے کا ؛
والثالثة فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ کما فی التشہد یعنی تیسرا امر جس میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہلبیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ درود شریف ہے جیسے باب تشہد میں ہے ؛
عن کعب عجرۃ قال لما نزلت ان اللہ وملٰئکتہٗ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما قلنا یارسول اللہ قد علمنا کیف نصلی علیک وکیف نسلم علیک قال قولوا اللّٰھم صل علی محمد و
علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجزہ
کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں
نبی پر اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو حق سلام بھیجنے کا ؛ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ
ہمیں آپ تعلیم فرمادیں کہ ہم آپ پر کس طرح سے درود پڑھا کریں اور کس طرح سے سلام بھیجا کریں۔ آپنے ارشاد
کیا کہ تم یوں کہا کرو۔ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی
ہے ابراہیم پر بیشک تو ہی ہے ستودہ بزرگ ؛
عن ابی مسعود البدری قال اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ
بشیر ابن سعد امرنا اللہ ان نصلی علیک یارسول اللہ فکیف نصلی علیک فسکت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی تمنینا انہ لم یسالہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل
محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علی محمد وآل محمد کما
بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ مسلم) وعند الطبرانی فسکت حتی جاء
الوحی فقال تقولون اللّٰھم صل الخ
ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس سرور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم
سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود
پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح سے آپ پر درود پڑھا کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے۔
یہانتک کہ ہم کو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد حضور سے یہ سوال نہ کرتے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو
اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد پر جیسے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو ہی ستودہ
اور برگزیدہ ہے اے ہمارے پروردگار برکت دے محمد اور آل محمد کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم
کو بہ تحقیق تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔
یہ روایت تو مسلم کی ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بشیر بن سعد کے پوچھنے پر خاموش ہوگئے یہانتک کہ حضور کی طرف جناب الٰہی سے وحی نازل ہوئی اور آپ نے
ارشاد کیا کہ تم یوں درود پڑھا کرو اللّٰھم صل الخ

لطیفہ قال المنصور لجعفر بن باقر علیہما السلام نحن وانتم فی رسول اللہ سواء فما فضلکم فقال لو خطب الیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج منکم لجاز لہ ولا یجوز لہ ان یتزوج بنا (من المحاضرات الراغب اصفہانی) منصور دوانقی جناب امام جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے کہنے لگا ہم اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں برابر ہیں۔ پس تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کی خواستگاری کرتے تو جائز ہوتا۔ اور ہم نکاح کی خواستگاری نہیں کر سکتے تھے ؛

(۲) قال المامون لعلوی ما فضلکم علینا فی العرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الدی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی حرمنا ولا یدخل علی حرمکم ونقل الشیخ ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب الاصبہانی فی المحاضرات) مامون نے ایک علوی سید سے کہا تم کو ہم پر عرب ہونے میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں کیا فضیلت ہے علوی نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں اور تمہاری عورتوں کو پردہ کی ضرورت ہے ؛

پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا آنحضرت سے مساوی ہونا

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں قد جعل اللہ اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مساویین لہ فی خمسۃ اشیاء یعنی اللہ عز وجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مساوی ٹھہرایا ہے ؛

احدھا فی السلام قال السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وقال لاھل بیتہ سلام علی آل یاسین یعنے پہلا امر یہ کہ سلام میں اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک اور مساوی ٹھہرایا ہے پروردگار عالم فرماتا ہے کہ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی اور اس کی برکتیں۔ اور آپ کے اہل بیت کے حق میں فرمایا کہ آل یاسین پر سلام ہو ؛

سید نور الدین علی بن جمال الدین عبد اللہ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ جواہر العقدین میں لکھتے ہیں نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس انہ قال فی قولہ تعالی سلام علی آل یاسین علی آل محمد۔ ونقلہ النقاش عن الکلبی فقال علی آل یاسین علی آل محمد سماہ اللہ یاسین مثل یعقوب واسرائیل واحمد ومحمد یعنی مفسرین کی ایک جماعت نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ: وہ آیت سلام علی آل یاسین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مراد اس سے آل محمدؐ ہے۔ کلبی علیہ الرحمۃ سے نقاش روایت کرتے ہیں کہ آل یاسین سے آل محمد مراد ہے۔ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یاسین رکھا ہے جس طرح سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل رکھا ہے۔ اور احمد اور محمد آپ کے نام رکھے ہیں ؛

والثانیۃ فی الطہارۃ قال اللہ تعالی طٰہٰ ای یا طاھر ما انزلنا علیک القرآن لتشقی وقال لاھل بیتہ ویطہرکم تطہیرا یعنی دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک

عن شهر بن حوشب عن ام سلمة قالت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لفاطمة ائتینی بزوجك وابنیك فجاءت بهم فالقی علیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم کساء کان تحتی خیبریا اصبناه من خیبر ثم قال اللهم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتك وبرکاتك علی محمد کما جعلتها علی ابراهیم وآل ابراهیم انك حمید مجید (اخرجه البیهقی) شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلاؤ۔ وہ ان کو ہمراہ لائے۔ آپ نے ایک کپڑا جو ہمیں خیبر میں ہاتھ لگا تھا اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا۔ اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی رحمت اور برکتیں ان پر نازل فرما جس طرح سے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہے ستودہ اور برگزیدہ

عن عمر رضی الله عنه قال انه لا یکون الصلاة الا بقراءة وتشهد وصلوة علی النبی وآله (نقله حافظ ابن حجر فی عمل الیوم واللیلة) جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ قرات کے اور تشہد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کے ؛

عن ابن مسعود قال لا صلوة من لم یصل فیها علی النبی صلی الله علیه وسلم (رواه ابن حبان) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے تشہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکی نماز نہیں ہوتی ؛

عن الشعبی قال لا صلوة لمن لم یصل فیها علی النبی وآله فی التشهد فلیعد صلوته (اخرجه البیهقی) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکو چاہیے کہ نماز کو اعادہ کرے ؛

روی عن النبی صلے الله علیه وسلم قال لا تصلوا علی الصلوة البتراء قالوا وما الصلوة البتراء یا رسول الله قال تقولون اللهم صل علی محمد وتمسکون بل قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد (جواهر العقدین لجلال الدین السمهودی الشافعی دینا بیع) جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تم درود ناقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ناقص درود کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد پر اور پھر تم خاموش ہو جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔

قد قال الامام الشافعی رحمة الله علیه ؎

یا اهل بیت رسول الله حبکم — فرض من الله فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم — من لم یصل علیکم لا صلوة له

(جواهر العقدین السمهودی) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اس کے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

والرابعة تحریم الصدقة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تحل الصدقة لمحمد ولا لآل محمد صلی الله

علیہ وسلم یعنی چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ صدقہ کا حرام ہونا ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حلال نہیں ؛

عن الحسین بن علی قال انا ال محمد لا تحل لنا الصدقۃ (جواہر العقدین السمہودی الشافعی) جناب حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں ہم پر صدقہ حلال نہیں ؛

عن ابی ہریرۃ قال اخذ الحسن بن علی تمرۃ من تمر الصدقۃ فجعلہا فی فیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ لیطرحہا ثم قال اما شعرت انا لا تحل لنا الصدقۃ (اخرجہ المسلم والطحاوی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پھل صدقہ کے پھلوں میں سے لیکر اپنے منہ میں ڈال لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ کیا تاکہ وہ ڈالدیں پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ؛

(والخامسۃ) المحبۃ قال اللہ تعالیٰ فاتبعونی یحببکم اللہ وقال لاھل بیتہ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (نقلہ السمہودی) یعنی پانچواں امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ محبت ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہدے یا رسول اللہ اتباع کرو تم کو اللہ دوست رکھے گا۔ اور حضرت کے اہل بیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کہدے نہیں مانگتا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبیوں کی ؛

احادیث فضائل آل علیہم السلام

(۱) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفےٰ ادم ونوحا وال ابراہیم وال عمران وال محمد علی العالمین (تفسیر ثعلبی) اعمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کے قرآن شریف میں اس آیت کو اسی طرح پر پڑھا ہے کہ خدا نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ اور آل محمدؐ کو سب سے برگزیدہ کیا ہے ؛

(۲) عن سلمان قال انزلوا آل محمد بمنزلۃ الراس من الجسد وعلی بمنزلۃ العین من الراس فان الجسد لا یہتدی الا بالراس وان الراس لا یہتدی الا بالعین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان سے روایت ہے کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہے بدن سے اور جناب علیؑ بمنزلہ آنکھ کے سر سے پس تحقیق بدن نہیں راستہ پاتا مگر ساتھ سر کے اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے ؛

(۳) وفی تفسیر قولہ تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم قال مسلم بن حیان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد وآلہ (تفسیر ثعلبی معالم التنزیل) اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دکھا ہم کو راہ سیدھی مسلم بن حیان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کی راہ ہے ؛

(۴) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب آل محمد یوما خیر من عبادۃ سنۃ

یا ادم هذا نبي وهذا امير المؤمنين وهذه فاطمة بنت نبي وهذان الحسن والحسين ابنا علي وولد نبي ثم قال هم الاول ففرح بذلك فلما اقترف الخطيئة قال يا رب سالتك بمحمد صلى الله عليه وسلم وعلي وفاطمة والحسن والحسين لما غفرت لي فغفر الله له فهذا قال الله تبارك وتعالى فتلقى ادم من ربه كلمات فتاب عليه فلما اهبط الى الارض صاغ خاتما فنقش عليه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكنى ادم بابي محمد واخرجه ابو الفتح محمد بن علي بن ابراهيم النطنزي في خصائص العلوية) مجاہد ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انکے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدمؑ چھینک کر الہام ربانی سے خدا کا شکر بجا لائے خدا نے یرحمک اللہ کا جواب دیا پھر جب فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا تو حضرت آدمؑ نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے جناب الٰہی سے اس کا جواب نہ ملا پھر دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب نہ ملا اسی طرح تیسری مرتبہ پوچھا۔ اور جواب نہ پایا۔ چوتھی دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم انکو نہ پیدا کرتے تو تجھے بھی نہ پیدا کرتے۔ آدمؑ نے عرض کیا۔ اے پروردگار وہ اشخاص مجھے دکھا کہ کون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عرش کے پردہ دار فرشتوں کو پردہ اٹھانے کا حکم دیا جب انہوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر پڑیں۔ آدمؑ نے کہا اے پروردگار یہ کون بزرگ ہیں۔ باری تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا نبی ہے اور یہ امیر المؤمنین علیؑ ہے اور یہ میرے نبی کی بیٹی فاطمہؑ ہے اور یہ حسنؑ و حسینؑ علیؑ کے دونوں بیٹے ہیں۔ اور یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ آدمؑ کو ان کے دیکھنے سے خوشی ہوئی۔ پس جب آدمؑ سے لغزش سرزد ہوئی تو آدمؑ نے کہا اے میرے پروردگار میں ان پنج تن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگذر فرما۔ پس خدا نے حضرت آدمؑ کو بخشدیا۔ یہی وہ قصہ ہے جس کا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔

پس سیکھ لئے آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمے اور توبہ کی انکے ذریعہ سے) پھر جب آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی بنا کر اس پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نقش کندہ کیا اور حضرت آدمؑ کی کنیت ابو محمد ہو گئی ٭

اہل بیت کی تحقیق

از روئے لغت اہل اہل وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں اور انہیں دونوں کے تابع تمام اس کی دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اس کے اہل کہلاتے (دیکھو مفردات امام راغب) اس امر کے تحقیق کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات مقدسہ ہیں متقدمین نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں۔ بعض نے بنی قصی اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔ زید بن ارقم کے نزدیک صرف بنی عبد المطلب ہیں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد اہلبیت مقاتل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں۔ اور آیت تطہیر انہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور قتادہ وغیرہ تابعین بھی اسی کے قائل ہیں ٭

ومن مات علیہ دخل الجنۃ (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوات وسلامہ علیہ وعلی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن کی محبت کرنا ایک برس کی عبادت کے برابر ہے۔ اور جو شخص اس پر مرا وہ جنت میں داخل ہوگا ؛

(۵) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی محمد وعلی آل محمد مائۃ مرۃ قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے ؛

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا قام علی قدمیہ بین الرکن والمقام وصام وصلی ثم لقی اللہ تعالیٰ مبغضا لآل محمد دخل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ وعن والدیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مابین رکن ومقام اپنے دونوں قدموں پر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جا ملے در انحالیکہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا ؛

(۷) عن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات شہیدا الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورا الا ومن مات علی حب آل محمد زف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجہا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد فتح اللہ من قبرہ بابان من الجنۃ الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ زوار قبرہ ملائکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب آل محمد جاء یوم القیمۃ مکتوب بین عینیہ آیۃ من رحمۃ اللہ الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ (رواہ الثعلبی)

عبد اللہ بجلی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرا وہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرا وہ جنت کی طرف خراماں ہوگا۔ جیسے کہ دلہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خراماں ہوتی ہے اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ قیامت کے دن آئے گا اس کی پیشانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ کافر مرے گا۔ اور جو شخص آل محمدؐ کے بغض پر مرے گا وہ جنت کی بو تک نہیں سونگھے گا ؛

(۸) عن مجاہد عن ابن عباس قال لما خلق اللہ عزوجل آدم ونفخ فیہ من روحہ عطس فقال الحمد للہ رب العالمین فقال لہ ربہ یرحمک ربک فلما سجد لہ الملئکۃ اخذہ العجب فقال یا رب خلقت خلقا ہو احب الیک منی فلم یجب ثم قال الثانی فلم یجب ثم قال الثالثۃ فلم یجب ثم قال الرابعۃ فقال اللہ عزوجل لہ نعم ولولاہم ما خلقتک فقال یا رب ارنیہم فاوحی اللہ عزوجل الی ملائکۃ الحجب ان ارفعوا الحجب فلما رفعت اذا آدم بخمسۃ اشباح قدام العرش فقال یا رب من ہولاء قال

چھوڑنے والا ہوں۔ ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے متمسک ہو جاؤ۔ پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہے۔ میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں! ۲۴ حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت نہیں۔ زید نے کہا نہیں، خدا کی قسم! عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے۔ پھر اس کو وہ طلاق دے دیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے آپ کے اہلبیت آپ کی اصل اور خویش ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

اس حدیث کی شرح امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (من اہل بیتہ نساءہ قال لا) ھذا دلیل لابطال قول من قال ھم قریش کلھا فقد کان فی نسائہ قرشیات وھن عائشۃ وحفصۃ و ام سلمۃ وسودۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالٰی عنھن) یعنی حصین ابن سبرہ کے اس سوال پر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں یہ ایک دلیل ہے اس قول کے باطل کرنے کے لئے کہ جو شخص کہتا ہے کہ تمام قریش آپ کے اہل بیت ہیں کیونکہ آپ کی بیبیوں میں قرشی عورتیں بھی تھیں اور وہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ اور ام سلمہ اور سودہ ام حبیبہ ہیں۔ رضی اللہ تعالٰی عنہن۔

اور جناب اُم المومنین ام سلمہ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے

آیۂ تطہیر

(۱) عن ام سلمۃ قالت ان ھذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا وانا جالسۃ عند الباب و فی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ وحسن وحسین فجللھم بکساء وقال اللھم ھؤلاء اہل بیتی وحامتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا رسول اللہ قال انکِ علی خیر (اخرجہ المسلم والترمذی والحاکم والبیہقی) جناب ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی (جس کا کہ ترجمہ یہ ہے) سوا اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجائے تم سے پلیدی کو اے اہلبیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام تشریف رکھتے تھے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کپڑا اُڑھا دیا اور فرمایا اے پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہیں ان سے پلیدی کو لیجا اور پاک کر دے۔ ان کو پاک کرنا۔ جناب اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں آپ نے فرمایا تو خیر پر ہے ؛

(۲) عن ام سلمۃ قالت بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی یوما اذ قالت الخادم ان علیا

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گونہ تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت در اصل تین ہیں و بیت نسب و بیت سکنیٰ و بیت ولادت۔ (۱) بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت سکنیٰ ہیں۔

(۳) اولاد و امجاد اہل بیت ولادت ہیں۔

اہل عبا بسبب ازدیاد فضل ان میں چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ اور باوجود ضمیر جمع مذکر کے ازواج کا اہل بیت سے خارج کرنا سیاق آیت کے مخالف ہے۔ کیونکہ آیات سابق و لاحق میں انہیں کی طرف خطاب ہے۔ اور ضمیر جمع مذکر تغلیب کی وجہ سے ہے کیونکہ رجال (یعنی جناب علیؓ اور حسنینؓ) ان میں داخل ہیں۔ لیکن زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ہے کہ ازواج ان میں داخل نہیں ہیں عن زید بن حیان قال انطلقت انا و حصین بن سبرة و عمران بن حصین الی زید بن ارقم فلما جلسنا قال له حصین لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سمعت منه و غزوت معه و صلیت خلفه حدثنا یا زید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابن اخی لقد کبرت سنی و قدم عهدی و نسیت بعض الذی کنت اعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما حدثتکم فاقبلوہ و ما لا فلا تکلفونیه ثم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة فحمد اللہ واثنی علیه و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا به فحث و رغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی فقلنا من اهل بیته نساؤہ قال لا وایم اللہ ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها و قومها۔ اهل بیته اصله و عصبته الذین حرموا الصدقة بعدہ (صحیح مسلم) زید ابن حیان کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمران بن حصین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا اے زید آپ نے بہت نیکی حاصل کی ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کو سنا ہے اور حضورؐ کی معیت میں غزوات کئے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے جو کچھ کہ آپ نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو ہم سے بھی بیان کریں۔ زید کہنے لگے اے میرے بھتیجے میری عمر بہت ہوگئی ہے اور زمانہ بہت پرانا ہو گیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے یاد تھیں میں ان کو بھول گیا ہوں پس جو کچھ کہ میں تمہیں بتاؤں اسے قبول کرو اور جو کچھ کہ میں نہ کہوں اس میں مت کلام کرو۔ پھر کہنے لگے کہ ہم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسے خم بولتے ہیں درمیان مکہ اور مدینے کے خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ پس خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا اور وعظ نصیحت بیان فرمائی اور فرمایا اما بعد اے لوگو میں بھی ایک بشر ہوں اب گمان ہے کہ میرے پاس خدا کا قاصد آئے گا۔ پس جب میں اسے مان لونگا۔ اور میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں

(۵) عن واثلة بن الاسقع قال اتيت فاطمة اسئلها عن علي فقالت توجه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلست انتظره واذا برسول الله صلى الله عليه وسلم قد اقبل ومعه علي والحسن والحسين آخذ بيد كل واحد منهم حتى دخل الحجرة فاجلس الحسن على فخذه اليمنى والحسين فخذه اليسرى وجلس علي وفاطمة بين يديه ثم لف عليهم الكساء ثم قرأ انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (اخرجه احمد وابو حاتم والحاكم والبيهقي والديلمي) واثلہ بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سیدہ علیہا السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے بارے میں اُن سے پوچھوں تو فرمانے لگیں کہ جناب علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں اُن کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا کہ اتنے میں حضورؐ تشریف لائے اور حضورؐ کے ساتھ جناب علیؓ اور حسنینؓ بھی تھے پس اُن میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں داخل ہو گئے پس جناب حسن کو اپنی داہنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سیدہ علیہا السلام کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور اُن کے اوپر کپڑا لپیٹ لیا اور پھر اس آیت پڑھا کہ سوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہل بیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔

(۶) عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الى صلوة الفجر يقول الصلوة يا اهل البيت انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔ (اخرجه احمد والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ مہینے تک جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازے پر سے گذرتے جبکہ نماز صبح کے لئے گھر سے باہر تشریف لاتے اور فرماتے الصلوٰۃ یا اہل البیت اور پھر آیت تطہیر پڑھتے۔

(۷) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعة اشهر فكان اذا اصبح اتى على باب فاطمة وهو يقول اهل البيت يرحمكم الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (اخرجه احمد) ابو حمراء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہل بیت تم پر اللہ رحم کرے اور پھر یہ آیت تطہیر پڑھتے۔

(۸) عن الحسن بن علي قال في خطبة نحن اهل البيت الذي قال الله سبحانه فينا انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (اخرجه ابن سعد) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم ہیں اہل بیت جن کی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۹) عن ابی سعید فی قوله تعالیٰ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال انها نزلت فی خمسة النبیؐ وعلیؓ وفاطمةؓ والحسنؓ والحسینؓ (اخرجه احمد فی مسنده وابن جریر الطبری مرفوعا والطبرانی والثعلبی فی تفسیره وهذا الحدیث

وفاطمۃ بالسدۃ قالت فقال لی قومی فتنحی عن اہل بیتی قالت فقمت فتنحیت من البیت قریباً فدخل علی وفاطمۃ والحسن والحسین وہما صبیان صغیران فاخذ الصبیین فوضعہما فی حجرہ فقبلہما واعتنق علیاً باحدی یدیہ وفاطمۃ بید الاخری فقبل فاطمۃ وعلیاً فاغدف علیہم خمیصۃ سوداء فقال اللہم الیک لا الی النار انا واہل بیتی قالت قلت وانا یا رسول اللہ فقال وانت علی مکانک (اخرجہ احمد والطبرانی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ خادم نے عرض کیا کہ جناب علیؑ اور سیدۃؑ دروازہ پر ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اٹھ اور میرے اہلبیت سے ایک طرف ہو جا ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر سے قریب ایک طرف کو ہو گئی۔ پس جناب علیؑ اور فاطمہ اور حسنینؑ گھر میں داخل ہو گئے۔ اور حسنینؑ ابھی چھوٹے لڑکے تھے پس دونوں لڑکوں کے بازو پکڑ کر ان کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور ان کو بوسہ دیا۔ اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا۔ اور ان دونوں کو بھی بوسہ دیا۔ اور ان پر سیاہ کمبل اڑھا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار میں تیرے سپرد کرتا ہوں نہ دوزخ کے اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور میں بھی فرمایا تو اپنے مکان پر ہے ۞

(۳) عن عمر ابن ابی سلمہ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً فجللہم بکساء ثم قال اللہم ہؤلاء اہل بیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیراً قالت ام سلمۃ وانا معہم یا نبی اللہ قال انت علی مکانک (اخرجہ البیہقی والحاکم) عمر ابن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیب یعنی جناب ام المؤمنین ام سلمہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ انما یرید اللہ الخ کی آیت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلوایا اور ان کو کپڑا اڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کر اور پاک کر ان کو پورا پاک کرنا۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے ۞

(۴) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً (اخرجہ المسلم والترمذی) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور ان پر سیاہ بالوں کی ایک گلیم منقش تھی پس حسن تشریف لائے آپ نے ان کو اس میں لے لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی انہیں کے ساتھ داخل ہو گئے۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں ان کو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علیؑ تشریف لائے ان کو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تمکو پورا پاک کرنا ۞

المسیح ابن اللہ لا اب لہ فقال آخر المسیح ھو اللہ لانہ احیا الموتی واخبر عن الغیوب وابرئ الاکمہ والابرص ویخلق من الطین
طیرا وتزعم انہ عبد فقال صلی اللہ علیہ وسلم ھو عبد اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم فغضبوا فقالوا انہ ساخن
لا تزعم الا ان تقول ھو اللہ وقالوا ان کنت صادقا فارنا عبد اللہ یحیی الموتی ویشفی الاکمہ والابرص
ویخلق من الطین طیرا فینفخ فیہ فیطیر فسکت عنھم فنزل الوحی فقال لہ تعالی لقد کفر الذین
قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقولہ تعالی ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم وقولہ تعالی فمن
حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ثم قال لھم ان اللہ امرنی شفقا والا سلام
اباھلکم فتشعا انھم وعد والی الغد فلما اصبح صلی اللہ علیہ وسلم اقبل ومعہ حسن وحسین
وفاطمۃ وعلی وعند ذلک فقال لھم اسقفھم انی لاری وجوھا لو سالوا اللہ ان یزیل بھم
جبلا لازالہ فلا تباھلوا فتھلکوا۔ ولا یبقی علی وجہ الارض نصرانی فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو باھلک واخرجہ ابو حاتم (منقول من سیرۃ الحلبیہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ نجران کا ایک گروہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا آپ ہمارے صاحب کو کیا کہتے ہیں۔
آپ نے فرمایا وہ کون ہے وہ بولے کہ عیسیٰ جن کی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ خدا کا بندہ ہے آپ نے
ارشاد کیا کہ میرا گمان بجا ہے وہ کہنے لگے آپ نے عیسیٰ جیسا کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ویسے کی خبر لگی ہے
یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس سے چلے گئے پس جبرئیل آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا جب وہ آئیں
تو آپ ان سے کہہ دیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہٖ آدم کی مثال رکھتے تھے اور ایک روایت میں اس طرح سے
ہے۔ کہ گروہ نجران میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ مسیح خدا کے
بیٹے ہیں انکا کوئی باپ نہیں اس کے ساتھ والے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خدا تھے کیونکہ وہ مردے کو
زندہ کرتے تھے اور غیب کی خبریں دیتے تھے۔ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے۔ اور مٹی سے جانور بناتے
تھے اور آپ ان کو بندہ کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم
کی طرف القا ہوا تھا۔ وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے۔ جبتک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ
خدا تھے اور آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتا دیں کہ جو مردے کو زندہ کرے۔ اور
اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور ان میں روح پھونکے اور وہ اڑ جائیں۔
جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالے آپ سے فرماتا ہے
کہ تحقیق کافر ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالے مسیح ابن مریم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ بعینہٖ مثل آدم کے تھے اور اللہ تعالے فرماتا ہے پس جو شخص تجھ سے جھگڑے اسکے بعد کہ
تجھے علم آ گیا ہے پس کہدے کہ آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی
جانوں اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے گروہ نصاریٰ سے
کہا کہ اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہو گے تو خدا تعالے نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ

حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضھم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنجتن پاک کے شان میں نازل ہوئی اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مُسند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرکے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اور یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے اور بعض نے اس کی صحت بھی بیان کی ہے ؁

(۱۰) وذھب ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعۃ من التابعین منھم مجاھد وقتادۃ وغیرھما الیٰ انھم علی وفاطمۃ والحسن والحسین (تفسیر معالم التنزیل) یعنے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے ایک جماعت کہ جن میں سے مجاہد اور قتادہ وغیرہما ہیں۔ اُن کا یہ مذہب ہے کہ آیت تطہیر میں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ علیہم السّلام ہی مراد ہیں ؁

(۱۱) عن علی قال نحن اھل بیت قد اذھب اللہ عزوجل عنا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہم ہی وہ اہل بیت ہیں جن سے کہ خدا عزوجل نے برائیاں ظاہر و باطن کی دور کی ہیں ؁

آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھٰذہ الاٰیۃ فقل تعالوا ندع ابنآئنا وابنآئکم ونسآئنا ونسآئکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجہ مسلم والترمذی) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ پس کہہ دے یا رسول اللہ نصاریٰ کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں۔ اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہما السّلام کو بلایا اور فرمایا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں ؁

(۲) عن جابر ابن عبد اللہ قال انفسنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وابنآئنا الحسن والحسین ونسآئنا فاطمہ (رواہ الحاکم فی المستدرک) جابر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انفسنا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں اور ابنائنا سے جناب حسنین اور نسائنا سے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ؁

(۳) عن ابن عباس قال ان رھطا من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ما شانک تذکر صاحبنا قال من ھو قالوا عیسیٰ تزعم انہ عبد اللہ قال اجل قالوا فھل رأیت مثل عیسیٰ او انبئت بہ ثم خرجوا من عندہ فجاءہ جبرئیل فقال قل لھم اذا اتوک ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم (فی روایۃ) ان واحداً منھم فقال لہ

maablib.org

المعجم الکبیر و السیوطی فی احیاء المیت۔ و صاحب نوادر الاصول) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں جب ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت کے لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے ؛

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاھل الارض من الغرق و اھل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلۃ من العرب فصاروا حزب ابلیس (اخرجہ الحاکم) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے زمین والوں کے لئے غرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے اختلاف سے امان ہے جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ اس کا مخالف ہو جائے گا تو اس قبیلہ کے لوگ شیطان کا گروہ بن جائیں گے ؛

اہل بیت کا مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابی ذر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ (اخرجہ الدیلمی عن کلیھما و الحاکم فی تاریخہ و ابو یعلی و سماک و البزار و ابو الحسن المغازلی) (عن ابی ذر و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط عن ابی ذر و فی الصغیر و الاوسط عن ابی سعید الخدری) ابن عباس اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت تم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دروازہ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ بخشا گیا ؛

اہل بیت کا مثل سفینہ نوح ہونا

(۱) عن حبیش ابن المغفرۃ قال رأیت ابا ذر اخذ بعضادتی باب الکعبۃ و ھو یقول من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا ابو ذر غفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق (اخرجہ الحاکم فی تاریخہ و ابو یعلی فی مسندہ و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط و سماک بن الحرب و البزار و ابی الحسن المغازلی) حبیش بن المغفرہ کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔ جس نے مجھے پہچانا ہوا جس نے نہ پہچانا تو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو اُن کی قوم کے تھے۔ جو شخص اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا ؛

(۲) عن ابی ذر انہ قال ھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا ھلک (اخرجہ احمد فی مسندہ و الجریری فی

کروں۔ پھر انہوں نے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ جب صبح کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب حسنینؓ اور علیؓ اور فاطمہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے۔ اسقف نے کہا میں اُنکے ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ مانگیں۔ کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ضرور ٹل جائے گا۔ تم اُن سے مباہلہ مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہیگا پس اسقف نے کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے ؛

اہل بیت کا مخزن حکمت ہونا

عن حمید ابن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قضاء قضاہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل البیت (اخرجہ احمد)۔

حمید بن عبد اللہ یزید المدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علیؓ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرتؐ نے تعجب فرما کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیت کو حکمت عطا کی ہے ؛

اہل بیت کا مفاتیح رحمت و موضع رسالت و معدن علم ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اہل البیت مفاتیح الرحمۃ و موضع الرسالۃ و معدن الحکمۃ (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت رحمت کی کنجیاں اور رسالت کا مقام اور علم کی کان ہیں ؛

اہل بیت کا اُمّت کے لئے امان ہونا

(۱) عن سلمۃ بن الاکوع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السمٰوٰت و اہل بیتی امان لامتی (اخرجہ ابن ابی شیبۃ و ابو یعلی فی مسانیدہم و ابو عمرو الغفاری و الطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمۃ بن الاکوع) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری اُمت کے لئے امان ہیں ؛

(۲) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء و اہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی جاء اہل الارض من الآیات ما کانوا یوعدون (اخرجہ ابن المظفر) (۲) انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے اہل زمین کو وہ نشانات پیش آئیں گے جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے ؛

(۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب اہل السماء و اہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض (اخرجہ احمد فی المناقب و مسند ۲ و الحاکم فی المستدرک و ابو یعلی فی مسند ۲ و الطبرانی فی

علیہ وسلم میں۔ ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا ؂

اہل بیت کے سوا کسی مرد یا عورت کا جنب یا حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں داخل نہ ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واهل بیته علی وفاطمة والحسن والحسین (اخرجه البیهقی والطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ یہ میری مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنب والے مرد پر حرام ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اہلبیت علیؓ اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر ؂

قیامت کے دن سب سے اول اہلبیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع له من امتی یوم القیامة اهل بیتی ثم الاقرب من القریش ثم الانصار ثم من آمن بی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له اولا هو افضل (اخرجه الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے اول جن کی میں شفاعت کرونگا وہ میرے اہلبیت ہیں پھر قریش میں قریبی رشتہ دار پھر انصار پھر یمن والے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں پھر تمام عرب پھر تمام عجم کے باشندے اور جس کی میں پہلے شفاعت کرونگا وہی افضل ہوگا ؂

اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن علی قال شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد الناس فقال لی اما ترضی ان تکون رابع اربعة اول من یدخل الجنة انا وانت والحسن والحسین وازواجنا عن ایماننا (اخرجه الثعلبی واحمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لوگوں کے حسد کی شکایت کی آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں راضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہونگے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری بیبیاں ہمارے سیدھے ہاتھ ہونگی ؂

(۲) عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اول اربعة یدخلون الجنة انا وانت والحسن والحسین وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجه الطبرانی والدیلمی)

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہونگے۔ وہ میں

ملاحظہ) ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا ؟

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف فیہا غرق (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و نعیم فی الحلیۃ والبزار فی المسند)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میری اہلبیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پانے والا ہوا۔ جو مخالف ہوا ہلاک ہوا ؟

(۴) عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی جو اُس پر سوار ہوا نجات پانے والا ہوا ؟

(۵) عن عبداللہ بن الزبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا سلم ومن ترکہا غرق (اخرجہ البزار فی مسندہ) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اہلبیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اُسے ترک کیا غرق ہوا ؟

(۶) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وانما مثل اہل بیتی فیکم کمثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفرلہ (اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ سوا اس کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا اور سوا اس کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو بنی اسرائیل میں تھا جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا ؟

اہل بیتؑ کے ساتھ دوسروں کا قیاس نہیں ہو سکتا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اہل البیت لا یقاس بنا احد (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والملا فی سیرتہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا ؟

(۲) عن علی قال علی المنبر نحن اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ

سے نقل کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی کئے گئے ہیں کہ نہیں داخل کیا جائیگا آپکے اہل بیت میں سے کوئی ایک شخص آگ میں ؁

(۲) عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ان لا یدخل النار احدا من اهل بیتی فاعطانی ذلك (اخرجه ابو سعید عبد الملك الواعظ شرف النبوة والدیلمی فی مرودیه الاخبار والملائی سیرته) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کو وہ آگ میں نہ ڈالے پس خدا نے میری دعا کو قبول کیا ؁

اہل بیت کا غیر معذب ہونا

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعدنی ربی فی اهل بیتی ان لا یعذبهم (اخرجه الحاکم) انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کی نسبت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کرے گا ؁

اہل بیت کا شفیع امت ہونا

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشفعاء خمسة القرآن والرحم والامانة ونبیکم واهل بیت نبیکم (اخرجه الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنیوالے پانچ ہیں۔ قرآن اور رحم اور امانت اور تمہارا نبی اور تمہارے نبی کے اہل بیت ؁

اہل بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حب اهل بیتی نافع فی سبع مواطن اهوالهن عظیمة عند الوفات وعند القبر وعند النشور وعند الکتاب وعند الحساب وعند المیزان وعند الصراط (اخرجه الدیلمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہلبیت کی محبت سات مقام میں نفع رساں ہے جن کے خوف بھاری ہیں۔ وفات کے وقت قبر میں۔ اٹھنے کے وقت۔ حساب کتاب کے مقام پر۔ میزان کے قریب اور پلصراط کے پاس ؁

مسلمانوں پر اہل بیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض طاعتی وطاعة اهل بیتی علی الناس خاصة وعلی الخلق عامة قیل یا رسول اللہ فما الناس وما الخلق قال الناس اهل مکة والخلق

ہوں اور تو ہے اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور ہماری اولاد ہمارے پس پشت ہو گی اور اُن کے پیچھے ہماری بیبیاں ہوں گی اور ہمارے گروہ کے لوگ ہمارے داہنے بائیں ہوں گے ۔

(۳) عن ابن عمر قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع المہاجرین والانصار الا من کان فی سریۃ اذ اقبل علی یمشی وھو متغضب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبہ فقد اغضبنی فلما جلس قال مالک یا علی قال اذانی بنو عمک قال یا علی اما ترضی ان تکون ما بم اربعۃ اول من یدخل الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذراریا فاخسیا خلفنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجہ احمد فی المناقب وابو سعید عبد الملک فی شرف النبوۃ)

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگہاں جناب علی بن ابیطالب پیادہ پا تشریف لائے اور وہ بیچ رہ گئے تھے جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس کو خفا کیا مجھے خفا کیا جب علی بیٹھ گئے آپنے فرمایا اے علی تجھے کیا ہوا ہے ۔ انہوں عرض کیا حضور کے بنی عم نے مجھے ستایا ہے حضرتؐ نے فرمایا آیا تو راضی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے میں اور تو اور حسنؑ اور حسینؑ اور ہماری اولاد اور دوست ہمارے داہنے بائیں ہوں گے ۔

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد الحوض اہل بیتی ومن احبہم من امتی (اخرجہ الدیلمی والملا فی سیرتہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اول وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہوں گے میرے اہلبیت ہیں اور میری اُمت کے وہ لوگ جو انہیں دوست رکھیں گے ۔

جنت میں اہل بیت نبوی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک درجہ میں ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ انی وایاک وھذین یعنی حسنا وحسینا وھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمۃ (اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور تو اور یہ دونوں یعنی حسن اور حسین اور یہ سونیوالا یعنی علی قیامت کے روز ایک مکان میں ہوں گے ۔

اہل بیت کا قطعًا دوزخی نہ ہونا

قال اللہ تبارک وتعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی نقل القرطبی عن ابن عباس انہ قال رضی محمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ لا یدخل احد من اہل بیتہ فی النار (اخرجہ نقیہ ابن المغازلی فی المناقب وابن جریر فی تفسیرہ والسیوطی فی احیاء المیت) اللہ تعالی کی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ البتہ عنقریب تیرا رب تجھے دیگا پس تو راضی ہو جائیگا، قرطبی ابن عباس رضی اللہ عنہما

میں یوں ہے کہ مگر خدا اُس کو آگ میں ڈالیگا ؛

اہل بیت کے دشمنوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء بد کرنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ارزق من ابغضنی و ابغض اهل بیتی کثرۃ المال والعیال کفاهم بذالک غیا ان یکثر مالهم فیطول حسابهم وان یکثر عیالهم فتکثر شیاطینهم (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض کریں اُن کو مال اور عیال کثرت سے نصیب کر اور ان دونوں کو اُن کی گمراہی کے لئے کافی گردان تاکہ ان کا مال بہت ہو پس اُن کا حساب طول پکڑے اور ان کا عیال بہت سا ہو پس اُن کے شیاطین اور بڑھیں ؛

حدیث انی تارک فیکم الثقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی وانہما لن یفترقا حتی یردا علی (اخرجہ الطبرانی فی مسند زید بن ثابت وفی روایۃ انی تارک فیکم خلیفتین) زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت وہ دونوں ایک دوسرے سے نہیں جدا ہوں گے جبتک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو خلیفے چھوڑے دیتا ہوں ؛

عن زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب انی تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والحاکم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو مابین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خدا کی صفت وثنا بیان کی اور وعظ و تذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو میں بھی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہونچانے والا آئیگا اور میں اس کی اجابت کرنے والا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے تمسک کرو پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی۔ پھر فرمایا میرے اہلبیت ہیں میں تمہیں اپنے اہلبیت کے لئے خدا کو یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لئے خدا کو یاد دلاتا ہوں ؛

ما خلق اللہ من ذی روح (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے اہلبیت کی اطاعت کو لوگوں پر سوا اور خلقت پر عام طور سے فرض کیا ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ کون ہیں اور خلقت کیا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ لوگ اہل کہ ہیں اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کئے ہیں ؂

اہل بیت کے محبّ کا جنتی ہونا

عن علی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین فقال من احبنی واحب ھذین وابیھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ (اخرجہ احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھے گا قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا ؂

اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونا

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احبوا اھلی واحبوا علیا من ابغض احدا من اھل بیتی فقد حرم علیہ شفاعتی (اخرجہ احمد فی المناقب) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہلبیت میں سے کسی ایک سے بغض رکھا بتحقیق اسپر میری شفاعت حرام ہوگئی ؂

اہل بیت کے دشمن پر جنت کا حرام ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی او قاتلھم او اغار علیھم او سبھم (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کردیا ہے اس شخص پر جو کہ میرے اہلبیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا ان کو لوٹے یا ان کو برا کہے ؂

اہل بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت احد الا اکبہ اللہ فی النار (اخرجہ الحاکم وابن حبان وفی روایۃ الاخری عند الحاکم الا ادخلہ النار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیت سے کوئی ایسا بغض رکھے گا مگر کہ اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں اوندھا گرائیگا اور حاکم اور امام احمد کے نزدیک دوسری روایت

نے فرمایا ہے کہ میں تم میں دو چیز چھوڑنیوالا ہوں کہ اگر تم نے اس کو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ کہ اُن کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خویش اہلبیت ہیں۔ اور ہرگز یہ دونوں نہیں جُدا ہونگے جبتک کہ حوض پر نہیں اُتریں گے ؛

(۸) **عن** ابی ذر انہ اخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما (اخرجہ الترمذی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں کتاب اللہ اور میری عترت پس بتحقیق وہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوں گے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں پس دیکھو تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا برتاؤ کرتے ہو ؛

(۹) **عن** ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم مصدرہ عن حجۃ الوداع قام خطیبا بالناس بالھاجرۃ فقال یا ایہا الناس انی ترکت فیکم الثقلین الثقل الاکبر والثقل الاصغر فاما الثقل الاکبر فبید اللہ طرفہ والطرف الاخر بایدیکم وھو کتاب اللہ ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا واما الثقل الاصغر فعترتی اھل بیتی ان اللہ ھو الخبیر اخبرنی انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن عقدۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹ کر غدیر خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دوپہر کے وقت خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر پس ثقل اکبر ایک طرف اُس کا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور دوسرا طرف اُس کا تمہارے ہاتھ میں اگر تم نے اُس سے تمسک کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہوگے اور ثقل اصغر پس میرے خویش اہل بیت ہیں۔ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے کہ وہ خبر دینے والا ہے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جُدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ؛

(۱۰) **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی خلفت فیکم اثنین ان تمسکتم بہما لن تضلوا ابدا کتاب اللہ ونسبی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ البزار) ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے اُن دونوں کے ساتھ تمسک کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور میری نسب ہے اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوں گے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ؛

(۱۱) **عن** اُم ھانی بنت ابی طالب قالت رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجتہ حتی اذا کان بغدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قام خطیبا بالھاجرۃ ثم قال اما بعد ایہا الناس فانی اوشک ان ادعی فاجیب وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ ابدا کتاب اللہ طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم وعترتی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی الا انہ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ البزار) اُم ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ

(۳) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشك ان ادعی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین اما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔ (اخرجہ احمد والطبرانی وابو یعلی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤنگا اور میں اجابت کرونگا اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم نے اُن سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز رسی آتری ہے اور دوسری میرے خویش اہلبیت ہیں مجھے مہربانی والے خبر دینے والے نے خبر دی ہے۔ کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۞

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم العرفۃ وهو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول ایها الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی۔ (اخرجہ الترمذی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرفہ کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ عضبا پر سوار دیکھا۔ کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ اور میں نے سُنا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے اُن کو پکڑا۔ تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہلبیت ہیں ۞

(۵) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارك فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اهل بیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ (اخرجہ احمد فی مسندہ والطبرانی) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں تم میں دو خلیفے چھوڑنے والا ہوں اللہ عزوجل کی کتاب جو ایک دراز رسی درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور میرے خویش اہلبیت اور بیشک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جُدا ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۞

(۶) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ سببہ بیدہ وسببہ بایدیکم واهل بیتی۔ (اخرجہ اسحاق بن راهویہ فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اس کو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ ایک تو اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے اہلبیت ہیں ۞

(۷) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ عزوجل طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (رواہ ابن ابی عاصم والدولابی) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ بہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُترنے سے بند کیا۔ جب لوگ اپنی اپنی فرودگاہوں میں خیمہ کش ہوئے اُن درختوں کو برابر کرایا اور اُن کے
نیچے سے کانٹوں کو جھاڑو دلائے۔ اور اُن کے نیچے نماز ادا کی۔ پھر فرمایا اے لوگو مجھے مہربان خبر دینے والے خدا نے خبر
دی ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے سے پہلے نبی گذرے ہوئے کی عمر سے آدھی۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ
میں بلایا جاؤنگا۔ پس میں خدا کی دعوت کو مان لونگا۔ اور میں پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا
میں نے خدا کا پیغام پہونچا دیا۔ پس تم کیا کہنے والے ہو۔ سب نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے پہونچا دیا اور
نہایت کوشش کی اور نصیحت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ فرمایا آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ نہیں ہے
کوئی معبود سوا خدا کے اور بیشک محمد اُس کا بندہ اور رسول ہے اور بتحقیق جنت اور دوزخ حق ہے اور موت
کے بعد جی اُٹھنا حق ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا اے لوگو تم نہیں سنتے کہ پروردگار
میرا مولا ہے اور میں تمہاری جانوں سے بہتر ہوں۔ پس جس کا مولا میں ہوں پس اُس کا یہ مولا ہے۔ حضرت نے
علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ ساری قوم نے اُن کو دیکھ لیا۔ پھر فرمایا اے میرے پروردگار دوست رکھ
اُسے جو اسے دوست رکھے۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں اور بتحقیق تم حوض پر وارد ہونے والے جس کا
عرض میری آنکھوں کے سامنے بصرے سے صنعا تک ہے اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں
بیشک جبکہ تم میرے پاس آؤگے تو میں تم کو دو بھاری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں۔ پس دیکھو کہ تم کیا میرے پیچھے
اُن سے کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ دو بھاری چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا وہ جو بڑی
بھاری چیز ہے خدا کی کتاب ہے اُس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھوں
میں ہے۔ پس تم اُس سے تمسک اختیار کرو اور گمراہ نہیں ہوگے اور اس کو مت بدلو اور وہ جو چھوٹی چیز
ہے میری عترت ہے پس مجھ کو مہربان خبر دینے والے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسری
سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ مجھ سے ملیں گے اور یہ بات میں نے خدا سے طلب کی ہے پس
اُس نے مجھے عطا فرمائی ہے پس تم میری عترت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور اُن کو
مت سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں ⁂

(۱۲) عن ابی الطفیل ان علیاً قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انشد اللہ من شہد یوم غدیر خم
الا قام ولا یقوم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر
رجلا منہم خزیمۃ بن ثابت وسہل بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وعقبۃ بن عامر وابو ایوب
الانصاری وابو لیلیٰ وابو الہیثم وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری
رجال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن والقی علیہن
ثوبہ ثم نادی الصلوۃ فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس ما انتم
قائلون قالوا قد بلغت قال اللہم اشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی
مسئول وانتم مسئولون ثم قال الا ان دماءکم واموالکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا وحرمۃ شہرکم

عنہما سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدیر خم پر پہونچے تو درختوں کے نیچے جھاڑ دینے کا حکم دیا پھر دوپہر کو خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلایا جاؤں گا اور میں منظور کر دوں گا اور میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جس کے ساتھ تمسک کرنے سے تم ابد تک گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے خویش اہلبیت ہیں میں تمہیں اپنے کی نسبت خدا کو یاد دلاتا ہوں شان یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۔

(۱۲) **عن** ام سلمۃ قالت اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بغدیر خم فرفعہا حتی راینا بیاض ابطہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم قال ایہا الناس انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن عقدۃ) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ مقام غدیر خم میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ ہم نے آپکی بغل کی سفیدی کو مشاہدہ کیا اور فرمایا جس کا میں مولا تھا اس کا علی مولا ہے پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں پیچھے چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب اپنی عترت اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے جدا نہیں ہونے والے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۔

(۱۳) **عن** عامر بن ابی لیلی بن حمزۃ وحذیفۃ بن اسید وزید بن ارقم قالا لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ولم یحج غیرہا حتی کان بالجحفۃ نہی اصحابہ عن سمرات بالبطحاء متقاربات لا تنزلوا تحتہن حتی اذا نزل القوم فاخذ واخذنا دونہم سواہن ارسل الیہن فقم ما تحتہن من الشوک وعمد الیہن فصلی تحتہن ثم قام فقال ایہا الناس قد نبأنی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی لاظن ان ادعی فاجیب وانی مسئول وانتم مسئولون ہل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجاہدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا قال الستم تشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان نارہ حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلی نشہد قال یا ایہا الناس الا تسمعون الا فان اللہ مولای وانا اولی بکم من انفسکم الا ومن کنت مولاہ فہذا مولاہ واخذ بید علی فرفعہا حتی عرفہ القوم اجمعون قال اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ ثم قال ایہا الناس انا فرطکم وانکم واردون علی الحوض عرضہ ما بین بصری الی صنعاء فیہ عدد نجوم السماء قدحان الا وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیہما حتی تلقونی قالوا وما الثقلان یا رسول اللہ قال الثقل الاکبر کتاب اللہ طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا بہ لا تضلوا ولا تبدلوا والثقل الاصغر عترتی فانی قد نبأنی اللطیف الخبیر ان لا یتفرقا حتی یلقیانی وسالت اللہ ربی لہم ذلک فاعطانی فلا تسبقوہم فتہلکوا ولا تعلموہم فہم اعلم منکم (اخرجہ ابن عقدۃ وابو موسی المدینی والطبرانی فی الکبیر) عامر بن ابی لیلی بن حمزہ اور حذیفہ بن اسید اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم ناقل ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لاتے تھے اور اس حج کے بعد آپنے پھر کوئی حج نہیں کیا اور جحفہ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو کنکریلی زمین میں خاص ان درختوں کے نیچے

کریں بہت جلدی انتقال کرنے والا ہوں اور میں نے عذر کے ساتھ بات تمہیں سنا دی ہے۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ آپ نے رب بزرگ و برتر کی کتاب اور اپنے خویش اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اس کے ساتھ ہے یہ دونوں جبتک کہ حوض پر نہ پہونچیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے ؏

(۱۶) عن محمد بن عبدالرحمن بن خلاد وکان من رھط جابر بن عبداللہ حیث اخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بید علی والفضل بن عباس فی مرضہ وفاتہ قال فخرج یعتمد علیہما حتی جلس علی المنبر وعلیہ عصابۃ فحمد اللہ واثنا علیہ ثم قال ما یہا الناس فما تستنکرون من موت نبیکم الم ینع الیکم نفسہ ونعیتم الیہ انفسکم ام ھل خلد احد من بعث قبلی بعثوا الیہ فاخلد بکم فانی لاحق بربی وقد ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ بین ایدیکم تقرؤنہ صباحا ومساء فیہ ما تاتون وما تدعون الا انا فسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم اللہ الا ثما وصیکم بعترتی اھل بیتی واخرجہ الیہ ابو الحسن یحیی بن الحسن فی کتابہ اخبار المدینہ ؏ روایت ہے محمد بن عبدالرحمن بن خلاد کہ وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں سے تھے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑکر مرض وفات میں حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور ان دونوں پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ یہانتک کہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضور کے سر اقدس پر اُس وقت دستار مبارک بندھی تھی پس خدا کی صفت وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو تم اپنے نبی کے مرنے سے کیوں بُرا مانتے ہو آیا تمہاری جانوں جیسی اس کی جان نہیں ہے اور تمہاری جانیں اس کی جیسی نہیں ہیں آیا جو مجھ سے پہلے آیا ہے۔ اور جو لوگ کہ رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اُن میں کوئی ہمیشہ رہا ہے کہ میں تم میں ہمیشہ رہوں۔ پس میں اپنے رب کے ساتھ ملنے والا ہوں میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اُس کے ساتھ تمسک کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے وہ خدا کی کتاب ہے کہ تم اُسے صبح وشام پڑھتے ہو۔ اس میں وہ احکام ہیں جو تمہیں پیش آئیں گے۔ اور جن کا کہ تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ پس آپس میں مت جھگڑو۔ ورنہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو جیسے کہ خدا نے تم کو حکم کیا ہے۔ آپس کے بھائی بن جاؤ پھر میں تم کو اپنے خویش اہلبیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں ؏

(۱۷) عن ابن عمر قال اخر ما تکلم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخلفونی فی اھل بیتی واخرجہ ؏ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ تم میرے اہلبیت کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ ؏

احادیث متفرق اہل بیت کے فضائل میں

عن علی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما نزلت ھذہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال ذالک من احب اللہ ورسولہ واحب اھل بیتی صادقا غیر کاذب واحب المومنین شاھدا وغائبا ؏ جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں –

ھٰذا اوصیکم بالنساء واوصیکم بالجار واوصیکم بالمالیک واوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض نبانی بذلک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال صدقتم وانا ذلک من الشاھدین (اخرجہ ابن عقدۃ) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو غدیر خم کے دن موجود تھا۔ اور وہ کھڑا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے۔ کہ مجھے خبر لگی ہے۔ یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہونچی ہے۔ مگر وہ شخص کہ جس کے کانوں نے سُنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب انصاری اور ابو سعید خدری اور ابو شریح الخزاعی اور ابو قدامہ انصاری اور ابو لیلیٰ اور ابو الہیثم ابن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قریش میں سے چند نفر بھی تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سُنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع سے چلے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جھاڑنے کا حکم دیا اور اُن پر اپنے کپڑے ڈال دیئے۔ پھر نماز کے لیئے لوگوں کو پکارا ہم اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے اور نماز ادا کی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خدائے پاک کی نعت اور ثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہونچا دیا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا اے میرے خدا گواہ رہیو۔ پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلایا جاؤنگا۔ اور خدا کی دعوت کو منظور کرونگا۔ میں بھی پوچھا جانے والا ہوں اور تم بھی پوچھے جاؤ گے۔ تمہارا خون اور تمہارا مال حرام ہو گیا ہے۔ تمہارے حج کے دن کی حرمت کی اور اس تمہارے مہینے کی حرمت کے بہ نسبت عورتوں کے لئے اور ہمسائیوں کے لیئے اور غلاموں کے لئے عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہلبیت پس وہ دونوں جبتک حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جُدا ہونگے۔ مجھ کو خدا مہربان خبر دینے والے نے یہ خبر دی ہے پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے جناب علی علیہ السلام فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے۔ اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

(۱۵) عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ وقد امتلأت الحجرۃ من اصحابہ ایہا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق بی وقد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم الا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب ربی عزوجل وعترتی اھل بیتی ثم اخذ بید علی فقال ھذا مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسألہما ما خلفتم فیہما (اخرجہ ابن عقدۃ)

جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں کہ جس میں حضور انتقال فرما گئے۔ فرمایا اور اس وقت صحابہ سے حجرہ بھرا ہوا تھا۔ کہ اے لوگو گمان کرتا ہوں کہ

(۸) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت کے ساتھ بیشک ان کے لئے کل تم سے جھگڑونگا اور جس سے کہ میں جھگڑنے والا ہونگا اس سے اللہ تعالیٰ جھگڑیگا اور جس سے اللہ تعالیٰ جھگڑیگا وہ آگ میں گھسیگا ۔

(۹) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذانی فی اھلی فقد اذی اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے اہل کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی ۔

(۱۰) **عن** عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل قلب امرئ ایمان الا بحب قرابتی (اخرجہ احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا مگر میرے قرابتیوں کی محبت سے ۔

(۱۱) **عن** جابر قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ یقول ایھا الناس من ابغضنا اھل البیت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یہودیا (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء المیت) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اے لوگو جس نے ناراض کیا میری اہلبیت کو اللہ تعالیٰ اُس کو دن قیامت کے یہودیوں میں اٹھائے گا ۔

(۱۲) **عن** الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل شیئٍ اساسٌ و اساس الاسلام حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حب اھل بیتہ (اخرجہ البخاری فی تاریخہ والسیوطی فی احیاء) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہا فرمایا حضور پُر نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک چیز کے لئے ایک بنیاد ہوتی ہے اور بنیاد اسلام کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپکی اہلبیت کی ۔

(۱۳) **عن** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ و لسوف یعطیک ربک فترضی قال رضی محمد ان لا یدخل احد من اھل بیتہ فی النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور قریب ہے کہ دیگا تجھے رب تیرا پس راضی ہو جائے گا ۔ تو کہا راوی نے پس راضی ہوگئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کے اہلبیت دوزخ میں نہ داخل ہونگے ۔

(۱۴) **عن** علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لامتی من احب اھل بیتی (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء المیت) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہا فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری اُمت کے لئے ہے واسطے اس شخص کیلئے جو میرے اہلبیت کو دوست رکھے ۔

عترت کی تحقیق

لیث کا قول ہے عترۃ الرجل سے اس کے مددگار مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار و مددگار ہیں ۔

ابن سکیت کے نزدیک عترت اور رہط کے ایک معنی ہیں ۔ اور رہط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے ۔ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھنے والا ہو بغیر جھوٹ کے ۔

(۲) عن علی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغضباً حتی استوی علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال رجال یؤذوننی فی اہل بیتی والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذریتی (اخرجہ ابن حبان) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب میں دولت خانہ سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھکر خدا پاک کی صفت وثنا بیان فرماکر کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ میرے اہل بیت کی نسبت مجھ کو ایذا دیتے ہیں اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ تب تک ایمان نہیں لائیگا اور مجھ سے محبت نہیں کرے گا جب تک کہ میری ذریت سے محبت نہیں کرے گا ۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاہلی من بعدی (اخرجہ الحاکم وابویعلیٰ والذہبی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارا نیک وہ ہے جو میرے اہل کے ساتھ میرے بعد نیک ہے ۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی بحبی (اخرجہ الترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت کرو اس چیز کی وجہ سے کہ تم کو اپنی نعمتوں سے کھلاتا ہے ۔ اور مجھ خدا کے لئے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے لئے محبت کرو ۔

(۵) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبنا اہل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق شقی (اخرجہ الملا فی سیرتہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت کو نہیں دوست رکھیگا مگر مومن متقی اور نہیں دشمن رکھیگا مگر منافق بدبخت ۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ من ابغض اہل البیت فہو منافق (اخرجہ احمد فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت سے بغض رکھیگا وہ منافق ہے ۔

(۷) عن ابی بکر الصدیق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حفظنی فی اہل بیتی فقد اتخذت عند اللہ عہداً (اخرجہ ابو سعید والملا فی سیرتہ) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اہل بیت کی حفاظت کرے گا میں نے اُس کے لئے خدائے تعالیٰ سے عہد لے لیا ہے ۔

(۸) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا باہل بیتی فانی اخاصمکم عنہم غداً ومن اکن خصمہ اخصمہ ومن اخصمہ اللہ یدخل النار (اخرجہ ابو سعد

فی درجۃ فی الجنۃ وان کانوا دونہ فی العمل ثم قرأ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم الخ وقال فان کان ھذا فی ذریۃ مطلق المومن فما ذاک بذریتہ صلی اللہ علیہ وسلم (نقلہ السمھودی فی جواھر العقدین) ابن عباس سے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں جس کا کہ ترجمہ یہ ہے (کہ ملا دیا ہے ہم نے ان سے ان کی ذریت کو) روایت ہے بہ تحقیق اللہ تعالیٰ بلند کر دے گا مومن کی ذریت کا درجہ اس کے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مومن سے عمل میں وہ کمتر ہوں گے۔ پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ہم نے اُنکی ذریت کو ان کا پیرو کیا ہے ایمان کے ساتھ ملا دیا ہے ہم نے اُن کے ساتھ اُن کی ذریت کو) اور یہ کہا کہ جب کہ مطلق مومن کی ذریت کا حال یہ ہے تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذریت کا کیا مرتبہ ہوگا۔

(۴) عن علی قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولذریتک ولولدک ولاھلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک انزع البطین (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ و آلہ وسلم نے اُن سے یعنے علی سے فرمایا کہ یا علی بتحقیق خدا نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے محبوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو تو انزع اور بطین ہے ✤

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ کنت انا وانت وولدک علی خیل بلق متوج یتیجان بالدر والیاقوت فیامر اللہ بکم الی الجنۃ والناس ینظرون (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور تیری اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور اُن کے سروں پر دُر اور یاقوت کے جڑاؤ تاج رکھے ہوئے ہونگے پس تمکو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانے کا حکم دیگا اور لوگ دیکھتے ہوں گے ✤

(۶) عن عاصم بن النجود عن زر بن جبیش عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار (اخرجہ البزار فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر وابونعیم فی الحلیۃ) قاری عاصم بن النجود زر بن جبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہؑ نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ پس خدا نے اُس کی ذریت پر آگ کو حرام کر دیا ہے ✤

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ تدرین لما سمیت فاطمۃ قال علی لم سمیت فاطمۃ یا رسول اللہ قال ان اللہ قد فطمھا وذریتھا من النار (اخرجہ الحافظ ابو القاسم الدمشقی ونقلہ المحب الطبری فی الریاض عن مسند علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہ کیوں نام ہوا ہے۔ علیؑ نے کہ اس وقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

اس کا اطلاق عربی زبان میں صرف مردوں پر ہوتا ہے۔ محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک عترۃ مرادف عشیرۃ اور بعض کے نزدیک مرادف ذریت ہے باپ دادا کی اولاد کو عشیرۃ اور نسل کو ذریت کہتے ہیں ⁂

کبھی کہتے ہیں کہ عترۃ سے قریبی اہل بیت اور کبھی دور کے رشتہ دار بھی مراد ہو سکتے ہیں ⁂

(الفریقین (ابی عبیدہ) ثعلب بن اعرابی سے روایت کرتا ہے کہ عترت سے صرف ذریت مراد ہے۔ یعنی وہ اولاد جو اس کی صلب سے پیدا ہوا اور وہ نسل جو اس کے پیچھے رہے۔ عرب اس کے سوا اور کسی کو عترت نہیں کہتے ہیں امام ازہری اسی قول کی تائید کرتا ہے (مصباح المنیر) ⁂

پس اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی ذریت یعنی اولاد جناب امیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عترت کہلاتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مہذب میں لکھتے ہیں (وعترتہ الذین ینسبون الیہ صلی اللہ علیہ وسلم وہم اولاد فاطمۃ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت وہ لوگ ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے اور وہ جناب سیدہ کی اولاد ہیں۔ بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ اولاد بنت ذریت میں داخل نہیں۔ باوجودیکہ بیٹی کی اولاد کا ذریت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ جس کی بحث ہم پیشتر لکھ چکے ہیں۔ یہ لفظ بھی اہل عبا کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا ⁂

احادیث فضائل عترت

عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم انہم عترۃ رسولک فہب مسیئہم لمحسنہم وہب لی قال ففعل (اخرجہ الملا فی سیرتہ) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ تیرے رسول کی عترت ہیں ان کے بروں کو ان کے نیکوں کے بدلے بخش اور ان سب کو میرے لئے بخش دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے ⁂

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ انا لہم شفیع یوم القیامۃ المکرم لذریتی والقاضی لہم حوائجہم والساعی فی امورہم عند اضطرارہم الیہ والمحب لہم بقلبہ ولسانہ (اخرجہ الامام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسند اہل بیت) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار آدمیوں کو قیامت کے روز میری شفاعت پہونچے گی ایک وہ شخص جو کہ میری ذریت کی تکریم کرنے والا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ تیسرے وہ ان کے امور میں جنھیں وہ مضطر ہیں کوشش کرتا ہے۔ چوتھے وہ جو کہ دل اور زبان سے ان کا دوست ہے ⁂

(۳) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ الحقنا بہم ذریتہم قال اللہ ان یرفع ذریۃ المؤمن معہ

صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (مروج الذہب للمسعودی) جناب حسن علیہ السلام کے خطبات سے کہ آپ نے بعض ایام حکم بعض مقامات پر فرماتے ہیں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگار ہونے والا ہے اور ہم ہی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے رشتہ دار اور اس کے پاک اور طیب اہل بیت اور ان دونوں میں سے ایک کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ اور خدا کی کتاب سے دوسرے ×

ذی القربےٰ کی تحقیق

ذی القربےٰ سے بھی یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابوالحسن بن علی بن احمد الواحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ (۱) عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الاٰیۃ قل لا اسألکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ قالوا من قرابتک ھٰؤلاء الذین وجبت علینا مودتہم قال علی وفاطمۃ وابناھما (اخرجہ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم والدیلمی والثعلبی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کہدے یا رسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اجرت مگر قریبیوں کی مودت۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ فاطمہؑ اور علیؑ اور اُن کے دونوں بیٹے ہیں ×

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اھل البیت فی حم اٰیۃ لا تحفظ مودتنا الا کل مومن ثم قرأ قل لا اسألکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (اخرجہ ابوالشیخ) مروی ہے زاذان سے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حم میں ہم اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھے گا مگر ہر ایک مومن پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ کہدے یا رسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اُسکی اجرت مگر قریبیوں کی مودت ×

تنبیہ

چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دی جائے ×

منحصر ہونا امامت کا دوازدہ امام علیہم السلام میں

(۱) عن جابر بن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر عزیزاً ینصرون علی ناواھم اثنا خلیفۃ کلھم من قریش (اخرجہ الشیخان ولہ طرق والفاظ ومنھا لا یزال ھذا الامر صالحاً ومنھا لا یزال ھذا الامر ماضیاً ورواھما احمد) ومنھا لا یزال امر الناس ماضیاً ما ولیھم اثنا عشر رجلاً (اخرجہ المسلم) ومنھا عندہ ان ھذا الامر لا ینقضی حتی یمضی لہ فیھم اثنا عشر خلیفۃ

نے اس کو اور اس کی ذریت کو آگ سے چھوڑایا ہے

(۸) **عن** عبد الرحمان بن عوف قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ رجع الی الطائف فحاصرھا سبع عشرۃ او تسع عشرۃ یوما ثم قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اوصیکم بعترتی خیرا فان موعدکم الحوض ۔ والذی نفسی بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتؤتن الزکوۃ اولابعثن علیکم رجلا کنفسی یضرب اعناقکم ثم اخذ بید علی فقال ھو ھذا (اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابو یعلی ثم الحاکم) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا ۔ تو طائف کی طرف لوٹے اور اس کا سترہ دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عترت کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں ۔ پس بیشک حوض کوثر تمہارے وعدہ کی جگہ ہے ۔ مجھے اُسی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور تم نماز پڑھو اور زکوۃ دو ورنہ تمہاری طرف ایسے ایک آدمی کو بھیجوں گا کہ وہ میرے جیسا ہے وہ تمہاری گردن مارے گا پھر جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہے ۔

(۹) **عن** ابن عمر قال اٰخر ما تکلم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلفونی فی عترتی اھل بیتی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہلبیت سے نیکی کرو ۔

(۱۰) **عن** معقل بن یسار قال سمعت ابا بکر رضی اللہ عنہ یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الذی حث علی التمسک بھم (اخرجہ الدارقطنی) معقل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی بن ابیطالب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت یعنی جس کے تمسک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کو برانگیختہ فرمایا تھا ۔

(۱۱) **عن** ابی لیلی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ و یکون عترتی احب الیہ من عترتہ ویکون اھلی احب الیہ من اھلہ ویکون ذاتی احب الیہ من ذاتہ (اخرجہ الدیلمی) ابو لیلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائیگا کوئی بندہ کہ جب تک مجھے اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری عترت کو اپنی عترت سے سوا پیار نہ کرے ۔ اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ رکھے ۔ اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے ۔

(۱۲) **عن** ابی سعید قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتد غضب اللہ عزوجل علی من اذانی فی عترتی (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا غضب بھڑکتا ہے اُس شخص پر جو کہ مجھے میری ذریت کے بارے میں ایذا دیتا ہے ۔

(۱۳) **و** من خطب الحسن فی ایامہ فی بعض مقاماتہ انہ قال نحن حزب اللہ المفلحون وعترۃ رسول اللہ الاقربون واھل بیتہ الطاھرون الطیبون واحد الثقلین الذی خلفھما رسول اللہ

مناقب امام زین العابدین علیہ السلام

وھو علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام المعروف بزین العابدین ویقال له علی الاصغر ولیس للحسین عقب الامن زین العابدین وھو ابو الائمۃ وسادات التابعین وامہ سلافۃ بنت یزدجرد اخر ملوک فارس وکان یقال لزین العابدین ابن الخیرتین لقوله صلی اللہ علیہ وسلم للہ تعالی امن عبادہ خیرتان فخیرتہ من العرب قریش ومن العجم فارس (ابن خلکان) آپ کا نام نامی علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب ہے آپ مشہور ہیں زین العابدین کے لقب سے۔ اور آپکو علی اصغر بھی کہا جاتا ہے۔ سو امام زین العابدین کے حضرت حسین علیہ السلام کی نرینہ اولاد باقی نہیں رہی آپ ابو الائمہ اور سید التابعین ہیں۔ حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام سلافہ بنت یزدجرد ہے یزدجرد پر شاہان فارس کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ آپکو ابن الخیرتین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے بندوں میں سے دو گروہ بہتر ہیں۔ پس میں نے عرب سے قریش کو اور عجم سے فارس کو منتخب کر لیا ہے

(۲) ولد یوم الخمیس فی الخمس بنت خامس شعبان سنۃ ثمان وثلاثین فی ایام جدہ علی بن ابیطالب قبل وفاتہ بسنتین۔ وکنیتہ ابو محمد وابن الحسین ویلقب بزین العابدین وسجاد۔ وذو الثفنات والزکی والامین وامہ ام ولد اسمہا غزالہ وقیل ام سلمہ وقیل شاہ زنان (تذکرہ خواص الامۃ بسط الجوزی) آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان ۳۸ھ ہجری کو آپکے جدامجد جناب علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں ان کی وفات سے دو برس پہلے ہوئی۔ آپکی کنیت ابو محمد اور ابن الحسین ہے اور لقب زین العابدین اور سجاد۔ اور ذو الثفنات اور زکی اور امین ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام مبارک غزالہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ام سلمہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شاہ زنان تھا ؛

ذہبی نے طبقات الحفاظ میں آپکی کنیت ابو الحسین اور ابو محمد اور ابو عبد اللہ بھی لکھی ہے ؛

اور آپ کا سجاد لقب ہونے کی وجہ تسمیہ کو جناب محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ ان ابی علی ابن الحسین ؛ ما ذکر اللہ عز وجل نعمۃ علیہ الا سجد ولا قرا ایۃ من کتاب اللہ عز وجل فیہا سجود الا سجد ولا فرغ صلوۃ مفروضتہ الا سجد ولا وفق لاصلاح بین اثنین الا سجد وکان اثر السجود فی جمیع مواضع سجودہ فسمی السجاد بذلک یعنی میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام جب کبھی خدا کی نعمت کا ذکر کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور جب کبھی کلام اللہ کی آیت پڑھتے کہ جس میں سجدہ آ جاتا تو آپ سجدہ فرماتے۔ اور جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو شخصوں کی صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپکی تمام مواضع سجود میں سجدہ کے نشان پائے جاتے تھے اس لئے آپکو سجاد کہا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذو الثفنات بھی کہا جاتا تھا ؛

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک زمانہ عبادت میں معروف تھے

ومنہا عنہ لا یزال الاسلام عزیزا منیعا الی اثنا عشر خلیفۃ ومنہا عند البزار لا یزال امر امتی قائما حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ) جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہیگا جبتک کہ وہ دو کریگے بارہ خلیفے جو سب قریش سے ہونگے۔ شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے تو اسی طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ لیکن اس کے طریقے اور الفاظ بہت سے ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہمیشہ یہ امر اچھا رہے گا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہے گا (ان دونوں کو امام احمد نے روایت کیا) اور ایک روایت مسلم نے کی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہیگا جبکہ تولیت اس کی بارہ خلیفے کریں گے۔ اور ایک روایت مسلم کی اور ہے کہ یہ امر نہیں گذریگا جبتک کہ جاری کریں گے اس کو بارہ خلیفے۔ اور ایک روایت مسلم کی اور ہے کہ ہمیشہ اسلام عزیز اور بلند رہیگا جبتک کہ بارہ خلیفے گذر جائیں گے اور بزار نے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا کام قائم رہیگا جب تک کہ بارہ خلیفے گذر جائیں گے ❊

(۲) عن مسروق قال کنا مع عبد اللہ بن مسعود جالسا فی المسجد فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل حدثکم نبیکم کم یکون بعدہ خلیفۃ قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (اخرجہ فی المسند والبزار والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اُس کے پاس آیا پس کہنے لگا اے ابن مسعودؓ کیا آپ لوگوں کو آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے کہنے لگے ہاں مثل بنی اسرائیل کی نقباء کی تعداد کے ❊

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من امتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں حسن وحسین اس ترازو کے پلڑے ہیں علیؓ اسکی ڈنڈی ہے فاطمہ اس کا علاقہ ہیں اور میری امت کے امام اس کے عمود ہیں اور اس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کئے جاتے ہیں ❊

(۴) عن سلمان قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویقبل فاہ ویقول انت سید وانت امام ابن امام وانت حجۃ ابن حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم (اخرجہ فی المودۃ السید علی ھمدانی الشافعی والخطیب خوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نور میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسین علیہ السلام آپکی ران پر بیٹھے ہیں اور حضورؐ انکی آنکھوں اور منہ کو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور تو امام کا بیٹا امام ہے اور حجت کا بیٹا حجت ہے اور نو حجتوں کا باپ ہے نواں اُن کا قائم آل محمدؐ ہے ❊

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین معصومون (المودۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو شخص اولاد حسین میں سے معصوم ہیں ❊

۵۲ - عن ابن عباس قال رسول اللہ من انا وعلی و تسعۃ

اور ایک روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جب تک کہ جناب علی بن حسین زندہ رہے ہم سے پوشیدہ خیرات گم نہیں ہوئی ؛

قال ابو عائشة سمعت اهل المدینة یقولون ما فقدنا الصدقة السر الا بعد موت علی بن الحسین قال ابن اسحاق کان ناس من اهل المدینة یعیشون لا یدرون من این معایشهم وما کلهم فلما مات علی بن الحسین فقدوا ما کانوا یؤتون به باللیل الی منازلهم قال سفیان وکان یحمل جراب الخبز علی ظهره فی اللیل یتصدق به فلما غسلوه جعلوا ینظرون الی سواد فی ظهره فقیل ما هذا فقالوا کان یحمل جراب الدقیق لیلا علی ظهره یعطیه فقراء اهل المدینة (صواعق محرقہ) ابن عائشہ کہتا ہے کہ ہم نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہماری مخفی خیرات علی بن حسین کے مرنے سے جاتی رہی - ابن اسحاق کہتا ہے اہل مدینہ کے بعض آدمی اپنا اپنا کھانا پاتے تھے - لیکن اُن کو معلوم نہیں ہوتا تھا - کہ وہ کہاں سے پاتے ہیں اور کون اُن کو پہنچاتا ہے - جب علی ابن حسین فوت ہوگئے تو رات کو اُن کا کھانا اُن کے مکانوں پہ نہ آیا - سفیان کہتے ہیں کہ رات کو آپ روٹیوں کا تھیلا پیٹھ پر رکھ کر خیرات بانٹتے تھے - جب آپ کو غسل دینے لگے تو ایک سیاہ داغ آپکی پشت مبارک پر نظر آیا - پوچھا گیا یہ کیا ہے - لوگوں نے بیان کیا کہ آپ رات کو آٹے کا تھیلا اٹھا کر فقراء اہل مدینہ کو دیتے پھرتے تھے ؛

قال ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ اما علی بن الحسین ابن علی اختلاف المذاهب مجمعون علیه لا یمتری احد فی تدبیره ولا شك احد فی تقدمه وکان اهل الحجاز یقولون لم تر ثلاثة فی الدهر یرجعون الی اب قریب کلهم سمی علیا وکلهم یصلح للخلافة لتکامل خصال الخیر فیهم یعنون علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب وعلی بن عبد الله بن جعفر وعلی بن عبد الله بن عباس ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ لکھتے ہیں باوجود اختلاف مذاہب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ متفق ہیں - اور کوئی شخص آپ کی بزرگی کے بارے میں شک نہیں رکھتا - اہل حجاز کہا کرتے تھے کہ ہم نے دنیا میں کوئی تین آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے - اور ان تینوں کا نام علی تھا - اور ہر ایک ان تینوں میں سے بباعث کامل ہونے خصائل خیر کے خلافت کی صلاحیت رکھتا تھا - وہ یہ ہیں یعنی علی بن حسین بن علی اور علی بن عبد اللہ بن جعفر - اور علی بن عبد اللہ بن عباس کان زین العابدین عظیم التجاوز والعفو والصفح حتی انه سبه رجل فتغافل عنه فقال له ایاك اعنی فقال عنك اعرض واشار الی قوله تعالیٰ خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلین (صواعق محرقہ) جناب امام زین العابدین بڑے تجاوز کرنیوالے

کہ شیطان نے اژدہا کی صورت بن کر چاہا کہ آپکو عبادت الہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق اسکی طرف التفات نہ کی یہانتک کہ اس نے حضرت کے پائے مبارک کی انگلی کو کاٹا لیکن آپنے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو غیب سے آواز آئی انت زین العابدین (شواھد النبوۃ جامی) اور امام مالک کہتے ہیں سمی زین العابدین لکثرۃ عبادتہ یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے ⁂

انکی ولادت کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۳۲ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۳۸ھ میں اور بعض کے نزدیک ۳۶ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۳۸ھ ہجری میں ہوئی ⁂

قال ابن سعد فی الطبقات وکان علی بن الحسین من الطبقۃ الثانیۃ من التابعین وکان ثقۃ ماموناً کثیر الحدیث عالیاً رفیعاً ورعاً عابداً خائفاً یعنی جناب علیؑ بن حسین تابعین کے دوسرے طبقہ میں سے تھے اور نہایت ثقہ امانتدار بہت سے حدیثوں والے بلند مرتبہ والے خدا سے ڈرنے والے عابد اور خائف تھے ⁂

وکان ابن عباس اذا راہ قال مرحبا بالحبیب ابن الحبیب (تذکرۃ خواص الائمہ) اور ابن عباس جب انہیں دیکھتے تو کہتے شاباش اے محبوب محبوب کے بیٹے ⁂

عن صالح بن حسان قال قال رجل لسعید بن المسیب ما رایت احداً اورع من فلان قال فھل رایت علی بن الحسین قال لا قال ما رایت احداً اورع منہ (حلیۃ الابرار للحافظ ابی نعیم) صالح بن حسان کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیب خیر التابعین سے کہا کہ میں نے فلانے شخص سے کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا۔ سعید نے جواب دیا کہ تونے علی بن حسین کو بھی دیکھا ہے اس نے کہا نہیں۔ سعید نے کہا میں نے اُن سے زیادہ کوئی متورع نہیں دیکھا ⁂

قال الذھبی والعینیہ ما رأینا قرشیاً افضل منہ ذہبی اور عینیہ کہتے ہیں کہ ہمنے کوئی قریشی ان سے افضل نہیں دیکھا ⁂

عن زھری قال ما رایت احداً افضل وافقہ من علی بن حسین وکذا قال ابو حازم (حلیۃ الابرار وطبقات الحفاظ) ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین سے زیادہ افضل اور فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔ اور ابو حازم نے بھی ایسا ہی کہا ہے ⁂

قال ابن ابی شیبۃ اصح الاسانید کلھا الزھری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی (طبقات الحافظ للذھبی) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ تمام صحیح ترین وہ اسانید ہیں جو زہری جناب علی بن حسین سے وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ⁂

قال مالک کان من اھل الفضل (طبقات الحفاظ) امام مالک کہتے ہیں کہ جناب امام زین العابدین اہل فضل میں سے ہے ⁂

وفی روایۃ کان اھل المدینۃ یقولون ما فقدنا الصدقۃ السرحتی مات علی بن الحسین (حلیۃ الابرار)

اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے۔ جب حجر الاسود کے پاس پہنچے تو لوگ منتشر ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے حجر اسود کو چوما۔ اہل شام میں سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں جن کی کہ لوگ اس قدر تعظیم کرتے ہیں۔ ہشام اس خوف سے کہ مبادا یہ لوگ امام زین العابدین کی جانب گرویدہ ہو جائیں۔ یہ کہنے لگا میں نہیں جانتا۔ کہ یہ کون ہیں۔ ابوفراس فرزدق جو اس زمانے میں مشہور شاعر تھا۔ کہنے لگا میں ان کو بخوبی جانتا ہوں۔ اور اس نے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

قصیدۂ فرزدق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته ۔۔۔ والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ ہے جس کے قدم کی جگہ کو مکہ پہچانتا ہے۔ اور خانہ کعبہ اور حل اور حرم اس کو جانتے ہیں۔

هذا ابن خیر عباد الله کلهم ۔۔۔ هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ خدا کے تمام بندوں سے افضل کا بیٹا ہے۔ یہ پرہیزگار اور پاکیزہ اور پاک اور سردار ہے۔

اذا رأته قریش قال قائلهم ۔۔۔ الی مکارم هذا ینتهی الکرم

جب قریش ان کو دیکھتے ہیں ان کا کہنے والا کہتا ہے۔ اس کی جوانمردی پر کرم کا خاتمہ ہوا ہے۔

ینمی الی ذروة العز الذی قصرت ۔۔۔ عن نیله عرب الاسلام والعجم

عزت کی بلندی پر اس طرح چڑھا ہے کہ قاصر ہو گئے ہیں۔ اس کے حاصل کرنے سے عرب کے مسلمان اور عجم کے۔

یکاد یمسکه عرفان راحته ۔۔۔ رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

نزدیک ہے کہ اس کے ہاتھ کو پہچان کر پکڑ لے۔ کعبہ کی دیوار کا رکن یعنی حجر اسود جبکہ وہ اسکے چومنے کیلئے جاتا ہے

لہ بطحا مکہ زاد اللہ شرفاً ۔ وطاتہ بالفتح جائے قدم ۔ حل بالکسر و التشدید خلاف حرام ۔ گرد آگرد مکہ معظمہ ۔ تقی پرہیزگار نقی پاکیزہ ۔ علم سردار ۔ قریش اولاد نضر بن کنانہ کہ جد سیزدہم پیغمبر است ۔ ذروۃ العز بمعنی مصارع نمی بلند شدن ۔ ذروہ بالضم بلندی ہر چیز ۔ نیل بالفتح و یافتن ۔ مصارع کود بمعنی نزدیک شدن ۔ یمسک مضارع از امساک چنگ زدن ۔ عرفان شناختن ۔ راحت کف دست ۔ دیوار بیرون کعبہ رکن حطیم مراد از حجر اسود ۔ استلام بوسیدن یا بکف دست مالیدن ۱۲ ۔

اور عفو کرنے والے اور گناہوں سے درگزر کرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے آپ کو برا کہا۔ آپ نے اُس سے تغافل فرمایا۔ اُس نے کہا آپ بڑے بے پرواہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں۔ اور آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عفو کو اختیار کر اور اچھے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے منہ پھیر لے ٭

عن حفص القرشی قال کان علی بن الحسین اذا توضأ اصفر لونه فقیل له ذلك فقال الاتدرون بین یدی من اقف وحکی انه یصلی فی الیوم واللیلة الف رکعة (صواعق محرقہ) حفص قرشی کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین علیہ السلام جبکہ وضو کرتے تو آپ کا رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپکی خدمت میں اس کی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور یہ بھی مروی ہے کہ جناب رات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے ٭

عن ابی الفرج الاصبهانی قال وقع فی دار علی بن الحسین حریق وهو ساجد فجعلوا النار النار یا ابن رسول الله فما رفع راسه حتی طفئت فقیل ما الذی الهاك عنها فقال النار الاخری (تذکرہ خواص الائمہ) علامہ ابو الفرج الاصبہانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپکے گھر میں آگ لگ گئی آپ اسوقت سجدے میں تھے۔ لوگ آگ آگ پکارنے لگے۔ حضرت نے سجدے سے سر نہ اُٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی۔ لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ کو کس چیز نے اس آگ سے غافل کر دیا تھا آپ نے فرمایا آخرت کی آگ نے

قال القرشی جاء رجل الی علی بن الحسین فقال ان فلانا یقع فیك فقال قم بنا الیه فقام معه وهو یظن انه یستنصر لنفسه فلما وصل قال له یا فلان ان کان ما قلت حقا فغفر الله لی وان کان افتراء فغفر الله لك (تذکرہ خواص الائمہ) علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب امام علی بن الحسین علیہ السلام سے جا کر بیان کیا کہ فلاں آدمی آپکی بدگوئیاں کرتا ہے آپنے فرمایا اُسکے پاس میرے ساتھ چل وہ آپ کے ساتھ ہو لیا اُسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ مجھے اپنی مدد کیلئے ساتھ لے چلے ہیں جب آپ اُس آدمی کے پاس پہنچے تو فرمایا اے فلانے جو کچھ کہ تو نے کہا ہے اگر سچ ہے تو اللہ تعالےٰ مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہے تو تجھے بخشے ٭

اخرج ابونعیم انه لما حج هشام بن عبد الملك فی حیوة ابیه فاجتهد ان یستلم الحجر فلم یمکنه من الازدحام فنصب منبرا الی جانب زمزم وجلس ینظر الی الناس وحوله جماعة من اعیان اهل الشام فبینما هو كذلك اذا اقبل زین العابدین فلما انتهی الی الحجر تنحی له الناس حتی استلم فقال رجل من اهل الشام لهشام من هذا قال لا اعرفه مخافة ان یرغب اهل الشام فی زین العابدین. فقال الفرزدق انا اعرفه ثم انشاء حافظ ابونعیم حلیۃ الابرار میں لکھتے ہیں کہ جب ہشام بن عبد المطلب اپنے باپ کی زندگی میں حج کرنے کیلئے گیا۔ اُس نے حجر الاسود کے بوسے کیلئے نہایت زور مارا لیکن لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اُسکو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا پس ایک کرسی پر زمزم کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا اُسکے گرد اعیان اہل ہشام کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ وہ بھی

کلتا یدیہ غیاث عم نفعہما	تستوکفان ولا یعروہما عدم
اس کے دونوں ہاتھ فریادرس خلائق ہیں کہ ان کا نفع عام ہے	اس سے خلقت فیض کی طالب ہے افلاس اس پر وارد نہیں ہو سکتا
سہل الخلیقۃ لا تخشی بوادرہ	یزینہ اثنان حسن الخلق والشیم
وہ نہایت نرم خو ہے اُس کے خشم سے خوف نہیں آتا۔	اسکی ذات کو دو چیزوں حسن خلق اور خوشخوئی نے آراستہ کیا ہے۔
حمال اثقال اقوام اذا قدحوا	حلو الشمائل تحلو عندہ نعم
لوگوں کے بوجھ کا وہ اٹھانے والا ہے جبکہ وہ قرض سے بیمار ہو جاتے ہیں	وہ نہایت شیریں شمائل ہے اسکے پاس سب نعمتیں شیریں ہوتی ہیں۔
ما قال لا قط الا فی تشہدہ	لولا التشہد کانت لاءہ نعم
کبھی اس نے بجز وقت تشہد کے لا نہیں کہا۔	اگر تشہد نہ ہوتا تو اس کا لا بھی نعم ہوتا۔
لا یخلف الوعد میمون نقیبتہ	رحب الفناء ادیب حین یعتزم
وعدہ کا خلاف نہیں کرتا ہے مبارک نفس والا ہے۔	مہمانوں کیلئے اسکے گھر کا صحن فراخ ہے دانا ہے جبکہ وہ قصد کرتا ہے
عم البریۃ بالاحسان فانقشعت	عنہا الغیابۃ والاملاق والعدم
اُسنے احسان کیساتھ خلقت کو گھیر لیا ہے پس دور ہو گیا ہے	خلقت سے رنج اور گدائی اور افلاس۔
من معشر حبہم دین وبغضہم	کفر وقربہم منجی ومعتصم
یہ اس گروہ سے ہے کہ ان کی محبت دین ہے اور ان کا بغض	کفر ہے اور ان کا قرب نجات دینے والا ہے اور فرزندوں کیلئے وسیلہ ہے
ان عد اہل التقی کانت ائمتہم	او قیل من خیر اہل الارض قیل ہم
اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہ اُن کے امام ہیں	اگر پوچھا جائے کہ زمین پر بسنے والوں میں کون افضل ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہی ہیں

۱ غیاث فریادرس ۲ تستوکف مضارع استکاف بمعنی چکیدن ۳ یعرو مضارع ہے عرو بمعنی فرود آمدن ۴ سہل بمعنی آسان ۵ خلیقہ مرد نرم خو ۶ تخشی از خشیہ بمعنی ترسیدن ۷ بوادر جمع بادرہ بمعنی شتاب زدگی ۸ قدحوا ماضی مجہول قدح گرانبار کردن دام کسی ۹ حلو بمعنی شیریں ۱۰ تشہدہ اشہد ان لا الہ گفتن ۱۱ نقیبہ بمعنی جان و منہ فلان میمون النقیبہ اذ کان مبارک النفس ۱۲ رحب بمعنی فراخ ۱۳ فناء گرداگرد مکرو منہ فناء الدار ۱۴ ادیب خردمند ۱۵ یعتزم بمعنی جملہ مضارع اعتزام بمعنی قصد کردن ۱۶ انقشعت ماضی انقشاع بمعنی کشادہ شدن ۱۷ املاق درویش شدن ۱۸ غیابہ سیخ دیدن کے ۱۹ عدم نیستی و درویشی صراح۔

فی کفہ خیزران ریحہ عبق
فی کف اروع فی عرنینہ شمم

اس کے ہاتھ میں بید مشک ہے جس کی بو نہایت شموم سی ہے
اس خوش جمال کے ہاتھ میں ہے کہ جس کی ناک میں بلندی ہے

یغضی حیاء و یغضی من مہابتہ
فما یکلم الا حین یتبسم

وہ حیا سے نگاہ نیچی رکھتا ہے اور اسکے سامنے ہیبت سے لوگوں کی نگاہیں نیچی رہتی ہیں
اس کے ساتھ بات نہیں کی جاتی مگر جبکہ وہ خود ہنستا ہے

ینشق نور الہدی من نور غرتہ
کالشمس ینجاب عن اشراقہا الظلم

اس کی پیشانی کے نور سے ہدایت کا نور ٹپکتا ہے
مثل آفتاب کے اس کے نور سے تاریکی پھٹ جاتی ہے

من جدہ دان فضل الانبیاء لہ
و فضل امتہ دانت لہ الامم

اس کی جد کے سامنے انبیا کے فضل فرمانبرداری کرتا ہے
اور اس کی امت کے فضل کے سامنے تمام امتیں جھکتی ہیں

منشقۃ من رسول اللہ نبعتہ
طابت عناصرہ والخیم والشیم

اسکے وجود کی کونپل جناب رسول اللہ کے شجر وجود سے ہوئی ہے
اسکے عناصر جسم اور خو اور خصلت سب پاک پیدا ہوئے ہیں

ہذا ابن فاطمۃ ان کنت جاہلہ
بجدہ انبیاء اللہ قد ختموا

اگر تو اس سے ناواقف ہے تو یہ حضرت فاطمہ کا بیٹا ہے
اس کا جد امجد خاتم الانبیاء ہے۔

اللہ شرفہ قدما و عظمہ
جری بذاک لہ فی لوحہ القلم

خدا نے ازل سے اس کو شرف اور بزرگی عطا کی ہے۔
اس کی شرف اور بزرگی کے لئے قلم کو لوح پر چلایا ہے

اللیث اہون منہ حین تغضبہ
والموت ایسر منہ حین یہتضم

جب تو اس کو غصہ میں لائے تو اس سے شیر کا سامنا سمجھے آسان ہے
اس کی خفگی کے وقت موت آجانی بہت سہل ہے

فلیس قولک من ہذا بضائرہ
العرب تعرف من انکرت والعجم

تیرا یہ کہنا کہ کون ہے یہ اس کو ضرر رساں نہیں۔
تمام عرب و عجم جانتا ہے کہ تو نے کس شخص کا انکار کیا ہے۔

۱؎ خیزران مشک بید ۲؎ عبق۔ بو یا ۳؎ اروع خوش جمال ۴؎ عرنین بینی ۵؎ شمم بلندی ۶؎ یغضی مضارع اغضا بمعنی چشم برہم داشتن از حیا ۷؎ یتبسم مضارع ابتسام بمعنی خندیدن ۸؎ غرہ سپید پیشانی ۹؎ ینجاب مضارع انجیاب بمعنی باز شدن ابر ۱۰؎ دان ماضی ادین فرمانبردار شدن ۱۱؎ نبعیت بفتح النون درخت ۱۲؎ خیم بمعنی خو ۱۳؎ شیم جمع شیمہ خصلت ۱۴؎ لیث شیر ۱۵؎ اہون سبک ۱۶؎ ایسر آسان ۱۷؎ یہتضم مضارع مجہول اہتضام بمعنی چیزے شکستن ۱۲۔

ان کی مدح کی ہے نہ عطا کے لئے۔ جناب امام نے فرمایا ہم اہلِ بیت جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے
فرزدق نے درہم قبول کر لئے۔

عن الزہری قال حمل عبد الملک بن مروان علی بن الحسین مقیداً من المدینۃ فاثقل حدید او وکل بہ حفظۃ قال فاستاذنتہم فی وداعہ فاذنوا لی فدخلت علیہ والقیود فی رجلیہ والغل فی یدیہ وھو فی قبۃ فبکیت وقلت وددت انی مکانک وانت سالم فقال یا زھری اتظن ذلک یکربنی لو شئت لما کان وانہ لتذکرۃ عذاب اللہ ثم اخرج رجلیہ من القید ویدیہ من الغل ثم قال لاجزت علی ھذا یومین من المدینۃ۔ قال فما مضت الا اربع لیال الا وقد فقدوہ وقدم الموکلون الذین کانوا معہ الی المدینۃ یطلبونہ فما وجدوہ ...... فسألت بعضہم فقالوا انا نراہ انہ لنازل و نحن لہ مترصدون حتی طلع الفجر فلم نجدہ ووجدنا حدیدہ وقال الزہری فقدمت بعد ذلک علی عبد الملک فسألنی عنہ فاخبرتہ فقال قد جاء فی یوم فقدہ الاعوان فدخل علی فقال ما انا وانت فقلت اقم عندی فقال لا احب ثم خرج فواللہ لقد امتلأ قلبی منہ خیفۃ (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد الملک ابن مروان کے حکم سے حاکموں نے امام زین العابدین کو قید کر دیا اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائیں۔ میں حاکموں سے اجازت لیکر امام کے ملنے کو گیا۔ جب میں نے اُن کا یہ حال دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور رونے لگا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپ کے اس قید میں ہوتا اور یہ حال آپ کا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس قید سے تکلیف میں ہوں اگر میں چاہوں تو ابھی اس سے چھوٹ سکتا ہوں بزرگانِ خدا کو کوئی قید کر سکتا ہے یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھ کر ہر وقت عذابِ آخرت کو یاد کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر پاؤں بیڑیوں سے نکال لئے کہ میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ چوتھے دن عبد الملک کے نوکر جو امام پر موکل تھے مدینہ میں واپس آئے اور امام کو ڈھونڈتے تھے اُن کو کہیں پتہ امام کا نہ ملا۔ میں نے ان میں سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ جب ہم ایک منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب کے سب بیدار تھے۔ صبح کو جب خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا زہری کہتے ہیں کہ جب میں عبد الملک کے پاس گیا تو میں نے اس قصہ کو اس سے نقل کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت میرے گماشتوں کے ہاتھوں سے نکل گئے اسی دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرے اور تیرے درمیان کیا عداوت ہے کہ جس کے بدلے میں تو ہم کو تکلیف دیتا ہے میں نے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس اقامت فرماویں انکار کیا اور چلے گئے۔ مجھ کو ان کے چہرہ سے اسقدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بھر گیا۔

منہال بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج کے لئے گیا۔ اور سجاد علیہ السلام کی قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ امام نے پوچھا حرملہ بن کاہل اسدی کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں فرمایا اللھم اذقہ حر الحدید۔ اللھم اذقہ حر الحدید۔ جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن ابی عبیدہ بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا۔ میری اس سے دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اس کے ملنے کو جا رہا تھا۔ جب

لا يستطيع جواد بعد غايتهم ۔۔۔ ولا يدانيهم قوم وان كرموا

جہاں وہ پہنچے ہیں وہاں کوئی جوانمرد سخاوت (میں نہیں پہنچا) ۔۔۔ ان تک کوئی قوم نہیں پہنچ سکتی اگرچہ وہ سخاوت کرنیوالے ہوں

هم الغيوث اذا ما ازمة ازمت ۔۔۔ والاسد اسد الشرى[2] والباس محتدم[3]

وہ برستے ہوئے ابر ہیں جب قحط کی تکلیف لوگوں کو بیکار کر دیتی ۔۔۔ وہ شیر ہیں شیر کچھار کی جبکہ جنگ کا معرکہ گرم ہوتا ہے۔

لا ينقص العسر بسطا من اكفهم ۔۔۔ سيان ذالك ان اثروا وان عدموا

ان کے ہاتھ کی فراخی کو یعنی سخاوت کو عسر نقصان نہیں پہنچاتی ۔۔۔ یعنی تنگی اور فراخی انکے سامنے برابر ہے اگر وہ مالدار ہوں یا مفلس ہوں

مقدم بعد ذكر الله ذكرهم ۔۔۔ في كل بدء ومختوم به الكلم

ان کا ذکر خدا کے ذکر کے بعد مقدم ہے۔ ۔۔۔ ہر کلام کے آغاز اور اختتام پر

يابى لهم ان يحل الذم ساحتهم ۔۔۔ خيم[4] كريم وايدي بالندى هضم[5]

ان کے گھر کے صحن میں اترنے سے ندامت انکار کرتی ہے ۔۔۔ سخاوت انکی عادت ہے اور انکے ہاتھ بخشش میں خرچیلے ہیں

اي الخلائق ليست في رقابهم ۔۔۔ لاولية هذا اوله نعم

وہ کونسے لوگ ہیں کہ ان کے غلاموں کے شمار میں نہیں۔ ۔۔۔ اسکے پیشوا ہونیکی وجہ سے یا اسکے صاحب نعمت ہونیکی وجہ سے

من يعرف الله يعرف اولية ذا ۔۔۔ والدين من بيت هذا ناله الامم

جو شخص خدا کو مانتا ہے۔ ان کو پیشوا جانتا ہے۔ ۔۔۔ اور دین ان کے گھر سے امتوں نے پایا ہے۔

فلما سمعها هشام غضب وحبس فرزدق وامر له زين العابدين باثني عشر الف درهم وقال اعذر ولو كان عندنا اكثر لوصلنا به فقال امتدحته لله لا لعطاء فقال زين العابدين انا اهل البيت اذا وهبنا شيئا لا نستعيده فقبلها فرزدق (صواعق محرقہ) جب ہشام نے اس قصیدہ کو سُنا تو غصہ میں آکر فرزدق کو قید کر دیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو دینے کا حکم فرما کر کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو اور زیادہ صلہ بھیجتے فرزدق نے کہا۔ میں نے خدا کے لئے

---

[1] ازمت بمعنی سختی و قحط [2] الشری راہی است در کوہ سلمی کہ جائے باش شیران است [3] محتدم از احتدام افروختہ شدن آتش [4] خیم چوں جیم عادت و خو [5] ہضم خرچ کنندہ ۱۲۔

سنہ ۹۴ھ او سنہ ۹۵ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپ کی عمر ستاون برس کی تھی دو برس آپ اپنی جد امجد جناب علی علیہ السلام کی کنار عاطفت میں پرورش پاتے رہے اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے سامنے کھیلتے رہے۔ اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کو ولید بن عبد الملک نے زہر دلوایا تھا۔ آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پہلو میں درمیان قبرستان بقیع مدفن ہیں سنہ ۹۴ھ یا سنہ ۹۵ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات مسموما وان الذی سمہ ولید بن عبد الملک ابن صباغ مالکی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال زہر سے ہوا ہے اور بہ تحقیق ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا تھا۔

وکان یختضب بالحناء والکتم وقیل بالسواد (تذکرۃ خواص الامہ) اور آپ اپنی ریش مبارک کو حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وسمہ کیا کرتے تھے۔

توفی فی ثانی العشر محرام سنہ ۹۴ھ وکان عمرہ اذذاک سبعا وخمسین سنۃ (تذکرۃ خواص الامہ) آپ کا انتقال بارھویں محرم سنہ ۹۴ھ کو ہوا ہے اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

واولادہ خمسۃ عشر احد عشر ذکرا واربع اناث۔ واشہرھم محمد المکنی بابی جعفر الملقب بالباقر آپ کی پندرہ اولادیں تھیں گیارہ مرد چار عورتیں سب سے زیادہ مشہور امام محمد ہیں جن کی ابو جعفر کنیت اور باقر لقب ہے۔

مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

وھو ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امہ ام عبد اللہ بنت الحسین ابن الحسین بن علی وھو ھاشمی من ھاشمیین انما سمی الباقر من کثرۃ سجودہ بقل السجود جبہتہ ای فتحھا روسعھا وقیل لغزارۃ علمہ قال الجوھری فی الصحاح البقرۃ التوسع فی العلم قال کان یقال لمحمد الباقر لتبقرہ فی العلم ویسمی الشاکر الھادی (تذکرۃ خواص الامہ) وفی صواعق محرقہ سمی بذلک من بقر الارض اوشقھا واثار مخبیاتھا ومکانہا فکذلک وھو اظہر من مخبیات کنوز المعارف وحقائق الاحکام واللطائف مالا یخفی الا علی منطمس البصیرۃ او فاسد الطویۃ والسریرۃ ومن ثمہ قیل ھو باقر العلوم وجامعہ وشاھرہ ورافعہ وصفا قلبہ وذکا علمہ وطہرت نفسہ وشرف خلقہ وعمرت اوقاتہ بطاعۃ اللہ ولہ من الرسوخ فی مقامات العارفین ماتکل عنہ السنۃ الواصلین ولہ کلمات کثیرہ فی السلوک والمعارف لا یحتملھا ھذہ العجالۃ وکفاہ شرفا ان ابن المدینی روی عن جابر انہ قال لہ وھو صغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم علیک فقیل لہ وکیف ذلک قال کنت جالسا وعندہ الحسین فی حجرہ ویلاعبہ فقال یا جابر یولد لہ مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادی لیقیم سید العابدین فیقوم ولدہ ثم یولد لہ ولد اسمہ محمد فان ادرکتہ یا جابر فاقراہ منی السلام یعنی باقر لغت میں بقر الارض سے ماخوذ ہے۔ یعنی زمین کو پھاڑ کر اسکی مخفیات کو ظاہر کرنے والا جناب امام کو اس لئے باقر کہتے تھے کہ وہ معارف اور حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سربستہ خزانے ظاہر فرماتے تھے جو بصیرت کے

اُس کے مکان کے قریب پہنچا تو وہ سوار ہو چکا تھا میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ ایک مقام پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا۔ اتنے میں حرملہ کو لوگوں نے گرفتار کر کے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ فی الفور اس کے ہاتھ قطع کر ڈالو۔ جلاد نے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر جلا دیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار سبحان اللہ پڑھنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اس کا سبب استفسار کیا۔ میں نے اُس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا کا قصہ بیان کیا۔ اس نے مجھ کو دوبارہ قسم دلا کر پوچھا میں نے کہا کہ کیا میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ مختار گھوڑے سے اتر کر خدا کا شکر بجا لایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا تو راستہ میں میرا گھر پڑتا تھا جب میرا گھر نزدیک آگیا تو میں نے اس کو دعوت کے لئے کہا کہنے لگا کہ اے منہال آج تو نے مجھ سے امام کی دعا کی خبر بیان کی ہے خدا کا شکر ہے کہ آج وہ میرے ہاتھوں سے پوری ہوئی ہے مجھ کو چاہئے کہ میں آج اس کے شکریہ میں تمام دن روزہ رکھوں۔ یہ کہہ کر مجھ سے رخصت ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ)۔

نقل ہے کہ جناب سید الشہداء حضرت امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں اور عمر میں بھی آپ سے بڑا ہوں۔ آپ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور امیر علیہ السلام کی تبرکات مجھ کو دیدیں۔ کیونکہ بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے میرا حق ہے جناب سجاد نے ارشاد فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کر لینا ضروری ہے۔ کہ بعد شہید کربلا علیہ التحیۃ والثنا کے امام برحق کون ہے۔ تشریف لائیے ہم حجر اسود سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں صاحب حجر الاسود کے پاس تشریف لے گئے۔ سجاد علیہ السلام نے اسماء ماثورہ الٰہی کو پڑھ کر حجر الاسود کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے حجر الاسود اس امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ حجر الاسود بحکم رب العزت بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ امامت حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے۔ کل امور دین میں آپ پر ان کا اتباع واجب ہے۔ (شواہد النبوۃ)۔

نقل ہے کہ جناب امام ایک روز اپنے خدمتگاروں کے ساتھ جانب صحرا تشریف لے گئے۔ جب چاشت کے وقت کھانا حاضر کیا گیا۔ اتنے میں ایک ہرن آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا میں علی ابن الحسین بن علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرہ بنت رسول اللہ ہیں۔ اے ہرن میرے ساتھ آکر کھانا کھا لے۔ ہرن فی الفور حاضر ہو کر مودبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا اور کھانا کھا کر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پھر اس کو بلائیں۔ حضرت نے فرمایا میرا زنہاری ہے۔ ہرگز اس کو نہ چھیڑنا حاضرین نے کہ کیا مجال ہے۔ کہ حضور کی زنہاری کو ہم چھیڑیں۔ حضرت نے آواز دی وہ ہرن پھر کر حاضر ہو گیا ایک شخص نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا وہ فی الفور بھاگ گیا۔ حضرت نے فرمایا تم نے میری زنہاری کو کیوں چھیڑا اب وہ ہرگز تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ (شواہد النبوۃ)۔

عمرہٗ سبع وخمسون منہا سنتان مع جدہٖ علی بن ابی طالب ثم عشر مع عمہ الحسن ثم احدی عشر مع ابیہ الحسن علیہ السلام یقال سمہ الولید بن عبد الملک ودفن بالبقیع عند عمہ الحسن دلوفی

قدر سے کیا وہ کرسکتا ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا۔
قال عطاء ما رأیت العلماء عند احد اصغر علما منهم عند ابی جعفر لقد رأیت الحکم عنده کان مغلوبا (تذکرہ خواص الامہ) عطا کہتے ہیں علما کو از روئے علم کسی کے پاس اس قدر اپنے آپکو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح سے کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابوجعفر محمد باقر کے روبرو سمجھتے تھے۔ میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے۔

وتوفی مسموما کابیہ وھو علوی من جھۃ ابیہ وامہ ودفن ایضا فی قبۃ الحسن توفی سنۃ ۱۱۷ عن ثمان وخمسین (صواعق محرقہ) آپ بھی اپنے والد ماجد کی طرح مسموم شہید ہوگئے ہیں۔ آپ ماں باپ دونوں کی طرف سے علوی تھے۔ آپ بھی مزار البقیع میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر مدفون ہوئے ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۷ میں ہوئی۔ آپ نے اٹھاون برس عمر پائی۔

قال الذھبی فی طبقاتہ مات ۱۱۴ وھو ابن ۷۳ ذہبی اپنی طبقات میں آپکی سنہ وفات ایک سو چودہ برس اور عمر ۷۳ برس لکھتا ہے۔

قال صاحب الارشاد لم یظھر عن احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والسیر والفنون الادب ما ظھر من ابی جعفر محمد الباقر وعلی آبائہ السلام (صاحب ارشاد لکھتا ہے کہ جس قدر علم دین و سنن اور علم قرآن اور سیر اور فنون ادب بحیرہ جناب ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے۔

عن زید ابن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقر فمرّ بنا زید بن علی اخوہ فقال ابوجعفر اما ترٰی ھذا لیخرجن بالکوفۃ ولیقتلن ولیطافن براسہ فکان کما قال (صواعق محرقہ) زید بن ابی حازم منقول ہے کہ میں امام ابوجعفر محمد علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ زید بن علی آپکے چھوٹے بھائی ہمارے پاس سے ہو کر گزرے۔ جناب امام نے فرمایا اس کو دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جائیگا اور اس کا سر تمام شہر میں پھرایا جائے گا۔ پس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

مناقب امام جعفر صادق علیہ السلام

ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہ وعلی آبائہ السلام وروی عنہ انہ قال ان ابی سمانی جعفرا علی اسم نھر فی الجنۃ کنیتہ ابو عبد اللہ وقیل ابو اسمعیل ویلقب بالصادق والصابر والفاضل والطاھر (تذکرہ خواص الامہ) آپکا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا ہے۔ آپکی کنیت ابوعبد اللہ اور بعض کے نزدیک ابواسمٰعیل ہے۔ صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپ کے القاب ہیں۔

ولد بالمدینۃ وقیل ۸۳ھ (طبقات المناوی) آپ ۸۰ یا ۸۳ھ میں تولد ہوئے ہیں اور فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق (ام القاسم اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر) ولدت الخ

اندھے اور فاسد طبیعت والے پر ظاہر نہیں ہوتے اور اس وجہ سے بھی ان کو باقر کہا جاتا تھا کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنیوالے اور اس کو بلند کرنے والے تھے۔ جناب امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک اور خلقت شریف تھے۔ اُن کے اوقات خدا کی اطاعت سے معمور تھے اور عارفوں کے سیر و مقامات میں اس قدر رسوخ رکھتے تھے کہ وصف کرنیوالوں کی زبان اس سے قاصر ہے۔ سلوک اور معارف میں اُن کے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ابن مدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہنے لگے۔ درانحالیکہ وہ ابھی نہایت صغیر السن تھے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جابرؓ نے کہا کہ میں ایک روز سرور عالم کی خدمت بابرکت میں بیٹھا ہوا تھا اور حسین علیہ السلام ان کی گود میں کھیل رہے تھے۔ سرکار نے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا جس کا نام علی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ سید العابدین اُٹھیں اس وقت امام حسین علیہ السلام کا بیٹا اُٹھے گا پھر اُس کا ایک بیٹا محمد ہوگا۔ اے جابر اگر تو اس وقت زندہ رہے تو اس کو میرا سلام کہیو۔

قال المناوی فی طبقاته سمی باقر لانه بقر العلم ای شقه فعرف اصله ولد محمد باقر بالمدینة فی ثالث صفر ۵۷ھ قبل قتل جده الحسین بثلاث سنین۔ کنیته ابوجعفر القابه الباقر والشاکر والهادی۔ عبدالرؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام باقر اس لئے رکھا گیا ہے کہ انہوں نے علم کو پھاڑا ہے۔ باقر مشتق ہے جس کے معنے پھاڑنے کے ہیں۔ امام محمد باقر ۵۷ھ کے صفر کی تیسری تاریخ کو اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین برس پہلے مدینہ شریف میں تولد ہوئے آپکی کنیت ابوجعفر اور القاب باقر اور شاکر اور ہادی ہیں۔

قال ابن سعد محمد الباقر من الطبقة الثالثة من التابعین من اهل المدینة کان عالما عابدا ثقة۔ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے بڑے عالم اور عابد اور ثقہ تھے۔

روی عن ابیه وجدیه الحسن والحسین وجابر وابن عمر وطائفة وعنه ابنه جعفر الصادق وعطاء و ابن جریج وابوحنیفة والاوزاعی والزهری وخلق وثقه الزهری وغیره ذکره النسائی فی فقهاء التابعین من اهل المدینة (طبقات الحفاظ الذهبی) آپ نے اپنے والد اور اپنے اجداد امام حسن و حسین علیہم السلام اور جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے اور آپ سے آپکے بیٹے امام جعفر صادق اور عطا اور ابن جریج اور امام ابوحنیفہ اوزاعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے۔ اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جس نے کہ سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے۔ آپ کو حدیث میں ثقہ لکھا ہے۔ اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

قال ابویوسف قلت لابی حنیفة لقیت محمد بن علی قال نعم سالته یوم فقلت اراد الله المعاصی فقال ایعصی الله قهرا قال ابوحنیفة فما رأیت جوابا افحم منه۔ (تذکرۃ خواص الامه) قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا آپنے جناب امام محمد باقر بن علی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں ان سے ملا تھا۔ اور یہ پوچھا تھا آیا خدا تعالٰے معاصی کا ارادہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالٰے

بلغہ قول الحکم بن عباس الکلبی ـ صلبنا لکم زیداً علی جذع نخلۃ ٭ ولم نر مہدیاً علی الجذع یصلب ٭ قال اللّٰہم سلط علیہ کلباً من کلابک فافترسہ الاسد (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ ایک شخص نے بعض بدمعاشوں میں سے آپ کے ایک غلام کو مار ڈالا ۔ آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے ۔ صبح کے قریب آپ نے دعا فرمائی اور اُس کے مرنے کی آواز سنا ۔ اور جب آپ کو حکم بن عباس کے شعر کی خبر لگی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تمہارے زید کو درخت کے تنہ سے پھانسی دیا ہے ۔ اور ہم نے کسی مہدی کو نہیں دیکھا کہ کسی درخت کے تنہ سے صلیب دیا گیا ہو۔ آپ نے یہ شعر سنکر کہا اے خدا اپنے کتوں میں سے ایک کتا اُس پر مسلط کر۔ پس اُس کو شیر نے پھاڑ ڈالا ۔

ومن مکاشفاتہ ان اراد بنو ہاشم مبایعۃ محمد الملقب بالنفس الزکیۃ واخیہ فی اواخر دولت بنی امیۃ وضعفہم وارسل لجعفر لیبایعہما فامتنع فقال واللّٰہ لیست لی ولا لہما ۔ انہا لصاحب القباء الاصفر لیلعبن بہا صبیانہم وغلمانہم وکان المنصور العباسی یومئذ حاضراً وعلیہ قباء اصفر فما زالت کلمۃ جعفر تعمل فیہ حتی ملکوا ۔ وسبق جعفر الی ذلک والدہ الباقر فانہ اخبر المنصور بملک الارض شرقہا وغربہا وطول مدتہا ۔ قال لہ المنصور مدۃ بنی امیۃ اطول ام مدتنا فقال مدتکم ولیلعبن بہذا الملک صبیانکم کما یلعب بالکرۃ فلما افضت الخلافۃ للمنصور تعجب من قول الباقر (صواعق محرقہ) آپ کے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت بنی اُمیہ کی آخری وقت میں جبکہ اُنکو ضعف پیدا ہو گیا ۔ بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور اُس کے بھائی سے بیعت کرنا چاہا ۔ اور جناب امام جعفر کو بھی بیعت کی تکلیف دی ۔ آپ نے بیعت سے انکار فرما کر کہا واللہ یہ نہ میرے لئے ہے نہ ان دونوں کیلئے بلکہ زرد کپڑے والے کیواسطے ہے ۔ اُس کے بچے اور لڑکے اُس کے ساتھ کھیلیں گے ۔ منصور عباسی اسوقت موجود تھا اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا پس آپکی پیشگوئی نے بنی عباس میں ظہور کیا ۔ اور منصور سلطنت کا مالک ہو گیا ۔ اور آپ سے پہلے آپ کے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونے سے آگاہ کیا تھا اور اُسکی سلطنت کو مدد و شرقی اور غربی اور طول مدت سے خبر دی تھی ۔ منصور نے حضرت باقر سے پوچھا تھا کہ بنی اُمیہ کی مدت سلطنت بہت زیادہ رہیگا یا کہ آپکی مدت ہو گی ۔ اور تمہارے اسکے بال بچے اس ملک کے ساتھ کھیلیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کھیلا جاتا ہے جب منصور کو خلافت مل گئی تو جناب باقر علیہ السلام کا قول یاد کر کے تعجب کیا کرتا تھا ۔

اخرج ابو القاسم الطبری من طریق ابن وہب فقال سمعت اللیث بن سعد یقول حججت ثلاث عشرۃ مائۃ فلما صلیت فی المسجد رقیت ابا قبیس فاذا رجل جالس یدعو فقال یا رب یا رب حتی انقطع نفسہ ثم قال یا حی یا حی حتی انقطع نفسہ ثم قال الہی انی اشتہی العنب فاطعمنیہ و اللہم ان بردی قد خلقا فاکسنی ۔ قال اللیث فواللہ ما استتم کلامہ حتی نظرت الی سلۃ مملوۃ ولیس علی الارض یومئذ عنب واذا بردین موضوعین لم ار مثلہما فی الدنیا فاراد ان یاکل فقلت انا شریکک فقال ولم فقلت لانک دعوت وکنت اؤمن فقال تقدم وکل فقدمت فاکلت عنباً لم اکل مثلہ قط ما کان لہ عجم فاکلنا حتی شبعنا ولم تتغیر السلۃ فقال لا تدخر

كان يقول ولدني ابوبكر مرتين (طبقات الحفاظ للذهبي وطبقات المناوي) آپکی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسما بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہے اسی لئے آپ فخریہ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دو دفعہ جنا ہے۔

روی عن ابیه والزهری ونافع وابن المنکدر وعنه الثوری وابن عیینة وشعبة ویحیی القطان ومالک وابنه موسی الکاظم (طبقات الحفاظ) آپ نے اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع اور ابن منکدر سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور آپ سے سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شعبہ اور یحیی القطان اور امام مالک اور آپکے فرزند ارجمند جناب امام موسی الکاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے۔

وفی صواعق روی عنه جماعة من اعیان الائمة کیحیی بن سعید وابن جریج ومالک بن انس والثوری وابن عیینة وابوحنیفة وابوایوب السجستانی وقال ابوحاتم جعفر الصادق ثقة لایسئل عن مثله علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اعیان آئمہ میں سے ایک جماعت مثل یحیی بن سعید و ابن جریج اور امام مالک بن انس اور امام سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور امام ابوحنیفہ و ابو ایوب السجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابوحاتم کا قول ہے کہ جناب جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ ویسے شخص کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا۔

قال علماء السیر قد اشتغل بالعبادة عن طلب الریاسة وذکر حافظ ابونعیم فی حلیة الابرار عن عمر بن المقدام قال کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبیین (صواعق محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الابرار میں عمر ابن المقدام سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ انبیاء کرام کے سلالہ ہیں۔

وسعی به عند المنصور لما حج فلما حضر الساعی به یشهد قال له اتحلف قال نعم فحلف بالله العظیم فقال احلفه یا امیر المؤمنین بما اراه فقال احلفه فقال له قل برئت من حول الله وقوته والتجأت الی حولی وقوتی لقد فعل جعفر کذا وکذا فامتنع الرجل ثم حلف فما تم حتی مات مکانه فقال امیر المؤمنین لجعفر لا باس علیک انت المبرء الساحة المامون الغائلة ثم انصرف فلحقه الربیع بجائزة حسنة وکسوة سنیة (صواعق محرقہ) کہتے ہیں کہ جب منصور حج کرنے کو گیا تو کسی شخص نے اسکے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا جب وہ بہتان دھرنے والا شہادت ادا کرنے کے لئے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اس نے کہا ہاں میں کھا سکتا ہوں اور خدا کی قسم کھائی۔ آپ نے منصور سے فرمایا امیر المومنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں۔ اسی طرح سے ہمکو اس کی قسم کھلائیں۔ منصور نے کہا آپ اسی طرح سے اسکو قسم کھلائیے ہم نے اس شخص سے کہا تو اس طرح سے قسم کھا کہ میں خدا کی توانائی سے بیزار ہوکر اپنی قوت اور توانائی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں بیشک جعفر نے ایسا ویسا کیا ہے پہلے اس آدمی نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا پھر قسم کھائی اور اسی جگہ پہ مر گیا۔ منصور نے آپ سے عرض کیا آپ بےخطر رہئے آپکی ساحت شک سے پاک ہے۔ اور آپکے غائلہ سے مامون ہیں۔ جب آپ وہاں سے لوٹے تو آپ سے منصور کا غلام ربیع نامی جائزہ اور بھاری کسوت لئے ہوئے ملا۔

قتل بعض الطغاة مولاه فلم یزل لیلة یصلی ثم دعا علیه عند السحر فسمعت الاصوات بموته ولما

هو موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیهم السلام ولد موسی
الکاظم بالابواء سنة ۱۲۸ امه ام ولد یقال لها حمیدة البربریة کنیته ابو الحسن والقابه کثیرة
الکاظم والصابر والصالح والامین (تذکرة خواص الامة) آپ کا نام موسیٰ بن جعفر بن علی
بن حسین بن علی ہے آپکا تولد ابوا میں (ایک موضع کا نام ہے جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہے جہاں پر
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر مہربان آمنہ خاتون کا مرقد مطہر ہے اور صاحب قاموس
کے نزدیک ابوا میں عبد اللہ والد ماجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت آمنہ خاتون
کا مزار دار الجبیں میں ہے۔ جو مکہ کے ایک گھر کا نام ہے (بعض کے نزدیک امام محمد باقر بھی ابوا میں ہی
تولد ہوئے ہیں) سنہ ۱۲۸ کو ہوا اور آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا اسم مبارک حمیدہ بربریہ تھا
آپکی کنیت ابو الحسن ہے اور الکاظم اور الصابر اور الصالح اور الامین آپکے القاب ہیں ٭
وکان یکنی بعبد الصالح لکثرة عبادته واجتهاده وقیامه اللیل وکان اذا بلغه عن احد یؤذیه
یبعث الیه بمال (طبقات الحفاظ للذہبی) بباعث کثرت عبادت اور اجتہادات اور بیداری
کے آپ کو عبد الصالح بھی کہتے تھے جب آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپکی ایذا رسانی کے درپے ہے
تو آپ کچھ مال اُس کے پاس بھیج دیتے ٭
فی فصول المهمة کان موسی الکاظم اعبد اهل زمانه واعلمهم واسخاهم کفا واکرمهم نفسا
وکان یتفقد فقراء اهل المدینة فیحمل الیهم الدراهم والدنانیر الی بیوتهم لیلا وکذلک
النفقات ولا یعلمون من ای جهة وصلهم ذلک ولم یعلموا بذلک الا بعد موته فصول مہمہ
میں لکھا ہے کہ جناب امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے
زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ نفس والے تھے آپ فقرائے اہل مدینہ کے
حال پر مہربانی فرماتے اور ان کے گھروں میں درہم و دینار اور کھانا وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو
یہ معلوم نہ ہوتا کہ کہاں سے آتا ہے اور راز اُن پر امام کی وفات تک نہ کھلا ٭
(وفی الصواعق) وکان معروفا عند اهل العراق بباب قضاء الحوائج عند الله اعبد اهل زمانه
واسخاهم علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف
سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے
اور سب سے زیادہ عابد تھے۔
(وایضا فیه) سأله الرشید کیف قلتم نحن ذریة رسول الله صلی الله علیه وسلم وانتم ابناء علی
فتلا موسی ومن ذریته داود وسلیمان الی ان قال وعیسی ولیس له اب وایضا فمن حاجک
فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الآیة ولم یدع رسول الله صلی الله علیه وسلم
عند مباهلة النصاری غیر علی وفاطمة والحسن والحسین فکان الحسن والحسین هما الابناء کہتے
ہیں کہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت

ولا تعجبنا منہ شیأً ثم اخذ احد البردین ودفع الآخر فقلت انا اخفی عنہ فاتزر باحدھما وتردی بالاخری ثم اخذ بردیہ الخلقین ونزل وھما بیدہ فلقیہ رجل بالسعی فقال اکسنی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکساک اللہ فاتی خریان فدفعھما الیہ فقلت لہ من ھذا قال جعفر الصادق فطلبتہ بعد ذلک لاسمع منہ شیأً فلم اقدر علیہ (صواعق محرقہ) ابوالقاسم طبری اپنی تاریخ میں ابن وہب کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیث بن سعد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں سنہ ۱۱۳ھ میں حج کو گیا۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر جبل ابو قبیس پر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے۔ اور یا رب یا رب کہتا ہے یہاں تک کہ اسکی آواز منقطع ہو گئی۔ پھر اُس نے یا حی یا حی کہا۔ یہاں تک کہ پھر اُس کی آواز بند ہو گئی۔ پھر دعا کی کہ الٰہی میں انگور کی آرزو رکھتا ہوں۔ تو مجھے انگور کھلا اور میری دو چادریں پرانی ہو گئی ہیں۔ مجھے نیا لباس پہنا۔ لیث کہتے ہیں واللہ ابھی اُنکی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں نے انگور کی پٹاری دیکھی۔ ان دنوں دنیا میں کہیں انگور کا پتا بھی نہیں۔ اور دو نو چادریں اُس کے دھری ہوئی تھیں کہ میں نے دنیا میں ویسی چادریں نہیں دیکھی تھیں لیں وہ انگور کھانے لگے میں نے کہا میں بھی آپ کا شریک ہوں کہنے لگے کیوں۔ میں نے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا کہنے لگے آگے بڑھو میں آگے بڑھ کر کھانے لگا میں نے ایسے انگور کبھی نہیں کھائے اور ان میں دانہ نہیں تھا ہم کھا کر سیر ہو گئے اُس پٹاری کو دیکھا کہ ویسی ہی بھری ہوئی تھی آپ نے فرمایا اس سے ذخیرہ مت رکھو نہ چھپاؤ پھر ایک چادر مجھے دی میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں آپ نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کا تہ بند بنایا اور دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لئے ہوئے نیچے اُترے ایک آدمی طلب کرنے لگا یا ابن رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں تعجب نہیں اس سے کہ خدا نے آپ کو لباس پہنایا ہے کیونکہ میں ننگا ہوں آپ نے دونوں چادریں اُس کو دے دیں میں نے اُس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد پھر میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا تاکہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن میں نے آپ کو نہ پایا۔

توفی سنۃ ۱۴۸ اربع وثمانین ومائۃ مسموماً (صواعق محرقہ) آپ ۱۴۸ھ ہجری میں زہر سے فوت ہوئے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات جعفر الصادق سنۃ ۱۴۸ فی شوال ولہ من العمر ستون سنۃ فقال انہ مات مسموما فی ایام المنصور ودفن بالبقیع واولادہ سبعۃ او ستۃ واشھرھم الکاظم ومن تصنیفاتہ کتاب الجفر (تذکرۃ خواص الامۃ) ابن الصباغ المالکی المکی کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق ۱۴۸ھ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے۔ ان کی عمر اڑسٹھ برس کی تھی منصور کی خلافت کے دنوں میں آپ کا انتقال ہوا اور مزار البقیع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد چھ یا سات تھی جن میں زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں آپکی تصنیفات میں کتاب جفر جامع ہے۔

مناقب امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام

عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے شفیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن خدا تجھے اپنی نعمتیں عطا فرمایا کرے۔ پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر آپ نے وہ لوٹا مجھے دیدیا میں نے اس سے پیا تو وہ ستو اور شکر سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے کبھی ایسے لذیذ ستو نہیں پیئے تھے اور نہ اس سے زیادہ خوشبو دار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہو گیا کئی دن تک مجھ کو بھوک اور پیاس نہ لگی۔ میں نے پھر اثنائے میں آپ کو نہ دیکھا۔ جب مکہ میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمتگاروں کے درمیان سوار تشریف لے جاتے ہیں۔ اور جس امر کو میں نے راہ میں دیکھا تھا اس کے برخلاف بڑی شان و شوکت سے آپکی سواری جا رہی ہے۔

وکان الموسی الهادی حبسه اولاً ثم اطلقه لانه رای علیا یقول له فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم فانتبه وعرف انه المراد فاطلقه لیلاً ولما قال له الرشید حین راه جالساً عند الکعبة انت الذی یبایعک الناس سراً فقال انا امام القلوب وانت امام الجسوم ثم اجتمعا امام الوجه الشریف علی صاحبه افضل الصلوة والسلام قال الرشید السلام علیک یا ابن عم فقال الکاظم السلام علیک یا ابت وکانت سبباً لامساکه وحمله معه الی بغداد وحبسه فلم یخرج من حبسه الا میتاً مقیداً ودفن فی جانب الغربی من بغداد (صواعق محرقہ)

خلیفہ موسی الہادی نے پہلے آپکو قید کیا تھا۔ پھر چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا۔ کہ آپ اسے فرما رہے ہیں کہ تم اسی لئے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو۔ موسی الہادی نے خواب سے بیدار ہو کر معلوم کیا کہ اس سے مراد جناب امام ہیں۔ پس آپ کو رات ہی رہا کر دیا۔ اور پھر جب رشید نے آپکو کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے جس وقت کہ دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں ملکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہوئے۔ رشید حضرت سے عرض کرنے لگا اے ابن عم السلام علیک۔ اور کاظم عرض کرنے لگے السلام علیک اے باپ۔ پھر یہی آپکی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون رشید آپ کو گرفتار کر کے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا تا وقت انتقال آپ اس سے رہا نہ ہوئے اور بغداد کی غربی جانب مدفون ہوئے۔

ولما حج الرشید سعی به الیه وقیل ان الاموال تحمل الیه من کل جانب حتی اشتری ضیعة بثلاثین الف دینار فقبض علیه واتی به الامیر بالبصرة عیسی بن جعفر بن المنصور فحبسه سنة ثم کتب الیه الرشید فی دمه فاستعفی واخبر انه لم یدع علی الرشید وانه لم یکن یرسل من یسلمه والا خلی سبیله فبلغ الرشید کتابه فکتب للسندی ابن شاهک بتسلیمه وامره فیه بامر فجعل له سماً فی طعام وقیل فی رطب فتوعک ومات بعد ثلاثة ایام وعمره خمسة وستون سنة (صواعق محرقہ)

جب خلیفہ ہارون رشید حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی نسبت رشید کے پاس شکایت کی گئی کہ آپ کے پاس ہر طرف سے مال آتا ہے اور آپ نے تیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے رشید نے اس پر قبضہ کر لیا اور عیسی بن جعفر بن منصور کو حکم بھیجکر آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے پھر انکے قتل کے لئے

کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علیؑ کی اولاد ہیں جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے قرآن سے یہ آیت پڑھی بلکہ ابراہیمؑ کی ذریت سے داؤدؑ اور سلیمانؑ تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کے نام تک پہنچے اور فرمایا کہ عیسےٰ کا کوئی باپ نہ تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ جس کا تجھے علم آگیا ہے پس کہہ دے کہ آؤ ہم پکاریں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو آخر آیت تک پڑھ کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ نصاریٰ کے لئے بلا میں سوا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ علیہ السلام کے دوسرے کسی کو نہیں لے گئے پس حسنینؑ آپ کے ابنا ٹھہرے ۔

ومن بدیع کراماتہ ما حکاہ ابن الجوزی والرامہرمزی وغیرہما عن شقیق البلخی انہ خرج حاجاً سنۃ تسع واربعین ومائۃ فراٰہ بالقادسیۃ منفردا عن الناس فقال فی نفسہ ھذا فتی من الصوفیۃ ان یکون کلا علی الناس فمضی الیہ فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم فاراد ان یحاللہ فغاب من عینیہ فما راٰہ الا بواقصۃ یصلی واعضاءہ تضطرب ودموعہ تجاوز فجاء الیہ یعتذر فخفف فی صلوۃ فقال لہ وانی لغفار لمن تاب الآیۃ فلما نزلوا زبالۃ راٰہ علی بئر فسقطت رکوتہ فیہا فدعا فطغی الماء حتی اخذہا وتوضاء وصلی اربع رکعات ثم مال الی کثیب رمل فطرح منہ فیہا وشرب فقال لہ اطعمنی من فضل ما رزقک اللہ تعالی فقال یا شقیق ان تزیلہ لم تزل انعم اللہ علیک ظاہرۃ وباطنۃ فاحسن ظنک بربک فناولنیہا فشربت منہا فاذا سویق وسکر ما شربت واللہ الذ منہ ولا اطیب ریحا فشبعت ورویت واقمت ایاما لا اشتہی شرابا ولا طعاما ثم لم اراہ الا بمکۃ وھو بغلمان وغاشیۃ وامور علی خلاف ما کان علیہ بالطریق (صواعق محرقہ) آپکی کرامات بدیعہ میں سے ایک وہ حکایت ہے جس کو ابن الجوزی اور رامہرمزی رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۴۹ھ ایک برس میں شقیق حج کرنے کو گئے اور قادسیہ میں جناب امام کاظمؑ کو دیکھا کہ لوگوں سے علیحدہ طور پر تشریف لے جا رہے ہیں شقیق اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نوجوان صوفی یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر بنے آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گزرے یہ آیت پڑھی کہ (اے شقیق) تم پرہیز کرو بہت سے گمانوں سے بعض گمان گناہ ہیں شقیق چاہتے تھے کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں۔ لیکن آپ شقیق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے تمام اعضا کانپ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں۔ شقیق آپکی خدمت میں عذر کرنے کے لئے حاضر ہوئے آپ نے اپنی نماز میں تخفیف فرما کر یہ آیت پڑھی کہ (میں بخشنے والا ہوں اس کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا) جب زبالہ میں پہنچے تو شقیق نے پھر ان کو دیکھا کہ ایک کوئیں میں آپ کا لوٹا گر گیا ہے۔ اور آپ نے اُس لوٹے کو مانگا اور کوئیں میں پانی بلند ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے لوٹا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا اور نماز کی چار رکعات پڑھیں پھر ریت کے ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے تھوڑی سی ریت لوٹے میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے عرض کیا جو کچھ کہ آپ کو خدا نے کھلایا ہے آپ اس کا جوٹھا مجھکو

میں شریک بنایا تھا اور امرِ خلافت اُن کی طرف سپرد کر کے ۲۰۱ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپکی ولیعہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جس پر کہ مامون کو نہایت افسوس ہوا۔ آپنے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپ کو زہر دار انگور یا انار کھلایا جائے گا۔ مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ بات اُس کو حاصل نہ ہوئی اور مامون کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے۔ یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی تھیں ۔

عن موسیٰ بن عمران قال رأیت علیا الرضا فی مسجد المدینة وھارون الرشید یخطب قال اترونی وایاہ ندفن فی بیت واحد (تذکرہ خواص الامۃ) موسیٰ بن عمران ناقل ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا اُس وقت ہارون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میں اور یہ یعنی ہارون رشید ایک گھر میں دفن ہونگے ۔

ومن موالیہ معروف الکرخی استاذ السری السقطی لانہ اسلم علی یدیہ (رواہ الحاکم) معروف کرخی استاد سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے ۔

عن محمد بن عیسیٰ بن حبیب قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فی مسجد الذی ینزل الحجاج فیہ بلدنا فسلمت فوجدت عندہ طبقا من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فناولنی منہ ثمانی تمرۃ فلما کان بعد عشرین یوما قدم ابوالحسن علی الرضا من المدینۃ ونزل ذالک المسجد وھرع الناس للسلام علیہ فمضیت نحوہ فاذا ھو جالس فی موضع الذی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فیہ وبین یدیہ طبق من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فسلمت علیہ فاستدنانی فناولنی قبضتہ من ذالک التمر فاذا عدتھا بعدد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت لہ زدنی فقال لوزادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزدناک (رواہ الحاکم) محمد بن عیسیٰ بن حبیب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں میں حضور کے لئے حاضر ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں کا طبق رکھا ہوا ہے۔ جس میں صیحانی کھجوریں ہیں۔ آپ نے مجھ کو انہیں سے آٹھ کھجوریں عطا فرمائی ہیں۔ جب اس خواب پر بیس دن گذر گئے تو جناب امام ابوالحسن علی الرضا مدینہ سے تشریف لائے اور اسی مسجد میں اُترے اور لوگ سلام کے لئے دوڑے۔ میں بھی آپکے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اور مدینہ کی کھجور کے پتوں کا طبق صیحانی کھجوروں سے بھرا ہوا آپکے سامنے رکھا ہوا ہے میں نے سلام عرض کیا آپ نے مجھے قریب بلا کر مٹھی بھر کر اُن کھجوروں میں سے عطا فرمائیں میں نے اُن کو شمار کیا تو اسی تعداد کے موافق پائیں جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں میں نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ مجھے زیادہ عطا کریں۔ آپنے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کرتے تو ہم بھی زیادہ دیں گے ۔

وفی الصواعق لما دخل نیساپور کما فی تاریخھا وشق سوقھا وعلیہ مظلۃ لایری من ورائھا تعرض لہ الحافظان ابوزرعۃ الرازی ومحمد بن اسلم الطوسی ومعھما من طلبۃ العلم والحدیث ما

عیسیٰ کو لکھا۔ عیسیٰ نے آپ کے قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ آدمی کو بھیج دیں تاکہ میں امام کو اُسکے سپرد کردوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں انکو چھوڑ دوں گا۔ جب رشید کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اُسنے لکھ بھیجا کہ امام کو سندی بن شاہک کے سپرد کردے اور سندی کو جناب امام کے قتل کرنیکا حکم بھیجدیا۔ اُس نے آپکے کھانے میں زہر ملا دیا۔ کہتے ہیں کہ کھجوروں میں آپ کو زہر دیا گیا۔ جس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرما گئے۔ آپکی عمر اُس وقت پچپن سال کی تھی۔

ذلک فی خمس من شہر رجب سنہ ۱۸۳ واولادہ فی فصول المہمہ سبعۃ وثلاثون واشہرہم علی الرضا۔ آپکا انتقال پانچویں رجب سنہ ۱۸۳ کو ہوا اور فصول مہمہ کے مصنف نے ۳۷ آپکی اولاد کے آدمی لکھے ہیں ؎

ومن مسنداتہ مسند الامام موسیٰ بن جعفر الکاظم رواہ ابو نعیم الاصفہانی صاحب حلیۃ الابرار (کشف الظنون فی اسامی الکتب والفنون) آپکی مشہور تصانیف میں سے مسند ہے جس کو کہ حافظ ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الابرار نے آپ سے روایت کیا ہے ؎

امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسیٰ الرضا بالمدینۃ سنہ ۱۵۳ وقیل سنہ ۱۴۸ امہ ام ولد یقال لہا ام البنین واسمہا اروی کنیتہ ابوالحسن القابہ الرضا والصابر والزکی والولی (تذکرہ خواص الامۃ) جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا سنہ ۱۴۸ یا سنہ ۱۵۳ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپکی والدہ ام ولد نجمہ تھیں بعض نے ام البنین لکھا ہے ان کا اسم شریف اروی تھا جناب امام کی کنیت ابوالحسن اور القاب رضا اور صابر۔ اور زکی اور ولی ہیں ؎

قال ابراہیم بن العباس ما رأیت اعلم منہ وکان المامون یمتحنہ بالسوال عن کل امر فیجیبہ الجواب الشافی وکان قلیل النوم کثیر الصوم لا یفوتہ صوم ثلاثۃ ایام من کل شہر وکان کثیر الخیر واکثر ما یکون فی اللیالی المظلمۃ وکان جلوسہ فی الصیف علی حصیر وفی الشتاء علی مسح (تذکرہ خواص الامہ) ابراہیم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے اُنسے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ مامون اکثر سوالات میں اُنکا امتحان لیا کرتا تھا اور آپ اُس کو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے اور روزے کثرت سے رکھا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے کے دنوں میں کمبل پر بیٹھا کرتے تھے۔

وفی الصواعق ہو ابینہم ذکرا واجلہم قدرا ومن ثم احلہ المامون محل مہجتہ وانکحہ ابنتہ واشرکہ فی مملکتہ وفوض الیہ امر الخلافۃ فانہ کتب بیدہ کتابا سنۃ احدی ومائتین بان علی الرضا ولی عہدہ واشہد علیہ جمعا کثیرا لکنہ توفی قبلہ فاسف علیہ کثیرا واخبر قبل موتہ بانہ یاکل عنبا ورمانا مبثوثا ویموت وان المامون یرید دفنہ خلف الرشید فلم یستطع وکان ذلک کلہ کما اخبر بہ (صواعق محرقہ) صواعق محرقہ میں ہے کہ آپ سادات سے از روئے ذکر کے روشن تر ہیں اور قدر میں سب سے برتر ہیں اسی وجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں انکو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کیساتھ انکا نکاح کیا تھا اور اپنی مملکت

خمسة فاشهرهم جواد (صواعق) آپکی وفات ۲۰۳ھ میں صفر کی آخری تاریخوں میں ہوئی ہے اس وقت آپکی عمر پچپن برس کی تھی۔ آپ قریہ سناآباد میں جو شہر طوس کا ایک گاؤں ہے دفن ہوئے ہیں۔ آپکی پانچ اولاد تھیں جن میں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں۔

ومن مصنفاته مسند اهل البيت (كشف الظنون) آپکی تصنیفات میں سے مشہور کتاب مسند اہل بیت ہے جس میں اہل بیت کے مرویات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے۔

مناقب امام جواد علیہ السلام

امه ام الولد يقال لها سكينة المرسية وكنيته ابوجعفر ككنية جده محمد الباقر ولقبه تقي والجواد والقانع والمرتضى ولد بالمدينة تاسع عشر رمضان سنه ۱۹۵ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپکی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام نامی سکینۃ المرسیہ تھا۔ جناب امام کی کنیت آپکے جد امجد امام محمد باقر علیہ السلام کی کنیت یا ابوجعفر تھی آپکے اشہر القاب تقی اور جواد ہیں اور آپ القانع اور المرتضی کے القاب سے بھی مشہور ہیں۔

انیسویں رمضان ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا تولد ہوا۔

وفي الصواعق كان واقف والصبيان يلعبون في ازقة بغداد ومر المامون ففروا ووقف محمد وعمره تسع سنين فالقى محبته في قلبه فقال يا غلام ما منعك من الانصراف فقال له يا امير المؤمنين لم يكن الطريق ضيقا فاوسعه لك وليس لي جرم فاخشى والظن بك حسن ان تضر من لا ذنب له فاعجبه كلامه وحسن صورته فقال ما اسمك واسم ابيك فقال محمد بن علي الرضا فترحم على ابيه وساق جواده وكان معه بزاة الصيد فلما بعد عن العمران ارسل بازا على دراجة فغاب عنه ثم عاد في منقاره سمكة وتعجب من ذالك غاية العجب ورجع فراى الصبيان على حالهم ومحمد عندهم ففروا الا محمد فدنا منه فقال يا محمد ما في يدي فقال يا امير المؤمنين ان الله خلق في بحر قدرته سمكا صغارا تصيدها بزاة الملوك والخلفاء فيختبر بها سلالة اهل المصطفى عليه وعليهم السلام فقال له انت ابن الرضا حقا واخذه معه واحسن اليه وبالغ في اكرامه ولم يزل مشغوفا به لما ظهر له بعد ذالك من فضله وعلمه وكمال عقله وظهور برهانه مع صغر سنه وعزم على تزويجه بنته ام الفضل وصمم على ذلك فمنعه العباسيون من ذلك خوفا من ان يعهد اليه كما عهد الى ابيه فذكر لهم انما اختاره لتميزه على كافة اهل الفضل علما ومعرفة وحلما مع صغر سنه فتنازعوا في اتصاف محمد بذلك ثم تواعدوا على ان يرسلوا اليه من يختبره فارسلوا اليه يحيى مسائل فاجابه باحسن جواب فقال له الخليفة احسنت يا ابا جعفر فان اردت ان تسال يحيى ولو مسالة واحدة فقال له ما تقول في رجل نظر الى امراة اول النهار حراما ثم حلت له عند ارتفاع الشمس ثم حرمت عليه عند الظهر ثم حلت له العصر ثم حرمت عليه المغرب ثم حلت له العشاء ثم حرمت عليه نصف الليل ثم حلت له الفجر فقال يحيى لا ادري فقال محمد امة نظرها اجنبي وهو حرام ثم اشتراها عند ارتفاع النهار واعتقها الظهر وتزوجها العصر وظاهر منها المغرب وكفر العشاء وطلقها

لا یحصی فتضرعا الیہ ان یریہم وجہہ ویروی لہم حدیثا عن آبائہ فاستوقف البغلۃ وامر غلمانہ
ان یکشف المظلۃ واقر عیون تلک الخلائق برؤیۃ طلعتہ المبارکۃ فکانت لہ ذؤابتان مدلیتان
علی عاتقہ والناس بین صارخ وباک ومتمرغ فی التراب ومقبل لحافر بغلتہ فصاحت العلماء یا معاشر
الناس انصتوا فانصتوا واستملی منہ الحافظان المذکوران فقال حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیہ
جعفر عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین الحسین عن ابیہ علی بن ابی طالب قال حدثنی
جبرئیل قال سمعت رب العزۃ سبحانہ یقول لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی فمن
دخل حصنی امن من عذابی ثم ارخی الستر وسار فعد اہل المحابر والدوی الذین یکتبون فانافوا
عشرین الفا وفی روایۃ ان الحدیث المروی ۔ الایمان معرفۃ بالقلب اقرار باللسان وعمل بالارکان
ولعلہما واقعتان ۔ قال احمد لو قرأت ہذہ الاسناد علی مجنون لبرئ من جنتہ صواعق محرقہ

علامہ ابن حجر تاریخ نیشاپور سے ناقل ہیں کہ جب جناب امام علی موسی الرضا نیشاپور میں تشریف لے گئے تو زائرین کے ازدحام سے چلنا دشوار تھا۔ آپ ایک خچر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے لوگ آپکو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث نے آگے بڑھ کر باگ تھام لی۔ طلبہ علم اور محدثین کی جماعت کثیر ان دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی۔ دونوں بزرگوں نے نہایت عجز سے عرض کی کہ حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں۔ اور اپنے آبائے کرام کی کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے خچر کو کھڑا کر دیا اور چھتری کو اتار دیا آپکی طلعت مبارک کو دیکھ کر خلقت کی آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ دو گیسو آپکے کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے لوگ روتے اور چلاتے اور مٹی میں لوٹتے اور خچر کے پاؤں کو چومتے تھے۔ علماء نے پکار کر کہا اے لوگوں خاموش ہو جاؤ۔ تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ دو حافظان حدیث کی التماس پر آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ہے۔ اور ان سے ان کے والد ماجد امام جعفر صادق نے کہا ہے۔ اور ان سے ان کے پدر بزرگوار امام محمد باقر نے روایت کی ہے اور ان سے انکے اب مکرم امام زین العابدین نے نقل کیا ہے اور وہ اپنے باپ امام حسین سے ناقل ہیں اور وہ اپنے والد جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ میرا حصن ہے اور جو میرے حصن میں داخل ہوا میرے عذاب سے بیخوف ہوا۔ یہ کہکر جناب امام نے پردہ چھوڑ دیا۔ اور تشریف لیگئے۔ جو لوگ کہ دوات اور قلم لیکر اس حدیث کو لکھ رہے تھے اُن کا شمار کیا گیا تو انکی تعداد بیس ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا۔ کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنیکا نام ہے شاید یہ دونوں واقعات علیحدہ علیحدہ ہوئے ہوں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ اگر اس حدیث کو انہیں اسناد کیساتھ پڑھ کر دیوانہ پر پھونکا جائے تو البتہ اُس کی دیوانگی جاتی رہے گی۔ اور وہ تندرست ہو جائے گا۔

فکانت وفاتہ سنۃ ۲۰۳ھ فی اخر صفر وعمرہ خمس وخمسون ودفن بسناباد وستاق من اعمال طوس واولادہ

جناب امام نے فرمایا صبح کو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اُس وقت اُس مرد پر حرام تھی اور آفتاب
کے طلوع کیوقت اُس کو خرید لیا وہ اُس پر حلال ہو گئی ظہر کیوقت اُس نے اُسکو آزاد کر دیا اور عصر
کے وقت اُس سے نکاح کیا۔ اور مغرب کے وقت ظہار کیا[1] اور عشا کو کفارہ دیا۔ اور آدھی رات کو اُسے طلاق رجعی دی
اور فجر کو اُس سے رجوع کیا۔ یہ سن کر مامون نے بنی عباس سے کہا جس بات پر تم جھگڑتے تھے اب تم نے دیکھ لیا پھر
اُسی مجلس میں جناب امام کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح کر دیا۔ جناب امام مامون کی بیٹی کو لیکر مدینہ شریف
چلے گئے وہاں سے اُس نے اپنے باپ کے پاس شکایت کر بھیجی کہ جناب امام کنیزوں کیساتھ خلا ملا رکھتے ہیں
مامون نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم نے تیرا نکاح اُن سے اس لئے نہیں کیا کہ تو اُن پر خدا کے حلال کو حرام کرے
ہرگز ایسی باتیں پھر نہ کریو ✦

توفی من المحرم سنۃ عشرین ومائتین ودفن فی مقابر قریش فی ظہر جدہ الکاظم وعمرہ خمس وعشرون سنۃ
ویقال انہ سم ایضا (صواعق) آپکا انتقال محرم سنہ ۲۲۰ کو ہوا اور بغداد میں قبرستان قریش میں اپنے جد امجد
امام موسی کاظم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے دفن ہوئے پچیس برس آپکی عمر پائی کہتے ہیں کہ آپکو بھی زہر دیا گیا ہے ✦
یقال ان ام الفضل بنت المامون سقتہ بامر ابیہا (تذکرہ خواص الامہ) سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ
میں لکھتے ہیں کہ ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کے حکم سے آپکو زہر دیا ✦

مناقب الامام علی العسکری علیہ السلام

یقال ابن الخشاب فی تاریخ موالید اہل البیت ولد ابو الحسن علی الہادی بالمدینۃ فی رجب سنۃ ۲۱۴
وامہ ام ولد یقال لہا سمانۃ المغربیۃ وکنیتہ ابو الحسن والقابہ الہادی والمتوکل والناصح والنقی
والمرتضی والفقیہ والامین والطیب۔ تاریخ موالید اہل بیت میں ابن الخشاب لکھتے ہیں کہ جناب امام
ابو الحسن علی الہادی علیہ السلام کی ولادت باسعادت رجب سنہ ۲۱۴ میں ہوئی۔ آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں
جن کا اسم مبارک سمانہ مغربیہ تھا آپکی کنیت ابو الحسن ہے اور المتوکل اور الناصح اور النقی اور المرتضی اور الفقیہ
اور الامین اور الطیب القاب ہیں ✦
وسمی العسکری بذلک لاشخاصہ من المدینۃ النبویۃ الی سر من رای واسکنہ بہا وکانت تسمی العسکر فعرف
بالعسکری فکان وارث ابیہ علما وسخاء امن ثم جاءہ الاعرابی من اعراب الکوفۃ وقال انی من
المتمسکین بولاء جدک وقد رکبنی دین اثقلنی حملہ لم اقصد لقضائہ سواک فقال کم دینک قال
عشرۃ الاف درہم فقال طب نفسک بقضائہ انشاء اللہ تعالی ثم کتب لہ ورقۃ فیہا ذلک المبلغ دینا علیہ
لہ وقال لہ ائتنی بہا فی المجلس العام وطالبنی بہا واغلظ فی الطلب ففعل فاستمہلہ ثلاثۃ ایام فبلغ
ذلک المتوکل فامر لہ بثلاثین الفا فلما وصلتہ اعطاہا الاعرابی فقال یا ابن رسول اللہ ان العشرۃ
الاف لا قضی ادبی فابی ان یسترد منہ من الثلاثین شیئا قول الاعرابی وہو یقول اللہ اعلم حیث

[1] ظہار یا کہ گفتن مرد زوجہ خود را کہ بر من بچو پشت مادر منی و باین گفتن زن بجہ حرام میشود تا کفارہ ندہد حلال نمی گردد ۱۲ منتخب

رجعہ نصف اللیل ودا جہما الفجر حتی ذلک قال المامون للعباسیین قد عرفتم ما تنکرون ثم زوجہ فی ذلک المجلس و بنتہ ام الفضل ثم توجہ بہما الی المدینۃ فارسلت تشکی منہ لابیہا انہ تسری علیہا فارسل الیہا ابوہا انا لم نزوجک لہ لنحرم علیہ حلالاً فلا تعودی بمثلہ صواعق محرقہ میں ہے کہ ایکدن آپ بغداد کی گلی میں کھڑے ہوئے تھے لڑکے کھیل رہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بھاگ گئے آپ کھڑے رہے اسوقت آپکی عمر نو برس کی تھی۔ مامون نے جب جناب امام کو دیکھا تو اس کے دل میں امام کی محبت پیدا ہوگئی اور آپ سے پوچھنے لگا اے لڑکے تو کیوں نہیں بھاگ گیا آپنے جواب دیا یا امیر المومنین راستہ تنگ نہیں تھا۔ کہ میرے ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا راستہ کشادہ ہو جاتا۔ اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپکے خوف سے بھاگ جاتا۔ اور تمہاری نسبت میرا گمان بھی نیک تھا۔ کہ بغیر جرم کے کسی کو نہیں ستاؤ گے۔ مامون کو یہ کلام نہایت پسند آیا اور آپکی صورت بھلی معلوم ہوئی۔ پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے آپنے فرمایا محمد بن علی الرضا۔ مامون کو آپ پر اور آپکے والد ماجد پر نہایت ترس آیا اور اس نے گھوڑا بڑھا دیا۔ مامون اس وقت شکار کھیلنے کے لئے نکلا تھا اور اس کے ساتھ چند باز تھے۔ جب آبادی سے دور نکل گیا تو ایک باز کو تیتر پر چھوڑا وہ غائب ہوگیا۔ جب لوٹ آیا تو اسکی چونچ میں ننھی سی ایک مچھلی تھی۔ مامون دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور وہاں سے لوٹا لڑکے کھیل رہے تھے جناب امام کے سوا سب بھاگ گئے مامون نے قریب ہوکر پوچھا یا محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین خدا تعالے نے اپنے دریائے قدرت میں ایک ننھی سی مچھلی پیدا کی ہے۔ جس کو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں۔ اور اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس سے خبر دیتے ہیں مامون نے کہا بیشک آپ امام علی الرضا کے فرزند ہیں۔ آپکو اپنے ساتھ لے گیا۔ اور نہایت تکریم سے پیش آیا جس قدر کہ اس پر آپکے علم وفضل اور کمال عقل اور ظہور برہان کی حقیقت کھلتی گئی اسی قدر وہ آپکی تعظیم وتکریم میں مبالغہ کرتا گیا۔ آخرش اس نے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنے کا قصد کیا۔ بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے کہ ان کے باپ کی طرح سے کہیں انکو بھی ولیعہد نہ بنائے۔ مامون نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود اس صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل اور علم میں انکے ممتاز ہونیکی وجہ سے انکو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔ بنی عباس آپکے ان اوصاف میں تنازع کرنے لگے اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایک ایسے آدمی کو لائیں گے جو ان امور میں ان کا امتحان کرے۔ اس بات کے لئے انہوں نے اس زمانہ کے زبردست عالم اور بے نظیر مناظر یحییٰ بن اکثم کو پیش کیا سب ارکین دولت اس وقت جمع تھے۔ خلیفہ نے جناب امام کے لئے ایک مکلف مسند بچھانے کا حکم دیا۔ جب جناب نے اس پر جلوس فرمایا یحییٰ نے ان سے چند مسائل پوچھے آپ نے ملائم انسے جواب دیئے خلیفہ نے کہا یا ابا جعفر آپ نے بہت ہی اچھی طرح سے ان کے مسائل کا جواب دیا ہے۔ اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ یحییٰ سے ضرور پوچھیں۔ آپنے یحییٰ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا اور وہ اسوقت حرام تھی۔ پھر آفتاب کے طلوع کیوقت وہ اس پر حلال ہوگئی۔ پھر ظہر کے وقت اس پر حرام ہوگئی اور عصر کیوقت پھر حلال ہوگئی پھر مغرب کیوقت حرام ہوگئی پھر عشا کو حلال ہوگئی۔ اور آدھی رات کو حرام ہوگئی۔ پھر فجر کو حلال ہوگئی۔ یحییٰ نے کہا میں اس مسئلہ نہیں جانتا

تیرے ابن عم نے کیا ہے۔ متوکل کہنے لگا شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو۔

وتوفی ابو الحسن علی الهادی وله من العمر اربعون سنة یوم الاثنین لخمس لیال بقین من جمادی الآخرة سنة ۲۵۴ھ ودفن فی داره بسر من راه ویقال انه مات مسموما وله من الاولاد اربعة اشهرهم حسن الخالص (صواعق محرقہ) جناب امام ابو الحسن علی الہادی پیر کے دن پچیسویں جمادی الآخر ۲۵۴ھ کو فوت ہوئے۔ آپکی عمر چالیس برس کی تھی اور سامرہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے آپکی بھی زہر سے رحلت ہوئی ہے آپکی چار اولاد تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہوئے۔

مناقب الامام حسنؑ الخالص علیہ السلام

امه ام ولد یقال لها سوسن وکنیته ابو محمد والقابه الخالص والسراج والعسکری ولد بالمدینة لثمان خلون ربیع الآخر سنة ۲۳۲ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام سوسن تھا آپ کی کنیت ابو محمد اور آپکے القاب الخالص اور السراج اور عسکری تھے آٹھویں ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

وقع لبهلول معه انه رآه وهو صبی یبکی والصبیان یلعبون فظن انه یتحسر علی ما فی ایدیهم فقال اشتری ما تلعب فقال یا قلیل العقل ما للعب خلقنا فقال له فلماذا خلقنا قال للعلم والعبادة فقال له من این لك ذلك قال من قول الله تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ثم سأله ان یعظه فوعظه بابیات ثم خر الحسن مغشیا علیه فلما افاق قال له ما نزل بك وانت صغیر لا ذنب لك فقال الیك عنی یا بهلول انی رأیت والدتی توقد النار بالحطب الکبار فلا تتقد الا بالصغار وانی اخشی ان اکون من صغار حطب جهنم۔ ولما حبس قحط الناس بسر من رأی قحطا شدیدا فامر الخلیفة المعتمد بن المتوکل بالخروج للاستسقاء ثلاثة ایام فلم یمطروا فخرج النصاری ومعهم راهب کلما مد یده الی السماء هطلت ثم فی الیوم الثانی کذلك فشك بعض الجهلة وارتد بعضهم فشق ذلك علی الخلیفة فامر باحضار الحسن الخالص فقال ادرك امة جدك رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل ان تهلك فقال الحسن یخرجون غدا وازیل الشك ان شاء الله تعالی وکلم الخلیفة فی اطلاق اصحابه من السجن فاطلقهم له فلما خرج الناس للاستسقاء ورفع الراهب یده مع النصاری غیمت السماء فامر الحسن بالقبض علی یده فاذا فیها عظم آدمی فاخذ من یده وقال استسق فرفع یده فزال الغیم وطلعت الشمس فعجب الناس من ذلك فقال الخلیفة للحسن ما هذا یا ابا محمد فقال هذا عظم نبی ظفر به هذا الراهب من بعض القبور وما کشف عن عظم نبی تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتحنوا ذلك العظم فکان کما قال وزالت الشبهة عن الناس ورجع الحسن الی داره واقام عزیزا مکرما وصلات الخلیفة الیه کل وقت (صواعق محرقہ) آپ

ابھی لڑکے ہی تھے کہ آپ کو بہلول دانا نے دیکھا کہ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ اور آپ انکے قریب کھڑے رو رہے

یجعل رسالته ونقل بعض الحفاظ ان امراۃ زعمت انها شریفة بحضرۃ المتوکل فسال عن یخبر بذلك فدل علی علی العسکری فجاء فاجلسه معه علی سریرہ فسال یخبرہ بذلك فقال ان الله حرم اولاد الحسین علی السباع فلتلق السباع فعرض علیها ذلك فاعترفت بکذبها ثم قیل للمتوکل الا تجرب ذلك فیه فامر بثلاثة من السباع فجی بها فی صحن قصرہ ثم دعاہ فلما دخل بابه اغلقت علیه والاسباع قد اصمت الاسماع من زئیرها فلما مشی فی الصحن یرید الدرجة مشت الیه فسکنت فتمسحت ودارت حوله وهو یمسحها بکمه ثم ربضت فصعد المتوکل وتحدث معه ساعة ثم نزل ففعلت معه الاول حتی خرج فاتبع المتوکل بجائزۃ عظیمة فقیل للمتوکل افعل کما فعل ابن عمك قال اتریدون قتلی (صواعق محرقہ)

آپ کا نام عسکری اس وجہ سے ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سر من راہ میں جسے سامرہ بھی کہتے ہیں نکالے گئے تھے اور سامرہ کا دوسرا نام عسکر بھی ہے۔ اس لئے آپ عسکری مشہور ہوئے۔ آپ علم اور سخاوت میں اپنے والد ماجد کے وارث تھے۔ ایک دفعہ کوفہ کے اعراب میں سے ایک اعرابی آپکی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ میں آپ کی جدامجد کی دوستی کے ساتھ متمسک ہوں اور قرض کے بوجھ سے دب گیا ہوں۔ میں آپکے سوا اسکے ادا ہونیکی سبیل نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا تجھے کتنا قرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم آپنے فرمایا تو غم نہ کھا انشأ اللہ ادا ہوجائے گا۔ آپنے اس کو دس ہزار درہم کا تمسک لکھدیا اور کہا کہ اس تمسک کو لیکر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئیو اور سخت تقاضا کیجیو۔ اُس نے ولیسا ہی کیا۔ آپ نے اس سے میٹھی باتیں کرکے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا۔ اُس نے تیس ہزار درہم آپکی خدمت میں بھیجے آپنے وہ سب اُس اعرابی کو دیدیئے۔ اعرابی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میری نہایت درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے۔ بیس ہزار آپ لیلیں آپنے تیس ہزار درہم میں سے ایک درہم کے بھی واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت سے یہ کہتا ہوا لوٹا کہ اللہ تعالٰے اپنی رسالت کے مقام کو خوب پہچانتا ہے۔

بعض حافظان اخبار بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے سیدانی ہونیکا دعویٰ کیا۔ متوکل نے کہا کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ میں آزمائش کیجائے۔ لوگوں نے جناب امام علی العسکری کیطرف دلالت کی کہ متوکل نے جناب امام کو بلاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور اُس عورت کے دعوی سیادت میں امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے۔ تم درندوں کو اُس کے پیچھے ڈال دو یہ سن کر اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ لوگوں نے متوکل سے کہا تم ان کا تجربہ کیوں نہیں کرتے متوکل نے تین درندے قصر کے صحن میں چھڑوا دیئے۔ پھر جناب امام کو بلوایا آپکو اُس میں داخل کرکے دروازہ بند کردیا اور خود چھت پر چڑھ کر تماشا دیکھنے لگا جب درندوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ تو خاموش ہوگئے جب آپ صحن میں پہنچکر سیڑھی پر چڑھنے لگے تو درندے آپ کی طرف بڑھے اور ٹھہر گئے اور آپ کو چھوکر گرد پھرنے لگے آپ اپنی آستین اُن پر ملتے تھے۔ پھر درندے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چھت پر سے باتیں کرتا رہا اور اُتر آیا۔ پھر جناب صحن سے باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپکے پاس گراں بہا صلہ بھیجا۔ لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا کرکے دکھا جس طرح سے

فصول المہمہ میں لکھا ہے۔ کہ جب امام کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تمام سامرہ ہل گیا۔ اور شور و غل برپا ہو گیا۔ بازاروں میں ہڑتال ہوگئی۔ دوکانیں بند ہو گئیں۔ تمام بنی ہاشم اور قصاص کا حکم دینے والے اور مفتی اور قاضی اور عدالتی لوگ اور عامہ خلائق نکلے جنازے کو دوڑی۔ سمجھنے والے اس دن قیامت کا نمونہ تھا۔ جب لوگ آپ کی تجہیز سے فارغ ہوئے خلیفہ نے اپنے بھائی عیسیٰ بن المتوکل کو نماز کے لیے بھیجا۔ اس نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ اور گھر میں دفن کیا جس میں آپ کے والد ماجد دفن ہوئے تھے۔ آپ نے ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ کے دن ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا تھا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابوالقاسم محمد الحجہ کے سوا آپ کی اور کوئی اولاد نہیں رہی۔

مناقب الامام المہدی علیہ السلام

اسمہ محمد کنیتہ ابوالقاسم لقبہ الحجۃ والمہدی والخلف الصالح والقائم والمنتظر وصاحب الزمان وعمرہ عند وفات ابیہ خمس سنین لکن آتاہ اللہ فیہا الحکمۃ ویسمی القائم المنتظر لانہ ستر و غاب فلم یعرف این ذہب (صواعق محرقہ) علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا اسم مبارک محمدؐ اور کنیت ابوالقاسم ہے یعنی نام اور کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اور کنیت کے مطابق ہیں۔ اور آپ کا لقب الحجہ اور المہدی اور الخلف اور الصالح اور القاسم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے۔ آپ کے والد کی وفات کے وقت آپ کی عمر پانچ برس کی تھی۔ لیکن خدا نے اس چھوٹی سی عمر میں آپ کو حکمت عطا کی تھی۔ اور اس لیے آپ کا نام قائم رکھا گیا۔ آپ پوشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

قال الشیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلۃ علی کون المہدی حیا باقیا بعد غیبتہ الی الآن وانہ لا امتناع فی بقائہ کبقاء عیسیٰ بن مریم والخضر والالیاس من اولیاء اللہ وبقاء الاعور الدجال والابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ وہولاء قد ثبت بقاءہم بالکتاب والسنۃ۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المسمی بالبیان فی اخبار صاحب الزمان میں جہاں پر کہ انھوں نے بعد غائب ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک ان کی زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور خضر اور الیاس کے جو خدا کے دوست ہیں اور اعور دجال اور ابلیس لعین کی بقا کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں۔ جناب مہدی علیہ السلام کے بقا میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

احادیث مرویہ متعلق وجود صاحب الامر علیہ السلام

(۱) عن عبداللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی وعلی رأسہ غمامۃ فیہا منادی ینادی ہذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ (اخرجہ ابونعیم والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی) عبداللہ بن

ہیں بہلول کو خیال آیا کہ شاید آپ اس چیز کے لئے روتے ہیں جس سے لڑکے کھیل رہے ہیں۔ بہلول نے کہا میاں صاحبزادے میں ایسی کھیلنے کی چیز تمہیں بھی مول لے دوں۔ آپ نے فرمایا اے کم عقل ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا ہوئے۔ بہلول نے کہا پھر ہم کس چیز کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا علم اور عبادت کے لئے بہلول نے کہا آپ نے یہ بات کہاں سے حاصل کی ہے آپ نے کہا خدائے پاک کے کلام مجید سے کیا تم جانتے ہو کہ تم بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے۔ پھر بہلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں پوچھیں آپ نے چند پند آمیز شعر پڑھے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بیہوش ہو کر بہلول پر گر گئے۔ جب افاقہ میں آئے تو اُس نے پوچھا کہ آپکو کیا ہوا ہے۔ آپ ابھی بچے ہیں آپ نے تو ابھی کوئی خطا بھی نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اے بہلول میری پاس سے ہٹ جا میں نے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ موٹی لکڑیوں کو آگ نہیں لگی۔ جبتک کہ اُس نے پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں اسی طرح سے ہی مجھے بھی ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کی چھوٹی لکڑی نہ بن جاؤں۔ اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے لوگوں میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ معتمد بن متوکل نے لوگوں کو تین دن کی نماز استسقا کیواسطے شہر سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن مینہ نہ برسا۔ عیسائیوں کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا۔ اُن میں ایک راہب تھا۔ جب اُس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسرے روز بھی اسی طرح ہوا۔ بعض جاہلوں کو شک پیدا ہو گیا اور دین سے ہٹنے لگے خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری۔ حسن خالص علیہ السلام کو بلا کر کہا اپنی جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی دستگیری فرماویں۔ قبل اس کے کہ ہلاک ہو جاوے جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہئے کہ کل شہر سے باہر نکلیں۔ انشاء اللہ میں شک زائل کردونگا۔ خلیفہ نے امام کے تمام اصحاب کو قید خانہ سے نکال دینے کا حکم دیا۔ وہ سب رہا کئے گئے جب نماز استسقا کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ راہب نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا۔ جناب حسن نے راہب کے ہاتھ پکڑنیکا حکم دیا۔ اُس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی۔ آپ نے وہ ہڈی اُسکے ہاتھ سے لے لی اور کہا بارش طلب کر اُس نے ہاتھ اُٹھایا ابر کھل گیا۔ آفتاب نکل آیا لوگ اس بات سے نہایت متعجب ہوئے۔ خلیفہ جناب امام سے کہا یا ابا محمدؑ یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ کسی نبی کے جسم مبارک کی ہڈی ہے جو کسی قبر سے اس راہب کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا یہ خاصہ ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کرکے دکھائی جاوے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسکا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ لوگوں کا شبہ مٹ گیا۔ جناب امام اپنے گھر کو تشریف لے گئے اور نہایت عزت و تکریم سے اقامت گزین رہے۔ اکثر بادشاہی العادات اُنکی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے۔

وفی فصول المہمہ ولما ذاع خبر وفاتہ ارتجت سر من رای وقامت صیحۃ واحدۃ وعطلت الاسواق وغلقت دکاکین ورکب بنوہاشم القواد والکتاب والقضاۃ والمعدلون وسائر الناس الی جنازتہ فکانت سر من رای یومئذ شبیہۃ بالقیامۃ فلما فرغوا من تجہیزہ بعث الخلیفۃ الی عیسی بن المتوکل لیصلی علیہ وصلی علیہ ودفن بالبیت الذی دفن فیہ ابوہ وکانت وفاتہ فی یوم الجمعۃ لثمان خلون من شہر ربیع الاول سنۃ ۲۶۰ھ وعمرہ ثمان وعشرون سنۃ ویقال سم ایضاً لم یخلف غیر ولدہ ابو القاسم محمد الحجۃ

قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً (اخرجہ احمد وابوداؤد وابونعیم والترمذی وقال حسن صحیح) ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالیٰ اس دن کو اس قدر بڑھائے گا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا۔ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہو گی ۔ (احمد بن حنبل، ابونعیم، ترمذی)

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لبعث اللہ فیہ رجلاً من عترتی یملأہا عدلاً کما ملئت جوراً (اخرجہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ وفی روایۃ احمد و ابوداؤد والترمذی والدیلمی لا تذہب الدنیا حتی یملک رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی۔ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر دنیا میں ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالیٰ اسی ایک دن میں میری عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا۔ جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی۔ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد اور ترمذی اور دیلمی نے یوں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نہیں گزرے گی دنیا جب تک میرے اہلبیت میں سے ایک آدمی اس کا مالک نہیں ہو جائے گا۔ جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۹) عن ثابت بن قرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتملأن الارض جوراً وظلماً فاذا ملئت جوراً وظلماً لیبعث اللہ رجلاً منی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأہا عدلاً وقسطاً کما ملئت جوراً وظلماً فلا تمنع السماء شیئاً من قطرہا ولا الارض شیئاً من نباتہا یمکث فیکم سبعاً او ثمانیاً فان اکثر فتسعاً۔ (اخرجہ الطبرانی والبزار) ثابت بن قرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ زمین ظلم اور جور سے بھر جائے گی اور جب ظلم اور جور سے بھر جائے گی تو پروردگار مجھ میں سے ایک آدمی کو برانگیختہ کرے گا۔ اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے مطابق ہوگا۔ وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے ہوگی پس آسمان اپنے ایک قطرہ کو نازل ہونے سے اور زمین ایک تنکے کے پتے کو اگنے سے نہیں روک سکے گی۔ وہ تم میں سات یا آٹھ برس ٹھہرے گا۔ اگر اس سے زیادہ ٹھہرا تو نو برس ۔ (طبرانی)

(۱۰) عن زر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذہب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی (اخرجہ ابوداؤد) زر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائے گی۔ جب تک کہ عرب کا مالک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا ۔ (ابوداؤد)

(۱۱) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتملأن الارض ظلماً وعدواناً ثم لیخرجن من اہل بیتی رجل یملأہا قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وعدواناً ویقسم المال بالسویۃ ویجعل اللہ الغنی فی قلوب ہذہ الامۃ فیملک سبعاً او تسعاً ولا خیر فی عیش الحیٰوۃ بعد المہدی (اخرجہ ابن الحارث واحمد و

عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ۔ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ؑ پیدا ہوگا ۔ اور اس کے سر پر بعل سایہ کی ہوئی ہوگی ۔ غیب سے ندا کرنے والا ندا کریگا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اس کا اتباع کرو ۔ (عرف الوردی للسیوطی)

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی وھو اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا (اخرجہ الطبرانی وابو داؤد وابو نعیم والدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے ۔ کہ مہدی مجھ میں سے ہے ۔ چمکتی ہوئی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جور سے بھری گئی ہوگی ۔ (حافظ ابو نعیم ابو داؤد طبرانی وغیرہ)

(۳) عن عبد الرحمن ابن عوف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللہ من عترتی رجلا افرق الثنایا اجلی الجبھۃ یملأ الارض قسطا وعدلا (اخرجہ ابو نعیم) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے اگلے دانت کشادہ ہوں گے ۔ اور اس کی پیشانی چمکتی ہوگی ۔ وہ عدل اور انصاف سے زمین کو بھر دے گا ۔ (حافظ ابو نعیم)

(۴) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی رجل من ولدی وجھہ کالقمر الدری اللون لون عربی والجسم جسم اسرائیلی علی خدہ الایمن خال کانہ کوکب دری یملأ الارض عدلا کما ملئت جورا یرضی بخلافتہ اھل السماء والارض والطیر فی الجو (اخرجہ ابو نعیم والرویانی فی مسندہ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا ۔ میری اولاد میں سے اس کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کی چمکتا ہوگا اس کا رنگ عرب کے لوگوں کی مانند اور جسم اسرائیلی قوم کے مشابہ ہوگا ۔ اس کے داہنے رخسار پر ایک خال چمکتا ہوا آسمان کے ستارہ کی طرح سے ہوگا ۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی ۔ اس کی خلافت سے آسمان اور زمین کے باشندے اور ہوا کے پرندے خوش ہو جائیں گے ۔ (حافظ ابو نعیم سیوطی)

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منا الذی یصلی عیسی ابن مریم خلفہ (اخرجہ الحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسیٰ بن مریم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے ۔ (حافظ ابو نعیم در حلیۃ الاولیا سیوطی در عرف الوردی)

(۶) عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لن تھلک امۃ انا اولھا وعیسی بن مریم آخرھا والمہدی وسطھا (اخرجہ احمد فی مسندہ وابو نعیم فی عوالیہ وابن ماجۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق مخبر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی ۔ کہ میں اس کا اول ہوں اور آخر اس کے عیسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ اور مہدی علیہ السلام اس کے بیچ میں ہے ۔ (مسند امام احمد بن حنبل و سنن ابن ماجہ)

(۷) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض

شام علی مقدمتہ جبریل وساقتہ میکائیل ۔ محبوب فی الخلائق یطفی اللہ بہ الفتنۃ العمیاء وتامن الارض حتی ان المرأۃ لتحج فی خمس نسوۃ ما معہن رجل لا تتقی شیئاً الا اللہ تعالیٰ یعطی الارض زکوتہا والسماء برکتہا اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر مہدی کے انصار اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہوں گے۔ جبرئیل ان کے مقدمۃ الجیش ہیں۔ اور میکائیل سب سے پچھلی فوج ساقہ میں تشریف رکھتے ہوں گے خدائے پاک مہدی کی برکت سے اندھا دھند کے فتنوں کو مٹا دے گا۔ یہاں تک کہ زمین میں امن پھیل جائے گا۔ کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ حج کرنے کو نکلے گی۔ کوئی مرد ان کے ساتھ نہ ہوگا۔ وہ سوا خدا کے کسی شے سے خوف نہ کھائے گی۔ زمین اپنی زکوٰۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کرے گا۔ (نعیم بن حماد درکتاب فتن وسیوطی در عرف الوردی)

(۱۹) عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاوی الی المہدی امتہ کما یاوی النحل الی یعسوبہا یملا الارض عدلاً کما ملئت جوراً حتی یکون الناس علی امرہم الاول لا یوقظ نائماً ولا یہریق دماً۔ (اخرجہ نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی کی طرف لوگ اس طرح مجتمع ہو جائیں گے جس طرح سے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے قریب جمع ہو جاتی ہیں۔ وہ زمین کو عدل سے یوں بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوگی۔ یہاں تک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہو جائیں گے۔ مہدی نہ کسی سوتے کو جگائے گا اور نہ کسی کا خون بہائیں گے۔

(نعیم بن حماد درکتاب فتن وسیوطی در عرف الوردی)

المہدی کا جناب سیّدہ کی اولاد میں سے ہونا

(۱) عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی والبیہقی والدیلمی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میری آل فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ (ابوداؤد، نسائی، بیہقی، دیلمی)

(۲) عن ام سلمۃ قالت ذکرت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی فقال نعم ہو حق وہو من ولد فاطمۃ (رواہ ابن المنادی فی الملاحم) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ کیا مہدی کا ہونا حق ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں حق ہے۔ وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا۔ (ابن منادی در ملاحم)

(۳) عن الزہری قال المہدی من ولد فاطمۃ وما الخلافۃ الا فیہم (اخرجہ نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہوں گے۔ اور خلافت ان کے سوا نہیں ہے۔ (نعیم بن حماد وسیوطی)

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ دخل البیت فقال اللہ ما ادری ادع خزائن البیت وما فیہ

ابونعیم والسیوطی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائے گی پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا جو اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی۔ وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تونگری کو امت کے لوگوں کے دل میں بھر دے گا۔ وہ سات برس یا نو برس بادشاہ رہے گا۔ اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہے گی ۔ (ابونعیم السیوطی)

(۱۲) عن حامل الصدفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیکون بعدی خلفاء و بعد الخلفاء امراء و بعد الامراء ملوک و بعد الملوک جبابرۃ ثم یخرج من اہل بیتی رجل یملاء الارض عدلاً کما ملئت جورا (اخرجہ الطبرانی) حامل الصدفی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفا ہوں گے۔ اور خلفا کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم اور پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو عدل سے زمین کو بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی ۔ (طبرانی)

(۱۳) عن مقاتل انہ لعلم الساعۃ قال مقاتل وبعض من المفسرین ان ہذہ الآیۃ نزلت فی المہدی (صواعق محرقہ) اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اس کے پیرو مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ۔ (صواعق محرقہ)

(۱۴) عن کعب یقال انما سمی المہدی لانہ یہدی لامر قد خفی و یستخرج التابوت من ارض یقال لہا انطاکیہ (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کعب سے روایت ہے کہ ان کا نام مہدی اس لیے رکھا جائے گا کہ وہ پوشیدہ امروں کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ تابوت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالیں گے ۔ (ابونعیم بن حماد و سیوطی)

(۱۵) عن سلیمان بن عیسیٰ قال بلغنی انہ علی یدی المہدی یظہر تابوت السکینۃ من بحیرۃ طبریۃ حتی یحمل فیوضع بین یدیہ ببیت المقدس فاذا نظر الیہ الیہود اسلمت الا قلیلا منہم (اخرجہ ابونعیم بن حماد الکوفی والسیوطی فی عرف الوردی) سلیمان بن عیسیٰ کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ طبریہ سے نکال کر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھیں گے اسے دیکھ کر بہت تھوڑے یہودی اسلام لائیں گے ۔ (ابونعیم بن حماد و سیوطی)

(۱۶) عن جعفر بن یسار الشامی قال یبلغ رد المہدی المظالم حتی کان تحت ضرس الانسان شیء انتزعہ حتی یردہ (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو لوٹا دیں گے۔ یہاں تک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی جڑوں سے نکال کر وہ چیز واپس لائیں گے ۔ (ابونعیم بن حماد و سیوطی)

(۱۷) عن علی قال ویحا للطالقان فان للہ کنوزا لیست من ذہب ولا فضۃ ولکن بہا رجال عرفوا اللہ حق معرفتہ وہم انصار المہدی آخر الزمان (اخرجہ نعیم الکوفی کتاب الفتن والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ طالقین پر افسوس ہے خدا کے خزانے ہیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جن کو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے اور وہ مہدی آخرالزمان کے انصار ہیں ۔ (ابونعیم بن حماد و سیوطی)

(۱۸) عن کعب قال قتادۃ۔ المہدی خیر الناس اہل نصرتہ و بیعتہ من اہل کوفان والیمن و ابدال

یقوم بالدین فی آخر الزمان کما قمت بہ فی اول الزمان ویملاء الدنیا عدلا کما ملئت جورا یا فاطمۃ لا تحزنی ولا تبکی فان اللہ عز وجل ارحم بک وارؤف علیک منی وذلک لمکانک منی وموضعک فی قلبی وزوجک ھو اشرف اھل بیتی حسبا واکرمھم منصبا وارحمھم بالرعیۃ واعدلھم بالسویۃ وابصرھم بالقضیۃ وقد سالت ربی عز وجل ان تکونی اول من یلحقنی قال علی فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم تبق فاطمۃ الا خمسۃ وسبعین یوما حتی الحقھا اللہ تعالی بہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم والسیوطی فی زوائد الوردی)

علی ابن الہلالی الحمل سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض الموت میں حضورؐ کے پاس گیا۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں حضرتؐ کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہؓ کی گھگی بند ہوگئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح دیکھ کر ان میں تمہارے والد کو انتخاب کیا۔ اور ان کو مبعوث بالرسالۃ کرکے بھیجا۔ پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھکر تمہارے شوہر کو منتخب کیا۔ اور مجھے حکم دیا اور میں نے تمہارا نکاح ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدا نے سات ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں۔ اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیں گی۔ میں خاتم النبیین اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر اور خدا کے نزدیک ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے افضل اور ان سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبدالمطلب تمہارے والد ماجد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے اور ہم اہلبیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو سبز پر ہیں۔ اور فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اڑتا پھرتا ہے۔ اور وہ تمہارے ابن عم اور تمہارے شوہر کا بھائی ہے اور اس امت کے اسباط ہم میں سے ہیں۔ اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن اور حسین ہیں۔ جو جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان کے والدین ان سے بہتر ہیں اور اسے خدا کی قسم ہے جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس امت کا مہدی بھی ان دونوں میں سے پیدا ہوگا۔ جبکہ دنیا میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے۔ آمد و رفت کے راستے رک جائیں گے۔ ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں۔ نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائے گا۔ اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس کو برانگیختہ کرے گا۔ اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھولے گا۔ جیسا کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے۔ اور وہ آخر زمانہ میں اسکو قائم کرے گا جس طرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دے گا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت روؤ۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا درجہ میرے نزدیک بلند ہے۔ تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے۔ تمہارا شوہر حسب میں میرے سب اہلبیت سے افضل ہے اور ان کا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے۔ اور وہ رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور سب سے زیادہ جھگڑوں کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملائے گا۔ علی ابن الہلالی

من السلاح والمال واقسمہ فی سبیل اللہ فقال لہ علی بن ابی طالب امض یا امیر المؤمنین فلست بصاحبہ انما صاحبہ منا شاب من قریش یقسمہ فی سبیل اللہ فی اخر الزمان (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ میں تشریف لے جاکر کہنے لگے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیت اللہ کے خزانہ کا مال اور اس کے ہتھیار لوگوں کو تقسیم کر دوں۔ یا اسی طرح پر رکھا رہنے دوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے امیر المومنین جس طرح پر ہے۔ اسی طرح پر اس کو رہنے دو۔ آپ اس کی تقسیم کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ اس کی تقسیم کرنے کا اہل ایک نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ وہ اس کو خدا کی راہ میں تقسیم کریگا۔ (نعیم بن حماد و سیوطی)

(۵) عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تمضی الایام واللیالی حتی یلی منا اھل البیت فتی لم تلبسہ الفتن ولم یلبسھا فقال یا ابن عباس یعجز عنھا مشیختکم ولا ینالھا شبابکم وھو امر اللہ یوتیہ من یشاء۔ (اخرجہ ابن شیبۃ فی مصنفہ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور رات کا سلسلہ تب تک نہیں گذرنے پائے گا جب تک کہ ہم اہلبیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئے گا۔ نہ تو فتنے اس سے مشابہ ہونگے اور نہ وہ فتنوں سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بوڑھے اس سے عاجز آجائیں گے اور تمہارے نوجوان اس سے نہیں لپٹنے پائیں گے یہ ایک اللہ تعالی کا حکم ہے۔ جسے چاہے عطا کرے۔ (ابن شیبہ و سیوطی)

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک الارض اربعۃ مومنان وکافران فالمومنان ذوالقرنین وسلیمان والکافران نمرود وبخت نصر وسیملکھا خامس من اھل بیتی (اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ والسیوطی فی عرف الوردی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومنوں سے اور کافروں سے دو دو آدمی تمام روئے زمین کے مالک ہوئے ہیں۔ مومنوں سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام اور کافروں سے نمرود اور بخت نصر پانچواں ہم اہلبیت میں سے تمام روئے زمین کا مالک ہوگا۔ (ابن جوزی و سیوطی)

(۷) عن علی ابن الہلالی المکی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شکایتہ التی قبض فیھا فاذا فاطمۃ عند رأسہ فبکت حتی ارتفع صوتھا فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ الیھا فقال حبیبتی فاطمۃ ما الذی یبکیک فقالت اخشی الضیعۃ من بعدک فقال حبیبتی اما علمت ان اللہ عزوجل اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھا اباک فبعثہ بالرسالۃ ثم اطلع اطلاعۃ فاختار منھا بعلک فاوحی الی ان انکحک ایاہ یا فاطمۃ نحن اھل البیت قد اعطانا اللہ سبع خصال لم یعط احداً قبلنا ولا یعطی احداً بعدنا انا خاتم النبیین واکرم النبیین علی اللہ واحب المخلوقین الی اللہ وانا ابوک ووصیی خیر الاوصیاء واحبھم الی اللہ عزوجل وھو بعلک وشھیدنا خیر الشھداء واحبھم الی اللہ وھو حمزۃ بن عبد المطلب وھو عم ابیک وعم بعلک ومنا من لہ جناحان اخضران یطیر فی الجنۃ مع الملئکۃ حیث یشاء وھو ابن عم ابیک واخو بعلک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما ابناک الحسن والحسین وھما سیدا شباب اھل الجنۃ وابوھما والذی بعثنی بالحق خیر منھما یا فاطمۃ والذی بعثنی بالحق ان منھما مھدی ھذہ الامۃ اذا صارت الدنیا ھرجاً ومرجاً وتظاھرت الفتن وتقطعت السبل واغار بعضھم علی بعض فلا کبیر یرحم صغیراً ولا صغیر یوقر کبیراً فیبعث اللہ عند ذلک منھما من یفتح حصون الضلالۃ وقلوبا غلفا

(۱۴) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ المہدی من ولدک (اخرجہ ابو نعیم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا ۔ (ابو نعیم)

(۱۵) عن قتادۃ قلت لسعید بن المسیب حق المہدی قال نعم ھو حق قلت ممن ھو قال من قریش قلت من ای قریش قال من بنی ھاشم قلت من ای بنی ھاشم قال من ولد عبد المطلب قلت من ای ولد عبد المطلب قال من اولاد فاطمۃ قلت من ای اولاد فاطمۃ قال حسبک الآن (رواہ المناوی فی الملاحم) قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے امام تابعین سعید بن المسیب سے کہا کہ کیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں ان کا ہونا حق ہے میں نے کہا وہ کس قوم میں سے ہونگے وہ کہنے لگے قریش میں سے۔ میں نے کہا قریش کے کس گروہ میں سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم سے۔ میں نے کہا کون سے بنی ہاشم میں سے وہ کہنے لگے عبد المطلب کی اولاد میں۔ میں نے کہا عبد المطلب کی کس اولاد میں سے وہ بولے فاطمہ کی اولاد میں سے میں نے کہا فاطمہ کی کس اولاد میں سے تو وہ بولے اب تجھے اتنی بات ہی کافی ہے (مناوی)

(۱۶) عن انس بن مالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن بنو عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمہدی (اخرجہ ابن ماجہ والدیلمی) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی ۔ (ابن ماجہ دیلمی)

(۱۷) عن حذیفۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ما ھو کائن ثم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالی ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من ولدی اسمہ اسمی فقام سلمان فقال یا رسول اللہ من ای ولدک ھو قال من ولدی ھذا وضرب بیدہ علی الحسین (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا اور جو ہونے والی باتیں تھیں ان کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہ رہے گا تو اللہ تعالی اسی قدر دراز کریگا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کریگا۔ جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے کس فرزند میں سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے اس فرزند میں سے ہوگا اور ہاتھ مبارک حضرت حسین علیہ السلام پر مارا ۔ (ابو نعیم در حلیہ)

(۱۸) عن ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شہدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال بلی اخبرک ان رسول اللہ صلعم مرض مرضۃ نقہ منہا فدخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلعم فلما رأت ما برسول اللہ صلعم من الضعف خنقتہا العبرۃ حتی بدت دموعہا علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلعم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ بعدک یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ تعالی اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منہم بعلک فاوحی الی فانکحتہ منک واتخذتہ وصیا اما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجتک اعلمہم علما واکثرہم حلما واقدمہم سلما فضحکت فاطمۃ واستبشرت فاراد رسول اللہ ان یزیدہا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ لمحمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ ولعلی ثمانیۃ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہیہ عن المنکر یا فاطمۃ نحن اھل البیت اعطینا ست خصال لم یعطہا احد من الاولین ولا یدرکہا الآخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وھو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وھو بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وھو حمزۃ عم ابیک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما ابناک ومنا مہدی الامۃ الذی یصلی عیسی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا مہدی الامۃ

ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچہتر دن سے زیادہ زندہ نہ رہیں۔ خدا نے بہت جلدی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا۔ (طبرانی، سیوطی)

(۸) عن علی قال اذا نادی المنادی من السماء ان الحق فی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذلک یظہر المہدی علی افواہ الناس ویشربون حبہ ولا یکون لہم ذکر غیرہ اخرجہ ابو نعیم والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا پکارے گا۔ کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور اس آواز کے قریب مہدی ظاہر ہوگا۔ لوگوں کو اس کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ اس کے ذکر کے سوا کسی دوسرے کا ذکر ان کی زبان پر نہ ہوگا۔ (ابو نعیم و سیوطی)

(۹) عن ابی جعفر قال ینادی منادی من السماء ان الحق فی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وینادی منادی من الارض ان الحق فی آل عیسیٰ وقال العباس: انما الصوت الاسفل کلمۃ الشیطان والصوت الاعلیٰ کلمۃ اللہ العلیا (اخرجہ ابو نعیم والسیوطی) ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنے والا زمین سے پکارے گا کہ حق آل عیسیٰ کا ہے عباس کہتا ہے کہ صوت اسفل شیطان کی آواز اور صوت اعلیٰ خدائے برتر کی آواز ہوگی۔ (ابو نعیم سیوطی)

(۱۰) عن مکحول عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنا المہدی ام من غیرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بل منا یختم اللہ بہ کما بنا فتح (اخرجہ نعیم بن الحماد وابو نعیم والسیوطی فی عرف الوردی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا۔ یا کہ ہمارے غیر میں سے۔ حضرت صلعم نے فرمایا بلکہ ہم میں سے ہوگا۔ اللہ اس پر خاتمہ کرے گا۔ جیسا کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔ (نعیم بن حماد و ابو نعیم و سیوطی)

(۱۱) عن ابی ھریرۃ قال حدثنی خلیلی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یخرج علیہم رجل من اہل بیتی فیضربہم حتی یرجعون الی الحق قلت۔۔۔ قلت وکم یملک قال خمسا واثنین (اخرجہ ابو یعلی والسیوطی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جناب ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہلبیت کا نہیں برآمد ہوگا۔ پس وہ ان کو مارے گا۔ یہاں تک کہ وہ پھر حق کی طرف رجوع کریں گے۔ میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کرے۔ آپ نے فرمایا ۵ دن ۲ برس۔

(۱۲) عن سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃ فتذاکرنا المہدی فقالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابن ماجۃ) سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدی کا ذکر کر رہے تھے۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا میں نے مخبر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔ (ابن ماجہ)

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابو داؤد) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی میری آل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(اخرجہ الدار قطنی) ابوہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری کے پاس جا کر کہا۔ آپ جنگ بدر میں موجود تھے۔ وہ بولے ہاں میں موجود تھا۔ میں نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی حدیث بیان کر سکتے ہو۔ جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کے حق میں سنی ہے۔ وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے تو جناب فاطمہ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ میں حضرتؐ کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب فاطمہ نے آنحضرت صلعم کی حالت ضعف کو دیکھا تو رونے سے انھیں اچھو آگیا۔ اور رخساروں پر آنسو نمایاں ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے ان سے فرمایا اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے ڈرتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ پروردگار نے روئے زمین کے باشندوں پر اطلاع پا کر تیرے باپ کو چن لیا۔ پھر دوبارہ اطلاع پا کر ان میں سے تیرے خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پھر خدا نے میری جانب وحی کی اور میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔ اور اس کو اپنا وصی بنایا۔ تو نہیں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص تیرے حق میں کی ہیں۔ میں نے تیرا نکاح ایسے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور حلم میں سب سے اچھا اور صلح میں سب سے مقدم ہے۔ پس جناب فاطمہ ہنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے چاہا کہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ اور ان کی آل کے نصیب کی ہیں انکا اور دل بڑھائیں پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علی کے آٹھ دانت یعنی مناقب ہیں۔ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور حکمت حاصل کرنا اور اس کی زوجہ کریمہ کا ہونا اور حسنؑ و حسینؑ کا اس کی اولاد میں سے ہونا۔ اور اس کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ یا فاطمہ ہم اہلبیت ہیں۔ ہمیں چھ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پچھلے بھی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا خاوند ہے اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تیرے باپ کا چچا ہے۔ اور اس امت کے سبط بھی ہم ہی سے ہیں۔ اور وہ تیرے دونوں بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہمیں میں سے ہے کہ جس کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر جناب حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے امت کا مہدی پیدا ہوگا۔

اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اولاد امجاد کا حال گو سیجدہ تفصیل یا اجمال ہی سے لکھا جائے تو یہ مجالہ ہرگز اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف با بن عقبہ کی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے کہ جناب امیر کی نسل میں سے کیسے کیسے چمکتے ستارے پیدا ہوئے ہیں۔ جن سے کہ روئے زمین پر ہدایت کی روشنی پھیل رہی ہے۔ (دار قطنی)

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الثَّالِثُ مِنْ اَرْجَحِ الْمَطَالِبِ فِیْ عَدِّ مَنَاقِبِ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبْ

وَیَلِیْہِ الْبَابُ الرَّابِعُ

چوتھا باب جناب امیر علیہ السلام کی خصوصیات میں

المسمیٰ

بالعروۃ الوثقیٰ فی خصائص المرتضیٰ

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

عن فاطمة بنت اسد ام علي قالت لما ضربت لاربعة اشهر من حملي بعلي ابن ابي طالب كان محمد صلی اللہ علیه وسلم اذا اقبل الي يقول يا امي مالك قد تغيرت قلت اما علمت اني حامل فقال محمد صلی اللہ علیه وسلم لابي طالب ان كانت انثى فزوجنيها فقال ابو طالب ان كان ذكرا فهو لك عبد وان كانت انثى فهي لك امة فلما وضعته جعلته في غشاوة فقال ابو طالب لا تفتحوه حتى ياتي محمد فياخذ حقه فجاء محمد صلى الله عليه وسلم ونقض الغشاوة فاخرج منها غلاما حسنا فغسله بيده وسماه عليا وبزق في فيه واصلح امره ثم القمه لسانه فما زال علي يمصه حتى نام فلما كان من الغد طلبنا له ظئرا فابى ان يقبل ثديا فدعونا محمدا صلى الله عليه وسلم فالقمه لسانه فنام فكان كذلك ما شاء الله اخرجه الامام الفقيه الحسين الكاكي في كتابه واحة ذي الصلابة في محبة الصحابة (جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علی کو میرے پیٹ میں ہوئے چار مہینے گزر چکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے ماں جان تم روز بروز کیوں زرد پڑتی جاتی ہو۔ میں نے عرض کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس سے میرا نکاح کر دینا۔ ابو طالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ آپ کا غلام ہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ آپ کی لونڈی ہوگی۔ جب مجھے لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا ابو طالب کہنے لگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں اس کو مت کھولنا۔ وہ آکر خود اپنے حق کو لیں گے۔ اتنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا۔ اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سے نکالا۔ اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی اس کا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ وہ لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنے لگا۔ اور چوستے چوستے سو گیا۔ دوسرے روز ہم نے دودھ پلانے والی عورت بلائی اس لڑکے نے عورت کا پستان منہ میں نہ لیا۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

کر دیا تھا۔ حضرت نے آگے زبان مبارک کو اس کے منہ میں ڈالا۔ وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا پھر سو گیا۔ اسی طرح خدا نے جب تک چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہی کو چوستا رہا۔

قال محمد بن طلحة الشافعي ولد في ليلة الاحد الثالث والعشرين من شهر رجب سنة تسعمائة وعشرين من تاريخ الفارسي المضافات الى اسكندر [illegible] وكان ملك فارس يومئذ پرويز بن هرمز ولد بالكعبة البيت الحرام وكان مولده بعد ان تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم بخديجة بثلث سنين وكان عمر رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ وقت ولادته ثمانيا وعشرين سنة (مطالب السئول) محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد اتوار کی رات رجب کی تیئسویں سنہ ۹۳۰ء اسکندری کو ہوا۔ ان دنوں ہرمز کا بیٹا پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین برس شادی ہونے کے بعد آپ علیہ خانۂ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس تھا۔

عن علي بن الحسين قال كنا زوار الحسين وهناك نسوة كثيرة اذ اقبلت منهن امرأة فقلت من انت رحمك الله قالت انا زيدة بنت العجلان من بني ساعدة فقلت لها هل عندك شيء تحدثيني به قالت اي والله حدثتني عمارة بنت عبادة بنت نضلة بن مالك بن العجلان الساعدي انها كانت ذات يوم في نساء من العرب اذ اقبل ابو طالب كئيبا حزينا فقلت ما شانك قال ان فاطمة بنت اسد في شدة من المخاض ثم اخذ بيدها وجاء بها الكعبة وقال اجلسي على اسم الله فطلقت طلقة واحدة فولدت غلاما مسرورا نظيفا منظفا لم ار كحسن وجهه فسماه عليا وحمله النبي صلى الله عليه حتى اداه الى منزلها قال علي بن الحسين فوالله ما سمعت بشيء قط الا وهذا احسن منه (اخرجه الفقيه ابن المغازلي الشافعي في المناقب) جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ ہم کربلا معلیٰ کی زیارت کر رہے تھے وہاں بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں۔ ان میں سے ایک عورت بڑھ کر ہمارے پاس آئی۔ ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں۔ میرا نام زیدہ بنت العجلان ہے۔ ہم نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ یاد ہو تو ہم سے بیان کر۔ وہ کہنے لگی مجھ سے عمارہ بنت عبادہ بنت نضلہ بن مالک بن عجلان الساعدی کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی۔ اتنے میں ابوطالب تشریف لائے ان کے چہرے سے آثار حزن نمایاں تھے۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے وہ فرمانے لگے فاطمہ بنت اسد کو درد لگ رہی ہیں۔ پھر فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ میں لے گئے اور کہا خدا کا نام لے کر یہیں بیٹھ جا۔ ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش شکل لڑکا اس کو پیدا ہوا۔ اس حسن و جمال کا لڑکا ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا نام ابوطالب نے علی رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کے ساتھ اس کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ واللہ ہم نے اس سے بہتر کبھی کوئی بات نہیں سنی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا آغوش سرورِ عالم صلعم میں تربیت پانا

عن ابی الحجاج مجاہد بن جبیر قال کان من نعمۃ اللہ علی علی وما اراد اللہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمۃ شدیدۃ وکان ابو طالب ذا عیال کثیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ العباس وکان من ایسر بنی ہاشم یا عم ان اخاک ابا طالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ما تری فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ اخذ من بنیہ رجلا فنکفلہما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا ابا طالب فقالا انا نرید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما ہم فیہ فقال لہما ابو طالب اذا ترکتما لی عقیلا فاصنعا ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا حتی بعثہ اللہ عزوجل نبیا فاتبعہ وآمن بہ وصدقہ (مطالب السؤل والریاض النضرۃ) ابو الحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی اور خدا نے ان کے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا۔ کہ اہل مکہ کو دردناک قحط پیش آیا اور ابو طالب کثیر العیال تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہ وہ ان دنوں تمام بنی ہاشم میں بڑے مالدار تھے۔ جاکر کہا کہ اے عمو! ابو طالب بڑے عیالدار ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آرہی ہے۔ تم ہمارے ساتھ ابو طالب کے پاس چلو تاکہ ہم ان کا عیال بانٹ لیں۔ ان کا ایک لڑکا میں لے لوں اور ایک تم لے لو اور ہم ان دونوں کا تکفل حال کریں۔ عباس کہنے لگے بہت بہتر بات ہے۔ دونوں مل کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم آپ کو عیال کے بوجھ سے کسیقدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں۔ تاوقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے ٹل جائے ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو میرے لیے چھوڑ دو اور جو چاہو سو کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا۔ علی ہمیشہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے رہے۔ یہاں تک کہ پروردگار نے حضرت کو نبی مقرر کیا۔ جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

جناب امیر علیہ السلام کی سبقتِ اسلام

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول الناس من ہذہ الامۃ ورودا علی الحوض اولہا اسلاما علی بن ابی طالب اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونے والا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ہذہ الامۃ بعدی اولہا اسلاما علی بن ابی طالب (المسترشد) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے تھے۔ کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان ہذا اول من آمن بی وہذا الفاروق ہذہ الامۃ وہذا یعسوب المؤمنین وہذا

اول من یصافحنی یوم القیمۃ وھذا الصدیق الاکبر (اخرجہ الطبری والدیلمی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کے حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے یہ مومنوں کا یعسوب (امیر) ہے اور سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے۔

(۴) عن ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من امن بی وصدق (اخرجہ الحاکم) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرماتے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے۔

(۵) عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد والترمذی وصححہ) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

(۶) عن ابن عمر وانس بن مالک وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلم علی یوم الثلثاء (اخرجہ البغوی والترمذی والطبرانی) ابن عمر وانس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن علی اسلام لائے۔

(۷) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلت الملائکۃ علی وعلی علی سبع سنین وذالک لانہ لم ترتفع شھادۃ ان لا الہ الا اللہ الی السماء الا منی ومن علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک درود فرشتے بھیجتے رہے ہیں۔ اس وجہ سے کہ بجز میرے اور علی کے آسمان کی طرف کسی کی لا الہ الا اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔

(۸) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اول المسلمین اسلاما واول المومنین ایمانا واعلمھم بایات اللہ واوفاھم بعھد اللہ وارأفھم بالرعیۃ واقسمھم بالسویۃ واعظمھم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں میں پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو۔ اور تم ان سب سے زیادہ خدا کا عہد کو پورا کرنے والے ہو۔ اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے برابر برابر تقسیم کرنے والے اور سب سے خدا کے نزدیک بڑی منزلت والے ہو۔

(۹) عن ابی سعید ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لک یا علی سبع خصال لا یحاجک فیھن احد یوم القیامۃ انت اول المومنین باللہ ایمانا واوفاھم بعھد اللہ وادوفھم بالرعیۃ واقسمھم بالسویۃ واعلمھم بالقضیۃ واعظمھم منزلۃ عند اللہ یوم القیامۃ (اخرجہ الدیلمی عن ابی سعید الخدری والحاکم عن معاذ بن جبل) دیلمی فردوس الاخبار میں ابو سعید

خدری رضی اللہ عنہ سے اور حاکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے اور خدا کے عہد کو پورا کرنے میں ان سب سے برتر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر بانٹنے میں ان سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سب سے جھگڑوں کے فیصل کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اونچے مرتبے والا ہے ؏

(۱۰) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب وهو يقول كفوا عن ذكر علي بن ابي طالب فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في علي ثلاث خصال وددت لو ان لي واحدة منهن كل واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا وابوبكر وابو عبيدة بن الجراح ونفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على كتف علي فقال يا علي انت اول المسلمين اسلاما وانت اول المؤمنين ايمانا وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب يا علي من زعم انه يحبني ويبغضك (اخرجه الطبري وابن السمان) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں۔ اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑتا ہے میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پہ ہاتھ مار کر فرمایا اے علی! تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیشرو ہے اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ ہارون کا حضرت موسیٰ سے۔ وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو کہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور تجھ سے عداوت رکھے ؏

(۱۱) عن سعد بن ابي وقاص وابي سعيد وام سلمة واسماء بنت عميس وجابر بن عبد الله قالوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت اول المسلمين اسلاما (اخرجه الديلمي) سعد بن ابی وقاص اور ابو سعید اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو ؏

(۱۲) عن معاذة الغفارية قالت سمعت عليا يقول على المنبر البصرة انا الصديق الاكبر امنت قبل ان يؤمن ابوبكر واسلمت قبل ان يسلم ابوبكر (اخرجه ابن قتيبة في المعارف) معاذۃ الغفاریہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب علی علیہ السلام کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سے اول ایمان لایا ہوں ؏

(۱۳) عن ابن عباس قال نظر علي في وجوه الناس فقال اني لاخو رسول الله صلى الله عليه وسلم ووزيره

ولقد علمتم انی اقدمکم ایمانا باللہ عزوجل وبرسولہ ثم دخلتم من بعدی فی الاسلام رسلا رسلا وانی لابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشریکہ فی نسبہ وابو ولدہ وزوج سیدۃ نساء اھل الجنۃ۔ (الیواقیت لابی عمر الزاھدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علی نے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں۔ تم بخوبی جانتے ہو میں تم سب سے خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے میں مقدم ہوں۔ میرے بعد میں گروہ در گروہ داخل اسلام ہوئے ہو۔ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں۔ میں ان کے بچوں کا باپ ہوں۔ میں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار کا خاوند ہوں ۔

(۱۴) عن لیلی الغفاریۃ قالت کنت امرأۃ اخرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اداوی الجرحیٰ فلما کان یوم الجمل اقبلت مع علی فلما فرغ دخلت علی زینب عیشیۃ فقلت حدثینی ھل سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو وعائشۃ علی فراش وعلیھما قطیفۃ قالت ما تعنی علیؑ فجلسۃ الا عرابی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا اول الناس ایمانا واول الناس لقاءبی واخر الناس بی عھدا عند الموت (الیواقیت لابی عمر الزاھد) لیلی غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی۔ جب جمل کا دن ہوا تو میں بھی جناب علی کے ساتھ جنگ کو نکلی۔ آپ جب اس جھگڑے سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ میں نے ان سے کہا جو کچھ کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے حق میں سنا ہو مجھ سے بیان کرو کہنے لگیں میں ایک روز جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی۔ دیکھا کہ حضرت صلعم اور بی بی عائشہ ایک بستر پہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اور دونوں پر ایک کھیس پڑا ہوا ہے۔ مجھ پہ ابھی جلسہ اعرابی کی برابر دیر گذری ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ تحقیق یہ شخص (یعنی علی) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے اور میری موت کے وقت سب سے آخر مجھ سے بات کرنے والا ہے ۔

(۱۵) عن ابن عباس قال کان علی اول من اسلم بعد خدیجۃ وقال ابو عمر ھذا احدیث صحیح الاسناد لا مطعن فی روایۃ لاحد (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی جناب صدیقۃ الکبریٰ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابو عمر کہتا ہے کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں۔ کسی شخص کو اس کی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں ۔

(۱۶) قال الثعلبی فی تفسیر قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار۔ قد اتفقت العلماء ان اول من امن بعد خدیجۃ رضی اللہ عنہا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الذکور علی ابن ابی طالب رضہ وقول ابن عباس وسلمان وابی ذر وجابر بن عبد اللہ انصاری و زید بن ارقم وخباب بن الارت ومحمد بن المنکدر وربیعۃ الرائی (ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ والسابقون الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مردوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ یہ ابن عباس اور سلمان اور ابو ذر اور جابر بن عبداللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارت و محمد بن المنکدر اور ربیعہ الرائی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے ؂

(۱۷) **عن** عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السباق ثلاثۃ فالسابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب الیاسین والسابق الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب۔ (اخرجہ الدیلمی) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایمان میں سبقت کرنے والے تین ہیں۔ پس حضرت موسیٰ کی طرف سبقت کرنے والے یوشع بن نون ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی طرف صاحب الیاسین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی بن ابی طالب ہیں ؂

(۱۸) **عن** ابن عباس فی قولہ تعالیٰ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار قال سبق یوشع بن نون الی موسیٰ وسبق صاحب الیاسین الی عیسیٰ وسبق علی بن ابی طالب الی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی والثعلبی وابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور علی بن ابی طالب نے جناب محمد بن عبداللہ کی طرف سبقت کی ہے ؂

(۱۹) **عن** ابن عباس وابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب وہو افضلہم (اخرجہ ابن النجار عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلیٰ) ابن النجار رحمۃ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ صدیق تین ہیں حبیب نجار الیاسین یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر ایمان لانے والا جس نے یہ کہا تھا اے لوگو رسول کا اتباع کرو اور حزقیل فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا جس نے کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہی ہے اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب سے افضل ہیں ؂

(۲۰) **عن** ابن عباس فی قولہ تعالیٰ من یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ اصل نعتد وعلی ان نزورک فی الجنۃ کما نزورک فی الدنیا قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ھذہ الآیۃ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ عزوجل قد انزل بیان ما سالت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت الصدیق الاکبر (تفسیر بروایت الحجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کہ جن لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے۔ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کو جنت میں بھی دیکھ سکتے ہیں جس طرح سے ہم حضور کو دنیا میں دیکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کیلئے

ایک رفیق ہے کہ وہ سب اُمت سے پہلے اس نعمتِ اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ اُن
کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا نے نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے
ساتھ ہوں گے اور یہ لوگ اُن کے اچھے رفیق ہونگے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا یا علی
خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان فرمایا ہے اور تجھ کو میرا رفیق بنایا ہے ۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے
اور تو صدیقِ اکبر ہے ۔

(۲۱) **عن** سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن عیاش بن ربیعۃ یا عم الا تخبرنی
عن ابی بکر و علی فان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان لہ السن والفضل والتقدم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشان الناس لم
کان صغوا الی علی ای ابن اخی ان علیا کان لہ ما شئت من ضرس قاطع فی العلم والبسطۃ فی النسب وقرابۃ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاہرۃ والسابقۃ فی الاسلام والعلم بالقرآن والفقہ فی السنۃ
والنجدۃ فی الحروب والجود بالماعون ۔ اخرجہ الذہبی ، سعید بن عمرو ابن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے
عبد اللہ بن عیاش بن ربیعہ سے پوچھا کہ اے چچا کیا تم مجھے ابو بکر اور علی کے حالات سے خبردار نہیں کر سکتے ۔
کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہن سال تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں سبقت بھی رکھتے تھے ۔
پھر ایسی کیا بات تھی کہ لوگ جناب علیؓ کے پیاسے تھے ۔ انہوں نے جواب دیا اے میرے بھتیجے جو تو چاہتا ہے
اسی کے مطابق علم و فضل میں علی تیز دانت رکھنے والا تھا ۔ نسب فراخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت
اور حضرت کا داماد ہونا اور اسلام میں سبقت اور قرآن کا علم اور سنت میں پوری آگاہی اور جنگ میں
بہادری اور سخاوت میں بخشش رکھتے تھے ۔

(۲۲) **عن** ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شھدت بدرا فقال نعم
فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ نقہ فدخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتہا العبرۃ حتی بدت دموعہا
علی خدھا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ
ان اللہ اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منہم بعلک فاوحی الی فانکحتہ
بک واتخذتہ وصیا اما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واکثرہم حلما واقدمہم سلما فضحکت
واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدہا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ لمحمد وآل محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ ولعلی ثمانیۃ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ
وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اھل البیت اعطینا ست خصال لم یعطہا
احد من الاولین ولا یدرکہا احد من الآخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وہو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وہو
بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وہو حمزۃ عم ابیک ومنا سبطا ہذہ الامۃ وہما ابناک ومنا مہدی الامۃ الذی یصلی خلفہ
عیسٰی ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ہذا مہدی الامۃ ۔ اخرجہ الدارقطنی ۔ ابو ہارون العبدی کی

کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا کیا تم بدر کے جنگ میں حاضر تھے۔ کہنے لگے ہاں میں نے اُن سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جواب دیا اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کیلئے تشریف لائیں۔ میں حضرت کی داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے اُن کی ہچکی بندھ گئی یہاں تک کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ آپ کیوں روتی ہیں۔ عرض کیا کہ آپ کے بعد بے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ بتحقیق پروردگار نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو اُن میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو انتخاب کیا۔ پھر میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرا نکاح اُسکے ساتھ کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارے لئے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔ اور اسلام لانے میں سب سے مقدم ہے پس جناب فاطمہ مسکرائیں اور خوش ہو گئیں۔ حضرت نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ اس خیر سے حصہ ملے کہ پروردگار نے محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آٹھ عمدہ دانت ہیں یعنی مناقب ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اس کے ثانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے۔ اور ہمارا وصی سب اوصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہمیں سے اس امت کا مہدی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسین کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہوگا ٭

۲۳۳ عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجہد والضعف استعبرت فبکت حتی سال الدمع علی خدیہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدمہم سلما واکثرہم علما واعظمہم حلما ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اہل الارض اطلاعۃ فاختار منہم فبعثنی نبیا ثم اطلع ثانیۃ فاختار بعلک فاوحی اللہ الی ان ازوجہا ایاک واتخذتہ وصیا (اخرجہ الدار قطنی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہ عیادت کے لئے تشریف لائیں حضرت پر ضعف اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہانتک کہ ان کے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت نے ارشاد کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے ساتھ کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو اسلام لانے میں سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلیم ہے خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سا دیکھ کر

مجھے انتخاب کیا اور نبی مرسل بنایا۔ پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھیجی میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا ۔

(۲۴) **عن** بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم بنا یا بریدۃ نعود فاطمۃ فلما ان دخلنا علیہا ابصرت اباہا دمعت عیناہا قال ما یبکیک یا بنتی قالت قلت الطعم وکثرت الھم وشدۃ السقم قال لہا اما واللہ ما عند اللہ خیر مما ترغبین الیہ یا فاطمۃ اما ترضین ان زوجتک خیر امتی اقدمھم سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما واللہ ان ابنیک لسیدا شباب الجنۃ (اخرجہ الخجندی فی المناقب)
بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ اٹھو ہمارے ساتھ چل کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کریں۔ جب ہم جناب فاطمہؓ کے پاس پہونچے وہ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میری بیٹی تم کیوں روتی ہو۔ عرض کیا قلت طعام اور کثرت غم اور شدت بیماری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہے کیا جو کچھ خدا کے پاس ہے اس سے بہتر نہیں ہے جس کی کہ تم تمنا کرتی ہو؟ بتحقیق تیرا شوہر میری تمام امت سے بہتر اور ان سے اسلام لانے کی وجہ سے مقدم اور ان سے علم میں زیادہ اور ان سے حلم میں بڑا ہے اور تیرے دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ۔

(۲۵) **عن** معقل بن یسار قال وضأت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال ھل لک فی فاطمۃ تعودھا فقلت نعم فقام متوکئا علیّ حتی دخلنا علیہا فقال کیف تجدینک قالت واللہ اشتد حزنی واشتدت فاقتی فقال ما ترضین انی زوجتک اقدم امتی سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہؓ کی عیادت کے لئے چلیں ہم نے عرض کیا۔ بہتر ہے حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے اور جناب فاطمہؓ کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے عرض کیا واللہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقوں نے ستایا ہے حضرت نے ارشاد کیا تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا ہے ۔

(۲۶) **قال** ابو حازم ومحمد بن المنکدر وربیعۃ بن عبد الرحمن والکلبی علی اول من اسلم (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ربیعہ بن عبد الرحمان اور کلبی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ۔

(۲۷) **عن** اسحاق قال کان اول ذکر امن برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی معہ وصدقہ فیما جاءہ من عند اللہ علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) اسحق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں میں سے جو شخص کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے اور جس نے کہ حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور جو چیز کہ وہ خدا کی طرف سے لائے تھے اس کی تصدیق کی ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں ۔

تنبیہ: یہ سب حدیثیں اس اثر کے معارض ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سبقت اسلام کے بارہ میں مروی ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ وہ حدیث از قبیل احاد ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ "اربعین" میں لکھتے ہیں (واما الخبر الذی تمسکوا بہ فی اثبات ان اسلام ابی بکر سابق علی اسلام علی فہو من باب الاحاد) یعنی وہ حدیث کہ جس سے لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام جناب علی علیہ السلام کے اسلام سے سابق ہے۔ وہ حدیث احاد میں سے ہے اور حضرت علی کی سب سے سابق الاسلام ہونے پر "قریباً" اجماع ہو چکا ہے۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں: قال ابن عباس وانس بن مالک وجماعۃ انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع علیہ یعنی ابن عباس اور انس بن مالک اور ایک گروہ صحابہ میں سے یہ کہتا ہے کہ جناب علی سب سے اول اسلام لائے ہیں اور بعض راویوں سے نقل ہے کہ اسی بات پر اجماع ہو چکا ہے ۞

علامہ ابن عبد البر "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" میں لکھتے ہیں (روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وعمار وخباب وجابر وحذیفہ وابی سعید وزید بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم) یعنے سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار بن یاسر اور جابر بن عبد اللہ اور حذیفہ اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب علی سب سے پہلے اسلام لائے ہیں ۞

اس کے بعد علامہ موصوف تحریر کرتے ہیں (وقال ابن شہاب وقتادہ وابن اسحاق اول من اسلم من الرجال علی ابن ابیطالب) یعنے شہاب اور قتادہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مردوں میں سے پہلے جناب علیؑ اسلام لائے ہیں ۞

جناب ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی اعتقاد تھا چنانچہ علامہ موصوف اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ (وقال سالم بن ابی الجعد قلت لابی حنیفۃ اکان ابو بکر اولہم اسلاما قال لا) یعنی سالم بن ابی الجعد کہتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آیا سب صحابہ کرام میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے ہیں انہوں نے جواب دیا نہیں ۞

اس کے بعد لکھتے ہیں (وسئل محمد بن کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابو بکر قال سبحان اللہ علی اولہما اسلاما وانما شبہ علی الناس لان علیا اخفی اسلامہ من ابیطالب) یعنی محمد بن کعب القرظی سے کسی نے سوال کیا کہ اول علی اسلام لائے ہیں یا ابوبکر۔ انہوں نے جواب دیا۔ سبحان اللہ ان دونوں میں سے علی پہلے اسلام لائے ہیں لیکن لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ کیونکہ جناب علی نے ابوطالب کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا ۞

اصل امر یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے بخوف ابوطالب اپنے اسلام کا اخفا نہیں کیا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امر عالی کی وجہ سے تھا چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" میں لکھتے ہیں (ان علی بن ابی طالب جاء بعد ذلک بیوم یعنی بعد اسلام خدیجۃ وصلوتہا معہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہما یصلیان فقال یا محمد ما ہذا فقال رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین اللہ الذی اصطفی لنفسہ وبعث بہ رسلہ فادعوک الی اللہ والی عبادتہ وکفر باللات والعزی

فقال علی لم اسمع بہ قبل الیوم فلست بقاض امرا حتی احدث ابا طالب فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفشی سرہ قبل ان یستعلن امرہ فقال لہ یا علی ان لم تسلم فاکتم فمکث علی تلک اللیلۃ ثم ان اللہ اوقع فی قلب علی الاسلام فاصبح غادیا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی جاءہ فقال ماذا عرضت علی یا محمد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وتکفر باللات والعزی وتبرأ من الانداد ففعل علی واسلم) یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بالرسالۃ ہونیکے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب امیر المؤمنین کو حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا عرض کیا یا محمدؐ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے جو اس نے اپنی ذات کے لئے منتخب کیا ہے اور نبیوں کو اس کے لئے مبعوث کیا ہے۔ میں تجھے خدا کی اور اس کی عبادت کی طرف دعوت کرتا ہوں اور لات اور عزیٰ سے روگردانی کے لئے کہتا ہوں۔ جناب علیؓ نے عرض کیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں سنی تھی۔ میں اپنے کسی فعل میں مختار نہیں جبتک کہ ابو طالبؓ سے یہ پوچھ لوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ اس بھید کو قبل اس کے کہ اس کے اعلان کا حکم افشا ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اس بات کو مخفی رکھو۔ پس جناب علیؓ پر ایک رات گذری اور خدا نے ان کے دل میں اسلام کی محبت القا فرمائی دوسرے روز صبح کو حضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کل آپ نے مجھے کیا ارشاد کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس امر کی گواہی دے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا خدا ہے کوئی اس کا شریک نہیں لات و عزیٰ سے بیزار ہو جا جناب علیؓ نے ویسا ہی کیا اور اسلام سے مشرف ہو گئے۔

علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں (قال مجاہد والصحیح فی امر ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ اول من اظہر اسلامہ) یعنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول اظہار اسلام بھی جناب علیؓ ہی نے کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی اور علامہ ابن جریر طبری وغیرہ رحمہم اللہ عفیف کندی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (قال جئت فی الجاہلیۃ الی مکۃ فنزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس وحلقت فی السماء وانا انظر الی الکعبۃ اقبل شاب فرمی ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مستقبلہا فلم یلبث حتی جاء غلام فقام عن یمینہ حتی جاءت امرأۃ فقامت خلفہما فرکع الشاب فرکع الغلام والمرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأۃ فخر الشاب ساجدا فسجدا معہ فقلت یا عباس امر عظیم فقال هل تدری من هذا فقلت لا فقال ہذا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہذا ابن اخی هل تدری من الغلام قلت لا قال هذا علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہذا ابن اخی وہل تدری من ہذہ المرأۃ التی خلفہما فقلت لا قال ہذہ خدیجۃ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی ہذا حدثنی ان ربہ رب السموات والارض امرہ بہذا الدین ہو علیہ ما علی الارض کلہا احد علی ہذا الدین غیر ہؤلاء الثلاثۃ) یعنے ایام جاہلیت میں ایک دفعہ مکہ میں گیا اور جا کر حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس ٹھہرا جب آفتاب بلند ہوا اور وسط آسمان تک پہنچ گیا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک نوجوان نے آکر آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا اور قبلہ کی طرف پھرا اور اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا

آیا اور اس جوان کے داہنے بازو پر کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پھر اس جوان نے رکوع کیا پھر جوان نے رکوع سے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اٹھایا پھر اس نے سجدہ کیا۔ ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ نوجوان کون ہے۔ میں نے کہا نہیں وہ کہنے لگے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ علی بن ابی طالب میرا بھتیجا ہے اور یہ جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا نہیں عباس کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے اس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ میرا پروردگار جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے یہی ان کا دین ہے تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں ۔

علامہ جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل والملوک میں اس کے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے (فقال العفیف بعد ما اسلم و رسخ الاسلام فی قلبہ یا لیتنی کنت رابعا) یعنی اسلام لانے کے بعد جب کہ عفیف کے دل میں اسلام کا خوب رسوخ ہو گیا تو یہ کہا کرتے تھے۔ کاش میں ان تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا پس جناب عباس کے دل سے کہ (ما علی الارض کلہا احد علی ہذا الدین غیر ہؤلاء الثلثۃ) ثابت ہوتا ہے کہ ہنوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے کہ جناب علی کا اسلام لانا عباس اور عفیف کندی رضی اللہ عنہما پر ظاہر ہو چکا تھا اور لفظ ہؤلاء الثلثۃ کی قید سے اور عفیف کے یہ کہنے سے کہ کاش اگر میں اسوقت اسلام لاتا تو میں اسوقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب ابوبکر ابھی مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے ورنہ حضرت عباس رض ہؤلاء الثلثۃ کی قید نہ لگاتے اور عفیف کنت رابعا نہ کہتے بلکہ کنت خامسا کہتے۔ پس یہ قیاس میں نہیں آتا کہ یہ راز حضرت عباس کو معلوم ہو گیا ہو اور ابوطالب سے مخفی رہا ہو

بعض نے جناب علیؑ کی سبقت اسلام کو تسلیم کر کے یہ کہا ہے کہ انکا اسلام بہ نسبت اسلام مشائخ قریش افضل نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جناب علی ہنوز بالغ نہیں ہوئے تھے چنانچہ خود انکا قول ہے ؎ سبقتکم الی الاسلام طرا × غلاما ما بلغت اوان حلمی۔ یعنی میں نے تم پر ایسی حالت میں اسلام لانے میں سبقت کی ہے کہ میری مسیں بھیگ رہی تھیں۔ میں ابھی لڑکپن کی حالت میں تھا۔ ابھی حد احتلام تک نہیں پہونچا تھا۔ پس ایک کم سن لڑکے کا اسلام مشائخ قریش کے اسلام پر فائق نہیں ہو سکتا ۔

اس کا جواب دو طرح ہو سکتا ہے۔

جناب امیرؑ کی عمر اسلام لانے کے وقت

(الف) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونیکے وقت جناب علیؑ پندرہ یا سولہ برس کے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ معتبر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اسوقت تیرہ سال کے تھے اور ابو عمر تابعی نے بھی اسی کو معتبر مانا ہے (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنفیہ کی روایت سے ملتا ہے کہ وہ جناب

امیرؑ کی عمر (۶۵ سال) کی بیان کرتے ہیں (اسد الغابہ) معرفت نے بھی جناب ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا سے حضرت امیرؑ کی عمر اتنی ہی روایت کی ہے۔ اور مطالب السئول کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اس کو صحیح مانا ہے ؂

پس جبکہ نزول وحی کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے ہیں اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیرؑ ۲۹½ ساڑھے انتیس برس زندہ رہے ہیں یعنی (۲۵ + ۲۹½) = ۱۲½ رہے یعنی پینسٹھ سال سے انتیس نکال لینے کے بعد ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہے ؂

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جبکہ انکی عمر بلوغ کے قریب پہنچ چکی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھے (ب) اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جناب علی اسلام لاتے کے وقت بالغ نہیں تھے تو اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک ایسے ہوشیار، ہونہار پختہ مغز، ذکی الطبع کا اسلام قبول نہ کیا جائے ؂

اسی وجہ سے جناب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہوا ہو مقبول ہے۔ قال شیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندہ حدثنا اسمٰعیل بن ادریس قال حدثنی ابی عن الحسن ابن زید بن الحسن بن علی بن ابیطالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیا الی الاسلام وھو ابن تسع سنین او یقول دون التسع ولم یعبد الاوثان قط لصغرہ انتہی قال فلو لم یکن الاسلام مقبولا عنہ لما دعاہ الیہ وکذا دعا غیرہ من اطفال الصحابۃ الی الاسلام وقبلہ منہم کما یظہر من کتب الاثر وقد بایع عبد اللہ بن الزبیر وھم ابناء سبع سنین۔ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند جس کا نام مسند ابوحنیفہ ہے) میں لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل بن ادریس نے ہم سے روایت کی ہے اور اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ کہتا تھا مجھ سے حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابیطالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو اسلام کی دعوت دی وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے بتوں کی پرستش نہیں کی تھی اس کے بعد شیخ قاسم بن قطلوبغا کہتے ہیں اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام مقبول نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کبھی اسلام کی جانب مدعو نہ کرتے۔ اسی طرح سے حضرتؐ نے صحابہ کے اکثر اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے ان کا اسلام قبول کیا تھا۔ چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرت کی بیعت کی اور ان کا سن سات سات کا تھا۔ حافظ ابونعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع الحسن والحسین وعبد اللہ ابن عباس وعبد اللہ بن جعفر وھم صغار لم یبقلوا ولم یبلغوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسنؑ و حسینؑ اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی درانحالیکہ وہ کم سن تھے پوری تمیز نہیں رکھتے تھے اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے ؂

اس کے سوا یہ امر بھی جناب امیرؑ کی فضیلت کا کافی ثبوت ہے کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے ہیں کہ جس میں لڑکوں کی طبیعت اکثر لہو و لعب کی طرف مائل ہوتی ہے۔ توحید کے غوامض کا سمجھنا اور منشاء نبوت کے مطابق عمل کرنا اور معاد کی حقیقت تک پہونچنا اُن کے عقول سے ظاہر ہوتا ہے پس ایسے سن و سال میں جناب امیرؑ کا اسلام لانا صاف اس امر پر دال ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خداداد کے وسیلہ سے ایسے امور کی تہ کو پہونچ گئے تھے جن کے سمجھنے سے بڑے بڑے مشائخ قریش کی عقلیں دنگ تھیں +

جناب امیر کا ہرگز بتوں کی پرستش نہ کرنا

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثة ما کفروا باللہ قط مؤمن آل یاسین وعلی بن ابی طالب وآسیة امرأة فرعون (اخرجہ ابن عدی وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ تین شخصوں نے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن آل یاسین (یعنی حضرت مسیح پر ایمان لانے والا) اور علی ابن ابی طالب اور فرعون کی بیوی آسیہ +

عن الحسن بن مدائنی قال علی لم یعبد الاوثان قط لصغرہ ومن ثم یقال کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابة (اخرجہ ابو اسحٰق فی الطبقات وابن عبد البر فی الاستیعاب وشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندہ المنتهی بمسند ابی حنیفة) حسن بن مدائنی رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے بچپن سے ہرگز بتوں کی پرستش نہیں کی اسی وجہ سے ان کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خدا نے اُن کے مونہہ کو بزرگ کیا تھا کہ وہ بتوں کے آگے نہیں جھکے اور یہ لقب اُن کے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں بولا جاتا (نقل الابرار علامہ بدخشی)

جناب امیرؑ کا سب صحابہ سے پہلے حضرت کیساتھ نماز پڑھنا

(۱) عن ابن عباس انہ قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ هو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو الذی لواءہ معہ فی کل زحف وهو الذی صبر معہ یوم المهراس وهو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجہ الترمذی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علیؑ میں چار ایسی باتیں ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں نہیں۔ وہ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کیساتھ نماز میں شریک ہوئے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم اُن کے پاس تھا اور اُنہوں نے سختی کے دن اپنی جان سے حضرت کیساتھ صبر کیا اور اُنہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اُتارا +

(۲) عن انس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین وصلی معہ علی یوم الثلثاء (اخرجہ البغوی فی معجمہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوگئے اور منگل کے دن جناب علیؑ نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی +

(۳) عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت خدیجة یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثاء وقبل ان یصلی معنا احد من الناس (اخرجہ احمد فی مناقب) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی قبل اس کے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ شرکت کرتا +

عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداۃ الاثنین وصلت خدیجۃ یوم الاثنین من آخر النہار وصلی علی یوم الثلثاء ومکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین واشہر قبل ان یصلی معنا احد (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی رافع) ابو رافع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ پیر کی صبح کو ہمیں نبوت عطا کی ہوئی اور خدیجہؓ نے اسی روز دن کے پچھلے وقت میں نماز پڑھی اور علیؓ نے منگل کے روز نماز پڑھی علیؓ نے سات سال اور کئی مہینے پوشیدہ نماز پڑھی قبل اس کے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا +

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی النبوۃ یوم الاثنین وصلی علی معی یوم الثلثاء (اخرجہ الطبرانی) جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم پر پیر کے روز نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علیؓ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے +

(۶) عن حبۃ العرنی قال سمعت علیا یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ وسلم (اخرجہ احمد والنسائی) حبہ عرنی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا ہے اور جس نے حضرت کے پیچھے پہلے نماز پڑھی +

(۷) عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ النسائی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے سب سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی +

(۸) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا صدیق الاکبر لا یقول ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص و حافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سننہ وابن عاصم فی السنۃ والحاکم فی المستدرک وابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا ہے میں نے سب سے پہلے نماز پڑھی ہے

(۹) عن ابن عباس وجابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلت الملائکۃ علی وعلی علی سبع سنین قبل الناس وذلک بانہ کان یصلی ولا یصلی معنا غیرنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائکہ مجھ پر اور علیؓ پر درود پڑھتے تھے اور اس وجہ سے تھا کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا +

(۱۰) عن علی قال عبدت اللہ قبل ان یعبدہ احد من ہذہ الامۃ سبع سنین (اخرجہ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ طب الطبری) جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل اس کے کی کہ اس امت سے کوئی خدا کی بندگی کرتا

(۱۱) عن مجاہد عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا

مع الراکعین فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی خاصۃ وھما اول من صلی ورکع (اخرجہ الطبرانی
فی الخصائص وفقیہ بن المغازلی فی المناقب وحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قائم کرو نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جھکو
تم جھکنے والوں کے ساتھ) خاص کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام
کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ انہیں دونوں صاحبوں نے پہلے نماز پڑھی ہے ٭

(۲) عن عفیف الکندی قال جئت فی الجاھلیۃ الی مکۃ فنزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس
وحلقت فی السماء وانا انظر الی الکعبۃ اقبل شاب فرمی ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مستقبلھا
فلم یلبث حتی جاء غلام فقام عن یمینہ فلم یلبث حتی جاءت امرأۃ فقامت خلفھما فرکع الشاب فرکع
الغلام والمرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأۃ فخر الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب ھذا ابن اخی ھل تدری من ھذا الغلام فقلت لا فقال علی ابن ابی طالب بن
عبد المطلب ھذا ابن اخی۔ ھل تدری من ھذہ المرأۃ التی خلفھما فقلت لا قال ھذہ خدیجۃ
بنت خویلد زوجۃ ابن اخی۔ ھذا حدثنی ان ربہ رب السموت والارض امرہ بھذا الذی ھو
علیہ واللہ ما علی الارض احد علی الدین غیر ھؤلاء الثلاثۃ (اخرجہ احمد والنسائی وزاد ابن
جریر الطبری قال عفیف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام فی قلبہ یا لیتنی کنت رابعا وزاد احمد قال
عفیف لو کان اللہ یرزقنی الاسلام یومئذ فاکون ثانیا مع علی بن ابی طالب) عفیف کندی
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبد المطلب کے پاس
فروکش ہوا جب آفتاب نے بلند ہوکر گھیرا ڈالا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے آکر آسمان
کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک لڑکا
اس جوان کے داہنے بازو کی طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر کچھ دیر نہیں گزری ہو گی کہ ایک عورت آکر اُن کے
پیچھے کھڑی ہو گئی پس جب جوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ اور جب اس
جوان نے سر اُٹھایا تو اُن دونوں نے بھی سر اُٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا تو اُن دونوں نے بھی
سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے۔ یہ جوان کون ہے
میں نے کہا میں نہیں جانتا اُس نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے اور یہ بھی
تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہیں میں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب میرے بھائی کا
بیٹا۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ بنت
خویلد ہے میرے بھتیجے کی بی بی اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے۔
صرف اسی بات پر اُن کے دین کا راز ہے تمام روئے زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں
علامہ جریر الطبری نے ان الفاظ کو زیادہ روایت کیا ہے کہ جب عفیف رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہو گئے
اور اسلام ان کے دل میں خوب راسخ ہو گیا تو وہ کہتے تھے کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ چوتھا ہوتا اور امام احمد حنبل

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفیف رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس روز خدا تعالیٰ مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں جناب علی علیہ السلام سے دوسرے درجہ پر ہوتا +

(۱۳) **عن** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان اول شیئ علمتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدمت مکۃ فی عمومۃ لی فارشدونا علی العباس بن عبد المطلب فانتہینا الیہ وھو جالس الی الکعبۃ من ثم فجلسنا الیہ فبینا نحن عندہ اذ اقبل رجل من باب الصفا تعلوہ حمرۃ ولہ وفرۃ جعدۃ علی انصاف اذنیہ اقنی الانف براق الثنایا ادعج العینین کث اللحیۃ دقیق المسربۃ شثن الکفین حسن الوجہ معہ غلام وامرأۃ قد سترت محاسنہا حتی قصدوا نحو الحجر فاستلم ثم استلم الغلام والمرأۃ ثم طاف بالبیت سبعا والغلام والمرأۃ یطوفان معہ فقلنا یا ابا الفضل ھذا الدین لم نکن نعرفہ فیکم او شیئ حدث فقال ھذا ابن اخی محمد بن عبد اللہ والغلام علی بن ابی طالب والمرأۃ امرأتہ خدیجۃ بنت خویلد واللہ ما علی وجہ الارض احد یعبد اللہ بھذا الدین الا ھؤلاء الثلاثۃ (اخرجہ احمد فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلی بات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے۔ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں ایک کام کے لئے اپنے چچوں کے ساتھ مکہ میں گیا پس ہم عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے وہ کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی وہاں اُن کے پاس بیٹھ گئے اتنے میں باب صفا سے ایک سرخ و سفید رنگ کا آدمی آیا اور اس کے رخسار کے گھونگریالے بال کانوں کی نصف گولائی تک تھے اُس کی ناک نہایت اونچی تھی۔ اس کے دانت بہت سفید تھے اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور نہایت سیاہ تھیں۔ اس کی داڑھی بہت گھنی تھی۔ اس کے سینے پر نہایت پتلی تھی۔ ہاتھوں پر گھنی پٹی ہوئی تھی وہ نہایت خوبصورت تھا اُس کے ساتھ ایک لڑکا اور بی بی تھی جس نے کہ اپنا منہ چھپایا ہوا تھا۔ اس جوان نے بڑھ کر حجر الاسود کا بوسہ لیا۔ اور اُس لڑکے اور بی بی نے بھی اُس کو چوما پھر وہ جوان سات مرتبہ بیت اللہ کے گرد پھرا اور اُس کے ساتھ وہ لڑکا اور وہ بی بی بھی گرد پھرے ہم نے عباس سے کہا یا ابو الفضل ہم نے تو یہ طریقہ تم میں کبھی نہیں دیکھا شاید کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے وہ کہنے لگے یہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے اور یہ لڑکا بھی علی بن ابی طالب ہے یہ بی بی خدیجہ بنت خویلد اس جوان کی بیوی ہے واللہ ان تینوں شخصوں کے سوا کوئی دوسرا ساری زمین پر اس دین والا نہیں ہے +

(۱۴) اخرجہ ابن اسحاق فی سیرتہ وابن السمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرت الصلوۃ خرج الی شعاب مکۃ وخرج معہ علی ابن ابی طالب مستخفیا من عمہ ابی طالب ومن جمیع اعمامہ وسائر قومہ فیصلیان الصلوۃ فیہما فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما شاء اللہ ثم ان ابا طالب عثر علیہما یوما فوجدھما یصلیان فقال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن اخی ما ھذا الدین اراک تدین قال یا عم ھذا دین اللہ ودین ملائکتہ ودین رسلہ ودین ابینا ابراھیم وبعثنی اللہ بہ رسولا الی العباد وانت یا عم احق من بذلت لہ النصیحۃ ودعوتہ الی الھدی واحق من اجابنی الیہ واعاننی علیہ فقال ابو طالب یا ابن اخی انی واللہ لا استطیع ان افارق دین آبائی وما کانوا ولکن واللہ لا یخلص الیک

شیئی تکرهه۔ ما بقیت و ذکروا انه قال لعلی یا بنی ما هذا الدین الذی انت علیه قال یا ابت آمنت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدقته بما جاء به وصدقته وصلیت معه و اتبعته فقال اما انه لم یدعک الا الی الخیر فالزمه۔ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن السمان قدس اللہ سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو ساتھ لے کر اپنے چچا ابوطالب اور دیگر اعمام اور قوم سے مخفی مکہ کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جبتک کہ پروردگار کا ارادہ تھا اس بات پر ٹھہرے رہے ایک روز حضرتؐ کے ساتھ جناب علیؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوطالب آ پہنچے اور اُن کو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے اے میرے بھتیجے یہ کونسا دین ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اور مجھ کو خدا نے اس دین کے لئے لوگوں کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا ہے۔ چچا جان آپ زیادہ تر حقدار ہیں اس شخص سے جسکو کہ میں نصیحت کروں اور ہدایت کی طرف بلاؤں اور آپ میری بات کے ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں۔ لیکن خدا کی قسم ہے تم کو کسی قسم کی بُرائی نہیں پہونچ سکیگی جبتک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواۃ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابوطالب نے جناب علیؑ سے پوچھا اے میرے بیٹے یہ کونسا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو جناب علیؑ نے جواب دیا کہ خدا کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اس کی تصدیق کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکا اتباع کیا ہے پس ابوطالب نے اسے کہا تم ان کی بات ضرور مانو کیونکہ وہ تمکو سوائے نیک بات کے کچھ نہ بتائینگے۔

(۱۵) **عن** حبة العرنی قال رأیت علیا ضحک علی المنبر لم اره ضحک ضحکا اکثر منه حتی بدت نواجذه ثم قال ذکرت قول ابی طالب ظهر علینا ابو طالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلیان ببطن نخلة فقال ماذا تصنعان یا ابن اخی فدعاه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان من باس ولکن واللہ لا تعلوا استی ابدا وضحک تعجبا من قول ابیه ثم قال اللهم لا اعرف لک عبدا من هذه الامة عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرات. لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبع سنین۔ حبه عرنی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے جناب امیر کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہنسنے میں ان کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر ابوطالب کا قول بیان کیا کہ ایک روز میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نخلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا کہ ابوطالب آ پہنچے اور کہنے لگے اے میرے بھتیجے تم یہ کیا کر رہے ہو۔ حضرتؐ نے انہیں اسلام کی طرف دعوت فرمائی۔ ابوطالب کہنے لگے اس بات میں جو کچھ تم کر رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے لیکن واللہ لوگوں کے سامنے میرے چوتڑ کبھی اونچے نہیں ہونگے جناب امیرؑ کو اپنے والد کی بات سے ازروئے تعجب کے ہنسی آ گئی تھی پھر فرمایا۔ اے پروردگار تو گواہ ہے کہ اس امت کا کوئی تیرا بندہ سوا تیرے نبی کے میں نہیں جانتا کہ جس نے میرے سوا مجھ سے پہلے تیری

عبادت کی ہو میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے ✦

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے دوشِ قدس پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا

عن علیؑ قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای منی ضعفا فنزل وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی قال فانہ یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وشمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی تواریناہ بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب والمسند والنسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹھ جائیں بیٹھ گیا۔ آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرتؐ نے میری ناتوانی کو دیکھ کر فرمایا بیٹھ جا آپ اتر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا میرے کندھے پر چڑھ میں دوش پر سوار ہوا اور آپ مجھ کو لے کر اٹھے اس وقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہونچ جاؤں یہاں تک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اس پر کانسی یا کہ تانبے کی صورت تھی میں اسے داہنے بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا جس وقت کہ میں نے قابو پالیا مجھے حضرت محمدؐ نے فرمایا اسے پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا۔ وہ صورت کانچ کی طرح سے ٹوٹ گئی پھر میں اتر آیا اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے ✦

جناب امیرؑ کا کعبہ کے بتوں کو توڑنا

واخرج الحاکمی وقال بعد قولہ فصعدت علی الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الق صنمھم الاکبر وکان من نحاس موتد باوتاد من حدید الی الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالجہ فلم ازل اعالجہ حتی استمکنت منہ فقال لی اقذفہ ۔ ثم ذکر باقی الحدیث ابو الخیر الحاکمی اس حدیث میں جناب امیرؑ کے اس قول کے بعد (کہ جب میں کعبہ پر چڑھ گیا) اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پھینک دے وہ تانبے کی میخوں میں سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دو میں اس کو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرتؐ نے فرمایا۔ اسے پھینک دو میں نے پھینک دیا پھر جناب امیرؑ نے باقی حدیث کو روایت کیا ✦

۴۱ **عن** ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح وحولہ ثلثمائۃ وستون

منہا القبائل العرب لکل قوم صنم فجعل یطعنہا و یقول جاء الحق و زہق الباطل فینکب الصنم لوجہہ حتی القاہا جمیعا و بقی صنم خزاعۃ فوق الکعبۃ وکان من قوارِیر صفر فقال یا علی ارم بہ فحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد فرمی بہ فکسرہ (تفسیر بیضاوی فی قولہ تعالی جاء الحق و زہق الباطل) عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز جب حضرت کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرد اگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے رکھے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ دیوتا تھا حضرت چھڑی کے ساتھ اُن کو ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا پس مُنہ کے بل وہ بت گرتے تھے یہاں تک کہ سب بُت گرا دیئے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بُت باقی رہ گیا جو صیقل کئے ہوئے اور ڈھلے ہوئے پیتل سے بنا ہوا تھا حضرت نے جناب امیرؑ کو کندھے پہ اُٹھا کر فرمایا یا علی اس کو پھینک دو وہ جناب امیرؑ نے چڑھ کر پھینک دیا اور ٹوٹ گیا ✦

جناب امیرؑ کا شب ہجرت میں حضرت کے بستر مبارک پر سونا

(۱) **عن** عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس اذ اتاہ رہط یقعون فی علی ابن ابی طالب فوقع علیہم ابن عباس وقال لہما ہاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس علی ثوبہ و نام علی فراشہ وکان المشرکون یؤذون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصاح ابوبکر یا نبی اللہ فقال لہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ فانطلق ابوبکر حتی لحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بات علیؑ والکفار یرمون علیا بالحجارۃ وہو قد لف راسہ فی الثوب الی الصباح (اخرجہ احمد والنسائی) عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ اُن کے پاس آ کر جناب امیرؑ کی غلیبت کرنے لگے ابن عباس اُن کی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرت علیؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اوڑھ لیا اور حضرت کے بستر پہ سو رہے مشرک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر حضرتؐ کو پکارا جناب علیؓ نے ان سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں آپ وہاں ان سے جا ملیں ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں حضرت سے جا ملے اور جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پہ سو رہے کفار اُن پہ پتھر پھینکتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپائے رہے ✦

(۲) **عن** اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ العباس ان علیا قد سبقک بالہجرۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ بتحقیق علیؓ نے تم پر ہجرت میں سبقت کی ✦

(۳) **عن** ابن عباس قال لما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یہاجر الی المدینۃ خلف علی بن ابی طالب لقضاء دیونہ ورد الودائع التی کانت عندہ وامرہ لیلۃ ان ینام علی فراشہ قال واتشح ببردی ہذا الحضرمی الاخضر فنم فیہ فانہ لن یخلص الیک شیئ تکرہہ منہم احد ولا یصیبوتک عسکرہ

باب چوتھا

والقوم قد احاطوا بالدار قال فاوحی اللہ الی جبرئیل ومیکائیل انی قد آخیت بینکما وجعلت عمر احدکما اطول من عمر
۷۱ الآخر فایکما یؤثر صاحبہ بالحیاۃ فاختار کلاھما الحیاۃ فاوحی اللہ الیھما فلا کنتما مثل علی ابن ابی طالب
آخیت بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فبات علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثرہ بالحیاۃ اھبطا الی الارض
فاحفظاہ من عدوہ فنزل جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند قدمیہ والملائکۃ تنادی بخ بخ من مثلک
یا ابن ابی طالب واللہ یباھی بک الملائکۃ ثم توجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ فانزل اللہ
تعالی علیہ فی شان علی ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد قال ابن عباس
من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ علی ابن ابی طالب ومن ابن عباس انشد علی شعرا فی تلک اللیلۃ وقیت
بنفسی خیر من وطئ الحصا ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر رسول اللہ الخلق اذ مکروا بہ فنجاہ ذوالطول
الکریم من المکر وبات رسول اللہ فی الغار آمنا موقا فی حفظ الالہ وفی ستر وبت اراعیھم ومتی ینشرونی
وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر ھذا اخرجہ ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ جب سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے کا ارادہ کیا جناب علی علیہ السلام کو اپنے قرض ادا کرنے کے لئے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کرنے کے لئے واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا اور اپنے بستر پر سونے کے لئے حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری سبز رنگ حضری چادر کو اوڑھ کر سو رہو ہرگز تمہیں کوئی امر مکروہ ان لوگوں کے ہاتھ سے تمہیں نہ پہونچیگا۔ کفار تمام شب گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو فرمایا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی تم میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا تم دونوں علیؑ کی مثل ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں نے اس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کرتا ہے تم دونوں زمین پر جا کر اس کو اپنے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیلؑ جناب علیؑ کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے۔ ان کے سوا اور فرشتے کہتے تھے واہ واہ علی بن ابی طالب تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اس کے فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی (کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کیلئے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے) ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کیلئے بیچا وہ علی ابن ابی طالب ہیں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علی نے اس رات میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے (نگاہ رکھا میں نے اپنی جان سے بہتر اس شخص کو جس نے سنگ ریزوں کو روندا اور جس نے کہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کا طواف کیا خلق خدا کے رسول جب ان سے قوم نے مکر کیا پس خدا بزرگ و برتر نے ان کو مکر سے بچایا اور امن سے رسول خدا غار میں شب باش ہوئے خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پردے میں اور میں نے رات کو ایسی حالت میں گذارا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے

ہیں اور بیشک مہر النفس قتل ہونے پر اور قید ہونے پر قائم رہے ۔

عن ابی رافع قال وخلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الیہ باھلہ وامرہ ان یودی عنہ امانتہ ووصایا من کان یوصی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یؤتمن علیہ من مال فادی امانتہ کلھا وامرہ ان یضطجع علی فراشہ لیلۃ الخروج وقال ان قریشا لم یفقدوک ما راوک فاضطجع علی علی فراشہ وکانت قریش ینظرون الی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیرون علیہ فیظنونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا اصبحوا راوا علیہ فقالوا لو خرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم یخرج علی معہ فحبسہم اللہ بذلک عن طلبہ بعد ما خرج الیہ امر ان یمشی اللیل ویکمن النہار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدومہ قال ادعوا علیا قیل یا رسول اللہ لا یقدر ان یمشی فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما راٰہ اعتنقہ وبکی رحمۃ علیہ لما راٰی بقدمیہ من الورم وکانتا تقطران دما فتفل النبی صلی اللہ علیہ فی یدیہ ومسح بھما رجلیہ ودعا لہ بالعافیۃ فلم تشتکیا حتی استشہد علیہ السلام اخرجہ ابن اثیر الجزری فی اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ابو رافع کہتے ہیں کہ جناب سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اس لئے مدینہ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا آپ اپنی اہل کو ساتھ لے کر اور حضرتؐ کے پاس کی امانتیں اور وصیتیں لوگوں کو سپرد کر کے مدینہ کو چلے آئیں کیونکہ مشرکین حضرتؐ کو امین جانتے تھے اور اپنی امانت اور وصیت آپ کے سپرد کیا کرتے تھے علی علیہ السلام نے وہ تمام حضرتؐ کی امانتیں ادا کیں حضرت نے ہجرت کی رات کو انہیں اپنے بستر مبارک پر سونے کے لئے ارشاد کیا اور فرمایا کہ جب قریش تمہیں دیکھیں گے تو ہمکو گم شدہ نہیں خیال کریں گے ۔ جناب علیؑ ارشاد نبوی کے موافق بستر اقدس پر سو رہے قریش اس بستر پر جناب علیؑ کو لیٹا ہوا دیکھکر اور ان کو پیغمبر خدا سمجھ کر تمام شب ان پر پتھر پھینکتے رہے ۔ صبح کے وقت جناب علیؑ کو دیکھ کر کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے ہوتے تو علی بھی ان کے ہمراہ گئے ہوتے اس وجہ سے پروردگار نے قریش کو حضرتؐ کے طلب کرنے سے باز رکھا ۔ حضرتؐ نے جناب علیؑ کو ارشاد کیا ہوا تھا کہ مدینہ میں ہم سے آملیں انہوں نے اول اپنے تمام اہل کو روانہ مدینہ کیا ۔ پھر آپ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے یہانتک کہ مدینہ شریف میں پہنچے جب حضرتؐ کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو فرمایا کہ علیؑ کو میرے پاس لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حاضر ہونے سے معذور ہیں ۔ حضرتؐ خود بدولت تشریف لے گئے اور ان سے بغلگیر ہوگئے اور ان کی حالت کو دیکھ کر رحمت سے آبدیدہ ہوگئے اور ان کے قدموں کو دیکھا کہ ورم کر آئے ہیں اور ان سے خون ٹپک رہا ہے حضرت نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لعاب دہن سے تر کر کے ان کے پاؤں پر ملا اور عافیت کی دعا مانگی جناب علیؑ اچھے ہوگئے پھر کبھی وقت شہادت تک پاؤں کے دکھنے کی انکو شکایت نہ ہوئی

(۲) عن محمد بن کعب القرظی قال قام علی عن فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما عرفہ القوم منہ اخذوہ فقالوا این صاحبک قال لا ادری او رقیبا کنت علیہ امرتموہ بالخروج فخرج فانتھروہ وضربوہ واخرجوہ الی المسجد فحبسوہ ساعۃ ثم ترکوہ اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ

فقال هذا بيته تر دن (اخرجه البخاری) نافع بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہنے لگے کہ علی پس وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور اپنے ہاتھ سے ارشاد کر کے کہا یہ ان کا گھر ہے جسے تم دیکھ رہے ہو یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے +

جناب امیرؑ کے دروازہ کے سوا تمام صحابہ کے دروازے مسجد نبوی میں سے بند ہو جانا

(۱) **عن** زيد بن ارقم والبراء بن عازب قال كان لنفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ابواب شارعة في المسجد فقال يوما سدوا هذه الابواب الا باب على قال فتكلم في ذلك الناس قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله واثنى عليه قال اما بعد فانی قد امرت بسد هذه الابواب غير باب علی فقال فيه القائل والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكن امرت بشئ فاتبعته (اخرجه احمد والنسائی والحاكم) زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند نفر کی آمد و رفت کے لئے مسجد میں دروازے تھے ایک روز حضرتؐ نے حکم دیا کہ علی رضؓ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کئے جائیں اور اسی خطبہ میں حضرتؐ نے ارشاد کیا یا اللہ میں نے کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کھولا ہے لیکن جو کچھ کہ حکم ہوا ہے میں نے وہی کیا ہے +

(۲) **عن** سهيل بن صالح عن ابيه عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال لقد اوتی علی بن ابی طالب ثلثا لان اكون اوتيتها احب الی ان اعطی حمر النعم جواد رسول الله صلى الله عليه وسلم له فی المسجد والراية يوم خيبر وزوجته ابنته فاطمة (اخرجه احمد) سہیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علیؓ کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتیں تو مجھے سُرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب ہوتیں مسجد میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی اور خیبر کے روز علمدار ہونا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ کا زوج ہونا +

(۳) ابی هريرة عن عمر بن الخطاب رضؓ قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان يكون لی واحدة منهن احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل ما هی قال زوجته ابنته فاطمه وسكناه فی المسجد لا يحل لی فيه ما يحل له والراية يوم خيبر (اخرجه ابن السمان) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دی جاتی تو میرے نزدیک وہ سُرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ پیاری ہوتی پوچھا گیا وہ کونسی باتیں ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔ اور مسجد میں رہائش کرنا کہ ان کو وہ امر جائز ہے وہ مجھے جائز نہیں اور خیبر کے روز علمدار ہونا

(۴) **عن** ... عمر قال كنا نقول خير الناس ابو بكر ثم عمر ولقد اعطی علی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان يكون واحدة منهن احب الی من حمر النعم زوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته وولدت له وسد الابواب الا بابه فی المسجد

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ جب علیؓ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس سے اُٹھا اور قریش نے گمان کیا ہو کہ اُن کو پہنچاتا۔ تو اُن سے پوچھا کہ تمہارے دوست کہاں ہیں۔ جناب علیؓ نے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ کہاں ہیں کیا میں اُن پر نگہبان تھا تم نے ان کو چلے جانے کیلئے کہا وہ چلے گئے قریش نے جناب علیؓ کو مارا اور بُرا بھلا کہا اور گھر میں سے کو نکال لائے ایک گھنٹہ قید رکھ کر چھوڑ دیا +

جناب امیرؑ کی خصوصیت جناب سیدہؓ کے نکاح کیساتھ

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال خطب ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا (اخرجہ ابوحاتم و النسائی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدہ علیہا السلام کی خواستگاری کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چھوٹی ہیں پھر جناب علیؓ نے انکی خواستگاری کی اور حضرت نے اُنسے جناب سیدہ کا نکاح کر دیا۔

جناب امیرؑ کا گھر حضرتؐ کے گھروں کے درمیان ہونا

(۱) **عن** علا قال سألت عبد اللہ بن عمر فقلت الا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فہذا بیتہ من بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا احدثک عنہ بغیرہ واما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم احد فعفی اللہ عنہ واذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) علا کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علیؓ اور عثمانؓ کے مرتبہ سے مجھ کو خبردار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علیؑ اُن کا گھر یہ دیکھو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہے اُن کے سوا کبھی دوسرے کا گھر وہاں تجھے نہیں ملے گا اور عثمانؓ پس اُنہوں نے احد کے دن بھاری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے انہیں بخش دیا اور تمہارا ایک چھوٹا گناہ کیا اور تم نے اُن کو مار ڈالا

(۲) **عن** سعید بن ابی عبیدۃ قال جاء رجل الی ابن عمر فسالہ عن علی فقال لا تسل عن علی ولکن انظر الی بیتہ اوسط بیوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ البخاری والنسائی) و زاد البخاری ثم قال لعل ذالک یسوءک قال اجل قال فارغم اللہ انفک انطلق فاجہد علی جہدک (و زاد النسائی) قال فانی ابغضہ قال ابغضک اللہ عن رجل سعید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جناب علیؑ کی نسبت سوال کیا ابن عمرؓ نے کہا ان کی نسبت مت پوچھ ان کا گھر یہ دیکھ کہ حضرتؐ کے گھروں کے بیچ میں ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ پھر ابن عمرؓ اس شخص سے کہنے لگے شاید تجھے یہ بات بُری معلوم ہوئی ہوگی اس نے کہا ہاں ابن عمرؓ بولے خدا تیری ناک پر مٹی ڈالے جا اپنے رنج میں مر جا امام نسائی علیہ الرحمتہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ روایت کئے ہیں اس شخص نے عبداللہ بن عمر سے کہا میں اُن سے یعنی جناب علیؓ سے بغض رکھتا ہوں۔ ابن عمر نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے +

(۳) **عن** نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ قال اما علی فابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ ابیدہ

واعطاہ الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور جناب علیؓ کو ایسی تین باتیں دی گئیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سُرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب تھی۔ حضرتؐ کی بیٹی کا زوج ہونا اور ان سے اولاد کا ہونا اور مسجد سے ان کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کا بند ہونا اور خیبر کے روز علمدار ہونا +

(۵) عن سعد بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدا لابواب الشارعۃ وترک باب علی (اخرجہ احمد) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کی آمد و رفت کے دروازے بند کر دیئے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ چھوڑ دیا تھا +

(۶) عن سعید بن ابی وقاص قال کانت لعلی مناقب لم تکن لاحد کان بیتہ فی المسجد واعطاء الرایۃ یوم خیبر وسد الابواب الا باب علی (اخرجہ احمد وابوالحسن فقیہ ابن المغازلی) سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے ایسے فضائل ہیں کہ دوسرے کو حاصل نہیں۔ ان کا گھر مسجد میں تھا خیبر کے روز ان کو علم دیا گیا تھا اور اُن کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کئے گئے تھے +

(۷) عن سعد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بالابواب فسدت وترک باب ۔۔ فاتاہ العباس فقال یا رسول اللہ سددت ابوابنا وترکت باب علی فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ سددہا (اخرجہ احمد والنسائی والطبرانی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور جناب علی کا دروازہ چھوڑ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ حضرتؐ کے خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یارسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے اور علیؑ کا دروازہ چھوڑ دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں بند کئے لیکن خدا نے اُن کو بند کیا ہے +

(۸) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب کلہا فسدت الا باب علی (اخرجہ احمد والنسائی والطبرانی والترمذی وفقیہ بن المغازلی) وفی روایۃ اخری امر بسد ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد وھو جنب لیس لہ طریق غیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا، علیؑ کے دروازے کے اور مسجد میں سے آتے جاتے تھے بحالت کہ وہ جنب میں ہوا کرتے تھے اور مسجد کے سوا ان کے گھر کا دوسرا راستہ نہیں تھا +

(۹) عن الحرب بن مالک قال اتیت مکۃ فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وال علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عمہ فقال یارسول اللہ اخرجت اصحابک واعمامک واسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم ولا باسکان ھذا الغلام ان اللہ امر بہ (اخرجہ النسائی) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے

مکہ میں جا کر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے پوچھا آیا آپ نے جناب علیؓ کی کوئی منقبت سُنی ہے۔ کہنے لگے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات ہم لوگوں کو پکار کر کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؓ کی آل کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں۔ صبح کو حضرت کے چچا آ کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا اور اپنے صحابہ کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھا لیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تمہارے نکل جانے اور اس لڑکے کے رکھنے کے لئے حکم نہیں دیا۔ بلکہ خدا نے دیا ہے +

(۱۰) **عن** جابر بن سمرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب المسجد الا باب علی فقال رجل یا رسول اللہ قدر ما اخرج منہ واد خل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اومر بذلک فقال فبقدر راسی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اومر بذلک فانصرف و ھو باکیا حزینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الابواب کلھا غیر باب علی فربما مر فیہ و ھو جنب (اخرجہ الطبرانی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سوا علیؓ کے دروازہ کے مسجد کے سب دروازے بند کر دو۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے صرف اتنی جگہ عطا فرمائیے کہ جس سے میں آجا سکوں حضرتؐ نے فرمایا مجھے حکم نہیں دیا گیا۔ پھر وہ شخص التجا کرنے لگا کہ مجھے صرف اتنی جگہ دی جائے کہ جس میں سے میرا سر نکل سکے حضرتؐ نے فرمایا علیؓ کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کر دو پس کبھی وہ اس دروازے سے گزرتے اور جنب میں ہوا کرتے +

(۱۱) **عن** علاء بن عزار قال سالت عبد اللہ بن عمر عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تسئل عنہ احدا وانظر الی منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد سد ابوابنا فی المسجد واقر بابہ واما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم التقی الجمعان فعفا اللہ واذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی) علاء بن عزار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علیؓ کی نسبت کسی سے مت پوچھو اور اُن کی قربت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں سے بند کر دیئے اور اُن کا دروازہ برقرار رکھا اور حضرت عثمان نے جس روز کہ دونوں گروہ اکٹھے ہوئے ایک بھاری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخش دیا اور تمہارا ایک چھوٹا سا گناہ کیا۔ اور تم نے ان کو مار ڈالا +

(۱۲) **عن** ام المومنین ام سلمة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء و جنب من الرجال الا علی محمد واھل بیتہ علی و فاطمة و الحسن و الحسین (اخرجہ البیہقی والطبرانی فی الکبیر) جناب اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے۔ مگر محمدؐ اور اس کی اہل بیت علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ پر +

(۱۳) **عن** عثمان بن عبد اللہ الفردوسی من حدیث طویل قال خطب علی فی اول یوم بویع

فیہ عثمان فقال فیہا اناشدکم اللہ ھل تعلمون کان احد یدخل المسجد غیری جنبا قالوا اللھم لا (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبد اللہ قرشی ایک حدیث طویل کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اُس روز جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دیکر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے بغیر کسی آدمی کو جانتے ہو جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جاسکتا تھا۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جاسکتا تھا ✦

(۱۴) **عن** فاطمۃ بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب کلھا غیر باب علی فقال العباس یا رسول اللہ اترک لی قدر ما ادخل انا وحدی فقال ما امرت بشیء من ذلک فسدھا (اخرجہ الطبرانی) فاطمہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لئے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں سے میں اکیلا داخل ہوسکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مجھ کو حکم نہیں ہے پس سب دروازے بند کر دئے ✦

(۱۵) **عن** علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسی سأل ربہ ان یطھر مسجدہ بھارون وانا سألت ربی ان یطھر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک قال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی العباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم (اخرجہ ابن اخی عندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ وہ اُن کی مسجد کو ہارون کے ساتھ پاک کرے۔ میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد تجھ سے پاک کرے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کریں انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہہ کر حکم کی تعمیل کی پھر اسی طرح سے عمر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر اسی طرح سے عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کئے۔ اور نہ علیؑ کا دروازہ کھولا ہے مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کئے ہیں ✦

(۱۶) **عن** عمر بن سہیل قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق فمرھم ان یسدوا ابوابہم فانطلقت فقلت لھم ففعلوا الا حمزۃ فقلت یا رسول اللہ قد فعلوا الا حمزۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لحمزۃ فلیحول بابہ فقلت لحمزۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک ان تحول بابک فحولہ فرجعت الیہ وھو قائم یصلی فقال ارجع الی بیتک (اخرجہ البزار) عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جاکر لوگوں کو کہہ دے تاکہ اپنے اپنے دروازے بند کردیں میں نے آکر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بند کر دیے۔ آپ نے فرمایا جاکر حمزہ کو کہو کہ البتہ اپنے دروازے کو پھیر دے میں نے اُن سے جاکر کہا اُنہوں نے بھی اپنا دروازہ پھیر لیا میں حضرت کی خدمت میں لوٹ آیا۔ آپ نماز پڑھ

لئے تھے بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا۔

(۱۴) **عن** حبة العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیہم قال حبة کانی انظر الی حمزة بن عبد المطلب وهو تحت قطیفة حمراء وعیناه تذرفان ویقول اخرجت عمک وابا بکر وعمر والعباس واسکنت ابن عمک فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فنودی الصلوة جامعة فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبة کان ابلغ منها تمجیدا وتوحیدا فلما فرغ قال یا ایها الناس ما انا سددتها ولا انا فتحتها ولا انا اخرجتکم واسکنته ولکن اللہ امر به ثم قرء والنجم اذا هوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی علمه شدید القوی (اخرجه ابوبکر ابن مردویہ)

حبہ عرنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر ان کا بند کیا جانا نہایت شاق گزرا حبہ کہتے ہیں۔ اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سُرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے گہرباری ہیں اور حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عباسؓ کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچا زاد بھائی کو رہنے دیا ہے۔ حضرتؐ کو معلوم ہو گیا ہے کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا شاق گزرا ہے حضرتؐ نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید وتوحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں سُنا گیا تھا حمد وثنائے باری کے بعد فرمایا اے لوگو! میں نے ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو یعنی علیؓ کو رکھا ہے پھر آپ نے سورہ والنجم پڑھا کہ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بہکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے

(۱۵) **عن** حذیفة بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما قدم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینة لم یکن لهم بیوت وکانوا یبیتون فی المسجد فقال لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابها الی المسجد ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیهم معاذ ابن جبل فنادی ابا بکر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک ان تسد بابک الذی فی المسجد وتخرج منه فقال سمعا وطاعة فسد بابه ثم ارسل الی عمر فسد بابه وقال سمعا وطاعة للہ ولرسوله ... مترددا لا یدری اهو فیمن یقیم او فیمن یخرج وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی له فی المسجد بیتا بین ابیاته فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاهرا مطهرا فبلغ حمزة قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی فقال یا محمد اخرجتنا وتمسک غلمان بنی عبد المطلب فقال له لو کان الامر الی ما جعلت دونکم من احد واللہ ما اعطاه ایاه الا اللہ وانک لعلی خیر من اللہ ورسوله (اخرجه فقیه ابو الحسن ابن المغازلی وابو محمد بن مردویہ)

حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مدینہ میں آئے چونکہ رات کو سونے کیلئے ان کے گھر نہیں تھے اس لئے مسجد ہی میں سو رہا کرتے تھے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو کیونکہ تم جنب ہو جاتے ہو پھر اصحاب نے مسجد کے اردگرد اپنے گھر بنائے اور ان کے دروازے مسجد میں رکھے حضرتؐ نے معاذ بن جبل کو ان کی طرف بھیجا انہوں نے ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد میں سے بند کرو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے "سمعاً وطاعۃً" کہہ کر حکم کی تعمیل کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس معاذؓ کو بھیجا انہوں نے "سمعاً وطاعۃً" کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ جناب علی علیہ السلام متردد تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں بھی رہتا ہوں یا کہ نکالا جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے بیچ میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا علیؑ تم مسجد میں پاک اور پاک کرنے والے ہو کر رہو یہ بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہم کو نکالتے ہیں اور بنی عبدالمطلب کے لونڈوں کو رہنے کا حکم دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہارے کسی کے لئے نہیں تھا خدا کی قسم ہے کہ یہ مرتبہ خدا کے سوا اور کسی نے اس کو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب نیکو ترین ہوا۔

(۱۱) عن عدی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد فقال ان اللہ اوحی الی نبیہ موسیٰ ان ابن لی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا موسیٰ وہارون وابنا ہارون وان اللہ اوحی الی ان ابنی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی (اخرجہ ابن المغازلی) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجکر ارشاد کیا تھا کہ میرے لئے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰؑ اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے اسی طرح سے خدائے تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے لئے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علیؑ اور علیؑ کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔

تنبیہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں سد الابواب کی نسبت ایک عجیب بحث لکھی ہے جو ملخصاً درج ہے جاء فی سد الابواب التی حول المسجد احادیث منہا حدیث سعد بن ابی وقاص اخرجہ احمد والنسائی واسنادہ قوی وفی روایۃ الطبرانی فی الاوسط رجالہا ثقات وحدیث زید بن ارقم اخرجہ احمد والنسائی ورجالہ ثقات وحدیث ابن عباس اخرجہما احمد والنسائی ورجالہما ثقات وحدیث جابر بن سمرۃ اخرجہ الطبرانی وحدیث ابن عمر اخرجہ احمد واسنادہ حسن واخرج النسائی من طریق العلاء بن عرار ورجالہ رجال الصحیح الا العلاء وقد وثقہ یحیی بن معین وغیرہ وہذہ الاحادیث یقوی بعضہا بعضا وکل طریق منہا صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعہا وقد اورد ابن الجوزی ہذا الحدیث فی الموضوعات واخرجہ من حدیث سعد بن ابی وقاص وزید بن ارقم وابن عمر مقتصرا علی بعض طرقہ عنہم واعلہ ببعض من تکلم فیہ من رواتہ ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرۃ الطرق واعلہ ایضا بانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ فی باب ابی بکر وزعم انہ من وضع الرافضۃ قابلوا بہ الحدیث الصحیح فی باب ابی بکر وہم عنہ واخطأ فی ذلک خطأ شنیعا فانہ سلک رد الاحادیث الصحیحۃ بتوہم المعارضۃ مع ان الجمع بین القصتین ممکن وقد اشار الی ذلک البزار فی مسندہ فقال ورد من روایات اہل الکوفۃ الجمع بینہما عادل

علیہ حدیث ابی سعید الخدری الذی اخرجہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لاحد ان یطرق ھذا المسجد جنبا غیری وغیرک والمعنی ان باب علی کان الی جھۃ المسجد ولم یکن لبیتہ باب غیرہ فلذلک لم یومر بسدہ ویوید ذلک ما اخرجہ اسمٰعیل القاضی فی احکام القرآن من طریق المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی المسجد وھو جنب الا لعلی لان بیتہ کان فی المسجد ومحصل الجمع ان الامر بسد الابواب وقع مرتین ففی الاولی استثنی علی وفی الاخری استثنی ابوبکر ولکن لا یتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصۃ علی علی الباب الحقیقی وما فی قصۃ ابی بکر علی الباب المجازی والمراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ کانھم لما امروا بسد الابواب سدوھا واحدثوا خوخا یستقربون الدخول الی المسجد منھا فامروا بعد ذلک بسدھا فھذہ طریقۃ لا باس بھا فی الجمع بین الحدیثین واشار بہما ابو جعفر الطحاوی فی مشکل الاثار وابوبکر الکلاباذی فی المعانی الاخبار وصرح بان بیت ابی بکر کان لہ باب من خارج المسجد وخوخۃ الی داخل المسجد وبیت علی لم یکن لہ باب الا من داخل المسجد. انتہی کلامہ ملخصاً۔ یعنی وہ دروازے کہ مسجد کے ارد گرد تھے ان کی نسبت بہت سی حدیثیں وارد ہوئیں۔ ان میں سے سعد بن ابی وقاص کی ایک حدیث ہے جس کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے روایت کیا ہے اس کی سندیں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جس کو امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے ان کے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے راوی حسن یعنی اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علاء بن عرار کے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ عرار کے سوا اس کے رجال بھی ثقہ ہیں اور عرار کو بھی ابن معین نے ثقہ مانا ہے۔ یہ تمام حدیثیں ایک دوسری سے قوی ہیں۔ ان کے مجموعے سے قطع نظر کر کے ان کا ہر ایک طریق احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم اور ابن عمر سے اس کو لے کر اس کے بعض طریقوں پر اس کا اقتصار کیا ہے اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں سقم پیدا کیا ہے۔ جن لوگوں نے اس حدیث کے بعض راویوں میں کلام کیا ہے لیکن اس امر سے ہماری بات میں رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب کہ ہم نے اس حدیث اس کو بہت طریقوں سے ثابت کر دیا ہے ابن جوزی نے ایک اور حجت بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے مخالف ہے۔ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی نسبت وارد ہے۔ ابن جوزی کو یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ اس حدیث کو بمقابلہ اس صحیح حدیث کے جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہے۔ رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بھاری غلطی کی ہے اور اس نے تعارض کے وہم سے صحیح حدیثوں کے رد کرنے کا مسلک اختیار کیا ہے باوجودیکہ جمع بین الطریقین ممکن ہے چنانچہ بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس کی

طرف اشارہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں ان کا جمع وارد ہے اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لئے وہ حدیث ہے جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا علیؑ تیرے سوا کسی کو اس مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اس دروازے کے سوا ان کے گھر کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا اسی لئے حضرتؐ نے اس دروازے کے بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی مؤید ہے وہ حدیث جس کو قاضی اسمٰعیل نے کتاب احکام القرآن میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد سے گذرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا ماحصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے کا دو دفعہ حکم ہوا تھا پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مستثنیٰ کیے گئے۔ لیکن یہ بات اسوقت پوری ہو سکتی ہے کہ جناب علیؑ کے قصہ میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ کے قصہ میں مجازی دروازہ یعنی خوخہ مراد لیا جائے۔ چنانچہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دئے اور خوخہ یعنی دریچے مسجد کی طرف بنا لئے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آ جائیں لیکن جناب علیؑ کا دروازہ آمد و رفت کے لئے بدستور کھلا رہا۔ بعد میں ان دریچوں کے بند کرنے کا حکم ہو گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخہ یعنی دریچہ کے سوا سب اصحاب کے دریچے بند کئے گئے۔ یہی ایک طریقہ لاباس فیہ ان دونوں حدیثوں کے جمع میں ہے اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابو جعفر الطحاوی نے مشکل الآثار میں جمع کیا ہے اور صاف اس کی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خوخہ تھا اور دروازہ مسجد کی جانب سے علیحدہ تھا اور جناب علیؑ کا دروازہ مسجد کی طرف سے تھا دوسری طرف نہیں تھا +

جناب امیرؑ کے سوا کوئی شخص جنب کی حالت میں مسجد میں نہیں آ سکتا تھا

(۱) **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک (اخرجہ البزار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ یا علیؑ میرے اور تیرے سوا بحالت جنب اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں +

(۲) **عن** ابن عباس سد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی وکان یدخل المسجد وھو جنب وھو طریقہ ولیس لہ طریق غیرہ (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے سب صحابہ کے دروازے بند کر دیئے تھے بجز جناب امیرؑ کے دروازے کے اور وہ مسجد میں بحالت جنب داخل ہوا کرتے تھے اور وہ انکا رستہ تھا سوا اسکے کوئی رستہ نہ تھا

(۳) **عن** مطلب بن عبداللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی المسجد

وھو جنب الا لعلی لان بیتہ کان فی المسجد (اخرجہ اسمٰعیل القاضی فی احکام القرآن) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بحالت جنب مسجد میں سے ہو کر گزرنے کا اذن نہیں دیا تھا۔ مگر علیؓ کو کہ ان کا گھر مسجد میں ہی تھا ✦

(۴) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واھل بیتہ علی وفاطمۃ والحسن والحسین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنبی مرد پر حرام ہے مگر محمد اور اسکے اہلبیت علی و فاطمہ حسن و حسین پر۔

(۵) عن ابی ھریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل ما ھی قال تزوجہ ابنتہ فاطمۃ وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل لہ ما لا یحل لغیرہ والرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد وابو یعلی والحاکم فی المستدرک) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ محبوب ہوتی کسی نے ان سے سوال کیا وہ کیا ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے ان کا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ ان کو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں ان کے لئے جائز تھی ان کے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی اور خیبر کے روز علم کا دیا جانا ✦

(۶) عن جابر بن عبد اللہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن مضطجعون فی المسجد وفی یدہ عسیب رطب قال اترقدون فی المسجد قلنا اجفلنا واجفل علی معنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعال یا علی انہ یحل لک فی المسجد ما یحل لی الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا النبوۃ والذی نفسی بیدہ انک لذائد عن حوضی یوم القیامۃ تذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر الضال عن الماء بعصا لک من عوسج کانی انظر الی مقامک من حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا کیا تم اونگھ رہے ہو۔ ہم دوڑنے لگے جناب علی بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ ادھر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ کہ مجھے جائز ہے۔ کیا تو راضی نہیں ہوا کہ تیری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز نبوت کے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک تو قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ہانک دے گا جس طرح سے کہ بھٹکا ہوا اونٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے۔ عوسج کا عصا تیرے ہاتھ میں ہوگا۔ گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوض سے اس وقت دیکھ رہا ہوں ✦

(۷) عن عثمان بن عبد اللہ القرشی عن حدیث طویل قال خطب علی یوم بویع فیہ فقال فیھا فانشدکم اللہ ھل تعلمون معشر المھاجرین والانصار ان احدا کان یدخل المسجد جنبا غیر — عثمان نے

پکارا کر حکم دیا گیا، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے سوا سب لوگ نکل جائیں صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ حضور نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر لڑکے (یعنی علیؓ) کو رکھ لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک پاک مسجد تعمیر کریں کہ بجز موسیٰؑ اور ہارون اور ابنائے ہارون کے کوئی رہنے نہ پاوے اس طرح سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جس میں میرے اور علیؓ اور حسنینؓ کے سوا کوئی نہ رہے تم لوگ خدا سے ڈرو۔ ابھی نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے بند کر لو۔ لوگ دوڑ کر دروازے بند کرنے میں مشغول ہو گئے حمزہ وہاں سے اپنا سُرخ کمبل گھسیٹتے ہوئے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ لیا ہے حضرت نے فرمایا نہ میں نے تم کو نکال دیا ہے اور نہ اُس کو رکھ لیا ہے بلکہ خدا نے اُس کو رکھا ہے۔

(۵) **عن** علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسیٰ سال ربہ ان یطہر مسجدہ بہارون وانا سالت ربی ان یطہر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع ثم قال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی عباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن اللہ فتح باب علی وسد ابوابکم اخرجہ البزار فی مسندہ والصابونی فی الاربعین بلفظ الی الاربعۃ المتقدم۔ جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ موسیٰؑ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰؑ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میں نے بھی اپنے رب سے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تجھ سے پاک کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر لے۔ انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہہ کر بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباسؓ رضی اللہ عنہما کو بھی یہی کہلا بھیجا اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ تمہارے دروازے میں نے بند نہیں کئے ہیں اور نہ علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے مگر خدا نے علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے اور تمہارے دروازے بند کئے ہیں۔

(۶) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ان موسیٰ سال ربہ ان یطہر مسجدہ بہارون وذریتہ وانی سالت اللہ ان یطہر مسجدی بک وبذریتک من بعدی ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم ولا فتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم وفتح باب علی اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ موسیٰ نے خدا سے التجا کی تھی کہ اس کی مسجد کو ہارون اور اُس کی ذریت کے ذریعہ سے پاک کرے اور میں نے بھی خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے سبب سے اور تیری ذریت کیلئے پاک کر ڈالے پھر حضرتؐ نے ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر لے انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہہ کر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ کو بھی یہی کہلا بھیجا پھر حضرتؐ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہارے دروازے نہیں بند کئے اور نہ علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیہ السلام کو اپنی اخوت سے خصوصیت دینا

(۱) **عن** ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اٰخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین صحابہ فجاء علی تدمع عیناہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخیت بین اصحابک وترکتنی بینی وبین احد قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی الدنیا والآخرة (اخرجہ الدارقطنی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا جناب امیرؓ روتے
ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں بھائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے
کسی کا بھائی نہیں بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے ✦

(۲) عن ابن عمر قال آخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ حتی بقی علی فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اما ترضی ان اکون اخاک قال بلی یا رسول اللہ رضیت قال فانت اخی فی الدنیا والآخرة (اخرجہ
ابو عمر ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
باہم اپنے اصحاب میں بھائی چارہ بنایا۔ علیؓ باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ کیا تو راضی نہیں
کہ میں تیرا بھائی ہوں جناب امیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے ✦

(۳) عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخی بین الصحابۃ فبقی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر وعلی فآخی بین ابی بکر وعمر وقال لعلی انت اخی (اخرجہ احمد فی مسندہ)
سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ تحقیق سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے
درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات اقدس اور ابو بکرؓ و عمرؓ اور علیؓ باقی
رہ گئے حضرت نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور جناب علیؓ سے فرمایا تو میرا بھائی ہے ✦

(۴) زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجدہ فقال این فلان واین
فلان فجعل ینظر فی وجوہ الصحابۃ ویتفقدھم ویبعث الیھم حتی توافوا عندہ فآخی بینھم فقال لہ علی بن
ابی طالب لقد ذھبت روحی یا رسول اللہ حین رایتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق نبیا ما اخرتک الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ وانت اخی ووارثی فقال یا رسول اللہ ما ارث منک قال ما ورث الانبیاء قبلی قال وما ورثوا
قال کتاب اللہ وسنۃ نبیھم وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی والحسن والحسین وانت
رفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المسند والمناقب
والمتقی فی کنز العمال) زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلاں شخص کہاں ہے اور
فلاں شخص کہاں ہے آپ اپنے اصحاب کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اسے بلواتے تھے یہاں تک کہ
تمام اصحاب حضرتؐ کے حضور میں جمع ہو گئے پھر آپ نے اُن میں بھائی چارہ قائم کیا آنحضرتؐ سے جناب علیؓ
نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو نکل گئی تھی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے
اصحاب کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔
میں نے تجھے اپنی ذات کیلئے سب سے پیچھے چھوڑا ہوا تھا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون موسیٰ سے اور تو میرا بھائی ہے

وارث ہے پس علیؓ نے کہا یا رسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں لوں گا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں
نے لیا ہے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی۔ فرمایا خدا کی کتاب
اور نبیوں کی سنتیں تو بہشت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگا۔ میری بیٹی فاطمہ اور حسن اور حسین
کے ساتھ تو میرا رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہول گے +

(۵) **عن** زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی مواخ بینکم
کما اخی اللہ بین الملائکۃ ثم قال لعلی انت اخی ورفیقی ثم تلا ھذہ الآیۃ اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ
ابوبکر بن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرما رہے تھے میں تم میں برادری قائم کرنے والا ہوں پھر
جناب علی علیہ السلام سے فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہول گے +

(۶) **عن** رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اخی وانا اخوک (اخرجہ الطبرانی فی
الکبیر) ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب علی علیہ السلام سے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں +

(۷) **عن** حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المہاجرین
والانصار کان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی فقال ھذا اخی قال حذیفۃ فرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الذی لیس لہ شبیہ ولا
نظیر وعلی اخوہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابوبکر بن مردویہ) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ سرورِ دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتۂ اخوت ملاتے تھے تو
ہر ایک اصحابی کو اس کی نظیر کے ساتھ اس کا بھیا چارہ قرار دیتے تھے پھر علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
یہ میرا بھائی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین
اور امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں ان کی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام ان کے بھائی ہیں +

(۸) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ من المہاجرین والانصار وھو انہ
صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین ابوبکر وعمر واخی بین عثمان بن عفان وعبد الرحمٰن بن عوف واخی بین طلحۃ والزبیر
واخی بین ابی ذر الغفاری والمقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولم یواخ بین علی وبین احد منہم فخرج علی مغضبا
حتی اتی جدولا من الارض وتوسد ذراعہ ونام فیہ فاسفی علیہ الریح التراب فطلبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہ
علی تلک الحالۃ فوکزہ برجلہ وقال لہ قم فاصلحت ان تکون ابا تراب اغضبت علی حین اخیت بین المہاجرین
والانصار ولم اواخ بینک وبین احد منہم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ
لا نبی بعدی الا من احبک فقد حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماتہ اللہ میتۃ الجاھلیۃ
وحوسب فی الاسلام (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی جمع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) ابن عباس
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار

کے درمیان اخوت کا ناطہ اس طرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی قرار دیا اور علیؑ کو کسی کا بھائی نہ بنایا جناب علیؑ نہایت غصہ ہو کر نکل گئے اور زمین پر گر پڑے اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے ہوا سے مٹی اڑ کر بدن پر پڑ گئی حضرتؐ نے ان کو تلاش کیا اور ایسی حالت میں پایا حضرتؐ نے ان کو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اُٹھ تجھ کو بجز ابوتراب بننے کے کچھ صلاحیت نہیں ہے کیا تو خفا ہو گیا جبکہ میں نے اصحابہ کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا گیا تو راضی نہیں کہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھے گا وہ امن اور ایمان میں گھرا رہیگا اور جو تجھے دشمن رکھے گا خدا اس کو کفار کی موت سے مارے گا ✚

(۹) عن انس رضی اللہ عنہ قال لما کان یوم المباھلۃ اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المہاجرین والانصار وعلی واقف یراہ ویعرف مکانہ ولم یواخ بینہ وبین احد فانصرف علی باکی العین فافتقدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما فعل ابوالحسن قالوا انصرف باکی العین قال یا بلال اذھب فاتنی بہ فمضی بلال الی علی وقد دخل منزلہ باکی العین فقالت فاطمۃ ما یبکیک لا ابکی اللہ عینیک قال یا فاطمۃ اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ المہاجرین والانصار وانا واقف یرانی ویعرف مکانی ولم یواخ بینی وبین احد قالت لا یحزنک اللہ لعلہ انما اخرک لنفسہ فقال بلال یا علی اجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ ما یبکیک یا ابا الحسن فقال اخیت بین المہاجرین والانصار وانا واقف ترانی وتعرف مکانی ولم تواخ بینی وبین احد قال انما اخرتک لنفسی الا یسرک ان تکون اخا نبیک قال بلی یا رسول اللہ فاخذہ بیدہ فارقاہ المنبر فقال اللھم ان ھذا منی وانا منہ الا انہ منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا ان من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال فانصرف علی قریر العین فاتبعہ عمر بن الخطاب فقال یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولا کل مؤمن (اخرجہ ابوالحسن [illegible] فی المغازی) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مباہلہ کے روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھیا چارہ قائم کیا علیؑ کھڑے ہوئے تھے جناب ان کو دیکھ رہے تھے آپ نے اُن کے ساتھ کسی کو شریک اخوت نہ کیا جناب روتے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرتؐ نے ان کو نہ دیکھا تو فرمایا ابوالحسن کیا کر رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں حضرتؐ نے بلال سے فرمایا اے بلال جا کر انہیں بلا لاؤ۔ بلال اُن کے بلانے کے لئے گئے جناب اُس وقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے جناب سیدہ نے انہیں روتا ہوا دیکھ کر کہا خدا تمہیں نہ رلائے تم کیوں روتے ہو جناب علیؑ کہنے لگے آج حضرتؐ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے حضرتؐ دیکھ رہے تھے۔ لیکن مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ جناب فاطمہؓ نے جواب دیا آپ اندوہگین نہ ہوں شاید حضرتؐ نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بھائی بنانے کے لئے پیچھے رکھا ہو اتنے میں بلال نے پکار کر کہا یا علی حضرتؐ کے پاس تشریف لے چلیے جناب علی حضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ابا الحسن تم کیوں روتے ہو عرض کیا یا رسول حضور نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھیا چارہ کا ناطہ جوڑا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا فرمایا یا علیؑ میں نے تم کو

اپنی ذات کیلئے پیچھے رہنے دیا تھا آیا تم اپنے نبی کے بھائی بننے سے خوش نہیں جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منبر پر چڑھایا۔ اور فرمایا بار الہا یہ میرا ہے میں اس کا ہوں یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰؑ سے جسکا کہ میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ انس کہتے ہیں کہ جناب علیؑ نہایت ٹھنڈی آنکھوں سے گھر کو واپس ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے ابو الحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ میرے اور ہر مومن کے مولا ہو گئے۔

(۱۰) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ واللہ لئن مات او قتل ان انقلبتم علی اعقابکم لاقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت انا قتل واللہ انی لاخوہ وولیہ ووارثہ وابن عمہ ومن احق بہ منی۔ (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے (اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے) خدا کی قسم ہے بعد اس کے کہ خدا نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اپنی ایڑیوں کے بل ہرگز نہیں پھریں گے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں اور تم اپنی ایڑیوں پر پھرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کروں گا جس بات پر کہ حضرت نے جہاد کیا ہے واللہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وارث اور ابن عم ہوں اور وہ شخص ہوں جس کے ساتھ حضرت نے اپنی برادری کا رشتہ ملایا ہے۔

(۱۱) عن عمر بن عبد اللہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اٰخا بین الناس وترک علیا حتی بقی اٰخرھم لا یری لہ اخا فقال یا رسول اللہ اٰخیت بین الناس وترکتنی قال ولم ترانی ترکتک انما ترکتک لنفسی انت اخی وانا اخوک فان ذاکرک احد فقل انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یدعیھا بعدک الا کذاب (اخرجہ احمد) عمر بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا علیؑ سب سے پیچھے رہ گئے ان کا بھائی بنا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے رشتہ اخوت ملا دیا ہے اور مجھے یوں ہی چھوڑ دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ ہم نے تجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ تیرے سوا اگر کوئی یہ بات کہے گا تو وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) عن یعلی بن مرۃ قال اٰخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المسلمین وجعل تخلف علیا حتی بقی اٰخرھم ولیس معہ اخ فقال لہ اٰخیت بین المسلمین وترکتنی فقال انما ترکتک لنفسی انت اخی فی الدنیا والاٰخرۃ وانا اخوک انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع ابنتی فاطمۃ وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین ثم قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذاکرک احد فقل انا عبد اللہ واخو رسولہ ولا یدعیھا بعدی الا کذاب مفتر (اخرجہ جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب فی الاربعین) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں

بھی اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو پیچھے چھوڑ کر چلے گئے یہاں تک کہ وہ سب سے سمجھے اور ان کا بھائی بننے کیلئے کوئی باقی نہ رہا۔ جناب علی نے عرض کیا حضور نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے دیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا میں نے تجھے اپنی ذات کیلئے چھوڑا ہے تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔ تو مجھ سے ہارون کی جگہ پر ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے تو میرے ساتھ میرے گھر میں جنت میں ہوگا۔ تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بھائی بھائی اپنے آمنے سامنے کے تختوں پر ہوں گے میں تجھے کہتا ہوں کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے تو یہ کہیو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں تیرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا ٹھہرے گا +

(۱۳) **عن** عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سنتہ والحاکم فی المستدرک والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والخفیلی) عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹا کاذب میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی +

(۱۴) **عن** ابی الطفیل قال لما جعل امر الشوری بین علی وعثمان وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف وسعید بن ابی وقاص او سعید بن زید فقال علی انشدکم فیکم احد آخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہ وبینہ اذ آخی بین المسلمین قالوا اللہم لا (الاستیعاب عبد البر) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کیلئے جناب علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص یا سعد بن زید کے درمیان مشورت کرنے کے لئے چھوڑ دیا جناب امیر نے فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اس کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا ہو سب کہنے لگے خدا گواہ ہے نہیں +

(۱۵) **عن** علی قال طلبنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدنی فی حائط نائما فحرکنی برجلہ وقال قم فواللہ لارضینک انت اخی وابو ولدی تقاتل علی سنتی من مات علی عہدی فہو فی کنوز الجنۃ ومن مات علی عہدک فقد قضی نحبہ ومن مات علی حبک بعد موتک ختم اللہ لہ بالامن والایمان ما طلعت الشمس وما غربت (اخرجہ فی المناقب) مروی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلاش کیا اور ایک دیوار کے نیچے سوتا ہوا پایا آپ نے اپنے پائے مبارک سے مجھے ہلا کر فرمایا اٹھ میں تجھے راضی کروں تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے تو میری سنت پر لڑے گا۔ جو میرے عہد پر مرے گا وہ جنت کے خزانہ میں ہوگا اور جو تیرے عہد مرے گا اس کی آرزو پوری ہوگی جو شخص تیری محبت پر تیرے بعد مرے گا خدا تعالیٰ اس کا خاتمہ امن اور ایمان سے کرے گا جب تک کہ آفتاب نکلتا اور چھپتا رہے گا +

(۱۶) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد قد بلغت

ھذا اخی و ابن عمی و صہری و ابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن البخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے پہونچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اے میرے پروردگار جو شخص کہ اس سے دشمنی کرے اسے آگ میں اوندھا کرکے گرا +

(۱۷) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت اخی و رفیقی فی الجنۃ یا علی اسبغ الوضوء وان شق علیک ولا تاکل الصدقۃ ولا تنزوا الحمیر علی الخیل ولا تجالس اصحاب النجوم (اخرجہ الخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی اور جنت میں میرا رفیق ہے یا علی وضو اچھی طرح سے کریو اگرچہ تجھ پہ شاق گذرے اور خیرات نہ کھایو اور گدھے کو گھوڑے پہ نہ چڑھایو اور نجومیوں کے ساتھ مت بیٹھو +

(۱۸) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی و خیر اعمامی حمزۃ (اخرجہ الدیلمی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب بھائیوں سے علی اور چچوں سے حمزہ بہتر ہے +

(۱۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی و خیر اعمامی حمزۃ وذکر علی عبادۃ (اخرجہ الطبرانی و ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بھائیوں میں بہتر علی ہیں اور سب چچوں میں بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے +

(۲۰) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس اوصیکم بحب ذی قربیھا اخی و ابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مومن (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے لوگو میں تمہیں اس امت کے ذوالقربین کی محبت کے لئے وصیت کرتا ہوں وہ میرا بھائی اور ابن عم علی ابن ابیطالب ہے پس بہ تحقیق اس سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن +

(۲۱) عن مخدوج بن یزید الہذلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین المسلمین ثم قال یا علی انت اخی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی اما علمت یا علی ان اول من یدعی یوم القیامۃ بی فاقوم عن یمین العرش فاکسی حلۃ خضراء من حلل الجنۃ الا وانی اخبرک یا علی ان امتی اول الامم یحاسبون یوم القیامۃ ثم انت اول من یدعی لقرابتک ومنزلتک عندی فیدفع الیک لوائی وھو لواء الحمد تسیر بین السماطین آدم و جمیع خلق اللہ یستظلون بظل لوائی وطولہ مسیرۃ الف سنۃ سنانہ یاقوتۃ حمراء و لہ ثلاث ذوائب من نور ذوابۃ فی المشرق وذوابۃ فی المغرب والثالثۃ وسط الدنیا مکتوب علیہ ثلاثۃ اسطر الاول بسم اللہ الرحمن الرحیم والثانی الحمد للہ رب العالمین والثالث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ طول کل سطر الف سنۃ وعرضہ الف سنۃ الحسن عن یمینک والحسین عن یسارک حتی تقف بینی وبین ابراھیم فی ظل العرش ثم تکسی

حلۃ خضرا من الجنۃ ثم ینادی مناد من تحت العرش نعم الاب ابوک ابراھیم ونعم الاخ اخوک علی اذا دعیت دعیت واذا کسیت کسیت اخرجہ عبداللہ بن احمد فی زوائد المناقب محمد صدیق بن بخشی علی افضلیۃ علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں رشتہ اخوت قائم کر کے علی سے کہا یا علی تم میرے بھائی ہو اس کی جگہ پر ہو موسیٰ سے بغیر اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے یا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ قیامت میں سب سے اوّل میں بلایا جاؤں گا اور عرش کے داہنے بازو پر کھڑا کیا جاؤں گا اور مجھے جنت کے حلوں میں سے سبز پوشاک پہنائی جاوے گی یا علی میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ قیامت کے روز سب اُمتوں سے پہلے میری اُمت حساب دے گی پھر سب سے پہلے تو میری قرابت کی وجہ سے بلایا جائے گا اور تجھے میرا علم یعنی لواء الحمد دیا جائے گا۔ تو دونوں صفوں کے بیچا بیچ چلے گا۔ آدم اور ساری دُنیا میرے علم کے سایہ میں پناہ گزین ہوں گے اس کی لمبائی ہزار سالہ راہ کی ہوگی اس کی بھال سرخ یاقوت سے بنی ہوگی۔ اس کے تین گیسو نور کے ہوں گے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور دنیا کے بیچ بیچ میں۔ اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی ایک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسری الحمد للہ رب العالمین تیسری لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر سطر کا طول وعرض ہزار سالہ راہ کا ہوگا حسن تیرے داہنے ہاتھ اور حسین تیرے بائیں ہاتھ ہوں گے یہاں تک کہ میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے آکر ٹھہرے گا اور جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا کیا اچھا باپ ہے تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بھائی ہے تیرا علی بشارت ہو تجھے اے علی کہ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ تو تجھے بھی پہنایا جائے گا۔ اور جب میں بلایا جاؤں گا تو تو بھی بلایا جائے گا ✚

(۴۲) **عن** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت مکتوبا علی باب الجنۃ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموٰت بالفی سنۃ۔ اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ اس کے رسول ہیں علیؑ اس کے رسول کے بھائی ہیں ✚

(۴۳) **عن** جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمع انا اخو المصطفٰی لا شک فی نسبی بہ ربیت وسبطاہ ھما ولدی جدی وجد رسول اللہ منفرد وفاطمۃ زوجی لا اقول ذی فندہ صدقتہ وجمیع الناس فی بھم من الضلالۃ والاشراک والنکد ✚ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صدقت یا علی اخرجہ من مطالب السئول محمد بن طلحۃ الشافعی۔ مروی ہے جناب جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے جناب علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا علاوہ آنحضرتؐ بھی سن رہے تھے کہ میں جناب محمدؐ کا بھائی ہوں میری نسب میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے میں نے ان کے پاس پرورش پائی ہے ان کے دونوں نواسے میرے بیٹے ہیں میرا جناب رسولؐ کا دادا ایک ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام میری زوجہ ہیں یہ قول میرا غلط نہیں ہے میں نے اس وقت حضرتؐ کی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہی اور شرک اور الحاد کی وجہ سے شبہ میں تھے۔

حضرتؐ نے یہ سُن کر تبسم فرمایا اور کہا یا علیؑ تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴۲) **عن** ربیعۃ بن ناجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المؤمنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال انزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتک الاقربین فاصنع لنا صاعا من الطعام واجعل علیہ رجل شاۃ واملأ لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب وابلغھم ما امرت بہ فصنعت لما امرنی ثم دعوتھم لہ وھم یومئذ اربعون رجلا فیھم اعمامہ ابوطالب وحمزۃ والعباس وابولھب فلما اجتمعوا الیہ دعانی بالطعام الذی صنعت فجئت بہ فلما وضعتہ تناول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال خذوا بسم اللہ فاکل القوم حتی ما لھم بغیۃ حاجۃ وما اری الا مواضع ایدیھم وایم اللہ الذی نفسی بیدہ وان کان الرجل الواحد منھم لیاکل ما قدمت لجمیعھم ثم قال اسق القوم فجئتھم بذلک العس فشربوا حتی رووا وان کان الرجل منھم لیشرب مثلہ الشراب کانہ لم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رأیتم من ھذہ الآیۃ ما قد رأیتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی فلم یقم الیہ احد قال فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا قال اجلس ثم قال ذلک ثلاث مرات کل ذلک اقوم الیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ فضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت اخی وصاحبی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (اخرجہ احمد فی المسند وفی المناقب والنسائی فی الخصائص وابن اسحاق فی سیرتہ وابن جریر فی تاریخہ وابن ابی حاتم وابوبکر بن مردویہ باختلاف یسیر) ربیعہ بن ناجد ناقل ہیں۔ کہ ایک شخص نے جناب امیرؑ سے پوچھا یا امیر المؤمنین آپ نے اپنے چچا کے سوا اپنے چچازاد بھائی کا کس طرح ورثہ پایا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے علی مجھے رشتہ داروں کے ڈرانے کیلئے حکم دیا گیا ہے تم ایک برتن میں طعام تیار کر اس پر بکری کے پائے رکھ دو اور ایک ظرف میں دودھ بھر دو اور تمام بنی عبد المطلب کو بلا لاؤ کہ میں اُن سے گفتگو کروں اور خدا کا حکم اُن کو پہنچادوں میں نے حسب ارشاد کھانا تیار کیا اور بنی عبد المطلب کو بلا لایا ان دنوں وہ کل چالیس (۴۰) آدمی تھے جن میں حضرتؐ کے چاروں چچا ابوطالب حمزہ عباس ابولہب بھی شامل تھے جب وہ حاضر ہوئے حضرتؐ نے اس طعام سے قدرے تناول فرما کر ان سے کھانے کیلئے ارشاد کیا جب تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے میں نے دیکھا کہ انھوں نے طعام صرف اسی قدر کھایا ہے جس مقام پر کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ باقی طعام ویسا ہی دھرا ہوا ہے۔ اُس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ان میں سے ایک آدمی کھانے کو کھا سکتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو دودھ پلاؤ۔ میں نے اُن کو دودھ پلایا یہانتک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ دودھ ویسا ہی موجود تھا گویا کہ کسی نے نہ پیا ہو۔ پھر حضرتؐ نے ان کو مخاطب کر کے ارشاد کیا۔ اے بنی عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دوسرے لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ تم نے میرا یہ معجزہ دیکھا ہے پس تم میں سے کوئی ہے کہ میرے بیعت کرے اور میرا بھائی اور دوست بنے کوئی شخص اُن لوگوں میں سے حضرتؐ کی بیعت کے لئے نہ اٹھا میں اس وقت ان تمام لوگوں سے کم عمر تھا بیعت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ حضرتؐ نے مجھے

فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے دوبارہ اور سہ بارہ ان سے یہی ارشاد کیا۔ میں بھی ہر ایک دفعہ اٹھتا رہا تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور دوست اور وزیر ہے اس لئے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ حاصل کیا ہے +

(تنبیہ) یہ مواخات بھی جناب امیر علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مواخات مساوات کی دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے۔ پس لامحالہ مساوات فی الخلق سمجھی جا سکتی ہے اور مساوات فی العمل مستلزم کثرت ثواب ہے۔ اور کثرت ثواب برہان افضلیت ہے +

(انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ)

ان صحابہ کرام کے اسماء جن سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے

وقد صنف القاضی ابوالقاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی کتابا سماہ ذکر الروایات من نسخ ثلاثین ورقۃ علقتہ۔ عنہما تاریخ الروایۃ سنۃ خمس واربعین واربعمأۃ وروی التنوخی حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ عن عمر بن الخطاب وعن علی وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وجابر بن عبداللہ الانصاری وابی ھریرۃ۔ وابی سعید الخدری وجابر بن سمرۃ ومالک بن الحویرث۔ والبراء بن عازب۔ وزید بن ارقم۔ وابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعبداللہ بن ابی اوفیٰ۔ واخیہ زید بن ابی اوفیٰ وابی سریحۃ۔ وحذیفۃ بن اسید وانس بن مالک۔ وابی بریدۃ الاسلمی۔ وابی ایوب الانصاری وعقیل بن ابی طالب وحبشی بن جنادۃ السلولی ومعاویۃ بن ابوسفیان۔ وام سلمۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسماء بنت عمیس وسعید ابن المسیب ومحمد بن علی بن الحسین وحبیب بن ابی ثابت۔ وفاطمۃ بنت علی وشرحبیل بن سعد یعنی قاضی ابوالقاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی نے سنہ چار سو پینتالیس میں اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے جس میں اس حدیث کو عمر بن الخطاب اور جناب امیر علی اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے

اس حدیث کا متواتر ہونا

(۱) قال ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ واعلم من ھذا الحدیث متواتر فانہ ورد من حدیث عائشۃ وابن مسعود وابن عباس وابن عمر وعبداللہ بن زمعۃ وابی سعید وعلی وحفصۃ۔ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ یہ حدیث ام المومنین عائشہ اور ابن مسعود بقیہ

(۱) ان کی نسبت ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں ابوالقاسم علی بن المحسن التنوخی فکان ادیبا فاضلا وذکرہ الخطیب فی تاریخ بغداد وغیرہ الذی روی عنہم اور سمعانی انساب میں لکھتے ہیں قال الخطیب کتبت عنہ وسمعتہ یقول ولدت فی النصف من شعبان سنۃ سبعین وثلثمائۃ وقد قبلت شہادتہ عند الحکام فی حداثتہ ولم یزل علی ذلک مقبولا الی آخر عمرہ وکان متحفظا فی الشہادۃ محتاطا صدوقا فی الحدیث +

اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن زمعہ اور ابو سعید اور علی اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے

(۲) قال الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب وروی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ جماعۃ من الصحابۃ وهو من اثبت الاخبار واصحها رواه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص وطرق حدیث سعد فیہ کثیرۃ جدا وقد ذکرها ابن ابی خیثمۃ وغیره ورواه ابن عباس وابو سعید الخدری وام سلمۃ واسماء بنت عمیس وجابر بن عبد اللہ وجماعۃ یطول ذکرهم حافظ عبد البر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الخ کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روایت میں سے ہے آنحضرتؐ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت طریقوں سے روایت ہوئی ہے جس کا ذکر ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابو سعید خدری اور ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر باعث طول ہے ❖

(۳) روی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ جماعۃ من الصحابۃ وهو من اثبت الاخبار واصحها رواه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص وابن عباس وابو سعید الخدری وجابر بن عبد اللہ وام سلمۃ واسماء بنت عمیس وجماعۃ یطول ذکرهم ذکره ابو الحجاج جمال الدین یوسف بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن الزکی المزی فی تهذیب الکمال۔ ابو الحجاج یوسف بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن الزکی المزی تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث نہایت ثابت شدہ معتبر احادیث میں سے ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر کرنا باعث طوالت ہے ❖

(۴) قال الحافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب هذا حدیث متفق علی صحتہ رواه الائمۃ الاعلام الحفاظ کابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری فی صحیحہ ومسلم بن الحجاج فی صحیحہ وابو داؤد فی سننہ وابو عیسیٰ الترمذی فی جامعہ وابو عبد الرحمٰن النسائی فی سننہ وابن ماجہ فی سننہ واتفق الجمیع علی صحتہ وصار ذلک اجماعا منهم قال الحاکم النیشاپوری هذا حدیث دخل فی حد التواتر حافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جس کی صحت پر ائمہ اعلام اور حافظان حدیث نے اتفاق کیا ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابو داؤد نے سنن میں اور ابو عیسیٰ ترمذی نے جامع الصحیح میں اور ابو عبد الرحمٰن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے۔ اور ان تمام ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث پر اجماع ہو گیا ہے حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حد تواتر کو پہنچ چکی ہے ❖

مستدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حد تواتر کو پہنچ چکی ہے +

(۴) قال السیوطی فی الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترہ حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اخرجہ احمد عن ابی سعید الخدری واسماء بنت عمیس والطبرانی عن ام سلمۃ وابن عباس وحبشی ابن جنادۃ وابن عمر وعلی وجابر بن سمرۃ والبراء وابو عازب وزید ابن ارقم رضی اللہ عنہم وھٰکذا ذکرہ المتقی فی منتخب قطف الازھار۔ وقال محمد صدر عالم فی المعارج العلی وھذا حدیث متواتر عند السیوطی۔ حافظ جلال الدین ابی بکر السیوطی کتاب الازہار المتناثرہ فی الاحاریث المتواترہ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کو امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری اور اسماء بنت عمیس سے اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن عباس اور حبشی اور ابن عمر اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ متقی رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب قطف الازہار میں بھی اسی طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صدر عالم کتاب المعارج العلی میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے +

(۵) وقال مولانا شاہ ولی اللہ محدث الدھلوی فی ازالۃ الخفا من المتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ روی ذلک من سعد بن ابی وقاص واسماء بنت عمیس وعلی بن ابی طالب وعبد اللہ ابن عباس وغیرھم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ متواترات میں سے ہے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کیا ہے +

(۶) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرانی فی المنہاج ان ھذا الحدیث صحیح بلا ریب ثبت فی الصحیحین وغیرھا شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرانی منہاج میں لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق یہ حدیث صحیح ہے بیشک صحیحین میں درج ہے

اسمائے مخرجین حدیث منزلت

اخرج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی (عن سعد بن ابی وقاص) والبزار (عن ابی سعید الخدری) واحمد (عن کلیھما) والعقیلی (عن ابن عباس) والطبرانی (عن اسماء بنت عمیس وام سلمۃ وحبشی ابن جنادۃ وابن عباس وجابر بن سمرۃ والبراء ابن عازب وزید بن ارقم ومالک بن الحویرث) والخطیب (عن عمر) رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (مفتاح النجا للمیرزا محمد معتمد خان البدخشانی) یعنی امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے سعد بن ابی وقاص سے اور بزار نے (ابو سعید خدری) سے اور امام احمد بن حنبل نے ان دونوں سے اور عقیلی نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے اسماء بنت عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک (ابن الحویرث) سے اور خطیب بغدادی نے (عمر ابن الخطاب) سے روایت کی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے اشارہ کیا کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا جناب موسیٰ سے تھا +

اب ہم ان آئمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے

مختصر مشہور نام	پورا نام
ابن اسحاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ
ابوداود الطیالسی	محمد بن سلیمان بن داود الطیالسی صاحب مسند
محمد بن سعد کاتب الواقدی	محمد بن سعد بن منیع البصری کاتب الواقدی صاحب الطبقات الکبیر
ابن ابی شیبہ	عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی صاحب تصنیف استاذ بخاری و مسلم
احمد	امام احمد بن حنبل صاحب مسند و مناقب
بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری صاحب جامع صحیح
ابن عرفہ	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن یزید العبدی
مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری صاحب جامع الصحیح
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن
ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی البستی صاحب الصحیح
ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ بن سورۃ الترمذی صاحب جامع الصحیح
عبد اللہ بن احمد	حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند
ابن ابی خیثمہ	حافظ احمد بن ابی خیثمہ زہیر ابن حرب
بزار	حافظ احمد بن عمر عبد الخالق البزار صاحب المسند تلمیذ بخاری
نسائی	حافظ ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب النسائی صاحب السنن
ابویعلی	حافظ احمد بن علی ابو یعلی الموصلی صاحب المسند
ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ الرسل

مختصر مشہور نام	پورا نام
	والملوک و التفسیر
ابو عوانہ	حافظ یعقوب بن اسحاق ابو عوانہ اسفرائنی الشافعی صاحب صحیح تلمیذ مسلم
ابو الشیخ	ابو محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن حبان الاصبہانی المعروف بابی الشیخ
الطبرانی	حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی صاحب معاجم ثلاثہ
المخلص الذہبی	المخلص الذہبی
ابو اللیث	حافظ ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی الحنفی
حاکم	ابو عبد اللہ محمد عبد اللہ المعروف بالحاکم النیشاپوری صاحب المستدرک
ابو سعد	ابو سعد عبد الملک ابن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الخرگوشی صاحب شرف النبوۃ
ابو بکر الشیرازی	احمد بن عبد الرحمٰن ابو بکر الشیرازی صاحب الالقاب
ابن مردویہ	ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی صاحب المناقب
ابو نعیم	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء و المعرفۃ
ابن السمان	حافظ اسمٰعیل بن علی بن الحسین بن زنجویہ المعروف بابن السمان الرازی
التنوخی	حافظ ابی قاسم علی ابن المحسن بن علی التنوخی
الخطیب	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب التاریخ
ابن عبد البر	حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ المعروف

مختصر مشہور نام	پورا نام
	بابن عبد البر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب
ابن المغازلی	حافظ ابو الحسن علی بن محمد طیب الجلابی المعروف بابن المغازلی الشافعی صاحب المناقب
الدیلمی	حافظ شیرویہ بن شہردار الدیلمی صاحب فردوس الاخبار
بغوی	امام محی السنہ حسین بن مسعود الفراء البغوی صاحب شرح السنہ و مصابیح السنۃ
العبدری	حافظ رزین بن معاویہ العبدری صاحب الجمع بین الصحاح الستۃ
العاصمی	حافظ محمد احمد بن علی العاصمی صاحب زین الفتی
الملا	حافظ عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا صاحب سیرۃ
ابن عساکر	حافظ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ
السلفی	حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم السلفی الاصبہانی
الخوارزمی خطیب خوارزم	حافظ ابو المؤید الموفق بن احمد بن محمد المکی الشہیر باخطب خوارزم
ابن اثیر	ابو السعادات المبارک بن ابی الکرم محمد بن محمد عبد الکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول
الصاغانی	حافظ سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحییٰ الصاغانی
الرازی	امام فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر
ابن اثیر	ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب اسد الغابہ
البلنسی	ابو الربیع سلیمان بن سالم البلنسی

مختصر مشہور نام	پورا نام
ابن النجار	حافظ محمد بن محمود بن الحسن محب الدین ابو عبد اللہ بن النجار صاحب تاریخ
ابن طلحہ	الشیخ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ القرشی الشافعی صاحب مطالب السئول
سبط ابن الجوزی	حافظ شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزعلی بن عبد اللہ البغدادی سبط ابن الجوزی صاحب تذکرہ خواص الامہ
ابو یوسف الکنجی	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی صاحب کفایۃ الطالب
نووی	امام یحییٰ بن شرف النووی شارح مسلم و صاحب تہذیب الاسماء واللغات
محب الطبری	حافظ ابو العباس محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد المکی الشافعی الطبری صاحب الریاض النضرہ
الحموینی	الشیخ صدر الدین ابو المجامع ابراہیم بن المؤید محمد بن عبد اللہ بن علی الحموینی صاحب فرائد السمطین
ابن سید الناس	محدث ابو الفتح محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس صاحب عیون الاثر
ابن قیم	حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ الحنبلی صاحب زاد المعاد
عبد اللہ یافعی	امام عبد اللہ بن اسعد بن علی الیمنی الیافعی صاحب مراۃ الجنان
ابن کثیر	حافظ اسمٰعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ
علاء الدولہ السمنانی	الشیخ احمد بن محمد بن احمد الملقب بعلاء الدولہ السمنانی صاحب العروۃ الوثقی
الخطیب التبریزی	الحافظ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ

مختصر مشہور نام	پورا نام	مختصر مشہور نام	پورا نام
	الخطیب صاحب مشکوۃ المصابیح	جمال الدین محدث	الحافظ عطاء اللہ بن فضل اللہ المعروف بجمال الدین المحدث الشیرازی صاحب روضۃ الاحباب
المزی	الحافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المزی الشافعی صاحب کتاب تحفۃ الاشراف	المناوی	الشیخ محمد بن عبد الرؤف بن تاج العارفین المناوی صاحب کتاب التیسیر فی شرح جامع الصغیر
الزرندی	الحافظ محمد یوسف الزرندی صاحب نظم درر السمطین	عیدروس	الشیخ عبد اللہ بن عیدروس صاحب کتاب عقد نبوی و سر مصطفوی
سید علی ہمدانی	العارف الربانی السید علی ہمدانی صاحب مودۃ القربیٰ	ابن باکثیر	الشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی صاحب کتاب وسیلۃ المآل
ابن شحنہ	حافظ محمد بن محمد بن محمود محب الدین ابو الولید الحلبی المعروف بابن شحنہ صاحب روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر	محبوب عالم	المولوی محمد صفی الدین جعفر الملقب محبوب عالم
عبد الرحیم العراقی	الحافظ ابو زرعہ محمد بن عبد الرحیم العراقی صاحب الفیۃ الحدیث و شرح التقریب	البدخشی	میرزا محمد معتمد خان البدخشانی صاحب نزل الابرار
الدولت آبادی	ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین الزاولی ثم الدولت آبادی	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم المحدث دہلوی صاحب ازالۃ الخفاء
ابن حجر العسقلانی	الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی صاحب تہذیب التہذیب	العجیلی	الشیخ احمد بن عبد القادر العجیلی صاحب کتاب ذخیرۃ المآل
ابن الصباغ	الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف ابن الصباغ المالکی المکی صاحب فصول مہمہ	رشید الدین خان	المولوی رشید الدین خان دہلوی تلمیذ شاہ عبد العزیز صاحب
السیوطی	الحافظ جلال الدین ابوبکر عبد الرحمن السیوطی القاضی حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری صاحب تاریخ خمیس	شیخ احمد دحلانی	محدث الحرم الشیخ احمد بن زینی بن احمد دحلان الشافعی صاحب سیرۃ النبویہ
ابن حجر مکی	الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی صاحب صواعق محرقہ	الشبلنجی	السید محمد مومن بن حسن الشبلنجی صاحب کتاب نور الابصار
المتقی	الحافظ علی ابن حسام الدین المتقی صاحب کنز العمال		

اس حدیث کے بعض طرق کا بیان

روا عن سعد بن مالک قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبوۃ بعدی (اخرجہ احمد فی المسند والبخاری ومسلم والترمذی وابوداؤد والطیالسی فی مسندہ والنسائی فی الخصائص وابو عروبۃ و محمد بن سعد کاتب الواقدی فی طبقات الکبیر وابونعیم فی

فضائل الصحابة والطبرانی فی المعجم الصغیر والبغوی فی مصابیح السنة وابن المغازلی فی المناقب وابن الاثیر الجزری فی جامع الاصول والنووی فی تہذیب الاسماء سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جناب امیرؑ کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا تو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰؑ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے +

(۲) عن سعد بن ابی وقاص ان معاویة امرہ فقال لہ ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان یکون لی واحدة منھن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایة غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ فتطاولنا فقال ادعوا علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایة الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ھذہ الآیة ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے ان سے کہا آپ ابو تراب پر سب کیوں نہیں کرتے سعد نے کہا کیا میں نے تم سے ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جن کو جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز اس پر سب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سُرخ پشم والے اونٹ سے بہتر تھی میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے دراں حالیکہ آپ نے انکو بعض غزوات میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرتؐ سے جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰؑ سے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے۔ کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہنے لگے پس ہم نے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرتؐ نے کہا علیؑ کہاں ہے اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے ان کی آنکھوں میں آشوب تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور علم اُن کے حوالے کیا اور خدا نے ان کو فتح دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ دے کہ اے محمدؐ جھگڑنے والوں سے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو حضرتؐ نے جناب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو بلا بھیجا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں +

(۳) عن محمد بن المنکدر قال سعید بن المسیب اخبرنی ابراھیم بن سعد انہ سمع اباہ وھو یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوة بعدی قال سعید فلم ارض حتی دنیت سعدا فقلت شیء حدثنی بہ ابنک قال وما ھو

یابن ابی فقلت ھل سمعت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی کذا وکذا قال نعم واشار الی اذنیہ وقال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فصمتا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) محمد بن المنکدر بن المسیب سے ناقل ہے کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سُنا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ سے فرماتے تھے کہ کیا راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے کہ ہارون کی موسیٰؑ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے سعید بن المسیب کہنے لگے مجھ ابراہیم کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور خود جا کر سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے سعد نے کہا وہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کیا تم نے سُنا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ کے حق میں اس طرح سے ارشاد کیا ہے۔ سعد اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے۔ میں نے اُن سے یہ حدیث حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں ✦

(۴) **عن** ابی سعید قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ تبوک وخلف فی اھلہ علیا فقال بعض منھم ان یخرج بہ الا انہ کرہ صحبتہ فبلغ ذلک علیا فذکرہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابن ابی طالب اما ترضی ان تنزل منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتاب الطبقات الکبیر وابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ کو مدینہ میں چھوڑ کر غزوہ تبوک کو تشریف لے چلے بعض لوگ کہنے لگے حضرتؐ اُن کی صحبت سے کراہت کرتے تھے اس لئے ان کو چھوڑ چلے ہیں جناب امیرؑ نے سُن کر اس بات کو حضرتؐ سے بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا اے ابن ابی طالب کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰؑ سے ✦

(۵) **عن** البراء بن عازب وزید بن ارقم رضی اللہ عنہما قال لما کان عند غزوۃ جیش العشیرۃ وھی تبوک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انہ لا بد من ان اقیم او تقیم فخلفہ فلما فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غازیا قال ناس ما خلفہ الا بشیء کرھہ منہ فبلغ ذلک علیا فاتبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتھی الیہ فقال ما جاء بک یا علی قال یا رسول اللہ الا انی سمعت ناسا یزعمون انک ما خلفتنی بشیء کرھتہ منی فتضاحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا علی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انک لست بنبی قال بلی یا رسول اللہ قال فانہ کذلک (اخرجہ محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتاب الطبقات الکبیر) براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ جیش العشیرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے چلے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ یا ہم یہاں ٹھہریں یا تم ٹھہرو پس حضرتؐ ان کو پیچھے چھوڑ گئے جب حضرتؐ وہاں سے تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرتؐ کو کوئی بات اُن کی بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے انکو پیچھے چھوڑ گئے ہیں جب جناب امیرؑ نے یہ بات سُنی حضرتؐ کے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ حضورؐ کو جا ملے حضرتؐ نے فرمایا یا علی تم کیوں آگئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لے چلے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہنس کر فرمانے لگے کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰؑ سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا پس یہ ایسی ہی بات ہے ✦

(۶) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلفتک ان تکون خلیفتی قلت اتخلف عنک یا رسول اللہ قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط والمتقی فی کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے تجھے اس لئے اپنے پیچھے چھوڑا ہے تاکہ تو ہمارا خلیفہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے پیچھے رہوں گا حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰؑ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے ✦

(۷) عن جابر قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعلی اخلفنی فی اہلی فقال یا رسول اللہ یقول الناس خذل ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کے ساتھ میرے پیچھے ٹھہرو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسا کہ ہارونؑ کا موسیٰؑ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے ✦

(۸) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد ان یغزو غزاۃ لہ قد دعا جعفرا فامرہ ان یتخلف علی المدینۃ فقال لا اتخلف بعدک ابدا فدعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعزم علی لما تخلفت قبل ان اتکلم فبکیت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا علی قلت یا رسول اللہ خصال غیر واحد تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمہ وخذلہ ویبکینی خصلۃ اخری کنت ارید ان اتعرض للجہاد فی سبیل اللہ فکنت ارید ان اتعرض للاجر ویبکینی خصلۃ اخری کنت ارید ان اتعرض بفضل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما قولک تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمہ وخذلہ فان لک بی اسوۃ قد قالوا ساحر وکاھن وکذاب واما قولک اتعرض للاجر اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ واما قولک اتعرض بفضل اللہ ھذا ابھار من فلفل جاءنا من الیمن فبعہ واستمتع بہ انت وفاطمۃ حتی یاتیکم اللہ من فضلہ فان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک (اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال ھذا حدیث صحیح الاسناد والبزار وابو بکر المعافری فی صوارمہ وابن مردویہ وابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزا کرنے کا ارادہ کیا۔ تو جعفرؓ کو بلا کر مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا۔ جعفرؓ نے عرض کیا میں کبھی حضور کے پیچھے نہیں رہوں گا۔ پھر حضرتؐ نے مجھے بلایا اور پیشتر اس کے کہ میں کچھ بولوں حضرتؐ نے مجھے قسم دے کر اپنے پیچھے رہنے کی بات ارشاد کیا۔ پس میں رونے لگا حضرتؐ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ایک بات نہیں جس کیلئے رو رہا ہوں کل قریش کے لوگ کہیں گے حضرتؐ نے اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بیزار ہو کر اسکو چھوڑ دیا۔ دوسرا اسلیئے

روتا ہوں کہ میرا ارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے اجر حاصل ہو اور اس وجہ سے بھی روتا ہوں کہ میری خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے غنیمت میں سے حصہ ملے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ حضرتؐ اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بیزار ہو کر اس کو چھوڑ گئے ہیں۔ پس اس میں تیرے لئے ایک میری سنت مقتدا ہے کہ مجھے لوگ ساحر اور کاذب کہتے ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں اجر کے ملنے کی آرزو رکھتا ہوں پس کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور جو تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت سے حصہ ملتا پس یہ بیدا مرچوں کے توجہ جو ہمارے پاس یمن سے آئے ہیں تم ان کو بیچو اور فاطمہ اور تم اس سے فائدہ اٹھاؤ یہاں تک کہ خدا کی مہربانی سے تمہیں غنیمت سے حصہ ملے کیونکہ مدینہ میرے یا تیرے سوا ٹھیک نہیں رہ سکتا +

(۹) عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ (خلافۃ فی المطر اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے ارشاد کیا تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں پھر آپ نے اُن کو اپنے اہل بیت کا خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا +

(۱۰) عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ ابن المغازلی) انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے +

(تنبیہ) جس قدر احادیث کہ صدر میں لکھی گئی ہیں وہ سب موقعہ تبوک کے متعلق ہیں لیکن تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے اس حدیث کو موقع تبوک کے سوا اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے۔ چنانچہ امام جعفر الصادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں عن جعفر الصادق عن آبائہ علیہم السلام قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی فی عشرۃ مواضع انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (اخرجہ السید علی الہمدانی فی المودۃ القربیٰ) یعنی امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے دس مقام پر یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے از انجملہ چند مقام درج ذیل ہیں +

(الف) موقع ولادت حسنین علیہما السلام۔

(۱) عن جابر بن عبد اللہ قال لما ولدت فاطمۃ الحسن قالت لعلی سمہ۔ فقال ما کنت لاسبق باسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لاسبق باسمہ ربی عزوجل فاوحی اللہ عزوجل الی جبرئیل انہ قد ولد لمحمد ولد فاہبط فہنئہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلۃ ہارون من موسیٰ فسمہ باسم ابن ہارون فہبط جبرئیل فہنأہ من اللہ عزوجل ثم قال ان اللہ تعالیٰ جل ذکرہ امرک ان تسمیہ باسم ابن ہارون فقال وما کان اسم ابن ہارون فقال شبر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسانی عربی فقال سمہ الحسن (اخرجہ الملا فی کتابہ وسیلۃ المتعبدین فی متابعۃ سید المرسلین) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ کہتے ہیں۔

کہ جب جناب حسنؓ پیدا ہوئے جناب سیّدہ نے حضرت علیؓ سے کہا ان کا نام رکھو جناب علی نے فرمایا میں اس کے
نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت نہیں کر سکتا پھر جا کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔
حضرت نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کر سکتا۔ پس پروردگار نے جناب جبرائیل
علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لڑکا ہوا ہے ان کو جا کر تہنیت دو اور کہو یہ تحقیق علیؑ تم سے
بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس اس کے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو پس جبرائیل علیہ السلام نے نازل
ہو کر ہم مبارک باد ادا کی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اس کا نام ہارون کے بیٹے کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبریل نے کہا بشر حضرت نے فرمایا میری زبان
عربی ہے جبریل نے کہا پس آپ اس کا نام حسن رکھیں ٭

باب موقع انسداد ابواب از مسجد۔

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان موسیٰ سال ربہ ان یطہر مسجدہ لہارون و ذریتہ وانی
سالت اللہ ان یطہر مسجدی لک ولذریتک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعۃ
فسد بابہ ثم کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم و لا فتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم و فتح باب علی اخرجہ
ابو نعیم فی الحلیۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ و آلہ وسلم نے
فرمایا سے ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ ان کی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریت
کیلئے پاک کرے اور میں خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو تیرے اور تیری اولاد کیلیے میرے بعد پاک کرے۔ پھر حضرت نے
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا نہ میں نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں اور نہ علیؑ کا دروازہ کھولا ہے بلکہ
خدا تعالےٰ نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں اور جناب علی علیہ السلام کا دروازہ کھولا ہے ٭

(۲) عن جابر بن عبد اللہ انہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن مضطجعون فی المسجد وفی
یدہ عسیب رطب قال اترقدون فی المسجد فجلسنا واجفل علی معنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعالیٰ یا علی
انہ یحل لک فی المسجد ما یحل لی الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا النبوۃ
والذی نفسی بیدہ انک لذائد عن حوضی یوم القیامۃ تذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر الضال من
الماء بعصا لک من عوسج کانی انظر الی مقامک من حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر بن
عبد اللہ کہتے ہیں ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ انکے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی
فرمانے لگے کیا تم مسجد میں سو رہے ہو۔ ہم اٹھ کر بیٹھ گئے اور علیؓ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا
اے علی ادھر آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو کچھ کہ مجھے جائز ہے کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے
ایسی ہے جیسا کہ ہارون کی موسیٰ سے سوا نبوت کے قسم اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ
تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا۔ جس طرح سے بہکا ہوا اونٹ پانی سے ہنکا دیا جاتا ہے
تیرے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہو گا۔ میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ تیرا مقام میرے حوض سے ٭

(ج) موقع عقد مواخات ۔

۱) عن زید بن ابی اوفی قال لما اٰخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فقال علی لقد ذھب روحی وانقطع ظھری حین
رأیتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان کان ھذا من سخط علی فلک العتبی والکرامۃ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی
وانت اخی ووارثی قال وما ارث منک یا رسول اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قال وما ورث الانبیاء من قبلک
قال کتاب اللہ وسنۃ نبیھم وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی (اخرجہ احمد ونقل
المتقی فی کنز العمال والخطیب والبغوی والطبرانی والبارودی) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا علیؓ کہنے لگے ۔ میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ
گئی ۔ جب میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں اگر یہ امر مجھ پر کسی کی
ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اچھا جیسے آپکی رضا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس نے
مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ۔ میں نے تجھے پیچھے چھوڑا تھا ۔ مگر خاص اپنی ذات کے لیے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون
کے جو موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرا بھائی اور وارث ہے جناب علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں حضور سے
کیا ورثہ حاصل کروں گا ۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء نے جو ورثہ کہ پایا ہے جناب علیؓ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء
نے کیا ورثہ پایا ہے ۔ فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری فاطمہ
کی معیت میں ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے ۔

(د) موقع فتح خیبر ۔

عن جابر بن عبد اللہ قال لما قدم علی بن ابی طالب بفتح خیبر قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان تقول فیک طائفۃ من
امتی ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت فیک مقالا لا تمر علی ملاء من المسلمین الا اخذوا التراب من تحت
رجلیک وفضل طھورک یستشفون بھما ولکن حسبک ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی
وانت تبری ذمتی وتستر عورتی وتقاتل علی سنتی وانت غدا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی
الحوض خلیفتی وانت وشیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی
وان حربک حربی وسلمک سلمی وسریرتک سریرتی وان ولدک ولدی وانت تقضی دینی وانت تنجز
عداتی وان الحق علی لسانک وفی قلبک وبین عینیک والایمان مخالط لحمک ودمک
کما خالط لحمی ودمی لا یرد علی الحوض مبغض لک ولا یغیب عنہ محب لک فخر علی ساجدا وقال الحمد للہ الذی
منّ علی بالاسلام وعلمنی القرآن وحببنی الی خیر البریۃ واعز الخلیقۃ واکرم اھل السماوات والارض علی
ربہ خاتم النبیین وسید المرسلین وصفوۃ اللہ فی جمیع الاولین والاخرین احسانا من اللہ وتفضلا منہ
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا انت یا علی ما عرف المؤمنون من بعدی لقد جعل اللہ عز وجل نسل کل نبی
من صلبہ وجعل نسلی من صلبک یا علی فانت اعز الخلق واکرمھم علی واعزھم عندی ومحبک اکرم من یرد علی
الحوض من امتی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی والملا فی وسیلۃ المتعبدین ومحمد بن یوسف

الکنجی فی کفایۃ الطالب و ابراہیم بن عبد اللہ الحسینی الوصابی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء و ابن السبع الاندلسی فی کتاب الشفاء و ابو سعد فی شرف النبوۃ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب علی خیبر کی فتح سے واپس تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا کہ اگر میری امت تیرے حق میں بات کہنے لگ جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نصاریٰ کہہ رہے ہیں۔ تو میں تیری نسبت ایسی بات بیان کرتا کہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجمع پر مگر تیرے پاؤں کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لیکر اس سے شفا چاہتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے۔ موسیٰ سے سوا اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری ذمہ داری کو پورا کرے گا اور میرے ننگاپن کو ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑے گا۔ اور تو کل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہوگا اور تو حوض پر میرا خلیفہ ہوگا اور تیرے شیعہ نور کے منبروں پر سفید مونہہ والے مجھے گھیرے ہوئے ہونگے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میرے ساتھ لڑنا ہے۔ اور تیرے ساتھ صلح میرے ساتھ صلح کرنا ہے۔ اور تیرا راز میرا راز ہے اور تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تو قرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے جیسا کہ میرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ حوض پر تیرا دشمن وارد نہیں ہوگا۔ اور تیرا محب اس سے غائب نہیں ہوگا۔ جناب امیر سجدہ میں گر گئے۔ اور کہنے لگے شکر ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے اور قرآن مجھ کو سکھایا ہے۔ اور مجھ کو تمام خلائق سے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب باشندگان آسمان اور زمین سے تمہارے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم پیغمبراں اور سید مرسلاں برگزیدہ اولین اور آخرین کا دوست بنایا ہے خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے۔ مجھ پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یا علی تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی۔ بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی نسل انکی صلب سے بڑھائی ہے۔ اور میری نسل تیری صلب سے بڑھائی ہے۔ پس تو میرے پاس سب خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے تیرا محب سب امت سے جو حوض پر میرے پاس آنے والے نزدیک تر ہیں۔

(۵) موقع عطائے خاتم در نماز۔

(۱) عن عبایۃ بن ربعی قال بینا عبد اللہ بن عباس جالس علی شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل رجل متعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سألتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ وقال یا ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ البدری ابو ذر الغفاری سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہاتین والا فصمتا ورأیتہ بہاتین والا فعمیتا یقول علی قائد البررۃ وقاتل الکفرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام صلوۃ الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعط احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئا وکان علی راکعا فاوی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان یتختم فیہا فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خنصرہ وذلک

بصن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ رفع راسہ الی السماء وقال اللھم ان اخی موسیٰ سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرانا ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما اللھم فانا محمد نبیک وصفیک اللھم فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری قال ابوذر فما استتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاءہ حتی نزل علیہ جبرئیل من عند اللہ فقال یا محمد اقرا قال وما اقرا قال انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون واخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ المسمی بکشف البیان فی تفسیر القرآن و محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السؤل وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ ومحمد بن یوسف زرندی فی نظم درر السمطین وابن الصباغ المالکی فی الفصول المھمہ والامام فخر الدین رازی فی تفسیر الکبیر

عبایہ بن ربعی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا ۔ ابن عباس حدیث کے بیان کرنے سے رک گئے وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا ۔ ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہنے لگا جس نے مجھے پہچانا ہے اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے میں جندب بن جنادہ البدری ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلعم سے ان اپنے دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ۔ ورنہ یہ دونوں بہرے ہوجائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ورنہ دونوں اندھی ہوجائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کی شان میں فرماتے ہیں ۔ وہ نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہے وہ جس نے اسکی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ جس نے اس کو چھوڑا ۔ میں ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ۔ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا ۔ کسی نے اسے کچھ نہ دیا ۔ سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہیو کہ تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا ۔ جناب امیر رکوع میں تھے ۔ سائل کی طرف آپ نے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا ۔ اسمیں انگوٹھی تھی ۔ سائل نے بڑھ کر اتار لی ۔ یہ سارا ماجرہ حضرت کے روبرو میں ہوا حضرت نماز سے فارغ ہو کر دعا کرنے لگے ۔ الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا ۔ میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا ۔ اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا ۔ کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے کہ وہ لوگ تم تک نہیں پہونچ سکیں گے ۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں ۔ الٰہی پس میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام بھی آسان بنا اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا ۔ اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبرائیل خدا کے پاس سے تشریف لا کر کہنے لگے اے محمد پڑھ حضرت نے فرمایا ۔ کیا پڑھوں ۔ جبرائیل نے کہا پڑھ ۔ بجز اس کے نہیں کہ تمہارا

رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ درآنحالیکہ وہ رکوع میں ہیں ❖

عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یقول اللھم انی اسألک بما سألک اخی موسی ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری وان تحل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا (اخرجہ الخطیب وابن عساکر فی تاریخیھما وابن مردویۃ فی المناقب ومحمد صدر عالم فی المعارج العلی) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں اس دعا کے ساتھ کہ جس کے ساتھ تجھے میرے بھائی موسیٰ نے پکارا تھا۔ پکارتا ہوں کہ تو میرے سینہ کو فراخ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی علیؓ کو میرا وزیر بنا۔ اور اس کے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں شریک بنا تاکہ ہم تیری تسبیح اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے ❖

عن موسیٰ الجھنی قال دخلت علی فاطمۃ بنت علی فقال رفیقی ابوسھل کم لک فقالت ست وثمانون سنۃ قال ما سمعت من ابیک شیئا قالت حدثتنی اسماء بنت عمیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الامام احمد بن حنبل فی المناقب والنسائی فی الخصائص والخطیب فی تاریخہ) موسیٰ الجہنی ناقل ہیں کہ میں فاطمہ بنت علی کی خدمت میں گیا میرا رفیق ابو سہل ان سے عرض کرنے لگا کہ آپ کا سن و سال کیا ہے۔ وہ فرمانے لگیں چھیاسی برس کا ہے وہ کہنے لگا آپ نے اپنے والد ماجد سے کوئی بات سنی ہے فرمانے لگیں مجھ سے اسماء بنت عمیس روایت کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے ❖

عن اسماء بنت عمیس قالت ھبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی منک بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ الامام علی بن موسیٰ الرضا فی مسند اھل البیت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نازل ہو کر فرمایا کہ یا محمد آپ کا پروردگار آپ پر سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ❖

(د) موقع تفاخر عقیل و جعفر و جناب علی رضی اللہ عنہم۔

عن عقیل بن ابی طالب قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عقیل واللہ انی لاحبک لخصلتین لقرابتک وحب ابی طالب ایاک اما انت یا جعفر فان خلقک یشبہ خلقی واما انت یا علی فانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ والوبکر بن محمد المطیری فی جزء من حدیثہ وابراہیم بن عبد اللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے عقیل میں دو باتوں کی وجہ

سے تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ ایک تو تیری قرابت کے سبب سے جو میرے ساتھ ہے دوسرے ابوطالب کی محبت کے باعث سے جو خاص تیرے ساتھ تھی اور اے جعفر تیرا خلق میرے خلق سے مشابہ ہے۔ اور اے علی پس تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(ز) بمواجہ حضرت ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال کفوا عن ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا وابوبکر وابوعبیدۃ بن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئ علی علی حتی ضرب بیدہ علی منکبیہ ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا واولھم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی وکذب علی من زعم انہ یحبنی ویبغضک (اخرجہ الحسن بن بدر فیما رواہ الخلفاء والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن النجار والمتقی فی کنز العمال) (وابن السمان فی الموافقۃ والمحب طبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے علی رضی اللہ عنہ کے ذکر سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں ایسی تین باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب ان چیزوں سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اس کو بہتر سمجھتا میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیر کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے علی کے سینہ پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اے علی تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا ہے۔ اور بسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے در آنحالیکہ تجھ سے بغض رکھتا ہو۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الخطیب والمتقی فی کنز العمال) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

(ح) جناب ام المومنین ام سلمہ کے گھر کا موقع۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ یا ام سلمۃ ھذا علی بن ابیطالب لحمہ لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الحافظ ابوجعفر العقیلی والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے ام سلمہ یہ علی بن ابیطالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے۔ اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(ط) انس رضی اللہ عنہ کے مواجہہ کا موقع۔

عن انس بن مالک قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صلی اللہ علیہ وسلم الآن یدخل

سید المسلمین وامیر المومنین وخیر الوصیین واولی الناس بالنبیین اذ طلع علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الی فجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح العرق من جبہتہ ووجہہ فیمسح بہ وجہ علی ویمسح العرق من وجہ علی ویمسح بہ وجہہ فقال لہ علی یارسول اللہ انزل فی شیئ قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی انت اخی ووزیری وخیر من اخلف بعدی تقضی دینی وتنجز موعدی وتبین لہم ما اختلفوا فیہ من بعدی وتعلمہم من تاویل القرآن مالم یعلموا وتجاھدھم علی التاویل کما جاھدتہم علی التنزیل (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ فی المناقب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ ابھی اسوقت سید المرسلین اور امیر المومنین اور خیر الوصیین اور نبیوں کے پاس سب لوگوں کا بہتر داخل ہوگا۔ ناگاہ علی تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت اپنی پیشانی اور چہرہ اقدس کا عرق لے کر انکے مونہہ کو اور پیشانی اور منہ کا عرق لے کر اپنے چہرے کو ملنے لگے۔ جناب علیؑ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے۔ مگر نبی میرے بعد نہیں۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے۔ اور جن لوگوں کو میں اپنے پیچھے چھوڑ جاؤنگا انہوں میں ان سب سے بہتر ہے تو میرے قرض کو ادا کریگا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور میرے بعد جس میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تو ان کو بیان کرے گا اور قرآن کے معنے جو ان کو معلوم نہیں ہے تو ان کو سمجھائیگا اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑیگا۔ جس طرح سے میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔

(ی) مدینہ کی کھجوروں کا پکارنا۔

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیاً یقول لجماعۃ من الصحابۃ اتدرون لم سمی الصیحانی صیحانیا قلنا اللھم لا قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم نمشی فی طرقات المدینۃ اذ مررنا بنخل من نخلھا فصاحت نخلۃ باخری ھذا النبی المصطفیٰ وھذا علی المرتضیٰ ثم جزنا فصاحت ثانیۃ بثالثۃ ھذا موسیٰ واخوہ ھارون ثم جزناھا فصاحت رابعۃ بخامسۃ ھذا نوح وھذا ابراھیم ثم جزناھا فصاحت سادسۃ بسابعۃ ھذا محمد سید النبیین وھذا علی سید الوصیین فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال انما سمی نخل المدینۃ صیحانیا لانہ صاح بفضلی وفضلک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب والسید السمھودی فی خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صحابہ سے کہہ رہے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صیحانی کھجوروں کا نام کیوں صیحانی رکھا گیا وہ عرض کرنے لگے بخدا ہمیں نہیں معلوم ہے۔ جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کے باہر کے راستوں میں جا رہا تھا ہم ایک کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے ہو کر گذرے ایک کھجور کے درخت نے دوسرے سے کہا کہ یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے۔ ایک دوسری کھجور کے

درخت نے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور ان کے بھائی ہارون ہیں۔ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے چوتھے نے پانچویں سے کہا یہ نوح ہیں اور یہ ابراہیم ہیں۔ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے چھٹی نے ساتویں سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سردار ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے۔ پھر حضرت نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ان کھجوروں کو صیحانی یعنے پکارنے والی کھجوریں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی ہیں ؛

تنبیہ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب الی دیار المحبوب میں لکھتے ہیں۔ ویکے از انواع تمر صیحانی ست کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بثبوت رسیدہ کہ روزے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دست در دست علی مرتضیٰ علیہ السلام اللہ علیہما در بعضے از بساطین مدینہ می گذشت ناگاہ از میان نخلہ آواز آمد کہ ہذا محمد سید الانبیاء وہذا علی سید الاولیاء ؛

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ولو کان لکنت (الطبقات الکبریٰ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو راضی ہے کہ ہو تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔ اور اگر ہوتا تو البتہ تو ہی ہوتا ؛

عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ احمد) سعید بن زید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہے ؛

عن مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند والطبرانی فی الکبیر) مالک ابن الحویرث سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسا ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے ؛

عن حبشی بن جنادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی) حبشی ابن جنادۃ السلولی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے ؛

عن ابی سریحۃ و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ رزین بن معاویۃ العبدری فی جمع بین الصحاح الستۃ فی الجزء الثالث فی ثلثۃ اجزاء فی باب مناقب علی) ابو سریحہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے ؛

عن بکر بن احمد القصری حدثنا فاطمۃ بنت علی بن موسیٰ الرضا حدثتنی فاطمۃ و زینب و ام کلثوم بنات موسیٰ بن جعفر قلن حدثتنا فاطمۃ بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتنی فاطمۃ بنت علی بن الحسین

حدثتنی فاطمة وسکینة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ رضی اللہ عنہا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسیٰ المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال ھذا الحدیث مسلسل من وجہ وھو ان کل واحدة من الفواطم تروی عن عمة لھا فھو روایة خمس بنات اخ کل واحدة منھن عن عمتھا اخرجہ شمس الدین بن محمد الجزری فی اسنی المطالب) بکر بن احمد القصری سے روایت ہے کرم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسیٰ الرضا بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسیٰ بن جعفر کی بیٹیوں نے ذکر کیا کرتی تھیں کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر بن الصادق نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ بنت محمد بن علی نے بیان کیا اور ان سے فاطمہ بنت علی نے بیان کیا اور ان سے فاطمہ بنت علی بن الحسین نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے روایت کیا اور ان سے جناب ام کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمھیں غدیر خم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ و نیز حضرت کا ارشاد کہ یا علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ اس حدیث کو حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کتاب مسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ایک وجہ سے یہ حدیث مسلسل ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام معصومہ نے اپنی پھوپھی صاحبہ سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت پانچ بھانجیوں کی ہے اپنی پھوپھیوں سے ÷

(۷) عن عامر بن واثلة سمعت علیا یوم الشوریٰ یقول انشدکم باللہ ھل فیکم احد وحد اللہ قبلی قالوا اللھم لا قال انشدکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی غیری قالوا اللھم لا (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوریٰ کے روز جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں آیا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو سب نے جواب دیا کوئی نہیں پھر آپ نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا تم میں ہے جس کو حضرت نے کہا ہو کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سب نے کہا بخدا کوئی نہیں ہے ÷

(۸) عن قیس بن حازم قال جاء رجل الی معاویة فسألہ عن مسئلة فقال سل عنھا علی بن ابی طالب وھو اعلم فقال ارید جوابک قال ویحک لقد کرھت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعزہ بالعلم عزا ولقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ ولقد کان عمر بن الخطاب اذا اشکل علیہ شیء اخذ منہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابن المغازلی فی المناقب وفقیہ ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی فی کتاب مجالس ومحب الطبری فی الریاض النضرة فی فضائل العشرة والسید السمھودی فی جواہر العقدین وابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة) قیس بن حازم ناقل ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ کہنے لگا کہ یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھ۔ سائل کہنے لگا کہ میں تجھ سے جواب چاہتا ہوں۔ معاویہ نے کہا تجھ پہ

افسوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو حقیر سمجھا ہے کہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ علم کے ساتھ ہمراہ رکھا پیدا ہونا اور ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور جب کبھی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے ؎

(۹) عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی جحیفۃ وھب بن الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تعالیٰ این انت عن حدیث حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ان المؤمن یھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخ بغداد فی ترجمۃ لطیف بن عبد اللہ الموصلی)

ابن جبیر ناقل ہے کہ میں نے جناب علی بن الحسین یعنی سجاد علیہ السلام سے عرض کیا یا سیدی! مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ ابی جحیفہ وہب بن الخیر روایت کرتے تھے کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عقل والے ہم تجھے کہاں لے جائیں ہم سے سعید بن المسیب نے روایت کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ بیشک مومن کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

(۱۰) عن المخدوم ابن یزید المدنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخی بین المسلمین ثم قال یا علی انت اخی منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند تہذیب) مخدوم ابن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کا باہم رشتہ اخوت دیا اور جناب علیؑ سے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے ؎

حدیث یا علی انت منی و انا منک

(۱) عن ابی رافع قال لما قتل صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی [illegible] رآہ علی صاحب الرایۃ فقتلہ فقال جبرئیل یا محمد ان ھذہ المواساۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ قال جبرئیل انا منکما (اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ [illegible] روز محشر کرو گے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیر نے حضرتؐ پر اپنی جان نثار کر کے اس علمدار [illegible] اس کو مار ڈالا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہؐ اس کے بیچ [illegible] جاہیے آپ نے فرمایا علیؑ میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں (تلبیسہ) قال الزھری رحمۃ اللہ علیہ انما قال جبرئیل ان ھذہ لھی المواساۃ لان الناس فروا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد (تذکرہ خواص الامۃ) یعنی زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اس کے لئے جلد چاہیے۔ یہ اس لئے تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تھے ؎

(۲) عن حبشی بن جنادۃ وکان قد شھد حجۃ الوداع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ذٰلک الیوم علی منی وانا منہٗ ولا یقضی دینی سواہ (اخرجہ النسائی والترمذی وابن ماجتہ والبغوی وابن عاصم وابن قتیبتہ والضیاء والبارودی والطبرانی) حبشی بن جنادہ سے کہ وہ حجتہ الوداع میں بھی حاضر تھے۔ روایت ہے کہ میں نے اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں: اور سوا اس کے کوئی میرے قرض کو ادا نہیں کرے گا ✤

(تنبیہ) اس حدیث کے خاص ورود کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامۃ میں لکھتے ہیں۔ (وقیل انما قالہ یوم نزل علیہ وانذر عشیرتک الاقربین) یعنی علی منی وانا منہ کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز ارشاد فرمایا تھا کہ جس روز کہ آیت کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تھی لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اکثر مواقع میں اس حدیث کو جناب امیرؑ کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔ کبھی علی منی سے اور کبھی انت منی کے الفاظ مبارک سے ✤

(۳) عن انس بن مالک قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببراءۃ مع ابی بکر رضی اللہ عنہ ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ عنی الا رجل ھو منی وانا منہ فدعا علیا فاعطاہ ایاھا (اخرجہ الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برات دے کر مکہ والوں کی طرف ارسال کیا پھر آپ نے بلالیا اور فرمایا مجھ سے وہ اس صورت کو لے جا سکتا ہے۔ جو میرا ہو۔ پھر جناب علی کو سورہ برات دے کر روانہ کیا ✤

(۴) عن عبد خیر عن علی قال اھدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنو موز فجعل یقشر الموزۃ ویجعلہا فی فمی وقال لہ قائل یا رسول اللہ انک تحب علیا فقال اوما علمت ان علیا منی وانا منہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلے کا خوشہ تحفہ میں آیا حضرت کیلے چھیل چھیل کر میرے منہ میں ڈالنے لگے۔ ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ صلعم آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرت صلعم نے فرمایا شائد تو نہیں جانتا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں ✤

(۵) عن علی قال صدرنا من مکۃ اذا بنت حمزۃ تنادی یا عم یا عم فتناولھا علی فقال لفاطمۃ دونک ابنۃ عمک فحملتھا فاختصم فیہا علی وجعفر وزید فقال علی انا اخذ ھا وھی ابنۃ عمی قال جعفر ابنۃ عمی وخالتہا تحتی وقال زید ابنۃ اخی فقضی بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالتہا وقال الخالۃ بمنزلۃ الام وقال لعلی انت منی وانا منک وقال لجعفر اشبہت خلقی وخلقی وقال لزید انت مولانا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے چلے ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا پکارنے لگی۔ علی نے اُن کو لیکر جناب فاطمہؑ کے حوالے کیا۔ کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بٹھاؤ۔ حضرت سیدہ نے اُسے اپنے اونٹ پر بٹھالیا جناب علی اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہونے لگا۔ جناب علی کہنے لگے میں نے اس کو پکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ زید کہنے لگے میرے بھائی کی بیٹی ہے حضرت صلعم نے اس کا فیصلہ کیا اور اس کو اسکی خالہ کے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور جناب علی سے فرمایا کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔ اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تیری خلقت اور تیرا خلق میری مانند ہے۔ اور

زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا دوست ہے ۔

(۶) عن محمد بن اسامة بن زيد عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انت يا علي فختني وابو ولدي انت مني وانا منك (اخرجه البغوي واحمد والطبراني والحاكم) محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں ۔

(۷) عن بريدة الاسلمي قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن مع خالد بن الوليد وبعث عليا على جيش اٰخر وقال ان التقيتما فعلي وان تفرقتما فكل واحد منكما على جنده فلقينا بني زبيد من اهل اليمن وظهر المسلمون على المشركين فقاتلنا المقاتلة وسبينا الذرية فاصطفى علي جارية لنفسه منهن فكتب بذلك خالد بن الوليد الى النبي صلى الله عليه وسلم وامرني ان انال منه فدفعت الكتاب اليه ونلت من علي فتغير وجه النبي صلى الله عليه وسلم فقلت هذا مكان العائذ بعثتني مع رجل والزمتني اطاعته فبلغت ما ارسلت به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقعن يا بريدة في علي فان عليا مني وانا منه وهو وليكم بعدي (اخرجه احمد والنسائي) بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیہ السلام کو امیر بنا کر ارسال کیا اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم مل جاویں تو علی امیر سمجھے جاویں ۔ اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا پس جب دونوں لشکر یمن کے قبیلہ بنی زبید کے قریب جا لگے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں فتح حاصل کی ۔ ہم نے ان کے بال بچوں کو اسیر کیا ۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لیے ان میں سے ایک لونڈی کو منتخب کیا ۔ خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرت کی طرف لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس خط کے ساتھ حضرت کی خدمت میں پہنچ کر زبانی بھی اس بات کو عرض کروں ۔ میں نے وہ خط حضرتؐ کو دیا اور زبانی بھی کہہ سنایا ۔ حضرت کا چہرہ غصے کی وجہ سے متغیر ہو گیا ۔ میں نے کہا میں حضورؐ کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں ۔ حضورؐ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا ۔ جو کچھ کہ اس نے کہا میں نے اس کو پہنچا دیا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریدہ تم علی کے پیچھے مت پڑو ۔ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے ۔

(۸) عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيشا واستعمل علي بن ابي طالب رضؓ فمضى في السرية فاصاب جارية فانكروا عليه وتعاقد اربعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا اذا لقينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فنشكوا اليه اخبرناه ما صنع وكان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدءوا برسول الله صلى الله عليه وسلم فسلموا عليه ثم انصرفوا الى رحالهم فلما قدمت السرية سلموا على النبي صلى الله عليه وسلم فقام احد الاربعة فقال يا رسول الله الم تر ان عليا صنع كذا وكذا فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قام الثاني فقال مثل ذلك ثم قال الثالث فقال مثل مقالته ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب يعرف في وجهه فقال ما تريدون من علي ان عليا مني وانا منه وهو ولي كل مؤمن من بعدي (اخرجه احمد والنسائي والحاكم) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر پر جناب علی کو امیر بنا کر روانہ کیا ۔ جب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے

ایک کنیز غنیمت میں ان کے ہاتھ لگی۔ حضرت امیر نے اس پر اپنا تصرف کر لیا۔ لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ ان میں سے حضرت کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرت سے اس بات کی شکایت کریں گے۔ صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کے سلام کے لیے پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے۔ پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے۔ حسب دستور رزدہ فوج کا دستہ بھی سلام کے لیے حاضر خدمت ہوا ان چاروں میں سے ایک نے اٹھ کر یہی عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جناب علی نے ایسا ویسا کیا ہے۔ حضرت نے ان سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے اٹھ کر بیان کیا آپ نے اس سے بھی یہی اعراض فرمایا۔ پھر تیسرے نے بھی یہی بیان کیا۔ پھر چوتھے نے بھی۔ انھیں تینوں کی سی کہی۔ حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرۂ اقدس سے نمایاں ہو رہے تھے۔ فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو۔ بے تحقیق علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے ٭

(۵) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وکنت اظن ان لیس احد احب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم منی فقلت یا رسول الله ای الناس احب الیک قال عائشة قلت انی لست اسألک عن النساء قال ابوها قلت ای الناس احب الیک بعد ابی بکر قال حفصة قلت لست اسألک عن النساء قال فابوها قلت یا رسول الله فاین علی فالتفت الی اصحابه فقال ان هذا یسألنی عن النفس (اخرجه ابن النجار)

عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل سے واپس آیا مجھے گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں سے حضور کو کون زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتا ہوں فرمایا اس کا باپ۔ میں نے پھر پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کون عزیز ہے فرمایا حفصہ میں نے گزارش کیا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا۔ فرمایا اس کا باپ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ علی کہاں ہے۔ حضرت نے صحابہ کی طرف التفات فرما کر ارشاد کیا۔ دیکھو یہ میری جان کی نسبت پوچھتا ہے ٭

(۶) اخرج الدارقطنی ان علیا یوم الشوریٰ احتج علی اهلها فقال لهم انشدکم بالله هل فیکم احد اقرب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الرحم ومن جعله صلی الله علیه وسلم نفسه نفسه وابناءه ابناءه غیری فقالوا اللهم لا

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے شوریٰ کے دن اہل شوریٰ پر حجت قائم کرنے کے لیے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ہے کہ رحم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزدیکی رشتہ دار ہو اور میرے سوا کس شخص کے نفس کو حضرت نے اپنا نفس اور اس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہو۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں ٭

(۷) عن ام المؤمنین عائشة قالت یا رسول الله من خیر الناس بعدک قال ابوبکر قالت ثم من قال ثم عمر قالت فاطمة الا تقول فی علی شیئا قال علی نفسی (اخرجه المنظری فی خصائص العلویه) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا ابوبکر۔ پھر عرض کیا گیا ان کے بعد کون ہے آپ نے فرمایا عمر۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور علی کے حق میں کچھ ارشاد نہیں فرماتے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تو میری جان ہے ٭

(تنبیہ) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں۔ ثبت بالاخبار الصحیحة ان المراد من قوله تعالی وانفسنا هو علی ومعلوم انه یمتنع ان یکون نفس علی هو نفس محمد صلی الله علیه وسلم بعینه

فلا بد ان یکون المراد ھو المساواۃ بین النفسین وھذا یفید ان کل ما حصل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثلہ لعلی ما ورا صفتہ النبوۃ ثم لا شک ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیہ مستاویا فی تلک الصفات وجب ان یکون افضل الخلق یعنی اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ نفس جناب علی نہیں ہو سکتا۔ پس بالضرور یہاں مساواۃ سے مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تھے۔ بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے۔ پس اس میں شک نہیں کہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جب ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول اللہ بھی افضل البشر ہیں۔

جناب امیرؑ کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا ولہ نظیر فی امتہ فعلی نظیری۔ (اخرجہ المخلص والدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہر نبی کی نظیر اس کی امت میں ہوتی رہی ہے۔ پس علی میری نظیر ہے۔

جناب امیرؑ کا نظیر جناب مسیح علیہ السلام ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ لولا ان تقول فیک طوائف من امتی ما قالت نصاریٰ فی عیسیٰ بن مریم لقلت فیک الیوم مقالا لا تمر باحد من المسلمین الا اخذ التراب من اثر قدمیک یطلبون فیہ البرکۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تیرے حق میں ایسی بات نہ کہ گزریں کہ جو نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے حق میں کہ رہے ہیں تو البتہ آج میں تیرے حق میں ایک بات کہتا کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہو کر نہ گزرتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لیکر اس میں اپنے لیے برکت ڈھونڈتا۔

(۲) **عن** علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل عیسیٰ ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس لہ (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسیٰ کی مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ انکی والدہ ماجدہ پر بہتان دھر دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کا رتبہ ایسا بڑھایا جو ان کے لیے نہیں تھا۔

جناب امیرؑ کا فضائل میں انبیاء علیہم السلام کی مانند ہونا

(۱) **عن** ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فہمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی یحیی بن زکریا فی زھدہ والی موسیٰ بن عمران فی بطشہ فلینظر

الی علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد و ابوالخیر القزوینی والبیہقی فی فضائل الصحابۃ) ابی عمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدمؑ کو اور فہم میں حضرت نوحؑ کو اور علم میں جناب ابراہیمؑ کو اور زہد میں حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور حملہ میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو۔ تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے ٭

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی حکمتہ والی یوسف فی جمالہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدمؑ کو اور علم میں حضرت ابراہیمؑ کو اور حکم میں حضرت نوحؑ کو اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے تو وہ علی بن ابیطالب کو دیکھ لے ٭

(۳) عن الحارث الاعور صاحب رایۃ علی قال بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جمع من اصحابہ فقال اریکم آدم فی علمہ ونوحاً فی فہمہ وابراہیم فی حکمتہ فلم یکن باسرع من ان اطلع علی فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ اقست رجلا بثلثۃ من الرسل بخ بخ ہذا الرجل من ہو یا رسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ یا ابابکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابوالحسن علی بن ابیطالب فقال ابوبکر بخ بخ لک یا اباالحسن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار ناقل ہیں۔ کہ ہم کو خبر لگی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ اپنے علم میں جناب آدمؑ اور فہم میں جناب نوحؑ اور حکمت میں جناب ابراہیمؑ ہے۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ حضورؐ نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا ... کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ خدا اور رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش اے ابوالحسن تیرا مثل کہاں ہے ٭

(تنبیہ) اس حدیث کی ذیل میں فخر السلام امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔ ہذا الحدیث یدل علی ان علیاً کان مساویاً لہولاء الانبیاء فی ہذہ الصفات ولا شک ان ہولاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابۃ والمساوی الافضل افضل فوجب ان یکون علی افضل منہم (اربعین فی اصول الدین) یعنی یہ حدیث دال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ سے افضل اور مساوی الافضل افضل ہو سکتا ہے۔ اس لیے جناب ہی ان سے افضل ٹھہرے

جنابِ امیرؑ کا غنیمت میں مثل آنحضرتؐ کے حصہ پانا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غزوۃ تبوک اما ترضی ان یکون لک من الاجر مثل مالی ولک من المغنم مثل مالی (اخرجہ الخلعی نقلت من ریاض النضرۃ) روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ غزوہ تبوک کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تمہیں ویسا ہی اجر ملے جو

مجھے ملا ہے۔ اور غنیمت میں بھی تمہارا حصہ مثل میرے حصے کے ہو ❖

روی الزمخشری فی فضائل العشرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد یقسم غنائم تبوک فدفع لکل واحد سہما ودفع لعلی سہمین فقام زائدۃ بن الاکوع وقال یا رسول اللہ اوحی نزل من السماء ام امر من نفسک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انشدکم اللہ ھل رأیتم فی رأس میمنتکم صاحب الفرس الاغر المحجل والعمامۃ الخضراء لہا ذوابتان مرخاتان علی کتفیہ بیدہ حربۃ قد حمل بہا علی المیمنۃ فازالہا وحمل بہا علی المیسرۃ فازالہا وحمل علی القلب فازالہ فقالوا نعم رأینا ذلک قال ھو جبرئیل قال لی ان ادفع سہمہ لعلی فقال زائدۃ حبذا لسہم (سیرۃ الحلبیۃ فی ترجمۃ غزوۃ تبوک) علامہ زمخشری فضائل عشرہ مبشرہ میں لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی قسمت کو تقسیم فرمانے لگے تو ہر ایک شخص کو آپ نے ایک حصہ دیا اور علی کو دو حصے دیئے۔ زائدہ بن الاکوع نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ آپ وحی کے حکم سے دے رہے ہیں یا اپنی طرف سے عطا فرما رہے ہیں حضرت نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنی فوج میمنہ کے سر پر ایک سبز عمامہ باندھے سوار کو دیکھا تھا جس کے دوش پر گرے ہوئے گیسو لٹک رہے تھے اور ہاتھ میں ایک حربہ لیے ہوئے تھا۔ اور کفار کے میمنہ و میسرہ کی فوج کو اپنے حملوں سے پراگندہ کر رہا تھا لوگوں نے عرض کیا بیشک ہم نے دیکھا تھا حضرت نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جنھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرا حصہ بھی علی کو دے دینا۔ زائدہ کہنے لگا مبارک ہو ایسے حصہ پانے والے کو ❖

جناب امیرؑ کا ہاتھ عدد میں حضرت کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جنادۃ قال کنت جالسا عند ابی بکر فقال من کانت لہ عدۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقم فقام رجل فقال یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی بثلاث حثیات من تمر قال فقال ادن ساعرح الی علی فقال یا ابا الحسن ان ھذا یزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ بثلاث حثیات من تمر فاحثہا لہ قال فحثہا لہ قال ابوبکر عدوھا فوجدوا فی کل حثیۃ ستین تمرۃ لا تزید واحدۃ علی الاخری فقال ابوبکر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی لیلۃ الہجرۃ ونحن خارجون من الغار نرید المدینۃ یا ابابکر کفی وکف علی فی العدد سواء (اخرجہ ابن السمان نقلت من ریاض النضرۃ) حبشی بن جنادہ کہتا ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس شخص کے ساتھ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حضرت نے تین لپ بھر کر کھجوروں کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اسکو جناب علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور عرض کر دیا ابا الحسن اس شخص کا زعم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لپ بھر کر کھجوروں کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اس کو کھجوروں کے تین لپ بھر کر دیدیں۔ جناب امیرؑ نے وہ کھجوریں اس کو دے دیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہر ایک لپ کے چھوہارے شمار کرو۔ ہر ایک میں ساٹھ ساٹھ چھوہارے نکلے۔ کسی میں ایک کھجور بھی زیادہ نہ تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے ہم ہجرت کی رات غار سے

نکل چکے تھے۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا یا ابابکر! میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ تعداد میں برابر ہے ۞

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا شجرۂ واحد سے ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (اخرجہ الطبرانی والدیلمی والحاکم وابوبکر بن مردویہ والخوارزمی وابن المغازلی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں ۞

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی الناس من اشجار شتی وانا وانت من شجرۃ واحدۃ ثم قرء وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقیٰ بماء واحد (اخرجہ ابن مردویہ وھو صحیح علی رای الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علی ایک شجرہ سے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑ میں یعنی ایک تہائی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے ۞

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (اخرجہ الحاکم) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں ۞

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشبہت خلقی وخلقی وانت من شجرتی التی انا منہا (اخرجہ الخطیب فی فضائل الصحابہ) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا تیرا خلق اور تیری خلقت میرے مشابہ ہے اور تو ایسے شجرہ سے ہے جس سے کہ میں ہوں ۞

(۵) عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الانبیاء من شجر شتی وخلقنی وعلیا من شجرۃ واحدۃ فانا اصلہا وعلی فرعہا وفاطمۃ لقاحہا والحسن والحسین ثمرھا فمن تعلق من اغصانہا نجا ومن زاغ عنہا ھوی ولوان عبدا عبد اللہ بین الصفا والمروۃ الف عام ثم لم یدرک محبتنا اکبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم تلا قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (اخرجہ الطبرانی) ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو متفرق شجروں سے پیدا کیا ہے اور مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے بنایا ہے۔ پس میں اس کی جڑ ہوں اور علی اس کی شاخ ہے اور فاطمہ اس کا پیوند ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ اس کے پھل ہیں۔ پس جس شخص نے اس کی شاخ کو پکڑا وہ نجات پائے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ سرنگوں گر پڑا۔ اور کوئی بندہ ہزار برس صفا و مروہ کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور پھر ہماری محبت کو حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ناک کے بل آگ میں گرائے گا۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہدے یا محمدؐ نہیں مانگتا ہوں میں تم

سے اس پر کچھ مزدوری مگر قرابتیوں کی دوستی ؂

(۶) **عن** ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات وعلی تجاہہ فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فدنا علی منہ فقال ضع خمسک فی خمسی یعنی کفک فی کفی یا علی خلقت انا وانت من شجرۃ انا اصلہا وانت فرعہا والحسن والحسین اغصانہا فمن تعلق بغصن منہا ادخلہ اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبہم اللہ تبارک وتعالی علی وجوہہم فی النار (اخرجہ عبد اللہ ابن احمد بن حنبل وابو نعیم وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر) ابو زبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے۔ جناب امیرؑ حضرتؐ کے سامنے آرہے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ میں اصل ہوں اور تو اس کی فرع ہے۔ حسن حسین اس کی شاخیں ہیں جس کسی نے اسکی شاخ کو پکڑا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری امت کے لوگ اس قدر روزے رکھیں کہ مثل کمان کی ٹیڑھے ہو جائیں اور یہانتک نمازیں پڑھیں کہ مثل تار کی باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدائے تعالیٰ ان کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گرا دے گا ؂

(۷) **عن** عاصم بن حمزۃ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی وعلیا من شجرۃ انا اصلہا وعلی فرعہا والحسن والحسین ثمرہا والشیعۃ ورقہا فہل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فمن اراد العلم فلیات الباب (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب) عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے پیدا کیا ہے میں اس کی اصل اور علی اس کی فرع ہے حسن و حسین اس کے ثمر ہیں۔ ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔ کیا پاک سے پاک کے سوا کچھ اور پیدا ہو سکتا ہے؟ میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔ جو شخص کہ علم کے شہر تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ دروازہ کے پاس آئے ؂

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا ایک نور سے ہونا

(۱) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان یخلق آدم بالفی عام فلما خلق آدم صرنا فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطہرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفین فصرت فی صلب عبد اللہ وصار علی فی صلب ابی طالب واختارنی بالنبوۃ واختار علیا بالشجاعۃ والعلم والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فاللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی وہذا علی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتابہ الشفاء والصافی والکلائی وسید محمد جعفر مکی وابراہیم رصابی)

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔ یہانتک کہ عبدالمطلب کی صلب میں پہنچا۔ پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا۔ میرا نور عبداللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابوطالب کی صلب میں چلا گیا پس خداتعالیٰ نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک میں سے ہمارے لیے دو نام مشتق کیے پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے ⁂

(۲) عن الحسین بن علی عن ابیہ علیہما السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ من قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم سلک ذلک النور فی صلبہ فلم یزل اللہ تعالیٰ ینقلبہ من صلب الی صلب حتی اقرہ فی صلب عبدالمطلب فقسمہ نصفین نصفاً فی صلب عبد اللہ ونصفاً فی صلب ابی طالب فعلی منی وانا منہ لحمہ لحمی ودمہ دمی فمن احبہ فبحبی احبہ ومن ابغضہ فببغضی ابغضہ (اخرجہ مردویہ والخوارزمی وشہاب الدین احمد والمطرزی والعاصمی) جناب امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے۔ جب خداتعالیٰ نے آدم کو مخلوق کیا تو وہ نور اس کی صلب اطہر میں چلا گیا۔ پھر پروردگار عالم ہمیشہ اس نور کو ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں وہ نور جاگزین ہوا۔ پھر خدا نے اس کو دو حصے کر دیے۔ ایک حصہ عبداللہ کی صلب کو اور ایک ابوطالب کو تقسیم کیا۔ پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اس کا گوشت میرا گوشت ہے۔ اور اس کا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا ⁂

(۳) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا وعلی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق آدم قسم ذلک النور جزئین فجزء انا وجزء علی (اخرجہ احمد فی المناقب وعبد اللہ بن احمد بن حنبل والخوارزمی وابن عساکر والحموینی ومحب الطبری وابن المغازلی عنہ وعن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ وفی روایۃ الدیلمی خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق آدم باربعۃ الف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل فی شیء واحد حتی افترقنا فی صلب عبدالمطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ وفی روایۃ ابی الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی فی خصائص العلویۃ عن سلمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خلقت انا وعلی من نور عن

یمین العرش نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عزوجل آدم باربع عشرۃ الاف سنۃ فلما خلق اللہ آدم نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاھرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا بنصفین فجعل النصف فی صلب عبد اللہ وجعل النصف فی صلب ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی من النصف الاخر واشتق لنا من اسمائہ اسماء واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ فاطر وابنتی فاطمۃ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین فکان اسمی فی الرسالۃ وکان اسمہ فی الخلافۃ والشجاعۃ فانا رسول اللہ وعلی سیف اللہ۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدمؑ کی پیدائش سے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے۔ خدا نے آدمؑ کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزوں میں تقسیم کیا۔ پس ایک جز تو میں ہوں اور ایک جز علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ان کے فرزند ارجمند عبد اللہ اور اخطب خوارزم اور ابن عساکر اور حموینی اور محب طبری نے سلمان سے اور فقیہ ابن المغازلی نے سلمان اور ابوذر غفاری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور دیلمی نے فردوس اخبار میں حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدمؑ کی پیدائش سے پہلے میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ملا دیا۔ پس ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم عبد المطلب کی صلب میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت ہے۔ اور ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی خصائص علویہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمؑ سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے داہنی طرف ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے۔ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ہم مردوں کی پاک پشتوں سے عورتوں کی پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا کہ یہاں تک کہ ہم منتقل ہو کر عبد المطلب کی صلب تک پہنچے۔ پھر ہم کو دو حصوں کو تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ عبد المطلب کی صلب میں اور ایک حصہ ابو طالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مجھے ایک حصہ سے اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا۔ اور ہمارے لیے اپنے اسماء حسنیٰ میں سے نام مشتق کیے۔ پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فاطر ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محسن ہے اور میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین ہیں۔ پس میرا نام پیغمبری میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا۔ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے۔

(۴) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل انزل قطعۃ من نور فاسکنہا فی صلب آدم فساقہا حتی قسمہا جزئین جزءًا فی صلب عبد اللہ وجزءًا فی صلب ابی طالب فاخرجنی نبیا واخرج علیا وصیا۔ (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا اور

اس کو جناب آدم ؑ کی صلب میں ٹھہرایا پھر اس کو آگے چلایا یہاں تک کہ اس کی دو جزیں بنائیں ایک جزو کو عبداللہ کی صلب میں اور ایک جزو کو ابوطالب کی صلب میں رکھا۔ پس مجھ کو نبی اور علی کو وصی بنا کر نکالا ۔

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعله امام العرش حتی کان اول مبعثی نشق منه نصفا نخلق منه نبیکم والنصف الاخر علی بن ابی طالب (اخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخه ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب والزرندی وشهاب الدین احمد والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی خلقت انا وانت من نور اللہ تعالیٰ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدائے تعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کر کے عرش کے سامنے گاڑ دی۔ یہاں تک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا۔ اس سے آدھی کو توڑ کر تمہارے نبی کو پیدا کیا اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابی طالب کو بنایا ۔

حموینی ابن عباس سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں ۔

(۶) عن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمة اللہ علیه مرفوعاً عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ فیه من روحه التفت آدم یمنة العرش فاذا النور خمسة اشباح سجدا ورکعا قال آدم یا رب هل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن هؤلاء الخمسة الذین اراهم فی هیئتی وصورتی قال هؤلاء خمسة من ولدک ولولاهم ما خلقتک هؤلاء خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائی لولاهم ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملائکة ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وهذا محمد وانا العالی وهذا علی وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن وهذا الحسین آلیت بعزتی انه لا یاتینی بمثقال حبة من خردل من بغض احدهم الا ادخلته ناری ولا ابالی یا آدم هؤلاء صفوتی بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا کان لک حاجة فبهؤلاء توسل فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد عنها هلک فمن کان له الی اللہ حاجة فلیسال بنا اهل البیت (اخرجه ابو القاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم الرافعی وابراهیم الحموینی) الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمة اللہ علیہ اس حدیث کے اسناد کو ابوہریرہ تک پہنچاتے ہیں۔ کہ انھوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنے روح کو پھونکا۔ جناب آدم علیہ السلام نے عرش کے داہنی بازو کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس میں پانچ نورانی جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے

پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے؟ رب العزت نے فرمایا نہیں۔ آدم ؑ نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص ہیں۔ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں۔ ان کے لیے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کیے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت، دوزخ، عرش و کرسی، آسمان و زمین، فرشتے، انسان اور جن وغیرہ اشیاء کو نہ پیدا کرتا۔ پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے۔ اور میں عالی ہوں یہ علی ہے میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے میں احسان ہوں یہ حسن ہیں میں محسن ہوں یہ حسین ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اس شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا۔ اور مجھے اس کا کچھ بھی پروا نہیں ہوگی۔

اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں۔ میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا۔ اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دونگا۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو ان کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا، وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہِ الٰہی میں وسیلہ لائے۔

(۷) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد نسبح اللہ عز وجل فی یمنۃ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن آدم الجنۃ ونحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ ولقد قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم نزل ینقلبنا اللہ عز وجل من اصلاب طاھرۃ حتی انتھی بنا الی صلب عبد المطلب فجعل ذلک النور بنصفین فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیا فی صلب ابی طالب وجعل فی النبوۃ والرسالۃ وجعل فی علی الفروسیۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فرب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی وھذا علی (اخرجہ ابو حاتم والو محمد احمد بن علی العاصمی فی زین الفتی فی شرح سورۃ ھل اتی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا تعالیٰ کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ جب خدائے تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنے کا حکم دیا تو ہم ان کی صلب میں موجود تھے۔ پس جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اس وقت بھی ان کی پشت میں موجود تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم ان کی پشت میں موجود تھے۔ اسی طرح سے ہم کو پروردگار ایک پشت سے دوسری پاک پشت کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم کو عبد المطلب کی صلب کی طرف منتقل کر کے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا مجھے عبد اللہ کی صلب میں اور علی کو ابو طالب کی صلب میں منتقل کر دیا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت سے اور علی کو شہسواری اور فصاحت سے ممتاز فرمایا اور ہمارے لیے اپنے اسماء حسنہ میں سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور

وہ علی ہے اور یہ علی ہے ؛

جناب سرورِ کائنات اور جناب علی کا جسم اطہر ایک خاکِ پاک سے ہونا

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد فھو فی سیوتہ من التربۃ التی خلق منھا وانا وعلی ابن ابی طالب خلقنا من تربۃ واحدۃ (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دنیا و دین علیہ الف الف التحیۃ والثنا فرماتے تھے ۔ ہر لڑکا کہ تولد ہوتا ہے اس کی ناف میں خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے لیکن میں اور علی ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں ؛

جناب امیر کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا !

عن عثمان ابن عفان قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان اللہ تعالیٰ خلق ملائکۃ من نور وجہ علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو المؤید موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق المعروف باخطب خوارزم فی المناقب) جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کے مونہہ کے نور سے پیدا کیا ہے ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن اسحاق فی سیرتہ حدثنی عبد اللہ بن نجیح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کان بعث علیا الی نجران فلقیہ بمکۃ فقد احرم فدخل علی فاطمۃ فوجدھا قد حلت وتھیات فقال مالک یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ من الخبر عن سفرہٖ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق فطف بالبیت وحل کما حل اصحابک قال یا رسول اللہ انی قلت حین احرمت اللھم انی احل بما احل بہ نبیک وعبدک ورسولک قال فھل معک من ھدی قال لا فاشرکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھدیہ وثبت علی احرامہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی فرغ من الحج ونحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھما ۔ ابن اسحاق سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب امیر کو نجران کی طرف بھیجا ہوا تھا ۔ جب وہ وہاں سے لوٹ کر آئے تو احرام باندھے ہوئے مکہ میں حضرت سے ملاقات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سے نکلنے کی تیاری کر رہی ہیں ۔ جناب امیر نے کہا ۔ اے رسول خدا کی بیٹی آپ نے کیوں احرام کھول دیا ہے ۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت نے عمرہ کے احرام کے کھولنے کا حکم دیا ہے ۔ اس لیے ہم نے احرام کھول دیا ہے ۔ جناب امیر حضرت کے پاس تشریف لے گئے ۔ جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کرکے اپنے دوستوں کی طرح سے تم بھی

احرام کھول ڈالو۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے احرام باندھنے کے وقت دعا کی تھی۔ کہ اے پروردگار جس ذریعہ سے تیرا نبی اور تیرا بندہ اور تیرا رسول اپنا احرام کھولے گا میں بھی اسی ذریعہ سے اپنا احرام کھولوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کے لیے کوئی چیز ہے۔ عرض کیا نہیں۔ پس حضرتؐ نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر بدستور جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہاں تک کہ حضرتؐ نے حج سے فارغ ہو کر جناب امیر کی طرف سے بھی قربانی کی ؎

(۱) عن جابر قال نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا وستین بدنۃ واعطا علیا الخر نحر ماغبر منہا واشرکہ فی ھدیہ ثم امر من کل بدنۃ ببضعۃ فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمہا وشربا من مرقہا (اخرجہ المسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سے ترسٹھ اونٹ قربانی کیے۔ ان کے علاوہ جس قدر کہ قربانی کے لیے باقی اونٹ رہ گئے ان کی قربانی کے لیے جناب امیرؓ کو برچھا دیا اور ان کو قربانی میں شریک کیا۔ پھر ایک اونٹ سے تھوڑا سا کاٹنے کا حکم دیا۔ پس وہ ایک ہنڈیا میں پکوا کر دونوں صاحبوں نے کھایا اور اس کا شوربا پیا ؎

(۲) عن علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم بدنہ وان اصدق بلحمہا وجلودھا وان لا اعطی الجزار منہا شیئا فقال نحن نعطیہ من عندنا (اخرجہ المسلم) جناب امیرؓ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ اس کا تمام گوشت اور پوست خیرات کر دیے جائیں۔ اور قصاب کو اس میں سے کوئی شئے نہ دی جائے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں ؎

جناب امیرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ہمیشہ قربانی کرنا

عن علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اضحی عنہ ابدا فکان یضحی عنہ الی ان استشہد بکبشین املحین (اخرجہ احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا پس جناب امیر علیہ السلام اپنی شہادت تک حضرتؐ کی جانب سے دو چتلے مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے ؎

(تنبیہ) اس حدیث کے تحت میں محمد بن شہاب الزہری جنھوں نے سب سے اول بحکم عمر بن عبدالعزیز حدیث کو مدون کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ انما خص علیا بذالک دون اقاربہ واھلہ لقربہ منہ لکانہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل بنفسہ (تذکرہ خواص الامہ لسبط ابن الجوزی) یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب و اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کے لیے بوجہ ان کی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا ہے۔ گویا کہ جناب امیر علیہ السلام کا قربانی کرنا خود حضرتؐ کا قربانی کرنا تھا ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا قبض روح انہیں کی مشیت پر موقوف ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی مررت بملک جالس علی سریر من نور احدی رجلیہ فی المشرق والاخری فی المغرب بین یدیہ لوح ینظر فیہ والدنیا کلہا بین عینیہ والخلق بین رکبتیہ ویدہ تبلغ المشرق والمغرب فقلت یا جبریل من ھذا قال ھذا عزرائیل تقدم فسلم علیہ فتقدمت وسلمت علیہ فقال وعلیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک علی فقلت اتعرف ابن عمی علی قال وکیف لا اعرف وقد وکلنی اللہ بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحک وروح ابن عمک علی بن ابی طالب کما بمشیتہ (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں ہم نے ایک فرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے آگے ایک لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دنیا اس کے سامنے اور خلائق اس کے زانوؤں میں تھی۔ اس کا ہاتھ مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا۔ ہم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ عزرائیل ہے آپ بڑھ کر سلام کریں۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا اس نے جواب سلام دے کر کہا یا احمد آپ کے چچا زاد بھائی علی بن ابیطالب کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کیا تم علی بن ابیطالب کو پہچانتے ہو کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے پر موکل فرمایا ہے بجز آپ کے اور آپ کے ابن عم کے ارواح کے کیونکہ وہ آپ دونوں کے ارادہ پر موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قلت لعلی بن ابیطالب اخبرنی بافضل منزلتک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم عندہ وھو یصلی فلما فرغ من صلوتہ قال یا علی ما سألت اللہ عز وجل من الخیر الا سألت لک مثلہ وما استعذت اللہ من الشر الا استعذت لک مثلہ (اخرجہ المحاملی فی امالیہ) عبد اللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا۔ حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے مجھ سے فرمایا یا علی ہم نے کوئی اچھی چیز خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لئے طلب نہ کی ہو اور کسی شر سے اپنے لئے حفاظت چاہی نہیں مانگی کہ ویسی تیرے لئے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علی قال جعت وجعا شدیدا فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقامنی فی مکانہ وقام یصلی والقی علی طرف ثوبہ ثم قال قم یا علی فقد برئت لا باس علیک وما دعوت اللہ لنفسی شیئاً

الا دعوت لك بمثله وما دعوت الا قد استجيب لی الا انه قيل لا نبی بعدك (اخرجه النسائی
فی الخصائص وابن عاصم وابن جرير وصححه ابن شاهين فی السنة) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ ایک دفعہ مجھے درد شدید لاحق ہوا۔ میں حضرتؐ کے حضور میں گیا۔ مجھے حضرتؐ بٹھا کر نماز کو کھڑے ہو گئے۔
اور فارغ ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر جھاڑ دیا اور فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو۔ بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا اب
تجھے کسی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں نے اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لئے نہ کی ہو۔ اور میں
نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ مقبول نہ ہو۔ مگر یہ بات کہی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہوگا۔

(۳) عن سليمان بن عبد الله بن الحارث عن جده عن علیؓ قال مرضت فعادنی رسول الله صلی الله
عليه وسلم فدخل علی وانا مضطجع فاتكی الی جنبی فلما رانی قد ضعفت سجانی بثوبه وقام الی المسجد
يصلی فلما قضٰی صلوته جاء فرفع الثوب عنی وقال قم يا علی قد برات فقمت وقد برات كانما لم
اشتك شيئا قبل ذالك فقال ما سالت ربی شيئا فی صلوتی الا اعطانی وما سالت لنفسی شيئا الا
قد سالته لك (اخرجه النسائی فی الخصائص فی فضائل الصحابة) سلیمان بن عبد اللہ ابن الحارث اپنے
جد امجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری
عیادت کے لئے تشریف لائے میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جب آپ نے میری
ناتوانی کا ملاحظہ فرمایا۔ اپنا کپڑا مجھے اوڑھا دیا اور نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر تشریف
لائے اور مجھ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو بہ تحقیق تندرست ہو گیا ہے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست
ہو گیا گویا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ
مجھ کو نہ دی گئی ہو۔ اور میں نے اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لئے نہ کی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیرؑ کے حال پر

عن ابراهيم بن عبيدة بن رافع الانصاری عن ابيه عن جده قال اقبلنا من بدر ففقدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فنادت الرفاق بعضها بعضا افيكم رسول الله صلى الله عليه وسلم
فوقفوا حتى جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علی بن ابی طالب فقالوا يا رسول الله فقدناك فقال
ان ابا الحسن وجد مغسا فی بطنه فتخلفت عليه (اخرجه ابن عبد البر فی الاستيعاب) ابراہیم بن
عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم بدر سے
آئے تو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے۔ رفیقان راہ ایک دوسرے کو پکار کر کہنے لگے کہ
تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت جناب علیؓ کے ساتھ تشریف لائے
ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہم نے تلاش کیا تھا فرمایا ابو الحسن کے پیٹ میں پیچش ہو رہی
تھی۔ ہم اس لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصّہ کے وقت جناب امیرؑ کے سوا کوئی حضرت سے بات نہیں کرسکتا تھا

عن ام سلمۃ قالت رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجترئ احد ان یکلمہ الا علی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط والحاکم فی صحیحہ) جناب اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں ہوتے تو سوا جناب امیرؑ کے کسی کی جرأت نہیں تھی کہ حضرت سے بات کرسکتا تھا ۞

جناب امیرؑ کی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱۱) عن علی قال کنت اذا سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی (اخرجہ الترمذی والنسائی) جناب امیر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے اور جب میں چُپ رہتا تو حضرت ابتدا فرماتے ۞

(۱۲) عن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنہار فکنت اذا دخلت باللیل تنحنح لی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے۔ ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن میں جب کبھی رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو حضرت کھنکھارتے ۞

(۱۳) عن علی قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من الخلائق فکنت اٰتیہ کل سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الی اہلی والا دخلت علیہ (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا مرتبہ تھا کہ تمام خلائق میں سے کسی کا نہ تھا۔ میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا نبی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا اگر حضرت کھانس دیتے تو میں واپس چلا آتا ورنہ حاضر خدمت ہو جاتا ۞

(۱۴) عن الشعبی قال ان ابا بکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعظمہم منزلۃ عندنا فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السّلام کی طرف نظر کرکے کہا کہ جس شخص کی خوشی ہو کہ ایسے آدمی کو دیکھے کہ سب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ قرابت اور بلند مرتبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھ لے ۞

حدیثِ عَلِیٌّ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ الرَّأْسِ مِنْ جَسَدِیْ

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ الرأس من جسدی (خرجہ الخطیب) براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ سر میرے جسم سے ❊

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی مثل رأسی من بدنی (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ وابی بکر بن مردویہ فی فوائدہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے مثل میرے سر کے ہے بدن سے ❊

جناب امیرؑ کا بمنزلہ حضرت سے بمنزلہ حضرت کے خدا سے ہونا

عن الشعبی قال جاء ابوبکر و علی یزوران قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ بستۃ ایام قال علی تقدم یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما کنت اتقدم رجلا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی منی کمنزلتی من ربی (اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ ومحب فی ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) شعبی رحمتہ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ روز بعد حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کے لئے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں حضرت ابوبکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدم نہیں کر سکتا جنکی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے ❊

جناب امیرؑ کے سوا آنحضرت کے نام پر نام رکھنا اور اسکے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یولد لک ابن قد نحلتہ اسمی وکنیتی (اخرجہ ۲ بلد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھ سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تجھے ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کے لئے میرا نام اور میری کنیت جائز ہوگی ❊

(۲) عن محمد بن الحنفیہ عن ابیہ علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولد لک غلام فسمہ باسمی وکنہ بکنیتی وھو لک خاصۃ دون من بعدک (اخرجہ الذہبی فی المختصر) محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد جناب امیرؑ سے ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پہ نام اور میری کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اس کی نہیں رخصت ہے ❊

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؓ کے مونھ سے فال کا لینا

عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الفال الحسن فسمع علیا یوما وھو یقول یا مرحب فقال یا ابا الحسن لبیک قد اخذنا فالک من فیک قال فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر فما سل سیف الا سیف علی (اخرجہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی فال بھلی معلوم ہوا کرتی تھی ایک دفعہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے سنا وہ کہہ رہے تھے، حضرت نے فرمایا ہاں ہم نے ابا الحسن تیرے مونھ سے فال لی ہے سمرہ بن جندب کہتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو تشریف لے گئے وہاں حضرت امیر ہی کی تلوار چلی کسی کی تلوار نہ چلی ۔

جناب امیرؓ کی حزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط دستیاب ہونا

نقل الامام ابو الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول فی سبب نزول قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ. قال ان سارۃ مولاۃ عمرو بن صیفی بن ہشام بن عبد مناف قدمت من مکۃ الی المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتجہز لفتح مکۃ فلما جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا امسلمۃ جئت قالت لا قال فما جاء بک قالت انتم الاھل والعشیرۃ وقد احتجت حاجۃ شدیدۃ فقدمت علیکم لتعطونی فتکسونی فحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب بنی عبد مناف فکسوھا وحملوھا واعطوھا فانصرفت فنزل جبرئیل فاخبرہ ان حاطب بن ابی بلتعۃ قد کتب کتابا الی اھل مکۃ یقول فیہ من حاطب بن ابی بلتعۃ الی اھل مکۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یریدکم فخذوا حذرکم فانہ دفع الکتاب الی الظعینۃ المذکورۃ واعطاھا عشرۃ دنانیر علی ان توصل الکتاب الی اھل مکۃ فلما اخبر جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فبعث معہ الزبیر والمقداد وقال لہم انطلقوا الی روضۃ خاخ فان فیہا ظعینۃ معہا کتاب من حاطب الی المشرکین فخذوہ منہا وخلوا سبیلہا فان لم تدفعہ الیکم فاضربوا عنقہا فخرجوا حتی ادرکوھا فی ذلک المکان فقالوا این الکتاب فحلفت باللہ ما معہا کتاب ففتشوا متاعہا فلم یجدوا کتابا فھموا بالرجوع وترکوھا فقال علی ما کذبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسل سیفہ وجزم علیہا وقال اخرجی الکتاب والا واللہ لاضربن عنقک وصمم علی ذلک فلما رأتہ الجد اخرجت الکتاب من ذوائبہا قد خبأتہ فی عقاصہا فاخذ الکتاب منہا وخلوا سبیلہا وعادوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ الکتاب فوجدہ علی ما اخبرہ بہ جبرائیل فاستخرج علی بنفوذ عزمہ وتصمیم اقدامہ وحزمہ وصیانتہ واحتیاطہ ذا الکتاب (مطالب السئول) امام ابو الحسن واحدی کتاب اسباب النزول میں اس آیت کریمہ کہ اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں

کو دوست مت پکڑو اور دوستی سے اُن سے مت ملو۔ کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں۔ کہ عمرو بن صیفی بن ہشام بن عبد مناف کی ایک لونڈی وہ مکہ سے مدینہ میں آئی۔ ان دنوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کی تیاری کر رہے تھے جب وہ لونڈی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نور میں پہونچی حضرت نے اُس سے پوچھا کیا تو مسلمان بن کر آئی ہے۔ کہنے لگی نہیں حضرت نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے۔ عرض کرنے لگی آپ میرے اہل اور میرا کنبہ ہیں مجھے ایک سخت حاجت میں آئی ہے جس کے لئے یہاں آئی ہوں۔ آپ مجھے کچھ دیں اور کپڑے پہنائیں حضرت نے بنی عبد المطلب اور بنی عبد مناف کو آمادہ کیا انہوں نے اس کو کپڑا اور خرچ دیا وہ لے کر مکہ کو واپس چلی۔ اس کے جانے کے بعد حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کی طرف ایک خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت تمہاری آنیکا قصد رکھتے ہیں۔ تم اپنا بچاؤ کرلو۔ اور وہ خط ظعینہ کو دیا ہے اور اس کو دس دینار اس خط کے پہنچانے کی اجرت دیئے ہیں۔ جب جبرئیل نے حضرت سے یہ بیان کیا۔ آپنے اس کام کے لئے جناب امیرؑ کو منتخب فرمایا اور انکی رکاب سعادت میں زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا کہ فلاں روضہ میں ظعینہ ٹھہری ہوئی ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو مشرکین مکہ کی طرف اس نے لکھا ہے۔ تم وہ خط اس سے لے لو اور اُسے چھوڑ دو۔ اگر نہ دے تو اُسے مار ڈالو تینوں صاحبوں نے اس کا پیچھا کیا۔ اور اسی مقام پر اس کو جالیا جہاں کا حضرت نے پتہ دیا تھا یا اس سے کہنے لگے حاطب کا خط کہاں ہے اس نے بقسم انکار کیا۔ تینوں صاحبوں نے اس کی تلاش کی لیکن جب وہ خط دستیاب نہ ہوا۔ انہوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور واپسی کا قصد کیا جناب امیرؑ نے فرمایا واللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بیان فرمایا اور تلوار نکال کر کھڑے ہو کر بولے خط نکال دے ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ جب آپ نے اسکے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور اس نے جناب امیرؑ کی ہیبت کو دیکھا تو خط جو اُسکے موباف میں تھے نکال کر جناب امیرؑ کے حوالہ کیا۔ وہ خط لیکر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت نے اس خط کو پڑھا۔ اور حضرت جبرئیل کے فرمانے کے مطابق پایا محمد بن طلحہ شافعی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ ہی کے عزم مصمم اور متانت اور احتیاط سے حاطب کا خط ملا ورنہ کبھی نہ ملتا ۔

جناب امیرؑ کا اپنے گھر کی چھت سے جبرئیل کے پروں کی آواز کو سننا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد ذکر عندہ علی قال انکم لتذکرون رجلا کان یسمع وطی جبرئیل فی بیتہ۔ اخرجہ احمد فی المناقب والمسند۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند آدمی جناب امیرؑ کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس کہنے لگے تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبرئیل کے آنیکی آواز اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتا تھا ۔

فرشتوں کا جناب امیرؑ کو سلام کرنا

عن علی قال لما کان لیلۃ یوم بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یستقی لنا من الماء فاحجم

الناس فقام علی فاختضن قربۃ اتی بئراً بعیداً القعر مظلمۃ فانحدر فیہا فاوحی اللہ عزوجل الی جبریل ومیکائیل واسرافیل تاھبوا لنصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ فھبطوا من السماء لہم دوی یذھل من یسمع فلما حاذوا بالبئر سلموا علیہ اکراما وتبجیلا (اخرجہ احمد فی مسندہ)

جناب امیر علیہ السّلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں پانی پلائے۔ لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے۔ جناب امیر علیہ السّلام اپنی مشکیزہ کو بغل میں لے کر ایک اندھے گہرے کنوئیں میں تشریف لے گئے۔ جب اس میں اُترے خدائے تعالیٰ نے جبریل ومیکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اُترے جس نے اترنے میں اُن کے پروں کی آواز کو سُنا خوف زدہ ہو گیا۔ جب کنوئیں کے قریب سے ہو کر گذرے جناب امیر کو ان دونوں نے از روئے کرام وبندگی کے سلام عرض کیا۔

جناب امیر کیلئے فرشتہ کا لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی پکارنا

(۱) عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادی ملک من السماء یوم بدر یقال لہ رضوان لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علی (اخرجہ الحسن بن العرفۃ العبدی، ونقلت من ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری)

جناب امام ابوجعفر محمد باقر بن علی علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بدر کے روز ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان ہے آسمان سے پکار کر کہا نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار اور نہیں ہے علی کے سوا کوئی بہادر۔

(۲) وقال ابن اسحاق فی سیرتہ ھذہ الیوم ای یوم بدر ھاجت ریح فسمعوا منھا ھاتفا یقول لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علی (ونقلت من کفایۃ الطالب لیوسف الکنجی) ابن اسحاق اپنی کتاب سیرت میں لکھتے ہیں کہ بدر کے روز ایک ہوا کے چلنے سے جناب امیرؑ نے سُنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

(۳) وذکر احمد فی الفضائل انہم سمعوا تکبیرا من السماء فی ذلک الیوم ای یوم خیبر وقائل یقول لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علی فاستاذن حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینشد شعراً فاذن لہ فقال ؎ جبریل نادی معلنا ٭ والنقع لیس ینجلی ٭ والمسلمون قد احدقوا ٭ حول النبی المرسل ٭ لاسیف الا ذوالفقار ٭ ولافتی الا علی (تذکرۃ خواص الامۃ)

امام احمدؒ فضائل میں ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ نے خیبر کے روز آسمان سے ایک تکبیر کی آواز سُنی کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے نہیں ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار۔ اور علی کے سوا کوئی بہادر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شعر کہنے کا اذن طلب کیا حضرت نے اذن دیا انہوں نے یہ شعر کہے ؎ جبریل نے آواز بلند کہا ٭ غبار ابھی کھلا نہیں تھا ٭ مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد تیر چلا رہے تھے۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں، اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

(۱۴) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما قتل علی طلحۃ حامل لواء المشرکین صاح صائح من السماء لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی (تذکرہ خواص الامہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اُحد کے روز جناب امیرؑ نے مشرکوں کے علمدار طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ایک چلّانے والے نے چلّا کر کہا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ۔

(تنبیہ) قال سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ فان قیل قد ضعفوا لفظ لا سیف الا ذوالفقار قلنا ذکروا ان الواقعۃ کانت یوم احد ونحن نقول انما کانت فی یوم خیبر کذا ذکر احمد فی المناقب ولا کلام فی یوم احد قالوا فی اسناد روایۃ ابن عباس عیسیٰ بن مہران وتکلموا فیہ وقالوا کان شیعیاً اما یوم خیبر فلم یطعن فیہا احد من العلماء وقیل قالہ فی غزوۃ یوم بدر والاول اصح۔
علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ لا سیف الا ذوالفقار کی حدیث کی بعض لوگوں نے تضعیف کی ہے ہم کہتے ہیں کہ اُن لوگوں نے اسکو اُحد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ خیبر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں بھی اسی کا ذکر کیا ہے اور اُحد کے دن میں ہم کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کی اسناد میں ایک راوی عیسیٰ بن مہران ہے جس کی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعی تھا۔ لیکن خیبر کے دن کے واقعہ کی نسبت علماء میں سے کسی نے طعن نہیں کیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ ہے۔ مگر پہلی بات یعنی خیبر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے ۔

(تنبیہ) قال یوسف الکنجی الشافعی کان السیف لمنبہ بن الحجاج السہمی کان مع ابنہ العاص بن منبہ یوم بدر فقتلہ علی وجاء بالسیف الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاہ علیاً فقاتل دونہ یوم احد ویروی ان بلقیس اھدت الی سلیمان سبعۃ اسیاف کان ذوالفقار منہا۔ وقد جاء فی بعض الروایات عن علی قال جاء جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان صنما بالیمن مخفر فی حدید فابعث علیہ علیاً فادفقہ وخذ الحدید فجئت بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعثنی علیہ فذھبت فدققت الصنم واخذت الحدید فجئت بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستضرب منہ سیفین فسمی احدھما ذوالفقار والاخر مخذما وتقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالفقار واعطانی مخذما ثم اعطانی بعد ذلک ذوالفقار فانا قاتل دونہ یوم احد علامہ یوسف الکنجی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ ذوالفقار منبہ بن الحجاج السہمی کی تلوار تھی بدر کے روز اُس کے بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی جناب امیرؑ نے اس کو قتل کیا اُس کی تلوار لے کر حضرتؐ کے پاس آئے حضرتؐ نے وہ تلوار جناب امیرؑ کو عطا فرمائی۔ آپ نے اُحد کے روز اُسی سے جنگ کیا ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تحفہ میں دی تھیں ذوالفقار انہیں میں سے تھی ۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم سے ذکر بیان کیا کہ یمن میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے علی کو وہاں بھیجو اور اس کو اکھاڑ کر اس کا لوہا لے لو۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر یمن میں بھیجا۔ میں نے جا کر اس بت کو اکھاڑا اور اس کا لوہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ حضرت نے اس سے دو تلواریں بنائیں ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخذوم رکھا۔ حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا اور مجھے مخذوم عطا کی پھر آپ نے ذوالفقار بھی مجھے دے دی۔ میں نے احد کے روز اسی سے جنگ کیا۔

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود قال ان جبرائیل اتی بذی الفقار من الجنۃ فقال یا رسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام ویقول یا محمد انی لا ادری ذا الفقار لاحد من بنی آدم یستحق امساکہ الا یکون ولا یخذ عنک وھو یصیبوا ثقبضۃ فی ید من ھو اھل لہ بھا أدرسۃ الحجب وتقطع ھامات الکفرۃ والمعاندین المساوتین علیک فقال یا جبرئیل من ھو قال ھو علی فناولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا (ذھبہا الریاض) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل جنت سے ذوالفقار لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ خدائے تعالیٰ بعد سلام کے فرماتا ہے کہ بنی آدم سے تلوار کے پکڑنے والا نہیں پاتے کسی کو مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہو اور یہ تلوار تیرے علم ہی رہے گی جس کو فن حرب میں پوری مہارت حاصل ہو۔ اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اس کو دے دیجیے۔ حضرت نے کہا اے جبرائیل وہ کون ہے کہنے لگے وہ علی ہے۔ حضرت نے ذوالفقار علی کو دیدی۔

(۳) عن ابن عباس قال لما جیٔ علی بیتہ فتح خیبر ومعہ ذو الفقار فقال یا فاطمۃ رأیت ذو الفقار فتح اللہ بہ خیبر قال فضحکت فقال علی یا فاطمۃ اتعرفین فضل ذی الفقار فقالت انی عرفتھا قبل ان تعرفہ فتعجب علی من قولھا ثم مضی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمۃ فقال اخبرنی یا فاطمۃ حتی اسمعھا من لسانک فاخبرتہ فقال من این علمت فقالت حین عرج بک الی السماء قال اللہ لجبرئیل اطلع محمدا علی منزلہ فی الجنۃ وما اعددت لہ فیھا ولامتہ من النعیم فدخلت الجنۃ وقال لک جبرئیل کل من ثمار الجنۃ وکنت تختار عند شجرۃ تفاح احمر فی اصلھا ذو الفقار مخزون مکتوب علیہ لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی وزوجتہ دھرا تحسینشا عرفت فضل ذی الفقار فقلت من تلک الشجرۃ تفاحۃ واحدۃ فاکلت نصفھا والنصف الثانی اھدیتہ الی خدیجۃ جمعتھا الیھا فاتتہ فسألت منک ومن ای وآیتہ ذلک الملک کلما جلست عندی تقول کلما جلست عندک کانی اجلس فی اصل شجرۃ التفاح لان رائحتک تشبہ رائحتھا فالتطیب نفسھا فقال رسول اللہ صدقت وقبل عینیھا (عن دعوۃ الرؤیا عن الشیخ الامام ناصر الاسلام سلیمان بن داؤد السفینی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیبر سے جناب امیر لوٹے ذوالفقار ان کے ہاتھ میں تھی۔ جناب سیدہ سے کہنے لگے یا فاطمہ آپ نے ذوالفقار کے جوہر دیکھے کہ خدا نے اس کے ذریعہ سے خیبر کو فتح کیا ہے۔ جناب سیدہ ہنس پڑیں۔ حضرت امیر نے فرمایا کیا تم کو ذوالفقار کی

فضیلت کی آگاہی ہے جناب سیدہؑ نے فرمایا میں تمہارے جاننے سے پہلے اس کو جانتی ہوں جناب امیر حضرت سیدہؑ کی بات سے متعجب ہوئے اور سرورِ عالم کی خدمت میں جا کر جناب سیدہؑ کا قول نقل کیا۔ حضرت نے جناب سیدہؑ سے آکر فرمایا فاطمہ جب تمہارے منہ سے اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تم کو کہاں سے معلوم ہے۔ جناب سیدہؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب جناب آسمان پر تشریف لے گئے پروردگار نے جبریل سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اس مقام پر لے جاؤ جو ان کے اور ان کی امت کے لیے جنت کی نعمتوں سے سجایا گیا ہے آپ کو جنت میں لے گئے جبریل نے عرض کیا ثمرات جنت میں سے آپ کچھ تناول فرمائیں اس وقت آپ ایک سرخ سیب کے درخت کے نیچے تشریف رکھتے تھے اور اس کی جڑ کے نیچے ذوالفقار دبی ہوئی تھی۔ اس پر لکھا ہوا تھا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اس کی زوجہ زہرا ہیں۔ پس اس وقت سے میں اس کی فضیلت کو جانتی ہوں۔ پھر آپ نے اس درخت کے سیب میں سے آدھا ٹکڑا کھایا اور آدھا میری والدہ خدیجہ کے لئے رکھ لیا جب میری والدہ نے وہ ٹکڑا کھایا میں جناب سے ان کے بطنِ اقدس میں قرار دیا گئی اس کی نشانی یہ ہے کہ جب آپ میرے پاس بیٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسی سیب کے درخت کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تیری خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے جناب سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد کیا تم سچ کہتی ہو اور جناب سیدہؑ کی آنکھوں کو حضرت نے چوم لیا۔

جناب امیر کا حضرت کے دوشِ اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرأی منی ضعفا فنزل وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی فیخیل الی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وعن شمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم)

جناب امیر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بمعیت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت نے فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کھڑے ہو گئے اس وقت میری نسبت خیال کیا جا سکتا تھا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہونچ جاؤں یہاں تک میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اس پر تانبے یا پیتل کی ایک صورت تھی اس کو دائیں بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ میں نے اس پر قابو پا لیا حضرت نے مجھے فرمایا اسے پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ شیشے کی طرح چور چور ہو گئی میں چھت پر سے اتر آیا اور حضرت کے ساتھ دوڑ کر گھروں میں چھپ گیا۔ تاکہ کوئی آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔

جناب امیر کا ایمان میں راسخ ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ ولئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن احق بہ منی (اخرجہ احمد و نسائی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرا رسول مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے واللہ جبکہ ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھریں گے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا ہے میں بھی اسی پر جہاد کروں گا یہاں تک کہ میں بھی مر جاؤں واللہ میں ان کا بھائی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں مجھ سے ان کا کون حقدار زیادہ ہے۔

جناب امیر کے ایمان کی ٹھنڈک کا جبریل کے دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبد العزیز ان قوما تنقصوا علی بن ابی طالب فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر علیا وفضلہ وسابقتہ ثم قال حدثنی عراک بن مالک الغفاری عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی اذا اتاہ جبرئیل فناجاہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا فلما سری عنہ قلت بابی انت وامی یا رسول اللہ ما اضحکک فقال اخبرنی جبرئیل انہ مر بعلی وھو یرعی ذودا لہ وھو نائم قد ابدی بعض جسدہ قال فرددت علیہ ثوبہ فوجدت برد ایمانہ قد وصل الی قلبی (اخرجہ الخوارزمی)

نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے جناب امیر کی شان میں کچھ کہہ رہے تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے منبر پر چڑھ کر خدا کی صفت وثنا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر کے فضائل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کر کے بیان کیا اور کہا عراک بن مالک الغفاری ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ ام المومنین فرماتی تھیں کہ ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لا کر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے۔ جب سرگوشی ختم کر چکے حضرت ہنسنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں ہنستے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گذر ہوا جہاں علی اپنے اونٹ چراتے سو گئے تھے۔ ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے ان پر کپڑا لوٹ دیا ان کے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل کو محسوس ہوئی *

جناب امیرؑ کے ایمان کا زمین و آسمان سے بھاری ہونا

عن ابی القاسم محمود الزمخشری عن رجالہٖ قال جاء رجلان الی عمر بن الخطاب فقالا ما تری
فی طلاق الامۃ فقام الی حلقۃ فیہا اصلع فقال ما تری فی طلاق الامۃ فقال لہ احد ھما جئناک و
انت امیر المومنین تسئالک عن طلاق الامۃ فجئت الی رجل فسئالتہ فقال عمر ویلک اتدری
من ھذا ھذا علی ابن ابی طالب اشھد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ وھو یقول لو ان
السموٰت السبع والارضین السبع وضعت فی کفۃ ثم جعل ایمان علی فی کفۃ لرجح ایمان علی (اخرجہ ابن السمان
والحافظ السلفی والفضائلی الدیلمی والخوارزمی) ابوالقاسم محمود الزمخشری اپنے رجال سے روایت
کرتے ہیں کہ دو شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے کے لیے گئے
اور ان سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دیتے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت
عمر سے کہنے لگا۔ آپ امیر المومنین ہیں۔ ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے آپ ان سے پوچھنے کو
آئے ہیں۔ حضرت عمر کہنے لگے افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی ابن ابیطالب ہے میں گواہی دیتا
ہوں کہ میں نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے
طبقے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری ہوگا۔

جناب امیرؑ کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا مخشوشن فی ذات
اللہ عزوجل (اخرجہ الحاکم) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہے کہ بتحقیق علی خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

(۲) عن یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانۃ قال لما قبل علی من الیمن لیلقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بمکۃ تعجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف علی جندہ الذین معہ رجلا من اصحابہ فعمد
ذالک الرجل فکسی کل رجل من القوم حلۃ من البز الذی کان مع علی فلما دنی جیشہ خرج لیلقاھم فاذا
علیہم الحلل قال ویلک ما ھذا قال کسوت القوم لیتجملوا بہ اذا قدموا فی الناس قال ویلک انزع قبل
ان تنتہی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانتزع الحلل من الناس
فردھا فی البز قال واظہر الجیش شکواہ بما صنع بہم فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس لا تشکوا علیا فواللہ انہ لا
خشن فی ذات اللہ وفی سبیل اللہ (سیرۃ ابن اسحاق) یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے مروی ہے
کہ جب جناب امیرؑ یمن سے فوج کے ساتھ واپس ہو کر مکہ میں حضرتؐ کے حضور میں آ رہے تھے تو جناب امیرؑ نے فوج
میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پہلے سے حضرتؐ کے حضور میں تشریف لے گئے جناب امیرؑ کے تشریف لے جانے

کے بعد اس شخص نے جناب امیرؑ کے توشہ خانہ میں سے خروج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال دیئے۔ جب فوج مکہ کے قریب پہونچی۔ جناب امیرؑ ان کے ملنے کے لیے تشریف لائے لوگوں کو توشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا ان لوگوں نے کپڑے کہاں سے پہنے ہیں۔ اس نے کہا میں نے فوج کے کپڑے ملنے پہنائے ہیں کہ یہ لوگ بھی کے ساتھ عزت سے ملیں جناب امیرؑ نے کہا افسوس ہے حضرتؑ کے حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں سے کپڑے واپس کر لے اس شخص نے ایسا ہی کیا اور سب لوگوں سے کپڑے چھین کر توشہ خانہ میں واپس کر دیئے۔ خروج کے لوگوں نے حضرتؐ کے سامنے اس بات کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! علی کا شکوہ مت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کی راہ میں بہت سخت ہے ؂

(٣) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فقال لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخیشن فی ذات اللہ عزوجل اخرجہ احمد والحاکم۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر خطبہ میں فرمایا حضرت علی کی شکایت مت کرو، واللہ وہ خدا کی ذات میں بہت سخت ہے۔

(تنبیہ) الاخیشن تصغیرا خشن افعل التفضیل من خشن خشونۃ وفی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشددا فیہ والمعنی انہ شدید التصلب والتشدد فی الامور الدینیۃ والتصغیر ھنا للتعظیم۔ اخیشن اخشن کی تصغیر ہے جناب خشن خشونۃ کی افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اساس البلاغۃ میں زمخشری لکھتے ہیں فلاں شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے جب کہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ امور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے اور تصغیر کا صیغہ اس مقام پر تعظیم کے لئے مستعمل ہوا ہے ؂

جناب امیرؑ کا خدا کی ذات بابرکات میں دیوانہ ہونا

(١) عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء۔ کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو برامت کہو پس تحقیق وہ ذات الٰہی میں دیوانہ ہے ؂

(٢) عن ابوھریرۃ و زید بن خالد رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوسا فی ذات اللہ تعالیٰ (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہؓ اور زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برامت کہو وہ تو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے ؂

(تنبیہ) ممسوس مجنون وفی الاساس ممسوس الذی مس بہ من الجن) یعنی ممسوس کے معنی مجنون کے ہیں اساس البلاغۃ میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ ممسوس وہ شخص ہے جس کو کہ پری کا سایہ ہو گیا ہو ؂

جناب امیرؑ کے گوشت اور خون میں ایمان کا مخلوط ہونا

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتحت خیبر لولا ان تقول فیک طوائف من امتی ما قالت النصاری فی عیسیٰ بن مریم لقلت الیوم فیک مقالاً لا تمر علی ملاءٍ من المسلمین الا اخذوا تراب رجلیک وفضل طہورک یستشفون بہ ولکن حسبک ان تکون منی وانا منک ترثنی وارثک وانت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی انت تودی دینی وتقاتل علی سنتی وانت فی الاٰخرۃ اقرب الناس منی وانک غداً علی الحوض خلیفتی تذود عنہ المنافقین وانت اول من یرد علی الحوض وانت اول من دخل الجنۃ من امتی حربک حربی وسلمک سلمی وسرک سری وعلانیتک علانیتی وسریرۃ صدرک سریرۃ صدری وانت باب علمی وان ولدک ولدی ولحمک لحمی ودمک دمی وان الحق علی لسانک وفی قلبک وبین عینیک والایمان مخالط لحمک ودمک کما خالط لحمی ودمی وان اللہ عزوجل امرنی ان یبشرک انک وعترتک فی الجنۃ وعدوک فی النار لا یرد علی الحوض مبغض لک ولا یغیب عنہ محب لک قال علی فخررت لہ سبحانہ ساجداً وحمدتہ علی ما انعم بہ علی من الاسلام والقراٰن (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس روز میں نے خیبر کو فتح کیا۔ مجھ سے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میری امت تیرے حق میں ایسی بات نہ کہے جو نصاریٰ جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں۔ تو البتہ میں ایک ایسی بات تیرے حق میں کہوں کہ تو جس مجمع میں سے گذرے تو بزرگان اہل اسلام پیر کر کر تیرے پاؤں کی مٹی اٹھائیں اور تیرے وضو کا پانی لیں۔ اور اس سے شفا کے طلب گار نہ ہوں۔ لیکن تیرا حصہ یہی ہے کہ تو میرا میں تیرا ہوں۔ تو مجھ سے ورثہ پائے اور میں تجھ سے ورثہ پاؤں۔ اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ تو میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے۔ اور میری سنت پہ لوگوں سے لڑنے والا ہے۔ آخرت میں تو سب سے میرے زیادہ قریب ہوگا۔ کل قیامت کے روز تو میرے حوض پہ میرا خلیفہ ہوگا۔ تو منافقوں کو حوض سے ہٹائے گا۔ اور تو سب سے اول حوض پہ وارد ہوگا۔ تو میرے ساتھ سب امت میری سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ تیری لڑائی میری لڑائی۔ تیری صلح میری صلح ہے۔ تیرا بھید میرا بھید۔ تیرا ایمان میرا ایمان ہے۔ تیرے دل کا بھید میرے دل کا بھید ہے، تو میرے علم کا دروازہ ہے تیرا خون میرا خون ہے۔ تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ سچ تیرے ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پہ اور دل میں اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہے ایمان تیرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے بشارت دوں کہ تو اور تیری عترت جنت میں ہوں گے۔ تیرا دشمن دوزخ میں ہوگا۔ حوض پہ تیرا دشمن وارد نہیں ہو سکے گا۔ اور تیرا دوست اس سے کبھی غائب نہیں ہوگا۔ جناب علیؑ کہتے ہیں کہ یہ بشارت سن کر میں سجدہ میں گر گیا اور اسلام اور قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی اس کا شکر بجا لانے لگا۔

جناب امیر کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کیا ہوا تھا

(۱) عن ربعی بن حراش قال حدثنا علی بالرحبۃ قال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج الینا اناس المشرکین فیھم سھیل بن عمرو فقال یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابنائک واخواننا وارقائنا لیس لھم فقہ فی الدین فارددھم اینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب اعناقکم علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان قالوا من ھو یا رسول قال ھو خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا ۔ قال ثم التفت الینا علی فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار (اخرجہ الترمذی) ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ جناب امیر نے رحبہ[1] میں ہم سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل ابن عمرو بھی ان میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لڑکے اور بھائی اور غلام جن کو دین کی کچھ سمجھ نہیں آپ کے پاس چلے آئے ہیں آپ انہیں ہماری طرف واپس کر دیں حضرت فرمانے لگے اے قریش کے لوگو تم اس سے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردن کاٹے گا خدا نے ایمان کے ساتھ اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔ فرمایا جوتا سینے والا۔ حضرت نے اپنا جوتا سینے کے لیے علی کو دیا ہوا تھا پھر جناب امیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لے

(۲) عن علی قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاؤک وان اناسا من عبیدنا قد اتوک لیس بھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضربنکم علی الدین قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ھو الذی یخصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کچھ لوگ قریش کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ جناب کی خدمت میں ہمارے غلام چلے آئے ہیں جن کو نہ دین کی رغبت ہے نہ فقہ کی خواہش بجز اس کے نہیں کہ وہ ہمارے کھیتوں اور مال سے بھاگ کر آئے ہیں آپ انکو ہمیں واپس دے دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ پھر حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تمہیں قتل کرے گا

[1] رحبہ کوفہ کا ہی نام ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ کیا میں ہوں فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا نہیں۔ لیکن وہ شخص ہے جو جوتے سیتا ہے اور حضرت نے علی کو جوتا سینے کے لئے دیا تھا وہ حضرت کے جوتا سی رہے تھے

جناب امیر کے دل کو خدا تعالیٰ کا ہدایت کرنا اور زبان کو ثابت رکھنا

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وانا شاب حدیث السن فقلت یارسول اللہ انت تبعثنی الی قوم یکون بینہم احداث وانا شاب حدیث السن قال ان اللہ سیہدی قلبک ویثبت لسانک قال فما شککت فی قضیۃ بین اثنین (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ابھی نوجوان چھوٹی عمر کا تھا کہ حضرت نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم میں بھیجتے ہیں ان میں واقعات پیدا ہوں گے میں ابھی نوجوان کم عمر ہوں قضا کی باریکیوں کو نہیں جانتا۔ حضرت نے فرمایا پروردگار تیرے دل کو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جناب امیر کہتے ہیں کہ تب سے مجھے دو آدمیوں کے قضیہ فیصل کرنے میں کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃ قال یارسول اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذہب بہا انا وتذہب بہا انت قال فان کان لابد فاذہب بہا انا قال انطلق فان اللہ یسدد لسانک ویہدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ برات دے کر بھیجنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب۔ حضرت نے فرمایا مجھے یہ سورہ لے کر جانا پڑے گا یا تمہیں اس کے سوا چارہ نہیں۔ میں نے عرض کیا جب کہ ایسی ناچاری ہے تو جانے کے لئے حاضر ہوں فرمایا جاؤ خدا تمہاری زبان کو درست رکھے گا۔ اور دل کو ہدایت کرے گا پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے منہ پہ رکھا۔

جناب امیر کا بمنزلہ کعبہ کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی ہذہ الامۃ کمثل الکعبۃ النظر الیہا عبادۃ والحج الیہا فریضۃ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ علی مثل کعبہ کے ہے اور اس کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اس کا حج فرض ہے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تأتی فان اتاک ہؤلاء القوم فسلموک ہذا الامر فاقبل منہم وان لم یاتوک فلا تاتہم حتی یاتوک (اخرج الدیلمی فی فردوس الاخبار واخرجہ ابن الاثیر عن علی فی اسد الغابہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہئے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جائے۔ اگر یہ قوم تیرے پاس آکر امر خلافت کو تیرے سپرد کردیں تو ان سے قبول کر لو اور اگر نہ آئیں تو ان کے پاس مت جائیو۔ یہاں تک کہ خود وہ تیرے پاس آئیں۔

جناب امیرؑ کا مثل قل ہو اللہ کے ہونا

عن حذیفة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی الناس مثل قل ھو اللہ فی القرآن (اخرجہ الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسے کہ قل ہو اللہ قرآن میں۔

جناب امیرؑ کا لوگوں کے لئے باب حطہ ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب حطة من دخله کان مومنا ومن خرج کان کافراً (اخرجہ الدارقطنی)، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی باب حطہ ہے (یعنی گناہوں کے کفارہ کا دروازہ ہے) جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

جناب امیرؑ کی ایک ضرب کا تمام امت کے اعمال سے افضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبارزة علی ابن ابیطالب لعمرو بن عبد ود یوم الخندق ضربة علی افضل من عمل امتی الی یوم القیمة اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن عمرو بن عبدود کے ساتھ جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے کی نسبت فرمایا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب افضل ہے۔

(۲) عن بہز بن حکیم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خندق لمبارزة علی لعمرو بن عبد ود افضل اعمال امتی الی یوم القیمة (اخرجہ الحاکم) بہز بن حکیم اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کریں گے افضل ہے۔

جنگ میں جناب امیرؑ کے چپ و راست میں جبرائیل و میکائیل کا ہونا

(۱) عن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لاعطین الرایة لرجل یحب اللہ ورسوله ویحبه اللہ ورسوله کرار غیر فرار یفتح اللہ علیه جبریل عن یمینه ومیکائیل عن یساره فبات الناس متشوقین فلما اصبح قال این علی قالوا یا رسول اللہ ما یبصر قال ائتونی به فلما اتی به فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی فدنا منه فتفل فی عینه ومسحهما بیده فقام علی من بین یدیه کانه لم یرمد (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے روز آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ وہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں۔ خدا اس کو فتح دے گا جبرائیل اس کے دہنے اور میکائیل اس کے بائیں ہوگا۔ لوگ اسکو مشتاق میں سوئے جب صبح ہوئی حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ۔ وہ حضرت کے پاس گئے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کو چھوا علی اٹھ کر کھڑے ہو گئے گویا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہی نہ تھیں۔

(۲) عن عمرو بن حبشی انہ قال حین قتل علی خطبنا الحسن فقال لقد فارقکم رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ وجبریل عن یمینہ ومیکائیل عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجہ احمد والنسائی والدولابی وابن جریر فی تاریخہ) عمرو بن حبشی ناقل ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب حسن علیہ السلام ہم کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا آج تم سے ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ اس سے نہ پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے ساتھ روانہ فرماتے تو جبرئیل ان کے داہنے ہاتھ کی طرف اور میکائیل ان کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے۔ اور وہ فتح کے بغیر نہیں لوٹتے تھے۔

(۳) عن عثمان بن عبد اللہ القرشی قال قال علی فی اثناء خطبۃ خطبہا یوم بویع عثمان المہاجرین والانصار انشدکم اللہ ہل تعلمون انی کنت اذا قاتلت عن یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتلت الملائکۃ عن شمالہ قالوا اللہم نعم (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) عثمان بن عبد اللہ القرشی ناقل ہیں جس روز عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اس روز جناب علی نے خطبہ کے درمیان مہاجرین اور انصار سے بیان فرمایا آیا تمہیں معلوم ہے کہ جب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ کھڑا ہو کر جنگ کیا کرتا تھا تو فرشتے حضرت کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے سب نے کہا خدا گواہ ہے ہاں ہے

جناب امیر کا کسی جنگ سے بغیر فتح کے نہ پھرنا

عن الحسن انہ قال حین قتل علی قتلتم واللہ رجلا فی لیلۃ نزل فیہا القرآن وفیہا رفع عیسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فتی موسی واللہ ما سبقہ احد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ وجبریل عن یمینہ ومیکائیل عن شمالہ لا ینثنی حتی یفتح علیہ (اخرجہ الدولابی) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا واللہ تم نے ایک ایسے آدمی کو ایسی رات میں قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس میں جناب عیسی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور جس میں جناب موسی علیہ السلام کا نوجوان یوشع بن نون مارا گیا تھا کوئی اس پر سبقت نہیں لے گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے جبرئیل اس کے داہنی طرف اور میکائیل اس کی بائیں طرف ہوا کرتے تھے۔ اور بغیر فتح کے واپس نہیں آتا تھا۔

جناب امیرؑ کا دنیا و آخرت میں حضرتؐ کا علمدار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسریٰ فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الحضرمی والخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور علم ان کے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا اور آخرت میں میرا علمبردار ہے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتواریني فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دوگے اور ہمارے قرض کو ادا کروگے اور ہم کو قبر میں رکھوگے اور جو امر کہ ہمارے ذمہ ہے اس کو پورا کروگے اور تم دنیا و آخرت میں ہمارے علمبردار ہو۔

حضرت امیرؑ کا کل غزوات میں تبوک کے سوا حضورؐ کا علمدار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ہو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وہو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وہو الذی غسلہ وادخلہ فی القبر (اخرجہ الترمذی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہر ایک غزوہ میں ان کے پاس تھا اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن ثعلبۃ بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادۃ صاحب رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المواطن کلہا فاذا کان وقت القتال اخذہا علی (اخرجہ ابن ناصر الجوزی فی اسد الغابۃ) ثعلبہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علیؑ علم کو اٹھا لیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر والمشاہد کلہا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

خیبر کے روز آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو علم دینا

اخرج احمد والبخاری والمسلم عن سہل بن سعد واحمد والنسائی والبزار (عن ابن عباس) والطبرانی (عن علی وابن عمر) والنسائی وابو حاتم (عن ابی ہریرۃ) والبخاری والمسلم وابو حاتم (عن سلمۃ بن الاکوع) والنسائی والطبرانی (عن عمران بن حصین وابی لیلی) واحمد والنسائی (عن ہبیرۃ بن مریم) و احمد والنسائی والترمذی (عن سعد) واحمد (عن ابی سعید الخدری) وابن اسحاق (عن سلمۃ) والنسائی عن عبد اللہ بن بریدۃ) باختلاف لیا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علیہ یحب اللہ ورسولہ فبات الناس یدوکون لیلتہم ایہم یعطاہا فلما اصبح فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یرجوا ان یعطاہا فقال این علی بن ابی طالب فقال ہو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی عینیہ ودعا لہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ ففتح اللہ علی یدیہ۔ امام احمد اور بخاری اور مسلم نے (سہل بن سعد سے) اور احمد و نسائی اور بزار نے (ابن عباس سے) اور طبرانی نے (جناب امیرؑ اور ابن عمر سے) اور نسائی اور ابو حاتم نے (ابو ہریرہ) سے اور بخاری اور مسلم اور ابو حاتم نے (سلمہ بن الاکوع سے) و نسائی اور طبرانی نے (عمران بن حصین اور ابو لیلی) سے اور احمد اور نسائی نے ہبیرہ بن مریم سے اور احمد و نسائی اور ترمذی نے (سعد) سے اور احمد نے (ابو سعید خدری) سے اور ابن اسحاق نے (سلمہ) سے خیبر کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم ایسے شخص کو علم دیں گے کہ اللہ تعالے اس کے ہاتھ سے فتح دے گا۔ اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ تمام لوگ رات یہ خیال کرتے رہے کہ دیکھئے علم کس کو عطا ہوتا ہے۔ صبح لوگ حضرت کے پاس گئے۔ ایک شخص علم کے عطا ہونے کا امیدوار تھا۔ حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا ان کے پاس آدمی بھیجو۔ پس وہ آ گئے حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور ان کے لیے دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے۔ کہ گویا ان کی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں۔ پھر آپ نے علم ان کے سپرد کیا۔

(۲) عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ قال فبات الناس یدوکون لیلتہم ایہم یعطاہا فقال این علی بن ابی طالب قالوا یشتکی عینیہ یا رسول اللہ قال فارسلوا الیہ فلما جاء بصق فی عینیہ ودعا لہ فبرأ حتی لم یکن بہ وجع واعطاہ الرایۃ فقال علی اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم الی الاسلام واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من ان یکون لک حمر النعم۔ اخرجہ احمد والبخاری والمسلم باختلاف بعض الفاظ) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دیں گے کہ اللہ

کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ رات بھر لوگ فکر کرتے رہے کہ کس کو دیا جائے گا پس حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کے لیے آدمی بھیجو۔ جب وہ آئے تو حضرت نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لیے دعا خیر کی۔ وہ اچھے ہو گئے گویا ان کو درد نہیں تھا آپ نے ان کو علم دیا۔ علیؑ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ان سے جنگ کروں جب تک کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں جا پہنچو۔ اور جو کچھ کہ خدا کا حق واجب ہے اس سے انہیں خبردار کر دو۔ اللہ اگر تیری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لادفعن الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فتطاول القوم فقال این علی فقالوا یشتکی عینیہ فدعاہ فبزق فی یدہ ومسح فی عینیہ ثم دفع الیہ الرایۃ ففتح اللہ علیہ (اخرجہ النسائی وابوحاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں پس قوم نے ہاتھ بڑھائے حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں حضرت نے ان کو بلوایا اپنے ہاتھوں پر لعاب دہن ملکر علی کی آنکھ کو لگایا پھر ان کو علم دیا۔ اللہ نے انہیں فتح عطا کی۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ قال عمر رضی اللہ عنہ فما احببت الامارۃ الا یومئذ فتشارفت فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فاعطاہ ایاہا وقال امش ولا تلتفت فسار علی فوقف ولم یلتفت فصرخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی ما اقاتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتلہم حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فاذا فعلوا ذلک فقد منعوا دماءہم واموالہم الا بحقہا وحسابہم علی اللہ عزوجل (اخرجہ النسائی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح دے گا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس روز کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی میں نے نگاہ بھر کر دیکھا پس حضرت نے علی کو بلوایا اور علم ان کو دے دیا اور فرمایا جاؤ اور مت لوٹو علی تھوڑی دور جا کر ٹھہر گئے مگر پیچھے نہیں دیکھا حضرت کو آواز بلند کر کے کہنے لگے یا رسول اللہ میں کس بات پر ان سے جنگ کروں حضرت نے فرمایا ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر گواہی دیں جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون و مال بچا لیا مگر حق کو اور خدا پر حساب ان کا باقی رہے گا۔

(۴) عن سلمۃ بن الاکوع قال خرجنا الی خیبر وکان عمی عامر یرتجز بالقوم وہو یقول واللہ لولا اللہ ما اہتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا ونحن عن فضلک ما استغنینا فثبت الاقدام ان لاقینا وانزلن السکینۃ علینا۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا فقالوا عامر فقال غفر اللہ لک یا عامر وما استغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل خصہ الا استشہد قال عمر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ

لو ما لقينا ثبت الاقدام ان لاقینا × فلما قدمنا خیبر خرج مرحب یخطر بسیفه وهو مدکہ ويقول وهو يقول سه
قد علمت خیبر انی مرحب × شاکی السلاح بطل مجرب × فنزل عامر . فقال سه قد علمت خیبر انی
عامر × شاکی السلاح بطل مغامر × فاختلفا ضربتين فوقع سيف مرحب فی ترس عامر فذهب يسفل
له فوقع سيفه على نفسه فقطع اكحله فكان فيها نفسه واذا نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقولون بطل عمل عامر قتل نفسه فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا ابكي فقلت يا رسول
الله بطل عمل عامر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال قلت ناس من اصحابك فقال بل له اجره
مرتين ثم ارسلني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى علي فاتيته وهو ارمد فقال لاعطين الراية
اليوم رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله فجئت به اقوده وهو ارمد حتى اتيت بالنبي صلى
الله عليه وسلم فبصق في عينيه فبرء واعطاه الراية وخرج مرحب فقال قد علمت خیبر انی مرحب شاکی
السلاح بطل مجرب × اذا الليوث اقبلت تلهب × واحجمت عن صولته المجرب وخلت حماى ابدا
لا تقرب طعن احيانا وحينا اضرب × ان اغلب الدهر فاني اغلب والقرن عندي بالدماء مخضب
فقال علي سه انا الذي سمتني امي حيدره × كليث غابات كريه المنظره × ضرغام آجام وليث قسوره ×
عبل الذراعين شديد القصره × اكيلكم بالسيف كيل السندره × اضربكم ضربا يبين الفقره .
واترك القرن بقاع جزره × اضرب بالسيف رقاب الكفره × ضرب غلام ماجد ذا خرورة ×
من يترك الحق يقوم صغره × اقتل منهم سبعة او عشرة × فكلهم اهل فسوق فجرة × قال
فضربه فقطع راس مرحب فقتله فكان الفتح على يدي علي ابن ابي طالب (اخرجه ابو حاتم)
سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کو جانے لگے کہ میرا چچا عامر قوم میں رجز کہہ رہا تھا ۔ اگر ہم
کو خدا ہدایت نہ کرتا تو ہم صدقہ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں ہیں جب ہم
دشمنوں سے ملیں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور تو ہم پر تسلی نازل کر ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ کون ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا یہ عامر ہے ۔ حضرت نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے بخشے حضرت کبھی کسی کو
خصوصیت سے دعا نہیں دیتے تھے مگر وہ شہید نہ ہو جاتا تھا ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ عامر
کے ساتھ ہمیں بھی دعا میں شریک کرتے تو کیا اچھا ہوتا جب ہم خیبر میں پہنچے مرحب نکلا اپنی تلوار چھالنے
لگا وہ ان کا بادشاہ تھا ۔ اور یہ رجز کہہ رہا تھا خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں ۔ تیز ہتھیار اور جالا بہادر تجربہ کار
ہوں ۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لیے گئے اور یہ رجز کہنے لگے ۔ خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ۔ تیز
ہتھیار والا بہادر ہلاکت کی جگہ گھسنے والا ہوں ۔ دونوں نے وار کئے مرحب کی چوٹ عامر کے گھوڑے کو لگی ۔
وہ ان کو گرانے لگا ان کی اپنی تلوار ان کو لگ گئی جس سے ان کی شاہ رگ کٹ گئی ۔ ابھی ان میں سانس باقی تھے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ انہوں نے خود اپنے کو
ہلاک کیا ہے میں روتا ہوا حضرت کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے حضرت
فرمانے لگے کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے اصحاب آپ نے ارشاد فرمایا بلکہ اس کے لیے دو دفعہ کی ثواب کا اجر ہے

پھر حضرت نے مجھے علی علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں حضرت کے پاس لایا۔ ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ البتہ آج ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ میں ان کو لے کر آیا وہ آشوبِ چشم رکھتے تھے یہاں تک کہ میں ان کو اپنے ہمراہ حضرت کے پاس لے کر آیا۔ حضرت نے اپنا لعابِ دہن ان کی آنکھوں میں لگایا وہ اچھے ہو گئے۔ حضرت نے ان کو عَلم دیا۔ مرحب نکل کر رجز کہنے لگا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں تیز ہتھیاروں والا بہادر تجربہ کار ہوں۔ جب شیر معرکہ میں ڈراتے ہیں۔ آگ کے شعلے مارتے ہیں۔ اور ہٹ جاتے ہیں۔ حملہ سے مرحب کے حاجب ہے بادشاہ کا۔ ظاہر ہے کہ خلاف کی جنگ میں کوئی نزدیک نہیں کھٹکتا۔ کبھی میں نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار لگاتا ہوں۔ اگر زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو میں بھی غالب تر ہوں۔ اور ہمسر میرے نزدیک خون رنگا ہوا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ جیسے جنگل کا شیر ڈراؤنی صورت والا۔ شجاعت کے جنگل کا شیر اور درندہ شیر قوی بازو اور سخت گردن والا ہوں تلوار کے بڑے پیمانہ سے تمہیں ناپتا ہوں۔ تم کو ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کے مہرے ایک ایک الگ ہو جاویں گے۔ میں سخت زمین میں نیزے کو گاڑتا ہوں۔ تلوار سے کافر کی گردن مارتا ہوں۔ نوجوان قوم کے تجربہ کار زور مند کی ضرب ہے۔ اس شخص کے لیے جو حق کو چھوڑ کر ذلت کو قائم کرتا ہے۔ میں ان میں سے سات یا دس آدمی قتل کروں گا۔ کہ سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے مرحب پر ایک ایسا وار کیا کہ مرحب کا سر کٹ کر گر گیا۔ اور فتح جناب امیرؑ کے ہاتھ رہی۔

(۵) عن عبد اللہ بن بریدۃ الاسلمی عن ابیہ قال لما کان یوم خیبر اخذ ابوبکر اللواء فلما کان من الغد اخذہ عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لادفعن لوائی الی رجل لم یرجع حتی یفتح اللہ علیہ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الغداۃ ثم دعا باللواء فدعا علیا وھو یشتکی عینیہ فمسحہما ثم دفع الیہ اللواء ففتح (اسد الغابہ) عبد اللہ ابن بریدۃ الاسلمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خیبر کے دن حضرت ابوبکرؓ علم لے کر گئے۔ پھر دوسرے روز حضرت عمرؓ علم لے کر گئے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں اپنا علم ایک ایسے شخص کو دوں گا جو بغیر فتح کے نہ لوٹے گا۔ پھر حضرت نے اشراق کی نماز پڑھی۔ اور علم منگایا اور علیؑ کو بلوایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں حضرت نے ان پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ پھر جناب علی علیہ السلام کو علم دیا اور خیبر انہوں نے فتح کیا۔

(۶) عن عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ عن ابیہ قال لعلی وکان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی الملاء وتخرج فی الحر فی الحشو والثوب الغلیظ قال اولم تکن معنا بخیبر قال قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث عمرا وعقد لہ اللواء فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحب اللہ ورسولہ کرار لیس بفرار ارسل الی فاتانا رمد فقلت انی ارمد فتفل فی عینی وقال اللھم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذلک ولا بردا (اخرج احمد والنسائی) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے ناقل

ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمرکاب تھے جناب امیر سے کہنے لگے کہ لوگ آپ کی بات کو بُرا جانتے ہیں کہ آپ جاڑے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور موٹا کپڑا پہنتے ہیں جناب امیرؑ فرمانے لگے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم ان کے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم ان کے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آ گئے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے مجھے آدمی بھیج کر بلوایا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آپ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار گرمی اور سردی کی ایذا سے اسے بچا لیو پس مجھے اس کے بعد گرمی نے ستایا اور نہ سردی نے۔

۵) عن ابی بریدة قال حاصرنا خیبر فاخذ اللواء ابوبکر فلم یفتح له ثم اخذه عمر من الغد فانصرف فلم یفتح له واصاب الناس یومئذ شدة وجهد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی دافع لوائی غدا الی رجل یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله لا یرجع حتی یفتح الله له فبتنا طیبة انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی صلوة الغداة ثم قام قائما ودعا باللواء والناس علی مصافهم فما منا انسان له منزلة عند رسول الله صلی الله علیه وسلم الا وهو یرجو ان یکون صاحب اللواء فدعا علی ابن ابی طالب وهو ارمد فتفل فی عینیه ومسح عنه ودفع الیه اللواء وفتح الله علیه وقال انا فیمن تطاول لها (اخرجه احمد والنسائی والبزار وابن جریر الطبری)

ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی۔ اس روز لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں وہ بغیر فتح کے نہیں لوٹے گا ہم رات کو خوشدل ہو کر سو گئے کہ کل فتح ہوگی۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ اشراق کی نماز پڑھ کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور علم طلب کیا لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ ہم میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی کچھ بھی حضرتؐ کے پاس منزلت تھی کہ وہ صاحب علم ہونے کی آرزو رکھتا ہو۔ پس حضرتؐ نے علی بن ابی طالب کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا حضرتؐ نے ہاتھ پھیرا اور علم ان کے سپرد فرمایا اور اللہ تعالٰی نے انہیں فتح دی۔ ابو بریدہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے علم کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

۶) عن بریدة الاسلمی قال لما کان یوم خیبر نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم بحضرة اهل خیبر فاعطی عمر اللواء فنهض معه من نهض من الناس فلقوا اهل خیبر فانکشف عمر واصحابه فرجعوا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاعطین اللواء غدا رجلا یحب الله ورسوله فلما کان الغد تبادر ابوبکر فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا وهو ارمد فتفل فی عینیه واعطاه اللواء ونهض معه من الناس من نهض فلقوا اهل خیبر واذا مرحب یرتجز

وھو یقول سہ قد علمت خیبر انی مرحب الخ فاختلف ھو وعلی ضربتین فضربہ علی علی ھامتہ حتی
عض منہا البیض وانتہی الی راسہ وسمع اھل العسکر صوت ضربتہ فما استتم حتی سار الناس مع علی
حتی فتح اللہ علیہ (اخرجہ احمد والنسائی) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خیبر کا روز آیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کے سامنے جا اترے حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ کو علم دیا ان کے ساتھ
جن لوگوں نے اٹھنا تھا وہ اٹھے۔ پس اہل خیبر کے آنے پر حضرت عمرؓ اور ان کے دوست پراگندہ ہو کر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول
سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب دوسرا روز ہوا حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ بڑھے حضرت نے جناب علیؓ کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر علم ان کو دے دیا۔ اور جس نے ان کے ساتھ اٹھنا تھا اٹھ کھڑا
ہوا پس اہل خیبر آملے۔ مرحب رجز کہہ رہا تھا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں نکلے اور جناب علیؓ کے درمیان
وار چلے جناب امیرؓ نے اس کے سر پر تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر اس کے سر میں بیٹھ گئی تمام اہل لشکر نے جناب امیرؓ کی
ضرب کی آواز کو سنا ابھی آپ کی ضرب پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جناب امیرؓ کو فتح دی

(۹) عن عمران بن حصین قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ فدعا علیا وھو ارمد ففتح اللہ علی یدیہ (اخرجہ النسائی) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اس کے
رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول بھی اسے پیار کرتے ہیں پھر آپ نے علیؓ کو بلوایا وہ آشوب چشم سے تھے اللہ نے ان کو فتح دی

(۱۰) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ وھزھا ثم قال من یاخذھا
بحقہا فجاء فلان فقال امض علی رسلک ثم قال والذی کرم وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین
ھذہ الرایۃ رجلا لیفتح اللہ علی یدہ فدعا علیا فاعطاہ ففتح اللہ علیہ خیبر وفدک (اخرجہ احمد فی المناقب
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم پکڑ کر ہلایا پھر ارشاد کیا کون
ہے جو اس علم کو لیتا ہے اس کے حق کے ساتھ پس فلاں شخص آیا اور کہنے لگا میں۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے راستے
پر چلا جا۔ پھر ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو مکرم کیا ہم یہ علم ایک ایسے
آدمی کو دیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فتح دے گا پس علیؓ کو بلایا اور علم ان کو دیا اللہ تعالیٰ نے خیبر اور فدک پر ان کو فتح دی۔

(۱۱) عن سلمۃ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر الصدیق بالرایۃ الی بعض حصون خیبر
فقاتل ولم یکن فتح لہ وقد جہد ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم رجع ولم یکن لہ فتح وقد جہد
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی
یدیہ کرارا لیس بفرار فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وھو ارمد فتفل فی عینیہ قال خذ ھذہ الرایۃ
فامض بہا حتی یفتح اللہ علیک وقال فخرج واللہ بہا یھرول ھرولۃ وانا خلفہ اتبع اثرہ حتی رکز رایتہ فی
رضیم من حجارۃ تحت الحصن فاطلع علیہ یہودی من راس الحصن فقال من انت فقال انا علی ابن

ابی طالب قال واللہ قد علوتم ثم ما نزل علی موسیٰ بافک نزل ثم اجسم حتی فتح اللہ علیٰ یدیہ (اخرجہ ابن اسحاق)
سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ جاکر وہاں لڑے باوجودیکہ انہوں نے نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ بھی وہاں جاکر لڑے نہایت کوشش کی فتح نہ ہونے پائی وہ بھی واپس آگئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ہم علم ایک ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ سے فتح ہوگی۔ وہ حملہ کرنیوالا ہے بھاگنے والا نہیں پس حضرت علی کو بلوایا آشوب چشم تھا۔ حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اس علم کو لے کر جاؤ۔ وہ علم لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں فتح دی سلمہ کہتے ہیں واللہ وہ علم لے کر دوڑتے ہوئے نکلے میں ان کے پیچھے پیچھے جارہا تھا۔ انہوں نے اپنا علم سخت پتھریلی زمین میں قلعہ کے نیچے گاڑ دیا۔ قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے جھانک کر کہا کہ تو کون ہے جناب امیر نے جواب دیا میں علی بن ابیطالب ہوں یہ کہنے لگا واللہ تم غالب آگئے موسیٰ علیہ السلام پر جو بات نازل نہیں ہوا سلمہ کہتے ہیں پس امیر فتح کے ہوتے تک واپس نہ ہوئے۔

(۱۱) عن علی ما رمدت عینی منذ مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجھی وتفل عینی یوم خیبر حین اعطانی الرایۃ (اخرجہ احمد وابو یعلی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علم عطا کیا اور میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تب سے میری آنکھیں نہیں دکھتیں۔

(۱۲) عن عمرو بن میمون قال انی لجالس عند ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رھط فقالوا اما ان تقوم معنا واما ان تخلونا بھولاء وھو یومئذ صحیح قبل ان یعمیٰ قال انا اقوم معکم فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء ینفض ثوبہ ویقول اف وتف یقعون فی رجل لہ عشر وقعوا فی رجل قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا لا یخزیہ اللہ ابدا فاستشرف من استشرف فقال این علی قالوا ھو فی الرحل یطحن قال وما کان احد کم لیطحن من قبلہ فدعاہ وھو ارمد ما کان ان یبصر فنفث فی عینیہ ثم ھز الرایۃ ثلاثا فدفعھا الیہ (اخرجہ احمد والنسائی وابن جریر) عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ایک روز عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند آدمی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو یا ان تخلیہ میں بات کرنے کی اجازت دو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے ان کی آنکھیں نہیں گئی تھیں ابن عباس کہنے لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد ہی کے ان کے ساتھ چلے کچھ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کر آئے تو میں نے دیکھا کہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور اف اف اور تف ان لوگوں پر کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو بُرا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باب میں فرمایا ہے کہ میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے پس جس نے اس کی طرف جھانکا تھا جھانکا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہے لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پیس رہے ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیستا تھا پس حضرت نے ان کو بلوایا۔ ان کی آنکھوں میں آشوب تھا وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت نے اپنا لعاب دہن

نکی آنکھوں پر لگایا بعد اس کے علم کو تین دفعہ جنبش دیکر ان کو دے دیا ٭

(١٤) عن هبيرة بن مريم قال خرج الينا الحسن بن علي عليه السلام و عليه عمامة سوداء حين قتل علي فقال لقد كان فيكم بالامس رجل ما سبقه الاولون ولا يدركه الآخرون وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاعطين الراية غدا رجلا يحب الله و رسوله ويحبه الله و رسوله ويقاتل جبرئيل عن يمينه وميكائيل عن يساره ثم قال لا يرد الراية حتى يفتح الله عليه (اخرجه النسائی) ہبیرہ بن مریم ناقل ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے حسن علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا فرمانے لگے کل کے دن تم لوگوں میں ایک شخص موجود تھا جس پر نہ تو پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے تحقیق جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کل ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے جبرئیل اس کے داہنے طرف اور میکائیل اس کے بائیں طرف لڑائی میں ہوتا ہے پھر ارشاد فرمایا جب تک فتح نہ ہو وہ علم واپس نہیں دیگا ٭

(١٥) عن سعد قال كنت جالسا فتنقصوا علي ابن ابي طالب فقلت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له خصال ثلاث لان يكون لي واحدة منهن احب الي من حمر النعم سمعته يقول انه مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي وسمعته يقول لاعطين الراية غدا رجلا يحب الله و رسوله و سمعته يقول من كنت مولاه فعلي مولاه (اخرجه النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ جناب امیر کے حق میں بری باتیں کر رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں تین باتیں ہیں، اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹوں سے بہتر تھی میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ کل ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں، اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ٭

(١٦) عن سعد ان معاوية امره فقال ما يمنعك ان تسب ابا تراب فقال اما ذكرت ثلثا قالهن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه في بعض مغازيه فقال له علي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم خلفتني مع النساء والصبيان فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدي وسمعته يقول يوم خيبر لاعطين الراية غدا رجلا يفتح الله عليه يحب الله و رسوله ويحبه الله و رسوله قال فتطاولنا فقال ادعوا لي عليا فاتي به ارمد فبصق في عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه لما نزلت هذه الآية ندع ابنائنا وابنائكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد والمسلم والترمذي والنسائي) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معاویہ نے یہ کہا کہ تم ابو تراب پر سب کیوں نہیں کہتے وہ کہنے لگے کہ میں نے ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپ نے علی کو اپنے بعض غزوات میں ساتھ لے جانے سے چھوڑ دیا جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے لیے خلیفہ بنائے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور میں نے خیبر کے روز سنا ہے کہ حضرت نے فرمایا البتہ کل ہم علم ایسے آدمی کو دیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر فتح

دیگا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو پیار کرتے ہیں پس ہم نے ہاتھ بڑھایا اور حضرتؐ نے فرمایا علی کو میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ آنکھوں کے آشوب سے حضرتؐ کے پاس آئے۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں کو لگایا اور ان کو علم دیا اللہ نے انہیں فتح دی اور جب مباہلہ کی آیت نازل ہوئی حضرتؐ نے علیؑ اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۷) عن سہیل بن صالح عن ابیہ ان عمر بن الخطاب قال لقد اوتی علی بن ابی طالب ثلثا لان اکون اوتیتہن احب الی من ان اعطی حمر النعم جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد والرایۃ یوم خیبر والثالثۃ زوجہ ابنتہ (اخرجہ احمد) سہیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر مجھے دی جاتیں تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی مسجد میں خیبر کے روز علم کا دیا جانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا۔

(۸) عن ابی ہریرۃ ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم فسئل ما ہی قال تزوجہ ابنتہ فاطمۃ وسکناہ فی المسجد یحل لہ ما لا یحل لی والرایۃ یوم خیبر (اخرجہ ابن السمان) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے دی گئی ہوتی تو میرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا اور ان کو مسجد میں رہائش دینا ان کے لیے وہ امر جائز ہے جو مجھے نہیں (یعنی جنب کی حالت میں مسجد کے اندر جانا) اور خیبر کے روز علم دیا جانا۔

(۹) عن ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس ابوبکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ وولدت لہ وسد الابواب الا بابہ واعطاہ الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد فی المناقب) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ اور جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں ملی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا اور ان کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کرنا۔ اور خیبر کے روز ان کو علم دیا جانا۔

(۲۰) عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ؎ وکان علی ارمد العین یبتغی۔ دواء فلما لم یحس مداویا شفاہ رسول اللہ منہ بتفلۃ ✦ فبورک مرقیا وبورک راقیا ✦ وقال ساعطی الرایۃ الیوم فارسا۔ فذاک محب الرسول مواتیا ویحب الالہ والالہ یحبہ۔ فیفتح ہاتیک الحصون التوالیا۔ فخص بہا دون البریۃ کلہا علیا وسماہ الوصی المواخیا (عینی شرح البخاری) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں علی کو آشوب چشم تھا اور دوا تلاش کرتے تھے پس جب کوئی دوا کرنے والا نہ پایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لعاب دہن سے شفا دی۔ اور مبارک تھا افسوں کیا گیا ہوا۔ اور مبارک تھا افسوں کرنے والا اور فرمایا میں ابھی آج کے دن علم اس شخص کو دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے۔ وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے پس وہ فتح کریگا یہاں سب قلعوں کو جو لگاتار ہیں پس

مخصوص کیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت لے سوا علی کو۔ اور ان کا نام وصی یا اخی رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ میں بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر ببراءة حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا فاخذها منه ثم سار بها فوجد ابوبکر فی نفسه فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی (اخرجه النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علیؑ کو ان کے پیچھے روانہ کیا وہ ان سے سورہ برات لے کر چلے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ملال گذرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھ سے کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ میں یا وہ آدمی جو میرا ہو۔

(۲) عن انس قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببراءة مع ابی بکر ثم دعاه فقال لا ینبغی ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیا واعطاه ایاها (اخرجه النسائی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ بھیجا پھر ان کو بلا لیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سورہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

(۳) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ببراءة الی اهل مکة مع ابی بکر ثم اتبعه بعلی فقال له خذ هذا الکتاب فامض به الی اهل مکة فلحقه واخذ الکتاب منه قال فانصرف ابوبکر وهو کئیب قال یا رسول اللہ انزل فی شیئ قال لا الا انی امرت ان ابلغه انا او رجل من اهل بیتی (اخرجه النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا پھر علیؑ کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لے وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے۔ اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں یہ سورہ کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچائے۔

(۴) عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر بسورة التوبة وبعث علیا خلفه فاخذها منه وقال لا یذهب بها الا رجل من اهل بیتی هو منی وانا منه (اخرجه احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر روانہ کیا ان کے پیچھے علیؑ کو روانہ کیا۔ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورہ کو لے لیا۔ حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لے جا سکتا۔ مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہو وہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

(۵) عن ابی سعید الخدری وابی هریرة رضی اللہ عنهما قالا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنه ببراءة فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقة علی فعرفه فاتاه فقال ما شأنی قال خیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراءة فلما رجعنا انطلق ابوبکر رضی اللہ عنه الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما لی قال خیر انت صاحبی فی الغار وانه لا یبلغ عنی غیری او رجل منی یعنی علیا (اخرجه احمد والنسائی)

ابو سعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برأت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جب وہ ضجنان تک پہنچے تو جناب علی علیہ السلام کے ناقہ کی آواز کو سنا۔ حضرت علی کو پہچان کر ان کے قریب گئے۔ اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے حضرت نے مجھے سورہ برأت پہنچانے کے واسطے حکم دیا ہے۔ پس جب ہم لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو سوا اس کے کوئی بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا اس کو کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا تھا۔

(۲) عن علی قال لما نزلت عشر آیات من براءة على النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بہا لیقرأھا علی اھل مکۃ ثم دعانی فقال لی ادرک ابابکر فحیث ما لقیتہ فخذ الکتاب فاذھب بہ الی اھل مکۃ فاقرأہ علیھم فلحقتہ بالجحفۃ فاخذت الکتاب منہ ورجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ انزل فی شیٔ قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لا یؤدی عنک الا انت اور جل منک (اخرجہ احمد و النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برأت کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ سورۃ دے کر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا کہ وہ جاکر سورہ برأت ان کو سنائیں پھر حضرت نے مجھے بلا کر ارشاد کیا کہ جاؤ ابوبکر جہاں پر ہوں ان سے کاغذ لے کر مکہ والوں کو تم جاکر یہ سورت سناؤ۔ پس ان سے جحفہ میں جا ملا اور ان سے خط لے لیا۔ ابوبکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے لیے کوئی حکم نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبرئیل علیہ السلام نے آکر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا مگر یا تو آپ خود یا وہ جو آپ سے ہو۔

(۳) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعث ببراءۃ قال انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بد لی ان اذھب بھا انا او تذھب بھا انت قال فان کان ولابد فاذھب انا قال انطلق فان اللہ یثبت لسانک ویھدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سورہ برأت کیساتھ روانہ کیا میں نے عرض کیا کہ نہ تو میں زبان آور ہوں نہ مقرر۔ فرمایا بجز اس کے چارہ نہیں اس سورت کو یا میں لے جاؤں یا تم لے جاؤ۔ علی نے عرض کیا جبکہ چارہ ہی نہیں تو میں ہی لے جاتا ہوں حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان سیدھی کریگا۔ اور تمہارے دل کو ہدایت کریگا۔ پھر حضرت نے اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھا۔

(تنبیہ) قال الزھری رحمۃ اللہ علیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا لم یبلغ براءۃ لانہ لان عادۃ العرب ان لا یتولی العھود والمواثیق الا سید القوم او رئیسہ او رجل من اھل بیتہ یقوم مقامہ کاخ او ابن عم فاجراھم علی عادتھم (ذکرہ فی الامۃ وریاض النضرۃ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برأت کو اس لئے جناب امیر کو بھیجا کیونکہ عرب کی عادت ہے کہ وہ عہد و مواثیق قبیلے کے سردار یا اس کے عزیز یا اس کے گھر کے آدمی کے سوا جو ان کا قائم مقام ہو بھائی ہو یا ابن عم کسی سے نہیں کرتے تھے پس حضرت نے بھی ان کی عادت کے موافق اپنے ابن عم کو بھیجا۔

آنحضرت نے فرمایا مجھ سے کوئی نہیں ادا کرسکتا مگر خود میں یا علی

(۱) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا

ادوعنی (اخرجہ احمد والترمذی والنسائی والبغوی وابن ابی عاصم وابن قانع والضیا والباوردی والطبرانی وابن ماجہ عن ابی قتیبة ابی حفظ الدمشقی) حبشی بن جنادہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے اور میں اس کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا۔ مگر خود میں یا علی علیہ السلام ؟

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ ولا یودی عنی الا انا او علی (اخرجہ الدیلمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا سکتا۔ مگر خود میں یا علیؑ ؟

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کی طرف سے امانتوں کا ادا کرنا

عن ابی رافع فی ہجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وخلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علیا یخرج الیہ باھلہ وامرہ ان یودی عنہ امانة ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یوتمن علیہ من مالہ فادی الیہ امانتہ کلہا (اخرجہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مبارک کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے ان کو یعنی علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے ساتھ چلے آئیں اور پھر کہا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرتؐ کے پاس رکھی ہوئی تھیں ان کو ان کے مالکوں کو سب ادا کر آئے ؟

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے قرضوں کو ادا کرنا

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقضی دینی (اخرجہ البزاز) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا ؟

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرة (اخرجہ الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم ہی مجھ کو غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور میرے ذمہ کو پورا کرو گے اور تم دنیا اور آخرت میں میرے علم دار ہو ؟

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ینجز عداتی ویقضی دینی (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدوں کو پورا کریگا اور میرے قرض کو ادا کریگا ؟

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے وعدوں کو پورا کرنا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ینجز وعدتی ویقضی دینی (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور میرے قرض کو ادا کرے گا ؟

(۲) عن حبشی بن جنادۃ قال کنت جالسا عند ابی بکر فقال من کان لہ عدۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقوم فقام رجل فقال یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی ثلاث حثیات من تمر فقال ارسلوا الی علی فقال یا ابا الحسن ان ھذا یزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ ثلاث حثیات من تمر فاحثھا لہ فاحثھا لہ (اخرجہ ابن السمان) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہئے کہ کھڑا ہو کر بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لپ بھر کر کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلاؤ جب وہ تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یا ابا الحسن یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اس کو دیدیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کو تین لپ بھر کر دیدیں۔

جناب امیر کا منجانب اللہ حضرت کی تائید کیلئے مخصوص ہونا

(۱) عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرایت کتابا فھمتہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ (اخرجہ الملا فی سیرتہ وقاضی عیاض فی الشفاء) ابوالحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمانوں پر میرا گذر ہوا عرش مجید کی داہنی ساق پر لکھا ہوا پایا جس کے معنی ہمیں سمجھ میں آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ان کی تائید اور نصرت کے لیے علی پیدا کئے گئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا بطائر فی فیہ لوزۃ خضراء فالقاھا فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذھا فقبلھا ثم کسرھا فاذا فی جوفھا دودۃ خضراء مکتوب فیھا بالاصفر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصرتہ بعلی (اخرجہ ابو نعیم والسمعانی وصاحب نزھۃ المجالس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں ایک طائر آیا اس کے منہ میں ایک سبز بادام تھا اس طائر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈال دیا حضرت نے اسکو لیکر چوما پھر اس کو توڑا اس کے بیچ میں سے ایک کیڑا نکلا جس پر زرد خط میں لکھا ہوا تھا نہیں ہے کوئی معبود مگر خدا تعالے اور محمد اس کے رسول ہیں اور ہم نے ان کی مدد علی کے ساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) عن ابی ھریرۃ فی قولہ تعالے ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدی ورسولی ایدتہ بعلی بن ابیطالب (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والسمعانی والسیوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ تعالے کے کہ اس نے تیری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں معبود سوا اللہ کے وہ اکیلا۔ وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں محمد میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے علی بن ابیطالب کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

جناب امیرؑ کا آنحضرتؐ کی طرف سے صلح حدیبیہ کے روز کاتب صلحنامہ ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان کاتب کتاب الصلح یوم الحدیبیۃ علی بن ابی طالب واخرجہ احمد۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے۔

(۲) عن قال عبد الرزاق قال معمر سالت عنہ الزہری فضحک وقال ہو علی ولو سالت ہؤلاء لقالوا ہو عثمان یعنی بنی امیہ (ریاض النضرۃ) عبدالرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ معمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا صلحنامہ حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے وہ ہنس کر کہنے لگے جناب علی علیہ السلام نے۔ اگر تم ان لوگوں یعنی بنی امیہ سے پوچھو گے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے۔

(۳) عن علقمۃ بن اسحاق قال قلت لعلی اتجعل بینک وبین ابن آکلۃ الاکباد حکما قال انی کنت کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حدیبیۃ فکتبت ہذا ما صالح علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سہیل ابن عمرو لو علمنا انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قاتلناہ امحہا فقلت ہو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان رغم انفک لا واللہ لا امحوہا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارنی مکانہا فاریتہ فمحاہا وقال اما ان لک مثلہا ستاتیہا مضطہد ارد (اخرجہ النسائی) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانے والی کے بیٹے (یعنی معاویہ کہ جس کی ماں ہندہ نے جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبایا تھا) کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا کہ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلح نامہ کے لکھنے پر مامور ہوا تھا میں نے لکھا کہ یہ وہ امر ہے جس پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی نہ کرتے تم اسے مٹا دو میں نے کہا خدا کی قسم یہ ضرور بالتحقیق اللہ کے رسول ہیں تیری ناک پر مٹی ڈالو گی اور واللہ میں نہیں مٹاؤں گا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مجھے بتا دو وہ کون سا مقام ہے میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا تھا حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا اور فرمایا عنقریب تیرے لیے بھی ایسا ہی ہونے والا ہے اور تو بھی مغلوب ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو مسجد قبا کے بنا رکھنے کیلئے مخصوص کرنا

(۱) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال لما سال اہل قباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبنی لہم مسجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقم بعضکم فیرکب الناقۃ فقام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرکبہا فلم تنبعث فرجع فقعد فقام عمر رضی اللہ عنہ فرکبہا فلم تنبعث فرجع فقعد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ لیقم احدکم فیرکب الناقۃ فقام علی فلما وضع رجلہ فی غرز الرکاب انبعثت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارخ زمامہا وابنوا علی مدارہا فانہا مامورۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وخلاصۃ الوفا للسمہودی وجذب القلوب للشیخ عبدالحق محدث دہلوی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبا کے رہنے والوں نے جناب رسول اللہ سے مسجد کی بنیاد

ڈال لیے گئے یہ استدعا کی آپ نے ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو گیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے مگر اونٹنی نہ اٹھی پس وہ واپس آکر بیٹھ گئے بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اونٹنی پر سوار ہوئے اونٹنی نے حرکت نہ کی وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے تب حضرت نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اس ناقہ پر سوار ہو اس مرتبہ جناب علی اٹھے اور پاؤں رکاب میں ڈالا ہی تھا کہ اونٹنی کھڑی ہوئی۔ حضرت نے فرمایا اس کی باگ چھوڑ دو یہ مامور ہے یعنی جہاں تک خدا کا حکم ہے اور جہاں تک یہ دورہ کرے گی وہاں تک بنا کر دو۔

آنحضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تنبیہ کے لیے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوفد ثقیف حین جاءہ لتسلمن او لابعثن علیکم رجلا مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارۃ الا یومئذ فجعلت انصب صدری رجاء ان یقول ھو ھذا قال فالتفت الی علی فاخذ بیدہ فقال ھو ھذا ھو ھذا (اخرجہ عبد الرزاق وابن ابی شیبۃ وابن السمان)

مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنی ثقیف کے قاصد سپردگی کے لیے آئے حضرت نے ان سے فرمایا تم باز آجاؤ ورنہ تم پر ایک مجھ سا آدمی برانگیختہ کیا جائے گا اور تمہاری گردن کاٹ ڈالے گا۔ اور تمہارے بچوں کو لونڈی یا غلام بنائے گا۔ اور تمہارا مال لوٹ لے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اس دن کے سوا کبھی امیر ہونے کی خواہش نہیں کی پس امید میں اپنا سینہ ابھارا کہ شاید حضرت فرمادیں کہ یہ شخص ہے لیکن حضرت جناب علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ شخص ہے۔

(۲) عن زید بن نفیع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنتھین بنو ولیعۃ او لابعثن الیھم رجلا کنفسی یمضی فیھم امری یقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ قال فقال ابوذر فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تراہ یعنی قال لا یعنیک ولکن خاصف النعل یعنی علیا (اخرج احمد فی المناقب)

زید ابن نفیع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے کہ بنو ولیعہ باز رہیں ورنہ میں ان پر ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو میری جان کی مانند ہے وہ میرا حکم جاری کرے گا۔ اور ان کے بچوں کو لونڈی یا غلام بنائے گا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی ازار بند کے پاس پیچھے سے محسوس ہوئی حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا ہماری مراد تم سے نہیں بلکہ جوتا سینے والے علی علیہ السلام ہیں۔

(۳) عن منصور بن ربعی بن حراش قال حدثنا علی بالرحبۃ قال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج الینا ناس من المشرکین منھم سھیل بن عمرو فقالوا یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابنائنا واخواننا وارقائنا فارددھم الینا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم رجلا من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان فقالوا من ھو یا رسول اللہ قال ھو خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفھا قال فالتفت الینا علی فقال انما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار (اخرجہ احمد والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح)

منصور بن ربعی بن خراش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے رحبہ میں بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور بھائیوں میں سے چند اشخاص آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمارے پاس بھیج دیں حضرت نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ ورنہ خدا تعالٰے تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تلوار سے تمہاری گردن کاٹے گا تحقیق خدا تعالٰی نے ایمان پر اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ جوتا سینے والا ہے اور حضرت نے حضرت علیؑ کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا پھر جناب امیر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کیا میں نے حضرت کو فرماتے نہیں سنا کہ جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لے امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دوزخ میں دھکیلا جائے گا ۔

(۴) عن علی قال جاء الناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانك وحلفائك وان ناسا من عبیدنا قد اتوك لیس فیهم رغبة فی الدین انما فروا من ضیاعنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانك وحلفائك ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجیرانك وحلفائك فتغیر وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال یا معشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا قد امتحن الله قلبه بالایمان فیضربکم علی الدین قال ابوبکر انا هو یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولکن هو الذی یخصف النعل وکان اعطی علیا النعل یخصفها (اخرجه النسائی وابوداؤد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے کہ یا محمد ہم آپ کے ہمسایہ میں ہم عہد ہیں ہمارے غلام آپ کی خدمت میں آ گئے ہیں۔ جن کو امور دین میں کچھ بھی رغبت نہیں وہ ہمارے کھیتوں سے بھاگے ہیں آپ انہیں واپس دیدیں حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس کی بابت کیا کہتے ہو وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ یہ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔ وہ بھی کہنے لگے سچ کہتے ہیں یہ لوگ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ۔ اللہ تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کے لیے قتل کرے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں۔ لیکن وہ جو جوتا سینے والا ہے اور علی کو جوتا سینے کیلئے دیا ہوا تھا

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لینتهین بنو ولیعة او بنو ولیعة اولیبعثن علیکم رجلا کنفسی فیقتل المقاتلة ویسبی الذریة فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تعنی قال خاصف النعل وعلی یخصف نعلا (اخرجه احمد والنسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیئے کہ بنو ولیعہ یا بنو ولیعہ باز رہیں ورنہ ان پر ایک ایسا آدمی بھیجا جائے گا کہ وہ میری جان جیسا ہے وہ ان سے لڑے گا اور ان کے بچوں کو غلام بنائے گا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی پیچھے سے میرے آزار بند کے پاس مجھے محسوس ہوئی۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں۔ فرمایا جوتا سینے والے سے اور علی علیہ السلام جوتا سی رہے تھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پیشگوئی عہد عتیق میں

سیعیا نبی کی کتاب کے باب ۱۳ آیت ۲۰ میں ہے کہ بابل کبھی آباد نخواہد شد نسلاً بعد نسل مسکون نخواہد شد نہ در آنجا عرب خیمہ نخواہد زد یعنی بابل کا شہر ایسا برباد و ویران ہوگا کہ عرب کے لوگ وہاں خیمہ ایستادہ نہ کریں گے یہ پیشین گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی۔ روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کے لیے صفین کو تشریف لے چلے تو جب یہ سے کوچ فرما کر بابل میں پہنچے۔ اس وقت آپ کی فوج نے عرض کیا کہ نماز عصر قریب ہے اگر آپ فرماویں تو ہم اپنے خیمے یہاں ایستادہ کر دیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں خیمہ استادہ مت کرو یہ خدا کا مغضوب شہر ہے اس جگہ سے روانہ ہو جاؤ +

محمد خاوند شاہ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ روز چہارم جبل رحیل کوفتہ از نخیلہ کوچ کردند چوں بحوالی مدینہ بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمود کہ ایں شہر یست کہ کرات مرات معمور و مدروس گشتہ باید کہ چہار پایاں را تعجیل براند تا نماز دیگر بہ خارج ایں دیار بگذاریم و خلائق در سیر مسارعت نمودہ تعجیل از مدینہ بابل رفتند از عقب تعجیل کردند و اقتداء بامام المسلمین کردہ باداء صلوٰۃ عصر قیام نمودند انتہی کلامہ۔ پس سیعیا نبی کا نوشتہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ ایستادہ نہ کریں گے چنانچہ اسی غرض کے لیے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے حضرت یوشع بن نون کی طرح شمس بھی واقع ہوا۔ چنانچہ مطالب السئول میں علامہ کمال الدین محمد طلحہ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں وبعد النبی حین اراد ان یعبر الفرات ببابل واشتغل کثیر من اصحابہ بتعبیر دوابہم وصلی علی مع طائفۃ من اصحابہ العصر وفاتت الجمہور فتکلموا فی ذلک فلما سمع تعالی اللہ عزوجل فی ردھا لیجتمع کافۃ اصحابہ علی الصلوٰۃ فاجابہ اللہ تعالیٰ بردھا وکانت کما لہا وقت العصر فلما سلم القوم غابت وسمع لہا وجیب شدید ہال الناس واکثروا التسبیح والتہلیل والاستغفار (انتہی کلامہما) یعنی ایک دفعہ اور بھی رد شمس سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کیلئے واقع ہوا۔ جب کہ وہ فرات کے کنارے شہر بابل سے عبور کر رہے تھے۔ ان کے اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات کے پار اتارنے میں مصروف تھے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھ لی لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے۔ لوگوں نے اس کا چرچہ کیا۔ جب جناب امیر نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیں خدا تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی اور آفتاب کو لوٹا دیا اور ٹھیک عصر کا وقت ہوگیا جیسے کہ پہلے تھا تمام قوم نے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے سلام پھیرا آفتاب غروب ہوگیا آفتاب غروب ہوتے ہی ایک سخت مہیب آواز کو سنا گیا تمام لوگوں کے کلیجے دہل گئے اور تسبیح و تہلیل و استغفار کثرت سے پڑھنے لگے

جناب امیر کا حق امتِ محمدیہ پر

راہ عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد اخرجہ الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسا کہ باپ کا بیٹوں پر ۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ وابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی ھذہ الامۃ کحق الوالد علی ولدہ (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبداللہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا حق اس اُمت پر ایسا ہے جیسا کہ والد کا بیٹے پر ۔

خدا اور جبریل کا جنابِ امیرؑ سے راضی ہونا

(۱) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیا بعثا فلما قدم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ورسولہ وجبریل عنک راضون (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو ایک فوج میں روانہ کیا جب وہاں سے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھ سے راضی ہیں ۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنہ راض (اخرجہ المحاملی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ عالم وفات پا گئے وہ جناب امیرؑ سے ہمیشہ خوش رہے ۔

جنابِ امیر علیہ السلام کا محبوبِ خدا ہونا

(۱) عن سفینۃ قال اھدت امرأۃ من الانصار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیرین بین رغیفین فقدمت الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ائتنی باحب خلقک الیک والی رسولک فاذا بالباب علی فدخل فاکل معہ (اخرجہ احمد فی المناقب والطبرانی فی معجم الکبیر فی مسند سفینہ) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو مرغ دو روٹیوں پر رکھ کر بطور ہدیہ کے لائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت سے تیرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیارا ہے اسے میرے پاس بھیج دے ناگہاں دروازہ کھول کر جناب امیرؑ داخل ہوئے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے ۔

(۲) عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عندہ طائر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطائر فجاء ابوبکر فردہ ثم جاء عمر فردہ ثم جاء علی فاذن لہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص والطبرانی فی الکبیر فی مسانید انس بن مالک) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ پکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا کہ میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج دے کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو لوٹا دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو بھی لوٹا دیا پھر جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے انہیں داخل ہونے کا اذن دیا ۔

(۳) عن محمد بن عمر بن علی قال حدثنی ابی عن جدہ علی قال اھدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طیر فقال له الحباری فوضع بین یدیه وکان انس بن مالک یحجبه فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیه الی اللہ فقال اللهم ائتنی باحب خلقک یاکل معی من هذا الطیر قال انس فجاء علی فاستاذن فقال له انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حاجة ثم اعاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء فجاء علی فرده انس فرجع ثم دعا الثالث فجاء علی فادخله فلما رآه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما حبسک یا علی قال هذه آخر ثلث کرات یردنی انس یزعم انک علی حاجة قال یا انس ما حملک علی ما صنعت قال سمعت دعاءک فاحببت ان یکون فی رجل من قومی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل قد یحب قومه فاکل معه ثم خرج علی فقال انس یا ابا الحسن استغفر لی فان لی الیک ذنبا وان لی بشارة فاخبرته بما کان من دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واستغفر لی ورضی عنی (اخرجه ابو حاتم)

محمد بن عمر بن علی اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے ناقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حباری پکا کر ہدیہ لایا جب حضور کے سامنے رکھا گیا حضرتؐ نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی اے پروردگار جو شخص کہ تجھے تمام خلقت سے محبوب ہو اسے میرے پاس بھیجدو تاکہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگہاں علیؑ تشریف لائے اور اندر آنے کا اذن طلب کیا۔ انس نے انہیں لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مصروف کار ہیں پھر دوبارہ حضرتؐ نے دعا کی اور علیؑ تشریف لائے انس نے پھر انکو واپس کردیا حضرتؐ نے پھر دعا کی اور علیؑ تشریف لائے انس رضی اللہ عنہ نے اندر جانے دیا حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم دیر سے کیوں آئے عرض کیا یہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا ہوں انس نے مجھے لوٹا دیا کہ حضرت مصروف کار ہیں حضرتؐ نے انسؓ سے کہا تم نے ایسا کیوں کیا۔ انسؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے حضور کی دعا سنی تھی مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ یہ دعا میری قوم کے کسی آدمی کے لیے ہو پس حضرتؐ نے کہا ہر ایک آدمی اپنی قوم سے محبت رکھتا ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جناب حضرتؐ کے ساتھ شریک طعام ہوئے اور جب فارغ ہوکر باہر نکلے تو میں نے عرض کیا یا ابا الحسن میں نے آپ کا قصور کیا ہے آپ مجھے معاف فرمادیں اور آپ کے لیے میں ایک بشارت رکھتا ہوں پس حضرتؐ کی دعا سے میں نے ان کو خبردار کیا اور وہ خدا کا شکر بجا لائے اور میرے لیے استغفار کی اور مجھ سے راضی ہوگئے۔

(۴) عن ابن عباس، قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطیر فقال اللهم ائتنی باحب خلقک الیک فجاء علی فقال الی وکل (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے پاس کوئی ایک مرغ بریاں لایا حضرتؐ نے دعا کی اے میرے پروردگار اپنی سب خلقت سے اپنے محبوب کو میرے پاس بھیجدے پس علیؑ حاضر ہوئے آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور کھاؤ۔

(۵) عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیه یحب اللہ ورسوله ویحبه اللہ ورسوله فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلهم یرجون ان یعطاها فقال این علی فقالوا هو یا رسول اللہ یشتکی عینیه قال فارسلوا الیه فاتی به فبصق فی عینیه فبرأ حتی کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال علی یا رسول اللہ اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق اللہ فیه فواللہ

لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم اخرجہ البخاری والمسلم عن سہل بن
سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز ارشاد فرمایا کہ کل ہم یہ علم ایسے آدمی کو دیں گے جس کے ہاتھوں سے اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص علم کے ملنے کی آرزو رکھتا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا انکی آنکھوں میں آشوب ہے حضرت نے فرمایا انکو بلا بھیجو پس وہ حضرت کے پاس لائے گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا وہ بالکل اچھی ہو گئیں

(ف) قال ابن کثیر فی تاریخہ رأیت کتابا الف الطبری جمع فیہ طرق حدیث الطیر ۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس کو علامہ جریر طبری نے تالیف کیا ہے اس میں حدیث طیر کے طرق کو جمع کیا ہے۔

(ف) قال الحافظ الذہبی فی مفتاح کنز الدرایۃ فی ذکر مجمع عبد اللہ بن الحاکم واما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جدا افردتھا بمصنف ومجموعہا یوجب ان الحدیث لہ اصل حافظ ذہبی مفتاح کنز الروایۃ میں بذیل ذکر مجمع عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں کہ روایت طیر کے بہت سے طریقے ہیں انکے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور یہ واقعہ بے اصل نہیں۔

گویا درد تھا ہی نہیں۔ پھر حضرت نے ان کو علم دیا۔ علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان سے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں جا اترو پھر انکو اسلام کی دعوت کرو۔ اور جو کچھ کہ ان پر خدا کا حق واجب ہے اس سے ان کو اطلاع دو پس واللہ اگر تیرے ذریعہ سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لئے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے ۞

(تنبیہ) پس حدیث صدر سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدا و رسول خدا تھے اور محبت من اللہ عبارت ہے کثرت ثواب سے۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں۔ ومحبۃ اللہ تعالیٰ لعبدہ تمکینہ من طاعتہ وعصمتہ وتوفیقہ وتیسیر الطافہ وھدایتہ وافاضۃ رحمتہ علیہ ھذہ مبادیہا وانما غایتہا کشف الحجب عن قلبہ حتی یراہ ببصیرتہ فیکون کما قال فی الحدیث الصحیح لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ کیساتھ خدا تعالیٰ کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی تشریف سے مشرف فرماتا ہے اور امتثال اوامر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اس کے حق میں سہل کر دیتا ہے اور راہ ثواب کی ہدایت فرماتا ہے اور اپنی رحمت کو اس پر افاضہ فرماتا ہے یہ تمام امور مبادی محبت الٰہی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے کھول دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بصیرت سے اپنے معبود کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے تو میں اسکو دوست بناتا ہوں۔ اور جب اسکو دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں۔ کہ وہ ان سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس سے دیکھتا ہے ۞

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جمیع بن عمیر التیمی قال دخلت مع عمتی علی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فسألت امّی

الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت من النساء فاطمۃ ومن الرجال زوجہا اخرجہ الترمذی جمیع بن عمیر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا میں نے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا۔ کہنے لگیں عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں ان کا شوہر۔

(۲) عن عروۃ قال قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت علی فقلت ای شیء کان سبب خروجک علیہ قالت لہ تزوج ابوک امک قلت ذلک من قدر اللہ قالت وکان ذلک من قدر اللہ اخرجہ فی کنز العمال عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں میں سے کون حضرت کو پیارا تھا فرمایا علی میں نے کہا پھر آپ کی چڑھائی کا سبب تھا فرمانے لگیں تیرے باپ نے تیری ماں سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا یہ خدا کی تقدیر تھی فرمانے لگیں یہ بھی خدا کی تقدیر تھی

(۳) عن جمیع قال دخلت مع امی علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا من مسیرہا یوم الجمل فقالت کان قدرا من اللہ وسالتہا عن علی قالت سالت عن احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض النضرۃ) جمیع رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ میں اپنے والدہ کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور جنگ جمل کی وجہ پوچھی۔ فرمانے لگیں کہ یہ خدا کی تقدیر تھی۔ پھر میں نے جناب امیر کی نسبت پوچھا فرمانے لگیں تو نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔

(۴) عن النعمان بن بشیر قال استاذن ابوبکر رضی اللہ عنہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع صوت عائشۃ رضی اللہ عنہا عالیا وہی تقول واللہ لقد علمت ان علیا احب الیک من ابی فاھوی ابوبکر رضی اللہ عنہ لیلطمہا وقال یا ابنت فلانۃ اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامسکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخرج ابوبکر رضی اللہ عنہ مغضبا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف رأیتنی انقذتک من الرجل ثم استاذن ابوبکر رضی اللہ عنہ بعد ذلک وقد اصطلح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائشۃ فقال ادخلانی فی السلم کما ادخلتمانی فی الحرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد فعلنا اخرجہ النسائی فی الخصائص نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو چلاتے دیکھا کہ حضرت سے کہہ رہی تھیں خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ میرے باپ سے آپ کو علی زیادہ عزیز ہیں حضرت ابوبکر نے بڑھ کر قصد کیا کہ ان کو طمانچہ لگائیں اور کہنے لگے کہ اے فلانی بیٹی حضرت پر چلاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو کھینچ لیا ابوبکر خفا ہو کر نکل گئے حضرت نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کیوں ہم نے اس آدمی سے تجھے کیسے بچایا پھر اس کے بعد ابوبکر نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور حضرت کی ام المومنین سے صلح ہو چکی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلح میں شامل کریں جس طرح کہ میں آپ کے جھگڑے میں داخل ہوا تھا حضرت نے فرمایا ہم نے آپ کو صلح میں شامل کر لیا ہے۔

(۵) عن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی (اخرجہ الترمذی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب عورتوں سے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری تھیں اور سب مردوں سے جناب علی۔

۶) عن معاویۃ ابن ثعلبۃ قال جاء رجل الی ابی ذر وھو فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا ابا ذر الا تخبرنی باحب الناس الیک فانی اعرف ان احب الناس الیک احبھم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ای ورب الکعبۃ احبھم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ھو ذلک الشیخ واشار الی علی (اخرجه محب الطبری فی الریاض) معاویہ بن ثعلبہ ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضرتؐ کی مسجد میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوذر کیا آپ مجھے نہیں بتا سکتے کہ سب لوگوں سے آپ کو کون زیادہ پیارا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو سب سے زیادہ تم کو عزیز ہوگا وہی سب سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی عزیز ہوگا ابوذر کہنے لگے حضرتؐ کو سب سے زیادہ عزیز برب کعبہ یہ شیخ ہے اور اشارہ جناب امیرؑ کی طرف کیا ۔

۷) عن ابن عباس رضی الله عنه قال ان علیا دخل علی النبی صلی الله علیه وسلم فقام الیه وقبل ما بین عینیه فقال العباس اتحب ھذا یا رسول الله فقال یا عم والله الله اشد حبا منی ان الله جعل ذریۃ کل نبی فی صلبه وجعل ذریتی فی صلبه (اخرجه ابو الخیر الحاکمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے حضرتؐ ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو یہ پیارے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے مجھے یہ نہایت پیارے ہیں پروردگار نے ہر ایک نبی کی اولاد اسی کے صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اسی کے صلب سے پیدا کی ہے ۔

۸) عن ام عطیۃ قالت بعث النبی صلی الله علیه وسلم جیشا وامر علیا علیھم فسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وھو رافع یدیه یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا (اخرجه الترمذی) ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا میں دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے الٰہی جب تک کہ تو مجھے علیؑ کو نہ دکھائے تب تک مجھے مت مارو ۔

۹) عن ام المومنین عائشۃ رضی الله عنہا قالت لما حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت له ابا بکر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا لی حبیبی فدعوت له عمر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا لی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا له علیا فوالله ما یرید غیره فلما راٰه اخرج الثوب الذی کان علیه ثم ادخله فیه فلم یزل یحتضنه حتی قبض ویده علیه (اخرجه الدار قطنی) جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آ گیا حضرتؐ نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حضرتؐ نے دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا اے میرے حبیب کو بلاؤ میں نے حضرت عمرؓ کو بلوا بھیجا۔ حضرتؐ نے ان کو بھی دیکھ کر سر اقدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تم پر علیؑ کو بلاؤ۔ واللہ حضرتؐ ان کے سوا کسی دوسرے کو طلب نہیں کرتے جب حضرتؐ نے ان کو دیکھا اس کپڑے کو جو حضرتؐ اوڑھے ہوئے تھے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اسی کے اندر لے لیا حضرتؐ کے انتقال فرمانے تک آپ ان کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے ۔

۱۰) عن عکرمۃ قال لما زوج رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فاطمۃ قال لھا امرت ان انکحک احب

اھلی الی (اخرجہ عبد الرزاق فی جامعہ) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو اُن سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ تیرا نکاح اس سے کروں جو سب میرے اہل سے مجھے محبوب ہے ۔

(۱) عن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال اجتمع علی وجعفر وزید بن حارثۃ فقال جعفر انا احبکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال علی انا احبکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال زید انا احبکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانطلقوا بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسالہ قال واستاذنوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عندہ قال اخرج فانظر من ھؤلاء فخرجت ثم جئت فقلت ھذا جعفر وعلی وزید بن حارثۃ یستاذنون قال ائذن لھم فدخلوا فقالوا یا رسول اللہ جئناک نسالک من احب الناس الیک قال فاطمۃ قالوا انما نسالک عن الرجال قال اما انت یا جعفر فیشبہ خلقک خلقی وخلقک خلقی واما انت یا زید فمنی والی شجرتی واما انت یا علی فختنی وابو ولدی واحب القوم الی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب)

اسامہ بن زید نے والد ماجد سے نقل کی ہے کہ ایک مقام پر جناب علیؑ اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے ۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرتؐ کو بہت پیارا ہوں ۔ زید بن حارثہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرتؐ کو پیارا ہوں ۔ علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں ۔ باہم مشورہ ٹھہرا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں ۔ دروازہ پر آ کر اذن طلب کیا میں اس وقت حاضر خدمت تھا ۔ مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کون لوگ ہیں ۔ میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علیؑ ہیں ۔ اجازت چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا آنے دو جب وہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے جعفر تیرا اخلاق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے ۔ اور علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے ۔

شب معراج میں جناب امیرؑ کی آواز سے خدا پاک کا حضرتؐ کیساتھ متکلم ہونا

(۱) عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل بای لغۃ خاطبک ربک لیلۃ المعراج فقال خاطبنی ربی بلغۃ علی فقلت یا رب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شئی لیس کالاشیاء لا اقاس بالناس ولا اوصف بالاشیاء خلقتک من نوری وخلقت علیا من نورک فاطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد الی قلبک احب من علی ابن ابی طالب فخاطبتک بلسانہ کیما یطمئن قلبک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالے نے آپ سے کس آواز میں کلام کیا ۔ فرمایا علیؑ کی آواز کے ساتھ ۔ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کہہ رہا ہے یا کہ علی ۔ فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں تیرے

قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اس کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔

(۲) عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وقد سئل بای لغة خاطبك ربك ليلة المعراج قال خاطبنی بلسان علی فقلت یارب خاطبتنی ام علی فقال یا احمد انا شئی لیس کالاشیاء ولا اوصف بالشبهات خلقتك من نوری وخلقت علیا من نورك اطلعت علی سرائر قلبك فلم اجد فی قلبك احب من علی فخاطبتك بلسانه کیما تطمئن قلبك (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول صلعم سے سنا لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالٰے نے آپ سے کس کی آواز کیساتھ کلام کیا تھا۔ فرمایا علیؑ کی آواز کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا علیؑ ہے فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کیساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علیؑ کو تیرے نور سے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں کہ تیرے دل میں علیؑ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی ہے ۔

جناب امیرؑ کی ذات پہ پروردگار کا مباہات کرنا

(۱) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف المہاجرین والانصار صفین واخذ بید علی فمر بین الصفین فضحك فقال له رجل منی لای شیء ضحکت یا رسول اللہ فداك ابی وامی قال ہبط جبرئیل بان اللہ باہا بالمہاجرین والانصار علی اہل السموات وباہی بی وبك حملة العرش یا علی (اخرجه ابو القاسم فی فضائل العباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کی دو صفیں بنائیں اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں صفوں میں سے ہو کر گذرے اور تبسم فرمایا ایک شخص نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں حضرتؐ نے فرمایا جبرئیلؑ نے نازل ہو کر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالٰے مہاجرین وانصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے اور اے علیؑ تیرے ساتھ حاملان عرش پر بھی مباہات یعنی فخر کرتے ہیں ۔

(۲) عن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیة عرفة فقال ان اللہ عز وجل باہی بکم وغفر لکم عامة ولعلی خاصة وانی رسول اللہ صلعم غیر محاب قرابتی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوته وبعد مماته وان الشقی من ابغض علیا فی حیوته وبعد مماته (اخرجه الطبرانی واحمد والدیلمی عن ابن عمر) جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا علیہا التحیة والثنا فرماتی ہیں کہ محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰة والسلام عرفہ کی رات کو باہر نکل کر فرمانے لگے کہ تحقیق اللہ تعالٰے تم پر ناز کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیا ہے اور علیؑ کو خاص طور پر بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں اپنے قریبیوں سے غلط محبت کرنے والا نہیں بیشک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علیؑ سے ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد ان سے محبت رکھتا ہے اور بدبخت اور پورا بدبخت وہی ہے جو علیؑ سے انکی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد انسے بغض رکھتا ہو ۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل باہی بکم وغفر لکم عامة ولعلی

خاصۃ وانی رسول اللہ الیکم غیر محاب لقرابتی هذا جبرئیل یخبرنی ان السعید کل السعید من احب علیا
فی حیوتہ وبعد مماتہ (اخرج الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بتحقیق اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے اور تم کو بخش دیا ہے عام طور پر اور خاص طور پر علی کو [illegible] میں خدا کا رسول ہوں
میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں۔ تحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد اسے محبت رکھے
(۴) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یباهی بعلی کل یوم
والملائکۃ المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عز وجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں۔ حتی کہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے شاباش یا علی ؏

(۵) نقل الامام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ احیاء العلوم ان لیلۃ بات
علی علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ الی جبرئیل ومیکائیل انی قد اخیت بینکما وجعلت عمر احد
کما اطول من الآخر فایکما یؤثر صاحبہ بالحیوۃ فاختار کل واحد منهما الحیوۃ فاوحی اللہ الیهما افلا کنتما مثل
علی آخیتہ بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فبات علی علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثرہ بالحیوۃ فاهبطا الی
الارض فاحفظاہ من عدوہ فنزل جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی بخ بخ لک من مثلک
یا علی یباهی اللہ بک الملائکۃ فانزل اللہ عز وجل ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ الخ
حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ جب شب کو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام سوئے تھے پروردگار عالم نے جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام سے
ارشاد کیا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے پس تم دونوں
میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے بھائی کو عمر کا کچھ حصہ دے دے دونوں اپنے ہی طول حیات کے مستدعی ہوئے پروردگار نے
فرمایا جاؤ تم علی کی مثال نہیں ہو جنہیں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے وہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر فدا کر رہا ہے تم زمین پر جا کر اسے اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ پس جبرئیل ان کے سرہانے اور میکائیل ان کی پائنتی
آ ٹھہرے اور پکارنے لگے شاباش اے علی تیرا مثل کوئی نہیں خدا اور فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر اسی شب یہ آیت اتری لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ اپنی جان کو خدا کی رضا کیلئے بیچتا ہے اور اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر۔

(۶) نقل انہ قال فی مجلس العام سلونی قبل ان تفقدونی سلونی عن عماد العرش فانی اعلم بها
زقا زقا وبلعا بلعا فقال رجل من الحاضرین حیث ادعیت ذلک فاخبرنی این جبرئیل هذہ الساعۃ
فخفض قبلہ وتفکر فی الاسرار ثم رفع راسہ قائلا انی طفت السموات السبع فلم اجد جبرئیل و
اظنہ انت ایها السائل فقال السائل بخ بخ لک من مثلک یا ابن ابی طالب ودیہ یباهی والملائکۃ رکنف
النعمۃ) نقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام مجلس عام میں فرماتے تھے مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ تم مجھے گم کرو۔ پوچھو مجھ
سے عرش کے ستونوں کا حال میں ان کے تمام کوچوں سے واقف ہوں حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا جب آپ نے یہ دعویٰ
کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں جبرئیل اس وقت کہاں ہیں جناب امیر علیہ السلام نے تھوڑی دیر سر جھکا کر اسرار میں تفکر کیا پھر سر

انکار فرمایا۔ یعنے ساتوں آسمانوں کی سیر کی لیکن جبریل کو کہیں نہیں پایا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبریل ہے سائل نے کہا شاباش اے ابن ابیطالب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر مباہات کرتے ہیں ۝

جناب امیرؑ کی مودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت به من بعدی حبه ایمان وبغضه نفاق ومودته عبادة (اخرجه الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور اس بات کو جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری امت پر ظاہر کرنے والا ہے اس کی محبت ایمان اور اس کا بغض نفاق اور اس کی دوستی عبادت ہے ۝

جناب امیرؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہونا

تنبیہ) اخرجه الطبرانی والحاکم وابن المغازلی (عن ابن مسعود وعمران بن حصین) وابن عساکر عن ابی بکر الصدیق وعثمان ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد اللہ وانس وثوبان و ام المومنین عائشہ والحاکم (عن ابی یعلی) والدیلمی عن ابی ہریرۃ والجندی وابن السمان عن ام المومنین عائشہ ان النبی قال النظر الی وجه علی عبادة۔ نزل الابرار میں علامہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی (ابن مسعود اور عمران بن حصین سے) اور ابن عساکر (ابوبکر صدیقؓ اور عثمان بن عفانؓ اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور انسؓ اور ثوبانؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ) سے اور حاکم (ابن یعلے) اور دیلمی (ابوہریرہؓ سے) اور جندی اور ابن السمان (ام المومنین عائشہ صدیقہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے ۝

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت رأیت ابابکر یکثر النظر الی وجه علی فقلت یا ابت انی رأیتک تکثر النظر الی وجه علی فقال یا بنیة سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجه علی عبادة (اخرجه ابن السمان) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے میں نے کہا ابا جان میں دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کے چہرہ مبارک پر کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے بیٹی میں نے جناب سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۝

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان اذا دخل علینا علی وابی عندنا لا یمل النظر الیه فقلت یا ابت انی اراک تکثر النظرات الی علی فقال یا بنیة سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادة (اخرجه الجندی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے تو وہ جناب علیؑ کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے میں نے ان سے کہا ابا جان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علیؑ کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے میری بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے ۝

(۳) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرج الطبرانی وابو الحسن المغازلی وحدہ کبیر قال اسنادہ حسن) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی انس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ الاسفار واقوم علی المرضی واداوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ وعلی خارج من عندہ فسمعتہ یقول یا عائشۃ ان ھذا احب الرجال الی واکرمھم علی فاعرفی لہ حقہ واکرمی مثواہ فلما ان جری بینہا وبین علی ما جرا رجعت عائشۃ الی المدینۃ فدخلت علیہا فقلت لھا یا ام المومنین کیف قلبک الیوم بعلی ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا وابی عندی لا یمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدیم النظر الی علی فقال یا بنیۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرج الخجندی)
معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت انس تھی میں اکثر سفر میں حضرت کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اور مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی۔ آپ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے حضرت علیؓ کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے۔ میں نے سنا کہ حضرت بی بی عائشہ سے فرما رہے تھے کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور نہایت محترم ہے اس کے حق کو پہچانو۔ اور اس کی عزت کیجیو۔ جب ماجرا جو جمل میں جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گذرنا تھا گذر چکا۔ اور وہ واپس مدینہ آگئیں میں ان کی خدمت میں گئی اور میں نے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے بعد اس کے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میرے دل کی حالت ایسے شخص کیلئے کیا ہوتی ہے کہ جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے تو میرے والد ان کے چہرے سے نگاہ نہ پھیرتے میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیشہ علیؓ کے چہرے کو دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے فرمانے لگے میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علیؓ کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۵) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عد عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فانہ مریض فاتیت فاذا علی وعندہ معاذ وابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما فاقبل عمران یحد النظر الی علی فقال لہ معاذ لم تحد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ قال معاذ انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو ہریرۃ انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ ان کی بیمار پرسی کرو۔ میں ان کے پاس گیا پس ایسے پاس جناب امیر تشریف لائے عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے تھے عمران لوٹ کر جناب امیر علیہ السلام کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں ان کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو عمران

کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؓ کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے معاذ نے کہا میں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ ابوہریرہ کہنے لگے کہ میں نے حضرت سے یہی سنا ہے ؛

(۹) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ وقد ادام النظر الی وجہ علی مالک تدیم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الحاکم) جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے ؛

(۱۰) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے ؛

جس نے جناب امیرؑ کو چھوڑا اُس نے آنحضرت صلعم کو چھوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیا فقد فارقنی ومن فارقنی فارقہ اللہ عزوجل (اخرجہ الخوارزمی والدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چھوڑا مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا ؛

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیا فقد فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ عزوجل (اخرجہ احمد والدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا ؛

جناب امیرؑ سے دشمنی کرنے والے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی رافع مولی لعائشۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عادا اللہ من عادا علیا (اخرجہ ابن) ابی رافع جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا غلام روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے ؛

جس نے جناب امیرؑ کی شان گھٹائی اُس نے آنحضرت کی شان گھٹائی

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ینقص علیا فقد ینقصنی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی ؛

جس نے جناب امیرؑ سے حسد کیا اُس نے حضرت سے حسد کیا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد علیا فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا ۔

جس نے جنابِ امیرؑ کی اطاعت کی اُس نے حضرتؐ کی اطاعت کی

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی (اخرجہ الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی جس نے علی کی اطاعت کی میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ۔

جس نے جنابِ امیرؑ کی مدد کی اللہ اُس کی مدد کرتا ہے

عن عمر بن شرحبیل رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انصر من نصر علیا اللھم اکرم من اکرم علیا اللھم اخذل من خذل علیا (اخرجہ الدیلمی) عمر بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے اُسے مدد دیجیو اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگ رکھیو۔ اور جو علی کو چھوڑ دے اُسے چھوڑ دیجیو ۔

جس نے جنابِ امیرؑ سے جنگ کی اُس نے حضرتؐ سے جنگ کی

اخرج احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ھریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ فقال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم ومحب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اسطرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

جنابِ امیرؑ کا بغض علامتِ نفاق ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک

الامنافق (اخرجہ النسائی) جناب اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق ۔

(۲) عن زر بن جبیش عن علی قال واللہ الذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ احمد والمسلم والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح) زر بن جبیش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی کہ دانہ کو پھاڑ کر درخت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو ظاہر کرتا ہے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق ۔

(۳) عن الحارث الہمدانی قال رأیت علیا علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال قضی اللہ عزوجل علی لسان نبیکم النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ ابن الفارس) حرث ہمدانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر دیکھا خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے تمہارے نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق ۔

(۴) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بذی قربہا اخی وابن عمی علی بن ابیطالب فانہ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں تم کو اس اُمت کے ذوالقرنین اپنے بھائی اور ابن عم علی بن ابیطالب کی محبت کی بابت وصیت کرتا ہوں اس سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور اس سے نہیں بغض کرے گا مگر منافق جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ۔

(۵) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین الا ببغضہم علیا (اخرجہ احمد فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم منافقوں کی شناخت علی علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض رکھنے کے سوا نہیں کر سکتے تھے ۔

(۶) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال نحن معشر الانصار کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا (اخرجہ الترمذی) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انصار لوگ منافقوں کو بسبب ان کے بغض کے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شناخت کیا کرتے تھے ۔

(۷) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا بثلث بتکذیبہم اللہ ورسولہ والتخلف عن الصلوٰۃ وبغضہم علی ابن ابیطالب (اخرجہ ابن شاذان) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منافقوں کو تین باتوں سے پہچانا کرتے ہیں ، اول خدا اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے سے اور دوم نماز سے باز رہنے سے تیسرے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض رکھنے سے ۔

عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد سمع رجلا یسب علیا وھو یقول انی لاظنک من المنافقین (اخرجہ الحافظ رزمی) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے ہوئے سنا انہوں نے جناب امیرؑ کے حق میں کسی شخص کو برا کہتے ہوئے سن پایا تھا وہ اس سے کہہ رہے تھے کہ میرا گمان ہے تو منافقوں میں سے ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی حبک ایمان وبغضک نفاق اول من یدخل الجنۃ محبک واول من یدخل النار مبغضک (اخرجہ خالویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے اور جنت میں تیرا محب سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ میں تیرا بغض رکھنے والا سب سے اول داخل ہوگا۔

(۱۰) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یبغضک من الرجال الا منافق ومن حملتہ امہ وھی حائض ولا یبغضک من النساء الا السلقلق وھی التی تحیض من دبرھا قیل جاءت امرأۃ الی علی فقالت انی ابغضک قال فانت اذاً سلقلق قالت ومن سلقلق قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث وقلت یا رسول اللہ ما السلقلق قال التی تحیض من دبرھا قالت صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا واللہ احیض من دبری ولا یعلم ذلک ابوای (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے تھے کہ علی تجھ سے کوئی مرد دشمنی نہیں کرے گا مگر منافق یا وہ آدمی جس کی والدہ حیض میں حاملہ ہوئی ہو اور عورتوں میں سے وہ عورت تجھ سے بغض رکھے گی جو سلقلق ہوگی یعنی وہ عورت کہ جس کی دبر سے حیض جاری ہوتا ہوگا روایت ہے کہ ایک عورت جناب امیرؑ کی خدمت میں آکر کہنے لگی میں آپ سے بغض رکھتی ہوں اور جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا شاید تو سلقلق ہے وہ کہنے لگی سلقلق کسے کہتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ سلقلق کسے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلقلق وہ عورت ہے جو دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہو۔ وہ کہنے لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے میں دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہوں اور میرے ماں باپ کو بھی اس کی خبر نہیں۔

(۱۱) عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میری امت کا دروازہ ہے اور میرا تحفہ ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد اسے بیان کرنے والا ہے اس کی محبت ایمان اور اس کا بغض نفاق ہے۔ اور اس کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

تنبیہ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں وروت طائفۃ من الصحابۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق یعنی صحابہ میں سے اس طائفہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ نہیں محبت کرے گا تجھ سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔

جس نے جناب امیرؑ کو ایذا دی اُس نے حضرتؐ کو ایذا دی

(۱) عن عمرو بن شاس الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیۃ قال خرجت مع علی الی الیمن فجفانی فی سفری حتی وجدت فی نفسی علیہ فلما قدمت اظہرت شکایتہ فی المسجد حتی بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناس من اصحابہ فلما رانی قال یا عمرو واللہ اذیتنی قلت اعوذ باللہ من اذیک یا رسول اللہ فقال بلی من اذی علیا فقد اذانی فقد اذی اللہ (اخرجہ احمد وابن عبد البر فی الاستیعاب) عمرو بن شاس الاسلمی جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت میں یمن کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ رنج پہنچا جب میں مدینہ آیا تو مسجد میں بیٹھ کر شکایت کرنے لگا اتنے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے۔ مجھ کو دیکھ کر فرمانے لگے اے عمرو اللہ تو نے مجھکو رنج دیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو رنج دوں فرمایا ہاں جس نے علیؑ کو ایذا دی مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی خدا کو ایذا دی ⁂

(۲) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی علیا فقد اذانی (اخرجہ ابو یعلی والبزار) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علیؑ کو ایذا دی مجھے ایذا دی ⁂

(۳) عن عروۃ بن زبیر ان رجلا وقع فی علی بمحضر من عمر فقال لہ عمر اتعرف صاحب ھذا القبر ھذا محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم وھذا علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب لا تذکر علیا الا بالخیر ان تنقصتہ اذیت صاحب القبر (اخرجہ احمد فی المناقب) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص آیا اور جناب علی علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگا۔ حضرت عمرؓ اس سے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہیں۔ علی کا بجز نیکی کے ذکر مت کرو اگر تو نے اُن کی شان گستاخی تو تو اس قبر کے صاحب کو ایذا دے گا ⁂

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال کنت انا ورجلان فی المسجد فنلنا من علی فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبان اعرف فی وجہہ الغضب فقلنا نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لکم ومن اذی علیا فقد اذانی (اخرجہ ابن المسبوع فی الشفا) مصعب بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں دو آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تھا ہم دونوں جناب امیر علیہ السلام سے لپٹ پڑے اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں تشریف لائے اور خفگی کے آثار چہرہ اقدس سے شاہد ہوتے تھے ہم نے کہا خدا تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے فرمایا تمہیں مجھ سے کیا اور تمہیں بھی جس نے علیؑ کو ایذا دی مجھے ایذا دی ⁂

(۵) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا۔ عن مقاتل ابن سلیمان قال انہ نزلت فی علی وذکر ان نفرا من المنافقین یؤذونہ ویکذبون علیہ جو لوگ کہ اذیت دیتے

ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ چند آدمی منافقین میں سے جناب امیرؑ کو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو جھٹلایا کرتے تھے ؂

جس نے جناب امیرؑ پر سبّ کی اس نے حضرتؐ پر سبّ کی

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی (اخرجہ احمد والحاکم صحیح) جناب ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا ؂

(۲) عن ابی عبد اللہ الجدلی قال دخلت علی ام المومنین ام سلمہ فقالت لی اتسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت معاذ اللہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) ابو عبد اللہ الجدلی کہتا ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے فرمانے لگیں کیا تو جناب رسول اللہ کو برا کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا معاذ اللہ فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا ؂

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ ادخلہ النار ولہ عذاب مھین (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے مجھے برا کہا خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا خدا اس کو دوزخ میں ڈالے گا اس کے لئے سخت اہانت والا عذاب ہے ؂

(۴) عن ابو ہریرۃ وزید بن خالد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ کان ممسوسا فی ذات (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے ؂

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد قال رأیت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بالمدینۃ فقال ذکر لی انکم تسبون علیا فقلت قد فعلنا قال لعلک تسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت معاذ اللہ قال لا تسبہ فلو وضع المنشار علی مفرقی علی ان اسب علیا ما اسبہ بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الترغیب فی موالاتہ والترھیب عن معاداتہ (اخرجہ النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا ہے کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھ سے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ تم جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتے ہو میں نے کہا ہاں ہم نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے ہرگز نہیں ہوا۔ سعد کہنے لگے تو علی کو برا مت کہو۔ اگر میرے سر پر آرہ چلایا جائے تاکہ میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو بھی میں ہرگز ان کو برا نہ کہوں گا جبکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کی محبت کی بابت رغبت دلانا اور علی کی دوستی کی بابت دھمکانا سن لیا ہے ؂

(۶) عن سعد بن جبیر ان عبد اللہ بن عباس مر بعد ما حجب بصرہ بمجلس من مجالس قریش وھم یسبون
علیا فسمعھم فقال لسعد بن جبیر ردنی الیھم فردہ حتی وقف علیھم فقال ایکم الساب اللہ فقالوا
سبحان اللہ ما فینا احد سب اللہ تعالیٰ من سب اللہ فقد اشرک فقال ایکم الساب لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن سب رسول
اللہ فقد کفر فقال ایکم الساب لعلی فقالوا اما ھذا فقد کان منہ شیئ فقال اشھد باللہ لسمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ
فقد کبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم ولی عنھم وقال لابنہ ما ذا رأیتھم صنعوا قال فقلت لہ یا ابت نظروا
الیک باعین محمرۃ نظر التیوس الی شفار الجازر۔ فقال زدنی فداک ابوک فقلت خزر العیون نواکس ابصارھم
نظر الذلیل الی العزیز القاھر۔ فقال زدنی فداک ابوک فقلت۔ لیس عندی مزید فقال عندی مزید احیاؤھم
عار علی امواتھم۔ والمیتون مسبۃ للغابر (اخرجہ احمد فی المناقب) سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گذرے وہ جناب امیرؑ کو برا کہہ رہے تھے
عبداللہ بن عباس نے سنکر سعد بن جبیر سے کہا مجھے لوٹا کر ان کے پاس لے چل وہ اُن کو اس مجلس میں لے گیا ابن
عباس ان کے سر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدا تعالےٰ کو برا کہنے والے۔ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے
جو خدا تعالےٰ کو برا کہتا ہو۔ جس نے خدا کو برا کہا اس نے شرک کیا پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو جو جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے وہ لوگ کہتے تھے ہم میں کوئی ایسا نہیں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو برا کہتا ہو۔ جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اس نے کفر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم
کون ہو علیؑ کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا بات ہے انہیں کا تو ذکر تھا۔ ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں
کہ میں نے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علیؑ کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے خدا تعالےٰ
کو برا کہا جس نے خدا تعالےٰ کو برا کہا بےشک خدا تعالےٰ اس کو ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا گرائے گا یہ کہکر ابن عباس
الٹے لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے اے بیٹے بیٹے تو نے دیکھا ہوگا کہ وہ کیا کر رہے تھے میں نے کہا ابا جان اور یہ شعر پڑھا سہ

وہ تیری طرف غصہ سے آنکھیں لال کر کے دیکھتے تھے ۔ جیسے مینڈھے قصاب کی چھری کو دیکھتے ہیں ۔

ابن عباس فرمانے لگے یہ لڑکا باپ تجھ پر قربان ہو کچھ اور پڑھ میں نے یہ شعر پڑھا سہ آنکھوں کے خوف سے انکی
نیچے ہو گئیں جس طرح سے کوئی ذلیل عزت والے غالب کو دیکھکر ہو جاتا ہے۔ پھر ابن عباس فرمانے لگے میں قربان کوئی
اور شعر پڑھ میں نے کہا اب میرے پاس اس سے زیادہ نہیں وہ فرمانے لگے میرے پاس اس سے زیادہ ہے اور یہ شعر پڑھا۔
سہ ان کے زندے ان کے مُردوں کی عار ہیں : اور ان کے مرے ہوئے اپنے پس ماندوں کو برا کہنے والے ہیں۔

جس نے جناب امیرؑ پر غضب کیا اُس نے حضرتؐ پر غضب کیا

عن ام سلمۃ قالت اشھد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی
ومن احبنی فقد احب اللہ ومن اغضب علیا فقد اغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب

اللہ عزوجل (اخرجہ احمد و ابو الطاہر محمد بن عبد الرحمن المخلص الذہبی فی المخلصیات و الطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے کہ مجھ سے محبت کی خدا تعالیٰ سے محبت کی جس نے علی پر غضب کیا اس نے مجھ پر غضب کیا جس نے مجھ پر غضب کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر غضب کیا ۔

واخرجہ الامام الحافظ ابو الخیر احمد بن اسمٰعیل القزوینی الحاکمی فی الاربعین عن عمار بن یاسر و زاد من تولیہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ عزوجل اس حدیث کو امام حافظ ابو الخیر احمد بن اسمٰعیل القزوینی الحاکمی نے اربعین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے علی سے دوستی کی مجھ سے دوستی کی اور جس نے مجھ سے دوستی کی اس نے خدا سے دوستی کی ۔

جس نے جناب امیر سے بغض رکھا اس نے حضرت سے بغض رکھا

(۱) عن ابن عباس قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ انت سید فی الدنیا والآخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ وعدوک عدو اللہ الویل لمن ابغضک (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جناب امیر علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا جب وہ آئے آپ نے ان سے فرمایا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دوست تیرا دشمن خدا کا دشمن افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے ۔

(۲) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب وقد سمع رجلا یسب علیا وھو یقول لہ انی لاظنک من المنافقین فقال کفوا عن ذکر علی الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لو ان لی واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس وذاک انی کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدۃ بن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی وقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما واول المومنین ایمانا وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کذب من زعم انہ یحبنی وھو یبغضک یا علی من احبک فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ تعالیٰ ومن احبہ اللہ تعالیٰ ادخلہ الجنۃ ومن ابغضک فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغضہ اللہ تعالیٰ ومن ابغضہ اللہ تعالیٰ ادخلہ النار (اخرجہ الخوارزمی) جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے ہوئے سن پایا تھا اور آپ اس کو کہہ رہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافق ہے پھر حضرت عمر کہنے لگے سوائے نیکی کے علی کا ذکر مت کرو کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں جن میں آرزو کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب تھی کہ جس پر آفتاب طلوع کرتا ہے (میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی وجہ سے سب مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں

دونوں سے مقدم ہو. تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے. جھوٹا ہے وہ شخص کہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم سے محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے خدا محبت رکھتا ہے اُسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو تم سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھتا ہے اور جس سے خدا بغض رکھتا ہے اُسے دوزخ میں داخل کرتا ہے۔

جناب امیرؑ کے ساتھ بغض رکھنے کی ترہیب

(۱) **عن** فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفة فقال ان الله عز وجل باهى بكم وغفر لكم عامة ولعلي خاصة اني رسول الله غير محاب لقرابتي ان السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوته وبعد موته وان الشقي كل الشقي من ابغض عليا في حيوته وبعد موته (اخرجه احمد والطبراني والديلمي عن ابن عباس) جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا التحیۃ والثنا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لاکر فرمانے لگے کہ پروردگارِ عالم تم پر مباہات اور فخر کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخش دیا ہے اور علیؑ کو خاص طور سے بخش دیا ہے بیشک تم میں میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں۔ تحقیق نیک بخت وہی ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اُن کی زندگی میں اور مرنے کے بعد اور بے شک پورا بدبخت وہی شخص ہے جو علی کو دشمن رکھتا ہے اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد۔

(۲) **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حب علي بن ابي طالب حسنة لا تضر معها سيئة وبغضه سيئة لا تنفع معها حسنة (اخرجه الديلمي) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور اُن کا بغض ایک ایسی برائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی۔

(۳) **عن** عمار بن ياسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي طوبى لمن احبك وصدق فيك والويل لمن ابغضك وكذب فيك (اخرجه الديلمي) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خوشی ہو اس کے لیے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تصدیق کرے اور افسوس ہو اس کے لیے جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

(۴) **عن** معاوية بن حيدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات وفي قلبه بغض علي فليمت يهوديا او نصرانيا (اخرجه الديلمي) معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مر گیا اور اس کا دل بغضِ علیؑ سے بھرا ہوا ہے وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر مرا۔

(۵) **عن** عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذب من زعم انه آمن بي وما جئت به وهو يبغض عليا فهو كاذب ليس بمؤمن (اخرجه الخوارزمي) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو زعم کرتا ہے کہ مجھ پر ایمان لایا ہے اور جو چیز کہ میں

دیا ہوں اُس پر یقین رکھتا ہے در آنحالیکہ وہ علی سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے مومن نہیں ہے ؛

(۶) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لو ان امتی ابغضوک لکبہم اللہ علی مناخرھم فی النار (اخرجہ الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی اگر میری اُمت تجھ سے بغض رکھے گی تو اللہ تعالیٰ اُسے ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا دھکیلے گا ؛

(۷) عن سعید بن ذویب قال قال علی فی الرحبۃ انشدکم باللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم یقول اللہ ولیّ و انا ولی المومنین ومن کنت ولیہ فھذا ولیہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ والبغض من ابغضہ (اخرجہ النسائی) سعید بن ذویب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں ان لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ جنہوں نے غدیر خم کے روز جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہو تو بیان کرے کہ اللہ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں جس کا یہ (یعنے علی) ولی ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے۔ اور مدد دے اُسے جو اُسے مدد دے اور بغض رکھ اُس سے جو اس سے بغض رکھے ؛

(۸) عبد اللہ بن بریدہ قال حدثنی ابی قال لم یکن من الناس ابغض الی من علی حتی احببت رجلا ولا احبتہ الا علی بغض علی فبعث ذلک الرجل علی خیل فصحبتہ وما صحبتہ الا علی بغض علی فاصاب سبیا فکتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبعث الیہ من یخمسہ فبعث الینا علیا وفی السبی وصیفۃ افضل من السبی حین خمس صارت فی الخمس ثم صارت فی اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی آل علی فاتانا و راسہ یقطر فقلنا ما ھذا فقال اما ترون ان الوصیفۃ صارت فی الخمس ثم صارت فی اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی آل علی فوقعت علیہا فکتب و بعثنی مصدقا لکتابہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصدقا لما قال فی علی فلما اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قرئ کتابہ فجعلت اقول علیہ صدق فامسک بیدی وقال اتبغض علیا فقلت نعم فقال لی لا تبغضہ وان کنت تحبہ فازدد لہ حبا فوالذی نفسی بیدی لنصیب آل علی فی الخمس افضل من وصیفۃ فما کان احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی من علی قال عبد اللہ ھو ابن بریدۃ واللہ ما کان فی الحدیث بینی وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر ابی (اخرجہ النسائی) عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جتنا کہ جناب امیر کا۔ یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو اس وجہ سے پیار کرنے لگا کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پر بھیجا گیا میں نے جناب امیر کے بغض کی وجہ سے اس کی رفاقت اختیار کی اس نے لڑکر اس گروہ کو اسیر کر لیا۔ اور حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجا جائے تاکہ خمس مال کا اس کے حوالے کیا جائے حضرت نے جناب امیر کو خمس لینے کے لیے ہمارے پاس بھیجا۔ قیدیوں میں ایک کنیز تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی جب پانچواں حصہ نکالا گیا تو وہ کنیز خمس میں آ گئی۔ اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ میں سے علی کی آل کے حصہ میں آئی۔ ایک روز جناب علی ہمارے پاس تشریف لائے ان کے سر کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ ہم نے پوچھا آپ کے غسل کرنے کی وجہ کیا ہے فرمانے لگے تم نے نہیں دیکھا کہ کنیز خمس میں آ گئی اور خمس سے اہل بیت نبوی

کے حصّہ میں آئی اور اہلِ بیت کے حصّہ سے علی کی آل کے حصّہ میں آئی ہے میں نے اس سے صحبت کی ہے پس اس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھکر مجھے تصدیق کے لیے حضرت کے پاس بھیجا۔ جب حضرت کے پاس پہنچا اور خط حضور کو دیا اور آپ نے اس خط کو پڑھا جس میں اس کی تصدیق کی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تو علی سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا اس کا بغض مت رکھ بلکہ اگر اس کو دوست رکھتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ خمس میں علی کی آل کا حصّہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیرؑ سے کوئی زیادہ عزیز نہیں تھا۔

عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں میرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

جناب امیرؑ کی تولا کے بغیر انسان جنّت کی بو نہیں سونگھ سکتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عبدا عبد اللہ عز وجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف حج علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عز وجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرمایا کی ہے اور اُحد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اس کی عمر اس قدر دراز ہو کر پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے۔ پھر اگر علیؑ کو دوست نہ رکھے تو وہ جنّت کی بو نہیں سونگھ سکے گا اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔

جناب امیر علیہ السّلام کی محبّت کی فضیلت

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ (اخرجہ الدیلمی والطبرانی فی الکبیر عن ابی وائل) جناب ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علیؑ سے محبت کی مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی خدا سے محبت کی جس نے علیؑ سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی ابن ابی طالب یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی ابن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اس طرح سے کھا جاتی ہے جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءنی جبرئیل من عند اللہ فقال یا محمد ان اللہ یقرئک السلام ویقول لک انی افترضت محبت علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغھم ذلک عنی (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ

عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریلؑ میرے پاس آس کے درخت کا ایک سبز پتا لے کر آئے اس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا کہ میں نے جناب علی بن ابیطالب کی محبت کو اپنی خلقت پر فرض کر دیا ہے یہ بات ان کو پہنچا دو

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابیطالب حسنۃ لا یضر معہا سیئۃ وبغضہ سیئۃ لا تنفع معہا حسنۃ (اخرجہ الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی ابن ابیطالب کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی برائی ضرر نہیں پہونچا سکتی۔ اور اس کا بغض ایک ایسی برائی ہے جس کے ساتھ نیکی نفع نہیں پہونچا سکتی ؎

(۵) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے یا علی خوشی ہو اس کے لیے جو تجھ سے محبت رکھے۔ اور تیری تصدیق کرے اور افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے ؎

(۶) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنوان صحیفۃ المومن حب علی بن ابیطالب (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کے نامہ اعمال کا عنوان علی بن ابیطالب کی محبت ہے ؎

(۷) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد میری امت کو وہ بات بیان کرنے والا ہے اس کی محبت ایمان ہے اور اس کا بغض نفاق ہے اور اس کی طرف دیکھنا عبادت ہے ؎

(۸) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اجتمع الناس علی حب علی بن ابیطالب لما خلق اللہ عزوجل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ علی کی محبت پر مجتمع ہو جاتے تو اللہ تعالے دوزخ کو پیدا نہ کرتا ؎

(۹) عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فقال ان اللہ عزوجل باھی بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ وانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محاب لقومی ولا محاب لقرابتی ھذا جبرئیل اخبرنی ان السعید من احب علیا فی حیوتہ وبعد موتہ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوتہ وبعد موتہ (اخرجہ احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمر) جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام سے مروی ہے کہ عرفہ کی رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر فرمانے لگے اللہ تعالے تمہارے ساتھ مباہات کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیا ہے اور علی کو خاص طور سے بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں اپنی قوم کو ڈرانے والا اور اپنے رشتہ داروں کو رعایت دلانے والا نہیں جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علیؑ سے ان کی زندگی اور موت کے بعد محبت رکھے اور پورا شقی وہی ہے جو انکی

زندگی اور ان کی موت کے بعد ان سے بغض رکھے۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی ان اللہ عزوجل قد زینک بزینۃ لم یزین العباد بزینۃ احب الی اللہ منہا الزہد فی الدنیا لا تنال الدنیا فیک شیئ ووہب لک حب المساکین رضوا بک اماما ورضیت بہم اتباعا فطوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک فاما الذین احبوک وصدقوک فہم جیرانک فی دارک ورفقاؤک فی قصرک واما الذین ابغضوک وکذبوا علیک فحق علی اللہ ان یوقفہم موقف الکذابین یوم القیامۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والخطیب والدیلمی فی فردوس الاخبار وابن الجوزی فی اسد الغابہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار عالم نے تجھے ایسی زینت سے آراستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا۔ وہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکے گی۔ اور مسکینوں کی محبت تجھے عطا کی ہے۔ وہ تجھے اپنا امام پا کر خوش ہو گئے ہیں اور تو ان کو اپنا پیرو پا کر خوش ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کو خوشی حاصل ہو جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور جنت میں تیرے ہمسایہ اور تیرے قصر میں تیرے رفیق ہوں گے۔ اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں پس اللہ تعالےٰ حق رکھتا ہے کہ ان کو قیامت کے روز جھوٹوں کی جگہ پر کھڑا کرے۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یتمسک بالقضیب الاحمر الذی غرسہ اللہ فی جنۃ عدن فلیتمسک بحب علی ابن ابیطالب (اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہئے کہ علی کی محبت سے متمسک ہو۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من احبنی فلیحبک فان العبد لاینال ولایتی الا بحب علی ابن ابیطالب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھنا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ تجھے دوست رکھے کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہنچ سکتا مگر علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی محبت سے۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت سید فی الدنیا والآخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ طوبی لمن احبک ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ الویل لمن ابغضک بعدی (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے یا علی تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست اللہ کا دوست ہے خوشی ہو اس کے لیے جو تجھے دوست رکھے۔ اور جس نے تجھ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض رکھا تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے افسوس ہے اس پر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔

(۱۴) عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحبک الا مومن

ولا یبغضک الا منافق وکان علی یقول والذی خلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعھد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی انہ لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق واخرجہ احمد ومسلم والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح
جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست رکھتا تجھے مگر مومن اور تجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔ جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتا ہے اور انسان کو ظاہر کرتا ہے البتہ محبت سے نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق ؞

(۵) عن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا قال لا یبقی مومن الا وفی قلبہ حب لعلی بن ابی طالب واخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وذکر النقاش انھا نزلت فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ (بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں عنقریب خدا تعالے ان کے ساتھ دوستی کرے گا) فرماتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا نہیں رہے گا جس کے دل پر جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ؞

(۶) عن عبداللہ بن ظالم قال جاء رجل الی سعید بن زید فقال انی احببت علیا بما لم احب شیئاً قط قال نعم ما رایت احببت رجلاً من اھل الجنۃ (اخرجہ احمد) عبداللہ بن ظالم نقل ہیں کہ ایک شخص نے سعید بن زید سے آکر کہا کہ میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی۔ سعید کہنے لگے کہ اچھی بات مجھے بھی ہے کہ تو جنت کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے محبت کرتا ہے ؞

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ (اخرجہ احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں یعنے حسنین علیہ السلام) کو اور ان دونوں کے والد اور والدہ کو دوست رکھے گا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا ؞

(۸) عن ابی بردہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن جلوس عندہ ذات یوم والذی نفسی بیدہ لا یزال تقدم عن قدم یوم القیمۃ حتی یسأل اللہ تعالیٰ الرجل عن عمرہ فیما افناہ وعن جسدہ فیما ابلاہ وعن مالہ فیم کسبہ وفیم انفقہ وعن حبنا اھل البیت فقال لہ عمرؓ ما اٰیۃ حبکم فوضع یدہ علی راس علی وھو جالس الی جانبہ فقال اٰیۃ حبی حب ھذا (اخرجہ الدیلمی) ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکتا کہ جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا جائے گا۔ اس کی عمر کہ اس نے کس بات میں صرف کی ہے اور پھر اس کے جسم سے کہ کس امر سے اس کو آزمایا ہے۔ اور اس کے مال سے کہ کس طرح سے اسے حاصل کیا اور کہاں پر اسے خرچ کیا۔ اور ہم اہل بیت کی محبت سے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے۔ علی علیہ السلام حضرت کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہماری

بت کی نشانی اس کے ساتھ ہمارے بعد محبت رکھنا ہے ۔

(۱۹) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من احبک فقد حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماتہ اللہ میتۃ جاھلیۃ (اخرجہ الخوارزمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کرے گا وہ امن اور ایمان میں گھرا ہوا رہے گا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض رکھے گا۔ اللہ تعالےٰ اسکو کفر کی موت مارے گا ۔

(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما (اخرجہ البغوی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہدے پیغمبر میں نہیں تم سے مانگتا سوال اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت مگر رشتہ والوں کی دوستی (لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں۔ جن کی مودت کے لیے خدائے تعالےٰ نے ہم کو امر فرمایا ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور ان دونوں کے دونوں بیٹے ہیں ۔

(۲۱) عن مالک قال طلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم متبسما ضاحکا فقام الیہ عبد الرحمن ابن عوف فقال یا بی انت وامی یا رسول اللہ ما الذی اضحکک قال لی بشارۃ اتانی من عند اللہ فی ابن عمی واخی وابنتی ان اللہ تعالےٰ لما زوج علیا فاطمۃ امر رضوان فھز شجرۃ طوبیٰ فحملت رقاعا یعنی صکاکا بعدد محبنا اھل البیت ثم انشأ من تحتہا ملٰئکۃ من نور فاخذ کل رقعۃ فاذا استوت القیٰمۃ باھلہا نادت الملٰئکۃ فی الخلائق فلا یلقون محبا لنا اھل البیت الا اعطوہ رقعا فیہ براءۃ من النار فبا اخی وابن عمی فکاک رقاب الناس من النار (اخرجہ الخوارزمی) مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ فرمایا میرے ابن عم اور بھائی اور بیٹی کی نسبت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبےٰ کے درخت کو ہلایا تو اس سے نجات کے پروانے ہم اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے موافق گرے۔ پھر اس کے نیچے نور کے فرشتے پیدا ہوئے انہوں نے وہ رقعے لے لئے۔ جب قیامت اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی۔ وہ فرشتے خلقت کو پکاریں گے اور ہم اہل بیت کے محبوں سے یوں ہی نہ ملیں گے بلکہ وہ نجات کے پروانے دیں گے۔ جن میں دوزخ سے نجات پانے کی برات درج ہوگی پس میرا ابن عم اور بھائی آگ سے لوگوں کی گردن چھڑانے کا باعث ہوا ہے ۔

(۲۲) عن سلمان قال لہ رجل ما اشد حبک لعلی فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہا آپ جناب امیرؑ سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ۔

(۲۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالےٰ من نور وجہ علی ابن ابی طالب سبعین الف ملکا یستغفرون لہ ولمحبیہ الی یوم القیٰمۃ (اخرجہ الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے علی کے منہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے ۔

(۲۴) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اتخذ علیا اخا من اہل السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل واول من احبہ من اہل الجنۃ حملۃ العرش ثم رضوان خازن الجنۃ ثم ملک الموت یترحم علی محبی علی کما یترحم علی الانبیاء (اخرجہ صاحب الیواقیت) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان سے جس نے اول علی کو بھائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہیں پھر میکائیل پھر جبرائیل ہیں اور جنت میں سے جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت ہیں اور پھر ملک الموت علی کے محبوں پر اس طرح سے رحم کرتا ہے جس طرح کہ انبیاء پر ۔

(۲۵) عن انس بن مالک قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان رأیتہ فی النوم یا انس ما حملک علی ان لا تؤدی ما سمعت منی فی علی حتی ادرکتک العقوبۃ ولولا استغفار علی لک ما شممت رائحۃ الجنۃ ابدا ولکن بشر فی بقیۃ عمرک ان اولیاء علی وذریتہ السابقون الاولون الی الجنۃ وہم جیران اللہ واولیاء اللہ حمزۃ وجعفر والحسن والحسین واما علی فہو الصدیق الاکبر لا یخشی یوم القیامۃ من احبہ (اخرجہ الخوارزمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد کیا اے انس تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا ہے کہ تو نے جو مجھ سے علی کی نسبت سنا لوگوں کو نہیں سنایا تاوقتیکہ تجھے عذاب الٰہی پہنچے ۔ اگر علی تیرے لیے مغفرت نہ کرتے تو کبھی جنت کی بو نہ سونگھتا لیکن اب باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہیو کہ علی کے محب سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہمسائیگی میں رہیں گے ۔ اور خدا کے ولی حمزہ اور جعفر اور حسن و حسین ہیں ۔ علی تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھیگا وہ قیامت کے روز خائف نہیں ہوگا ۔

(۲۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب علیا قبل اللہ صلوتہ وصیامہ وقیامہ واستجاب دعاءہ الا ومن احب علیا اعطاہ اللہ بکل عرق فی بدنہ مدینۃ فی الجنۃ الا ومن احب آل محمد امن من الحساب والمیزان والصراط الا ومن مات علی حب آل محمد فانا کفیلہ بالجنۃ مع الانبیاء الا ومن ابغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوبا بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے جس نے علی سے محبت کی اس سے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے ۔ اور اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے جس نے علی سے محبت کی خدا اس کے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اسے ایک شہر عطا کرتا ہے ۔ جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب سے اور میزان سے اور پل صراط سے امن میں ہے ۔ جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مر گیا اس کا میں ضامن ہوں کہ انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا ۔ اور جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہے وہ قیامت کے روز اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامیدی کی آیت لکھی ہوئی ہوگی ۔

(۲۷) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لمن احب علیا

جواز الدخول الجنۃ (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ سے محبت رکھتا ہو وہ سے کہدو کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے ... ہو جائے ۔

(۳۸) عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عہد الی عہدا فی علی فقلت یا رب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الھدی وضیاء الایمان وامام الاولیاء ونور جمیع من اطاعنی وھو کلمۃ التی الزمتھا للمتقین من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ ابو یوسف الکنجی)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق علیؑ کی نسبت خدا نے مجھ سے ایک عہد کیا ۔ میں نے عرض کیا یارب وہ مجھ سے بیان فرما ۔ پھر خدا نے فرمایا سن ۔ میں نے عرض کیا یا رب میں سن رہا ہوں ۔ فرمایا علی ہدایت کا علم اور ایمان کی نشانی اور دلیلوں کا امام ہے اور نور ہے اس کے لئے جو میری اطاعت کرتا ہے اور وہ ایک کلمہ ہے جس کو متقیوں کیلئے ملازم کر دیا ہے ۔ جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی ۔ اور جس نے کہ اس سے بغض کیا مجھ سے بغض رکھا ۔

(۳۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی الحوض رایۃ علی امیر المومنین وامام الغر المحجلین فاقوم واخذ بیدہ فیبیض وجھہ ووجوہ اصحابہ فاقول ما خلفتمونی فی الثقلین من بعدی فیقولون صدقنا الاکبر وتبعنا الاصغر ونصرناہ وقاتلنا معہ فاقول ردوا رواء مرویین فیشربون شربۃ لا یظماؤن بعدھا ابدا وجہ امامھم کالشمس الطالعۃ ووجوھھم کالقمر لیلۃ البدر او کاضواء نجوم فی السماء (اخرجہ ابن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حوض کوثر پر امیر المومنین امام الغر المحجلین کا علم پہنچیگا میں اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو جاؤں گا ۔ اس کا چہرا اور اس کے اصحاب کا چہرہ نور سے براق ہوگا ۔ میں ان سے پوچھوں گا تم نے میرے بعد دو بھاری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ۔ وہ کہیں گے بڑی چیز کی ہم نے تصدیق کی اور چھوٹی چیز کی پیروی کی ۔ اور اس کی مدد کی اور اس کے ساتھ ہو کر جہاد کیا ۔ میں ان سے کہوں گا ۔ جاؤ پیو اور پلاؤ ۔ وہ ایسا شربت پئیں گے کہ جس کے بعد ان کو پھر پیاس نہ لگے گی ۔ ان کے امام کا منہ مثل سورج کے چمکتا ہوگا اور ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے یا آسمان کے نورانی ستاروں جیسے ہوں گے ۔

(۴۰) عن ابی سعید الخدری قال اقبلت ذات یوم قاصدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا ابا سعید فقلت لبیک یا رسول اللہ قال ان للہ عمودا تحت العرش یضئ لاھل الجنۃ کما تضئ الشمس لاھل الدنیا لا ینالہ الا علی ومحبوہ (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہیں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا ۔ حضرتؐ نے مجھے فرمایا ۔ اے ابو سعید میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا کا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہلِ دنیا پر ۔ اس کے قریب کوئی نہیں جا سکے گا مگر علیؑ یا اس کے محب ۔

(۴۱) عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر ثم قال اللہ عز بما ھبط جبرئیل ثم قال ھبط جبرئیل فقال یا محمد ان اللہ غرس قضیبا فی الجنۃ ثلثۃ من یاقوتۃ حمراء

وثلثة من زبرجد خضراء و ثلثة من لؤلؤ رطبة ضرب عليها طاقات جعل بين الطاقات غرفا وجعل
فی كل غرفة شجرة وجعل حملها الحور العين واجرى عليه عين السلام ثم امسك فوثب رجل
من القوم فقال يا رسول الله لمن ذلك القضيب فقال من احب ان يتمسك بذلك القضيب
فليحب علی بن ابی طالب (اخرجه ابن المغازلی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھ کر ارشاد فرمایا۔ آیا تم کو معلوم ہے کہ جبرئیل کیا خبر میرے پاس لائے ہیں
پھر خود ہی یہ ارشاد فرمایا کہ جبرئیل یہ خبر لائے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے شاخیں جنت میں لگائی ہیں۔ تین سرخ یاقوت
کی۔ تین سبز زمرد کی۔ اور تین تازے موتی کی۔ اور ان پر طاق لگائے ہیں۔ اور ہر ایک طاق میں غرفے بنائے ہیں
اور ہر ایک غرفہ میں ایک درخت لگایا ہے۔ اور ان کے پھل حور عین ہیں۔ اور ان درختوں کو سلامتی کے چشمہ کا
پانی دیا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خاموش ہو گئے۔ ایک شخص کود پڑا اور کہنے لگا وہ شاخ کس کے لیے ہے حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے۔

(۲۲) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة اسری بی السماء الرابعة فاذا انا
بملك جالس علی منبر من نور والملائكة تحدق به فقلت يا جبرئيل من هذا الملك قال ادن منه وسلم
عليه فدنوت منه وسلمت عليه فاذا باخی وابن عمی علی فقلت يا جبرئيل سبقنی علی الی السماء الرابعة فقال
لی يا محمد لا ولكن الملائكة شكت حبها لعلی فخلق الله هذا الملك من نور علی صورة علی فالملائكة
تزوره فی كل ليلة جمعة ويوم جمعة سبعين مرة يسبحون ويقدسون الله ويهدون
ثوابه لمحبی علی (اخرجه عبد الله بن يوسف الكنجی الشافعی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں جب ہم چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے دیکھتے ہیں کہ ایک
فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور تمام فرشتے اس کے گرد حلقہ زن ہیں۔ ہم نے جبرئیل سے کہا یہ فرشتہ کون ہے
جبرئیل کہنے لگے آپ اس کے پاس جا کر سلام کریں۔ ہم اس کے پاس گئے اور سلام کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بھائی اور
ابن عم علی ہے۔ ہم نے جبرئیل سے پوچھا کہ ہم سے پہلے علی کو چوتھے آسمان پر لے آئے۔ جبرئیل کہنے لگے یا محمد
نہیں۔ مگر فرشتوں نے علی کی محبت کی شکایت کی تھی۔ پس خدا تعالےٰ نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر پیدا
کیا۔ پس ہر شب جمعہ اور روز جمعہ فرشتے ستر دفعہ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور اس کی پاکی
بیان کرتے ہیں۔ اور اس کا ثواب علی کے محبوں کو پہنچاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل

(۱) عن جابر بن عبد الله قال كنا عند النبی صلى الله عليه وسلم فاقبل علی فقال النبی صلى الله
عليه وسلم والذی نفسی بيده ان هذا وشيعته لهم الفائزون يوم القيامة ونزلت ان الذين امنوا
وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية (اخرجه ابن عساكر والخوارزمی والسيوطی فی الدر المنثور)
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ جناب امیر

تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعے پس وہی قیامت کے روز جنت کے رفیع درجات تک پہونچنے والے ہیں اور اسی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے اچھے ہیں ؛

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الاٰية ان الذين اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئك هم خير البرية قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هو انت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين (اخرجه ابن مردويه وابو نعيم فی الحلية والديلمی فی فردوس الاخبار والسيوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام کئے ہیں اچھے وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ سے ارشاد کیا کہ وہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں قیامت کے روز خوش اور خوشنود کئے گئے ؛

(۳) عن علی قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم تسمع قول اللہ تعالٰی ان الذين اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئك هم خير البرية انت وشيعتك وموعدی وموعدكم الحوض اذا جاءت الامم يوم القيامة تدعون غرا محجلين (اخرجه ابن مردويه والخوارزمی فی المناقب ثم السيوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ کیا تو نے خدا تعالٰے کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے ہیں۔ اچھے وہی لوگ ہیں سب خلقت سے بہتر۔ وہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جب قیامت کے روز تمام گروہ حاضر ہوں گے تو تم سفید منہ اور نورانی ہاتھ اور پاؤں والے پکارے جاؤ گے ؛

(۴) عن عبد اللہ قال بينا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجميع المهاجرين والانصار الا ماكان فی السرية اذ اقبل علی يمشی وهو متغضب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبه فقد اغضبنی فلما جلس قال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالك يا علی قال اذانی بنو عمك فقال يا علی اما ترضى انك معی فی الجنة والحسن والحسين وذرياتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذرياتنا واشياعنا عن ايماننا وشمائلنا (اخرجه احمد فی المناقب وابو سعيد فی شرف النبوة ومحب الطبری فی الرياض النضرة فی فضائل العشرة) عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا۔ تمام مہاجر و انصار بھی موجود تھے سوا ان لوگوں کے جو لشکر میں تھے۔ اتنے میں جناب امیرؓ پیادہ پا آتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے چہرے سے غضب کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اُسے غضب دلایا ہے اس نے مجھے غضب دلایا ہے جب جناب امیرؓ آکر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے ان سے پوچھا علیؓ تمہیں کیا ہوا ہے جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضورؐ کے بنی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرتؐ نے فرمایا علیؓ کیا تو راضی نہیں کہ تو میرے ساتھ جنت میں چلے اور حسنینؓ اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہماری ازواج اُن کے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہونگے

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يدخل الجنة من هذه الامة سبعون

الا لاحساب علیہم ثم التفت الی علی فقال ھؤلاء شیعتک یا علی وانت امامھم (اخرجہ شیخ الحرم الحافظ محمد بن یوسف بن الحسن الزرندی المدنی الانصاری فی درر السمطین فی فضائل علی والبتول والسبطین) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد کیا کہ اس امت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر حضرت امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے وہ تیرے شیعہ ہیں اور تو ان کے آگے ہوگا ۔

(۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد غفر لک ولذریتک ولولدک ولاھلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے ۔

(۷) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی علی ما فی الملا فی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب و ابراھیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وابن حسنویہ الاخلاصی فی الشفاء والوسیلۃ وعبد الملک بن محمد بن ابراھیم الخرکوشی فی شرف النبوۃ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ قریب ہو گے اور حوض پر میرے خلیفہ ہو گے اور تمہارے شیعہ نور کے ممبروں پر سفید منہ والے میرے ارد گرد ہوں گے پس ان کی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے ۔

(۸) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک وشیعتک تردون علی الحوض رواء مرویین مبیضۃ وجوھھم وان اعداءک یردون علی ظماء مقمحین (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراھیم) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ارشاد کیا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض پر سیراب ہوں گے اور سیراب ہو کر تمہارے منہ نورانی سفید ہوں گے ۔ اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے ۔

(۹) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق سرور دین پناہ نے جناب مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ سب سے اول جنت میں داخل ہوں گے ۔ وہ میں اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری نسل ہماری پشت کے پیچھے اور ہماری بیویاں انکی پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہوں گے ۔

(۱) عن ام سلمة قالت ان فاطمة اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہا علی فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہا راسہ فقال ابشر یا علی انت وشیعتک فی الجنة (اخرجہ فخر الاسلام نجم الدین ابو بکر بن محمد بن حسین السلامی المرندی فی مناقب الصحابة) اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیرؑ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائیں حضرتؐ نے ان کی طرف سر اقدس اٹھا کر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے۔

تنبیہ ان احادیث کے سوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جن میں شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے۔ امامیہ مذہب کے عالم مدعی ہیں کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا ہی گروہ اکناف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے اور علماء اہل سنت وجماعت دعویدار ہیں کہ وہ شیعہ اولی ہم ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں:۔

وشیعة اھل البیت ھم اھل السنة والجماعة لانھم الذین احبوھم کما امرھم اللہ ورسولہ واما غیرھم فاعداءھم فی الحقیقة (یعنی اہل سنت والجماعت ہی شیعہ اہل بیت ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم کے موافق اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اہل سنت کے سوا دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں) شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمة بھی ایک رسالہ میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں ہے لکھتے ہیں اہل سنت می گویند مایم شیعہ اولی واحادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آں مایم نہ روافض۔

اب ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ جس شیعہ گروہ کے فضائل میں یہ حدیثیں وارد ہیں ان کا کیا اعتقاد تھا کیونکہ کتب سیر اور تاریخ اور رجال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے سات مذہب تھے جن کے معتقدات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

(۱) ایک گروہ جنگ نہروان کا بقیہ السیف گروہ خوارج (بصرہ میں آباد تھا) وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاذ اللہ مسلمان تک بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ گروہ ابتدا میں حروریہ کے نام سے مشہور تھا آخر میں خوارج ومارقین کے نام سے معروف ہوا۔

(۲) دوسرا گروہ شام کے نومسلموں کا تھا جو امیر معاویہ اور آل مروان کا طرفدار تھا یہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو مسلمان تو سمجھتے تھے لیکن ان کی شانِ اقدس میں برسر محراب ومنبر سب وشتم کرتے تھے۔ آخر محققین اسلام نے ان کو ناصبی کا خطاب دیا۔

(۳) تیسرا گروہ جناب امیرؑ کو منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تھا۔ مگر جناب امیرؑ کی کسی قسم کی تقدیم کا قائل نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ان کو امیر معاویہ کے مساوی سمجھتا تھا۔ زمانہ نے اس گروہ کا جلد ہی خاتمہ کردیا کہ اس کا نام تک مشہور نہ ہوا۔

(۴) چوتھا گروہ جناب امیرؑ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد اور دیگر اصحاب سے افضل جانتا تھا یہ گروہ اہل السنت وجماعت کے نام سے مشہور ہوا اور یہی سواد اعظم نے دنیا بھر میں فروغ پایا۔

(۵) پانچواں گروہ جناب امیرؑ کو شیخین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل واعلیٰ سمجھتا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی کے قائل تھے اور ابتداء میں امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک تھا۔ اسی گروہ کے قریب قریب ایک اور گروہ تھا جو ان دونوں صاحبوں کے مفاصلہ میں متوقف تھا۔

[1] قال ابو عمر وتوقف جماعة فی علی وعثمان فلم یفضلوا واحدا منہما علی صاحبہ منہم مالک ابن انس ویحیی بن سعید القطان (دستیاب)

(۶) چھٹا گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب اصحابہ سے افضل اور اعلےٰ سمجھتا تھا۔ اور خصلہم علےٰ ترتیب الخلافۃ کا قائل نہیں تھا۔ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ وہ حضرت عثمانؓ شہید بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہمدردی رکھتا تھا۔ یہ لوگ تفضیلیہ اور شیعہ اولےٰ کہلائے جاتے تھے۔

(۷) ساتواں گروہ جناب شیخین کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا تھا۔ چونکہ ابتدا ہی سے اہل سنت کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہ ساتویں قسم کا گروہ اقل قلیل دنیا میں آباد تھا۔ بوجہ مخالفت مذہبی کے اہل سنت اس ساتویں گروہ کو ان کے چڑانے کے واسطے ان کو رافضی کہنے لگ گئے۔

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔ حدثنا شعبۃ حدثنی عدی بن ثابت سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانصار لا یحبہم الا مومن) قسطلانی میگوید عدی بن ثابت ثقہ است قاضی شیعہ امام مسجد ایشان بودہ در کوفہ و شیعہ کہ از مشائخ کبار اہل حدیث است و اورا امیر المومنین فی الحدیث گفتہ اند از وی روایت حدیث وارد۔ از اینجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ و اعتقادہائے ایشان در زمان سابق باین خرابی و رسوائی کہ متاخرین دارند نبودہ است۔ چنانچہ گفتہ اند کہ در آن وقت اعتقاد اینہا زیادہ برین نبود کہ امیر المومنین علی را بیشتر دوست میداشتند نسبت بائمہ دیگر و فضیلت باین ترتیب را کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اند انتہی کلامہ۔ شیخ نور الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے۔ کیونکہ علمائے اہل سنت بوجہ تنفر مذہبی کے شیخین کے سب کرنے والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خوارج سے بوجہ ان کی دیانت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں قال ابو داؤد لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من الخوارج اور خطابیہ یعنی روافض کی گواہی تک قبول نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قال اصحابنا الشافعی رضی اللہ عنہ اقبل شہادۃ اہل الاہواء الا الخطابیۃ من الرافضۃ۔

پس ثابت ہوا کہ وہ چھٹا گروہ جو جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس سمجھتا تھا۔ وہی شیعہ اولیٰ کا گروہ تھا۔ جن سے علمائے اہل سنت بھی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے۔ خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔ و نیز باید دانست کہ شیعہ اولیٰ کہ فرقہ سنیہ تفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند و چون غلاۃ روافض و زیدیان و اسماعیلیہ این لقب خود را ملقب کردند و معہذا قبائح و شرور اعتقادی و عملی کردند خوفا عن التباس الحق عن الباطل۔ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ این لقب بر خود نپسندیدند و خود را باہل سنت و جماعت ملقب کردند۔ لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض ادعا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ مگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو دیگر فرقے خوارج سے جو اہل سنت کے پہلے گذر چکے ہیں۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے۔ جو جناب امیر کے افضل اصحابہ ہونے کے قائل تھے۔ اسوا اس کے اگر اہل سنت ابتداءً شیعہ مشہور ہوتے اور زیدیہ اسمعیلیہ بوجہ خصومت کے کبھی اس نام کو اپنے لیئے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی ان کا نام پسند کرتے علاوہ بریں متاخرین اہل سنت ان شیعان اولیٰ کو اعتقاد تفضیل کے باعث ہمیشہ بدعتی سمجھتے چلے

آتے ہیں۔ اگر اہل سنت بھی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو بے چارے مبتدع کیوں قرار دیئے جاتے چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں بترجمہ ابان بن تغلب لکھتے ہیں۔ ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق وقد وثقہ احمد وابن معین وابوحاتم وقال کان غالیا وقال الجوزجانی زائغ مجاھر فلقائل ان یقول کیف ساغ توثیق مبتدع وحد الثقۃ العدالۃ والاتقان، فکیف یکون عدلا من ھو صاحب بدعۃ وجوابہ ان البدعۃ علی ضربین صغریٰ کغلو التشیع او کالتشیع بلا غلو ولا تحرف فھذا کثیر فی التابعین وتابعیھم مع الدین والورع والصدق فلو ذھب حدیث ھؤلاء لذھب جملۃ من آثار النبوۃ وھذا مفسدۃ بینۃ وام بدعۃ الکبریٰ کالرفض الکامل والغلو فیہ والحط علی ابی بکر وعمر والدعا الی ذات عند النوع لا یحتج بہ ولا کرامۃ فیہ۔

یعنی ابان بن تغلب کوفہ کا باشندہ شیعہ تھا لیکن صادق تھا ہم کہتے ہیں کہ اس کا صدق ہمارے لئے ہے اور اس کی بدعت اس کے لیے ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن معین اور ابوحاتم نے ثقہ مانا ہے اور کہا ہے کہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا۔ جوزجانی ناصبی[1] کہتا ہے کہ وہ حق سے پھرا ہوا اور بدگو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیوں کر مانی جا سکتی ہے۔ ثقہ کے لیے عدالت و اتقان لازم ہے پس جو شخص کہ بدعتی ہے۔ کیونکر عادل ہو سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت صغریٰ جیسے کہ تشیع میں غلو کرنا یا شیعیت بلا غلو کے یہ نامعلوم نہیں ہے کیونکہ ایسی شیعیت تابعین و تبع تابعین میں دین اور ورع اور صدق کے ساتھ بکثرت پائی جاتی تھی۔ اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ تو تمام آثار نبویہ ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائے گا۔ دوسری بدعت کبریٰ ہے۔ جیسے کہ پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گرانا ایسی قسم کی حاجت نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔ اس عبارت سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ تشیع بلا غلو یعنی جناب امیر علیہ السلام کی ساتھ بہ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا

[1] جوزجانی خود تو متعصب خارجی ہیں۔ لیکن ابان ابن تغلب کو بوجہ شیعیت کے زائغ اور مجاہر ٹھہراتے ہیں لسان المیزان میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں وممن ینبغی ان یتوقف فی قبول قولہ فی الجرح من کان بینہ وبینہ من جرحہ عداوۃ سببھا الاختلاف فی الاعتقاد فان الحاذق اذا تامل ثلب ابی اسحاق الجوزجانی لاھل الکوفۃ رای العجب وذلک لشدۃ انحرافہ فی النصب وشھرۃ اھلھا بالتشیع فتراہ فی جرح من ذکرہ بلسان ذلقۃ وعبارۃ طلقۃ حتی انہ اخذ یلین مثل الاعمش وابی نعیم وعبداللہ بن موسیٰ اساطین الحدیث واکان الروایۃ الخ یعنے یہ ضرور ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح کو جو اس نے کسی شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی عداوت کی وجہ سے کی ہو قبول کرنے میں تامل کرنا چاہیے چنانچہ اگر کوئی دانا ابواسحاق جوزجانی کی نکتہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کی شیعیت کی سبب تامل کرے تو ایک عجیب معاملہ دیکھے کہ کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کسی کا ذکر کیا ہے اس کی جرح کرنے میں کس قدر زبان کی تیزی کو کام میں لایا ہے یہاں تک کہ اعمش اور ابونعیم اور عبداللہ بن موسیٰ جیسے اساطین حدیث اور ارکان روایت کو بھی نرم کر ڈالا ہے۔

یا غلو تشیع (یعنی جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جس کی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کی ہے۔ والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ علی الصحابۃ فمن قدمہ علی ابوبکر وعمر فھو غال فی التشیع) یہ دونوں امر اہل سنت کے نزدیک بدعت صغریٰ ہیں۔

دوم یہ کہ تشیع بہ غلو کثرت تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا ہے۔

سوم یہ کہ اگر یہ شیعہ ان لوگوں کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا احتمال ہے۔

چہارم یہ کہ اہل سنت نے صاحبان بدعت کبریٰ یعنے روافض سے اخذ حدیث نہیں کیا اور نہ ان کی روایات کو مستند مانا ہے

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ غلو تشیع (یعنی شیخین پر جناب امیر کو فضیلت دینی جس کو متاخرین نے بدعت صغریٰ قرار دیا ہے) اس کی کہاں تک اصلیت ہے۔ بدعت کے معنی ہیں امر محدث فی الدین جس کی اخذ کتب اہلسنت اور آثار صحابہ سے نہ ہو ورنہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ جناب امیر کی فضیلت کا ثبوت احادیث صحیحہ وآثار صحابہ کو ملتا ہے سب سے قطع نظر کر کے ہم اس حدیث کو پیش کرتے ہیں۔ جو ائمہ حدیث کے نزدیک اثبت الاخبار واصح الاحادیث خبر متواتر حدیث متفق علیہ ارشاد انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ہے جس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ المنہاج شرح مسلم شریف لکھتے ہیں۔ وفیہ اثبات فضیلۃ علی ولا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ لیس فیہ الدلالۃ لاستخلافہ (یعنی اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت کا اثبات ہے جس میں تعرض نہیں کیا جا سکتا۔ باعث ان کے افضل ہونے کے بہ نسبت غیر سے یا اپنے مثل اصحاب سے اور اس سے ان کی خلافت پر استدلال نہیں ہو سکتا۔

حضرت اگر نہیں ہو سکتا نہ ہو۔ ہمارا مطلب تو ثبوت افضلیت ہے سو وہ آپ کی تقریر سے ثابت ہے۔

عن ابی جبیر قال قلت لعلی بن الحسین یا سیدی ان ابی حدثنا عن ابی جحیفۃ وھب بن الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر فقال این تذھب بک یا حکیم حدثنا سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ان المومن ھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخ بغداد فی ترجمۃ طریف بن عبید اللہ الموصلی) ابن جبیر کہتا ہے میں نے جناب امام زین العابدین سے عرض کیا تھا کہ بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ جناب امام نے فرمایا اے عقل والے تجھے ہم کہاں لے جائیں۔ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو۔ موسیٰ سے مومن ہمیشہ اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

صالح بن مہدی مقبلی علم شامخ فی آثار الحق علی الآباء والمشائخ میں لکھتے ہیں۔ والعجب من المحدثین تراھم یجرحون بمثل قول شریک القاضی وقد قیل عندہ معاویۃ حلیم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق وحارب علیا ولیقولہ فقد قیل لہ الا تقف ورتحاک غدا فقال لیس باخ من اثر غیر علی علی وعمار وتراھم یتکلمون فی وکیع واضرابہ من تلک الدرجۃ الرفیعۃ دنیا ودینا یقولون بتشیع انما ھو بمثل ذلک ما ذکرنا من شریک فاکان التشیع انما ھو فی والقدر فلعمرے ما لیس منصفا الخروج عن ولاد الحق لون وما کومن سمی نفسہ السنۃ ویدل جمیعھم فابتدعوا فی الجانب الاخر وضعوا ما رفع اللہ ودفعوا ما وضعہ انتہی کلامہ) یعنے محدثین سے تعجب ہے کہ وہ قاضی شریک کی بات پر ایسی کسی باتوں پر جرح کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ان کے پاس ذکر کیا گیا کہ امیر معاویہ حلیم ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جو شخص [illegible]

بن جائے اور علی کے ساتھ جنگ کرے۔ وہ حلیم تھیر ہوسکتا۔ اسی طرح سے ایک اور دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے فلانے بھائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا۔ اس نے کہا کہ جو شخص علی اور عمار پر عیب دھرے وہ ہرگز میرا بھائی نہیں ہے کبھی تو دیکھے گا کہ بعض محدثین میں سے وکیع اور اس کے امثال کو باوجود دین اور ورع میں ان کے اس قدر رفیع الدرجات ہونے کے شیعہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ اور ان کا شیعہ پن صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ہم نے قاضی شریک کا بیان کیا ہے۔ اور اگر شیعہ پن اسی کا نام ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے تو مجھے اپنی جوانی کی قسم ہے کہ پھر کوئی منصف خارج اس سے نہیں بچ سکتا۔ اہل حدیث وغیرہ وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بدعتی ٹھہرانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور خود دوسری طرف بدعت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرایا ہے اس کو بناتے ہیں اور جس کو بنایا ہے اس کو گراتے ہیں۔ اس مباحثہ سے یہ تو ہم کو ثابت ہوگیا کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین اور طبقہ تابعین میں رائج تھا۔ اب ہم کو تھوڑی دیر کے لیے نگاہ اٹھا کر ان کے اوپر کے طبقہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہیے کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں بھی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض اصحاب اس کے قائل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد تو خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم میں پایا جاتا ہے اسکو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھہرے گا۔ حافظ عبد البر النمری القرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بعد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ ھولاء علی غیرہ (یعنی سلمان اور ابوذر و مقداد اور خباب اور جابر اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے اور یہ بزرگوار ان کو یعنے جناب امیر کو ان کے غیر پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ حافظ ابن عبد البر کے سوا حافظ ابی الحجاج یوسف بن الزکی بن عبد الرحمان بن یوسف المزی الکلبی الشافعی نے بھی اس حدیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں نقل کیا ہے۔ اس کے ماسوا عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب المعارف میں جہاں پر شیعان علی کا ذکر ہے۔ لکھا ہے۔ واسماء الغالیۃ من الشیعۃ ابو الطفیل صاحب رایۃ المختار وکان آخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتا والمختار۔ وابو عبد اللہ الجدلی وزرارۃ بن اعین وجابر الجعفی (یعنی تشیع میں غلو کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔ ابوالطفیل کا علم بردار جو آنحضرتؐ کے سب دیکھنے والوں کے پیچھے فوت ہوا ہے اور مختار بن ابو عبیدہ اور ابو عبد اللہ الجدلی اور زرارہ بن اعین وجابر الجعفی ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے مذہب کی نسبت علامہ ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں وکان ابوالطفیل عامر بن واثلہ یتشیع فی علی ویفضلہ ویثنی علی الشیخین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما ویترحم علی عثمان رضی اللہ عنہم (یعنی ابوالطفیل عامر بن واثلہ جناب امیر کی شان میں اعتقاد شیعیت رکھتے تھے۔ اور شیخین یعنے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید بے دیت کے ساتھ ہمدردی کیا کرتے تھے۔ ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بذیل ترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں دخل شریک علی المھدی فقال لہ المھدی ما تقول فی علی بن ابی طالب قال ما قال فیہ جدک العباس وعبد اللہ قال وما قالا فیہ قال اما العباس فمات وعلی عندہ افضل الصحابۃ وقد

وکان یری کبراء المہاجرین یسألون عما ینزل علیہم من النوازل وھو ما احتاج الی احد حتی لحق باللہ عز وجل
واما عبداللہ فانہ کان یضرب بین یدیہ بصفین وکان فی حروبہ رأساً متبعاً وقائداً مطاعاً فلو کان
امامۃ علی جوراً کان اول من یقعد عنہا ابوک لعلمہ بدین اللہ وفقہہ فی احکام اللہ فسکت المہدی
ولم یمض بعد ھذا المجلس الا قلیل حتی عزل شریک رحمۃ اللہ علیہ) یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مہدی عباسی
کے پاس گیا۔ مہدی نے اُسے کہا۔ تو علی کے حق میں کیا کہتا ہے۔ شریک نے کہا کہ جو بات تیرے دادے حضرت عباس
اور عبداللہ بن عباس ان کے حق میں کہتے تھے۔ وہی بات میں کہتا ہوں۔ مہدی الٹا کہنے لگا۔ وہ کیا کہتے تھے۔
شریک نے کہا۔ عباس کا مرنے تک یہی اعتقاد تھا۔ کہ علی سب صحابہ سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت عباس دیکھا کرتے
تھے کہ اکابر مہاجرین کو عبادت میں کچھ مشکلیں پیش آتی تھیں۔ وہ جناب علی سے پوچھا کرتے تھے۔ اور جناب امیر کو اپنی وفات
کے وقت تک کبھی کسی صحابہ سے پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اور عبداللہ بن عباس میں تمام حروب صفین میں جناب
امیر کے تابع اور ان کی فوج کے سردار تھے۔ اگر جناب علی کی امامت ظلم ہوتی تو سب سے پہلے عبداللہ بن عباس ہی
بباعث اپنے دین اور تفقہ فی احکام کے ان کی شرکت سے کنارہ کش ہو جاتے۔ مہدی یہ سن کر خاموش ہو گیا اس گفتگو
پر نہایت ہی تھوڑی مدت گزرنے پر مہدی نے شریک کو قضا کے عہدے سے معزول کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ جس اعتقاد پر ہم کو مبتدع اور اہل البدعۃ قرار دیا جاتا تھا اس پر حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور خباب بن الارت اور جابر بن عبداللہ الانصاری
اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ کنانی اللیثی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ہمارے پیشوا ہیں۔
بابی انت وامی نعم ما قلت یا رسول اللہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم ؂
ولنعم ما قال امامنا ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رحمۃ اللہ علیہ ؎ اذ نحن فضلنا علیاً فاننا
روافض بالتفضیل عند ذوی الجہل × وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ × رمیت بنصب عند ذکری افضل
فلا زلت ذا رفض ونصب کلیہما × بحبہما حتی اوسد فی الرمل × وایضاً قال ؎ ولو کان الرفض
حب آل محمد × فلیشہد الثقلان انی رافضی × وقال البیہقی وانما قال الشافعی ذلک حین نسبہ
الخوارج الی الرفض حسداً وبغیاً (صواعق محرقہ علامہ ابن حجر) کیا اچھا فرمایا ہے ہمارے امام اعظم سیدنا و
مولانا حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ہم جناب علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے ہیں تو
ہم بیوقوفوں کے نزدیک رافضی ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اور جب ہم ابوبکر کے فضائل کو بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی قرار
دیئے جاتے ہیں۔ میں مرنے تک ان دونوں صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ رافضی اور ناصبی ہوں۔ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ
کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔ بیہقی رح کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نے یہ اشعار اس وقت تصنیف کئے تھے جب کہ خوارج نے بغی وحسد سے انکو رافضی کہا تھا

اب ہم ان شیعہ بزرگواروں کے نام کی ایک فہرست ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جن کو ایک طرف تو مبتدع قرار دیا جاتا ہے
اور دوسری طرف سے اخذ حدیث کیا جاتا ہے۔ حافظ عبدالرحیم العراقی شرح الفیہ الحدیث میں لکھتے ہیں
وکتاب مسلم ملآن من الشیعۃ یعنے صحیح مسلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالا مال ہے۔ سیوطی علیہ الرحمہ

تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں بخاری اور مسلم کے راویوں کے بیان میں لکھتے ہیں: واردت ان اسرد اسماء من رمی بالتشیع من اخرج لھم البخاری والمسلم او احدھما۔ وھم اسمٰعیل ابن ابان و اسمٰعیل بن ذکریا الخلقانی۔ وجریر بن عبد الحمید وابان بن تغلب الکوفی وخالد بن مخلد القطوانی۔ و سعید بن فیروز وابو البختری۔ وسعید بن عمرو بن اشوع۔ وسعید بن عفیر وعباد بن العوام۔ و عباد بن یعقوب۔ وعبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ وعبد الرزاق بن ھمام صاحب المصنف۔ وعبد الملک بن اعین۔ وعبید اللہ بن موسیٰ العبسی۔ وعلی بن ثابت الانصاری وعلی بن الجعد۔ وعلی بن الھاشم بن البرید۔ وفضل بن دکین۔ وفضیل بن مرزوق الکوفی۔ وفطر بن خلیفہ۔ ومحمد بن جحادۃ الکوفی ومحمد بن فضیل بن غزوان۔ ومالک بن اسمٰعیل وابو غسان یحیٰی بن الجزار ھؤلاء رموا بالتشیع نتھی۔ ارادہ کرتا ہوں میں شمار کروں نام ان لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ منسوب ہوئے ہیں اور احادیث اخذ کئے ہیں۔ ان سے امام بخاری یا مسلم نے یا ایک نے ان دونوں میں سے اور وہ اسمٰعیل بن ابان اور اسمٰعیل بن ذکریا خلقانی اور جریر بن عبد الحمید الخ۔

عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری نے المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہے وھو ھذا۔ الشیعۃ الحرث الاعور وصعصعہ بن صوحان والاصبغ بن نباتۃ وعطیۃ العوفی۔ وطاؤس۔ والاعمش۔ وابو اسحاق السبیعی۔ وابو صادق وسلمۃ بن کہیل والحکم بن عتیبہ۔ وسالم بن ابی الجعد وابراہیم وحبہ بن جوین۔ وحبیب بن ثابت ومنصور بن معتمر۔ سفیان الثوری۔ شعبہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ والحسن بن صالح بن حی وشریک قاضی وابو اسرائیل ومحمد بن فضیل ووکیع وحمید الرواسی۔ وزید بن الحباب۔ والفضل بن دکین۔ والمسعودی الاصغر وعبید اللہ بن موسیٰ۔ وجریر بن عبد الحمید۔ وعبد اللہ بن داؤد۔ وھشیم وسلیمان التیمی۔ وعوف الاعرابی۔ وجعفر الضبعی۔ ویحیٰی بن سعید القطان۔ وابن لھیعہ وہشام بن عمارہ۔ والمغیرہ صاحب ابراہیم۔ ومعروف بن خربوذ۔ وعبد الرزاق ومعمر وعلی بن جعد۔

ان کے سوا اکثر اور بھی ائمہ حدیث انہیں شیعان علی کی قطار میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن خلکان وفیات الاعیان میں بہ ترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابو عبد الرحمٰن بن شعیب النسائی خرج الی دمشق ودخل فسئل عن معاویۃ وما روی من فضائلہ فقال ما اعرف لہ فضیلۃ الا ماشبع اللہ بطنہ وکان یتشیع فما زالوا یدفعون فی خصیتہ حتی اخرجوہ من المسجد یعنی امام عبد الرحمٰن بن شعیب النسائی صاحب سنن کبیرہ دمشق میں گئے۔ لوگوں نے ان سے امیر معاویہ کے فضائل کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے ان کے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث کے کہ خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے یاد نہیں۔ دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لاتیں مار کر مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ تھے۔ ابن کثیر بھی

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبد الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں قال ابن طاہر سالت ابا اسمٰعیل الانصاری عن الحاکم فقال ثقۃ فی الحدیث رافضی خبیث ثم قال ابن طاہر کان شدید التعصب الشیعۃ فی الباطن وکان یظہر التسنن فی التقدیم والخلافۃ وکان منحرفا عن معاویۃ وآلہ متظاھرا بذلک ولا یعتذر منہ قلت اما الخرافۃ عن خصوم علی فظاہر واما

امر الشیخین فیحفظ لہما بکل حال فھو شیعی لا رافضی انتہی - یعنی ابی طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابواسمٰعیل انصاری سے حاکم کی نسبت استفسار کیا وہ کہنے لگا حاکم حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر کہتا ہے کہ حاکم شیعہ مذہب میں سخت متعصب تھا۔ اور تقدیم اور خلافت میں اپنے آپ کو اہل تسنن ظاہر کرتا تھا معاویہ اور اس کی اولاد سے منحرف تھا اور اسی کا اظہار کرتا تھا۔ اور اس میں عذر نہیں کرتا تھا میں کہتا ہوں کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا۔ سلئے اس کو شیعہ کہنا چاہیئے نہ رافضی ؛

بعض اصحاب یہ خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا کہ وہ حضرت اہل سنت کا نام لیوا ہے یا امامیہ جان کی جناب سے عقیدت رکھنے والا ہے اس لیئے یہ خاکسار جو اپنا مسلک لکھتا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہے ؛

(۱) جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلےٰ تھے ؛

(۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلاشبہ شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے ؛

(۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب مستحق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے تو استحقاق خلافت من حیث النبوۃ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ خلافت فی النبوۃ امر محال ہے باقی رہ گئی خلافت فی القاء صلاح امت تو عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو اس کا استحقاق حاصل تھا جس کو حاصل ہو گئی وہی خلیفہ ہو گیا ؛

خلافت امر منصوص نہیں تھا اگر ہوتا تو اس قدر جھگڑے کیوں پیش آتے۔ اور انصار منا امیر و منکم امیر کیوں کہتے اور کیا مہاجر اس نص کو پیش نہ کرتے ؛

اس کے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا۔ جس وقت ہم یہ بحث کرنے لگیں پہلے ہم کو یہ فیصلہ کر لینا چاہئیے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین سیاست میں جو مختلف اصول استخلاف کے ہیں ان میں سے کون سے اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں آیا انتخاب کی بنا پر یا وراثت کے اصول پر ؟

وراثت کا اصول عموماً ہمارے دلوں میں جاگزین ہے اور اسی کو نگاہ میں رکھکر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل تھا نہ حضرت امیرؓ کو سب سے پہلے امام حسنؑ اور ان کے بعد امام حسینؑ کا حق تھا ان کے بعد ان کی اولاد کا بلاشبہ عرب کیلئے یہی اصول تھا اگر اسکو اختیار کیا جاتا۔ مگر لطائف الحیل اور بیرونی جھگڑوں نے جن کا ہم عنقریب ذکر کریں گے کسی کو اسکی طرف ملتفت نہ ہونے دیا۔ ماسوا اس کے عرب میں اس وقت سیاست مدن کا جو طریقہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہوری تھا۔ اور نہ پورا شخصی۔ نہ پورا انتخابی نہ پورا موروثی۔ حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اس میں خالص اصول انتخاب وغیرہ کا مرعی نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتیں نہیں گذری تھیں اور صحابہ کبار تجہیز و تکفین کا فکر کر رہے تھے کہ ان کے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو امیر اور خلیفہ بنالیں۔ درحقیقت مدینہ میں منافقت کا بیج جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کے چالوں سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سے تکرار پر ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت، تم نے آپ ہی غیروں کو بلا کر اور شہر میں بسا کر اپنے سر پر ڈالی (لائف آف محمد سر ولیم میور صفحہ ۳۰۸) وہ اس وقت قومی ساوات و حقوق کے پردہ میں بار آور ہوا۔ اور اس نے

انصار کو جلدی اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جاتی رہے۔ چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے ہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والوں کے زیر نگین رہنا کسی قدر ناگوار خاطر معلوم ہوتا تھا۔ اور ان کا خیال یہ تھا کہ ان وطن سے بھاگے ہوئے لوگوں کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور ان کی اعانت کی ہے جو ان پر احسان ہے۔ یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئیں نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بن جائیں۔ وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکات ہی ایسی تھی جس کی غلامی ہم دل و جان سے کرتے تھے۔ اب ان کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت الامر ہم ایک کو اپنے میں سے اپنا جداگانہ امیر بنا لیں۔ چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کے گروہ کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کے لئے نامزد بھی کر لیا تھا غرضیکہ بقول سر ولیم میور وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آئندہ اتفاق معرض خطرے میں تھا (دیکھو کتاب اینلس آف ارلی خلافت صفحہ ۲)

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ یہ سن کر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے حضرت ابو عبیدہ راستہ میں ان کے ساتھ ہو گئے یہ تینوں اصحاب انصار کے مجمع میں جا پہنچے۔ اور دقت کے بعد ان کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکرؓ نے کہا حضرت عمرؓ یا ابو عبیدہ میں سے جو اس وقت حاضر ہیں ایک کو منتخب کر لو حضرت عمرؓ نے عجلت کر کے کہا تا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہ ہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی بہتیری کوشش کی مگر بنی اوس نے جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے میں کامیاب نہ ہوسکا (دیکھو لائف آف محمد مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۱۴۸۵) حضرت علی علیہ السلام اس وقت موجود نہیں تھے اور نہ اس سے مانع ہونے کی مہلت ملی۔ جب حضرت ابوبکرؓ وہاں سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تھے اس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق ان کو تا عمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اب باہر کی حالت عرب میں جوش ارتداد و الحاد پھیلا ہوا تھا ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے۔ اور اس کی اشاعت کے ابتدا ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت بر سر پرخاش تھے۔ چنانچہ جن کی تنبیہ کے لیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ سرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور میں گرفتار تھے۔ صرف مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے۔ جو فتح مکہ سے پہلے حلقہ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور جن کے دل پر خدا نے سکینہ اتارا تھا۔ ان کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی۔ جن میں بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے۔ جب کہ ان تھوڑے سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا۔ اگر عجالتاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر اور انصار میں ہی تلوار چل جانے کا اندیشہ تھا۔ جس سے اسلام کا آئندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکرؓ سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی انتظار میں بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر بیعت کو تھوڑی دیر کے لیے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امت محمدیہ میں پیدا ہو جاتا۔ پھر جس کی اصلاح اگر غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہو جاتی۔

اس کے ماسوا اگر ایسے شورش ناک وقت میں جناب امیرؑ کے دست مبارک پر بیعت واقع ہو جاتی تو اکثر بنی امیہ جو ابتدا ہی سے

جناب امیر سے جلتے رہتے تھے۔ کیونکہ ان کے ہاتھوں سے عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید جیسے اموی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے۔ ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈال دیتے۔ بھلا بنی امیہ کو اپنے خویش و اقارب کے قاتل کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی اندرونی جھگڑا جمل اور صفین جیسا برپا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مرتدان عرب اور مدعیان نبوت کا دفعیہ تو درکنار صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بھر کی فرصت نہ ملتی۔ یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیرؑ کی بیعت سے مانع آئی۔

ان واقعات محققہ سے چشم پوشی کرکے جو کچھ جس کے جی میں آئے سو کہے نہ وہ بزرگوار غاصب تھے اور نہ کسی کا حق چھیننا چاہتے تھے جو کچھ انہوں نے کیا وہ مقتضائے وقت تھا۔ ان کی نیت بالکل نیک تھی اسی نیک نیتی کی بدولت خدا نے ان کو وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کا مصداق فرمایا تھا۔ چونکہ جس موقعہ پر یہ اقتضا حاضر تھا نفس کے خواہش و دیگر جذبات سے ذوالفقار حیدری بھی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہو سکتی تھی اس لیے بنظر حفظ ما تقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیرؑ کو چھوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور یہی احتیاط مد نظر رکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوریٰ کے سپرد کیا۔

جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گرویدہ ہو چکے تھے اس لیے اصحاب شوریٰ یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام بھی اتباع سیرت شیخین رضی اللہ عنہما کا اقرار کر لیں۔ اگر جناب امیرؑ کی بیعت بالاجماع عمل میں لائی جائے اور کوئی فتنہ پیدا نہ ہو جبکہ جناب امیرؑ شیخین رضی اللہ عنہما کو اکثر امور شرعیہ میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ جن کی نسبت اکثر جناب عمر رضی اللہ عنہ لولا علی لھلک عمر اور اعوذ باللہ من معضلۃ لیس فیہا ابوالحسن اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے جناب امیرؑ نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا اور بخوف وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیر ہمیشہ اپنی خلافت کے خواہاں رہتے تھے۔ مگر ان کی خواہش نہ اس غرض سے تھی کہ ان کو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے بلکہ ان کی منشا یہ تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی جو بتقاضائے بشریت اکثر خلفائے ظہور میں آتی رہی ہے احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے۔

بیشک ترتیب خلافت اجماعی ہے لیکن فضلہم علی ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں چنانچہ حافظ ابن عبدالبر میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں واختلف السلف ایضاً فی تفضیل علی وابی بکر یعنی سلف کا جناب امیرؑ اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

فضلہم علی ترتیب الخلافۃ پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کر لیا ہے چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے۔ قال ابو عمر وقف جماعۃ من اھل السنۃ فی علی وعثمان فلم یفضلوا احدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انس ویحیی بن سعید القطان واما اختلف فی السلف فی تفضیل علی وابی بکر فقد ذکر ابن خیثمۃ فی کتابہ من ذلک ما فیہ کفایۃ واھل السنۃ الیوم علی ما ذکرت لک من تقدیم ابی بکر فی الفضل علی عمر وتقدیم عمر علی عثمان وتقدیم عثمان علی علی وعلی ھذا جماعۃ اھل

الحدیث من زمن احمد بن حنبل الاخواص من اجلۃ الفقہا مروائمۃ العلماء فانہم علی ما ذکرنا مالک و یحیی بن سعید القطان وابن معین ۔ فھذا ما بین اہل الفقہ والحدیث فی ہذا المسئلۃ و اما اختلاف سائر المسلمون فی ذلک فیطول وقد جمعہ قدیم انتھی) پس یہ اسلاف کا اختلاف ایک دلیل روشن ہے کہ تفضیلہم علی ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں ہے ۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے ۔ مگر معصوم نہیں تھے ۔ اور بوجہ مجتہد تخطی وقد یصیب ان سے فدک کے معاملہ میں خطائی الاجتہاد واقع ہوگیا ہے ۔

(۵) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنے کے لئے جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آچھپے تھے حضرت امیرؑ پر خروج ثابت ہے جس میں ان سے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے ۔ لیکن جنگ جمل میں طلحہ و زبیر دونوں صاحب شریک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہوگئے تھے ۔ اور ام المومنین بے اختیار معرکہ میں پھنس گئیں ۔

(۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل اصحابہ مجتہد تھے ۔ اور بعض عوام تھے ۔ اس کا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث پر کریں گے ۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنے کے لیئے نہیں لڑے بلکہ خلافت کے لئے لڑے تھے ۔ اس میں ان سے خطا منکر سرزد ہوئی ہے لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے حد صحابیت سے خارج نہیں ہوگئے ۔ صحابہ معصوم نہیں تھے ۔ اکثر بعض سے بتقاضائے بشریت خطا منکر وقوع میں آگیا ہے لیکن ایسے خطا کی وجہ سے مورد لعن وطعن نہیں ہوسکتے ۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور اصلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے اگر کل امور میں اتباع سنت وترویج قواعد شریعت ملحوظ خاطر خلیفہ ہے ۔ تو خلافت راشدہ ہے ورنہ مملکت عضوضہ ہے ۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کے لیے امر لازم تھی ۔ نہ ولائیت کے لیئے ۔ جب کہ بجز چند نفوس انبیاء کے کوئی نبی سلطان وقت نہیں ہوا ۔ ولی کا سلطان وقت ہونا کہاں سے لازم سمجھا جاسکتا ہے ۔ طالوت ملک صالح تھا ۔ لیکن نبی نہیں تھا ۔ اس کے عہد میں سموئیل نبی تبلیغ احکام کرتے رہے ہیں ۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سب شیخین نہایت امر شنیع ہے ۔ ہم اپنے امامیہ مذہب کے احباب کے ساتھ ہرگز اس میں اتفاق نہیں کرسکتے ۔

اور اگر تاریخی واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہیئے ۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوشی خوشی یا رضامندی سے خلافت حاصل کی ہے یا اس نازک موقع پر جب کہ خانہ جنگیوں کے چھڑ جانے کا احتمال تھا اور جس کے اسباب فراہم ہوتے چلے جاتے تھے مجبور ہوکر طوعاً و کرہاً اس کو منظور کیا تھا ۔ اور جو خطرہ کہ سامنے نظر آرہا تھا ۔ اس کو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا ۔

اسلامی خلافت میں اس وقت آیا کچھ عیش وعشرت کے سامان موجود تھے جن کی کہ ان کو طمع پیدا ہوگئی تھی ۔ یا کہ بڑی بھاری ذمہ داری کا کام تھا کیا وہ سنہری سہرے سے سجی ہوئی سیج تھی ۔ یا کانٹوں کا بچھونا بچھا ہوا تھا ۔

اب اس کی وسعت کو دیکھو کہ تمام عرب میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ارتداد والحاد اور بغاوت پھیل گئی تھی۔ جس کی نسبت ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتا ہے ارتدت العرب عامۃ وخاصۃ واجتمع علی طلیحۃ عوام اسد وطی وارتدت غطفان والتحقت ہوازن فامسکوا الصدقۃ وارتد خواص من بنی سلیم وکذا سائر الناس بکل مکان ۱۲ ووثب الاسود بالیمن ووثب مسیلمۃ بالیمامۃ ثم وثب طلیحۃ بن خویلد فی بنی اسد یدعی کلہم النبوۃ ۱۲ وتنبأت سجاح بنت الحارث من بنی غطفان واتبعہا الہذیل بن عمران فی بنی تغلب وعقبۃ بن ہلال فی النمر والسلیل بن قیس فی شیبان وزیاد بن بلال وقبلت من الجزیرۃ فی ہذہ الجموع قاصدۃ المدینۃ: یعنی عرب کے قبیلے بعض پورے بعض ادھورے مرتد ہو گئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد نے اتفاق کر لیا۔ اور غطفان مرتد ہو گئے۔ ہوازن کے لوگوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا۔ بنی سلیم بھی اکثر مرتد ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھے تھے ۱۲ اسود عنسی یمن میں اور مسلیمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعوے دار کھڑے ہو گئے تھے ۱۲ بنی غطفان کی عورت سجاح بنت الحارث نے بھی نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اور بنی تغلب سے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں میں سے زیاد بن بلال اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور وہ عورت اس جمعیت کے ساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی۔ غرضیکہ مکہ والے لوگ بھی بگڑنے کو تیار تھے۔ جس کا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں بھی کیا ہے۔ صرف ایک مدینہ منورہ ہی باقی رہ گیا تھا۔

جس کو اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ وہ بھی اندرونی فساد سے معرضِ خوف وخطر میں تھا۔ پس ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی زبردست تدبیروں نے نہ صرف اعراب کے بے چین اور پرشر طبائع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر اور ایران جیسی بڑی سلطنتوں کو جولانگاہ اسلام بنا دیا۔

پس اگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پہ کوئی الزام لگایا جا سکتا ہے۔ تو صرف یہ ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے ایسے شورش ناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور مفسدہ سے کیوں بچایا اور کیوں وہ اسلامی سلطنت دنیا میں قائم کی جس کی بدولت آج ہم مسلمان کہلائے جاتے ہیں۔ اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چال چلن اور بے نظیر حیرت انگیز کارناموں کو گبن اور کارلائل اور سر ولیم میور جیسے عیسائی منصف مزاج مؤرخ باوجود مخالف مذہب کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں۔

نہایت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگانِ دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آنے کو اور ان کے حق میں کلمات شنیعہ کے استعمال کرنے کو فرائض مذہبی کا ایک جزو اور باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔

(۱) خدا کا پاک کلام بآوازِ بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق الاسلام تھے۔ مہاجر تھے۔ بدری تھے بیعت الرضوان میں داخل تھے۔ ان جلیل القدر اسلامیوں نے سب سے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے خالصاً لوجہ اللہ اسلام قبول کیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے خویش واقارب کو چھوڑ کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جان ومال فدا کیا تھا اور قوم کے ہاتھوں سے ظلم وستم اٹھائے تھے اور اسلام میں فقر وفاقہ کو گوارا کیا تھا۔ غرضیکہ وہی لوگ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (اور) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار

(اور) رحماء بینھم (اور) وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض (اور) السابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (اور) لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (اور) والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا ولاجر الاٰخرۃ اکبر (اور) والسابقون السابقون اولٰئک المقربون فی جنات النعیم (اور) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار (اور) ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین کے مصداق تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کونسا ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے ہیں۔ کیا قرآنی نصوص صریحہ کو کوئی حجت باطل کر سکتی ہے۔

احراق بیت فاطمہ کی تہدید کا بے بنیاد الزام (جس کا سر ولیم میور جیسا متعصب مخالف اسلام بھی قائل نہیں ہے (دیکھو لائف آف محمدؐ مصنفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۸) ان بزرگوں کی طرف عاید کر کے بدگمان ہو جانا نہایت عقل اور انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرآنیہ یقینی اور ان کے احکام قطعی ہیں۔ اخبار و آثار ظنیت کے درجہ سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ ان کے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جو شخص کہ نصوص صریحہ کو چھوڑ کر روایات کا متتبع کرتا ہے۔ وہ گمراہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

جن آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکررنجیاں ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا احاد میں کوئی اثر متواترات کی حد تک تو کیا صحت کے درجہ تک بھی نہیں پہونچتا۔ پس ایسے ظنیات وشکیات اور وہمیات کا تتبع کر کے نصوص قرآنیہ اور دلائل یقینیہ کو جن سے ان اصحابہ کے فضائل ومناقب ثابت ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت کے خلاف ہے ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سننے والا آسے آنکھ بند کر کے سنتا ہے پھر اس اصل پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر آگے تیسرے کے پاس نقل کرتا ہے تیسرا اپنی طرف سے کچھ اور اس پر طرہ لگا کر چوتھے کو سناتا ہے یہاں تک کہ اس قصہ کی اصل حقیقت پوشیدہ رہ جاتی ہے اور جس نے مخالف ایک نیا قصہ بن جاتا ہے اور بے سمجھ آدمی اس کو سن کر اور اس پر یقین کر کے صحابہ کے حق میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

سوم اگر بفرض محال وہ حضرات ایسے ہی تھے۔ جیسے کہ ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں تو ہم کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ کے منبر پر کیوں بیٹھنے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو روضہ ریاض الجنۃ ہے کیوں دفن ہونے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر نے تقیہ کیا تھا تو بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ اصحاب جناب امیر علیہ السلام جیسے شجاع عرب سے فدک چھین لیں۔ خلافت غصب کر لیں۔ بیٹی چھین لیں۔ گھر جلا دیں اور جناب امیر ان کا منہ دیکھتے رہ جائیں کوئی بھی بنی ہاشم بر سر غیرت نہ آئے۔ اور قومی اور اسلامی ذلت کو روا رکھے۔ جناب حسین علیہ السلام نے تو اپنا سر اقدس کٹوا دیا تھا۔ پھر اپنا گھر جلوایا۔ لیکن جناب امیر زندہ ہوں اور ان کے سامنے ان کا گھر جلایا جائے نہایت تعجب کی بات ہے

چہارم جہاں تک کہ ہم سچی روایات کا تتبع کرتے ہیں ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ان بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخریہ ارشاد کیا کرتے تھے۔ ولدنی ابوبکر مرتین۔ یعنے مجھے ابوبکر نے دو دفعہ جنا ہے۔ اس کی وجہ کہ عبد الرؤف المناوی طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ ان امہ فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وامّ الامام اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر لذالک کان یقول ولدنی ابوبکر مرتین یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فردہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا۔ اور قاسم کی والدہ کا نام اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر تھا۔ اسی لئے جناب صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوبکر نے دوبارہ جنا ہے ظاہر ہے نسب میں ان کے ساتھ فخر کیا جاسکتا ہے۔ جو قابل فخر ہو۔

اسی طرح سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ما تقول فی ابی بکر و عمر آپ نے فرمایا ھما امامان عادلان کانا علی الحق وماتا علی الحق یعنی وہ دونوں امام تھے عادل تھے اور حق پر تھے۔ اور حق پر ان کا انتقال ہوا۔ حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب اولہ نقیہ فی اثبات تقیہ مطبوعہ لودہانہ ۱۲۸۷ھ میں اسکو تحریر فرما کر اس کے معانی میں ایک طویل لاذیل تاویل درج کی ہے۔ لیکن ایسی تاویلیں اگر ہر کلام میں پیدا کی جائیں تو شاید ہی کسی کلام سے مستقیم معنی پیدا ہوسکیں۔

بحار الانوار میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ علیہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمر ابن ھشام حافظ ذہبی کاشف میں ہمارے شیخ المشائخ اجلح بن عبداللہ الکندی الشیعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں اجلح بن عبداللہ ابو حجیہ الکندی کان شیعی وروی عنہ شریک القاضی انہ قال من سب ابابکر و عمر احد الا افتقر او قتل یعنے اجلح بن عبداللہ ابو حجیہ الکندی شیعہ مذہب تھے شریک القاضی ان سے روایت کرتا ہے کہ اجلح کہا کرتے تھے کہ جس کسی نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر سبّ کی ہے وہ یا تو محتاج ہوگیا ہے یا مارا گیا ہے۔ خیر ہمیں کہ آسم تامل نہیں کہ وہ محتاج ہوگیا ہے یا مارا گیا ہماری غرض تو صرف اتنی ہے کہ ہمارے شیعان اولے سب دیعنے دشنام شیخین کو بہت بُرا جانتے تھے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے خواہ ہمکو کوئی سنی کہے یا شیعہ کہے۔

ہمارے نزدیک وہ صدیق تھے۔ اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے خدا کے خاص بندے تھے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

جناب امیرؑ کی محبّت کا علامت ایمان ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولاک یا علی ما عرف المؤمنون من بعدی واخرجہ المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومن نہ پہچانے جاتے۔

جناب امیرؑ کا ولی المومنین ہونا

(۱) عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن بعثین علی احدھما علی بن ابی طالب وعلی الاخر خالد بن ولید فقال اذا التقیتم فعلی علی الناس وان افترقتم فکل واحد منکم علی جندہ قال فلقینا بنی زبید اھل الیمن فاقتتلنا فظھر المسلمون علی المشرکین فقتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فاصطفی علی امرأۃ من السبی لنفسہ فکتب خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ قال فدفعت الکتاب الیہ ونلت من علی فتغیر وجھہ فقلت ھذا مکان العائذ بعثتنی مع رجل وامرتنی ان اطیعہ ففعلت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن فی علی فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم من بعدی (اخرجہ احمد والنسائی وفی اسنادھما اجلح الکندی وھو شیعی لکن وثقہ ابن معین کما ذکرہ ابن حجر العسقلانی فی تقریب التھذیب.

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد بریدہ رضؓ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں۔ ایک فوج پہ جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسری پر خالد بن ولید کو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں دونوں فوجیں اکٹھی ہو جائیں تو دونوں میں علی ہی امیر سمجھے جائیں۔ اور اگر جدا جدا ہیں تو تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جائیں۔ ہم اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر جا لے مسلمانوں نے باہم ملکر مشرکوں سے مقابلہ کیا اور بنی زبید کے جوان بچے گرفتار کر لئے۔ علیؑ نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا خالد بن ولید نے یہ قصہ حضرتؐ کی خدمت میں خط لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لے کر حضرتؐ کے حضور میں جاؤں۔ میں نے خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی۔ حضرتؐ کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا میں نے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا تھا اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا۔ جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے مت پڑو۔ وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۲) عن بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الحاکم فی المستدرک والضیاء فی المختارۃ والوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اسکو حکم ہوتا ہے۔

(۴) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل مایومر (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جو کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۵) اخرج احمد فی المسند حدثنا عبد الرزاق وعفان قالا حدثنا جعفر بن سلیمان قال حدثنی یزید الرشک عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سریۃ وامر علیہم علی بن ابیطالب فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ فتعاهد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یذکروا امرہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمران وکنا اذا قدمنا من سفر بدانا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلمنا علیہ قال فدخلوا علیہ فقام رجل فقال یا رسول اللہ ان علیا قد فعل کذا وکذا فاعرض عنہ ثم قام الثانی فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا وکذا فاعرض عنہ ثم قام الثالث فقال یا رسول اللہ ان علیا فعل کذا وکذا فاعرض عنہ فقام الرابع فقال یا رسول اللہ ان علیا فعل کذا وکذا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الرابع وقد تغیر وجہہ فقال دعوا علیا دعوا علیا دعوا علیا ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی (اخرجہ النسائی فی الخصائص وابو یعلی فی مسندہ وابن جریر فی تھذیب الآثار وصححہ وقال المحب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ قد اخرج الترمذی وقال حسن غریب وابن حبان فی صحیحہ وقال ابن حجر فی اصابہ فی تمییز الصحابہ قد اخرجہ الترمذی باسناد قوی وقال الحاکم فی المستدرک ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ابن عدی والطبرانی وابو نعیم فی فضائل الصحابۃ وابن المغازلی فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ وابن السبع الاندلسی فی الشفاء والحافظ الذہبی فی میزان الاعتدال فی نقد الرجال والسیوطی فی جمع الجوامع وصححہ واخرجہ مختصرا ابوداؤد والطیالسی فی مسندہ وابن ابی سفیان فی فوائدہ وابراھیم بن عبد اللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وقال السیوطی فی القول الجلی فی فضائل العلی اخرجہ ابن ابی شیبۃ وصححہ والیضاً صححہ المتقی فی کنز العمال۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ ایک کنیز اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب امیرؑ کے اس فعل کا حضرت سے تذکرہ کریں گے۔ عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرتؐ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے پس وہ لوگ حضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوئے ایک شخص اٹھ کر ان سے کہنے لگا یا رسول اللہ جناب امیرؑ نے یہ فعل کیا تھا حضرتؐ نے اس سے اپنا مونہہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ علی نے یہ کچھ کیا تھا حضرتؐ نے اس سے بھی مونہہ پھیر لیا پھر تیسرے نے بھی ایسے ہی عرض کی آپ نے اس سے بھی اپنا مونہہ پھیر لیا جب چوتھے نے بھی کہا تو حضرت کا چہرہ متغیر ہو گیا آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے تین دفعہ فرمایا ــــ تم علی رضہ کے

بے شک علیؑ میرا ہے۔ میں علیؑ کا ہوں وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے۔
اس حدیث کو امام نسائی نے خصائص میں اور ابو یعلے نے مسند میں اور امام ابن جریر طبری نے تہذیب الآثار میں روایت کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور محب طبری ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اس کی تخریج کی۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ جناب امیرؑ اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو اسناد قوی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے۔ باوجودیکہ شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں اور فقیہ ابو المغازلی نے مناقب میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں اور ابن سبوع الاندلسی نے کتاب شفاء اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اس کو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اس کے صحیح ہونے کی نسبت لکھا ہے۔ ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند اور ابی شیبہ نے کتاب الفوائد میں اور ابراہیم بن عبد اللہ الوصابی نے الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفاء میں اس حدیث کے خلاصہ کو روایت کیا ہے۔ اور جلال الدین السیوطی کتاب قول الجلی فی فضائل علیؑ میں لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نے اس کے صحیح ہونے کی بات کہا ہے اور متقی نے بھی کنز العمال میں اس کو صحیح مانا ہے۔

عن ھبیرۃ بن مریم وسعید بن وھب وحبۃ العرنی وزید بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علیا ناشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ فقام بضع عشر فشہدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

ہبیرہ بن مریم وسعید بن وہب وحبۃ العرنی وزید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے لوگوں کو قسم دیکر کہا جس نے حضرت سے اس حدیث کو سنا ہو کہ جس کا میں ولی ہوں پس اُس کا علیؑ ولی ہے وہ بیان کرے دس اوپر کتنے آدمیوں نے اٹھ کر بیان کیا۔ کہ ہم نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔ کہ جس کا ولی میں ہوں اُس کا علیؑ ولی ہے۔

روی ابو داؤد الطیالسی حدثنا ابو عوانۃ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت ولی کل مؤمن من بعدی (اخرجہ الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب وقال قال ابو عمر ھذا اسناد لا مطعن فیہ لاحد بصحتہ وثقۃ نقلتہ) وھکذا ذکرہ ابو الحجاج یوسف بن عبد اللہ المزی فی تھذیب الکمال)

امام ابو داؤد طیالسی اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہم سے ابو عوانہ نے اور ان سے ابو بلج نے اور ان سے عمرو بن میمون نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے۔ کہ بتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے۔ تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں اس حدیث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ابو عمر کا قول ہے کہ یہ ایسے اسناد ہیں کہ ان کے صحیح ہونے اور ان کے ناقلین کے ثقہ ہونے کی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے اور حافظ ابو الحجاج یوسف بن عبد اللہ المزی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۷) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ یا علی فیک خمسا فمنعنی واحدۃ واعطانی اربعۃ سالت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی واعطانی فیک ان اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ انا وانت معی لواء الحمد وانت تحملہ بین یدی تسبق بہ الاولین والاخرین واعطانی انک اخی فی الدنیا والاخرۃ واعطانی ان بیتی مقابلۃ بیتک فی الجنۃ واعطانی فی ترجمۃ عبد الکریم بن هوازن القشیری انک ولی المومنین من بعدی (اخرجہ الرافعی فی ترجمۃ ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ ابو اسحاق الرازی فی کتابہ تاریخ قزوین المعمی بالتدوین والخطیب فی تاریخ بغداد بسند صحیح والمتقی فی کنز العمال ومحمد صدر عالم فی معارج العلی۔) جناب امیر علیہ السلام سے سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اے علیؑ! میں نے تیرے لئے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا۔ پروردگار نے ایک بات کو نامنظور کیا ہے اور چار باتیں قبول کی ہیں۔ میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری امت تیری امامت پر مجتمع کر دے پس خدا نے اس کو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لئے یہ دعا کی۔ کہ قیامت کو مجھے اور تجھے سب سے پہلے قبر سے اٹھائے۔ میرے پاس لواء حمد ہوگا۔ اور تو اسے میرے سامنے اٹھائے گا۔ اور سب پہلے اور پچھلے لوگوں کو ساتھ لے کر جنت کی طرف بڑھے گا۔ خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہو۔ خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی۔ کہ جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو۔ خدا نے اس کو بھی منظور کیا۔ پھر میں نے خدا سے مانگا کہ تو میرے بعد سب مومنوں کا ولی ہو۔ خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

(۸) **عن** وهب بن حمزۃ فقال قدم بریدۃ من الیمن وکان خرج مع ابن ابی طالب فرای منہ جفوۃ فاخذ یذکر علیا وینقص من حقہ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ لا تقل هذا فهو اولی الناس بکم بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابن مندہ وابو نعیم وابن مردویہ وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ والسیوطی فی جمع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) وہب بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں یمن کو گئے ہوئے تھے۔ وہاں جناب امیرؑ سے انکی شکر رنجی ہوگئی جب واپس آئے تو جناب امیرؑ کی شکایت کرنے لگے۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوگئی حضرت نے ان سے ارشاد کیا یہ بات مت کر علیؑ میرے بعد تم سب سے اولیٰ ہے۔

(۹) **عن** ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید علی وقال هذا اولی کل مومن وانا ولیہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھا۔ کہ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے فرما رہے تھے کہ یہ ہر ایک مومن کا ولی ہے۔ اور میں اس کا ولی ہوں۔

(۱۰) **عن** سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت نبیہ فعلی ولیہ (اخرجہ الدیلمی) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے جس کا میں نبی ہوں پس علیؑ اس کا ولی ہے۔

جناب امیرؑ سے تولا رکھنے کا ثواب

(۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحب ان یحیی حیوتی ویموت موتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی ربی فان ربی غرس قضبانہا بیدہ فلیتول علی بن ابی طالب فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی الضلالۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن ارقم و الحاکم فی المستدرک وابو نعیم والدیلمی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو شخص میری جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو اور میری موت سے مرنے کی آرزو رکھتا ہو اور جنت میں رہائش کرنے کا طالب ہو جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کیونکہ خدا نے اس کی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں۔ پس چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا رکھے۔ پس بتحقیق وہ نہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا۔ اور تم کو گمراہی میں نہیں ڈالے گا۔

(۲) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الی من امن بی وولایۃ علی بن ابی طالب فھو معی فی الجنۃ فمن تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جو شخص مجھ پر اور علیؑ کی ولایت پر ایمان لائیگا پس وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ جس نے اس سے تولا رکھی اس نے مجھ سے تولا رکھی۔ اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے خدا سے تولا رکھی۔

(۳) عن ابی سعید الخدری وابن عباس قالا فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون یوم القیمۃ عن ولایۃ علی ابن ابی طالب (اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والدیلمی) ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وقفوھم انھم مسئولون جناب امیر کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ ٹھہرا کرو ان لوگوں کو بھی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علیؑ کی ولایت سے۔

(۴) قیل لما حضرت عبداللہ بن عباس الوفاۃ قال اللھم انی اتقرب الیک بولایۃ علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو دعا مانگنے لگے۔ اے پروردگار علیؑ کی ولایت کے سبب سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔

جناب امیرؑ کے تولا کے بغیر کوئی صراط سے نہیں گذر سکتا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الاولین والاخرین یوم القیمۃ ونصب الصراط علی جسر جھنم ما جازھا احد حتی کانت معہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب (اخرجہ الحاکمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کو اللہ سبحانہ تعالیٰ سب اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا اور جہنم پر صراط کو نصب کرے گا کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولایت کے پروانہ راہداری کے بغیر نہیں گذر سکے گا۔

(۲) عن الحسن البصری مرفوعاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمة یقعد علی بن ابی طالب علی الفردوس وھو جبل قد علی علی الجنة وفوقه عرش رب العلمین وھو جالس علی کرسی من نور یجری بین یدیه التسنیم لایجوز احد الصراط الا ومعه براة بولایة علی بن ابی طالب وولایة اھل بیته یشرف الجنة فیدخل محبیه الجنة ومبغضیه النار (اخرجه الخوارزمی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب جنت کے ایک پہاڑ فردوس نام پر جس پر خدا کا عرش ہے نور کی کرسی پر رونق افروز ہوگا۔ اس کے سامنے نہر تسنیم بہتی ہوگی۔ علی بن ابی طالب اس کی اہلبیت کی محبت کے راہداری کے پروانہ کے بغیر کوئی صراط پر سے ہو کر نہیں گذر سکے گا وہ جنت میں جھانک کر دیکھے گا۔ اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کرے گا۔ اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں دھکیلے گا۔

(۳) عن قیس بن حازم قال التقی ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتبسم ابوبکر فی وجهه فقال له علی مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایجوز الصراط احد الا من کتب له علی الجواز (اخرجه ابن السمان) قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق حضرت امیر علیہ السلام سے ملے اور جناب امیر کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا۔ آپ کیوں ہنستے ہیں ابوبکر کہنے لگے میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے روز علیؑ کے پروانہ راہداری کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گذر سکے گا۔

(۴) عن مجاھد عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب یوم القیمة علی الحوض لایدخل الجنة یوم القیمة الا من جاء بجواز من علی بن ابی طالب (اخرجه ابن المغازلی) مجاہد نے ابن عباس سے کہا۔ اس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن علی بن ابی طالب حوض پر ہوں گے نہ داخل ہوگا جنت میں کوئی جب تک کہ اس کے ہاتھ میں پروانہ راہداری کا نہ ہو حضرت علی بن ابی طالب سے۔

جناب امیر علیہ السلام کا مولائے مومنین ہونا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ یہ حدیث اس قدر طرق کثیرہ سے روایت ہوئی کہ بعض محدثین نے ان کے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سب سے اول امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری المتوفی ۳۱۰ھ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے جن کی نسبت حافظ سیوطی کتاب التنبئہ فی من یبعثہ اللہ علی راس کل مائة میں لکھتے ہیں قال ابن خزیمة ما اعلم علی الارض اعلم من جریر (اس حدیث کو ۷۵ طریقوں سے روایت کر کے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام کتاب الولایہ رکھا ہے جس کے کثرت طرق کو دیکھ کر حافظ ذہبی تذکرة الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیه کتابا وقفت علیه فاندھشت لکثرة طرقه یعنی اس حدیث کے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیہوش ہوگیا۔

(۲) ان کے بعد حافظ ابو العباس احمد بن محمد سعید بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبداللہ بن عجلان العقدی

الکوفی المعروف بابن عقدہ نے جن کے علم وفضل کی شہادت حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بیان کرتے ہیں ۳۳۳ھ اس حدیث کے متعلق ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام حدیث الموالاۃ رکھا ہے اور ایک سو اٹھائیس طریقوں میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ النسائی والترمذی وکثیر الطرق جدا وقد استوعبہا ابن عقدہ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدہا صحاح وحسان یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو جمع کیا ہے جس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں

(۳) پھر علامہ ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ الحسکانی المتوفی ۴۷۰ھ نے اس حدیث کے اسناد کو ایک بارہ جز کے رسالہ میں جمع کر کے اس کا نام دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا۔

(۴) پھر علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السجزی السجستانی المتوفی ۴۷۷ھ نے اس حدیث کو ایک سو بیس صحابہ سے روایت کر کے سترہ جز کا رسالہ لکھا اور اس کا نام درایہ حدیث الولایہ رکھا۔

(۵) پھر حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے ایک رسالہ میں اس حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں۔ واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدہ وقد افردت ذالک ایضا۔

ان کے ماسوا بعض ائمہ حدیث نے ان سے بھی بڑھ کر اس حدیث کے طریقوں کے جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی ابوالمعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان یتعجب ویقول شاہدت مجلدا ببغداد فی ید صحاف فیہ روایات ہذا الخبر مکتوبا علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرون من طرق من کنت مولاہ فعلی مولاہ ویتلوہ المجلد التاسع والعشرون یعنی ابوالمعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ میں نے بغداد میں صحافوں کے پاس اس حدیث کی روایتوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقوں کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے اس کے بعد انتیسویں جلد لکھی جائے گی۔

ان صحابہ کرام کے نام جن سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے

قال ابن العقدۃ فی کتاب الموالاۃ ہذہ اسماء من روی عنہم حدیث یوم الغدیر (۱) ابوبکر الصدیق (۲) عمر بن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحۃ بن عبیداللہ (۶) الزبیر بن العوام (۷) عبدالرحمن بن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبدالمطلب (۱۰) الحسن بن علی بن ابی طالب (۱۱) الحسین بن علی بن ابی طالب (۱۲) عبداللہ بن العباس (۱۳) عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب (۱۴) عبداللہ بن مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادۃ (۱۷) سلمان الفارسی (۱۸) سعد بن زرارۃ الانصاری (۱۹) خزیمہ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابوایوب الانصاری (۲۱) سہل بن حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) حذیفہ بن الیمان (۲۴) عبداللہ بن عمر (۲۵) البراء بن عازب الانصاری (۲۶) رفاعہ بن رافع الانصاری (۲۷) سمرۃ بن جندب (۲۸) سلمۃ بن الاکوع الاسلمی

(۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابویعلی الانصاری (۳۱) ابوقدامة الانصاری (۳۲) سهل بن سعد الانصاری (۳۳) عدی بن حاتم الطائی (۳۴) ثابت بن یزید بن ودیعة (۳۵) کعب بن عجرة الانصاری (۳۶) ابوالهیثم بن التیهان الانصاری (۳۷) هاشم بن عتبة بن ابی وقاص الزهری (۳۸) المقداد بن عمرو الکندی (۳۹) عمر بن ابی سلمة (۴۰) عبد اللّٰہ بن ابی اسید المخزومی (۴۱) عمران بن حصین الخزاعی (۴۲) بریدة بن الحصیب الاسلمی (۴۳) ابوسعید الخدری (۴۴) جابر بن عبد اللّٰہ الانصاری (۴۵) جریر بن عبد اللّٰہ البجلی (۴۶) زید بن ارقم الانصاری (۴۷) حذیفة بن اسید (۴۸) عمرو بن الحمق الخزاعی (۴۹) زید بن حارثة الانصاری (۵۰) مالک بن الحویرث (۵۱) ابوسلیمان جابر بن سمرة السوائی (۵۲) عبد اللّٰہ بن ثابت الانصاری (۵۳) حبشی بن جنادة السلولی (۵۴) ضمیرة الاسدی (۵۵) عبید اللّٰہ بن عازب الانصاری (۵۶) عمرو بن مرة (۵۷) عبد اللّٰہ بن ابی اوفی الاسلمی (۵۸) زید بن شراحیل الانصاری (۵۹) عبید اللّٰہ بن بشر المازنی (۶۰) النعمان بن عجلان الانصاری (۶۱) عبدالرحمن بن نعیم الدیلمی (۶۲) ابوالحمراء خادم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (۶۳) ابوفضالة الانصاری (۶۴) عطیة بن بشر المازنی (۶۵) عامر بن ابی لیلی الغفاری (۶۶) ابوالطفیل عامر بن واثلة الکنانی (۶۷) عبدالرحمن بن عبد ربّ الانصاری (۶۸) حسان بن ثابت الانصاری (۶۹) سعد بن جنادة العوفی (۷۰) عامر بن عمیر العوفی (۷۱) عبد اللّٰہ بن یامیل (۷۲) حبة بن جوین العرنی (۷۳) عقبة بن عامر الجهنی (۷۴) ابوذویب الشاعر (۷۵) ابوشریح الخزاعی (۷۶) ابوجحیفة وهب بن عبد اللّٰہ السوائی (۷۷) ابوامامة صدی بن عجلان الباهلی (۷۸) عامر بن لیلی بن ضمرة (۷۹) جندب بن سفیان العلقی البجلی (۸۰) اسامة بن حارثة الکلبی (۸۱) وحشی بن الحرب (۸۲) قیس بن ثابت بن شماس الانصاری (۸۳) عبدالرحمن بن مدلج (۸۴) حبیب بن بدیل بن ورقاء الخزاعی (۸۵) انس بن مالک الانصاری (۸۶) ابوهریرة الدوسی (۸۷) فاطمة بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (۸۸) عائشة بنت ابی بکر ام المؤمنین (۸۹) ام سلمة ام المؤمنین (۹۰) امهانی بنت ابی طالب (۹۱) فاطمة بنت حمزة بن عبد المطلب (۹۲) اسماء بنت عمیس الخثعمیة (۹۳) جبلة بن عمرو الانصاری (۹۴) ابوبرزة نضلة بن عبید الانصاری (۹۵) ابورافع مولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (۹۶) ابوعمرة بن عمرو بن محصن الانصاری (۹۷) ناجیة بن عمرو الخزاعی (۹۸) ابوزینب بن عوف الانصاری (۹۹) یعلی بن مرة ثقفی (۱۰۰) سعید بن سعد بن عبادة الانصاری (۱۰۱) ابوسریحة الغفاری رضی اللّٰہ عنہم ثم ذکر ابن عقدة ثمانیة وعشرین رجلا من الصحابة لم یذکر اسمائهم یعنی پھر ابن عقدہ نے اٹھائیس صحابیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام نہیں بتلایا۔

ان ائمہ حدیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع سنہ وفات

تنبیہ- اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور واقدی اور ابوداؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت کثیر نے روایت کیا ہے جن کے اسمائے مع سن وفات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱	ابن شہاب الزہری استادِ امام مالک رح	۱۲۵ھ	۲۰	ہارون بن عبداللہ ابو موسیٰ الحمال	۲۴۳ھ
۲	محمد بن اسحاق صاحب السیرت	۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ	۲۱	محمد بن بشار العبدی	۲۵۳ھ
۳	معمر بن راشد ابو عروۃ الازدی	۱۵۲ھ یا ۱۵۳ھ	۲۲	محمد بن المثنیٰ ابو موسیٰ العنزی	۲۵۲ھ
۴	اسرائیل بن یونس السبیعی ابو یوسف الکوفی	۱۶۱ھ یا ۱۶۲ھ	۲۳	الحسن بن عرفہ العبدی	۲۵۷ھ
۵	شریک بن عبداللہ القاضی رح	۱۷۷ھ	۲۴	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	۲۵۹ھ
۶	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر	۱۹۳ھ	۲۵	اسمٰعیل بن عبد اللہ الاصبہانی الملقب بسمویہ	۲۶۷ھ
۷	ابو وکیع ابن الجراح بن ملیح الرواسی	۱۹۷ھ	۲۶	حسن بن علی بن عفان العامری	۲۷۰ھ
۸	عبداللہ بن نمیر الہمدانی	۱۹۹ھ	۲۷	محمد بن یحییٰ الذہلی	۲۵۸ھ
۱	محمد بن عبداللہ ابو احمد الزبیری الحبال	۲۰۳ھ	۲۸	محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن	۲۷۳ھ
۲	یحییٰ بن آدم بن سلیمان الاموی	۲۰۳ھ	۲۹	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۷۹ھ
۳	امام محمد بن ادریس الشافعی المطلبی	۲۰۴ھ	۳۰	عبداللہ بن مسلم الدینوری المعروف بابن قتیبہ	۲۷۶ھ
۴	اسود بن عامر بن شاذان الشامی	۲۰۹ھ	۳۱	محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی صاحب الصحیح	۲۷۹ھ
۵	عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی	۲۱۰ھ	۳۲	احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عاصم	۲۸۷ھ
۶	حسین بن محمد المروزی	۲۱۳ھ	۳۳	زکریا بن یحییٰ السجزی الخیاط	۲۸۹ھ
۷	فضل بن دکین ابو نعیم الکوفی	۲۱۸ھ یا ۲۱۹ھ	۳۴	عبداللہ بن امام احمد بن حنبل	۲۹۰ھ
۸	عفان بن مسلم الصفار	۲۲۰ھ	۳۵	احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار	۲۹۲ھ
۹	سعید بن منصور الخراسانی	۲۲۷ھ	۱	محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن	۳۰۳ھ
۱۰	ابراہیم بن الحجاج	۲۳۱ھ یا ۲۳۲ھ	۲	حسن بن سفیان النسوی	۳۰۳ھ
۱۱	علی بن حکیم الاودی	۲۳۱ھ	۳	احمد بن علی ابو یعلے الموصلی	۳۰۷ھ
۱۲	علی بن محمد الطنافسی	۲۳۳ھ	۴	محمد بن جریر البصری	۳۱۰ھ
۱۳	ہدبہ بن خالد البصری	۲۳۵ھ یا ۲۳۶ھ	۵	عبداللہ بن محمد ابو القاسم البغوی	۳۱۷ھ
۱۴	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی	۲۳۵ھ	۶	محمد بن علی بن حسین بن بشر ابو عبداللہ الزاہد الحکیم الترمذی	ھ
۱۵	عبیداللہ بن عمر القواریری	۲۳۵ھ			
۱۶	اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف بابن راہویہ	۲۳۸ھ	۷	احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی	۳۲۱ھ
			۸	احمد بن محمد بن عبد البر ابو عمر القرطبی	۳۳۸ھ
۱۷	عثمان بن محمد بن ابو الحسن بن ابی شیبہ	۲۳۹ھ	۹	حسین بن اسمٰعیل المحاملی	۳۳۰ھ
۱۸	قتیبہ بن سعید البلخی	۲۴۰ھ	۱۰	ابو العباس احمد بن محمد سعید المعروف بابن عقدہ	۳۳۳ھ
۱۹	امام احمد بن حنبل رح	۲۴۱ھ			

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱۱	یحییٰ بن عبداللہ العنبری	سنہ ۳۴۳ھ
۱۲	دعلج بن احمد السنجری	سنہ ۳۵۱ھ
۱۳	محمد بن عبداللہ البزار الشافعی	سنہ ۳۵۴ھ
۱۴	محمد بن حبان جعفر القطیعی	سنہ ۳۵۲ھ
۱۵	سلیمان بن احمد الطبری	سنہ ۳۶۰ھ
۱۶	احمد بن جعفر القطیعی	سنہ ۳۶۸ھ
۱۷	علی بن عمر الدار قطنی	سنہ ۳۸۵ھ
۱۸	عبیداللہ بن عبداللہ المعروف بابن بطہ	سنہ ۳۸۷ھ
۱۹	محمد بن عبدالرحمن المخلص الذہبی	سنہ ۳۹۳ھ
۲۰	ابو عبداللہ الحاکم صاحب مستدرک	سنہ ۴۰۰ھ
۱	عبدالملک بن محمد بن ابراہیم الخرگوشی	سنہ ۴۰۷ھ
۲	احمد بن عبدالرحمن بن احمد الفارسی الشیرازی	سنہ ۴۰۷ھ
۳	احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی	سنہ ۴۱۰ھ
۴	احمد بن محمد بن یعقوب ابو علی مسکویہ	سنہ ۴۲۱ھ
۵	احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی	سنہ ۴۲۷ھ
۶	احمد بن عبداللہ ابو نعیم الاصبہانی	سنہ ۴۳۰ھ
۷	اسمٰعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ الرازی المعروف بابن السمان	سنہ ۴۴۵ھ
۸	احمد بن حسین بن علی البیہقی	سنہ ۴۵۸ھ
۹	یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب	سنہ ۴۶۳ھ
۱۰	احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی	سنہ ۴۶۳ھ
۱۱	علی بن احمد ابو الحسن الواحدی	سنہ ۴۶۸ھ
۱۲	مسعود بن ناصر السجستانی	سنہ ۴۷۷ھ
۱۳	علی بن محمد الجلابی المعروف بابن المغازلی	سنہ ۴۸۳ھ
۱۴	عبیداللہ بن ابو قاسم الحسکانی	سنہ —
۱۵	علی بن الحسن بن الحسین الخلعی	سنہ ۴۹۲ھ
۱	امام محمد غزالی رح	سنہ ۵۰۵ھ
۲	الحسین بن مسعود البغوی	سنہ ۵۱۶ھ
۳	رزین بن معاویہ العبدری	سنہ ۵۳۵ھ
۴	احمد بن محمد العاصمی	سنہ —
۵	محمود بن عمر الزمخشری صاحب الکشاف	سنہ ۵۳ھ
۶	محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی	سنہ —
۷	عبدالکریم بن محمد بن ابو سعید المروزی السمعانی	سنہ ۵۶۲ھ
۸	موفق بن احمد ابو المؤید المعروف بخطیب خوارزم	سنہ ۵۶۸ھ
۹	عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا	سنہ —
۱۰	علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر الدمشقی	سنہ ۵۷۱ھ
۱۱	محمد بن عمر بن احمد بن موسیٰ المدینی الاصبہانی	سنہ ۵۸۱ھ
۱۲	فضل اللہ بن ابی سعید الحسنی التوربشتی	سنہ —
۱۳	اسعد بن محمود بن خلف ابو الفتح العجلی	سنہ ۶۰۰ھ
۱	امام محمد بن عمر الثعلب فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر	سنہ ۶۰۶ھ
۲	مبارک بن محمد بن محمد ابو السعادات المعروف بابن الاثیر الجزری	سنہ ۶۰۶ھ
۳	علی محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری ابو الحسن المعروف بابن الاثیر	سنہ ۶۳۰ھ
۴	محمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی	سنہ ۶۴۳ھ
۵	محمد بن طلحہ النصیبی	سنہ ۶۵۲ھ
۶	یوسف بن محمد ابو الحجاج البلوی المعروف بابن الشیخ	سنہ —
۷	یوسف بن قزغلی سبط ابن الجوزی	سنہ ۶۵۴ھ
۸	محمد بن یوسف الکنجی الشافعی	سنہ ۶۵۸ھ
۹	عبدالرزاق بن رزق اللہ الرسعنی	سنہ ۶۶۱ھ

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱۰	یحییٰ بن شرف النووی	سنہ ۶۷۶
۱۱	احمد بن عبداللہ محب الدین الطبری المکی	سنہ ۶۹۴
۱۲	ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی	
۱۳	محمد بن احمد الفرغانی	سنہ ۶۹۹
۱	ابراہیم بن محمد الحموینی	سنہ ۷۲۲
۲	احمد بن محمد بن احمد علاء الدولہ السمنانی	سنہ ۷۳۶
۳	یوسف بن عبدالرحمٰن المزی	سنہ ۷۴۲
۴	محمد بن احمد الذہبی	سنہ ۷۴۸
۵	حسن بن حسین نظام الدین الاعرج النیشاپوری صاحب التفسیر	
۶	محمد بن عبداللہ ولی الدین الخطیب البغدادی	
۷	عمر بن مظفر بن عمر ابو حفص المعری الحلبی الشہیر بابن الوردی	سنہ ۷۴۹
۸	احمد بن عبدالقادر بن مکتوم تاج الدین القیسی النحوی	سنہ ۷۴۹
۹	محمد بن یوسف الزرندی	سنہ ۷۵۲
۱۰	محمد بن مسعود الکازرونی	سنہ ۷۵۸
۱۱	عبداللہ بن اسعد الیمنی الیافعی	سنہ ۷۶۸
۱۲	اسمٰعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	سنہ ۷۷۴
۱۳	عمر بن الحسن ابو حفص المراغی	سنہ ۷۷۸
۱۴	علی بن شہاب الدین الہمدانی	سنہ ۷۸۶
۱۵	محمد بن عبداللہ بن احمد المقدسی	سنہ ۷۸۹
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجہ پارسا	سنہ ۸۲۲
۲	محمد بن محمد شمس الدین الجزری صاحب حصن حصین	سنہ ۸۳۳
۳	احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی	سنہ ۸۴۵
۴	شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی	سنہ ۸۴۸
۵	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی	سنہ ۸۵۲
۶	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن الصباغ المالکی۔	سنہ ۸۵۵
۷	محمد بن احمد العینی الحنفی شارح بخاری	سنہ ۸۵۵
۸	حسین بن معین الدین الیزدی المیبذی	سنہ ۸۷۰
۹	عبداللہ بن عبدالرحمٰن المشہور باصیل الدین محدث	سنہ ۸۸۳
۱۰	فضل الدین روزبہان بن فضل اللہ الخنجی الشیرازی	
۱	علی بن عبداللہ نور الدین السمہودی الشافعی	سنہ ۹۱۱
۲	عبدالرحمٰن بن ابی بکر المعروف بجلال الدین السیوطی	سنہ ۹۱۱
۳	عطاء اللہ بن فضل اللہ الشیرازی المعروف بجمال الدین محدث	
۴	عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد	سنہ ۹۳۲
۵	احمد بن محمد بن علی بن محمد الہیتمی المکی	سنہ ۹۷۳
۶	علی بن حسام الدین المتقی صاحب کنز الاعمال	سنہ ۹۷۵
۷	محمد طاہر الفتنی صاحب مجمع البحار	سنہ ۹۸۱
۸	میرزا مخدوم بن عبدالباقی	سنہ ۹۹۵
۱	علی بن سلطان محمد الہروی المعروف بملا علی قاری	سنہ ۱۰۱۴
۲	محمد بن عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی	سنہ ۱۰۳۱
۳	الشیخ عبدالاحد العیدروس الیمنی	سنہ ۱۰۴۱
۴	محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی	
۵	علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نور الدین الحلبی	سنہ ۱۰۴۴

نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات
۶	احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی	سنہ ۱۰۴۷	۶	محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی	سنہ ۱۱۸۲
۷	الشیخ عبدالحق محدث دہلوی	سنہ ۱۰۵۲	۷	محمد بن علی الصبان	سنہ
۸	محمد بن محمد المصری		۸	ابراہیم بن مرعی بن عطیہ الشبرخیتی المالکی	سنہ
۹	محمد بن صفی الدین جعفر المقلب محبوب عالم	سنہ	۹	احمد بن عبدالقادر العجلی	سنہ
۱۰	صالح بن مہدی المقبلی	سنہ	۱۰	مولانا رشید الدین خان الدہلوی	سنہ
۱	محمد بن عبدالرسول البرزنجی المدنی	سنہ ۱۱۳۰	۱۱	مولوی محمد مبین لکھنوی	۔
۲	حسام الدین بن محمد بایزید سہارنپوری	سنہ	۱۲	محمد سالم البخاری الدہلوی	۔
۳	میرزا محمد معتمد خاں البدخشانی ۔	سنہ	۱۳	مولوی ولی اللہ لکھنوی	۔
۴	محمد صدر عالم صاحب معارج	سنہ	۱۴	مولوی حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام	۔
۵	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم محدث دہلوی	سنہ ۱۱۷۶			

حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا:

(۱) قال مرزا محمد معتمد خان فی نزل الابرار بعد ذکر حدیث الغدیر۔ ھذا حدیث صحیح مشہور لم یتکلم فی صحتہ الا متعصب جاحد لا اعتبار بقولہ مرزا محمد معتمد خان نزل الابرار میں حدیث غدیر کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اسکی صحت میں متعصب منکر کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا ہے اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہیں ہے ÷

(۲) قال شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب فی ذکر حدیث الغدیر۔ ولا عبرۃ بمن حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی ھذا العلم شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین اسنی المطالب میں بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنیوالے کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسکو اس علم حدیث میں کچھ بھی خبر نہیں ہے ÷

(۳) قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضاً۔ حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ عبدالحاکم صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کیلئے بہت سے طریقے کھرے ہیں میں نے ایک مستقل رسالہ میں اسکی تفرید کی ہے ÷

(۴) قال الملا علی قاری فی المرقاۃ ان ھذا حدیث صحیح لا مریۃ فیہ بل بعض الحفاظ عدہ متواتراً ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں بے شک یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے بلکہ بعض حافظان حدیث نے اس کو متواترات میں سے شمار کیا ہے ÷

(۵) قال جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن عبدالرحمن الشیرازی النیسابوری فی الاربعین

هذا الحديث متواترا عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم رواہ جمع کثیر وجم غفیر من الصحابۃ حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن عبد الرحمن شیرازی نیشاپوری اربعین میں لکھتے ہیں: یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر روایت ہوئی ہے ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اس کو روایت کیا ہے ❖

(۶) قال العلامۃ ضیاء الدین صالح بن المهدی المقبلی فی کتابہ المسمی بابحاث المسددۃ فی فنون المتعددۃ ومن اثر هذا ... ما ورد فی حق علی کرم اللہ وجہہ ... الجنۃ وهو علی حدتہ متواتر معنی واشہر روایۃ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ علامہ ضیاء الدین صالح بن المهدی المقبلی کتاب ابحاث مسددہ میں لکھتے ہیں انہیں احادیث کی قسم میں سے وہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہے جو اپنی حد میں معنی متواتر ہے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روایۃً نہایت مشہور ہیں ❖

(۷) قال عبد الرؤف المناوی فی التیسیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ احمد وغیرہ ورجال احمد ثقات بل قال المؤلف حدیث متواتر وهذا ذکرہ علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراهیم العزیزی فی سراج المنیر۔ عبد الرؤف المناوی تیسیر شرح جامع صغیر مصنفہ سیوطی میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مؤلف جامع صغیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراهیم العزیزی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اس کا اسی طرح سے ذکر کیا ہے ❖

(۸) قال وهذا الحدیث اخرجہ السیوطی فی الفوائد المتکاثرۃ فی الاخبار المتواترۃ وفی الازهار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ وعلی المتقی فی مختصر قطف الازهار۔ اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاثرہ اور ازہار متناثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الازہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں میں ان دونوں صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے ❖

(۹) قال الحافظ نور الدین علی بن ابراهیم بن علی الحلبی الشافعی فی کتابہ المسمی بانسان العیون فی سیرۃ الامین المامون هذا حدیث صحیح ورد باسانید صحاح وحسان ولا التفات لمن قدح فی صحتہ کابی داؤد وابی حاتم الرازی حافظ نور الدین علی بن ابراهیم بن علی الحلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے، ابو داؤد اور ابو حاتم رازی کے اقوال جنھوں نے اس حدیث میں قدح کی ہے التفات کے قابل نہیں ہے ❖

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمی فی زین الفتی هذا الحدیث تلقتہ الامۃ بالقبول وهو موافق الاصول حافظ احمد بن محمد العاصمی زین الفتی میں لکھتے ہیں اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل مطابق ہے ❖

(۱۱) قال الحافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی فی الصراط السوی قال الحافظ الذهبی هذا حدیث حسن اتفق علی ما ذکرنا جمهور اهل السنۃ والجماعۃ۔ حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی صراط السوی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس پر جمہور اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے ❖

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حديث صحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد روى عنه نحو مائة نفس منهم العشرة وهو ثابت لا اعرف له علة تفرد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بهذا الفضيلة لم يشركه احد واخرجه الفقيه ابن المغازلي في المناقب۔ حافظ ابو القاسم فضل بن محمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی ہے اور سو آدمی نے اس حدیث کو حضور سے روایت کیا ہے میں کوئی سقم کی علت اس میں نہیں پاتا جناب علی اس فضیلت میں یکتا ہیں کوئی صحابی اس میں آپ کا شریک نہیں ہے +

(۱۳) قال الحافظ ابن حجر حديث من كنت مولاه فعلي مولاه اخرجه الترمذي والنسائي وهو كثير الطرق جدا وقد استوعبها ابن عقدة في كتاب مفرد وكثير من اسانيدها صحاح وحسان (صواعق محرقہ)۔ خاتم المحدثین ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے طریقے کثرت سے ہیں ابن عقدہ نے ایک مستقل کتاب میں ان کو جمع کیا ہے اور اس کی اکثر سندیں صحیح اور حسن ہیں +

(۱۴) قال الشیخ عبد الحق في اللمعات هذا حديث صحيح لا مرية فيه وقد اخرجه جماعة كالترمذي والنسائي واحمد وطرقه كثيرة جدا ورواه ستة عشر صحابيا وفي رواية احمد انه سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم ثلثون صحابيا وشهدوا به لعلي لما نوزع في ايام خلافته وكثير من اسانيده صحاح وحسان ولا التفات لمن قدح في صحته۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: یہ صحیح حدیث ہے اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت جیسے کہ ترمذی اور نسائی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اس کی تخریج کی ہے اور حدیث کے بہت سے طریق ہیں سولہ صحابیوں نے اسکو روایت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے سنا ہے اور جبکہ اپنے ایام خلافت میں امیر علیہ السلام نے تنازع کیا تو ان لوگوں نے اس حدیث کی گواہی دی تھی اور اس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں اور جس شخص نے کہ اس کی صحت میں کلام کیا ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں +

(۱۵) قال میرزا مخدوم بن میر عبد الباقي في نواقض الروافض فان تسالني عن حديث الغدير المتواتر ذكرت لك الملخص الذي ذكره مفيدهم۔ میرزا مخدوم بن میر عبد الباقی نواقض الروافض میں لکھتے ہیں اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھ سے اس کا ملخص بیان کرتا ہوں +

(۱۶) قال محمد بن اسمعيل بن صلاح الامير اليماني الصنعاني كتاب روضة الندية حديث غدير متواتر عند اكثر ائمة الحديث۔ محمد بن اسمعیل صلاح الامیر یمنی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر آئمہ کے نزدیک متواتر ہے +

(۱۷) قال محمد صدر عالم في معارج العلى ثم اعلم ان حديث الموالاة متواتر عند السيوطي كما ذكره في قطف الازهار فاردت ان اسوق طرقه ليتضح التواتر فاقول اخرجه احمد والحاكم عن ابن عباس وابن ابي شيبة واحمد عنه وعن بريدة واحمد وابن ماجة عن البراء والطبراني وابن جرير وابو نعيم عن جندب الانصاري وابن قانع عن حبشي بن جنادة والترمذي عنه وقال حسن غريب والنسائي والطبراني والضياء

المقدسی عن ابی الطفیل و عن زید بن ارقم و حذیفۃ بن اسید الغفاری و ابن ابی شیبۃ و الطبرانی عن ابی ایوب و ابن ابی شیبۃ و ابن عاصم و الضیاء عن سعد بن ابی وقاص و الشیرازی فی الالقاب عن عمر و الطبرانی عن مالک بن الحویرث و ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ عن یحیی ابن جعدۃ و عن زید بن ارقم و ابن عقدۃ فی کتاب الموالاۃ عن حبیب بن بدیل بن ورقاء و قیس بن ثابت و زید بن شرحبیل الانصاری و احمد عن علی و ثلثۃ عشر رجلا و ابن ابی شیبۃ عن جابر قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ مولانا محمد صدر عالم معارج العلے میں تحریر کرتے ہیں: آگاہ ہو کہ حدیث موالاۃ حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک متواترات میں سے ہے جیسے کہ حافظ موصوف قطف الازہار میں لکھتے ہیں۔ اس حدیث کے طریقوں کو شمار کر کے دکھاتا ہوں تاکہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو جائے پس میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور حاکم ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ان سے اور بریدہ سے احمد اور ابن ماجہ براء بن عازب سے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابو نعیم جندب الانصاری سے اور ابن قانع حبشی ابن جنادہ سے اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب میں سے ہے۔ اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو طفیل سے اور وہ زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم اور ضیاء سعد بن ابی وقاص سے اور شیرازی القاب میں جناب عمر بن الخطاب سے اور طبرانی مالک ابن الحویرث سے اور ابو نعیم فضائل الصحابہ میں یحیی بن جعدہ سے اور وہ زید بن ارقم سے اور ابن عقدہ کتاب الموالات میں حبیب بن بدیل بن ورقاء اور قیس بن ثابت اور زید بن شرحبیل الانصاری سے اور احمد جناب امیر اور دیگر تیرہ صحابیوں سے اور ابن ابی شیبہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے ✦

(۱۸) قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف المسلول میں کہتے ہیں: این حدیث بدرجہ تواتر رسیدہ و از سی کس از اصحاب آنہا علی و ابو ایوب و زید بن ارقم و براء بن عازب و عمرو بن مرہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و عمارہ بن بریدہ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر و انس و جریر بن عبد اللہ البجلی و مالک بن الحویرث و ابو سعید الخدری و طلحہ و ابو الطفیل و حذیفہ بن اسید وغیرہ مروی گشتہ و جمہور محدثین این حدیث را در صحاح و سنن و مسانید روایت کردہ اند ✦

اگرچہ اس حدیث کے تمام طرق کا احصاء مشکل ہے مگر تیمناً چند طرق پر اقتصار کیا جاتا ہے

(۱) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال غزوت مع علی الیمن فرأیت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت علیا فتنقصتہ فرأیت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قلت بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اخرجہ احمد فی المسند والمناقب و الترمذی و النسائی و الطبرانی و ابن جریر و ابو نعیم و ابن حبان و الحاکم و الحافظ ابی بشر اسمٰعیل بن عبد اللہ الاصبہانی المشہور بالسمویۃ و الفقیہ ابن المغازلی و السیوطی فی جامع الصغیر و المتقی فی کنز العمال۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر کے ساتھ یمن میں غزو کرنے کو گیا ان سے مجھے شکر رنجی ہو گئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی شکایت کرنے لگا میں نے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس

متغیر ہو گیا ہے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے بریدہ کیا میں تمام مومنوں کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا: بے شبہ حضور اولیٰ ہیں پھر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے ✦

(۲) عن زید بن ارقم قال لما حج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع وعاد قاصدا المدینۃ قام بغدیر خم وھو ما بین مکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثالث عشر من ذی الحجۃ فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم مسئولون ھل بلغت قالوا نشھد انک قد بلغت ونصحت ثم قال ایھا الناس الیس تشھدون ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ قال وانا اشھد مثل ما شھدتم ثم قال ایھا الناس قد خلفت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ واھل بیتی الا وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وسعۃ حوضی ما بین بصری وصنعا عدد آنیتہ عدد النجوم ان اللہ سائلکم کیف خلفتمونی فی کتاب اللہ واھل بیتی ثم قال ایھا الناس من اولی الناس بالمؤمنین من انفسھم قالوا اللہ ورسولہ یقول ذلک ثلث مرات ثم قال فی الرابعۃ واخذ بید علی اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یقولھا ثلاث مرات ثم قال الا فلیبلغ الشاھد منکم الغائب اخرجہ ابن الشھاب الزمخشری واحمد فی المسند وابن جریر وابو نعیم والنسائی فی الخصائص والضیاء المقدسی وابن ابی شیبۃ والسیوطی فی جامع الصغیر باختلاف یسیر۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے بقصد مدینہ منورہ واپس ہوئے اور غدیر خم پر مقام کیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے اس روز ذی الحجہ کی تیرھویں تاریخ تھی حضرت نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا آیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے حضرت نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر ارشاد کیا اے لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوا خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں۔ تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک سوا خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں حضرت نے فرمایا: میں بھی تمہاری گواہی پر گواہی دیتا ہوں پھر فرمایا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہیں۔ خدائے مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ دونوں حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میرے حوض کی وسعت ایسی ہے جس طرح سے کہ بصریٰ اور صنعا میں اسکے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں۔ بتحقیق خدا تم سے پوچھنے والا ہے کہ تم نے میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ پھر فرمایا: اے لوگو مومنین کی جان سے کون زیادہ انکے لئے اولیٰ بالتصرف ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول۔ یہ بات حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھی دفعہ حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے تین مرتبہ کہکر ارشاد فرمایا تم حاضرین کو چاہیئے کہ غائبین تک اس خبر کو پہنچائیں ✦

(۳) عن عامر بن لیلی قال لما صدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ولم یحج غیرھا اقبل

حتی کان بالجحفة نہی عن سمرات متقاربات بالبطحاء ان ینزل تحتہن احد حتی اذا اخذ القوم منازلہم ارسل فقم ما تحتہن حتی اذا ثوب بالصلوٰة صلوٰة الظہر عمد الیہن فی ذلک یوم غدیر خم ثم بعد فراغہ من الصلوٰة قال ایہا الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر نبی الا نصف عمر النبی الذی کان قبلہ انی لاظنہ بانی ادعی فاجیب انی مسئول وانتم مسئولون ہل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجہدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا قال تشہدون ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وعبدہ وان جنتہ حق وان نارہ حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلی نشہد قال اللہم اشہد قال یاایہا الناس الا تسمعون الا فان اللہ مولائی وانا اولی بکم من انفسکم الا ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ واخذ بید علی فرفعہا حتی نظرہ القوم ثم قال اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ الطبرانی والحافظ ابو الفتوح السعدی الشافعی) عامر بن لیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور اسکے بعد پھر آپنے حج نہیں کیا یہاں تک کہ جحفہ میں پہنچے لوگوں کو کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جھنڈ کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا۔ جب لوگ اپنے اپنے مقام پر جا اترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جھاڑو دلائی اور نماز ظہر کیلئے اٹھے اور ان درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہو گیا ہے پھر آپنے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے لوگو! مجھے میرے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کی اجابت کرونگا میں بھی پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤگے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے پس تم کیا جواب دوگے۔ لوگوں نے عرض کیا ہم کہینگے کہ آپنے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ خدا آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا کرے پھر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم اسکی گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور مرنے کے بعد پھر جینا حق ہے سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا اے خدا گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو! کیا تم نہیں سنتے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کیلئے تمہاری جان سے اولیٰ ہوں پس جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا یہاں تک کہ تمام قوم کے لوگوں نے ان کو اچھی طرح سے دیکھا پھر دعا کی اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے +

(۴) عن حذیفة بن اسید الغفاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب بغدیر خم تحت شجرة فقال ایہا الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی قد یوشک ان ادعی فانا اجیب وانی مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالوا نشہد انک قد بلغت وجہدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشہدون ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق ونارہ حق وان الموت حق وان البعث بعد الموت حق وان الساعة اٰتیة لاریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور قالوا بلیٰ نشہد بذلک قال اللہم اشہد ثم قال ایہا الناس اللہ مولائی وانا مولاء المؤمنین وانا اولیٰ بہم من انفسہم فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من

والاہ وعاد من عاداہ ثم قال یا ایھا الناس انی فرطکم و انکم واردون علی الحوض حوض اعرض مما بین بصری الی صنعا فیہ عدد النجوم قدحان من فضۃ وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیھما الثقل الاکبر کتاب اللہ عزوجل سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا بہ لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی اھل بیتی و انہ قد نبانی اللطیف الخبیر انھما لن ینقضیا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والطبرانی بسند صحیح حذیفہ ابن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے پہلے نبی کی عمر سے بقدر نصف کے اب تحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کرونگا مجھے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا پس تم کیا کہوگے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی اور نصیحت فرمائی ہے پس خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے پھر حضرت نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور مرنا حق ہے اور مر کر جی اٹھنا حق ہے اور بیشک قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں اور بیشک خدا قبر کے لوگوں کو زندہ کرنیوالا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا: اے پروردگار گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو! اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں، اور ان کیلئے انکی جانوں سے اولی بالتصرف ہوں پس جس کا کہ میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔ اے میرے پروردگار! دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے پھر ارشاد کیا اے لوگو! میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں اور تم میرے حوض پر وارد ہونیوالے ہو، وہ حوض اس سے زیادہ عریض ہے جو میری نگاہ مقام سے صنعا میں تک ہے ستاروں کی تعداد کے موافق اس پر پیالے چاندی کے رکھے ہوئے ہیں جب تم میرے پاس آؤگے تو میں تم سے دو بھاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کروگے پہلی بڑی چیز خدا تعالیٰ کی کتاب ہے جسکی رسی کا ایک سرا تمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے تم اس کو مضبوط پکڑو تو تم گمراہ نہیں ہوگے اور تم نہیں بدلوگے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگے۔

(۵) عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین شجرتین فصلی الظہر واخذ بید علی فقال الستم تعلموا انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا بلی فاخذ بید علی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب والبیھقی وابو یعلی الموصلی وابن ماجۃ فی سننہ وابو نعیم والثعلبی والخاص للذھبی وابو سعد وابن ابی شیبۃ والمتقی فی کنز العمال وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ وزاد الطحاوی فی شرح مشکلات الآثار بعد قولہ عاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من بغضہ واعن من اعانہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ

روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم میں جا اترے، ہم میں نماز کی منادی کرائی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زمین پر جھاڑو دی گئی پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ ہوں سب نے عرض کیا بیشک آپ اولیٰ ہیں پھر فرمایا اے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولیٰ ہے اے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب تو ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابو یعلی موصلی نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابو نعیم اور ثعلبی نے اور مخلص الذہبی نے اور ابن ابی شیبہ اور متقی نے کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اگرچہ مسلم اور بخاری نے اس کو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الآثار میں طحاوی نے عاد من عاداہ کے بعد یہ الفاظ اور روایت کئے ہیں کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے پروردگار محبوب رکھ اُسے جو اسے محبوب رکھے اور بغض رکھ اُس سے جو اس سے بغض رکھے اور اعانت کر اُس کی جو اس کی اعانت کرے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور چھوڑ دے اُسے جو اسے چھوڑ دے ✣

(۶) عن حمزة الاسلمی قال لما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع امر بشجرات فقممن بوادی خم ثم خطب الناس فقال اما بعد ایها الناس فانی مقبوض اوشك ان ادعى فاجیب فما انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت ونصحت وادیت قال انی تارك فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب اللہ واهل بیتی الا وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما اخرجه ابن عقدة فی الموالاة السمهودی فی جواهر العقدین) حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس پہنچے وادی خم میں درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا جب آدھا دن ڈھل گیا تو حضرت نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اما بعد اے لوگو میں جان بحق تسلیم کرنیوالا ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میں بلایا جاؤں گا پس میں اجابت کرونگا پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ بیشک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کی حق ادا کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے پھر حضور نے فرمایا میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت ہیں بیشک وہ دونوں جبتک میرے پاس حوض پر نہ آئیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرو گے ✣

(۷) عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال کنا بالجحفة بغدیر خم وثمة ناس من جهینة ومزینة وغفار فخرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خباء او فسطاط فاشار بیده ثلثا فاخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجه ابن ابی شیبة فی سننه والنسائی) جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے اور وہاں قبیلہ جہینہ اور مزینہ اور غفار کے بہت لوگ تھے جو ہم کو ملے پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سراپردہ سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور تین دفعہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علیؑ اس کا مولا ہے ✣

(۸) عن ابی بریدة الاودی عن ابیه قال دخل ابو هریرة المسجد فاجتمع الناس الیه فقام الیه شاب

فقال نشدک باللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم (اخرجہ ابن المغازلی وابن الکثیر ابن جریر) ابو بریدۃ الاودی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی نے اٹھ کر ان سے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔ ابوہریرہؓ نے جواب دیا کہ ہاں! میں نے اس حدیث کو سنا ہے ✧

(۹) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ ابغض من ابغضہ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے خدا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اُسے جو اسے چھوڑ دے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے ✧

(۱۰) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدہ) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے ✧

(۱۱) عن عبد اللہ بن یالیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدہ) عبداللہ بن یالیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ✧

(۱۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ النسائی والطبرانی فی الکبیر) ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ✧

(۱۳) عن مالک بن الحویرث قال رقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ و عبد اللہ بن احمد حنبل فی المسند) مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند ہو کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ✧

(۱۴) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ✧

(۱۵) عن عمرو بن مرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واعن من اعانہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے

پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو اس کی مدد کرے اور اعانت دے اُسے جو اسے اعانت دے ٭

(١٦) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابوزید عثمان ابن ابی شیبۃ فی سننہ و ابن ابی عاصم و سعید بن منصور عن سعد بن ابی وقاص) عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علیؑ اس کا مولا ہے ٭

(١٧) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیا فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم قال عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقدا لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا قال نعم یا عمر انہ لیس من ولد ادم لکنہ جبریل اراد ان یؤکد علیکم ما قلتہ فی علی (اخرجہ علی بن شہاب الدین الہمدانی فی کتابہ مودۃ القربی) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کرکے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اُسے جو اسے چھوڑ دے اور نصرت دے اسے جو اسے نصرت دے۔ اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا کوئی اس کو نہ کھولیگا پس تو اسکے کھولنے سے کنارہ کر۔ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ عجب ہے حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا اس نے مجھ سے ایسے ایسے کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا: اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد سے نہیں تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تم کو تاکید کرنے کے لئے آئے تھے۔ جو کچھ میں نے تم سے علیؑ کی نسبت کہا تھا ٭

(١٨) عن سعد بن ابی وقاص قال فقال ابوبکر و عمر امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن و مومنۃ (اخرجہ الدارقطنی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابن ابی طالب تو ہر مومن مرد اور عورت کا مولیٰ بن گیا ہے ٭

(١٩) عن البراء بن عازب قال عمر بن الخطاب ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولا کل مومن و مومنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب و ابن ماجۃ فی سننہ و ابو نعیم و البیہقی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر مومن اور مومنہ کا مولا بن گیا ہے ٭

(٢٠) عن خیثمہ بن عبدالرحمن قال سمعت سعد بن مالک قال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلفت عنہ

فقال سعد انه لرأى رايته فاخطا ان عليا اعطى ثلثا لان تكون اعطيت احدهن احب الى من الدنيا وما فيها لقد
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم بعد حمد الله والثناء عليه هل تعلمون انى اولى بالمؤمنين من انفسهم قلنا بلى قال اللهم من
كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وجئ به يوم خيبر وهو ارمد ما يبصر فقال يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم انى ارمد فتفل فى عينيه ودعا له فلم يرمد حتى قتل وفتح عليه خيبر واخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عمه
العباس وغيره من المسجد فقال له العباس تخرجنا ونحن عصبتك وعمومتك وتسكن عليا فقال ما انا اخرجتكم
واسكنته ولكن الله اخرجكم واسكنه (اخرجه الحاكم فى المستدرك) (۵۸) خیثمہ بن عبد الرحمن کہتا ہے کہ
میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے
تھے کیونکہ تم نے انکی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے خطا پر تھی
علی کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دی گئی ہوتی تو میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر تھی اول جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز خدا کی صفت و ثنا کے بعد ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں
کی جان سے اولیٰ ہوں ہم نے عرض کیا بے شک آپ اولیٰ ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے پروردگار جس کا میں مولا ہوں
پس علی اس کا مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے
دوسری یہ ہے کہ خیبر کے روز وہ ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کئے گئے ان کو آشوب چشم
تھا جس کی وجہ سے وہ نہیں دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرتؐ نے
اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کیلئے دعا کی وہ اچھے ہو گئے ۔ اور ان کا آشوب چشم جاتا رہا یہاں تک کہ
لڑائی پر گئے اور خیبر ان کے ہاتھ سے فتح ہو گیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چچا عباس کو
مع دیگر تمام اصحاب کے مسجد سے نکال دیا پس عباس عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ
ہم آپکے ساتھ رشتہ میں نسبت پدری رکھتے ہیں اور آپکے چچا ہیں اور آپنے علی کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرت نے ارشاد کیا
میں نے تم کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے تم کو نکالا ہے اور اس کو رکھا ہے ✣

(۵۹) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاوية فى بعض حجاته فدخل عليه سعد فذكروا عليا فقال منه
فغضب سعد وقال تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاه فعلى مولاه
وسمعته يقول انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى وسمعته يقول لاعطين الراية
اليوم رجلا يحب الله ورسوله (اخرجه النسائى فى الخصائص وابن ماجة فى سننه وابن كثير فى تاريخه)
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب معاویہ حج کرنے کو آیا سعد اس کے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ
السلام کا برا ذکر کرنے لگے سعد رضی اللہ تعالی عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت خفا ہو کر کہنے لگے اے معاویہ تو ایسے
شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جس کی شان میں میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا
ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ و نیز میں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج ہم اپنا علم ایسے
شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے ✣

(۶۰) عن ابن مسعود قال كنا نقرء على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من

ربک علیاً مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (اخرجہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء و العینی فی شرح البخاری و الرازی فی تفسیر الکبیر و الواحدی فی تفسیرہ و السیوطی فی الدر المنثور و النظام الاعرج فی غرائب القرآن و صاحب سیرۃ الحلبیہ و ابن مردویہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کریمہ کو اس طرح پڑھتے تھے کہ اے رسول پہنچا دے اس بات کو جو کہ تیری طرف تیرے رب سے اُتاری گئی ہے کہ علیؑ مومنوں کا مولا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت کو نہیں پہنچایا۔

(۲۳) عن ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی فضل علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر و ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی و ابو الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول و قال الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی ہکذا ذکرہ الشیخ محی الدین النووی و قال ابو بکر النقاش انہا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی و قال الامام فخر الدین الرازی و ہو قول ابن عباس و البراء بن عازب و محمد بن علی بن الحسین بن علی) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ اے رسول پہنچا دے اس بات کو جو تیری طرف تیرے رب سے نازل ہوئی ہے غدیر خم کے روز جناب علی ابن ابیطالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اس حدیث کو ابو حاتم اور ابو بکر بن مردویہ اور ابن عساکر اور حافظ ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں اور ابو الحسن واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ امام نووی شارح صحیح مسلم نے بھی اسی طرح پر ذکر کیا ہے اور ابو بکر نقاش لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولادت کی نسبت نازل ہوئی ہے اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ غدیر خم کے روز اس آیت کے شرف نزول کی نسبت عبداللہ بن عباس اور براء بن عازب اور جناب محمد بن علی بن الحسینؑ بن علی کا قول ہے۔

(۲۴) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیرؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی تبلیغ کا حکم پہنچا پس حضرت نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۲۵) عن البراء بن عازب قال فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا علی اصبحت مولائی و مولی کل مؤمن و مؤمنۃ (اخرجہ ابو نعیم و الثعلبی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب سے یعنی کہ جناب علی

کے فضائل کو پہنچا دے غدیر خم کے روز نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے پس جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت کا آقا بن گیا ہے۔

(۲۶) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی الناس فی غدیر خم امر بما تحت الشجر من شوک فقم ذلک یوم الخمیس فدعا علیاً فاخذ بضبعیہ فرفعہا حتی نظر الناس الی بیاض ابطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتی نزلت ھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی والسیوطی فی الدر المنثور وابو بکر بن مردویہ والدیلمی والحموینی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بتحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم دیا کہ درخت کے نیچے جھاڑو دیا گیا اور کانٹے چھوڑے گئے یہ پنجشنبہ کا دن تھا پھر علی کو بلایا اور انکا بازو پکڑ کر اٹھایا یہانتک کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے پر اور میری رسالت اور علی کی ولایت سے خدا کے خوشنود ہونے پر۔

(۲۷) عن ابی ھریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین شہراً وھو یوم غدیر خم لما اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابی طالب فقال الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لک یا بن ابی طالب اصبحت مولائی ومولی کل مؤمن ومؤمنۃ فانزل اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (اخرجہ فقیہ بن المغازلی فی المناقب وابراھیم النطنزی فی کتاب الخصائص وشہاب الدین احمد فی توضیح الدلائل عن مجاھد قال نزلت ھذہ الایۃ بغدیر خم واخرجہ الصالحانی)۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اٹھارھویں ذی الحجہ کو روزہ رکھیگا، اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ روزوں کا ثواب لکھا جاویگا وہ غدیر خم کا دن ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کیلئے انکی جان سے اولیٰ نہیں ہوں۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک آپ اولیٰ ہیں، ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اُس کا مولا ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے آفرین آفرین اے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا آقا قرار دیا گیا ہے پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینہ سئل عن قولہ تعالیٰ سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سالنی احد عنہا قبلک حدثنی ابو جعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر خم نادی

الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک فطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن نعمان الفہری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقۃ لہ فاناخ راحلتہ و نزل عنہا وقال یا محمد امرتنا عن اللہ عزوجل ان نشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ فقبلناہ منک و امرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک و امرتنا بالزکوۃ فقبلناہ منک و امرتنا ان نصوم فقبلناہ منک و امرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بہذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذا شئ منک ام من اللہ عزوجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی لا الہ الا ہو ان ہذا من عند اللہ فولی الحارث یرید راحلتہ وہو یقول اللہم ان کان ما یقول محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحلتہ حتی رماہ اللہ عزوجل بحجر سقط علی ہامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ و محمد بن یوسف الزرندی فی معارج الوصول و ملک العلماء شہاب الدین الدولت آبادی و السید السمہودی فی جواہر العقدین و جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب فی اربعینہ و عبد الرؤف المناوی فی فیض القدیر و محمود بن محمد القادری فی صراط السوی والحلبی فی انسان العیون و احمد بن الفضل بن محمد باکثیر فی وسیلۃ الآمال و محمد بن اسمعیل الامیر فی روضۃ الندیۃ والحافظ محمد بن یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب۔ امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیہ سال سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے کہ تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا مجھ سے جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام والتحیۃ اپنے آبائے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب کے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ مشہور ہو گئی یہ خبر حارث بن نعمان الفہری کو معلوم ہوئی وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر اور اس سے اتر کر اور خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں، اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے آپ کا یہ حکم مان لیا پھر آپ نے ہم کو پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپکا حکم قبول کیا پھر آپ نے ہم کو زکوۃ دینے کیلئے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجا لائے پھر آپ نے ہم کو روزہ رکھنے کیواسطے کہا، وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا پھر آپ نے ہم کو حج کرنے کا ارشاد کیا ہم اس کو بھی مان گئے اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور اپنے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت عطا کی اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے۔ حضرت نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے پس حارث یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں سچ ہے، تو اے اللہ ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں عذاب دردناک پہنچا۔ جب وہ اپنے ناقہ کی طرف لوٹا ابھی اس تک پہنچا بھی نہ تھا حق تعالی نے اس پر ایک پتھر پھینکا جو اسکے سر پر لگا اور دُبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی یا نگا ایک

مانگنے والے نے عذاب کو کہ کافروں کیلئے ہونیوالا ہے عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو صاحب معارج ہوگا ۔

(۲۹) عن ابی سعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یوم غدیر خم قال حسان بن ثابت ائذن لی یا رسول اللہ ان اقول ابیاتا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل علی برکۃ اللہ فقال حسان یا معشر القریش اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ؎ ینادیہم یوم الغدیر نبیہم ٭ بخم واسمع بالرسول منادیا ٭ وقال فمن مولاکم وولیکم ٭ فقالوا ولم یبدوا ہناک معادیا ٭ الٰہک مولانا وانت ولینا ٭ ولن تجدن منا لک الیوم عاصیا ٭ فقال لہ قم یا علی فاننی ٭ رضیتک من بعدی اماما وہادیا ٭ فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ ٭ فکونوا لہ انصار صدق موالیا ٭ ہناک دعا اللہم وال ولیہ ٭ وکن للذی عادی علیا معادیا ٭ فخص بہا دون البریۃ کلہا ٭ علیا وسماہ الوزیر المواخیا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ وابونعیم فیما نزل من القرآن فی علی والخطیب الخوارزمی فی المناقب وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ والسیوطی فی کتابہ المسمی بالازہار فیما عقدہ الشعراء من الاشعار وجمال الدین یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب والحموینی فی فرائد السمطین والنطنزی فی الخصائص العلویہ)۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر ارشاد کیا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت ہو آپ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے قریش کے لوگو! جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی کو سنو اور یہ اشعار بیان کیے ۔ غدیر خم کے روز انکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غدیر خم کے مکان پر پکارا ۔ اور جناب سرور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عمدہ منادی کی ۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے ۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں کرتے تھے عرض کیا تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے اور آج کے روز سے تو ہمیں نافرمان نہیں پائیگا پس حضرت نے فرمایا: اے علی! اٹھو تحقیق میں نے تجھے اپنے بعد امام اور ہادی پسند کیا ہے پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے تم لوگ اسکے سچے مددگار بن جاؤ ۔ وہیں آپ نے دعا کی کہ بار الٰہا علی کے دوست کو دوست رکھیو اور علی کے دشمن کو دشمن رکھیو پس تمام خلقت سے علی کو اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص کیا اور ان کا نام وزیر اور بھائی رکھا ۔

(۳۰) عن ابن عباس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوم بعلی فیقول لہ ما قال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ان قومی حدیثو عہد بجاہلیۃ ثم مضی بحجہ فلما اقبل راجعا ونزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس فاخذ بعضد علی ثم خرج الی الناس فقال یا ایہا الناس الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ قال ابن عباس فوجبت واللہ فی رقاب القوم وقال حسان بن ثابت ینادیہم یوم الغدیر نبیہم الخ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ عزاسمہ کا حکم ہوا کہ علی کو اٹھا کر لوگوں کے سامنے کردیں اور جو کچھ کہنا ہے کہدیں ۔ حضرت نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے پروردگار! میری قوم ابھی جاہلیت سے نو اسلام

والی ہے شاید اس امر کو نہ مانیں پھر آپ حج کو تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو کر غدیر خم پہ پہنچے تو خدائے تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی: اے رسول پہنچا دے اس امر کو جو تیری طرف تیرے رب کے نازل ہوا ہے، اگر تو نے ایسا نہ کیا
تو تو نے اسکی رسالت کو نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تیری نگہبانی کریگا۔ پس حضرت علیؓ کا بازو پکڑ کر خیمہ
سے باہر برآمد ہوئے اور فرمانے لگے اے لوگو! کیا میں تمہارے لئے تمہاری جان سے اولیٰ نہیں ہوں حاضرین
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بے شبہ اولیٰ ہیں پس آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے
اے میرے پروردگار! دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے
اُسے جو اسے چھوڑ دے اور مدد دیجیو اُسے جو اسے مدد دے اور محبت کیجیو اس سے جو اس سے محبت کرے اور
بغض رکھیو اُس سے جو اس سے بغض رکھے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اللہ یہ بات تمام قوم کی گردن پر
واجب ہو گئی۔ اور حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اشعار پڑھے ؎ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو غدیر خم کے مقام پر پکار کر ارشاد کیا الخ۔

(۳) عن بکر بن احمد القصری قال حدثتنا فاطمۃ بنت علی بن موسیٰ الرضا قالت حدثتنی فاطمۃ و زینب
و ام کلثوم بنات موسیٰ بن جعفر الکاظم قلن حدثتنا فاطمۃ بنت جعفر بن محمد الصادق قالت حدثتنی
فاطمۃ بنت محمد بن علی الباقر قالت حدثتنی فاطمۃ بنت علی بن الحسین زین العابدین قالت حدثتنی
فاطمۃ و سکینۃ ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فاطمۃ
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ الحافظ ابو موسیٰ المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء
وقال ھذا الحدیث مسلسل من وجہ وھو ان کل واحدۃ من الفواطم تروی عن عمۃ لھا فھو روایۃ خمس بنات
اخ کل واحدۃ منھن عن عمتھا واخرجہ محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب و عبداللہ بن
احمد بن ابراھیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی)۔ بکر بن احمد القصری ناقل ہیں کہ ہم سے فاطمہ بنت
علی بن موسیٰ علیہ السلام بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے میری پھپھیوں فاطمہ اور زینب و ام کلثوم جناب موسیٰ الکاظم
بن جعفر علیہما السلام کی صاحبزادیوں نے بیان کیا کہ اُن سے اُنکی پھوپھی فاطمہ بنت جعفر الصادق ابن محمد علیہ السلام کہا
کرتی تھیں ان کی پھپھی فاطمہ بنت محمد باقر ابن علی کہتی تھیں کہ مجھ سے میری پھپھی فاطمہ بنت علی زین العابدین بن الحسین علیہ
السلام فرماتی تھیں کہ مجھ سے میری پھپھیاں فاطمہ اور سکینہ جناب حسین بن علی علیہ السلام کی صاحبزادیاں ارشاد کرتی تھیں
کہ ان سے انکی پھپھی ام کلثوم بنت جناب فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میری والدہ ماجدہ جناب
سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد بھول گئے ہو کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے حافظ ابو موسیٰ المدینی نے اس حدیث کو اپنی کتاب المسلسل
بالاسماء میں روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے ایک وجہ سے یہ حدیث بھی مسلسل ہے کیونکہ ہر ایک فاطمہ نام والی لڑکی نے
اس حدیث کو اپنی پھوپھی سے روایت کیا ہے اور یہ پانچ بھتیجیوں کی روایت ہے کہ ہر ایک اپنی پھوپھی سے روایت کرتی
اور محمد جزری صاحب حصن حصین شریف نے اس حدیث کو اسنی المطالب میں اور عبداللہ بن احمد ابراہیم

بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی نے بھی روایت کیا ہے ❖

(۳۲) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال فزاد الناس بعد اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ ابن راھویہ و المتقی فی کنز العمال وعبد اللہ ابن احمد فی المسند و ابن المغازلی فی المناقب و المحاملی فی امالیہ۔ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ پھر لوگوں نے اس پر بڑھا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اسے دشمن رکھے ❖

(۳۳) عن رفاعۃ بن ایاس الضبی عن ابیہ عن جدہ قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحۃ ان القنی فلقیہ فقال انشدک اللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم قال فلم تقاتلنی فانصرف طلحۃ من قتالہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ والمتقی فی کنز العمال والحاکم فی المستدرک) رفاعہ بن ایاس ضبی اپنے والد سے اور وہ اسکے دادا سے ناقل ہیں کہ میں جمل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی بیعت میں تھا۔ جناب امیرؑ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کریں طلحہ اُن کے پاس حاضر ہوئے جناب امیرؑ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اُسے دشمن رکھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سُنا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا پس تم کیوں میرے ساتھ جنگ کرتے ہو طلحہ رضی اللہ عنہ جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے سے لوٹ پڑے ❖

(۳۴) عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکن اللہ ورسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ یعنی علیا اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اللّٰھم من احبہ من الناس فکن لہ حبیبا ومن ابغضہ من الناس فکن لہ بغیضا اللّٰھم انی لا اجد احدا استودعہ فی الارض بعد العبدین الصالحین غیرک فاقض فیہ بالحسنی (اخرجہ الطبرانی) قال بشر قلت من ھذین العبدین الصالحین قال لا ادری)۔ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کے لئے اللہ اور اُس کا رسول مولا ہے پس تحقیق اُسکے لئے یہ یعنی علی مولا ہے اے خدا لوگوں میں سے جو اُسے دوست رکھے پس تو اس کا دوست بن جا اور جو شخص لوگوں میں سے اسکا دشمن ہے تو اسکا دشمن بنجا۔ اے میرے پروردگار میں نے زمین میں بعد دو نیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پایا کہ میں ؑ سے اس کے سپرد کردوں پس تو ان میں نیکی کے ساتھ احکام جاری فرما ❖

(۳۵) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واعن من اعانہ (اخرجہ الطبرانی وابن قانع) حبشی ابن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا

مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسکی نصرت کرے اور مدد دے اُسے جو اس کی مدد کرے ✣

(۳۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قد جاءہ اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقض بینہما یا ابا الحسن فقضی علی بینہما فقال احدہما اھذا ھذا یقضی بیننا فوثب الیہ عمر واخذ بتلبیبہ وقال ویحک ما تدری من ھذا ھذا مولائی ومولا کل مومن ومن لم یکن مولاہ فلیس بمومن (اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ والخوارزمی فی المناقب والدارقطنی ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے حضرت عمرؓ نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا یا ابا الحسن آپ انکا فیصلہ کر دیں جناب علیؓ نے انکا فیصلہ کیا ایک شخص اُن دونوں میں سے کہنے لگا کیا یہ ہمارا فیصلہ کرینگے عمر رضی اللہ عنہ نے کود کر اُس کا گریبان پکڑ لیا اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے جس کا کہ یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں ✣

(۳۷) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قد نازعہ رجل فی مسئلۃ فقال بینی وبینک ھذا الجالس واشار الی علی فقال الرجل لیس ھذا الا بطن فنہض عمر واخذ تلبیبہ حتی شالہ بالارض ثم قال اتدری من صغرت ھذا مولائی ومولا کل مومن (اخرجہ ابن السمان ومحب الطبری) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کسی مسئلہ پر تنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان یہ بیٹھا ہوا شخص منصف ہے اور جناب علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو توند کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر اُس کا گریبان پکڑ لیا اور اُس کو زمین پر دے مارا اور پھر کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی تحقیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر مومن کا مولا ہے ✣

(۳۸) عن سالم قیل لعمر بن الخطاب انک تصنع بعلی شیئاً ما تصنع باحد من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انہ مولائی (اخرجہ ابن السمان والخوارزمی والدارقطنی ومحب الطبری فی الریاض وابن حجر فی الصواعق المحرقۃ وعبد الرؤف المناوی فی فیض القدیر) سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اصحاب کے ساتھ نہیں کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے جناب عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ میرا مولا ہے ✣

(۳۹) عن سعید بن وہب وعبد خیر قالا سمعنا علیاً یقول بالرحبۃ الکوفۃ انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام عدۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ذالک (اخرجہ الحافظ عماد الدین بن اسمعیل بن عمر الدمشقی الشہیر بابن کثیر والنسائی فی الخصائص واحمد فی المسند) سعید بن وہب اور عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے

وہ اُٹھ کر بیان کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحابہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے ✦

(۴۰) عن زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیا فی الرحبۃ وھو ینشد الناس من شھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم وھو یقول ما قال فقام ثلثۃ عشر رجلا فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ احمد فی المسند) زاذان بن ابی عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سُنا کہ غدیر خم کے روز جو شخص کہ آنحضرت کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے جو کچھ کہ حضرت نے فرمایا تھا پس تیرہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ ہم نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے ✦

(۴۱) عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیا ینشد الناس فقال نشد اللہ رجلا مسلما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقاما اثنا عشر بدریا فشھدوا (اخرجہ احمد فی المسند) زیاد بن ابی زیاد اسلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سُنا کہ میں ہر ایک مسلمان مرد سے جس نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہو پوچھتا ہوں پس بارہ اصحابی جو شریک بدر ہوئے تھے کھڑے ہو کر اسکی گواہی دینے لگے ✦

(۴۲) عن سعید بن وھب وزید بن یثیع قال نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم قام فقام من قبل سعید ستۃ ومن قبل زید ستۃ فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمؤمنین قالوا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ احمد والنسائی والبزار والمخلعی وابن جریر) سعید بن وہب و زید بن یثیع سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام لوگوں کو مسجد کے صحن میں قسم دے کر پوچھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ فرماتے ہوئے کسی نے سُنا ہو اُس کو چاہیئے کہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہوگئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مومنوں کے لئے اولیٰ بالتصرف نہیں ہے سب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالیٰ تمام مومنوں کے لئے اولیٰ بالتصرف ہے پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار تو دوست رکھیو اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اُسے دشمن رکھے ✦

(۴۳) عن عمیر بن سعد انہ سمع علیا وھو ینشد الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام بضعۃ عشر فشھدوا (اخرجہ النسائی) عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہو کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے وہ بیان کرے پس دس سے کچھ اوپر آدمیوں نے اس کی شہادت بیان کی ✦

(۴۴) عن عمرو بن مرۃ قال شہدت علیاً فی الرحبۃ ینشد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم ما قال فقام اناس فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) عمرو بن مرہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرؓ کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ تم سے غدیر خم کے روز جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے سُنا ہو تو بیان کرے۔ چند لوگ کھڑے ہو کر گواہی دینے لگے کہ انھوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علیؓ اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے اور محبت کر اُس سے جو اُس سے محبت کرے اور بغض رکھ اُس سے جو اُس سے بغض رکھے اور مدد کر اُس کی جو اُس کی مدد کرے ✤

(۴۵) عن عمیرۃ بن سعد قال شہدت علیاً علی المنبر یناشد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم الا قام فشہد فقام اثنا عشر رجلاً منہم ابو ہریرۃ وابو سعید وانس بن مالک فشہدوا انہم سمعوا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ ابن کثیر فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط والمتقی فی کنز العمال) عمیرہ بن سعد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرؓ کو منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ جس کسی نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُنا ہو وہ اٹھ کر اسکی گواہی بیان کرے پس بارہ صحابی جن میں ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدری اور انس بن مالک بھی تھے اٹھ کر بیان کرنے لگے کہ انہوں نے حضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علیؓ اُس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے ✤

(۴۶) عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال شہدت علیاً فی الرحبۃ یناشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ لما قام فشہد قال عبدالرحمٰن فقام اثنا عشر بدریاً کانی انظر الی احدہم علیہ سراویل قالوا نشہد انا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجی امہاتہم قلنا بلیٰ یا رسول اللہ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابو یعلی فی المسند وابن کثیر فی تاریخہ وسعید بن منصور والخطیب والمتقی فی کنز العمال والدارقطنی وابن جریر فی تاریخہ) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتا ہے کہ میں نے جناب امیرؓ کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دیکر اُس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہوئے سُنا ہے چاہئے کہ وہ شخص اٹھ کر بیان کرے عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ بارہ بدری صحابی کھڑے ہو گئے مجھے آج تک اُن میں سے ایک کا لباس نگاہ میں ہے کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضرتؐ کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کیا میں مومنوں کی جان سے اولیٰ نہیں

ہوں اور میری ازواج اُن کی مائیں نہیں ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا بے شبہ آپ اولیٰ ہیں اور آپ کے ازواج امہات مومنین ہیں حضرتؐ نے فرمایا پس جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔ اے خدا دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے۔

۱۷۔ عن ابی الطفیل ان علیا قام فحمد اللہ ثم قال انشد باللہ من شہد یوم غدیر خم الا قام ولا یقوم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلا منہم خزیمۃ بن ثابت و سہل بن سعد و عدی بن حاتم و عقبۃ بن عامر و ابو ایوب الانصاری و ابو لیلیٰ و ابو الہیثم بن التیہان و ابو سعید الخدری و شریح الخزاعی و ابو قدامۃ الانصاری و رجال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن والقا علیہن ثوبہ ثم نادی بالصلوٰۃ فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللہم اشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی مسئول وانتم مسئولون ثم قال الا ان دماءکم واموالکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا وحرمۃ شہرکم ہذا اوصیکم بالنساء واوصیکم بالجار اوصیکم بالممالیک واوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال یا ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض نبانی بذلک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال علی صدقتم وانا علی ذلک من الشاہدین (اخرجہ ابن عقدہ و ابو حاتم محمد بن حبان البستی و محب الدین الطبری فی ریاض النضرۃ و ابن عساکر والسمہودی فی جواہر العقدین)۔ ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دیکر اُس شخص کو جو غدیر خم کے روز حاضر ہوا ہے کھڑے ہونے کیلئے کہتا ہوں اور وہ شخص ہرگز نہ اٹھے جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا مجھے خبر دی گئی ہے بلکہ بیان کرے کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو پس سترہ آدمی کھڑے ہوگئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب انصاری اور ابو لیلیٰ اور ابو الہیثم اور ابو سعید خدری اور شریح اور ابو قدامۃ الانصاری رضی اللہ عنہم وغیرہ قریش کے اور آدمی بھی موجود تھے جناب امیرؑ نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آرہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باہر تشریف لائے اور درختوں کے کاٹ چھانٹ کرنے کا حکم دیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ پھر نماز ظہر کیلئے منادی کرائی گئی ہم سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں سے نماز کیلئے باہر نکلے حضرتؐ نے کھڑے ہوکر خطبہ میں خدا کی صفت و ثنا کے بعد بیان کیا اے لوگو! تم کیا کہتے ہو۔ حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا، اس بات کو تین دفعہ فرما کر کہا: اے خدا گواہ رہیو۔ پھر ارشاد کیا میرا گمان ہے کہ میں بلایا جاؤں گا اور میں جانے پر راضی ہوجاؤں گا، میں بھی پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے بے شبہ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہوگیا ہے جب کہ یہ تمہارا آج کا دن اور تمہارا مہینہ حرمت والا ہے۔ میں تم کو عورتوں کی نسبت اور ہمسایوں کی نسبت اور غلاموں کی نسبت عدل

احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر ارشاد کیا اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں مجھ کو خدائے مہربان خبر دینے والے نے اسکی خبر دی ہے پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے تم نے سچ بیان کیا ہے میں اس پر گواہ ہوں ۔

۴۸) عن ابی سلیمان عن زید بن ارقم قال استشھد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام ستۃ عشر رجلا فشھدوا (اخرجہ احمد فی المسند والبغوی فی معجمہ والبزار والطبرانی والمخلص الذھبی) ابو سلیمان زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دیکر گواہی طلب کی کہ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھ کر بیان کرے پس سولہ آدمیوں نے ان کی نسبت گواہی ادا کی ۔

۴۹) عن ابی الطفیل قال جمع علی الناس فی الرحبۃ ثم قال لھم انشد اللہ کل امرء مسلم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم ما سمع لما قام فقام ثلثون من الناس قال ابو نعیم فقام ناس کثیر فشھدوا حین اخذ بیدہ فقال تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فخرجت کان فی نفسی شئ فلقیت زید بن ارقم فقلت لہ انی سمعت علیا یقول کذا وکذا فقال قد سمعناہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ذلک قال ابو نعیم لفظ الذی روی عند المحدثین کم بین القول بین موتہ قال مائۃ یوم (اخرجہ ابن ابی حاتم والنسائی وابن حبان وابن عقدہ) ابو الطفیل سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگے میں قسم دیتا ہوں اس مسلمان مرد کو جس نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس تیس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ بہت سے آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ جب آنحضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے تو فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں۔ حاضرین نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے۔ ابو الطفیل کہتا ہے کہ میں وہاں سے نکلا اور میرے دل میں اس حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے اُن سے کہا میں نے جناب امیر سے یہ کچھ سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے بتحقیق ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جنہوں نے کہ یہ روایت کی ہے پوچھا کہ جناب امیر کی وفات میں اور اس قول میں کتنے دنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دن کی مدت تھی ۔

۵۰) عن ریاح بن الحارث قال جاء رھط الی علی بالرحبۃ فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال کیف اکون مولاکم وانتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال ریاح فلما مضوا اتبعتھم فسألت من ھؤلاء قالوا نفر من الانصار فیھم ابو ایوب الانصاری (اخرجہ

احمد فی المسند و ابن السمان و ابن المغازلی والمخلص الذہبی و محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ والملا علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر) رباح ابن حارث ناقل ہیں کہ کوفہ کے میدان میں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا السلام علیکم یا مولانا جناب امیرؑ نے فرمایا میں تمہارا مولا کس طرح سے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم قوم عرب ہو۔ وہ کہنے لگے ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ ریاح کہتا ہے جبکہ وہ لوگ وہاں سے بڑھ گئے تو میں ان کے پیچھے ہو لیا اور پوچھا یہ کون لوگ تھے لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ ہے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں ہیں۔

(۵۱) عن ریاح قال بینما علی جالس اذ جاء رجل قد حل علیہ اثر السفر فقال السلام علیک یا مولائی قال علی من ھذا قالوا ابو ایوب الانصاری قال علی افرجوا لہ فافرجوا لہ فقال ابو ایوب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (اخرجہ احمد فی المناقب و البغوی فی معجمہ و ابن ابی شیبۃ و اسمٰعیل بن عمر المعروف بابن کثیر فی تاریخہ و محب الطبری فی الریاض النضرۃ والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر) ریاح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب امیرؑ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص آیا جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اور آ کر کہنے لگا السلام علیک یا مولانا جناب امیرؑ نے فرمایا یہ کون ہے، لوگوں نے عرض کیا یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جناب امیرؑ نے ارشاد کیا ان کیلئے جگہ چھوڑ دو لوگ اس جگہ سے ہٹ گئے پس ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے: جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۵۲) عن عبد اللہ بن سعد بن زرارۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (اخرجہ ابن عقدۃ و ابو سعید مسعود بن ناصر السجستانی فی کتاب الولایۃ) عبد اللہ بن اسعد بن زرارہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۵۳) عن زر بن حبیش قال خرج علی من القصر فاستقبلہ رکبان متقلدی السیوف علیہم العمائم حدیثی عہد سفر فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال علی بعد ما رد السلام علیہم من ھھنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر رجلا منہم خالد بن زید و ابو ایوب الانصاری و خزیمۃ بن ثابت ذو الشہادتین و ثابت بن قیس بن شماس و عمار بن یاسر و ابو الھیثم بن التیہان و ھاشم بن عتبۃ و سعد بن ابی وقاص و حبیب بن بدیل بن ورقاء فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال علی لانس بن مالک والبراء بن عازب ما منعکما ان تقوما فتشہدا فقد سمعتما کما سمع القوم فقال اللہم ان کتماھا معاندۃ فابلھما فاما البراء فعمی فکان یسأل عن منزلہ فیقول کیف یرشد من ادرکتہ الدعوۃ واما انس فقد برصت قدماہ وقیل لما استشہد عن قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اعتذر بالنسیان فقال علی اللہم ان کان کاذبا فاضربہ بیاض لا تواریہ العمامۃ فبرص وجہہ فسدل بعد ذلک برقعا علی وجہہ۔ (اخرجہ جمال الدین عطاء اللہ

بن فضل اللہ المحدث فی الاربعین) ۔ زر بن جیش ناقل ہیں، کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے برآمد ہوئے اُن کے سامنے عمامہ پوش تلواریں لٹکائے ہوئے چند سوار آئے جن کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی سفر سے آئے ہیں انھوں نے جناب امیرؑ سے کہا السلام علیک یا مولانا جناب امیرؑ نے اُن کو جواب سلام دیکر فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کون شخص اس مقام پر موجود ہے بارہ آدمی جن میں خالد بن زید اور ابو ایوب انصاری اور خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین اور ثابت بن قیس بن شماس اور عمار بن یاسر اور ابو الہیثم بن التیہان اور ہاشم بن عتبہ اور سعد بن ابی وقاص اور حبیب بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، اٹھ کر گواہی دینے لگے کہ ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے جناب امیر علیہ السلام نے انس بن مالک اور براء بن عازب سے کہا تمہیں اُٹھ کر گواہی دینے سے کس شے نے بند کیا ہے تم نے بھی تو سُنا تھا جیسا کہ لوگوں نے سُنا تھا پس جناب امیرؑ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر انھوں نے گواہی کو عناد کی وجہ سے چھپا لیا ہے تو انکو ناگہانی بلا میں مبتلا کر پس براء بن عازب اندھے ہوگئے یہاں تک اپنے گھر کا رستہ پوچھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے بھلا وہ شخص کیونکر رستہ دیکھ سکتا ہے جس کو بددعا لگی ہو۔ اور انس بن مالک کا یہ حال ہوا کہ اُنکے پاؤں پر برص پیدا ہو گیا۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد یعنی جس کا کہ میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے پر لوگوں سے گواہی طلب کی تو انس بن مالک نے نسیان کا عذر پیش کیا جناب امیر علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ عمامہ سے نہ چھپ سکے پس انس رضی اللہ عنہ اس اپنے مُنہ کے برص کو برقع میں چھپائے رکھتے تھے ۔

(۵۲) عن طلحۃ بن عمیر قال شہدت علیا علی المنبر ناشد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیہم ابو سعید و ابو ہریرۃ و انس وہم حول المنبر و علی علی المنبر اثنا عشر بدریا من الانصار والمہاجرین فقال علی ناشدتکم باللہ ہل سمعتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقاموا کلہم وانس بن مالک فی القوم لم یشہد فقال لہ امیر المومنین ما منعک یا انس ان تشہد وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المومنین کبرت ونسیت فقال امیر المومنین اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوضح لا تواریہ العمامۃ فقال طلحۃ بن عمیر فاشہد باللہ لقد رأیتہ بیضاء بین عینیہ (اخرجہ ابو نعیم و ابن جریر)۔ طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قسم دے رہے تھے، اُن میں ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک بھی منبر کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے، اور جناب امیر علیہ السلام منبر پر تشریف رکھتے تھے، اور منبر کے اردگرد مہاجرین و انصار سے بارہ بدری صحابی موجود تھے پس جناب امیرؑ نے ان سے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ارشاد کو سُنا ہے۔ پس جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے انھوں نے گواہی نہ دی۔ جناب امیر المومنین نے انس بن مالک سے فرمایا تم کو شہادت دینے سے کس بات نے روکا ہے باوجودیکہ تم نے بھی سُنا تھا جو کچھ اُن لوگوں نے سُنا تھا انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا امیر المومنین میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے یہ بات بھول گئی جناب امیرؑ نے دعا کی، اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو

اسے برص کے مرض میں مبتلا کر دے کہ اُسے یہ عمامہ سے نہ چھپا سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتا ہے کہ میں خدا گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے +

(۵۵) عن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدریا من جانب الایمن وستۃ من جانب الایمن فشھدوا بذالک قال زید بن ارقم کنت فیمن سمع ذالک فکتمتہ فذھب اللہ ببصری فکان یندم علی ما فاتہ من الشھادۃ ویستغفر۔ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ ابن المغازلی واخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند زید بن ارقم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اُسے دشمن رکھے پس بارہ اصحاب بدر کھڑے ہو گئے چھ دہنی طرف سے اور چھ بائیں طرف سے اور انھوں نے گواہی ادا کی۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں میں سے تھا جن لوگوں نے اس حدیث کو حضرت سے سُنا تھا پس میں نے اسکو چھپایا خدا تعالیٰ میری بصارت لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے +

(۵۶) عن عمیر بن سعد قال قال علی علی المنبر انشد رجلا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الا قام وشھد فشھدوا الا انس بن مالک والبراء بن عازب وجریر بن عبد اللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فقال اللھم من کتم ھذہ الشھادۃ وھو یعرفھا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجعل بہ اٰیۃ یعرف بھا قال فبرص انس وعمی البراء ورجع جریر اعرابیا بعد ھجرتہ فاتی السراۃ فمات فی بیت امہ۔ (اخرجہ ابو الحسن احمد بن یحییٰ البلاذری فی انساب الاشراف) عمیر بن سعد ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھکر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی حدیث کو سُنا ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک براء بن عازب اور جریر بن عبد اللہ البجلی بھی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر علیہ السلام نے مکرر اس کو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا جناب امیر نے فرمایا بار الہا جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجود اسکے کہ وہ اس کو جانتا ہے اس شخص کو اس وقت تک نہ ماریو جب تک کہ تو اسکے لئے کوئی نشانی نہ مقرر کر دے کہ وہ اُس سے دُنیا ہی میں پہچانا جائے۔ عمیر بن سعد کہتا ہے پس انس مبروص ہو گئے اور براء اندھے ہو گئے اور جریر ہجرت کو ترک کرتے ہوئے واپس آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر میں دنیا سے انتقال کیا +

(۵۷) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خطب علی فقال انشد اللہ امرء نشدۃ الاسلام سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم اخذ بید علی یقول الست اولی بکم یا معشر المسلمین من انفسکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ الا قام فشھد فقام بضعۃ عشر رجلا فشھدوا وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتی عموا او

برصوا (اخرجہ الدار قطنی و ابن کثیر فی تاریخہ)۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میں اُس مرد خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز کہا تھا پوچھتا ہوں کہ جس شخص نے حضرتؐ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من اخذلہ کی حدیث کو سُنا ہو وہ اُٹھ کر اسکی شہادت بیان کرے پس دس سے کتنے آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور ایک گروہ صحابہؓ نے اس شہادت کو چھپایا پس وہ لوگ تب تک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں گئے جب تک کہ وہ اندھے اور مبروص نہیں کئے گئے ❖

(۵۸) عن ابن اسحاق قال حدثنی من لا احصی ان علیا انشد الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام نفر فشہدوا انہم سمعوا ذالک من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتی عموا وبرصوا واصابتہم آفۃ منہم یزید بن ودیعۃ وعبدالرحمٰن بن مدلج (اخرجہ ابو موسیٰ و ابن الاثیر فی اسد الغابہ) ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جن کا کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس کسی نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی حدیث کو سُنا ہو بیان کرے پس چند آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔ کہا اُنھوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چھپایا وہ جب تک کہ اندھے اور مبروص یا کسی اور بلا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سدھارے۔ چنانچہ یزید ابن ودیعہ اور عبدالرحمٰن بن مدلج بھی اُنہیں میں سے تھے ❖

(۵۹) عن عائشۃ بنت سعد سمعت اباہا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجحفۃ فاخذ بید علی فخطب ثم قال ایہا الناس انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید علی فقال ہذا ولیی والمودی عنی وان اللہ موال من والاہ ومعاد من عاداہ (اخرجہ ابن جریر وقال الذہبی ہذا حدیث حسن غریب) عائشہ بنت سعد اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ میرے والد ماجد کہتے تھے کہ میں نے جحفہ کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپنے خطبہ ارشاد کیا اور پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہیں پس آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا یہ میرا ولی ہے اور میری جانب سے ادا کرنیوالا ہے بہ تحقیق خداوند تعالےٰ دوست رکھنے والا ہے اُس کو جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اُسکو جو اسکو دشمن رکھے ❖

(ف) قال السمہودی قول بعضہم ان زیادۃ اللہم وال من والاہ الی آخرہ موضوعۃ مردودۃ فقد ورد ذلک من طرق صحح الذہبی) سید نورالدین السمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ اس حدیث میں یہ الفاظ یعنی اللہم وال من والاہ آخر تک موضوع ہیں یہ قول بالکل مردود ہے یہ الفاظ بہت سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں حافظ ذہبی نے جن کی تصحیح کی ہے ❖

(۶۰) عن ابی الحمراء خادم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بعد ما کبر سنہ لا احد من فقائلۃ لا احدثک الا ما سمعتہ اذنای ورأت عینای اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل علی ام المومنین عائشۃ فقال لہا ادعی لی سید العرب فبعثت الی ابی بکر فدعتہ فجاء حتی کان کرای العین علم ان غیرہ دعی فخرج

من عندها حتی دخل علی ام المؤمنین حفصۃ فقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت الی عمر فدعتہ فجاء حتی اذا صار کرای العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندها حتی اذا دخل علی ام المؤمنین ام سلمۃ وقال ادعی لی سید العرب فبعثت الی علی ثم قال لی یا ابا الحمراء ادع ائتنی بمائۃ من قریش و ثمانین من العرب ستین من الموالی واربعین من اولاد الحبشۃ فلما اجتمع الناس قال ائتنی بصحیفۃ من ادیم فاتیتہ بها ثم اقامهم مثل صف الصلوۃ فقال معاشر المسلمین الیس اللہ اولی لی من نفسی یامرنی وینهانی ما لی علی اللہ امر ولا نهی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الست اولی بکم من انفسکم آمرکم وانهاکم لیس لکم علی امر ولا نهی قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کان اللہ و انا مولاہ فهذا علی مولاہ یامرکم وینهاکم ما لکم علیہ امر ولا نهی اللّٰهم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اللّٰهم انت شهیدی علیهم انی قد بلغت ونصحت اخرجہ سید علی الهمدانی فی مودۃ القربیٰ) ۔ ابو الحمراء خادم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ ابو الحمراء جب بوڑھے ہوگئے اپنے ایک رفیق سے کہنے لگے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میری آنکھوں نے دیکھا ہے اس میں تجھے خبر دیتا ہوں، ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے عرب کے سردار کو بلاؤ، انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے ان کو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا پھر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اے ابو الحمراء جاؤ اور ایک سو آدمی قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی موالی عرب کے اور چالیس آدمی حبش کے بلا لاؤ۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے حضرت نے بکری کی کھال پر ایک عہد نامہ لکھا اور لوگوں کو مثل نماز کی صف کے استادہ کرکے ارشاد کیا اے مسلمانوں کے گروہ کیا خدا تعالیٰ مجھ سے اولیٰ نہیں ہے۔ کہ مجھ کو حکم دیتا ہے اور ممانعت کرتا ہے خدا پر میرا کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا، کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لئے اولیٰ نہیں ہوں میں تم کو امر و نہی کرتا ہوں مجھ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کر سکتے ہو۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ درست ہے پھر آپ نے فرمایا جس کسی کا اللہ تعالیٰ اور میں مولا ہوں پس اس کا یہ علی بھی مولا ہے تم پر یہ امر و نہی کر سکتا ہے تمہیں اس پر کسی طرح کے حکم جاری کرنیکا اختیار نہیں ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو اسکی مدد کرے اور چھوڑ دے اُسے جو اسے چھوڑ دے، اے میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے ؀

(۶۱) قال قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ انشدها بین یدی علی فی الصفین

قلت لما بغی العدو علینا ۔ حسبنا ربنا ونعم الوکیل ؀ وعلی امامنا وامام ۔ لسوانا بہ اتی التنزیل ؀

یوم قال النبی من کنت مولاہ - فھذا مولاہ خطب جلیل - انما قالہ النبی علی الامۃ - ختم مافیہ قال وقیل واخرجہ سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ قیس بن سعد ابن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام کے مواجہہ میں صفین کے درمیان اپنے رجز میں یہ اشعار پڑھے ۔ کہ جب ہمارا دشمن ہم پر باغی ہوگیا - تو میں نے کہا کافی ہے ہمارے لئے ہمارا پروردگار اور وہی اچھا سپردگی کار کے لئے علی ہمارا امام ہے اور ہمارے سوا سب کا امام ہے اس بات کیلئے قرآن نازل ہوا ہے جس وقت کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا یہ مولا ہے اور آپنے ایک بزرگ خطاب فرمایا - جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے امت کے سامنے اس ارشاد کو فرمایا تھا تاکہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جاوے ۔

تنبیہ مولی کا لفظ چند معنوں کے مقام پر استعمال ہوا ہے جن کا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے ۔

(۱) جار	یعنی ہمسایہ	(۶) عصبہ	قال اللہ تعالیٰ انی خفت الموالی من ورائی -
(۲) معتِق	بکسر تا - آزاد کنندہ	(۷) وارث	قال اللہ تعالیٰ و لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون - ای ورثۃ -
(۳) معتَق	بفتح التاء - آزاد کردہ		
(۴) حلیف	یعنی ہم عہد	(۸) صدیق	قال اللہ تعالیٰ - لا تغنی مولی عن مولی شیئا ای صدیق من صدیق
(۵) ابن عم	یعنی چچازاد بھائی ۔ قال الشاعر مھلا بنو عمنا موالینا - الموالی حتفوا علینا -	(۹) ناصر	قال اللہ تعالیٰ بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لھم ای لا ناصر لھم
(۱۰) مالک	قال اللہ تعالیٰ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ وھو کل علی مولاہ	(۱۲) اولی	قال اللہ تعالیٰ - فی حق المنافقین ماوٰکم النار - ھی مولاکم - ای اولی بکم -
(۱۱) السید المطاع	وفی الصحاح و کل من ولی امر احد فھو ولیہ		

اس حدیث میں لفظ مولی کے معنی متعین کرنے میں علما کا اختلاف ہے - لیکن :-

(۱) اس حدیث میں مولی کے لفظ سے جار یعنی ہمسایہ کے مفہوم کے معنے مطلق نہیں لئے جا سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمسایہ نہیں تھے ۔

(۲) معتِق یعنی آزاد کنندہ کے معنی اس حدیث کے مفہوم سے خارج ہیں - کیونکہ جس وقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی ۔

(۳) معتَق یعنی آزاد کردہ کے معنی تو کسی نہج سے مراد ہی نہیں سکتے کیونکہ امیر علیہ السلام حُر اور آزاد تھے ۔

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنی بھی کسی طرح سے نہیں لئے جا سکتے کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی سے عہد قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنی مراد ہو سکیں ۔

(۵) ابن عم کے معنے تو ہرگز چسپاں ہو ہی نہیں سکتے - کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے ۔

(۶) عصبہ کے معنے بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے یا کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصبہ نہیں تھے۔

(۷) وارث کے معنی تو بموجب حدیث معشر الانبیاء لانرث و لانورث کسی نہج سے چسپاں ہو ہی نہیں سکتے۔

(۸) صدیق کے معنی لینا بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کسی کے جناب سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دوست تھے جناب امیرؓ بھی اسکے دوست تھے اور اگر اس قضیہ کا عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس حدیث کے یہ معنی ہوں کہ جو میرا دوست ہے وہ علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اشخاص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تو تھے مگر جناب امیرؓ سے بغض رکھتے تھے حضرتؐ نے انکی تنبیہ کے لئے ایسا ارشاد کیا ہو۔ گو بادی النظر میں یہ معنے موجہہ معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ معنے ہرگز اس حدیث کے مفہوم میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں مولے کا لفظ مضاف واقع ہوا ہے نہ مضاف الیہ یعنی جس کا کہ میں مولا ہوں پس اُس کا علیؓ مولا ہے۔ نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا بھی مولا ہے۔ اس لئے صدیق کے معنے بھی نہیں لئے جا سکتے۔

(۹) ناصر کے معنے بھی ٹھیک نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ جناب امیرؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح سے تابع تھے جس کسی کی نصرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُسکی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھی۔ اس کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

(۱۰) مالک کے معنے بھی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) البتہ اس حدیث میں مولے کے لفظ سے معنی السید المطاع کے لئے جا سکتے ہیں:

(ب)

(۶) اولیٰ کے۔

مولے بمعنے اولے کثرت سے مستعمل ہوتا ہے جس کے شواہد ہم چند تفاسیر اور کتب لغت سے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

(۱) ابن حیان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون کے ترجمہ میں لکھتے ہیں لئے ناصرنا وحافظنا قالہ الجمہور وقال الکلبی اولی بنا من انفسنا فی الموت والحیوٰۃ وقیل مالکنا وسیدنا فلھذا یتصرف کیف یشاء فیجب الرضاء بما یصدر من جھتہ وقال فی ذلک بان اللہ مولی الذین اٰمنوا وان الکافرین لا مولا لھم فھو مولانا الذی یتولانا ویتولاھم۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں: ماوٰکم النار ھی مولاکم وبئس المصیر وفی لفظ المولیٰ ھھنا اقوال (احدھا) قال ابن عباس مولٰکم ای مصیرکم وتحقیقہ ان المولیٰ موضع الولی وھو القرب فالمعنی ان النار ھو موضعکم الذی تقربون منہ وتصلون الیہ (والثانی) قال الکلبی یعنی اولی بکم وھو قول الزجاج والفراء وابی عبیدۃ۔

(۳) امام ثعلبی تفسیر کشف البیان میں لکھتے ہیں: ماوٰکم النار ھی مولٰکم ای صاحبتکم واولی بکم واحق بان تکون مسکنا لکم۔

(۴) امام ابو الحسن الواحدی تفسیر وسیط میں لکھتے ہیں: ماوٰکم النار ھی مولٰکم ھی اولی بکم لما اسلفتم من الذنوب

والمعنے انما ھی التی تلی علیکم لانہا قد ملکت امرکم فہی اولیٰ بکم من کل شیٔ ۔

(۵) امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: ما ولکم النار ھی مولٰکم۔ صاحبتکم واولیٰ بکم لما اسلفتم من الذنوب ۔

(۶) جوہری صحاح میں بذیل لغت ولی لکھتے ہیں: واما قول البید ؎ فغدت کلا الفرجین تحسب انہ مولی المخافۃ خلفہا وامامہا۔ فیرید انہ اولی موضع ان یکون فیہ الخوف ۔

(۷) علامہ مرزوقی سبعہ معلقہ کی شرح میں لکھتے ہیں: ؎ فغدت کلا الفرجین تحسب انہ مولی المخافۃ خلفہا وامامہا۔ الفرج موضع المخافۃ والفرج مابین قوائم الداب فما بین الیدین فرج وما بین الرجلین فرج والجمع فروج وقال ثعلب ان المولیٰ فی ھذا البیت بمعنی اولی بالشیٔ کقولہ تعالیٰ ماولکم النار ھی مولٰکم ای ھی اولیٰ بکم ۔

اس کے سوا قرینہ الست اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم سے بھی یہی معنے اولٰے ہی کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے اب ہم اس واقعہ پر ایک تاریخی نظر ڈال کر یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرتؐ نے کیوں فرمایا تھا اور کیا ایسی بات واقع ہوئی تھی کہ جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر برانگیختہ کیا تھا پس ان اسباب اور واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولے کے معنے مراد ہونگے ظاہر ہو جاویں گے ۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضورؐ اسی یا نوے روز بقید حیات رہے ہیں تمام اہل سیر متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا اور خالد بن ولید کو بھی دوسرے لشکر کے ساتھ یمن ہی کی طرف بھیجا تھا اور بوقت روانہ کرنے دونوں لشکروں کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر دونوں لشکر متفرق رہیں تو ہر ایک صاحب اپنے لشکر کا جدا گانہ امیر ہوگا اور اگر دونوں لشکر کہیں جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علیؑ ہی امیر سمجھے جائیں اور خالد بن ولید آپکی ماتحتی میں کارروائی کریں چنانچہ دونوں لشکر یمن میں بنی زبید پر جا پڑے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہو گیا اور کفار کا زن و بچہ اسیری میں آ گیا ان میں ایک لونڈی نہایت خوبصورت تھی جناب امیرؑ اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ یہ امر بعض لوگوں کو شاق گذرا جب دونوں لشکر حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئے چند اور لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب امیرؑ کی شکایت کی کہ جناب امیرؑ نے ایسا کچھ کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو اسی وقت جواب دیا کہ تم علیؑ کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علیؑ کا ہوں اور میرے بعد تمہارا اولی ہے۔ پھر جب حضرتؐ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام جحفہ میں غدیر خم پہنچے تو حضرتؐ نے باقی لوگوں کے شکوک رفع کرنے کیلئے خطبہ میں جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا: جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے یعنی تم لوگ جو اس کنیز بین جناب علیؑ کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو وہ تو میری طرح سے مومنوں کے ہر ایک امر میں اولی بالتصرف ہے۔ کتب سیر و رجال و تاریخ و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں:۔

عن عبداللہ بن بریدۃ الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید

وبعث علیا علی جیش اٰخر وقال اذا التقیتما فعلی علی الناس وان تفرقتما فکل واحد منکما علی حدۃ فلقینا بنی زبید من اھل الیمن وظہر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فاختار علی وصیفۃ لنفسہ فکتب بذالک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ قال فجئت ودفعت الکتاب الیہ وقلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ھذا مکان العائذ فبعثتنی مع الرجل والزمتنی بطاعتہ فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا بریدۃ فی علی فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی۔ اخرجہ النسائی فی الخصائص واحمد فی المناقب۔

عبداللہ بن بریدۃ الاسلمی اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہم کو یمن کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر پر جناب امیرؑ کو سردار مقرر کرکے ارسال کیا اور فرمایا: اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں، اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ امیر ہوگا۔ ہم لوگ اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر جا پڑے مسلمانوں نے باہم مدد کرکے مشرکوں سے مقابلہ کیا اور ان کا زن و بچہ گرفتار کر لیا۔ جناب علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لئے منتخب کر لی۔ خالد بن ولید کو جناب امیرؑ کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا اور حضرتؐ کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ بھیجی اور مجھے حکم دیا۔ میں وہ عرضی لیکر حاضر خدمت ہوا میں نے وہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبانی بھی جناب امیر علیہ السلام کی شکایت عرض کی حضرتؐ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضورؐ کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضورؐ نے مجھے ایک شخص کی ماتحتی میں روانہ کیا تھا اور اس کی اطاعت مجھ پر لازم گردانی تھی جو کچھ کہ اس نے مجھ سے کہا میں نے حضورؐ میں عرض کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بریدہ علیؑ کے پیچھے مت پڑو۔ علیؑ میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

علامہ ابن حجر نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: وسبب ذالک کما نقلہ الحافظ شمس الدین بن محمد الجزری عن ابن اسحاق ان علیا تکلم فیہ بعض من کان معہ فی الیمن فلما قضی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ خطبہا تنبیہا علی قدرہ وردا علی من تکلم فیہ کبریدۃ کما فی البخاری انہ کان یبغضہ وسبب ذالک ما صححہ الذھبی انہ خرج معہ الی الیمن فرای منہ جفوۃ فنقصہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یتغیر وجہہ ویقول یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قال بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی اس حدیث کے ارشاد ہونے کا سبب ہے جس کا ذکر حافظ شمس الدین بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی المطالب میں سیرۃ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہ جناب امیرؑ کے ساتھ یمن میں گئے ہوئے تھے واپس آ کر جناب امیرؑ کی شکایت بیان کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کیلئے اور جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بریدہ وغیرہ کے جس کا ذکر بخاری نے بھی کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ ابتدا میں جناب امیر علیہ السلام سے بغض رکھا کرتے تھے اور ان لوگوں کے رد کرنے کیلئے آپ نے خطبہ ارشاد کیا۔ اور بغض کی وجہ یہ تھی جس کی صحت حافظ ذہبی نے کی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے تھے، راہ میں باہم

کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی اس وجہ سے بریدہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنوں کیلئے انکی جان سے اولیٰ نہیں ہوں بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضورؐ بے شبہ اولیٰ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے۔

اب بصیرت خود بچشم بصارت کو کھولکر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اولے کے سوا اس حدیث میں مولا کے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے:۔ وقیل کان سبب ذٰلک ان اسامۃ بن زید قال لعلی لست مولائی انما مولائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (نقلہ شمس الدین بن مظفر الخلخالی فی المفاتیح شرح المصابیح) یعنی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہیں ہیں سوا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی میرا مولا نہیں ہے۔ جب یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ بھی مولا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لیکن وجہ اول زیادہ ترصحیح معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زیدؓ ہوئے ہوں۔ اور دوبارہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد علی رؤس الاشہاد بیان فرمایا ہو۔ بہر حال یہ کہنا کہ جناب امیرؑ حجۃ الوداع میں شریک ہی نہیں تھے۔ یا یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔ یا مولیٰ کے معنے متعین کرنے میں چون وچرا کرنا بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر تعصب کے بڑھ جانے سے پیدا ہو جاتا ہے والا دعام بعضکم اولیٰ ببعض میں لفظ اولیٰ بغیر من کے استعمال ہوا ہے ایسی تعویلات سے لوگوں کو فریفتہ کر کے راہ حق سے بیراہ نہ کرنا چاہیئے۔

حضرتؐ کا جناب امیر علیہ السلام کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امدنی یوم بدر ویوم حنین بملائکۃ متعممین ھٰذہ العمۃ والعمۃ حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین قال العلی لما عمہ یوم غدیر خم عمامۃ سدل طرفہا علی منکبہ اخرجہ الخطیب البغدادی والدیلمی وصاحب کنوز الحقائق وابو داؤد الطیالسی والمتقی فی کنز العمال وابن ابی شیبۃ ومحب الطبری فی الریاض و السیوطی وابن الصباغ المالکی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ رب العزۃ نے بدر اور حنین کے روز ہماری مدد ایسے فرشتوں سے کی تھی جو عمامہ پوش تھے اور عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنیوالا ہے یہ حدیث حضرتؐ نے مجھے غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی تھی جبکہ میرے سر پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور اس کا شملہ میرے کندھے سے لٹکا دیا تھا۔

(۲) قال علی بن برھان الدین الشافعی کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ تسمی السحاب کساھا

علی بن ابی طالب فکان ربما طلع علیہ علی فیقول صلے اللہ علیہ وسلم اتاکم علی فی السحاب یعنی عمامۃ التی وجھا لہ برہان الدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام حضرت نے سحاب رکھا ہوا تھا حضرت نے وہ عمامہ جناب امیر علیہ السلام کو بندھوایا تھا جب کبھی جناب امیر اس عمامہ کو باندھے ہوئے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ علی سحاب میں تمہارے پاس آرہے ہیں ؛

جناب امیر علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خیر البشر ہونا

(۱) عن عقبۃ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ الانصاری وقد سقط حاجباہ علی عینیہ فسألناہ عن علی فرفع حاجبیہ فقال ذلک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی المناقب) عقبہ بن سعد العوفی ناقل ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گئے اُن کے ابرو ان کی آنکھوں پر ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے اُن سے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے بہتر تھے ؛

(۲) عن عطاء قال سألت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا عن علی فقالت ذلک من خیر البشر ولا یشک فیہ الا کافر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) عطاء رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں نے جناب ام المؤمنین عائشہ سے امیر کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لا سکتا ؛

(۳) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا ؛

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ فقد سئل عن علی فقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا علی ولا یشک فیہ الا منافق (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا گیا وہ کہنے لگے علی علیہ السلام بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اُمت کے سب لوگوں سے بہتر تھے منافق کے سوا کوئی اس میں شک نہیں لا سکتا ؛

(۵) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت خیر امتی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دُنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو ؛

(۶) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب خیر من اخلف بعدی (اخرجہ ابن مردویہ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ان سب لوگوں سے جنہیں میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام سب سے بہتر ہیں ؛

(۷) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ الحافظ فی الاربعین) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا ؛

(۸) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ان زوجتک خیر امتی اقدمھم سلما واکثرھم حلما (اخرجہ ابن مردویہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب سیدۃ علیہما السلام سے فرماتے تھے کہ تحقیق تیرا خاوند میری سب اُمت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح میں اُن سے مقدم اور حلم میں سب سے زیادہ ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فسکت عنی فلما کان العداۃ فقال یا سلمان فاسرعت الیہ قلت لبیک قال ھل تعلم من وصی موسیٰ قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانہ اعلمھم قال فان وصی وموضع سری وخیر من اترک بعدی ینجز عداتی ویقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے حضور کا وصی کون ہے حضرت خاموش رہے جب دوسرا روز ہوا حضرت نے مجھے دیکھ کر پکارا میں دوڑ کر خدمت اقدس میں گیا حضرت فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون تھے فرمایا کیوں میں نے کہا اسلئے کہ انکی تمام امت سے وہ زیادہ علم والے تھے پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے بھیدوں کا خزانہ اور ان سب سے جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۱۰) عن ابی الیسر الانصاری قال دخلت علی ام المؤمنین عائشۃ فقالت من قتل الخارجیۃ قال قلت قتلھم علی قالت ما یمنعنی الذی فی نفسی علی علی ان اقول الحق سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول یقتلھم خیر امتی من بعدی وسمعتہ یقول الحق مع علی وعلی مع الحق (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) ابی یسر الانصاری نقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے۔ فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سچ کہنے سے کون روک سکتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری سب اُمت سے بہتر شخص اُن کو قتل کرے گا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سُنا ہے کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے۔

(۱۱) عن المسروق قال دخلت علی ام المؤمنین عائشۃ فقالت لی من قتل الخوارج فقلت قتلھم علی قال فسکت فقالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ھم شر الخلیقۃ یقتلھم خیر الخلق واعظمھم عند اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ وسیلۃ (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) مسروق سے نقل ہے کہ میں جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھ سے پوچھنے لگیں کہ خوارج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا کہ امیر علیہ السلام نے۔ وہ خاموش ہوگئیں اور پھر فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ لوگ بدترین خلائق ہیں اُن کو بہترین خلائق قتل کریگا اور اُن کا قتل قیامت کے روز خدا کے نزدیک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۲) عن المسروق قال قالت لی ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا یا مسروق انک من اکرم بنی علی

واجھم الی فھل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتلہ علی علی نھر یقال لاسفلہ تامرا و لاعلاہ النھروان بین اخافیق وطرفا قال فقالت ائتینی معک من یشھد قال فاتیتھا بسبعین رجلا فشھدوا عندھا ان علیا قتلہ علی نھر یقال لاسفلہ تامرا علاہ النھروان بین اخافیق وطرفا قالت قاتل اللہ عمرو ابن العاص فانہ کتب الی انہ قتلھم علی نیل مصر قال قلت یا ام اخبرینی ای شیء سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فیھم قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھم شر الخلق والخلیقۃ یقتلھم خیر الخلق والخلیقۃ واقربھم عند اللہ وسیلۃ یوم القیمۃ (اخرجہ بن مردویہ) مسروق کہتا ہے کہ مجھ کو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے اے مسروق تو سب بیٹوں سے مجھے زیادہ عزیز اور پیارا ہے تجھے مخدج (یعنے پستان) کی کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں مجھے خبر ہے کہ جناب امیرؓ نے اس کو ایک نہر پر مارا ہے جس کے نیچے کے ساحل کو تامرا اور اوپر کے ساحل کو نہروان بولتے ہیں اور وہ اخالیق اور طرف کے درمیان واقع ہے مجھ سے جناب ام المومنین فرمانے لگیں کسی آدمی کو میرے پاس بلا لا کہ وہ پوری شہادت دے سکے۔ میں ستر آدمی ان کے پاس لے گیا اور میں نے ام المومنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علیہ السلام نے اس کو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اس کی نیچی طرف کو تامرا اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف کے مابین واقع ہے۔ ام المومنین فرمانے لگیں کہ خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اس کو رود نیل کے کنارے قتل کیا ہے۔ مسروق کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین سے عرض کیا کہ اے مادر مہربان مجھے اسکی حقیقت حال سے خبر دو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس امر میں کیا سنا ہے فرمانے لگیں کہ میں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اور ان کو بہترین مخلوق قتل کریگا اور ان کا قتل کرنا قیامت کے روز اللہ عزوجل کے نزدیک ایک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھو انت (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا! یا علیؓ وہ تم ہو۔

(۱۴) عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی جحیفۃ وھب الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر فقال این نذھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی ان المؤمن یھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) ابن جبیر کہتا ہے کہ میں نے جناب علی ابن الحسین سے عرض کیا: یا سیدی میرا باپ ابو جحیفہ وہب ابن الخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضورؐ کی جدائی یعنے جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں جناب امام نے فرمایا اے حکیم تجھے کہاں لیجائیں مجھ سے سعید ابن المسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا: یا علیؓ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بے شک مومن اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ یا ام سلمۃ ان علیا لحمہ لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ اے ام سلمہؓ تحقیق علی کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے، اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم فتحت خیبر انت باب علمی وان ولدک ولدی ولحمک لحمی ودمک دمی واخرجہ الخوارزمی۔ جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جس روز میں نے خیبر کو فتح کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ تو میرے بعد علم کا دروازہ ہے اور تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں تیرا گوشت میرا گوشت ہے، اور تیرا خون میرا خون ہے ۔

(۳) عن ابن مسعود قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش واتی بیت ام سلمۃ وکان یومھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یلبث ان جاء علی فدق الباب دقا خفیفا فاثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدق وانکرتہ ام سلمۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قومی فافتحی لہ الباب قالت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ھذا الذی افتح لہ الباب ینظر محاسنی وقد نزلت فی آیۃ من کتاب اللہ بالامس فقال لھا صلے اللہ علیہ وسلم کھیئۃ المغضب ان طاعۃ الرسول کطاعۃ اللہ ومن عصی الرسول فقد عصی اللہ ان بالباب رجلا لیس بنزق ولا علق الاعلی الباب رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ففتحت الباب فدخل فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ اتعرفینہ قالت نعم یا رسول اللہ ھذا علی ابن ابی طالب قال صدقت لحمہ من لحمی ودمہ من دمی ھو عیبۃ علمی اسمعی یا ام سلمۃ واشھدی وھو قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی فاسمعی واشھدی وھو قاصم عداتی واسمعی واشھدی وان عبدا عبد اللہ الف عام بین الرکن والمقام ثم لقی اللہ عزوجل مبغضا لہ ولعترتی اکبہ اللہ علی منخریہ یوم القیمۃ فی نار جھنم (اخرجہ امام الرافعی) فی تاریخ قزوین المسمی بالتدوین فی ترجمۃ ابراھیم بن زید النخعی من التابعین والخوارزمی وابو نعیم والیمنی والوصابی فی الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) النزق الطیاش وغلق الرجل ای غضب ویجوز ان یکون اللفظ ولا علق بالعین یقال ای لیس ذی ھوی انہ ضابط لنفسہ یعرف ادب الدخول ووقتہ ۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر برآمد ہو کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور وہ روز انکی باری کا تھا۔ کچھ تھوڑی دیر ہی حضرتؐ کو ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف لے گئے نہ گذری تھی کہ جناب امیرؑ تشریف لائے اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرتؐ نے کھٹکھٹانا سن کر سمجھ لیا اور ام سلمہؓ کو ناگوار گذرا حضرتؐ نے ام سلمہؓ کو فرمایا اٹھ کر دروازہ کھول دو۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا یہ کون ہے جو ٹہلتا ہوا آ نکلا ہے کہ میں اُسکے لئے دروازہ کھولوں اور میرے رخساروں کو دیکھے حالانکہ کل میرے حق میں

(یعنی ازواج مطہرات کے حقوق کے متعلق) کلام اللہ کی آیت نازل ہوئی ہے حضرتؐ نے غصہ ہو کر فرمایا بتحقیق خدا کے رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے، جس نے رسول کی نافرمانی کی بیشک اس نے خدا کی نافرمانی کی، دروازے پر ایسا شخص ہے جو نہ متلون مزاج ہے اور نہ عشق باز ہے دروازے پر تو وہ شخص ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اُسے دوست رکھتے ہیں جناب اُم سلمہؓ نے دروازہ کھولدیا جناب امیر علیہ السلام اندر تشریف لیگئے حضرتؐ نے فرمایا اے اُم سلمہؓ تم پہچانتی ہو یہ کون ہے اُم سلمہ نے عرض کیا یہ علی بن ابیطالب ہیں حضرتؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اسکا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے علم کا مخزن ہے۔ اور اُم سلمہ سن رکھ اور گواہ رہیو یہ میرے پیچھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنیوالا ہے یہ میرے دشمنوں کو توڑنیوالا ہے اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام کے درمیان خُدا کی عبادت کرے اور خُدا کے سامنے اُن کا اور میری عترت کا بغض لیکر جائے، خدا اُس کو قیامت کے روز جہنم میں اوندھا گرائیگا ✦

جناب امیرؑ کا رازدار آنحضرتؐ ہونا

(۱) عن سلمان فارسی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بن ابیطالب صاحب سری (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا رازدار ہے ✦

(۲) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و کانت الطف نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشد من لہ حبا و کان لہا مولی قد رباہا و کان لا یصلے صلوۃ الا سب علیا فقالت یا ابت ما حملک علی ان تسب علیا قال لانہ قتل عثمان و شرک فی دمہ قالت ما انک لمولائی و ربیتنی و انک عندی بمنزلۃ والدی ما حدثنک بسر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولکن اجلس حتی احدثک عن علی وما رایتہ اقبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و کان یومی و انما کان نصیبی فی تسعۃ ایام یوم واحد فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مخلل اصابعہ فی اصابع علی فقال یا ام سلمۃ اخرجی من البیت واخلیہ لنا فخرجت و اقبلا یتناجیان فاسمع الکلام ولا ادری ما یقولان حتی اذا قلت قد انتصف النہار و اقبلت فقلت السلام علیک یا رسول اللہ فقال لا تلجی و ارجعی مکانک ثم تناجیا طویلا حتی قام الظہر فقلت فذھب یومی و شغلہ فاقبلت امشی و قفت علی الباب فقلت السلام علیک الج فقال لا تلجی فرجعت و جلست مکانی حتی اذا قلت قد زالت الشمس الا ان یخرج الی الصلوۃ فیذھب یومی ولم ار قط اطول منہ اقبلت امشی حتی و قفت علی الباب فقلت السلام علیکم الج فقال نعم فدخلت و علی واضع یدیہ علی رکبتیہ قد ادنا فاہ اذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم و فم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اذن علی یتساران و علی یقول فامضی و افعل و النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول نعم فدخلت و علی معرض و جہہ حتی دخلت و خرج فاخذنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اقعدنی فی حجرہ فالتزمنی و اصاب منی ما یصیب الرجل من اھلہ من اللطیف و الاعتذار ثم قال یا ام سلمۃ لا تلومینی فان جبرائیل

انزل من عند الله یامرنی ان اوصی بعلیا من بعدی وکنت بین جبرائیل وعلی وجبرائیل عن یمینی وعلی عن شمالی فامرنی جبریل ان امر علیا بما هو کائن من بعدی الی یوم القیمة فاعذرنی ولا تلومینی ان الله اختار من کل امة نبیا ولکل نبی وصیا وانا نبی هذه الامة وعلی وصیی فی عترتی اهل بیتی و امتی من بعدی فهذا ما شهدت من علی الان یا ابتاه فسبه او ندعه فاقبل ابوها یناجی اللیل والنهار اللهم اغفر لی ما جهلت من امر علی فان ولیی ولی علی وعدوی عدو علی فتاب المولی توبة نصوحا و اقبل فیما بقی من دهره یدعو الله تعالی ان یغفر له (اخرجه الخوارزمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں روایت کرتی ہیں کہ ان کا ایک غلام تھا جس نے انکی پرورش کی ہوئی تھی۔ وہ ہر نماز کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا تھا جناب ام سلمہؓ ایک روز اس سے فرمانے لگیں: اے ابا! تو علی کو کیوں کوسا کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ علیؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی ہے۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا: اگر تو میرا مولا اور بجائے والد کے نہ ہوتا تو میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کبھی خبردار نہ کرتی لیکن اب بیٹھ جاؤ میں تجھے حضرتؐ کے بھید سے واقف کرتی ہوں جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کے روز حضرتؐ میرے گھر میں علیؓ کو ہمراہ لئے ہوئے تشریف لائے علیؓ کے خنصر میں پنجہ ڈالے ہوئے تھے اور نویں دن میری نوبت آتی تھی جب گھر میں داخل ہوئے ہوئے ارشاد کیا اے ام سلمہ تم کوٹھری خالی کر کے باہر چلی جاؤ، میں باہر ہو گئی اور دونوں صاحب گوشی کرتے ہوئے داخل ہوئے مجھے انکی آواز سنائی دیتی تھی لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ باہم کیا باتیں کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی میں نے بڑھ کر السلام علیکم کے بعد عرض کیا مجھے داخل ہونے کی اجازت ہے حضرتؐ نے فرمایا اندر مت آیو اور اپنی جگہ بیٹھی رہو پھر حضرتؐ ان سے دیر تک سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج کا دن یونہی جاتا رہا علی علیہ السلام نے حضرتؐ کو باتوں میں لگا رکھا ہے میں نے بڑھ کر اور دروازہ پر جا کر السلام علیک کہا اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی حضرتؐ نے کہا اندر مت آیو میں پھر ہٹ کر اپنے مقام پر آ بیٹھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا اور آفتاب ڈوبنے لگا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضرتؐ نماز کیلئے باہر تشریف لے جائیں گے اور میرا دن یونہی نکل جائیگا میں نے اس دن سے زیادہ طولانی کوئی دن نہیں دیکھا تھا۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا اور داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت اچھا اور میں حجرہ میں گئی۔ جناب علی کو دیکھا کہ حضرتؐ کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرتؐ کے کان کے ساتھ منہ لگائے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور حضرتؐ کا منہ علیؓ کے کان کے ساتھ لگا ہوا ہے اور علی کہہ رہے ہیں کہ میں اسی طرح سے کرونگا۔ جب میں داخل ہو گئی تو جناب علی منہ پھیر کر باہر تشریف لے گئے۔ حضرتؐ نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور جو کچھ مرد اپنی اہلیہ سے کرتا ہے کیا۔ اور نہایت مہربانی سے فرمایا: اے ام سلمہ تم سرزنش نہ کرو پروردگار کی طرف سے جبریلؑ آیا ہوا تھا اور یہ حکم لایا تھا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کر جاؤں میں علی اور جبریلؑ کے درمیان واسطہ تھا۔ جبرائیل میرے داہنے جانب اور علی میری بائیں جانب کو تھے جو کچھ مجھے جبریل کہتے تھے میں علی کو ان امور سے کہ میرے بعد میں قیامت کے روز تک ہونے والے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ یا ام سلمہ تم مجھے معذور رکھو۔ خدا نے ہر ایک امت کے لئے ایک نبی مقرر کیا

ہے اور ہر ایک نبی کیلئے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عترت اور میرے اہل بیت سے میری اُمّت میں علیؑ میرا وصی ہے ۔
اے ابا جان! یہ امر علی کا ہے جس کی کہ میں اسوقت شہادت دیتی ہوں۔ اب تم اُس پر خواہ سبّ کرو خواہ چھوڑ دو۔ اُس دن سے اس نے سبّ کو چھوڑ دیا اور جناب الٰہی میں شب و روز دعا کرنے لگا کہ الٰہی مجھے معاف فرما۔ جو کچھ علی کے حق میں مَیں نے جہالت سے کہا ہے۔ خداوند! علی کا دوست میرا دوست ہے اور علی کا دشمن میرا دشمن ہے پس اُس غلام نے خدا کی جناب میں مضبوط توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا ۔

(۳) عن جابر رضی اللہ عنہ قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ (اخرجہ الترمذی و النسائی والطبرانی فی الکبیر) قال الترمذی معناہ ان اللہ امرنی ان اناجیہ و انتجی معہ۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو سرگوشی کیلئے بلایا۔ لوگ کہنے لگے کہ حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے حضرت نے فرمایا میں نے اُس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے ۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اسکے معنے یہ ہیں خدا نے اُسکے ساتھ سرگوشی کرنیکا حکم دیا ہے ۔

(۴) عن انس قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ طویلا فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ قال فذکرہ من حسد علیا فقد حسدنی و من حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے روز جناب علیؑ کو بلا کر دیر تک سرگوشی فرمائی، لوگ کہنے لگے آپکی ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے۔ جب اُس کا چرچا حضرت تک پہنچا تو فرمایا جس نے علیؓ سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا ۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے ساتھ اقرب عہد ہونا

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت والذی یحلف بہ انہ کان علی اقرب الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ بعد غداۃ یقول جاء علی مرارا واظنہ کان بعثہ لحاجۃ فجاء بعد فظننت ان لہ حاجۃ فخرجنا من البیت فقعدنا عند الباب فکنت من ادناھم الی الباب فاکب علیہ علی فجعل یسارہ و یناجیہ ثم قبض من یومہ ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب الناس بہ عہدا (اخرجہ احمد) اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جسکی قسم کھائی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب العہد ہیں جناب اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرت کی عیادت کیلئے جایا کرتی تھیں حضرت نے کئی بار فرمایا علی آئے ہیں حضرت کا خیال تھا کہ حضرت نے انکو کسی ضرورت کے لئے کہیں بھیجا ہوا تھا اور اب وہ آگئے ہیں ہم نے خیال کیا کہ حضرت کو ان سے کوئی ضروری بات فرمانا ہے ہم حجرے سے باہر نکل کر باہر بیٹھ گئیں میں ان سب میں سے دروازے کے قریب تھی پس علی حضرت پر جھک گئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے پس وہ سب لوگوں سے حضرت کے ساتھ قریب العہد تھے ۔

(۲) عن ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشوریٰ فارتفعت الاصوات فسمعت علیا یقول بایع الناس لابی بکر وانا واللہ بالامر منہ احق بہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا فیکم احد کان اٰخر عہدا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین وضعہ فی حفرتہ غیری (اخرجہ العقیلی) ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں شوریٰ کے روز دروازہ پر تھا پس لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے جناب علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت میں میں اُن سے اولیٰ اور احق تھا پس میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مبادا لوگ کافر ہو جائیں کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو سب کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھا ہو سوا میرے ❖

حضرتؐ کا جناب امیرؑ کو وفات کے وقت اپنی ردا میں لے لینا

(۱) عن ام المومنین عائیشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوا الی حبیبی فدعوت لہ ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا الی حبیبی فدعوت لہ عمر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا الی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا لہ علی بن ابی طالب فواللہ مایرید غیرہ فلما راٰہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض و یدہ علیہ (اخرجہ الدارقطنی و الرازی) جناب اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ آ گئے تو حضرتؐ نے سر اُٹھا کر اُن کو دیکھا اور تکیہ پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا آپ نے سر اُٹھا کر اُن کو بھی دیکھا اور تکیہ پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں کو کہدیا افسوس ہے تم پر جناب علیؑ کو بلاؤ حضرتؐ اُن کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے جب حضرتؐ نے اُن کو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپ نے اُٹھا دیا اور علیؑ کو اس میں لے لیا اور علیؑ حضرتؐ سے بغلگیر رہے جب تک کہ حضرتؐ کا انتقال ہو گیا ❖

(۲) عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لما ثقل وعندہ عائیشۃ وحفصۃ رضی اللہ عنہما اذ دخل علی فلما راٰہ رفع راسہ ثم قال ادن منی فاستندہ الیہ فلم یزل عندہ حتی توفی صلے اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صاحب فراش ہو گئے حضرتؐ کے پاس عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما بیٹھی ہوئی تھیں ناگاہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین سے اُٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ۔ اور آپ اُن کے سینہ سے تکیہ لگائے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے ❖

جناب امیرؑ کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا

(۱) عن علی قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغسلہ غیری فانہ لا یری احد عورتی الا

طمست عیناہ (اخرجہ محدث الدھلوی فی ما ثبت بالسنۃ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں گی۔

(۲) عن جعفر بن محمد قال کان الماء یجتمع فی جفون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان علی یشربہ (ما ثبت بالسنۃ) جعفر بن محمد علیہ وعلیٰ آبائہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں غسل کا پانی جمع ہو گیا جناب علی علیہ السلام نے اسکو پی لیا۔

(۳) سئل علی عن سبب فہمہ وحفظہ قال لما غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع الماء فی جفونہ فرفعتہ بلسانی فازدوتہ فاری قوۃ حفظی عنہ (ما ثبت بالسنۃ) جناب امیر علیہ السلام سے انکے فہم اور حافظہ کا سبب پوچھا گیا فرمایا جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو آپکے پلکوں میں پانی اکٹھا ہو گیا میں نے اسے چوس لیا اس باعث سے میں نے اپنے آپ میں حافظہ کی قوت زیادہ پاتا ہوں۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلے مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ ہر معرکہ میں حضرت کا علم انکے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جس روز سب لوگ حضرت کے پاس سے بھاگ گئے تو وہ جنگ میں حضرت کے پاس مصائب پر صبر کئے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جس نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی و تواریني فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

حضرت کا جناب امیرؑ پر قیامت کے روز تکیہ کرنا

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدۃ فھو تکائی بین یدی اللہ عز وجل حتی افرغ من الحساب واما ثانیۃ فلواء الحمد بیدہ وآدم ومن ولد تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی۔ فاما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل واما الخامسۃ فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا وما فیہا سے مجھے پیاری ہیں اول جبکہ میں خدا کے سامنے میں حساب دینے کیلئے کھڑا ہونگا۔ تو وہ میرا تکیہ ہونگے جب تک کہ میں حساب سے فارغ ہو جاؤں

دوم لواء الحمد آپکے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام اور انکی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہوگی۔ سوم وہ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہونگے اور جس کو میری اُمت سے شناخت کرینگے اُسے پلائیں گے چہارم وہ مجھے کفن پہنا کر مجھے میرے رب کے سپرد کرنیوالے ہیں پنجم مجھے اس کا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونیکے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کریں یا مسلم ہوکے بعد پھر کافر ہو جائیں ❖

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یبعثنی اللہ یوم القیامۃ متکیا علی علی بن ابی طالب (اخرجہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین السیلانی المرتکی فی مناقب الاصحاب) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ مجھے اٹھائیگا درآنحالیکہ میں علی بن ابی طالب پر تکیہ کئے ہوئے ہونگا ❖

القرآن مع علیؑ

(۱) عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن و القرآن مع علی لا یتفرقان حتیٰ یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی و ابن مردویہ و الدیلمی) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں ❖

(۲) عن شہر بن حوشب کنت عند ام سلمۃ فسلم رجل فقیل من انت قال انا ابو ثابت مولی ابی ذر قالت مرحبا بابی ثابت ادخل فرحبت بہ قالت این طار قلبک حین طارت القلوب مطائرھا قال مع علی قالت اصبت و الذی نفس ام سلمۃ بیدہ سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن و القرآن مع علی لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض و لقد بعثت ابنی عمر و ابن اخی عبد اللہ ابن امیۃ امرتہما ان یقاتلا مع علی من قاتلہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرنا ان نقر فی حجالنا و فی بیوتنا لخرجت حتیٰ اقف فی صف علی (اخرجہ ابن مردویہ) شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آکر سلام کیا پوچھا گیا تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہؓ نے اُسے مرحبا فرما کر داخل ہونیکی اجازت دی اور اچھی طرح سے بٹھایا اور ارشاد کیا: اے ابو ثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی ہوا دل میں پرواز کر رہے تھے تو تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اس نے عرض کیا جناب امیرؑ کے ساتھ میرا دل اُڑ رہا تھا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا تو صواب پا گیا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں ام سلمہ کی جان ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبد اللہ بن امیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیرؑ کے ساتھ ہو کر انکے لڑنے والوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مستورات کو پردوں میں اور گھروں میں بیٹھنے کیلئے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود نکل کر علی کی صف میں جا کھڑی ہوتی ❖

(۴) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ یقول وقد امتلات الحجرة من اصحابہ ایہا الناس یوشك ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرة الیکم الا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ عزوجل وعترتی اهل بیتی ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال هذا مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلہما ما خلفتم فیہما (اخرجہ ابن عقدہ) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرامؓ سے حجرہ بھرا ہوا تھا۔ اے لوگو! خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دارفانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تم کو کہہ چکا ہوں کہ میں دو بھاری چیزیں تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں۔ خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ میں ان دونوں سے پوچھونگا کہ تم نے انکے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ہے۔

الحق مع علیؑ

(۱) عن ابی سعیدؓ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی (اخرجہ ابو یعلی والضیاء) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے۔

(۲) عن عبدالرحمن بن سعید قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من المہاجرین فمر علی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحق مع ذا (اخرجہ ابن مردویہ)۔ عبدالرحمن بن ابی سعید سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امیر علیہ السلام گذرے۔ حضرتؐ نے فرمایا حق اس کے ساتھ ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان علیا مع الحق والحق معہ لن یزولا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن مردویہ)۔ ابوذر غفاری جناب ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تحقیق علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں نہیں زائل ہونگے جبتک کہ حوض پر وارد ہوں۔

(۴) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت کان علی علی الحق من اتبعہ اتبع الحق ومن ترکہ ترك الحق عہدا معہودا قبل یوم هذا (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ فرماتی تھیں جناب امیر حق پر تھے جس نے انکی پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے انکو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے کا عہد ہو چکا ہے۔

(۵) عن ام المومنین عائشة رضی اللہ تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی یزول معہ حیث ما زال (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے پھرتا ہے جہاں علی پھرتا ہے۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی ان الحق معك وعلی لسانك وفی قلبك وبین عینیك (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی حق

تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری آنکھوں میں ہے ۞

(۷) عن ابی موسیٰ الاشعری قال اشهد ان الحق مع علی ولکن مالت الدنیا الی اهلها ولقد سمعت النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یقول له یا علی انت مع الحق والحق بعدی معک (اخرجه ابن مردویه) ابو موسیٰ الاشعری کہتے
تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف پھر گئی بے شک میں نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہے اور
حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے ۞

(۸) عن ابن حیان التیمی عن ابیه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال رحم اللہ علیا اللهم ادر الحق معه
حیث دار (اخرجه ابن مردویه) ابن حیان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ بتحقیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اے پروردگار حق کو پھیر دے جہاں علی پھرے ۞

(۹) عن ام المؤمنین عائشة صدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنها لما عقر جملها ودخلت دار البصرة فقال لها
اخوها محمد انشدک اللہ اتذکرین یوم حدثتنی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال الحق لن یزال مع
علی وعلی مع الحق لن یفترقا فقالت نعم (اخرجه ابوبکر بن مردویه) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کے جب پاؤں کٹ چکے اور وہ بصرہ کے گھر میں تشریف لے گئیں انکے
بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ آپ مجھے اس دن کا ذکر سنائیں کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے
سے ہرگز جدا نہیں ہونگے۔ فرمانے لگیں ٹھیک ہے ۞

(۱۰) عن مسروق قال سالتنی ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنها عن اصحاب النهروان ومن ذی الثدیة فخبرتها
فقالت یا مسروق انستطیع ان تاتینی یا ناس ممن یشهد فاتیتها من کل سبع برجل فشهدوا
انهم راوه فقالت یرحم اللہ علیا انه کان علی الحق ولکنی کنت امرأة من الاحماء (اخرجه ابوبکر بن
مردویه) مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے نہروان والوں اور ذوالثدیہ
کی بات پوچھی میں نے ان کو جو کچھ کہ خبر تھی سنائی فرمانے لگیں اے مسروق ہوسکتا ہے کہ چند ایسے آدمی لائے جا سکیں
جو گواہی دے سکیں میں ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک آدمی انکی خدمت میں لے گیا۔ انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الثدیہ کو
انھوں نے دیکھا ہے جناب ام المومنین فرمانے لگیں خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر تھے میں ایک ایسی عورت
تھی جو اپنے سسرال والوں کے بس میں تھی ۞

(۱۱) قیل لما اصیب زید بن صوحان رضی اللہ عنه یوم الجمل اتاه علی وبه رمق فوقف علیه امیر المؤمنین
فقال رحمک اللہ یا زید فواللہ ما عرفتک الا خفیف المعونة کثیر الموونة فرفع الیه راسه فقال وانت فرحمک
اللہ فواللہ ما عرفتک الا باللہ عالما وبآیاته عارفا واللہ ما قاتلت معک من جهل ولکنی سمعت
حذیفة بن الیمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول علی امام البررة قاتل الفجرة منصور من
نصره مخذول من خذله الا وان الحق معه ومتبعه الا فمیلوا معه (اخرجه ابن مردویه) کہتے ہیں کہ جب

جمل کے روز زید بن صوحان زخمی ہو گئے ابھی اُن میں رمق باقی تھی کہ جناب امیرؑ انکے سرہانے تشریف لے گئے اور فرمانے لگے اے زید خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا مگر مدد کرنے میں سب کی اور جلدی کرنیوالا اور اہل و عیال کے نفقہ میں کثرت سے رنج کی برداشت کرنیوالا۔ زید نے یہ سُن کر سر اُٹھایا اور جواب دیا خدا آپ پر بھی رحم کرے ہمنے آپکو نہیں دیکھا مگر اللہ کے ساتھ زیادہ علم والا اور خدا کی آیات کو زیادہ پہچاننے والا میں نے آپکی معیت میں ناواقفیت سے جنگ نہیں کی بلکہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سُنا تھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی نیکوکاروں کے سردار اور بدکاروں کے قاتل ہیں خدا سے مدد پائی اُس نے جس نے کہ ان کی مدد کی اور خوار ہوا وہ شخص جس نے اُن کو چھوڑا بیشک حق انکے ساتھ ہے اور انکے اتباع میں ہے تم نے انہیں کی طرف میل کر لیا ہے ✤

(۲) عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا رافع کیف انت فی قوم یقاتلون علیا وھو علی الحق وھم علی الباطل یکون حقا فی اللہ جہادھم فمن لم یستطع جہادھم بیدہ فبجاھدھم بلسانہ فمن لم یستطع بلسانہ فبجاھدھم بقلبہ لیس وراء ذلک شیٔ قال ادع لی ان ادرکتھم ان یعیننی ویقوینی علی قتالھم فلما بایع الناس علی بن ابیطالب وخالفہ معاویۃ قلت ھؤلاء القوم الذین قال فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فباع ارضہ بخیبر فخرج علی بجمیع اھلہ وولدہ وکان معہ حتی استشھد علی فرجع الی المدینۃ مع الحسنؑ (اخرجہ بن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے ابو رافع تیرا کیا حال ہو گا جبکہ قوم علی کے ساتھ جنگ کریگی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہونگے خُدا کی راہ میں اُن سے جہاد کرنا حق ہو گا جو شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اُسکو چاہیئے کہ زبان سے انکے ساتھ جہاد کرے اور جو شخص کہ زبان سے بھی استطاعت نہ رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ دل سے ہی جہاد کرے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اگر تو ان لوگوں کو پائے تو اُن کو میری طرف سے دعوت کیجیو کہ وہ میری مدد کریں اور مجھے تقویت دیں۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیرؑ سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے میں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جن کا حضرتؐ نے ذکر کیا تھا، ابو رافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر جناب امیرؑ کے ہمراہ ہو لئے اور جناب امیرؑ کی شہادت تک اُن کے ساتھ رہے۔ پھر جناب امام حسنؑ کے ساتھ مدینہ کو واپس آئے ✤

(۳) عن عبد اللہ بن عبد اللہ الکندی قال حج معاویۃ فاتی المدینۃ واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم متوافرون فجلس فی حلقۃ بین عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر الخلیفۃ المقتول فضرب بیدہ علی فخذ ابن عباس ثم قال ما کنت احق واولی بالامر من ابن عمک قال وبم قال لانی ابن عم الخلیفۃ المقتول ظلما قال ھذا اذا یعنی ابن عمر اولی بالامر منک لان اباہ قد قتل قبل ابن عمک فاعرض عن ابن عباس واقبل علی سعد بن ابی وقاص قال انت یا سعد الذی لم یعرف حقنا من باطل غیرنا فیکون معنا او علینا قال سعد انی لما رأیت الظلمۃ قد غشیت الارض قلت لبعیری اخ فانخنہ حتی اذا استقرت مصیبۃ قال واللہ لقد قرأت المصحف یوما بین اللدفتین وما وجدت فیہ اخ فقال اما اذا ابیت فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت مع الحق والحق معک وقال

یحدثنی بمن سمعہ معک اولا فعلن قالت ام سلمۃ قال فقام فقاموا معہ حتی دخل علی ام سلمۃ قال
فبدأ المعاویۃ فی الکلام فقال یا ام المؤمنین ان الکذابۃ قد کثرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلا یزال قائل یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یقل وان سعدا روی حدیثا زعم
انہ سمعہ منہ قالت ما ھو قال زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت مع الحق والحق
معک قالت صدق فی بیتی قالہ فاقبل علی سعد فقال الآن الوم ما کنت علیہ واللہ لو سمعت ھذا
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زلت خادما لعلی حتی اموت (اخرجہ ابن مردویہ) عبد اللہ بن عبد اللہ
الکندی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کر کے مدینہ میں گیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
وہاں بکثرت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر بیٹھے ہوئے تھے
معاویہ ابن عباسؓ کی ران پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم یعنے جناب امیرؓ سے خلافت میں زیادہ تر حقدار
نہیں تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ کیوں؟ کہنے لگا میں خلیفہ مقتول (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کا ابن عم ہوں۔ ابن عباسؓ نے
جواب دیا شاید یہ شخص یعنی عبد اللہ بن عمر تجھ سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ انکے والد تیرے ابن عم سے پہلے شہید
ہوئے ہیں۔ ابن عباسؓ منہ پھیر کر سعد بن ابی وقاص کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے سعد تو وہی شخص ہے کہ ہمارے
حق کو ہمارے غیر کے باطل سے نہیں پہچانا اور ہمارا ساتھ نہیں دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے دیکھا کہ
اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے میں نے اپنے اونٹ کو کہا بیٹھ جا اور میں نے اس کو بیٹھا دیا یہاں تک کہ مصیبت
ٹھہر گئی۔ معاویہؓ نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے دن بھر اول سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اس میں بیہودہ
بات نہیں پائی۔ سعد کہنے لگے جبکہ بات ثابت بھی ہو جائے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علیؓ سے فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ تو حق کے ساتھ ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو کس کے مواجہ میں
اس حدیث کو سنا ہے ورنہ میں تیرے ساتھ کچھ کر بیٹھونگا سعد نے کہا میں نے جناب ام المؤمنین ام سلمہؓ کے سامنے اس
حدیث کو سنا ہے۔ معاویہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اُسکے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ام سلمہؓ کی خدمت
میں گئے۔ معاویہؓ نے کلام شروع کی کہ یا ام المؤمنین جھوٹی باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہت منسوب
ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا کہتا ہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرتؐ
نے نہیں فرمائی ہوتی۔ سعدؓ نے ایک روایت کی ہے انکا خیال ہے کہ آپ نے بھی اس حدیث کو سنا ہے۔ ام
المؤمنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہ کہنے لگا انکا زعم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا تھا
کہ تو حق کے ساتھ ہے۔ ام المؤمنین فرمانے لگیں سچ کہتا ہے حضرتؐ نے اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا۔ معاویہ سعدؓ
کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب میں ملامت کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں تھا واللہ اگر یہ حدیث میں نے حضرتؐ سے
سنی ہوتی تو اپنے مرنے تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

جناب امیرؓ کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا جلوسا ننتظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد

انقطع شسع نعلہ فرمی بھا الی علی فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابو بکر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ احمد و النسائی و محی السنۃ البغوی فی شرح السنۃ و ابو حاتم و ابو یعلی و ابن حبان و ابو نعیم فی الحلیۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والحاکم و قال صحیح علی شرط الشیخین) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے، کہ اتنے میں حضور گھر سے برآمد ہوئے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر علیہ السلام کی طرف ڈالکر فرمایا تم میں ایک شخص ایسا ہے کہ لوگوں سے قرآن کی تاویل پر لوگوں سے جنگ کریگا جس طرح سے کہ میں نے اسکی تنزیل پر جنگ کی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں ولیکن وہ جوتا سینے والا۔

جناب امیرؑ کا ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنا

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین و القاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے ارشاد میں (کہ پھر ہم کبھی تجھ کو لے جاویں اور ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے) فرمایا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد بدلا لیں گے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ھولاء فمع من قال مع علی و معہ یقتل عمار بن یاسر (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناکثین اور قاسطین و مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے حکم دیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے حکم دیا ہے پس کس کے ساتھ فرمایا علی کے ساتھ اور اُنکے ساتھ عمار بن یاسر بھی شہید ہونگے۔

(۳) عن علی بن ربیعۃ قال سمعت علیا علی منبرکم ھذا یقول عھد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ و ابن اثیر فی اسد الغابہ) علی بن ربیعہ کہتے تھے کہ میں نے جناب امیرؑ کو تمہارے اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا عہد لیا ہے۔

(۴) عن سعید بن جنادۃ عن علی قال امرت بثلاث الناکثین و القاسطین و المارقین فاما الناکثون فھم اھل الجمل و اما القاسطون فاھل الشام والمارقون فاھل النھروان (اخرجہ ابن عساکر) سعید بن جنادہ جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا گیا ہے پس ناکثین اہل جمل ہیں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل نہروان۔

(۵) عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی منزل ام سلمۃ فجاء علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ ھذا واللہ قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین من بعدی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف لائے اتنے میں جناب امیرؓ بھی آگئے حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے لڑنے والا ہے ✤

(۶) عن علقمۃ عن عبد اللہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش و اتی منزل ام سلمۃ فجاء علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ ھذا واللہ قاتل الناکثین والقاسطین و المارقین من بعدی۔ اخرجہ ابن عساکر۔ علقمہ عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف تشریف لارہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام بھی حاضر ہوگئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ واللہ یہ شخص میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو مارنے والا ہے ✤

(۷) عن عقاب بن ثعلبۃ قال حدثنی ابو ایوب الانصاری فی خلافۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین۔ اخرجہ ابن عساکر۔ عقاب بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا ✤

(۸) عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت المشرکین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جئت تقاتل المسلمین فقال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین مع علی۔ اخرجہ ابن عساکر۔ مخنف بن سلیم کہتا ہے کہ ہم نے ابو ایوب انصاری سے جاکر کہا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہیں۔ اب آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں۔ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علیؑ کی معیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے ✤

(۹) عن علقمۃ والاسود قالا اتینا ابا ایوب الانصاری عند منصرفہ من صفین فقلنا یا ابا ایوب ان اللہ اکرمک بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیتک و المجی ناقتہ تفضلا من اللہ و اکراما لک حتی اناخت ببابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب بہ اھل لا الہ الا اللہ فقال یا ھذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاثۃ مع علی بن ابی طالب الناکثین و القاسطین و المارقین فاما الناکثون فقد قاتلناھم وھم اھل الجمل طلحۃ و الزبیر و اما القاسطون فھو منصرفنا من عندھم یعنی معاویۃ و عمرو بن العاص و اما المارقون فھم اھل الطرفا و النخیلات و اھل النھروان واللہ ما ادری این ھم ولکن لابد من قتالھم انشاء اللہ۔ اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ۔ علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم انکے ملنے کو گئے ہم نے اُن سے کہا اے ابو ایوب بے شک

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کرم کیا کہ تمہارے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے اور یہ خدا کی مہربانی خاص تمہارے لئے تھی کہ حضرتؐ کی اونٹنی اور لوگوں کے سوا تمہارے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی اب آپ اپنے کندھے پر شمشیر رکھے کر تشریف لائے ہیں کہ اس سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو قتل کریں۔ ابو ایوب کہنے لگے تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جناب امیرؓ کی معیت میں تین گروہوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا وہ لوگ ناکثین اور قاسطین اور مارقین ہیں پس ناکثین اہل جمل یعنے طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور قاسطین وہ لوگ ہیں کہ جہاں سے کہ ہم واپس آرہے ہیں یعنے معاویہ اور عمرو بن العاص اور مارقین اہل طرفاء اور تخیلات و نہروان ہیں مجھ کو نہیں معلوم کہ اب وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ انکے ساتھ بھی لڑنا ہوگا ٭

تنبیہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیرؓ کو اپنے عہد خلافت میں تین معرکہ پیش آئے۔ (۱) واقعہ جمل۔ (۲) واقعہ صفین۔ (۳) واقعہ نہروان ٭

(۱) واقعہ جمل میں دونوں جانب صحابہ کرام تھے اس واقعہ پر گہری نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اصحاب جمل یعنے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے نکث بیعت تو ضرور کیا ہے مگر اُن کا منشاء جناب امیرؓ سے نزع خلافت کا تھا اور نہ لڑنے ہی کا ارادہ تھا بلکہ واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں بھی مبادرت اُن سے نہیں ہوئی۔ صرف وہ قاتلان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے متدعی تھے جو بخوف جان جناب امیرؓ کی فوج میں آچھپے تھے۔ انہوں نے موقع پاکر دونوں لشکروں کو لڑوا دیا مگر جب جناب امیرؓ نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو اُن کی خطا پر متنبہ کیا تو وہ نادم ہوکر فوراً معرکہ سے علیحدہ ہوگئے۔ اس لئے ان کی خطا کو خطائی اجتہادی سے علماء نے تعبیر کیا ہے ٭

(۲) معرکہ صفین میں تمام مہاجر اور انصار جناب امیرؓ کے طرفدار تھے معدودے چند مؤلفۃ القلوب صحابہ امیر معاویہ کی طرفداری کرتے تھے واقعات پر نظر کرنے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ کی منشاء اس جنگ سے نزع خلافت کی تھی گو متاخرین انکے فعل کو کسی لفظوں سے تعبیر کریں مگر خطائے منکر ہی کا پلہ بھاری رہتا ہے ٭

(۳) معرکہ نہروان میں کوئی صحابی جناب امیرؓ کے مخالف نہیں ہوا اس لئے اس کی بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ واقعہ جمل کی بحث صفین کے واقعہ بحث میں ضمناً درج ہے۔ اس واسطے اہل صفین کے اس فعل کی نسبت مفصلہ ذیل بحث درج کی جاتی ہے :-

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اول من یختصم من ھذہ الامۃ بین یدی الرب علی ومعاویۃ۔ (اخرجہ فخر الاسلام نجم الدین ابوبکر السیلانی المرہندی فی مناقب الصحابۃ) ابن عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس اُمت کے لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے علیؓ اور معاویہ باہم جھگڑنے کے لئے کھڑے ہونگے ٭

(تمہید) یہ امر سچ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلیٰ مدارج تعظیم اور کثرت ثواب کا مجوز اور تزاید حسنات کا موجب ہے۔ کوئی مشرف خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کی حد تک پہنچ سکتا۔ لیکن ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی جلیل القدر کیوں نہ ہو معصوم

نہیں البتہ وہ عظیم الشان اصحاب کبار جن کے فضائل و مناقب متواترات کی حد تک پہنچ چکے ہیں محفوظ عن الخطا سمجھے جاتے ہیں اور ان بزرگوں کی شان میں صدور معصیت کا گمان کرنا سراسر ظن فاسد ہے ۞

اس امر کے متعین کرنے میں وہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جن کے فضائل تواتر کی حد تک پہنچ گئے ہیں علماء کرام نے نہایت دقت نظر صرف کر کے یہ تنقیح لگائی ہے کہ جو بزرگوار صلح حدیبیہ تک اسلام سے مشرف ہوئے ہیں وہ ہر طرح سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس کے بعد پھر کوئی ایسا مشہد نہیں جو معیار تفضیل سمجھا جائے کیونکہ بعد میں اکثر منافق بھی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ سر الجلیل میں لکھتے ہیں در میان صحابہ سبقت تقدم را بموجب لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا اعتبار باید کرد زیرا کہ ہر قدر تقدم و سبق بیشتر وقت احتیاج اسلام و تقویت آن بیشتر چنانچہ حدیث قال صدقت وقلتم کذبت دلالت بر آن دارد پس باین اعتبار کسانیکہ قبل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ اند افضل باشند از من بعد خود مثل ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر و مصعب بن عمیر و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ و ابو عبیدہ و بلال و سعد و عمار بن یاسر و ابو سلمہ بن عبدالاسد و عبداللہ بن جحش و غیرہم من نظائرہم بعد از ان اہل العقبہ یا اہل بدر بعد مشاہد احد تا آنکہ نوبت بصلح حدیبیہ رسید زیرا کہ انزال سکینہ و صفائی قلوب ایشان منصوص بنص قرآنی است اما بعد از آن پس بالقطع ہیچ مشہدے نیست کہ افضل بر آں بودہ باشد زیرا کہ دریں مشہد جماعت منافقان بودند قولہ تعالیٰ و ممن حولکم من الاعراب منافقون و من اہل المدینۃ مردوا علی النفاق انتہی کلامہ رحمۃ اللہ علیہ جہاں تک نصوص قرآنی کو دیکھا جاتا ہے تو وہ بھی انہیں بزرگوں کی علو شان کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ علامہ ابو عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں قال اللہ تبارک و تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک مثلہم فی التوراۃ و مثلہم فی الانجیل الخ فہذہ صفۃ من بادر الی تصدیقہ والایمان بہ و ازرہ و نصرہ و لصق بہ و صحبہ ولیس کذلک جمیع من راٰہ و لا جمیع من امن بہ وستری منازلہم من الدین والایمان و فضائل ذوی الفضل و تقدم منہم فاللہ تعالیٰ فضل بعض النبیین علی بعض و کذلک سائر المسلمین قال اللہ تبارک و تعالیٰ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

یعنی پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں۔ آپس میں تو دیکھے انکو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت ہے انکی توراۃ میں اور یہ کہاوت ہے ان کی انجیل میں پس جن لوگوں نے حضرتؐ کی تصدیق اور مدد میں مبادرت کی ہے اور آپ کی صحبت میں رہے ہیں انکی یہ صفت ہے جس کو خدا نے اپنے کلام پاک میں بیان فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کے جس نے حضرتؐ کو دیکھا ہے ایسا نہیں ہے اور نہ ہر ایک شخص جو ایمان لایا ہے ایسا ہو سکتا ہے عنقریب ہے کہ دین و ایمان میں تو ان کے درجوں کو دیکھے گا اور صاحبان فضل کی فضیلتیں اور ان کے تقدم کو شناخت کریگا پس خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو

ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ قدیم میں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مددگار ہوئے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے ؛

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں السابقون الاولون من المھاجرین والانصار ھم الذین صلوا القبلتین یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے ؛

اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے الذین بایعوا بیعۃ الرضوان یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے ہیں ؛

اور ان کی تعداد کی نسبت علامہ عبدالبر لکھتے ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال سالت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن اصحاب الشجرۃ قال کنا الفا وخمسمائۃ یعنی سالم بن ابی جعد کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اصحاب شجرہ کی تعداد کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگے ہم پندرہ سو آدمی تھے دوسری روایت میں ہے عن عمرو قال سمعت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یقول کنا الفا واربعمائۃ فقال لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیار اھل الارض یعنی عمرو روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم صلح حدیبیہ کے روز چودہ سو آدمی تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم آج کے دن تمام زمین کے باشندوں سے بہتر ہو ؛

گو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعداد کی نسبت فرق ہے لیکن کہا جاسکتا ہے کہ چودہ سو سے کم اور پندرہ سو سے زیادہ اُس وقت اصحاب نہیں تھے ؛

پس جو اصحاب کبار کہ ان مشاہد میں حاضر ہوئے ہیں وہ بے شبہ قطعی جنتی اور افضل صحابہ ہیں علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر قال اللہ تعالیٰ رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ومن رضی اللہ عنہ لم یسخط علیہ ابداً انشاء اللہ تعالیٰ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لن یلج النار احد شھد بدرا والحدیبیۃ یعنی ابو عمر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ خدا راضی ہوا مومنوں سے جب کہ انہوں نے درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی اور جس سے کہ خدا راضی ہوا اُس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے ؛

غرضکہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک شرف باسلام ہوئے ہیں اگرچہ بعد میں بھی جو اصحاب کہ شرف اسلام ہوئے ہیں اُنکے فضائل مناقب بھی حصر میں نہیں آسکتے خاصکر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جس کے سامنے سب ہیچ بیاں گرد ہیں ؛

تاہم باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کے کل صحابہ کا محفوظ عن الخطا سمجھنا بدیہیات اور معتقدات سلف صالحین کے برخلاف ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موصوما یعنی جبکہ کل صحابی معصوم نہیں اور نہ ہر ایک شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نیکی کا نشان رکھنے والا ہے ؛

مسطح بن اثاثہ کا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور حاطب بن ابی بلتعہ کا آنحضرت صلعم کے راز کو افشاء کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوشیدہ خط لکھ کر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا اور ایک صحابی کا منع زکوٰۃ کرنا۔ اور بعض عرب کے قبائل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہو جانا۔ جن کی تنبیہ کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی فرمائی۔ ایسے واقعات ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کل صحابہ محفوظ عن الخطا نہیں تھے اور ان امور کا بعض صحابہ سے سرزد ہونا محفوظ عن الخطا ہونے کے متناقض ہے۔

جب بعض صحابہ کا یہ حال ہے تو پھر کونسی ایسی وجہ لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے ہم امیر معاویہ کو خلیفہ برحق پر بغاوت کرنے میں معاذ یا مخطی ماجور تصور کریں اور اُن کے اس فعل کو معصیت قرار دینے میں کونسی قباحت لازم آتی ہے (بعض) امیر معاویہ افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کئے جاتے۔ وہ ہجرت میں شریک ہوئے ہیں نہ بدر میں نہ بیعت رضوان میں کہ ان کے مناقب منصوص نصوص کئے جائیں انکا اسلام تو بعد مکہ کی فتح کے ہوا ہے جس میں بقول شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ منافق بھی شریک اسلام ہو گئے تھے علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں بذیل ترجمہ امیر معاویہ تحریر کرتے ہیں ھو وابوہ واخوہ من مسلمۃ الفتح یعنی امیر معاویہ اور ان کے والد ابوسفیان اور اُن کا بھائی فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔

امیر معاویہ عامہ صحابہ، بلکہ مؤلفۃ القلوب کے گروہ سے سمجھے جاتے ہیں قال ابو عمر معاویہ وابوہ من المولفۃ القلوب (الاستیعاب للعلامہ ابن عبدالبر اسد الغابہ فی معرفۃ الاصحابہ لابن اثیر الجزری واصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر و تاریخ الخلفاء للسیوطی) ہاں اس معصیت پر انکے ارتکاب کو بوجہ شرف صحبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت نبوی و معافی مرتضوی اور عفو خدا کا امیدوار سمجھنا چاہیئے اور انکو بد الفاظ سے یاد کرنا سخت برائی ہے البتہ انکو ماجور اور انکے اس فعل کو خطائی (اولاً) ظاہر ہے کہ کل صحابہ مجتہدین نہیں تھے چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی آیات بینات میں لکھتے ہیں (الصحابۃ تنقسیم الی مجتہدین وعوام) یعنی صحابہ کی دو قسمیں ہیں مجتہدین اور عوام ہم کو امیر معاویہ کی چند محدثات کے سوا جن کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کرینگے اُنکے اجتہاد کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم اُن کو صحابہ مجتہد کے قسم سے شمار کر سکیں۔

(دوم) اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ امیر معاویہ مجتہد ہی تھے لیکن یہ امر ضروری ہے کہ مجتہد کے قیاس کیلئے ادلہ ثلاثہ شرعیہ یعنی کتاب و سنت و اجماع سے کسی دلیل کا ماخذ ہونا لازم ہے مگر انکے اس فعل میں (یعنی خلیفہ وقت سے محاربہ کرتے ہیں) اور ادلہ مذکورہ سے کسی شرعی دلیل کا ماخذ ہونا نہیں ثابت ہوتا کہ امیر معاویہ نے خلیفہ وقت کی اطاعت سے انحراف کرنے میں کسی آیت یا حدیث یا مسئلہ اجماعی سے تمسک کیا ہو۔

(سوم) مجتہد کو اپنے اجتہاد کرنے میں یا کسی کو راہ صواب کی طرف مائل کرنے میں شمشیر نکالنا اور معرکہ قتال آراستہ کرنا جس میں ہزارہا بے گناہ مسلمانوں کی جان تلف ہو جائے ہرگز جائز نہیں۔

(چہارم) وہ حیلہ جس سے معاویہ اور اُن کے متبعین کو معذور ٹھہرانے میں کوشش کی جاتی ہے صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کے طالب تھے۔ نہ خلیفہ وقت سے انتزاع

[illegible]

خلافت کے علامہ ابن حجر نے اسی بات پر زور ڈالا ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام سے امیر معاویہؓ کے معرکہ آرائی صرف قتلہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے کے لئے تھی۔ چنانچہ وہ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ومن اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ ان ماجری بین معاویہ وعلی من الحروب فلم یکن المنازعۃ فی الخلافۃ للاجماع علے حقیتھا لعلی۔ یعنے اہل سنّت وجماعت کے اعتقاد میں سے ہے کہ جو محاربات امیر معاویہ اور جناب علی علیہ السّلام کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کا جھگڑا نہیں تھا، کیونکہ جناب علی کے خلافت کے حق ہونے پر اجماع ہوچکا تھا علامہ ابن حجر اور انکے بعض ہم خیال بزرگوں کو اس لئے یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے' تاکہ یہ خیال کیا جائے کہ جس غرض کے لئے جناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم نے جناب امیرؑ پر خروج کیا تھا۔ اسی غرض میں امیر معاویہ بھی شریک سمجھے جائیں تاکہ اصحاب جمل کی بریت پر جو اولہ قائم ہوسکتے ہیں وہی انکی برأت پر قائم ہوسکیں ؂

لیکن یہ بالکل خلاف نفس الامر ہے۔ واقعات چھپانے سے چھپ نہیں سکتے ؂

(اوّلاً) اس امر پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق نہیں ہے کہ امیر معاویہ کی غرض اس قتال وجدال سے جناب عثمانؓ کے قاتلوں کا طلب کرنا تھا اور خلافت پر تنازع نہیں تھا چنانچہ عبدالشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ التمہید فی بیان التوحید میں لکھتے ہیں و قال اھل السنۃ والجماعۃ بان معاویۃ فی حال حیوۃ علی و من تابعہ کانوا مخطئین فی دعوی الامارۃ والبیعۃ باغین فی المقاتلۃ مع علی۔ یعنے اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ امیر معاویہ اور انکے پیرو جناب علیؑ کی زندگی میں امارت اور بیعت کے دعوی کرنے میں خطاوار تھے اور جناب علی کے ساتھ جنگ کرنے میں باغی تھے ؂

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہٗ سیف المسلول میں لکھتے ہیں وبعض گویند کہ معاویہ در ابتدا طلب قاتلان عثمان میکرد و در آخر طلب خلافت ہم نمودہ بود و بصحت خلافت علی قائل نبود و میگفت کہ بیعت وباشان با علی معتبر نیست چہ اہل حل وعقد از صحابہ مثل طلحہ وزبیر وغیرہ کہ بیعت کردہ بودند باکراہ کردہ بودند ولہذا تحت بیعت نمودند و معاویہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود واذا ملکت فارفق بھم ازیں حدیث او را طمع خلافت ہم رسیدہ بود واز اہل شام بیعت گرفتہ بود ؂

(دوم) اگر امیر معاویہ کا مقصود محض قصاص کا طلب کرنا تھا تو لازم تھا کہ انکی ہمت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے طلب کرنے ہی پر مقصور ہوتی اور اسی پر اکتفا کرتی۔ تسخیر مال اور بیت المال میں دست درازی نہ کرتے لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کبیر الروم کو مال کثیر دیکر صرف جناب امیرؑ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے صلح نہ کرتے مسعودی علیہ الرحمۃ مروج الذھب میں لکھتے ہیں قد کان معاویۃ صالح ملک الروم علے مال یحمل الیہ لشغلہ بعلی یعنی امیر معاویہ نے ملک الروم کو مال دیکر اسلئے صلح کرلی تھی' تاکہ علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہوں اور اپنے عامل عمرو بن العاص کو بھیج کر جناب امیرؑ کے عامل محمد ابن ابی بکر سے مصر کو نہ چھین لیتے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں: ثم سیرۃ معاویۃ الی مصر فاستنقذھا من ید محمد بن ابی بکر وھو عامل لعلی علیھا واستعملہ معاویۃ علیھا۔

یعنے پھر امیر معاویہؓ نے اس کو مصر کی طرف روانہ کیا اور اس نے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا اور وہ جناب علی کیطرف سے اس پر عامل تھے پھر امیر معاویہ نے اس پر عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا۔ یہ اور نیز اسی قسم کے صدہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دراصل خلافت کی طمع تھی ❊

(سوم) جبکہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ کو مغالطہ دیکر بحق امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا تو ضعیف سے ضعیف روایت بھی اسکی تائید نہیں کرتی، کہ امیر معاویہ نے اسی ناجائز تحکیم پر عمرو بن العاص کو سرزنش کی ہو پس اگر امیر معاویہ مدعی خلافت نہیں تھے تو ایسی ناجائز تحکیم پر کیوں راضی ہو گئے تھے ❊

(چہارم) جب امام حسن نے خلافت سے دست کش ہو کر امارت عامہ انکے سپرد کی اور امیر معاویہ کو انکے حسب منشا اقتدار کلی حاصل ہو گیا تو آیا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہ نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی جستجو کی ہے یا اس جماعت پر قصاص کے جاری کرنیکا حکم مشتہر کیا ہے باوجودیکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک چھ سال سے زیادہ کا زمانہ نہیں گذرا تھا اور یہ امر ہرگز خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مدت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کلہم راہئی عدم ہو گئے ہوں اور اس جماعت کثیر سے ایک متنفس بھی زندہ نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا ❊

خیر بطریق تنزیل ہم بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مقصود اس محاربہ سے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کرنا تھا ❊

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس بغاوت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو انکے مقلدین کو بھی معذور خیال کرنا چاہیئے پس بصورت ذیل:۔

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بدیں وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ فلاں مقتول مسلمان کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتا اسلیئے میں اسکے ساتھ جنگ کرتا ہوں اور میں اس امر میں امیر معاویہ کا مقلد ہوں تو آیا کوئی فقہی جزئیہ اس کی تائید کیلئے پیش کیا جا سکتا ہے یا کوئی عالم اس تقلید میں اسکو معذور سمجھ سکتا ہے ❊

(ب) مقتول کے خون کیلئے عند الشرع دعویٰ کرنا محض اسی طرح سے جائز ہے کہ قاضی کی طرف رجوع کیا جاوے اور شہود پیش کر کے دعویٰ کو پایہ ثبوت تک پہنچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ بادشاہ وقت پر شمشیر نکالی جائے اور اس کی معزولی کے درپے ہوا جائے ❊

(ج) اگر اس بغاوت کو خطا فی الاجتہاد (یعنے ایسا عمل کہ جس کے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کے بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عند اللہ معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے) تصور کیا جائے تو بالفرض اگر جناب امیر علیہ السلام اس معرکہ قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابیوں کے شہید ہو جاتے تو ضرور ہے کہ جناب امیرؑ کا قتل بھی خطا فی الاجتہاد ہوتا اور حضرت امیر علیہ السلام کے قاتل اشقی الآخرین کو بھی عند اللہ معذور بلکہ ماجور سمجھا جاتا (نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد)۔

(د) اگر امیر معاویہ اس بغاوت میں مخطی ماجور تھے تو ان کے لشکر سے جس نے کہ جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اس کو بھی مخطی ماجور کہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ فعل اس نے بغرض اتباع امیر معاویہ کیا ہے ❊

(۵) تو فرضاً اگر جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی الاجتہاد تھا تو کیا جناب امیرؑ کی شان اقدس میں برسر محراب و منبر سب شتم کرانا بھی خطائی الاجتہاد تھا۔ عن سعد ان معاویۃ امرہ فقال ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلاثا قالهن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیہ فقال له خلفتنی مع النساء والصبیان فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انه لا نبوۃ بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسوله فتطاولنا فقال ادعوا لی علیا فاتی به ارمد فبصق فی عینیه ودفع الرایۃ الیه ففتح اللہ علیه لما نزلت ھذہ الآیۃ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجه احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرھم) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہ نے ان کو جناب بوتراب علیہ السلام پر سب کرنے کیلئے حکم کیا اور کہا تم ان پر سب کیوں نہیں کہتے سعدؓ نے کہا کیا میں تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کی ہیں حضرتؐ نے علی کو بعض غزوات میں جبکہ اپنے عقب میں چھوڑا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے پاس چھوڑے جاتے ہیں حضرتؐ نے ان سے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسی ہارون کی موسیٰ سے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور میں نے خیبر کے روز حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دینگے جو خدا اور خدا کے رسول سے پیار کرتا ہے پس ہم علم کی طرف بڑھے اور آپ نے ارشاد کیا علی کہاں ہیں وہ انکی خدمت میں آشوب چشم ہی حاضر ہوئے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگا کر علم ان کو دیا اور اللہ نے ان کو فتح دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی پس کہدو آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو حضرتؐ نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو بلا کر فرمایا اے میرے پروردگار! یہ میرے اہل بیت ہیں ؛

یہ حدیث تو صحاح کی ہم نے پیش کی ہے اسی قسم کی صدہا حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے امیر معاویہ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک جاری رہی اور اس نامور خلیفہ نے اس کو منسوخ کیا یہ ایسے واقعات محققہ ہیں کہ جس سے کسی نے انکار نہیں کیا پس کیا یہ امور و بدعت سیئہ بھی خطائی الاجتہاد ہو سکتے ہیں۔ حاشا و کلا ؛

اکثر لوگوں کو مفصلہ ذیل اوہام میں سے ایک نہ ایک وہم نے اس محاربہ کو خطائی الاجتہاد کہنے کی طرف مائل کیا ہے جس کی تفصیل مع جوابات درج ہے :۔

(پہلا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اس سے اہل شام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ امر دور تک پہنچ جاتا ہے لیکن یہ وہم بالکل باطل ہے اور ادنیٰ تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت سے محاربہ کرنا معصیت ہے نہ کفر اور حدیث حربک حربی کفر پر دال نہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۂ اثنا عشریہ کے بارھویں باب میں شرح و بسط کے ساتھ اس پر بحث کی ہے :

عوام صحابہ سے صدور معصیت کے گمان کرنے میں کسی قسم کا محذور شرعی لازم نہیں آتا ولید بن عقبہ بن معیط کا شراب

ثمر ہو کر حد شرعی کو پہنچنا کتب رجال سے ثابت ہے عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقبۃ فی الخمر اربعین جلدۃ (استیعاب و اسد الغابۃ و اصابۃ) یعنے امام ابو جعفر محمد باقر بن علی زین العابدین علیہ و علی آبائہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقبہ کو شراب پینے پر چالیس درّہ لگائے تھے۔ اسی طرح سے مسطح بن اثاثہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک میں کوشش کرنا اور قذف کی حد کو پہنچنا بھی انہیں کتابوں سے واضح ہے: وکان ممن خاض فی الافک علی عائشۃ فجلدہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ) یعنی مسطح بن اثاثہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بہتان کا ذکر کرنے میں کوشش کیا کرتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو درّے لگوائے ان امور سے نہ یہ لوگ درجہ صحابیت سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو گئے۔ اگر ہے تو صرف اس قدر کہ ان سے خطا وقوع میں آئی اور صدور معصیت سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا صحابیت کا شرف ایسا ہے کہ کسی معصیت سے بجز ارتداد کے زائل نہیں ہو سکتا ❖

(دوسرا وہم) چند صحابہ اس محاربہ میں امیر معاویہؓ کے شریک تھے جب امیر معاویہؓ کے اس فعل کو خطائے منکر اور معصیت قرار دیا جائیگا تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا گمان فاسد زیبا نہیں ہے ❖

یہ وہم اکثر عدم تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے۔ اگر بنظر امعان کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نعمان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نہیں آئیگا اور یہ دو تین صاحب افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کئے جاتے حرب صفین میں تمام انصار و مہاجرین اور بدریین جناب امیر علیہ السلام ربقہ اطاعت میں دکھائی دیتے ہیں ❖

اگرچہ بعض اصحاب مثل عبداللہ بن عمر اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ دین میں ایک امر جدید تھا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزین ہو گئے تھے لیکن انکی کنارہ گزینی اس وجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیرؓ کی خلافت میں شک و شبہ رکھتے تھے بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق ان کی ندامت اور جناب امیرؓ کے ساتھ شرکت نہ کرنے پر حسرت ثابت ہے اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں عن عبداللہ بن حبیب قال اخبرنی قال قال ابن عمر حین حضرۃ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا انی لم اقاتل الفئۃ الباغیۃ یعنے عبداللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو کہنے لگے میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر انہ قال ما اسی علی شیء الا انی لم اقاتل مع علی بن ابی طالب الفئۃ الباغیۃ (یعنی حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں ہے مگر یہ کہ جناب امیرؓ کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا ❖

عن خیثمۃ عبدالرحمن قال سمعت سعد بن مالک و قال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلفت عنہ فقال سعد واللہ انہ لرای رایتہ و اخطا (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) خیثمہ بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ سعد بن

مالک رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام اچھا نہیں کہتے کیونکہ تم نے انکی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے یہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن رائے غلط نکلی ۔

اگرچہ بعض صحابہ بتقاضائے بشریت ابتدا میں جناب امیرؑ سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقع ہونے سے انکی مخالفت اور کنارہ گزینی جاتی رہی تھی قال الشعبی ما مات مسروق حتی تاب الی اللہ تعالیٰ من تخلفہ عن القتال مع علی (اسد الغابہ) یعنی شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسروق رضی اللہ عنہ نہیں فوت ہوئے جب تک کہ انھوں نے خدا کی جناب میں جناب امیرؑ کے ہمراہ جنگ میں مخالفت کرنے سے توبہ نہیں کی ۔

(تیسرا وہم) امیر معاویہ کی نسبت خطائے منکر تجویز کرنے سے الصحابہ کلھم عدول کا کلیہ ٹوٹتا ہے جس سے امور دین میں ایک بڑا بھاری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم و برہم ہو جاتا ہے ۔

لیکن الصحابۃ کلھم عدول سے محفوظون عن المعاصی کسی نے مراد نہیں لیا بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا ہے چنانچہ علامہ تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں لکھتے ہیں والاکثر علی عدالۃ الصحابۃ وقیل کغیرھم وقیل الی قتل عثمان وقیل الا من قاتل علیا یعنی اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض نے یہ کہا کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ لوگ جو جناب امیرؑ سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں ۔

اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے الصحابۃ کلھم عدول سے صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے اگرچہ اس میں بھی بعض آئمہ نے کلام کیا ہے ۔

عبارت مندرجہ الصدر جمع الجوامع کا متن ہے علامہ جلال الدین المحلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نصف آخر تفسیر جلالین نے جو اس کتاب کی شرح لکھی ہے جو شرح جمع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلماء ہے اسکی عبارت کو ملاحظہ کیا چاہیئے وہ لکھتے ہیں:
والاکثر من العلماء السلف والخلف علی عدالۃ الصحابۃ فلا یبحث عنہا فی روایۃ ولا شہادت لانھم خیر الامۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامۃ قرنی رواہ الشیخانی ومن طرأ لہ منھم قادح کسرقۃ او زنا عمل بمقتضاہ وقیل ھم کغیرھم فیبحث عن العدالۃ فیھم فی الروایۃ والشہادۃ الا من یکون ظاھر العدالۃ او مقطوعہا کالشیخین وقیل ھم عدول الی حین قتل عثمان فیبحث عن عدالتھم من قتلہ لوقوع الفتن بینھم من حینئذ وفیھم ممسک عن خوضہا وقیل ھم عدول الا من قاتل علیا فھم فساق لخروجھم علی الامام الحق ترجمہ اکثر علماء سلف و خلف عدالت صحابہ کے قائل ہیں کہ روایت اور شہادت میں انکی عدالت سے بحث نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ تمام امت سے بہتر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام امت سے بہتر میرا زمانہ ہے اس حدیث کو شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد سرزد ہوا ہو تو اسکے موافق عمل کیا جاویگا بعض علماء کہتے ہیں کہ صحابہ بھی روایت اور شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں انکی عدالت سے بھی بحث کی جائیگی مگر وہ اصحاب جنکی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور بعض علماء کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھے اور انکے قتل کے بعد ان میں فتنہ واقع ہونیکی وجہ ان کی عدالت سے بحث کی جائیگی بعض خوض کرنے سے رکے ہوئے ہیں

بعض علماء کا مقولہ ہے کہ تمام صحابی عادل ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیرؑ سے جنگ کی ہے پس وہ لوگ فاسق ہیں۔ امام برحق پر خروج کرنے کی وجہ سے ؛

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح جمع الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے اور اس کا نام آیات بینات رکھا ہے اس فقرہ ومن ثم کان القادح کی توضیح میں لکھتے ہیں نبہ بہ علی عدم عصمتہم یعنی صاحب متن نے اس مقولہ سے صحابہ کی عدم عصمت سے آگاہ کیا ہے علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں: ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ الثقات یدل بظاہرہا علی ان بعضہم قد جاوز عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسات والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موسوما۔ حاصل تقریر علامہ یہ ہے کہ صحابہ سے جو محاربات اور منازعات وقوع میں آئے وہ کتب تاریخ میں درج ہیں اور ثقہ لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں بظاہر اس امر پر دال ہیں کہ بعض صحابہ طریق حق سے تجاوز کر کے حد وفسق وظلم کو پہنچ گئے اور باعث اس کا کینہ اور عناد اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملک و ریاست و شہوات نفسانی کی طرف میلان تھا کیونکہ ہر صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جس نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے نیکی کے ساتھ موسوم نہ تھا ؛

ان تمام مباحث سے ثابت ہوا کہ الصحابۃ عدول سے عدل فی الروایۃ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی اور صحابہ عدول فی الروایۃ اسلئے تسلیم ہوئے ہیں کہ جب علماء نے طبقات رجال میں قوانین جرح وتعدیل کو جاری کیا ہے تو صرف بہ نسبت دیگر طبقات کے صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث سے بچا ہوا پایا ہے ؛

(چوتھا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے موعود وعید نار تصور کئے جائیں گے اور وعید نار مستلزم کفر ہے لیکن وعید نار بھی مستلزم کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر و زنا و سرقہ وغیرہ کی سزا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت نبوی اور عفو ایزدی سے ٹل سکتا ہے اسی طرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ توبہ سے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو باری تعالیٰ سے ٹل جائے ؛

(پانچواں وہم) اگر جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو جناب عائشہ صدیقہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے محاربہ کو بھی معصیت قرار دینا پڑیگا ؛

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے اس کا جواب بچند وجوہ دیا جا سکتا ہے :۔

(الف) اصحاب جمل کی غرض امیر معاویہؓ کی غرض سے بالکل متباین تھی جسکی تفصیل ہم پیشتر لکھ چکے ہیں ؛

اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلئے بعض علماء نے انکے باغی قرار دینے میں تامل کیا ہے اور امیر معاویہ کو باغی اول قرار دیا ہے۔ شرح مقاصد میں علامہ سعد الدین التفتازانی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں ذہب الکثیرون الی ان اول من بغی فی الاسلام معاویۃ یعنے اکثر علماء کا یہ مسلک ہے کہ جس شخص نے کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں ؛

(ب) تمام کتبِ سیر و تواریخ باآوازِ بلند پکار رہے ہیں کہ اصحابِ جمل میں سے کسی صاحب نے بالارادہ جنابِ امیر علیہ السلام سے جنگ نہیں کی بلکہ جب قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پردازی سے رات کو لڑائی شروع ہو گئی تو ناچار صحابہؓ جمل و قائع پر یعنی حفاظتِ خود اختیاری کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے (قال العلامۃ سعد الملۃ والدین التفتازانی فی شرح المقاصد المحققون من اصحابنا رحمہم علی ان الحرب الجمل کانت فلتۃ لامن قصد من الفریقین بل کانت تہیجا من قتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ حین صار فریقین اختلطوا بالعسکرین و اقاموا الحرب خوفا من القصاص و قصد عائشۃ رضی اللہ عنہا لم یکن الا اصلاح الطائفتین و تسکین الفتنۃ فوقعت فی الحرب یعنے ہمارے محقق اصحاب رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ حرب جمل بلا قصد فریقین ناگہانی طور پر واقع ہو گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی انگیز تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بنکر دونوں لشکروں پر جا پڑے اور قصاص کے خوف سے فتنہ اُٹھا دیا جناب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد دونوں گروہ میں صلح کرنے اور فتنہ فرو کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا لیکن لڑائی میں پھنس گئیں ✢

(ج) اصحابِ جمل سے کوئی صاحب خلیفۂ وقت سے انتزاعِ خلافت کا مقاصد نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی جنابِ امیرؓ کی مخالفت پر مصر ہو کر قتل ہوا ہے چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمتِ شب مرتفع ہو گئی اور صبح نمودار ہوئی اور جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقتِ حال کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ کش ہو گئے اور مروان بن الحکم کے ہاتھ سے تیر کھا کر شربتِ شہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں فرماتے ہیں قال اہل العلم ان علیا دعاہ فذکرہ اشیاء من سوابقہ و فضلہ فرجع طلحۃ عن قتالہ علی ما صنع الزبیر و اعتزل فی بعض الصفوف رماہ مروان بن الحکم فقتلہ ولا یختلف العلماء الثقات فی ان مروان قتل طلحۃ یومئذ و کان فی حزبہ۔ یعنی اکثر اہلِ علم کہتے ہیں کہ جنابِ امیرؓ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے سابقت و فضل کو بیان کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس ہو کر زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح سے فوج کی صفوں سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر شہید کیا۔ اور علماء ثقات میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ حضرت طلحہ کو اسی مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہؓ کے گروہ میں سے تھا وعن یحییٰ بن سعید قال قال طلحۃ یوم الجمل ؎ ندمت ندامۃ الکسعی لما ۔ شریت رضی اللہ بنی جرم برغمی اللّٰہم خذ منی لعثمان حتیٰ ترضی ۔ فرماہ مروان بسہم فی رکبتہ اخرجہ ابو عمرو صاحب الاستیعاب و ابن الاثیر فی اسد الغابۃ و محب الطبری فی الریاض) جناب طلحہ کا تجدیدِ بیعت کرنا بھی ثابت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں: از ثور بن مجزأۃ آمدہ کہ گفت گذشتم بطلحہ بن عبید اللہ یوم الجمل و وی افتادہ بود بر زمین و در آخر رمق پس استادم بر وی و برداشت سرِ خود را و گفت ہر آئینہ می بینم روئی مردے را کہ گویا قمر ست بگو کیستی گفت از اصحابِ امیر المومنین علی گفت فراخ کن دست خود را تا بیعت کنم ترا پس فراخ کردم دست خود را پس بیعت کرد و سپرد جان خود را پس آمدم نزد علی و خبر دادم او را بقول طلحہ پس گفت اللہ اکبر اللہ اکبر صدق رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرد خدا تعالیٰ کہ وارد طلحہ را در بہشت مگر آنکہ بیعت من در گردنِ او باشد۔ انتہیٰ کلامہ ✢

اور جناب زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تمام کتب تواریخ باآواز بلند شہادت دیتے ہیں کہ جب کہ کارزار گرم ہوا جناب امیرؑ نے ان کو بلا کر تنبیہ کیا وہ فوراً اصحاب جمل کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ کو چلے گئے اور وادی سباع میں پہنچ کر عمرو ابن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب ثم شهد الزبیر الجمل فقاتل فیها ساعة فناداه علی و انفرد به فذکره ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال له وقد وجدهما یضحکان بعضهما الی بعض اما انك ستقاتل علیا و انت له ظالم فذکر ذلك الزبیر فانصرف عن القتال نادما مفارقا للجماعة التی خرج فیها منصرفا الی المدینة فاتبعه ابن جرموز فقتله بموضع یعرف بوادی السباع وجاء بسیفه الی علی فقال بشر قاتل ابن صفیه بالنار۔ یعنی پھر زبیر رضی اللہ عنہ فوج سے باہر نکل کر حملہ آور ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیرؑ نے انکو بلایا اور تنہائی میں ان سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ تم نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے ہوئے پاکر پوچھا تھا اور حضرتؐ نے فرمایا تھا تم عنقریب علیؑ سے لڑو گے اور تم ان پر ظلم کرو گے۔ جب جناب امیرؑ نے ان سے اس کا تذکرہ بیان کیا وہ لڑائی سے نادم ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے ان کا پیچھا کیا اور وادی سباع میں انکو شہید کیا اور انکی تلوار لیکر جناب امیرؑ کے پاس حاضر ہوا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ابن صفیہؓ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری ہو ✦

تنبیہ۔ صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیرؓ کی والدہ جناب امیرؑ کی پھپھی تھیں اور جناب زبیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے عمہ زاد بھائی تھے اسی لئے جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے۔ اخوانا بغوا علینا یعنی ہم پر ہمارے بھائیوں نے بغاوت کی ہے ✦

اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نادم ہونا تمام کتب سیر اور رجال سے ظاہر ہے۔ ابو البرکات عبد اللہ ابن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ الاعتماد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں وکذا عائشة ندمت علی ما فعلت وکانت تبکی حتی تبل خمارها (شرح فقہ اکبر للملا علی القاری) یعنی اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اظہار ندامت فرماتی رہیں اور یہاں تک رویا کرتی تھیں کہ انکے سر کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی ✦

عن جابر قال دخلت علی عائشة یوما وقلت لها ما تقولین فی علی فاطرقت راسها ثم رفعته وقالت شعر اذا ما التبر حك علی المحك ۔ تبین غشه من غیر شك ۔ وفینا الغش والذهب المصفی ۔ علی بیننا شبه المحك (اخرجه الشیخ الحافظ الزرندی فی درر السمطین)۔ یہ ایسے واقعات ہیں جن سے کسی نے انکار نہیں پس کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ امیر معاویہؓ کا حرب صفین جس کا ٹنٹا ایک مدت مدید تک جاری رہا اور جنگ جمل جس کا خاتمہ ایک ہی روز میں ہو گیا برابر ہے اور جس طرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اسی طرح سے اصحاب جمل بھی ہیں جن کی برأت خود جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں: من قد روی عن علی قال انی لارجو ان اکون انا وعثمان وطلحة والزبیر ممن قال تبارك وتعالی ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ یعنی جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم ہے میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہونگے جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نکال ڈالی ہم نے جو انکے جیوں میں تھی خفگی بھائی ہو گئے تختوں پہ بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر صحا-

اخص الخواص جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلائے جاتے ہیں۔ اُن کے فضائل مناقب متواترات کی حد تک پہنچ چکی ہیں اور جناب امیرؑ کے مناقب کے ہم پلہ خیال کیے جاتے ہیں۔ اس کے ماسوا خود جناب امیرؑ نے انکی برأت کی نسبت شہادت دی ہے۔ باوجود ان حالات کے پس کیونکر انکی ذوات مقدسہ سے صدور معصیت کا گمان کیا جا سکتا ہے البتہ انکا جناب امیر علیہ السلام پر خروج کرنا یا نکث بیعت کرنا تو وہ بات ہے جس کو خطائی الاجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں و بود طلحہ روز جمل با عائشہ رضی اللہ عنہا بجہت خطا در اجتہاد ۔

لیکن جس طرح سے کہ ان کا خروج ظاہر ثابت ہے اسی طرح سے انکی توبہ اور ندامت اور رجوع بھی ثابت ہے۔ برخلاف ان امور کے امیر معاویہ بقولے پانچ سال اور بقولے چار سال تک جناب امیرؑ سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر مصر رہے۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں فحارب معاویۃ علیاً خمس سنین وقال ابو عمر صوابہ اربع سنین یعنی جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ پانچ سال تک لڑتے رہے ابو عمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار سال تک لڑتے رہے ۔

بلکہ مخالفت ہی پر مصر نہیں رہے تسخیر بلاد اور دعویٰ خلافت کو منظور نظر رکھ کر امیر علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے کبیر الروم کو نذر دیکر صلح کر لی ۔

اگر امیر معاویہ کو انتزاع خلافت مدنظر نہیں تھا تو محمد بن ابی بکر جناب امیرؑ کے عامل سے مصر کو کیوں چھین لیا تھا۔ بعض لوگ بمقابل جناب امیر علیہ السلام کے امیر معاویہ کے فضائل مناقب بیان کرتے ہیں اور انکے مناقب اصحاب جمل کے مناقب کے ہم پلہ ٹھہرائے جاتے ہیں لیکن اصحاب جمل کے مناقب بہ نسبت امیر معاویہ کے مناقب غیر ثابتہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عفت پر قرآن ناطق ہے۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل متواترات سے مسلم اور ثبوت ہیں۔ امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کا یہ حال ہے کہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں دگفتہ اند محدثان ثابت نشدہ در فضل معاویہ ہیچ حدیثے امام ابو عبدالرحمن بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ یعنے میں امیر معاویہ کی فضیلت بجز اسکے نہیں جانتا کہ حضرؐ نے فرمایا ہے خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ دوسرے مقام پر مقولہ اما یرضی معاویۃ ان یخرج راساً براس زبان پر لاتے ہیں۔ یعنی معاویہ اس پر راضی نہیں کہ سر بسر نجات پا جائے۔ قال محمد بن اسحاق الاصبہانی سمعت مشائخنا بمصر یقولون ان ابا عبدالرحمن النسائی فارق مصر فی آخر عمرہ وخرج الی دمشق فسئل عن معاویۃ وما روی من فضلہ فقال اما یرضی معاویۃ ان یخرج راساً براس حتی یفضل وفی روایۃ ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ (وفیات الاعیان لابن خلکان و مرأۃ الجنان للامام عبداللہ الیافعی) محمد بن اسحاق الاصفہانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخوں کی زبان سے سُنا ہے کہ امام ابو عبدالرحمن النسائی علیہ الرحمۃ اپنی آخر عمر میں مصر کو چھوڑ کر دمشق چلے گئے وہاں کے لوگوں نے اُن سے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کی نسبت پوچھا امام نسائی نے جواب دیا کہا امیر معاویہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ وہ نجات ہی پا جائیں کہ اُن کے فضائل کو

بیان کیا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ امام نسائی نے فرمایا مجھے انکی کوئی فضیلت معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اُسکے پیٹ کو نہ پُر کرے ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاویۃ لیکتب فقیل لہ انہ یاکل فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا اشبع اللہ بطنہ (اخرجہ ابو داؤد الطیالسی)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معاویہؓ کے بلانے کیلئے بھیجا وہ آکر کہنے لگا وہ کھانا کھاتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا خدا اُسکے پیٹ کو پُر نہ کرے ۔

بعض اشخاص اُن کی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کاتب الوحی تھے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر کتابت وحی سے کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو وہ مروان بن الحکم کیلئے بھی ہو سکتی ہے ۔

لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث الدہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں واما معاویۃ بن ابو سفیان کنیت کردہ میشود بابی عبد الرحمٰن یکی از انجملہ است کہ می نوشت برائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبعضے گویند نوشت وحی صاحب جامع الاصول میگوید کتابت نشدہ است وے مواہب نیز میگوید وے مشہور است بکتابت وحی وبعضی گویند وی نمی نوشت وحی را بلکہ می نوشت کتب ومناشیر را ۔

ماسوا اس کے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونے کی وجہ سے ہے جس کا ثواب اُن کو تا بروز قیامت ہوتا رہیگا۔ اور جس قدر کہ دُنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھنے والے ہیں یا ہوتے چلے آئے ہیں یا ہوتے رہیں گے اُن کے پڑھنے پڑھانیکا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے نامۂ اعمال میں مثبت ہوتا رہے گا ۔

(چھٹا وہم) اگر امیر معاویہ عاصی اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کیوں خلافت اُن کے سپرد فرماتے ۔

لیکن یہ وہم بھی بالکل بیجا ہے کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے سے جو پیشتر باغی رہ چکا ہو اور پھر تائب ہو کر کتاب وسنت اور سیرت شیخین کے اتباع کا عہد کرتا ہو کوئی اعتراض جناب امام حسن علیہ السلام کی علام کی طرف عائد نہیں ہو سکتا۔ جناب امام نے جو عہد کہ امیر معاویہ سے تفویض امارت کے وقت لیا ہے وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جا سکتا ہے ۔

لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے سے امیر معاویہ کا سابقہ اُمور میں محفوظ عن الخطاء ہونا کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا ۔

اس کی ٹھیک مثال ایسی ہے کہ ایک گاؤں کے مالک نے غلہ کا انبار مساکین پر خیرات کرنے کیلئے جمع کیا ہو۔ ایک رہزنوں کا سردار اُسے غارت کرنا چاہے مالک اُس کی حفاظت کے واسطے اُس سے جنگ کرے پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہو جائے۔ اور اُس کا بیٹا اُن رہزنوں کے سردار سے یہ عہد لیکر وہ غلہ کا انبار اُسکے سپرد کر دے کہ یہ غلہ ہم اس شرط سے تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم مساکین پر صرف کیا کرو۔ اور اُس میں خیانت نہ کرو اور اس تفویض سے فتنہ وفساد فرو ہو جائے اور خونریزی مٹ جائے۔ تو اس سے نہ اس غلہ کے مالک کی نسبت جو اُن غارت گروں سے حفاظت غلہ

کے لئے جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد کر کے غلہ اُن رہزنوں کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سے نہ اپنا ہی پیچھا چھڑایا ہے۔ بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت و خون سے بچایا ہے ✧

اور نہ ان رہزنوں کا افسر جس زمانہ تک کہ غلہ اس کی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بیجا تصرف کرنا چاہتا تھا اعتراض سے بچ سکتا ہے ✧

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول و فعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر صرف کرتا ہے تو یہ خیال کیا جائیگا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اس کو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہے اگر پھر وہ رہزن یا اس کا جانشین عہد سے انحراف کر کے شرائط کو پورا نہ کرے تو پھر عاصی متصور ہو گا اور اس کے ساتھ اس عہد گیر زندہ یا اُسکے جانشین پر جہاد واجب ہو جائیگا ✧

چنانچہ اسی بنا پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہ کے جانشین یزید پلید کو جب کہ وہ شرب خمر کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود اللہ سے تجاوز کر کے بہن اور بھائی کی شادی کا مجوز ٹھہرنے لگا تو متنبہ کرنا چاہا تھا اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محق تھے کیونکہ خلافت در اصل انہیں کا حق تھا ✧

(ساتواں وہم) جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے تو اس پر معاویہ کے تفویض خلافت کیلئے کیوں انتخاب کیا تھا اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی جناب امام کے اس انتخاب سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افاضل صحابہ میں ہو گئے جس کی وجہ سے جناب امام نے خلافت اُنکے سپرد فرمائی ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کے لئے منتخب فرماتے ✧

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کے وقت امیر معاویہ کو امارت عامہ اس وجہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اس لئے منتخب نہیں کیا تھا کہ بغیر اسکے خونریزی کا انسداد محال تھا۔ اگر جناب امام حسن کسی اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے تو ضرور امیر معاویہ ان سے بھی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا ✧

اس کے ماسوا خلافت راشدہ کا زمانہ منقضی ہو چکا تھا اب سلطنت عضوضہ کے عہد کی صبح نمودار ہو نیوالی تھی بجز امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اس کو پسند نہیں کرتا تھا بقولے اعط القوس باریہا جناب امام نے امیر معاویہ ہی کو اس منصب کے لائق سمجھا اور جس امر کے لئے وہ برسوں سے کشت و خون کر رہے تھے اُن کے حسب منشاء انہیں کے سپرد کیا ✧

اب رہا یہ امر کہ امیر معاویہ تفویض امارت کے بعد بھی امام ہوئے ہیں انکی نسبت اہل سنت و جماعت میں باہم اختلاف ہے فخر الاسلام حسن بزدوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اما بعد موت علی معاویۃ ھل صار اماما قال بعض اھل السنۃ والجماعۃ صار اماما وقال بعضھم لم یصر اماما انہ لم یکن افضل الصحابۃ بعد علی بل کان من الصحابۃ یومئذ ھو افضل منہ بکثیر فی النسب والعلم والتقوی والشجاعۃ ولان احدا من الصحابۃ لم یرہ امام حق ولم یعقد لہ عقد الامامۃ ومعاویۃ ما کان من جملۃ الخلفاء

ولکن کان من جملۃ الملوک یعنی جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی امیر معاویہ امام ہوئے ہیں یا نہیں بعض اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ امام ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوئے لیکن ان لوگوں کے قول کی وجہ کہ جو کہتے ہیں کہ امام نہیں ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اُس وقت کے موجودہ اصحاب سے افضل نہیں تھے بلکہ اُس وقت اکثر ایسے اصحاب موجود تھے جو نسب اور علم اور تقویٰ اور شجاعت میں امیر معاویہ سے بدرجہا افضل تھے اور امیر معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ بادشاہوں میں سے تھے اسلئے کسی صحابی نے انکو امام نہیں بیعت کیا اور اُن پر امامت کا عقد نہیں ہوا ؛

اسی واسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء میں سے نہیں شمار کرتے بلکہ ملوک میں سمجھتے چلے آئے ہیں تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین السیوطی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مصنف سے نقل کرتے ہیں عن سعید بن جمہان قال قلت لسفینۃ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ منہم قال کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک من اشد الملوک واول الملوک معاویۃ یعنے سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بنی امیہ اپنے آپ کو خلفا جانتے ہیں وہ کہنے لگے یہ گنجی عورت کے جنے جھوٹ بکتے ہیں۔ یہ لوگ سخت ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور اُن میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے ؛

فخر الاسلام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ الیسر میں لکھتے ہیں معاویۃ ماکان من جملۃ الخلفاء ولکن کان من جملۃ الملوک علی ما روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم بعدہ ملک عضوض وقد تم ثلاثون سنۃ بعلی انتہی کلامہ۔ یعنی معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ ملوک میں سے تھے بدلیل اس حدیث کے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس ۳۰ برس تک رہے گی۔ پھر ایک درندہ بادشاہی ہوگی اور تیس ۳۰ برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہو چکے تھے ؛

(آٹھواں وہم) سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطا خطا فی الاجتہاد ہے اور وہ اس میں معذور بلکہ ماجور اور مصاب تھے۔ اسکے برخلاف خطائے منکر کا قائل ہونا انکو باغی اور عاصی قرار دینا خارق سوادِ اعظم بننا ہے اور من شذ شذ فی النار کے زمرہ میں داخل ہونا ہے ؛

یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے جو اہل صفین کی براءت پر پیش کی جاتی ہے لیکن اس میں چند وجوہ متعدد قابل نظر ہے :-

(الف) اگر غور کیا جائے تو یہی دلیل امیر معاویہ اور انکے متبعین پر منقلب ہوتی ہے کیونکہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کا انعقاد اہل حل وعقد کے اتفاق سے ہوا ہے اور حضرت امیرؑ نے اہل صفین کے مقابلہ میں اسی دلیل کو پیش بھی کیا تھا امیر معاویہ کی شرکت میں چند اصحابہ جن کی تعداد جمع قلت سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نو مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ جن کے امور دین میں ماہر ہونے کی نسبت مسعودی علیہ الرحمۃ نے مروج الذہب میں ایک مضحکہ کی حکایت لکھی جو ہدیہ ناظرین ہے: قال رجل من اخواننا من اھل العلم کنا فی دمشق الشام نتحدث عن معاویۃ وعلی وکان قوم من العامۃ یاتون فیستمعون منا فقال لی ذات یوم بعضھم وکان اعقلھم واکبرھم لحیۃ کم تطنبون فی علی ومعاویۃ فقلت فما تقول فی ذلک قال من تریدین قلت علی ما تقول فیہ قال الیس ھو ابو فاطمۃ قلت ومن کانت الفاطمۃ قال امرأۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنت عائشۃ اخت معاویۃ قلت فما کانت قصۃ علی قال قتل فی غزاۃ حنین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی اہل علم بھائیوں میں سے ایک شخص ذکر کرتا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ

کی نسبت بحث کیا کرتے تھے عوام الناس شامی ہماری گفتگو سنا کرتے تھے۔ ایک شخص ان میں سے ایک لانبی داڑھی والا جو اُن میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا آ کر ہم سے کہنے لگا کب تک تم علی اور معاویہ کے جھگڑے کو طول دوگے میں نے کہا تیری اس میں کیا رائے ہے کہنے لگا تو کس کی نسبت پوچھتا ہے میں نے کہا علی کی نسبت کہنے لگا وہی علی جو فاطمہ کے باپ تھے میں نے کہا فاطمہ کون تھیں کہنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی معاویہ کی بہن میں نے کہا اچھا یہ تو بتا کہ علی کا قصہ کیا ہے وہ بولا غزوہ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیا تھا۔ اس سواد اعظم کے خارق متصور نہیں کئے جاتے کہ جس پر تمام افاضل صحابہ ورمہاجرین و انصار اہل حل وعقد کا اجماع ہو چکا تھا پس وہ اہل سنت وجماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطائے منکر کے قائل ہیں کیونکر سواد اعظم کے خارق تصور کئے جا سکتے ہیں ؎

جبکہ اہل صفین کے دامن پر صحابہ کرام و اہل بیت عظام و انصار مدینہ کے سواد اعظم ذکر محققین اہل سنت وجماعت کے نزدیک اجماع دراصل انہیں کے اتفاق رائے سے مراد ہے) کی مخالفت کے کسی قسم کا دھبہ نہیں لگتا پس اگر کوئی شخص بعض کتب مشہورہ کے برخلاف اہل صفین کی سرزدگی کو نہ تسلیم کرے اور بقول مولانا جامی علیہ الرحمۃ سے اختلافے کہ داشت با حیدرؔ - در خلافت صحابی دیگر - حق در آنجا بدست حیدر بود - جنگ با او خطائی منکر بود - کا قائل ہو تو اس کو کیوں خارق اجماع کہا جا سکتا ہے ؎

(ب) ایسی تقریرات خطابیات کی قسم سے ہے نہ برہانیات سے۔ ایسے دلائل اقناعیات پر اکتفا کر لینا اثبات حجت سے عجز کی دلیل ہے اس سے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے اہل سنت و جماعت کے مخالف کہہ سکتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے ایسے دعوے بے دلیل اور بر خلاف ... پر اتفاق کر لیا ہے تو انکے دوسرے دلائل اور معتقدات مسلمہ بھی اسی قبیل سے ہونگے ؎

(ج) اگر اتباع سواد اعظم سے صرف اتباع کثرت آراء مراد ہے تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ورنہ حنیفی المذہب جن کی جماعت مقابلہ احناف کے نہایت قلیل ہے ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہے من شذ شذ فی النار کے مورد سمجھے جاتے ؎ سواد اعظم سے اجماع اُمت مراد ہے اس بحث میں چند علما کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت سے کسی صاحب کا پتہ نہیں ملتا کہ اس نے اہل صفین کی برادت پر کسی قسم کا اشارہ بھی کیا ہو۔ بلکہ جناب امیر کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقاتلہ کرنے سے بھی متبادر ہوتا ہے کہ سب بزرگوار رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کے ساتھ انکی مخالفت کو بغاوت اور اس بغاوت کو عصیان سمجھتے تھے اور ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے ؎

اس کے ماسوا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت نے انکو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یاد دلا دیا تھا جس سے وہ یقیناً اہل صفین کو خاطی، باغی، عاصی سمجھتے تھے اور انکو ایسا سمجھتے ہیں جمعیت امام وقت انھوں نے اجماع کر لیا تھا اور ان کا اجماع تقتلک الفئۃ الباغیۃ سے منصوص تھا ؎

احادیث متعلق شہادت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ

(اخرجہ المسلم والترمذی والنسائی و احمد) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا +

(۲) عن ام سلمۃ قالت لما کان یوم الخندق وھو یعطیھم اللبن وقد اغبر شعرۃ صدرہ قالت فواللہ ما نسیت وھو یقول اللھم ان الخیر خیر الاخرہ + فاغفر الانصار والمھاجرہ + وقالت جاء عمار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر دیتے تھے اور آپکے سینہ اقدس کے بال مبارک غبار آلودہ ہو گئے تھے۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں واللہ مجھے اب تک یاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے تحقیق نیکی آخرت ہی کی نیکی ہے اے پروردگار تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے اتنے میں عمار آئے حضرتؐ نے اُن سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا +

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل عمار و سالبہ فی النار (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمار کا قاتل اور ان کو ہتھیار کھینچنے والا دوزخ میں ہوگا +

(۴) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال حدثنی من ھو خیر منی ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ مجھ سے اُس نے بیان کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا +

(۵) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا نعمر المسجد کنا نحمل لبنۃ لبنۃ و عمار لبنتین لبنتین فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینفض التراب عن راس عمار وھو یقول یا عمار الا تحمل کما یحمل اصحابک قال انی ارید الاجر من اللہ قال فجعل ینفض التراب عنہ وھو یقول یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ الحوذ ذھبی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے۔ ہم ایک ایک اینٹ اُٹھا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اُٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا آپ عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا تم کیوں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اُٹھاتے عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں۔ حضرتؐ نے اُن کے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا +

(۶) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین و القاسطین و المارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ھؤلاء فمع من قال مع علی ابن ابی طالب معہ یقتل عمار ابن یاسر (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کیلئے تو حکم دیا ہے مگر کس کی معیت میں۔ فرمایا علی ابن ابی طالب کی معیت میں

اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر بھی قتل ہو گئے ۔

(۷) عن حبة العرنی قال قلت لحذیفة بن الیمان رضی اللہ عنہ حدثنا فانا نخاف الفتن فقال علیکم بالفئة التی فیہا ابن سمیة فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تقتلہ الفئة الباغیة (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حبہ بن عرنی ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں کچھ بتاؤ کیونکہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں تو کہنے لگے کہ تم کو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو جس میں ابن سمیہ یعنی عمار بن یاسر ہیں کیونکہ تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا ۔

(۸) عن حبة العرنی قال شهد خزیمة فی الجمل وھو لا یسل سیفہ وشھد صفین قال لا اسلی ابدا حتی یقتل عمار فانظر من یقتلہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقتلہ الفئة الباغیة قال فلما قتل عمار قال خزیمة قد ظھرت لی الضلالة ثم اقترب فقاتل حتی قتل (اخرجہ الخوارزمی) حبة العرنی نقل کرتے ہیں کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ جمل میں حاضر ہوئے لیکن انھوں نے نیام سے شمشیر نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں کبھی تلوار نیام سے باہر نہیں نکالونگا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں پھر میں دیکھونگا کہ کون ان کو شہید کرتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا ۔ جب عمار شہید ہو گئے تو خزیمہ کہنے لگے اب مجھے گمراہی ظاہر ہو گئی ہے پھر بڑھ کر لڑے اور شہید ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

(۹) عن محمد بن عمارة بن خزیمة بن ثابت قال شهد خزیمة الجمل وھو لا یسل سیفا وشھد صفین فلم یقاتل وقال لا اقاتل حتی یقتل عمار فانظر من یقتلہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقتلہ الفئة الباغیة فلما قتل عمار قال خزیمة قد ظھرت لی الضلالة ثم تقدم فقاتل حتی قتل (اخرجہ ابن الاثیر فی اسد الغابة) عمار بن خزیمہ بن ثابت الانصاری سے منقول ہے کہ خزیمہ جمل میں حاضر تھے لیکن انھوں نے اپنی تلوار نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نہیں لڑونگا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا ۔ جب عمار شہید ہو گئے تو خزیمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اب گمراہی کا مجھ پہ اظہار ہو گیا ہے ۔ پھر خزیمہ بڑھے اور لڑائی کی او قتل ہو گئے ۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ستقاتلک الفئة الباغیة وانت علی الحق فمن لا ینصرک فلیس منی (اخرجہ بن عساکر فی تاریخہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی عنقریب تجھ سے باغیوں کے گروہ سے لڑیگا اور تو حق پہ ہو گا جو تیری مدد نہیں کریگا ۔ وہ مجھ سے نہیں ہے ۔

(۱۱) عن ابی عبد الرحمن قال شهدنا صفین مع علی فرأیت عمار بن یاسر لا یاخذ فی ناحیة ولا واد من اودیة صفین الا رأیت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتبعونہ کانہ علم لھم (اخرجہ بن الاثیر فی اسد الغابة) ابو عبد الرحمن ناقل ہیں کہ میں صفین میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صفین کے کسی

میدان کی طرف نہیں جاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب انکے ساتھ ساتھ نہیں ہوتے تھے گویا کہ وہ ان کے لئے بمنزلہ ایک نشان کے تھے۔

(۱۲) عن ابی البختری قال قال عمار بن یاسر یوم صفین ائتونی بشربۃ لبن فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آخر شربۃ تشربہا من الدنیا شربۃ لبن فشربہا وقال ابو عبد الرحمن قال عمار الیوم القی الاحبۃ محمد وحزبہ وقال لما قتل ادفنونی فی ثیابی فانی مخاصم (اسد الغابہ) ابی البختری سے منقول ہے کہ صفین کے روز عمار بن یاسر کہنے لگے مجھے کچھ پلاؤ پس انکے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا عمار کہنے لگے تحقیق جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیرا آخری شربت جو تو دنیا سے پئے گا دودھ ہو گا پس عمار نے پی لیا اور ابو عبد الرحمن ناقل ہے کہ اس وقت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آج عاشق محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے گروہ سے ملاقات کرینگے اور جب وہ شہید ہونے کو تھے کہنے لگے مجھے میرے کپڑوں ہی میں دفن کرنا تاکہ قیامت میں میں انہیں کپڑوں میں جھگڑونگا۔

(تنبیہ) قال ابن الاثیر وکان عمرہ یومئذ اربعا وتسعین سنۃ وقیل ثلاث وتسعون وقیل احدی وتسعون ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی عمر اس روز چورانویں برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں ترانویں برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں اکانویں برس کی تھی۔

وقد اختلف فی قاتلہ فقیل قتلہ ابو الغادیۃ المزنی وقیل الجہنی طعنہ فسقط فلما وقع رکب علیہ اخر فاجتز راسہ فاقبلا یختصمان کل واحد منہما یقول انا قتلتہ فقال عمرو بن العاص واللہ ان یختصمان الا فی النار واللہ لوددت انی مت قبل ہذا الیوم بعشرین سنۃ (اسد الغابہ) اور ان کے قاتل میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ابو الغادیہ المزنی نے قتل کیا تھا اور بعض کہتے ہیں جہنی نے ان کو نیزہ مارا تھا جب وہ گر گئے تو دوسرے ایک شخص نے ان پر چڑھ کر ان کا سر کاٹ لیا پس وہ دونوں جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک ان میں سے یہی دعوے کرتا تھا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے عمرو بن العاص کہنے لگا واللہ یہ دونوں نہیں جھگڑتے مگر دوزخ میں گرنے کیلئے واللہ میں اگر بیس برس اس سے پہلے مرجاتا اچھا سمجھتا تھا۔

(۱۳) عن عبد اللہ بن الحارث قال انی لاسایر مع عبد اللہ بن عمرو بن العاص ومعاویۃ فقال عبد اللہ بن عمرو سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ قال عمرو یا معاویۃ اتسمع ما یقول ہذا فجذبہ فقال نحن قتلناہ انما قتلہ من جاء بہ (اخرجہ احمد والنسائی) عبد اللہ بن الحارث کہتا ہے کہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ سفر میں تھا عبد اللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کی نسبت فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اس کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے معاویہ نے اسے اپنی طرف کھینچکر کہا ہم نے قتل کیا ہے اس نے قتل کیا ہے جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔

(۱۴) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال لابیہ حین قتل عمار وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما قال فقال عمرو لمعاویۃ اتسمع ما یقول عبد اللہ فقال انما قتلہ من جاء بہ وتسمعہ اہل الشام فقالوا انما قتلہ من جاء بہ فبلغت علیا فقال یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتل حمزۃ لانہ جاء بہ (اخرجہ الخوارزمی) عبد اللہ بن عمرو بن العاص اپنے باپ سے کہنے لگا جب کہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ جو کچھ کہ جناب رسول اللہ صلی

علیہ وسلم نے فرمایا تھا فرما دیجئے۔ عمرو بن العاص معاویہ سے کہنے لگا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے معاویہ کہنے لگا کیا ہم نے عمار کو مارا ہے اس شخص نے مارا جو اس کو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ بات شامیوں نے سنی وہ بھی یہی کہنے لگ گئے کہ عمار کو اس نے قتل کیا جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا جب جناب امیر علیہ السلام نے یہ بات سنی فرمایا پس حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ٹھہرے کیونکہ حضرت ہی انکو لڑائی کے لئے لیگئے تھے ٭

(۵) عن علقمۃ والاسود قال اتینا ابا ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ عند منصرفہ عن صفین فقلنا یا ابا ایوب ان اللہ اکرمک بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک والمجیء ناقتہ تفضلا من اللہ اکراما لک حتی اناخت علی بابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب اھل لا الٰہ الا اللہ فقال یا ھذا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاثۃ مع علی الناکثین والقاسطین والمارقین فاما الناکثون فقد قاتلناھم وھم اھل الجمل والقاسطون فھذا منصرفنا من عندھم المارقون فھم اھل الطرفاء والنخیلات واھل النہروان واللہ ما ادری این ھم ولکن لابد من قتالھم انشاء اللہ قال وکان فی بیتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولیس فی البیت غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی جالس عن یمینہ وانا عن یسارہ وانس قائم بین یدیہ اذ تحرک الباب فقال صلی اللہ علیہ وسلم انظر یا انس من فی الباب فخرج انس فقال ھذا عمار بن یاسر فقال افتح لعمار الطیب المطیب ففتح انس ودخل عمار فسلم علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرحب بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال انہ سیکون من بعدی فتنۃ فی امتی حتی یختلف السیف فیما بینھم وحتی یقتل بعضھم بعضا فاذا رأیت یا عمار ذلک فعلیک بھذا الاصلع ان سلک الناس علی وادیا سلکت فی وادی علی ان علیا لا یردک عن ھدی ولا یدلک علی ردی یا عمار طاعۃ علی طاعتی وطاعتی طاعۃ اللہ یا عمار من یقلد سیفا اعان بہ علیا علی عدوہ قلدہ اللہ تعالی یوم القیمۃ وشاحین من در ومن یقلد سیفا اعان بہ عدو علی قلدہ اللہ یوم القیمۃ وشاحین من نار۔

(اخرجہ احمد وابن عساکر وزاد الخوارزمی یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق والحق معک)

علقمہ اور اسود کہتے ہیں جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم انکے ملنے کو گئے ہم نے ان سے کہا اے ابو ایوب بیشک آپ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فروکش ہونے سے پروردگار نے آپ پر بڑا کرم کیا۔ اور دوسروں کے گھر کے سوا حضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئی یہ خدا کا خاص فضل تھا آپکے لئے۔ اب آپ کلمہ پڑھنے والوں کے قتل کیلئے کندھے پر تلوار رکھ کر آئے ہیں۔ ابو ایوب کہنے لگے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بمعیت جناب امیر ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے فرمایا تھا پس ناکثین اصحاب جمل ہیں اور قاسطین یہ ہماری واپسی انکے پاس سے ہے اور مارقین اہل طرفا اور نخیل اہل نہروان ہیں واللہ نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ ان کے ساتھ بھی جنگ کرنا ضروری ہے۔ پھر ابو ایوب کہنے لگے کہ میرے گھر میں حضرت کسوقت افروختہ تھے۔ اور علی دہنے طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا۔ انس سامنے کھڑے تھے۔ ناگہاں دروازہ ہلا حضرت نے فرمایا اے انس دیکھ دروازہ پر کون ہے انس باہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمار بن یاسر ہیں۔ حضرت نے فرمایا عمار پاک اور پاکیزہ کرنیوالے کیلئے دروازہ کھولدے عمار نے حاضر ہو کر حضرت سے سلام عرض کیا۔

حضرت نے جواب سلام اور مرحبا کہکر فرمایا اے عمار عنقریب میری اُمت میں فتنہ ہوگا یہانتک کہ لوگوں میں تلوار چل جائیگی اور ایک دوسرے کو قتل کریگا۔ اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا اپنا راستہ چل رہے ہیں تجھے لازم ہے کہ اس اصلع یعنے جناب امیرؓ کا اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سے نہیں پھیریگا اور بُرائی کی طرف رہنمائی نہیں کریگا۔ اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت خُدا کی اطاعت ہے اے عمار اگر کوئی شمشیر اسلئے حمائل کرے کہ اس سے علی کی اعانت کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالےٰ اسے موتیوں کی حمائل پہنائیگا اور اگر کوئی اسلئے شمشیر حمائل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالےٰ آگ کی حمائل اس کی گردن میں ڈالیگا۔ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں الفاظ اور زیادہ روایت کئے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور تو حق کے ساتھ اور حق تیرے ساتھ ہوگا ❖

(۱۶) عن عبداللہ بن حبیب قال اخبرنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرۃ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا انی لم اقاتل الفئۃ الباغیۃ (اسد الغابہ) عبداللہ بن حبیب کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دُنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا ❖

(۱۷) عن الاسود بن مسعود بن حنظلہ بن خویلد قال کنت عند معاویۃ فاتاہ رجلان یختصمان فی راس عمار یقول کل واحد منہما انا قتلتہ فقال عبداللہ بن عمر لیطلب احدکما نفسا لصاحبہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) اسود بن مسعود بن حنظلہ بن خویلد ناقل ہے کہ میں معاویہؓ کے پاس موجود تھا کہ وہ شخص عمار کے سر کیلئے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک اُن میں یہی کہتا تھا کہ میں نے اُن کو قتل کیا ہے عبداللہ بن عمرؓ کہنے لگا تم دونوں میں ہر ایک کو خوش ہونا چاہئے دوسرے کی ذلت پر کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ عمار کو فرماتے تھے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا ❖

قال الامام ابوالمعالی فی کتاب الارشاد حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ ھو من اثبت الاخبار۔ امام ابوالمعالی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتلک الفئۃ الباغیہ نہایت ثابت شدہ احادیث میں سے ہے ❖

قال العلامۃ ابن عبدالبر فی الاستیعاب وتواترت الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال تقتل عمار الفئۃ الباغیۃ وھذا اخبار بالغیب واعلام بنبوتہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو من اصح الاحادیث۔ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ عمار کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ اور یہ حضرتؐ کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے ❖

تنبیہ بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل الذیل تاویل کی ہے اُس پر ہنسی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اس کا خیال تک بھی نہیں ❖

ابن طلحۃ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں: قیل لمعاویۃ کان من کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وکان خال المومنین فکیف یحکم علیہ علی من معہ بکونھم بقتال علی بغاۃ فی فعلھم جائرین عن سنن الصواب یقصدھم قاصدین بما ارتکبوہ من فیھم الحین فی زمرۃ الخارجین عن طاعۃ ربھم قلت لم احکم علیھم بصفۃ البغی ولوازمھا وضعا وافتراء واختراعا بل حکمت بھا نقلا واتباعا فانہ روی لائمۃ الاعیان من المحدثین فی مسانیدھم الصحاح احادیث متعددۃ ترفع کل واحد منھم حدیثہ بسندہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار بن یاسر تقتلک الفئۃ الباغیۃ وھذہ الاحادیث لا خلل فی اسنادھا ولا اضطراب فی متونھا فثبت بھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصف الفئۃ القاتلۃ عمارا بکونھا باغیۃ وصفۃ البغی لا ینفک عنھا وھی لازمھا ۔ والبغی عبارۃ عن الظلم وقصد الفساد فکل من کان باغیا کان ظالما جائرا وکان قاسطا خارجا عن طاعۃ ربہ فتکون الفئۃ القاتلۃ عمارا متصفۃ بھذہ الصفات بخبر الصادق المصدوق (انتھی کلامہ) خلاصہ کلام فاضل یہ ہے کہ اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور مسلمانوں کے ماموں تھے تم ان پر اور انکے متبعین پر علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگاتے ہو کہ وہ اپنے فعل میں راہ صواب سے بھٹکے ہوئے اور قصداً بغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالوں کے گروہ میں داخل ہونیوالے تھے ۔ میں کہتا ہوں کہ میں اُن پر بغاوت کی وصف اور اُس کے لوازمات کا حکم بناوٹ اور جھوٹ اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں بلکہ میں نے یہ حکم بوجہ نقل اور اتباع کے کیا ہے جس کو محدثین میں سے مشہور ائمہ نے اپنی صحیح سندوں میں متعدد حدیثوں کے درمیان روایت کیا ہے اور ہر ایک ان میں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے کہ عمار سے فرمایا تھا تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا ۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں جن کی اسنادوں میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا ہے اور ان احادیث کے متنوں میں بھی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت نے عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے گروہ کا وصف باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اس گروہ کیلئے یہ وصف لازم ہے اور بغاوت کے معنے ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جو شخص کہ باغی ہے وہ ظالم اور جابر اور عدل سے تجاوز کرنیوالا ہے اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالا ہے پس عمار کے قتل کرنیوالوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق صفات کے ساتھ متصف ٹھہرا ۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اہل صفین میں سے جو اشخاص کہ وصف صحابیت رکھتے تھے انکے ان افعال سے اغماض بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پر تھے لیکن اس فعل میں متاول تھے یعنی انکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا ۔ ورنہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے چنانچہ علامہ یزدوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ کان علی علی الحق ومعاویۃ علی الباطل الا انہ کان متاولا ای غیر عالم ببطلانہ فیما یفعل یعنی جناب امیر علیہ السلام حق پر تھے اور امیر معاویہ باطل پر تھا مگر اپنے فعل میں تاویل کرنے والا تھا یعنی اس کو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا ۔

لیکن یہ بات ہرگز سمجھ میں نہیں آتی کہ جب جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ ان کی شہادت ہمارے گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے اور انکے قاتلوں کی نسبت حضرت نے فئہ باغیہ کا حکم لگایا ہے جس کا کہ خود ان کو بھی علم حاصل ہو گیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ۔ پھر کونسی ایسی تاویل تھی جو ان کو

اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی ⁂

اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شاید اُن کو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اُسکے متعلق جس قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں اُن سے ان کو علم نہ حاصل ہُوا ہو ⁂

لیکن یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ انکو ان احادیث کا بخوبی علم تھا۔ امام احمد حنبل اور امام نسائی رحمہما اللہ کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے انکو اس حدیث سے مطلع کر دیا تھا ⁂

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس فعل سے اغماض کیا جاتا ہے وہ ہرگز عمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خطا سے بچ پا سکتا ہو۔

بعض علما اس محاربت و مخالفت کو حرام جانتے رہے ہیں شرح مواقف میں میر سید شریف علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: والذی علیہ الجمھور من الامۃ ھو ان المخطی قتلۃ عثمان و محاربوا علی لانھما امامان فیحرم القتل و المخالفۃ قطعاً الا ان بعضھم کالقاضی ابی بکر ذھب الی ان ھذہ التخطیۃ لا یبلغ حد الفسق و منھم من ذھب الی التفسیق کالشیعۃ و کثیر من اصحابنا یعنے جمہور اُمّت اس بات پر متفق ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنیوالے خطا کار تھے کیونکہ وہ دونوں امام تھے۔ اور ان سے مخالفت کرنا اور لڑنا قطعی حرام تھا مگر بعض شخص مثل قاضی ابو بکر کی اس طرف گئے ہیں کہ یہ خطا فسق کی حد تک نہیں پہنچتا اور بعض جیسے کہ شیعہ اور ہم اہل سنت و جماعت میں سے بہت سے آدمی اسکے فسق ہونیکے بھی قائل ہیں ⁂

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں جناب امیرؑ سے جنگ کرنیوالوں نے آخر کار اپنی خطا سے رجوع کر لیا تھا ⁂

بعض کہتے ہیں کہ اُن کے خطا کی تاویل کرنا چاہیئے ⁂

بعض علما ان کو اس اجتہاد میں معذور بلکہ عند اللہ ماجور سمجھتے ہیں ⁂

پس ایسی صورتوں میں یہ کہنا کہ امیر معاویہ کی خطاء فی الاجتہاد پر اجماع ہو چکا ہے اور انکے خطائے منکر کے قائل ہونیوالے کو خارق اجماع قرار دینا نفس الامر کے بالکل برخلاف ہے۔ جو لوگ کہ خطاء فی الاجتہاد کے قائل ہوئے ہیں انکی کثرت صرف اس وجہ سے نظر آتی ہے کہ ان کو مذکورۃ الصدر اوہام میں سے کوئی نہ کوئی وہم لاحق ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کو یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے ⁂

دوسرے لوگوں نے انکے اقوال کو اس وجہ سے رد نہیں کیا کہ اوّل تو کوئی غرض دینی اس بحث کے متعلق نہیں تھی جس پر انکو رد کرنا ضروری معلوم ہوتا دوم اس جرح و قدح میں بعض لوگوں کے عیوب ظاہر کرنے پڑتے تھے جن پر کہ صحابیت کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا۔ اسلئے ان لوگوں نے خاموش رہنے کو بحث کرنے پر اختیار کیا۔ اُنکے بعد اُنکے خلاف بغیر اس کے کہ اپنے اسلاف کے مرکوز خاطر کو سمجھتے اسی لکیر کو پیٹتے رہے۔ اس کے سوا ہم لوگوں کی کتب بینی اس قدر وسیع نہیں اور نہ متقدمین کی کل کتابیں ہم کو دستیاب ہو سکتی ہیں کہ طبقہ اولی سے علماء متاخرین تک کے اقوال اس بحث کے متعلق ہماری نگاہوں سے گذرے ہوں پس کس طرح سے بالجزم یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثرت لائے امیر معاویہؓ کے خطاء فی الاجتہاد کی طرف ہے ⁂

بہرحال اگر تلاش کیا جائے تو اکثر ایسے محدثین بھی نکلیں گے جن کی رائے خطاء فی الاجتہاد ہی کی طرف رجحان رکھتی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن اسمٰعیل الامیر الیمانی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ شرح التحفۃ العلویہ میں لکھتے ہیں: ؎ قال النوا صب

قد اخطأ معاوية فی الاجتهاد واخطا فیه صاحبنا + والعفو فی ذاك مرجو لفاعله + وفی اعالی جنان الخلد راكبه × قلنا كذبتم فلم قال النبی لنا × فی النار قاتل عمار وسالبه × وما دعوی الاجتهاد لمعاوية فی قتاله الا كدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتهد فی قتله لعلی كما حكاه عنه الحافظ ابن حجر فی تلخیصه واذ كان من ركب هواه ونفق باطلا یروج به ما یراه اجتهادا لم یبق فی الدنیا مبطل ولا یات احد منكرا الا وقد هب له عذرا۔ ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ انکے دوست سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جسکے فاعل کیلئے خدا کے عفو کی امید کی جا سکتی ہے اور وہ جنت خلد کے درجات عالی میں ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ تم جھوٹ بکتے ہو کہ تمہارا اقوال سچ ہے تو پھر آنحضرت نے ہم سے یہ کیوں فرمایا تھا کہ عمار کا قاتل اور اسکے مقتول ہونیکے بعد اسکے ہتھیار لے جانیوالا جہنمی ہوگا۔ اور معاویہ کیلئے انکے جنگ کے بارے میں اجتہاد کا دعوی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم باوجود اسقدر علم و فضل کے ابن ملجم اشقی الاخرین کو جناب امیر کے قتل میں مجتہد قرار دیتا ہے چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں ابن حزم سے اس بات کو نقل کیا ہے جبکہ کوئی شخص اپنے ہوا و ہوس کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان بکنا شروع کرے تو جس کو چاہے اجتہاد کہلے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں رہے گا جس کے لئے عذر نہ گھڑ لیا جائے۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی تتمة المختصر فی اخبار البشر فیها ای فی سنة سبع وسبعین ومائة توفی بالكوفة ابو عبد الله شریك بن عبد الله بن ابی شریك تولی القضاء ایام المهدی ثم عزله الهادی وكان عالما عادلا كثیر الصواب حاضر الجواب فذكر عنده معاوية بالحلم فقال لیس بحلیم من سفه الحق وقاتل علیا۔ عمر بن مظفر الوردی کتاب تتمۃ المختصر فی اخبار البشر میں لکھتا ہے کہ قاضی شریک کا ۱۷۷ھ میں انتقال ہوا ہے۔ وہ مہدی باللہ کی خلافت کے زمانے میں قاضی بغداد تھے نہایت ہی عالم منصف کثیر الصواب حاضر الجواب تھے۔ کسی شخص نے انکے پاس ذکر کیا کہ امیر معاویہ بڑے ہی حلیم تھے وہ کہنے لگے کہ جو شخص کہ حق سے نادان بن جائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرے وہ ہرگز حلیم نہیں ہو سکتا۔

امیر معاویہ کو ہم بھی صحابی اور خال مومنین جانتے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے۔ انکے بعض افعال سے دل لرزتا ہے لیکن بلحاظ شریعت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ ان سے خطائے منکر سرزد ہوئی ہے۔

اس محاربہ کے سوا ان سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے ہیں کہ جن کے بیان کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ مثلاً جناب امام حسن علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زہر دلوانا جس کی نسبت علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے قال قتادة: سم الحسن بن علی سمته امرأته جعدة بنت الاشعث وقالت طائفة كان ذلك بتدسیس معاوية یعنی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی علیہ و علی جدہ السلام کو ان کی زوجہ جعدہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک طائفہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا معاویہ کی لاگ سے تھا۔

قتل حجر بن عدی جیسے مستجاب الدعوات صحابی کو جن کی نسبت علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں: قال السعد قلت لیحیی بن سلیمان ابلغك ان حجرا كان مستجاب الدعوة قال نعم وكان من افاضل اصحاب النبی صلی اللہ

علیہ وسلم یعنے احمد کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوہ تھے وہ کہنے لگے ہاں!
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سے تھے بے گناہ بھوک اور پیاس سے مروانا۔ چنانچہ علامہ
جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن ابی سعید المقبری ان معاویۃ حین حج قدم علی عائشۃ فاستاذن
علیہا فاذنت لہ فلما قعد قالت لہ یا معاویۃ اما خشیت اللہ فی قتل حجر ابن عدی واصحابہ
یعنی سعید بن مقبری سے روایت ہے کہ معاویہ نے جب کہ حج کیا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت
میں گیا اور اُن سے اذن طلب کیا جناب ام المومنینؓ نے اذن عطا فرمایا جب وہ بیٹھ گیا فرمانے لگیں اے
معاویہ تجھے حجر بن عدی اور اس کے دوستوں کے قتل کرنے میں خدا کا خوف نہ آیا ❊

علاوہ اسکے بعض محدثات ایسے ہیں کہ جن کے سننے سے دل بیقرار ہوتا ہے چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے منبر کو توڑنا جس کی نسبت علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن سعید بن دینار قال قال معاویۃ
انی رایت منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعصاہ لا یترکان بالمدینۃ وھم قتلۃ عثمان و اعداؤہ
فلما قدم طلب العصا وھی عند سعد القرظ فجاء ابو ھریرۃ وجابر بن عبد اللہ فقالا نذکرک اللہ
عزوجل ان لا تفعل ھذا فان ھذا لا یصلح تخرج منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من موضعہ وتخرج عصاہ الی
الشام فانقل المسجد فاقصرہ زاد فیہ ست درجات فھو الیوم ثمانی درجات فاعتذر للناس مما صنع یعنے
سعید بن دینار ناقل ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور
دشمن ہیں جب عصا کو کہ سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا منگوایا ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
آکر کہنے لگے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس امر کو مت کر کیونکہ جس مقام پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے
منبر مبارک کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپکے عصا مبارک کا شام میں لیجانا اچھا نہیں ہے
لیکن معاویہ نے منبر کو توڑ کر اس کے چھ درجے اور بڑھا دیئے اب وہ آجکل آٹھ سیڑھیوں کا ہے پھر لوگوں
کے پاس اپنے اس ارتکاب کا عذر پیش کیا ❊

اسی طرح سے لوگوں کا خصی کرانا بھی انھیں کے محدثات میں سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں
وفی الاوائل للعسکری قال معاویۃ اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ یعنے عسکری کتاب الاوائل میں
لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلت کٹے خصی خواجہ سرا اپنی خدمت خاص کیلئے مقرر کئے وہ امیر معاویہ ہیں ❊
علی ہذا برخلاف سیرت شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کسریٰ و قیصر کی سنت پر برخلاف عہدنامہ جناب امام حسن علیہ السلام
اپنے ناخلف یزید کو ولی عہد بنانا اور اسلئے بیعت لینا بھی انھیں کے محدثات سے ہے ❊
اخرجہ البخاری و النسائی و ابن ابی حاتم فی تفسیرہ واللفظ لہ من طرق ان مروان خطب بالمدینۃ وھو
علی الحجاز من قبل معاویۃ فقال ان امیر المومنین قد رأی ان یستخلف علیکم ولدہ یزید
سنۃ ابی بکر وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال سنۃ کسریٰ و قیصر ان ابا بکر و عمر لم یجعل فی
اولادھما ولا فی احد من اھل بیتھما۔ امام بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔

اور بغفظ اپنے اپنے طریق کے مروی کئے ہیں کہ مروان نے مدینہ میں خطبہ پڑھا وہ اُس وقت معاویہ کی طرف سے حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد تمہارا خلیفہ بنائے۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کی سنت پر کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ اپنی اولاد یا اپنے اہل بیت میں سے نہیں بنایا اگر کوئی یہ کہے کہ گو یزید کتنا ہی بُرا کیوں نہ ہو۔ لیکن امیر معاویہ کا یزید کو اپنے عہد میں خلیفہ بنانا حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کے موافق تھا کیونکہ انھوں نے بھی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا ۔

البتہ استخلاف فی نفسہٖ بُرا نہیں مگر معاویہ حسب عہدنامہ یزید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانیکے مجاز نہیں تھے کیونکہ عہدنامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پھر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی۔ چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں: وذکر محمد بن قدامۃ فی کتاب الخوارج بسند قوی الی ابی بصرۃ انہ سمع الحسن بن علی یقول علی خطبۃ عند معاویۃ انی اشترطت علی معاویۃ لنفسی الخلافۃ واخرج ابن ابی خیثمۃ من طریق عبداللہ بن شوذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی اھل العراق ومعاویۃ فی اھل الشام فالتقوا فکرہ الحسن القتال وبایع معاویۃ علی ان یجعل العھد للحسن من بعدہ۔ یعنے محمد بن قدامہ کتاب الخوارج میں سند قوی کے ساتھ ابی بصرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہؓ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ ہم نے معاویہؓ سے اپنی خلافت کے لئے شرط لے لی ہے۔ اور ابن ابی خیثمہ عبداللہ بن شوذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوگئے امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شامیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا معاویہ سے اپنی خلافت کے لئے عہد لے کر بیعت کر لی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے اسی عہد کے خوف سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا۔ کہ اگر امام حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ رہے تو حسب عہدنامہ خلیفہ بن جائینگے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہ جائیگا نماز عید کے پہلے خطبہ خلاف سنت نبویؐ پڑھنا بھی انھیں کے محدثات سے ہے قال الزھری اول من احدث الخطبۃ قبل الصلٰوۃ فی العید معاویۃ۔ یعنے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے عید سے پہلے خطبہ پڑھنا نکلا لا ہے ۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ استیعاب میں لکھتے ہیں قالوا انہ اول من جعل ابنہٗ ولی عھد خلیفۃ بعدہٗ فی صحتہٖ قال الزبیر ھو من اتخذ دیوان الخاتم وامر بھدایا النیروز والمھرجان واول من قتل صبرا وحجرا واول من اتخذ الخصیان فی الاسلام اول من یلغ درجات المنبر خمسۃ عشر مرقاۃ خلاصہ تقریر علامہ یہ ہے کہ امیر معاویہؓ وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے اوّل اپنے بیٹے کو ولیعہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا اپنی صحت میں اور زبیر کہتے ہیں کہ اوّل دفتر پر مہر لگانا بھی انھیں کی ایجاد ہے۔ اور سب سے اوّل اسلام میں نوروز اور مہرجان اعیاد مجوس کیلئے تحائف لینا اور دینا بھی انھی سے ہوا ہے۔ اور امیر معاویہ نے سب سے پہلے آدمی کو بھوکا پیاسا

رکھا ہوا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام میں لوگوں کو اپنی خدمت کے لئے خصی کرایا ہے۔ اور انھوں نے ہی منبر کی پندرہ سیڑھیاں زیادہ بڑھائی ہیں اب ہم پوچھتے ہیں کیا یہ سب امور محدثات جو ان کی اولیات کے نام سے مشہور و معروف ہیں خطا فی الاجتہاد تھے اور اگر خطائی الاجتہاد تھی تو کل محدثات ضلالہ و شر الامور محدثاتہا پھر کون سے امور ہو سکتے ہیں ❖

جناب امیر علیہ السّلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) **عن** ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علے انک مبتلی بالخوارج وانت اول من یقاتلھم فلا تتبعن مدبرا ولا تجھزن علے جریح (اخرجہ البغوی والدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تو خوارج سے آزمایا جائیگا اور تو سب سے اول اُن سے لڑیگا پس بھاگتے کا پیچھا نہ کریو اور زخمی کو نہ ماریو ❖

(۲) **عن** ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم یقسم قسما اتاہ ذوالخویصرۃ فقال یا رسول اللہ اعدل قال ویحک ومن یعدل اذا لم اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی حتی اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتھم وصیامہ مع صیامھم یقرؤن القران لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ حتی ان احدکم ینظر الی نصلہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی رصافہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی نصبہ فلا یجد فیہ شیئا ثم ینظر الی قدۃ فلا یجد شیئا قد سبق الفرث والدم یخرجون علی خیر فرقۃ من الناس ایتھم رجل مخلج ازعج احدی ثدیہ مثل ثدی المرۃ او کالبضعۃ مدر قال ابو سعید اشھد انی سمعت ھذا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واشھد انی کنت مع علے بن ابی طالب حین قاتلھم فارسل الی القتلی فاتی بہ علی نعت الذی نعت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ولھذا الحدیث طرق کثیرۃ اخرجہ الشیخان وغیرھما ابو داؤد والطیالسی والنسائی واحمد ابو یعلی والحاکم والخطیب وقد رواہ غیر ابی سعید جماعۃ من الصحابۃ مثل علی وعمر وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن الخباب بن الارث وعقبۃ بن عامر وسعد وعمار بن یاسر رضی اللہ عنھم فالروایۃ الاولی اخرجہا احمد والبخاری والمسلم والنسائی وابن جریر والثانیۃ اخرجہ ابو نصر السنجری صاحب الابانۃ والخطیب وابن عساکر والثالثۃ اخرجہ احمد والطبرانی والرابعۃ اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والخامسۃ اخرجہ ابو داؤد والطیالسی والسادستہ اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وابو نعیم فی الحلیۃ والسابعۃ اخرجہ الطبرانی والثامنۃ اخرجہ احمد وابن جریر و الطبرانی والتاسعۃ اخرجہ البخاری والعاشرۃ والحادیۃ عشر اخرجہا الطبرانی والثانیۃ عشر اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد والنسائی والطبرانی والحاکم والثالثۃ عشر اخرجہ ابن جریر والرابعۃ عشر اخرجہ الحکیم فی نوادر الاصول والطبرانی فی الکبیر والخامسۃ عشر اعنی روایۃ سعد وعمار معا اخرجہ الطبرانی (تنزل الابرار)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالخویصرہ آکر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجیئے آپ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر بلا کی ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون کریگا۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے اسکی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا چھوڑ دو اس کے ساتھی ایسے کہ ہیں تمہاری نماز تم کو انکی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے انکے روزوں کے مقابل حقیر معلوم ہونگے۔ یہ قرآن پڑھینگے لیکن انکے گلے سے نیچے نہیں اتریگا۔ وہ دین سے ایسے بھاگینگے جس طرح سے تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ یہانتک کہ دیکھے تم میں سے کوئی اپنے پیکان کی طرف پس کوئی چیز اس میں نہیں پائیگا۔ پس نگاہ کریگا اسکے سوفار کی طرف پس نہیں پائیگا اس میں کوئی شے پھر نگاہ کریگا اس کے پروں کی طرف پس نہ پائیگا اس میں کوئی چیز گذر گیا ہے وہ تیر سرگین اور خون میں۔ اور ایک بہترین گروہ پر خروج کرینگے انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک مخدج یعنی ناقص الخلقت سیاہ چشم آدمی ہوگا ایک کندہ اس کا عورت کے پستان یا مثل گوشت کے ٹکڑے کی حرکت کرتا ہوا ہوگا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جب وہ اس گروہ کے ساتھ جنگ کر رہے تھے جناب امیرؑ نے لوگوں کو مقتولوں کی طرف بھیجا اور وہ لوگ مخدج کو اُٹھا لائے۔ جو نشانیاں کہ حضرتؐ نے فرمائیں تھیں وہ سب اس میں موجود تھیں۔ اس حدیث کو شیخین اور شیخین کے سوا ابوداؤد الطیالسی اور امام احمد بن حنبل۔ اور ابو یعلی اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مثل جناب علی و عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن الخباب بن الارت اور عبداللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر اور سعد اور عمار بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے۔

پس ان روایات میں سے پہلی روایت وہ ہے کہ جس کو امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔

دوسری روایت وہ ہے جس کو ابو نصر سنجری مصنف کتاب ابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

اور تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ہے۔

اور پانچویں کو ابوداؤد الطیالسی نے درج کیا ہے۔

اور چھٹی کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مذکور کیا ہے۔

اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے۔

اور آٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا ہے۔

اور نویں کو امام بخاری نے لکھا ہے۔

اور دسویں اور گیارہویں کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

بارہویں کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور نسائی اور طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔

تیرہویں کو ابن جریر نے تاریخ الرسل والملوک میں درج کیا ہے ❖

چودہویں کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں مذکور کیا ہے ❖

پندرہویں یعنی سعدؓ اور عمار بن یاسرؓ کی روایت کو طبرانی نے بیان کیا ہے ❖

(۳) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنت عند علی جالسا اذ دخل رجل شیاب السفر وعلی یکلم الناس ویکلمونہ فقال یا امیر المؤمنین اتاذن لی ان اتکلم فلم یلتفت الیہ وشغلہ ما ھو فیہ فجلس الی رجل فسالہ ما خبرک فقال کنت معتمرا فلقیت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا لقالت ھؤلاء القوم الذین خرجوا فی ارضکم بما یسمون حروریۃ قلت خرجوا الی موضع یسمی حرورا فسمی بذلک فقالت طوبی لمن شھد منکم یعنی ھلکتھم لو شاء ابن ابی طالب لا خبرکم خبرھم فجئت اسالہ عن خبرھم فلما فرغ علی قال این المستاذن فقص علیہ کما قص علینا۔ قال علی انی دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس عندہ غیر عائشۃ ام المؤمنین فقال لی کیف انت یا علی وقوم کذا وکذا قلت اللہ ورسولہ اعلم ثم اشار بیدہ و قال قوم یخرجون من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فیھم رجل مخدج کان یدہ ثدی ثم قال نشدکم باللہ اخبرتکم بہ قالوا نعم قال نشدکم باللہ اخبرتکم انہ فیھم قالوا نعم قال فاتیتمونی واخبرتمونی انہ لیس فیھم فحلفت لکم باللہ انہ فیھم فاتیتمونی بہ فوجدتموہ کما نعت لکم قالوا نعم قال صدق اللہ ورسولہ (اخرجہ النسائی) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں ایک شخص آیا سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اس شخص نے عرض کیا یا امیر المؤمنین مجھے کچھ پوچھنے کا اذن عطا ہو۔ جناب اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور باتوں ہی میں مشغول رہے وہ شخص ایک آدمی کے پاس بیٹھ گیا اس نے اس شخص سے پوچھا کیا بات ہے۔ کہنے لگا میں بجا عمرہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے فرمانے لگیں یہ قوم کہ جس نے تمہارے ملک میں خروج کیا ہے حروریہ کے نام سے کیوں پکاری جاتی ہے میں نے عرض کیا چونکہ ان لوگوں نے حرورا کے موضع سے خروج کیا ہے اسلئے حروریہ کہلائے جاتے ہیں ام المؤمنین نے فرمایا مبارک ہو اس شخص کیلئے جو تم میں سے انکے قتل کرنے میں شریک ہو۔ اگر ابن ابی طالب کی خشا ہو تو میں تم کو انکے حال سے خبردار کروں میں اسلئے آیا ہوں کہ جناب امیر سے انکی نسبت پوچھوں۔ جناب امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر چکے تو فرمایا وہ طالب اذن کہاں ہے۔ اس شخص نے وہی قصہ جو ہم سے بیان کیا تھا جناب امیر سے عرض کیا آپ فرمانے لگے ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا حضرتؐ کے پاس اس وقت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے سوا اور کوئی نہ تھا حضرتؐ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تم کیا کرو گے جبکہ قوم کا حال ایسا ویسا ہو جائیگا میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول مجھ سے زیادہ واقف ہے پھر ہاتھ کا اشارہ کر کے ارشاد کیا مشرق کی طرف سے ایک گروہ خروج کریگا اس جماعت کے لوگ قرآن پڑھتے ہونگے لیکن قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا دین سے وہ اس طرح بھاگیں گے جس طرح کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ان میں ایک ناقص الخلقت آدمی ہوگا اس کا ایک ہاتھ پستان کی مانند ہوگا پھر جناب امیرؑ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ خبر سنائی

تھی سب نے عرض کیا ہاں! آپنے فرمایا تھا پھر ارشاد کیا کہ میں تمکو یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ انہیں لوگوں میں ہے۔ حاضرین نے کہا فی الحقیقت جناب نے ہم سے اس کا ہونا انہیں لوگوں میں بیان کیا تھا پھر تم نے مجھ سے آکر بیان کیا کہ وہ تو ان میں نہیں ہے۔ اور میں نے قسم کھا کر کہا کہ واللہ وہ انہیں میں ہے پھر تم اس کو میرے پاس لے آئے اور تم نے اس کو ویسا ہی پایا جیسے کہ میں نے تم سے بیان کیا تھا۔ سب نے عرض کیا بجا ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے ۔

(۴) عن عبیدۃ السلمانی قال ذکر علی الخوارج فقال فیہم رجل مخدج الید او مودن الید لولا ان تبطروا لاخبرتکم بما وعد اللہ تعالیٰ علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قتلہم قال فقلت لعلی اسمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای ورب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ (اخرجہ المسلم) عبیدہ سلمانی سے منقول ہے کہ جناب امیر نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا ان میں ایک ناقص ہاتھ والا یا سوکھے ہاتھ والا آدمی ہے اگر تم حیرت میں آجاؤ یا غرہ نہ ہو جاؤ تو میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا کیا جناب نے خود حضرت سے سنا ہے تین دفعہ رب کعبہ کی قسم کھا کر فرمایا خود میں نے سنا ہے ۔

(۵) عن عبید اللہ بن ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحروریۃ لما خرجت علی علی بن ابی طالب علیہ السلام فقالوا لا حکم الا للہ قال علی کلمۃ حق ارید بہا الباطل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف ناسا لاعرف صفتہم فی ہؤلاء الذین یقولون الحق بالسنتہم لا یجوز ہذا واشار الی حلقہ من ابغض خلق اللہ الیہ منہم رجل اسود احدی یدیہ کلبن الشاۃ او حلمۃ ثدی فلما قاتلہم قال انظروا فنظروا فلم یجدوا شیئا قال ارجعوا واللہ ما کذبت ولا کذبت مرتین او ثلاثا۔ ثم وجدوہ فی خربۃ فاتوا بہ حتی وضعوہ بین یدیہ قال عبید اللہ انا حاضر ذلک من امرہم وقول علی فیہم (اخرجہ النسائی والحاکم) جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حروریہ نے جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگے کہ سوائے خدا کے کسی کا حکم ماننے کے لائق نہیں ہے۔ جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل مراد لے رہے ہیں بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے تھے میں انکے وصف اس گروہ میں پاتا ہوں۔ حق انکی زبان پر ہے۔ اور جناب امیر نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا مگر انکے اس سے نیچے نہیں اترتا مبغوض ترین خلق اللہ ہیں ان میں ایک کالی صورت کا آدمی ہے اس کا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کے مثل ہے جب جناب امیر انکی لڑائی سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا: کہ اس آدمی کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کی مگر اس کا پتہ نہ ملا۔ جناب امیر نے فرمایا واللہ مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا اور میں نے جھوٹ کہا ہے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی فرمایا اور کہا پھر جا کر تلاش کرو۔ لوگ گئے اسے ایک گڑھے میں سے نکال لائے اور جناب امیر کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں جناب امیر کے فرمانے اور لوگوں کو اس شخص کے اٹھا لانے تک وہیں حاضر تھا ۔

(۶) عن سوید بن غفلۃ قال قال علی اذا حدثتکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا فواللہ لان اخر من السماء احب الی من ان اکذب علیہ وفی روایۃ من ان اقول علیہ ما لم یقل و اذا حدثتکم فیما بینی وبینکم

من السماء احب الیّ من ان اکذب علیہ واذا حدثتکم فیما بینی وبینکم فان الحرب خدعۃ وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی اٰخر الزمان حدثاء الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر البریۃ یقرؤن القراٰن لا یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ فاینما لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم عند اللہ یوم القیمۃ (اخرجہ البخاری والنسائی) زید بن عقلہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ جب میں تم سے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حدیث بیان کروں تو واللہ آسمان پر سے زمین پر گرنا میرے نزدیک حضرت پر جھوٹ بولنے سے اور ایک روایت میں ہے کہ میں وہ بات کہوں جو آپ نے ارشاد نہیں کی۔ اور اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں۔ جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے۔ پس لڑائی مکر کا نام ہے۔ بتحقیق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب اس آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان بے وقوفوں کی پیدا ہوگی خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے۔ اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ ایسے بھاگیں گے جیسے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ تم جہاں کہیں کہ ان کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ ان کے مارنے والے کو قیامت کے روز خدا کے پاس سے اجر ملیگا

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القراٰن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ہم شر الخلق طوبیٰ لمن قتلہم یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منہ فی شیءٍ من قاتلہم کان اولیٰ باللہ منہم (اخرجہ ابوداؤد) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور جدائی واقع ہوگی۔ ایک قوم قتل کو اچھا سمجھے گی اور برا کرے گی اور قرآن پڑھیگی اور قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے بھاگیں گے جس طرح سے تیر کمان سے بھاگتا ہے اس قوم کے لوگ بدترین خلائق ہوں گے۔ مبارک ہے وہ شخص جو ان کو قتل کرے۔ وہ خدا کی طرف پکاریں گے لیکن اس میں سے کسی بات پر نہ ہوں گے جو ان سے جنگ کرے گا۔ وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوگا۔

(۸) عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلہم ثم قال انظروا فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قوم یتکلمون بالحق لا یجاوز حلوقہم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیۃ سیماہم ان فیہم رجلا مخدج الید فی یدہ شعرات ان کان ہو فیہم فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ہو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا قال اطلبوا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا وخر علی معنا ساجدا (اخرجہ النسائی) طارق بن زیاد ناقل ہیں کہ جب ہم جناب امیرؑ کے ساتھ خارجیوں کے قتل کرنے کو نکلے اور وہ سب مار ڈالے گئے۔ جناب امیر فرمانے لگے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک گروہ نکلے گا سچ بولیں گے مگر سچ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ سچ سے ایسے بھاگیں گے جیسے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ان کا پتہ یہ ہے۔ کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا۔ اس کے ہاتھ پر بال ہوں گے اگر وہ اس گروہ میں ہے تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں ہے تو تم نے بہترین خلائق کو قتل کیا ہے ہم سب رونے لگے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم اس کی تلاش کرو۔ ہم نے تلاش کی۔ اور اس کو ڈھونڈ نکالا۔ ہم نے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیرؑ بھی سجدہ میں گر گئے۔

(۸) عن ابی سلیم البجلی قال اخبرنی ابی انہ کان مع علی یوم النہروان قال وکنت قبل ذلک اصارع رجلا
علیہ یدہ شیئ فقلت ما شان یدک قال اکلہا بعیر فلما کان یوم النہروان وقتل علی الحروریۃ فخرج علی
قتلہم حین لم یجد ذی الثدیہ فطاف حتی وجدہ فی ساقیۃ فقال صدق اللہ عز وجل وبلغ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد وفی منکبیہ ثلاث شعرات من حلمات الثدی ثوب ان قتلہم [illegible]
ابو سلیم البلخی اپنے والد سے کہ نہروان کے روز جناب امیرؑ کے ساتھ موجود تھا نقل کرتا ہے کہ میں نہروان کے جنگ سے پہلے
ایک شخص سے کشتی لڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے۔ وہ کہنے لگا۔
اونٹ نے چبا ڈالا ہے۔ جب نہروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیرؑ نے حروریہ کو قتل کر ڈالا۔ جناب امیرؑ ان کے
مقتولوں کو دیکھنے نکلے جب کہ ذی الثدیہ ان کو نہ ملا۔ ادھر ادھر پھرتے ہوئے ایک زمین پست میں سے ڈھونڈ نکالا
اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔ اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہونچایا۔ ابو سلیم کا والد کہتا ہے کہ
اس کے کندھے پر عورت کے پستان کا سر تھا۔ اور اس پر تین بال اگے ہوئے تھے۔

(۹) عن زر بن حبیش انہ سمع علیا یقول انا فقات عین الفتنۃ لولا انا ما قوتل اہل النہروان ولولا
انی اخشی ان تترکوا العمل لاخبرتکم بالذی قضی اللہ عز وجل علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم لمن
قاتلہم مبصرا لضلالتہم عارفا بالہدی الذی نحن علیہ (اخرجہ النسائی) زر بن حبیش سے روایت ہے
کہ اس نے جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروان والے مارے نہ جاتے
اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کھینچ لوگے تو میں تم کو البتہ اس بات سے مطلع کرتا جو خدا تعالیٰ نے تمہارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اس شخص کے لئے کہ ان کی گمراہی کو دیکھ کر ان سے لڑا ہے اور اس ہدایت
کو جانتا ہے کہ جس پر ہم ہیں۔ جاری کیا ہے۔

(۱۰) عن سلمۃ بن کہیل قال حدثنا زید بن وہب الجہنی انہ کان فی الجیش الذین کانوا مع علی الذین
ساروا الی الخوارج فقال علی ایہا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یخرج قوم من امتی
یقرءون القرآن لیس قراءتکم الی قراءتہم بشیئ ولا صلاتکم الی صلاتہم بشیئ ولا صیامکم الی صیامہم بشیئ
یحسبون انہ لہم وہو علیہم لا تجاوز صلاتہم تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ لو یعلم
الجیش الذین یصیبونہم ما قضی اللہ لہم علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم لاتکلوا عن العمل وآیۃ ذلک ان فیہم
رجلا لہ عضد لیس لہ ذراع علی راس عضدہ حلمۃ الثدی علیہ شعرات بیض فتذہبون الی معاویۃ
واہل الشام وتترکون ہؤلاء یخلفونکم فی ذراریکم واموالکم واللہ انی لارجو ان یکونوا ہؤلاء القوم
فانہم سفکوا الدم الحرام واغاروا فی سرح الناس فسیروا علی اسم اللہ قال سلمۃ بن کہیل فلما التقینا وعلی
الخوارج یومئذ عبد اللہ بن وہب الراسبی فقال لہم القوا الرماح وسلوا سیوفکم من جفونہا فانی
اخاف ان یناشدوکم کما ناشدوکم یوم حروراء فرجعوا فوحشوا برماحہم وسلوا السیوف وشجرہم
الناس برماحہم فقتل بعضہم علی بعض وما اصیب من الناس یومئذ الا رجلان فقال علی التمسوا
المخدج فلم یجدوہ فقام علی بنفسہ حتی اتی ناسا قد قتل بعضہم علی بعض قال اخروہم فوجدوہ مما یلی

الارض فکبر علی ثم قال صدق اللہ وبلغ رسولہ فقام الیہ عبیدۃ السلمانی فقال یا امیر المؤمنین واللہ الذی لا الٰہ الا ھو لسمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ای واللہ الذی لا الٰہ الا ھو حتی استحلفہ ثلثا وھو یحلف لہ اخرجہ المسلم والنسائی) سلمہ بن کہیل ناقل ہیں کہ مجھ سے زید بن وہب الجہنی بیان کرتے تھے۔ جو خود اس لشکر میں موجود تھے۔ جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ خوارج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا۔ کہ جناب امیر فرماتے تھے۔ اے لوگو! میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک گروہ پیدا ہوگا۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے تمہارا قرآن ان کے قرآن کے سامنے اور تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے ان کے روزوں کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہوں گے۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ قرآن ان کے لئے ہے مگر قرآن ان پر وبال ہوگا۔ ان کی نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ دین سے ایسے بھاگیں گے جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اگر لشکر کے آدمی یہ کہ وہ بات ان کو ان کے مارنے سے حاصل ہوگی۔ کہ جس کا ذکر خدا تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا ہے۔ معلوم کرلیں تو عمل کو ترک نہیں کرینگے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہے کہ اس کا بازو تک ہاتھ نہیں ہے اس کے کندھے پر ایک پستان جیسے گوشت کا ٹکڑا ہے اور اس پر سفید بال ہیں۔ معاویہ اور اہل شام کی طرف جانے کا قصد کرتے ہو اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑے جاتے ہو کہ تمہاری ذریت اور مال کو خراب کریں۔ خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں یہ وہی قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کئے ہیں اور بے جا لوگوں کا مال لوٹا ہے پس تم خدا کا نام لے کر روانہ ہو چلو۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ جب جناب امیر خوارج کے سامنے جا اترے ان دنوں عبداللہ بن وہب الراسبی خارجیوں کا سردار تھا۔ وہ خارجیوں سے کہنے لگا۔ نیزوں کو پھینک دو اور تلواریں کھینچ کر جنگ کرو۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم کو قسم نہ دے بیٹھیں جیسے کہ حروراء کے دن وہ قسمیں دیتے تھے۔ انہوں نے لوٹ کر نیزے پھینک دیئے اور تلواریں کھینچ لیں۔ اس طرف لشکر کے لوگ اپنے نیزوں سے ان کے ساتھ ان سے جنگ کرنے لگے۔ اور ان کو قتل کرکے ایک دوسرے پر ڈال دیا اور لشکر سے دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ مارا گیا۔ جناب امیر فرمانے لگے مخدج کو تلاش کرو۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی مگر وہ دستیاب نہ ہوا۔ جناب امیر خود بہ نفس نفیس اٹھ کر مقتولوں کے سر پر گئے اور فرمایا ان کو کھینچو پس اس کو زمین پر دبا ہوا پایا۔ جناب امیر نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے سچ کہا ہے اور اس کے رسول نے سچ پہنچایا ہے۔ عبیدۃ السلمانی نے اٹھ کر عرض کیا یا امیر المومنین قسم ہے اس خدا کی کہ جس کا کوئی شریک نہیں کیا آپ نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جناب امیر نے تین دفعہ اسے قسم دے کر پوچھا وہ حلفاً بیان کرتے ہے۔

(۱۲) وعن زید بن وھب الجہنی قال خطبنا علی بقنطرۃ الدیرجان فقال انہ قد ذکر لی خارجۃ یخرج من قبل المشرق وفیہم ذو الثدیۃ فقاتلہم فقالت الحروریۃ بعضہم لبعض لا تکلموہم کلمتموہم فیذکرونکم کما ذکروکم یوم حروراء فشجر بعضہم بعضا بالرماح فقال رجل من اصحاب علی اقطعوا العوالی والعوالی الرماح فداروا واستداروا وقتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثۃ عشر فقال علی التمسوا المخدج وذلک فی یوم شاتٍ فقالوا لا نقدر علیہ فرکب علی بغلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشہباء فاتی وھدۃ من الارض فقال التمسوا فی ھولاء فاخرج فقال ما کذبت ولا کذبت فقال اعملوا ولا تتکلموا لولا ان تبطروا

ان تتکلوا لاخبرتکم بما قضی اللہ لکم علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شہد نا اناس من
الیمن فقالوا کیف یا امیر المؤمنین قال کان ھوا ھم بغیتنا اخرجہ النسائی) زید بن وہب الجہنی سے روایت
ہے کہ جناب امیرؑ نے دیرجان کے پل پر ہم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کی طرف سے
نکلیں گے۔ اور ان میں ذوالثدیہ بھی ہوگا پس جناب امیرؑ نے اُن سے جہاد کیا۔ حروریہ ایک دوسرے سے کہنے
لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کر رہا ہے پس تم کو پھیر دیں گے جیسا کہ حروراء کے روز پھیر دیا تھا۔ ان میں سے
بعضے نیزوں کے ساتھ لڑنے لگے۔ جناب امیرؑ کی فوج میں سے ایک شخص نے کہا نیزوں کو کاٹ ڈالو پس
گھیرا باندھا۔ انہوں نے اور خوارج گھیرے میں آ گئے۔ جناب امیرؑ کے دوستوں میں سے بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے
جناب امیرؑ نے فرمایا مخدج کو تلاش کرو۔ وہ جاڑے کا دن تھا۔ لوگوں نے عرض کیا ہم سے نہیں ہو سکتا۔ جناب امیر خود
بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر شہبا پر سوار ہو کر پست زمین کی طرف گئے۔ اور فرمایا ان مقتولوں
کو تلاش کرو۔ لوگوں نے اُسے ڈھونڈ نکالا۔ جناب امیرؑ فرمانے لگے کام کرو اور فخر مت کرو۔ اگر مجھے تمہارے فخر
کرنے کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں تم کو وہ بات جتا دیتا جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری
کی ہے یمن کے لوگ وہاں پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المؤمنین یہ کیا بات ہے فرمایا اس کی سخت شوکت تھی۔

(۳) عن زید بن وہب عن علی قال لما کان بیوم النہروان لقی الخوارج فلم یبرحوا حتی شجروا بالرماح
فقتلوا جمیعا قال اطلبوا ذا الثدیہ فطلبوہ فلم یجدوہ فقال علی ما کذبت ولا کذبت اطلبوہ
فوجدوہ فی وہدۃ الارض علیہ ناس من القتلی فاذا رجل علی یدہ مثل سبلات السنور فکبر علی
والناس اعجبہم (اخرجہ النسائی) زید بن وہب جناب امیرؑ سے راوی ہے کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا
ہوا وہ نہ ٹلے جب تک کہ انہوں نے نیزوں سے جنگ نہ کی پس وہ سب مارے گئے جناب امیرؑ نے فرمایا ذوالثدیہ کو ڈھونڈو
لوگوں نے ڈھونڈا پر وہ نہ ملا جناب امیرؑ نے فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے تم اُسے
ڈھونڈو۔ پس لوگوں نے ایک گڑھے میں اس کو پایا۔ اس پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ایک آدمی تھا کہ اس کے
ہاتھ پر مثل بلی کی مونچھوں کے بال تھے پس جناب امیرؑ نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور لوگ متعجب ہو گئے۔

(۴) عن مسروق قال دخلت علی ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت لی من قتل الخوارج قلت قتلہم علی
فسکتت فقلت لہا یا ام المؤمنین انی انشدک باللہ وبحق نبیہ ان کنت سمعت من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم شیئا فاخبرینہ قال فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہم شر الخلق
والخلیقۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) وفی روایۃ قالت لی یا مسروق ہل عندک علم من المخدج قال قلت نعم
قتلہ علی علی نہر یقال لاسفلہ تامرا واعلاہ النہروان فقالت قاتل اللہ عمرو بن العاص فانہ کتب الی انہ قتلہ علی نیل
مصر۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا
مجھ سے استفسار فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے۔ ام المؤمنین
خاموش ہو گئیں میں نے عرض کیا یا ام المؤمنین میں آپ کو خدا اور اس کے نبی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ نے آنحضرت
سے کوئی حدیث ان کی نسبت سنی ہو۔ تو مجھ سے بیان فرمائیں۔ فرمانے لگیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین خلائق ہیں۔ ان کو نیکو ترین خلائق قتل کرے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جناب ام المومنین نے فرمایا۔ اے مسروق تجھے مخدج کا کچھ علم ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ جناب امیر نے اس کو ایک نہر کے قریب جس کی نشیبی طرف کو تامرا اور اونچی ساحل کو نہروان کہتے ہیں مارا ہے فرمانے لگیں۔ خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے کہ جس نے مجھے لکھا تھا۔ کہ میں نے اس کو نیل مصر کے کنارے مارا ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ

عن عبداللہ بن عباس قال لما خرجت حروریة اعتزلوا فی دار وکانوا ستة الاف فقلت لعلی یا امیر المومنین ابرد بالصلوة لعلی اکلم هؤلاء القوم قال انی اخافهم علیک قلت کلا فلبست وترجلت ودخلت علیهم فی دار نصف النهار وهم یاکلون فقالوا مرحبا بک یا ابن عباس فما جاء بک قلت لهم اتیت من عند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المهاجرین والانصار ومن عند ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وصهره الذی انزل فیهم القرآن وهم اعلم بتاویله منکم فلیس فیکم رجل منهم لابلغکم ما یقولون وابلغهم ما تقولون فانتحی لی نفر منهم فقلت هاتوا ما تنقمون علی اصحاب محمد صلی اللہ علیه وسلم وابن عمه قالوا ثلث قلت ما هن قالوا اما احدهن فانه حکم الرجال فی امر اللہ تعالی عزوجل وقال اللہ تعالی ان الحکم الا للہ فما شأن الرجال والحکم فقلت هذه واحدة قالوا واما الثانیة فانه قاتل ولم یسب ولم یغنم فان کانوا کفارا فقد حل سبیهم وان کانوا مومنین فما حل سبیهم ولا قتالهم قلت هذه اثنتان فما الثالثة فقالوا واما الثالثة فانه محی نفسه من امیر المومنین فان لم یکن امیر المومنین فهو امیر الکافرین قلت هل عندکم شیء غیر هذا قالوا حسبنا هذا قلت لهم ارأیتم ان قرأت علیکم من کتاب اللہ عزوجل وسنة نبیه صلی اللہ علیه وسلم ما یرد قولکم ترجعون قالوا نعم قلت اما قولکم حکم الرجال فی امر اللہ تعالی فانی اقرأ علیکم کتاب اللہ عزوجل انه قد صیر اللہ حکمه الی الرجال فی ثمن ربع درهم فامر اللہ عزوجل ان یحکموا فیه الرجال قال اللہ تعالی یا ایها الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتله منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم الایة فکان من حکم اللہ تعالی ان صیره الی الرجال یحکمون فیه لو شاء یحکم فیه فجاز فیه حکم الرجال انشدکم باللہ احکم الرجال فی صلاح ذات البین وحقن دمائهم افضل ام فی ارنب قالوا بل هذا افضل وفی المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله وحکما من اهلها ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینهما الایة فنشدتکم باللہ احکم الرجال فی اصلاح ذات بینهم وحقن دمائهم افضل من حکمهم فی بضع امرأة۔ اخرجت من هذه قالوا نعم قلت واما قولکم قاتل ولم یسب ولم یغنم افتسبون امکم عائشة رضی اللہ تعالی عنها تستحلون منها ما تستحلون من غیرها فقد کفرتم وان قلتم لیست بامنا فقد کفرتم لان اللہ تعالی یقول النبی اولی بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بین الضلالتین فاتوا منها بمخرج اخرجت من هذه قالوا نعم واما قولکم محی نفسه من امیر المومنین فانا اتیکم من ترضون

بہ نشہد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ صالح المشرکین فقال اکتب یا علی ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اکتب قالوا لو نعلم انک رسول اللہ لا حاربناک فاکتب محمد بن عبد اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امح یا علی رسول اللہ اللہم انک تعلم انا رسولک امح یا علی واکتب ہذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ واللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من علی وقد محی نفسہ ولم یکن محوہ ذلک محوا من النبوۃ اخرجت من ہذہ قالوا نعم فرجع منہم الفان وخرج سائرہم فقتلوا علی ضلالتہم فقتلہم المہاجرون والانصار رخریجہ النسائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا اور وہ ایک گھر میں جمع ہو گئے۔ قریب چھ ہزار آدمی کے تھے میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا۔ آج آپ نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھیں ہیں۔ اس گروہ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب امیرؑ ارشاد فرمانے لگے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ تم سے گستاخی نہ کریں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں کر سکتے ہیں۔ دوپہر کے وقت لباس بدل کر اور شانہ کر کے اُن کے پاس گیا۔ وہ کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے مرحبا کہہ کر کہنے لگے۔ آپ کس طرح سے آئے ہیں۔ میں نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار اور حضرت کے ابن عم اور داماد کے پاس سے آیا ہوں۔ جن کے حق میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ تم سے اس کی تاویل زیادہ تر جاننے والے ہیں۔ تم میں اُن میں کا کوئی آدمی نہیں ہے میں اس لئے آیا ہوں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں تم کو اور جو کچھ تم کہو اُن کو پہنچا دوں۔ پس چند نفر ان میں سے جدا ہو کر میرے پاس آئے میں نے اُن سے کہا۔ بیان کرو تم کیا اعتراض حضرت کے اصحاب اور ابن عم پر کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے تین اعتراض ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ وہ کون سے ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ ایک یہ کہ جناب امیرؑ نے خدا کے حکم میں منصف مقرر کئے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ پس حکم مقرر کرنا کہاں رہا۔ میں نے کہا۔ یہ ایک بات ہوئی۔ وہ کہنے لگے۔ دوسرا یہ اعتراض ہے کہ جناب امیرؑ نے لوگوں سے جہاد کیا لیکن نہ تو اسیر بنائے نہ مال لوٹنے دیا اگر جن کے ساتھ جناب امیرؑ نے جہاد کیا وہ کافر تھے۔ تو ان کو اسیری میں لینا اور ان کے مال کو لوٹنا چاہیے تھا۔ اور اگر وہ مومن تھے۔ تو اُن کا قید کرنا کیا فرض تھا۔ تو ان کے ساتھ لڑنا بھی حرام ٹھہرا۔ میں نے کہا۔ یہ دو باتیں ہوئیں۔ تیسری کیا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ جناب امیرؑ نے اپنی جان کو مومنین کے امیر ہونے سے خود مٹا دیا ہے۔ پس جبکہ وہ مومنین کے امیر نہ ہوئے تو معاذ اللہ کافروں کے امیر ٹھہرے۔ میں نے کہا۔ ان کے سوا تمہارا کوئی اعتراض ہے وہ کہنے لگے۔ بس یہ تینوں اعتراض کافی ہیں۔ میں نے اُن سے کہا دیکھو اگر میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پیش کروں تو تم رجوع کرو گے۔ وہ کہنے لگے ہاں ہم رجوع کریں گے میں نے کہا۔ تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم میں لوگوں کو منصف بنایا۔ پس میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب کو پیش کرتا ہوں۔ کہ پروردگار نے ایسی چیز میں منصف بنانے کا حکم دیا ہے کہ جس کی قیمت درہم کا آٹھواں حصہ ہے پس خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ اس میں لوگوں کو منصف ٹھیراؤ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو نہ مارو شکار جب کہ تم ہو احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اس کو مارے جانکر تو بدلا ہے اُس مارے کے برابر مویشی میں سے جو ٹھہرا دیں دو معتبر۔ پس خدا کا حکم ہے کہ لوگوں کو اس میں منصف بنایا جاوے۔ اگر خدا چاہتا —

تو خود اس میں حکم لگا دیتا پس جائز ہوا لوگوں کو اس میں منصف ٹھہرانا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ دو فریق کی صلح اور خون ریزی کے بند کرنے کے لئے لوگوں کو منصف ٹھیرانا بہتر ہے یا کہ ایک خرگوش کے لئے وہ کہنے لگے دو فریق کی صلح کے لئے افضل ہے۔ نیز عورت اس کے خاوند کے درمیان خدا کا حکم ہے کہ تم ان دونوں کی ناچاقی سے ڈرتے ہو تو بھیجو ایک معتبر مرد کے لوگوں میں سے اور ایک معتبر عورت کے لوگوں میں سے اور وہ صلح کرا دیں۔ پھر موافقت کر دیگا اللہ ان دونوں کے درمیان میں۔ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کا اصلاح ذات البین میں و خون ریزی کے انسداد کے لئے منصف مقرر کرنا بہتر ہے یا عورت کے جماع کیلئے تو یا حکم مقرر کرنا اس آیت سے نکلتا ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ہاں نکلتا ہے پھر میں نے کہا اب تم جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ جناب امیرؑ نے جنگ کیا اور اسیر نہیں بنایا۔ یا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی امر کرنا چاہتے ہو۔ وہ تمہاری ماں ہے اگر تم یہ کہو کہ ہم اس سے جائز سمجھتے ہیں اس امر کو جو ان کے غیر سے جائز سمجھتے ہیں پس تم کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں پھر بھی کافر ہو جاؤ گے کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ نبی تمام مومنوں سے بہتر ہے اور اس کی بیبیاں تمہاری مائیں ہیں۔ پس تم دو گمراہیوں میں ہو اپنے نکلنے کا راستہ نکالو آیا اب اسیر نہ بنانا اس سے نکلتا ہے یا نہیں۔ وہ بولے نکلتا ہے اب تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے اپنے تئیں امیر المومنین ہونے سے ہٹا دیا ہے پس شہادت میں میں ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے۔ ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکوں سے صلح کی جناب امیرؑ سے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا یا علیؑ لکھ یہ وہ امر ہے جس پر محمد رسول اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ تحریر کیا مشرک کہنے لگے۔ اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم آپ کی طاعت کرتے۔ آپ محمد بن عبد اللہ لکھیں پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا یا علیؑ اس کو مٹا دے۔ اور اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ یا علیؑ مٹا دے اور لکھ یہ امر ہے کہ جس پر محمد بن عبد اللہ صلح کرتے ہیں خدا کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیؑ سے افضل تھے اور حضرتؐ نے اپنے نفس کو محو کیا تھا۔ لیکن اس مٹانے سے وہ ہرگز نبوت سے نہیں مٹ گئے آیا یہ امر اس سے ثابت ہو گیا یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ثابت ہو گیا دو ہزار آدمی اس گروہ سے رجوع کر گئے اور باقی سب اپنی گمراہی پر مارے گئے مہاجرین اور انصار نے ان کو قتل کیا۔

اس حدیث کی مؤید حدیث

عن علقمة بن اسحاق قال قلت لعلی تجعل بینک و بین ابن آکلة الاکباد حکما قال انی کنت کاتبا لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوم حدیبیة فکتبت ھذا ما صالح علیه محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال سھیل بن عمرو لو علمنا انه رسول اللہ ما قاتلناہ امحھا فقلت ھو واللہ رسول اللہ وان رغم انفك لا واللہ لا امحوھا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ارنی مکانھا فاریته فمحاھا فقال اما ان لك مثلھا ستاتیھا مضطھدا (اخرجه النسائی) علقمہ بن اسحاق ناقل ہے کہ میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانے والی کے بیٹے یعنی معاویہ کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں فرمایا میں حدیبیہ کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کتابت پر مقرر تھا میں نے تحریر کیا۔ یہ وہ امر ہے جس پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے

ہیں سہیل بن عمرو کہنے لگا۔ اگر ہم جانتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو ہم اُن سے لڑائی نہ کرتے۔ آپ مٹا دیں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ بے شبہ خدا کے رسول ہیں۔ تیری ناک پر مٹی ڈال کر میں کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیؓ مجھے دکھاؤ وہ کون سا مقام ہے جہاں میرا نام مبارک لکھا ہوا ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام دکھا دیا۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اس کو محو فرمایا۔ اور مجھے ارشاد کیا عنقریب تیرے لئے بھی ایسا ہونے والا ہے کہ تو بھی مغلوب اور مقہور ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

جناب امیرؓ کی شہادت کی نسبت پیش خبری

عن عمار بن یاسر قال کنت انا وعلی رفیقین فی غزوۃ ذات العشیرۃ فلما نزلها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واقام بها رأینا ناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لهم فقال لی علی یا ابا الیقظان هل لک ان تأتی هؤلاء ننظر کیف یعملون فجئناهم فنظرنا الی عملهم ساعۃ ثم غشینا النوم فعمدنا انا وعلی مضطجعین فی صور من النخل فی دقعاء من التراب فنمنا فو اللّٰہ ما انبهنا الا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحرکنا برجله وقد تترّبنا من تلک الدقعاء فیومئذ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلی یا ابا تراب لما یری علیہ من التراب قال الا اخبرکما باشقی الناس فقلنا بلی یا رسول اللّٰہ فقال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علی هذہ یعنی قرنه حتی یبل منها هذہ یعنی لحیته (اخرجه احمد وابن عساکر وابن جریر الطبری وصححه الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور جناب امیرؓ ذات العشیرہ کی لڑائی میں باہم رفیق تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں فروکش ہو کر قیام کیا۔ ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو ایک نخلستان میں ایک چشمہ پر کچھ کام کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے جناب امیرؓ فرمانے لگے اے ابا الیقظان اگر تمہارا منشاء ہے تو ہم ان کے قریب جا کر دیکھیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں پس ہم ان کی طرف گئے اور ایک ساعت تک ان کو دیکھتے رہے۔ پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور ہم نخلستان میں مٹی کے ڈھیر پر سو گئے۔ خدا کی قسم ہے کہ ہم کو بجز جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے بیدار نہ کیا حضرتؐ نے ہم کو اپنے پاؤں سے ہلایا ہم غبار میں اَٹے تھے۔ اسی روز حضرتؐ نے جناب امیرؓ کو مٹی میں اَٹا ہوا پا کر یا ابا تراب کے خطاب سے مخاطب فرمایا اور ارشاد کیا میں تمہیں دو بدترین خلائق سے خبردار کروں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو احیمر ثمود کی قوم کا ہے جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔ اور ایک وہ ہے کہ یا علی تیرے سر یعنی سر کے ایک طرف ضرب لگائے گا۔ اور اس کے خون سے یہ یعنی تمہاری ریش مبارک تر ہو جائے گی۔

(۲) عن انس قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان هذا لن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا یعنی علیا (اخرجه ابن عساکر) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں مرے گا جب تک کہ غصہ سے بھر نہیں جائیگا اور یہ نہیں مریگا مگر مقتول

(۳) عن ابی الاسود عن علی قال اتانی عبد اللّٰہ بن سلام وقد ادخلت رجلی فی الغرز فقال لی این ترید فقلت بالعراق فقال اما انک ان جئتها لیصیبک ضرب بالسیف قال علی واللّٰہ لقد سمعت

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ یوما ان ھذا لن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا فقال ابوالا سود فما رأیت کالیوم قط محاربا یخبر بھذا عن نفسہ (اخرجہ البزار وابو نعیم فی المعرفہ) ابوالاسود الدوئلی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے جب میں نے عراق کا سفر اختیار کیا اور رکاب میں پاؤں رکھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آکر مجھ سے کہنے لگے آپ نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ میں نے کہا عراق کا۔ وہ کہنے لگے آپ عراق میں اس لئے جا رہے ہیں کہ آپ کو وہاں تلوار کی دھار کا زخم لگے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا واللہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے ایک روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ ہرگز نہیں مرے گا جب تک کہ غصہ میں بھر نہیں جائے گا۔ اور یہ نہیں مرے گا مگر مقتول۔

(۴) عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی وابن حجر فی الصواعق) جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو بغل میں لئے ہوئے چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو۔ اکیلا شہید ہونے والا ہے۔

(۵) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ان الامۃ ستغدر بک وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبک احبنی ومن ابغضک ابغضنی وان ھذہ ستخضب من ھذا یعنی لحیتہ من راسہ (اخرجہ الدارقطنی والحاکم والخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ بتحقیق میری امت تم سے غدر کرے گی اور تم میری سنت پر زندہ رہو گے اور میری سنت پر مارے جاؤ گے۔ جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا اور یہ اس سے سرخ ہو گی یعنی داڑھی سر کے خون سے۔

(۶) عن ابی رافع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت تقتل علی سنتی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری سنت پر مارے جاؤ گے۔

(۷) عن انس بن مالک قال مرض علی فدخلت علیہ وعندہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فجلست عندہ معہما فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فی وجہہ فقال ابوبکر وعمر قد تخوفنا علیہ یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا باس علیہ لن یموت الان ولا یموت حتی یملأ غیظا ولا یموت الا مقتولا (اخرجہ ابن السمان والدارقطنی والحاکم وابن عساکر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر بیمار ہوئے میں ان کے پاس گیا۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب امیر کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں ان کی حالت سے خوف پیدا ہو گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کچھ خوف نہیں۔ یہ اس وقت نہیں مریں گے اور جب تک غصے سے بھر نہیں جائیں گے نہیں مریں گے اور نہیں مریں گے مگر مقتول۔

(۸) عن فضالۃ الانصاری قال خرجت مع ابی الی ینبع عائدا لعلی وکان مریضا بہا فقال لہ ابی ما یسکنک

فی ھذا المنزل ولو ھلکت بہ لم یلک الا اعراب جہینتہ فاحتمل الی المدینتہ فان اصابک قدر اللہ ولیک اصحابک وصلوا علیک وکان ابو فضالۃ من اھل بدر فقال لہ علی انی لست بمیت من وجعی ھذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد الی ان لا اموت حتیٰ اضرب و یخضب ھذہ یعنی لحیتی من ھذہ یعنی ھامتی قضاء مقضیا وعھدا معھودا فقتل ابو فضالۃ معہ بصفین (اخرجہ ابن الضحاک والبغوی فی الحادیث وابو نعیم فی الدلائل ورجالہ ثقات) فضالہ انصاری سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ینبع میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا وہ وہاں پر بیمار پڑے ہوئے تھے۔ میرے باپ نے ان سے کہا۔ آپ کس لئے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اگر آپ یہاں فوت ہو گئے جہنیہ کے جنگلی بدوؤں کے بغیر آپ کو کوئی دفن نہیں کرے گا۔ میں آپ کو مدینہ شریف میں لے چلتا ہوں اگر آپ وہاں انتقال فرمائیں گے تو آپ کے دوست آپ کی تجہیز و تکفین کریں گے اور آپ پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اور ابو فضالہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ جناب امیرؑ نے ان سے کہا۔ میں اس دکھ سے نہیں مروں گا بتحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں نہیں مروں گا جب تک کہ مارا نہ جاؤں اور یہ میری داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے۔ یہ قضا جاری ہو چکی ہے اور عہد باندھا چکا ہے۔ پس ابو فضالہ جناب امیرؑ کے ساتھ صفین میں شہادت پا گئے۔

(۹) عن ابن عباس قال علی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انک قلت لی یوم احد حین اخرت عن الشھادۃ واستشھد من استشھد ان الشھادۃ من ورائک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف صبرک اذا خضبت ھذہ من ھذہ بدم واھوی بیدہ الی لحیتہ وراسہ فقال علی یا رسول اللہ اما ان ثبت لی ما اثبت فلیس ذلک من مواطن الصبر ولکن من مواطن البشری والکرامتہ (اخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے احد کے روز میری شہادت کو تاخیر میں ڈال کر فرمایا تھا کہ تیرے لئے شہادت پھر ہوگی اور شہید ہونے والا شہید ہو گیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کہ تیری یہ اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی تو تو کیونکر صبر کرے گا۔ اور آپ نے اپنے دست مبارک سے ان کی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا جبکہ ثابت ہونے والی بات میرے لئے ثابت ہو چکی ہے۔ پس وہ صبر کا مقام نہیں بلکہ خوشی اور بزرگی کا مقام ہے۔

(۱۰) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انک مؤمن مستخلف وانک مقتول وھذہ مخضوبتہ من ھذہ یعنی لحیتہ من راسہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والدیلمی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ بتحقیق تو مومن ہے پیچھے رہنے والا اور بتحقیق تو مقتول ہو گا۔ اور تیری یہ اس سے رنگین ہو گی۔ یعنی داڑھی سر کے خون سے۔

جناب امیرؑ کے قاتل کا اشقی الآخرین ہونا۔

(۱) عن صهيب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي من اشقى الاولين يا علي قال الذي عقر ناقة صالح فقال صدقت فمن اشقى الآخرين قال الله ورسوله اعلم قال اشقى الآخرين الذي يضربك على هذه واشار الى يافوخه اخرجه الطبراني وابو يعلى والملا في سيرته وزاد فكان علي يقول وددت . . . . . قد انبعث اشقاكم فخضب هذه من هذه يعني لحيته من دم راسه اخرجه ابن حجر في الصواعق وقال رجاله ثقات، صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے فرمانے لگے کون پہلے لوگوں میں زیادہ بدبخت تھا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ تو سچ کہتا ہے۔ پھر ارشاد کیا۔ پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے۔ عرض کیا۔ اللہ اور اللہ کا رسول مجھ سے بہتر جاننے والا ہے فرمایا وہ شخص کہ تیری چاند پر ضرب لگائے گا۔ اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں۔ تمہارا بدبخت اٹھے اور اس کو اس سے رنگین کرے یعنی ان کی ریش مبارک کو سرِ اقدس کے خون سے۔

(۲) عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي اتدري من اشقى الاولين قلت الله ورسوله اعلم قال عاقر الناقة ثم قال من اشقى الآخرين قلت الله ورسوله اعلم قال قاتلك اخرجه احمد جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا علیؑ تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت تھا۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسولؐ بہتر جانتا ہے فرمایا جس نے کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسولؐ بہتر جانتا ہے فرمایا تیرا قاتل۔

(۳) عن ابي الاسود الدئلي انه عاد عليا قال فقلت لقد تخوفنا عليك يا امير المؤمنين في شكواك هذه فقال لا ولكني والله ما تخوفت على نفسي لاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انك تضرب ضربة ههنا واشار الى رأسه فيسيل دمها حتى يختضب لحيتك يكون صاحبها اشقاها كما كان عاقر الناقة اشقاها اخرجه المخا ذمي) ابوالاسود الدئلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی عیادت کے لئے گئے۔ اور عرض کرنے لگے۔ یا امیرالمومنین ہم آپ کی بیماری سے ڈرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ تجھے یہاں پر یعنی سر پر ایک چوٹ لگائی جائے گی۔ اور اس کے خون کے جاری ہونے سے تیری داڑھی رنگین ہو جائے گی۔ اس چوٹ کا لگانے والا اس امت کا بدبخت ہوگا جس طرح کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بدبخت تھا۔

(۴) عن عمار بن ياسر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا احدثكم باشقى الناس رجلين احيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا علي على هذه حتى تبل منها هذه اخرجه احمد وابن عساكر وجرير الطبري وصححه الحاكم، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو سخت بدبختوں کی خبر دوں ایک احیمر ثمود جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔

اور ایک وہ شخص کہ یا علیؑ تیرے اس مقام پر یعنی سر پر ضرب لگائے گا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائے گی۔

جناب امیرؑ کا اپنی شہادت سے خبر دینا

(۱) عن زاذان قال کنت بین الناس فاتیوم عند علی فقالوا حدثنا عن ذی القرنین قال رجل بعثہ اللہ الی قوم فاشرکوا بربھم وابتدعوا فی دینھم وحدثوا علی انفسھم فھم الذین یجتھدون فی الباطل ویحسبون انھم علی الحق ویجتھدون فی الضلالۃ ویحسبون انھم علی ھدی فضربوا علی قرنہ الایمن فمات ثم احیاہ اللہ فضربوہ علی قرنہ الایسر فمات ثم رفع صوتہ قال وما اھل النہروان منھم ببعید (اخرجہ ابن منیع) زاذان سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیرؑ کی خدمت میں لوگوں کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا۔ آپ ہمیں ذوالقرنین کی خبر سنائیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا وہ ایک آدمی تھا۔ جسے خدا نے ایسی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بدعتیں نکالتے تھے۔ اور اپنی جانوں کے لئے باتیں پیدا کرتے تھے۔ وہ ان میں سے تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور گمراہی کی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں پس ان لوگوں نے اس کے سر کے داہنی طرف ضرب لگائی وہ مر گیا۔ پھر خدا نے اُسے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا پھر جناب امیرؑ نے بلند آواز سے فرمایا۔ اہل نہروان ان لوگوں سے دور نہیں ہیں۔

(۲) عن عبیدۃ قال قال علی ما یحبس اشقاھا ان یجیٔ فیقتلنی اللھم انی سئمتھم وسئمونی فارحنی منھم وارحھم منی (اخرجہ ابن سعید) عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ فرمانے لگے اس امت کے بدبخت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ آ کر مجھے قتل کرے۔ اے میرے پروردگار مجھے ان سے ملال پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملال میں ہیں پس مجھے ان سے راحت پہونچا اور مجھ سے ان کو راحت دے۔

(۳) عن عبد اللہ بن سبع قال سمعت علیا علی المنبر یقول ما ینتظر اشقاھا والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ عھد الی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتخضبن ھذہ من ھذہ واشار الی لحیتہ وراسہ فقالوا اخبرنی یا امیر المؤمنین من ھو لنبیرنہ قال انشدکم باللہ ان یقتل غیر قاتلی (اخرجہ ابن سعد والحسن بن سفیان والمحاملی وزاد احمد قالوا ان کنت قد علمت انک مقتول فاستخلف فقال لا ولکن اکلکم الی من وکلکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبد اللہ بن سبع سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کا بدبخت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے دانے کو پھاڑا ہے اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ یہ اس کے خون سے رنگین ہوگی اور جناب امیرؑ نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہم سے بیان فرمائیے کہ وہ کون ہے تا کہ ہم اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو نہ مارنا۔ امام احمد حنبل نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں۔ کہ لوگوں نے عرض کیا جبکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہو جائیں گے تو آپ اپنے بعد کے لئے خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ فرمانے

بچے نہیں ہیں۔ تمہیں اسی کے سپرد کرتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سپرد تم کو کیا ہے۔

(۴) عن قیل سئل علی وھو علی منبر بالکوفتہ عن قولہ تعالیٰ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر فقال اللھم عفواً ھذہ الاٰیتہ نزلت فی وفی عمی حمزۃ وفی ابن عمی عبیدۃ بن الحارث بن عبدالمطلب فانہ قضی نحبہ یوم بدر واما عمی حمزۃ فانہ قضی نحبہ یوم احد واما انا فانتظر اشقاھا یخضب ھذہ من ھذہ واشار الی لحیتہ ورأسہ عھد عھدہ الی حبیبی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامتہ وابن حجر فی الصواعق) جناب امیرؑ ایک دفعہ کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس آیت کا شان نزول پوچھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ مومنوں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اس بات کو جس پر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا پس ایک اُن میں سے وہ ہے کہ اپنا وقت پورا کر چکا اور ایک اُن میں سے وہ ہے کہ انتظار میں ہے جناب امیرؑ بول اٹھے اے میرے رب بخشیو۔ یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے عبیدہ بن حارث بدر کے روز اپنا وقت پورا کر گئے اور میرے چچا حمزہ احد کے روز اپنا وقت پورا کر چکے۔ اب میں اس امت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں۔ کہ اس کو اس سے رنگین کرے اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس کی نسبت پختہ عہد لیا ہے۔

(۵) عن زید بن وھب قال قدم علی علی قوم من اھل البصرۃ من الخوارج فیھم رجل یقال لہ الجعد بن نعجۃ قال اتق اللہ یا علی فانک میت قال علی بل مقتول ضربۃ علی ھذہ وتخضب ھذہ یعنی لحیتہ من رأسہ عھد معھود وقضاء مقضی وقد خاب من افتری (اخرجہ احمد فی المناقب) زید بن وہب سے روایت ہے کہ بصرے کے خارجیوں میں سے ایک گروہ کے پاس جناب امیرؑ تشریف لے گئے اُن میں جعد بن نعجہ ایک شخص تھا جناب امیرؑ سے کہنے لگا یا علی خدا سے خوف کر کیونکہ تو مرنے والا ہے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا بلکہ مارا جانے والا ہوں مجھے یہاں پر ضرب لگائی جائے گی۔ اور یہ رنگین ہو جائے گی۔ اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ عہد بندھ چکا ہے اور قضا جاری ہو چکی ہے اور نا امید ہوا ہے جھوٹ بولنے والا۔

(۶) عن ابی الطفیل ان علیا جمع الناس للبیعتہ فجاء عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی فردہ مرتین ثم قال علی ما یحبس اشقاھا فواللہ لیخضبن ھذہ من ھذہ فادھی الی لحیتہ ورأسہ ثم تمثل ۔ اشدد حیازیمک للموت فان الموت لاقیک ولا تجزع من القتل اذا حل بوادیک (اخرجہ ابن سعد و ابونعیم فی الحلیتہ وابن الاثیر فی الکامل) ابوطفیل نقل کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے بیعت کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی بیعت کے لئے جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے دو دفعہ اس کو لوٹا دیا۔ پھر فرمایا۔ اس امت کے بدبخت کو کیا چیز روکے ہوئے ہے اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا مگر اس کو اس سے رنگین کرے پھر اس پر ایک شعر کہی سے اپنی چھاتی کو موت کے لئے تان۔ کیونکہ موت تیرے ملنے والی ہے قتل ہونے سے تو مت گھبرا۔ جبکہ وہ تیرے سامنے آ جائے۔

(۷) عن عبیدۃ قال کان علی اذا رای عبد الرحمن بن ملجم المرادی قال ع اُرید حیاتہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مرادی (اخرجہ ابن سعد) عبیدہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام عبد الرحمن بن مرادی کو دیکھتے فرماتے تھے میں اس کی زندگی مانگتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کو چاہتا ہے وہ جو میرا دوست اور میرا خلیل اور میری مراد ہے۔

(۸) عن عثمان بن مغیرۃ قال لما دخل شھر رمضان جعل علی یتعشی لیلۃ عند الحسن ولیلۃ عند الحسین و لیلۃ عند عبد اللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لقم ویقول یاتی امر اللہ وانا خمیص وانما ھی لیلۃ او لیلتان (اخرجہ ابن الاثیر فی تاریخہ) عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آیا جناب امیر ایک رات امام حسن کے پاس اور دوسری رات امام حسین کے پاس اور تیسری رات عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس افطار کرنے لگے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا حکم آنے والا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ دبلا ہو اور ایک دو رات کا معاملہ ہے۔

(۹) عن الحسن بن کثیر عن ابیہ قال خرج علی الی الصلوۃ الفجر فاستقبلہ الاوز یصحن فی وجھہ قال فجعلنا نطردھن عنہ فقال دعوھن فانھن نوائح فخرج فاصیب (اخرجہ احمد فی المناقب) فقال ابن الاثیر ھذا یدل علی انہ علم السنۃ والشھر واللیلۃ التی یقتل فیھا (کامل التواریخ) حسن بن کثیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لے جانے لگے بطخیں ان کے سامنے ہو کر چلانے لگیں ہم ان کو ہٹانے لگے جناب امیر نے ارشاد کیا ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کرتی ہیں یہ فرما کر تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر دال ہے کہ جناب امیر اپنی شہادت کے برس اور مہینے اور اس رات سے کہ جس میں وہ شہید ہوئے واقف تھے۔

(۱۰) عن ابی عبد الرحمن السلمی قال قال حسین بن علی سنح لی اللیلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی فقلت یا رسول اللہ ما لقیت من امتک من الاود واللدد قال ادع علیھم قلت اللھم ابدلنی بھم من ھو خیر لی منھم وابدلھم بی من ھو شر منی فخرج فضربہ الرجل (اخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ واخرج ابو عمر ھذا الحدیث عن حسن البصری) ابو عبد الرحمن السلمی سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا خصومتیں اور جھگڑے پیش آئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا تم ان پر دعا کرو۔ اے میرے پروردگار! ان کے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے میں ان کو کسی بدترین کی صحبت میں رکھ پس آپ تشریف لے گئے اور اس آدمی نے ان کو شہید کیا۔

جناب امیر کی شہادت کا بیان

قال ابن سعد انتدب ثلثۃ نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم المرادی والبرک بن عبد اللہ التمیمی و عمرو

ابن بكير التميمي فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتعاقدوا ليقتلن هؤلاء الثلثة علي ومعاوية وعمرو بن العاص و يريحوا العباد منهم فقال ابن ملجم انا لكم بعلي وقال البرك انا لكم بمعوية وقال عمرو بن بكير انا اكفيكم عمرو بن العاص وتعاهدوا على ان ذلك يكون في ليلة واحدة ليلة حادي عشر او ليلة سابع عشر رمضان ثم توجه كل واحد منهم الى المصر الذي فيه صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلقي اصحابه من الخوارج فكاتمهم ما يريد الى ليلة الجمعة سابع عشر سنة اربعين فاستيقظ علي سحرا فقال لابنه الحسن رايت الليلة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتك من اللاد واللدد فقال ادع الله عليهم فقلت اللهم ابدلني بهم خيرا منهم وابدلهم بي شرا لهم مني ودخل ابن النباح المؤذن على ذلك فقال الصلوة فخرج علي من الباب ينادي ايها الناس الصلوة الصلوة فاعترضه ابن ملجم فضربه بالسيف فاصاب جبهته الى قرنه ووصل الى دماغ فشد اليه الناس من كل جانب فامسك واوثق واقام الى الجمعة والسبت وتوفي ليلة الا[ح]

نقلت من تاريخ الخلفاء السيوطي) ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ خوارج میں سے عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ التیمی اور عمرو بن بکیر التیمی تین آدمی خوارج سے بچے ہوئے مکہ معظمہ میں جا اکٹھے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ علیؓ اور معاویہؓ اور عمرو بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیئے۔ ابن ملجم کہنے لگا میں جناب علیؓ شہید کرنے کا ذمہ لیتا ہوں برک نے کہا میں معاویہؓ کے مارنے کا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص کے ہلاک کرنے کا ذمہ لیا اور تینوں نے یہ عہد کیا۔ کہ یہ امر ایک ہی شب میں واقع ہو۔ رمضان کی گیارھویں یا سترھویں کو پھر ان میں سے ہر ایک اپنے شہر کی طرف جہاں کہ ان کا صاحب قیام پذیر تھا۔ روانہ ہوا پس ابن ملجم کوفہ میں پہنچا اور خارجیوں میں سے اپنے دوستوں کو ملا پس وہ اپنی مہم کا ارادہ کرنے لگے۔ رمضان کی سترھویں ۴۰ھ کو جناب امیرؓ صبح کو بیدار ہوئے اور اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے میں نے آج رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا خصومتیں اور جھگڑے پیش آئے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ ان کے حق میں بد دعا کرو۔ میں نے دعا کی بار الٰہا ان کے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے ان کو کسی بد کی صحبت عطا کر۔ اتنے میں ابن النباح مؤذن نے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز بلند کی جناب امیرؓ دروازے سے باہر نکلے اور ایہا الناس الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارنے لگے۔ ابن ملجم نے بڑھ کر آپ کی پیشانی سے اوپر سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ دماغ میں بیٹھ گئی پس ہر طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور اس کو پکڑ لیا اور باندھ لیا جناب امیرؓ جمعہ اور ہفتہ کے دن تک زندہ رہے اور اتوار کے روز رحلت فرما گئے۔

(۲) قال الزبير بكار كان من بقي من الخوارج تعاقدوا على قتل علي ومعاوية وعمرو بن العاص فخرج لذلك ثلثة فكان ابن ملجم هو الذي التزم لهم قتل علي فدخل الكوفة لذلك واشترى سيفا لذلك بالف درهم وسقاه السم وكان في خلال ذلك ياتي عليا يسأله ويستحمله فيحمله الى ان وقعت عينه على قطام امرأة رائقة جميلة كانت ترى راي الخوارج وكان علي قد قتل اباها واخاها بالنهروان فخطبها ابن ملجم فقالت له لا اتزوج الا على مهر لا اريد سواه فقال ما هو فقالت ثلاثة الاف دينار وقتل علي قال ابن ملجم والله لقد قصدت قتل علي وما اقدمني هذا المصر غير ذلك فقالت ان قتلته ف

وبجوت فهو الذي اردت فتبلغ شفاء نفسي ويهنيك العيش معي وان قتلت فما عند الله خير من الدنيا فقال لها لك ما اشترطت فقالت له سالتمس من يشد ظهرك فبعثت الى ابن عم لها فاجابها ولقي ابن ملجم شبيب بن بجرة الاشجعي فقال يا شبيب هل لك في شرف الدنيا والاخرة قال وما هو قال تساعدني على قتل علي قال ثكلتك امك لقد جئت شيئًا ادًّا كيف تقدر على ذلك قال انه رجل لا حرس له ولا يخرج الى المسجد الا منفردًا دون من يحرسه فنكمن له في المسجد فاذا خرج الى الصلوة قتلناه فان نجونا نجونا وان قتلنا سعدنا بالذكر في الدنيا والاخرة فقال ويلك ان عليًا ذو سابقة في الاسلام مع النبي صلى الله عليه وسلم فانشرح نفسي لقتله قال ويلك انه حكم الرجال في دين الله عز وجل وقتل اخواننا المسلمين نقتله ببعض من قتل ولا تشكن في دينك فاجابه واقبلا حتى دخلا على قطام وهي معتكفة في المسجد الاعظم في قبة ضربت لنفسها فدعت لهم واخذوا اسيافهم وجلسوا قبالة السدة التي يخرج منها علي فخرج منها علي الى الصلوة الصبح فبدره الشبيب فضربه فاخطاه فضربه ابن ملجم لعنة الله عليه على راسه وقال الحكم لله لا لك ولا لاصحابك فقال علي لا يفوتكم الكلب فشد الناس عليه من كل جانب فاخذوه وهرب شبيب خارجا من الباب فلما اخذ قال علي احبسوه فان مت فاقتلوه ولا تمثلوا وان لم امت فالامر لي في العفو والقصاص (اخرجه ابو عمرو ابن عبد البر في الاستيعاب) زبیر بن بکار سے منقول ہے کہ خارجیوں سے جو لوگ کہ جنگ نہروان میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے انہوں نے جناب امیر اور معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کرنے پر معاہدہ کیا۔ اس امر کی انجام دہی کے لئے تین آدمی نکلے ان میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی وہ نامراد شخص تھا جس نے کہ جناب امیر کے قتل کرنے کا ان سے وعدہ کیا تھا پس وہ کوفہ میں اس غرض کے لئے آیا اور ہزار درہم کو ایک تلوار مول لی۔ اور اس کو زہر کا بجھاؤ دیا۔ ان دنوں میں جناب امیر کی خدمت میں آتا جاتا رہا تاکہ جناب امیر سے کوئی کام سپرد کریں۔ آپ نے اسے ایک خدمت سپرد کی ناگہ اس کی نگاہ قطامہ پر جا پڑی جو نہایت حسینہ تھی اور خارجیوں کی رائے کو دیکھ رہی تھی۔ جناب امیر نے نہروان کی لڑائی میں اس کے باپ کو اور بھائیوں کو قتل کیا ہوا تھا۔ ابن ملجم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بجز اس کے اور کچھ نہیں چاہتی نکاح نہیں کرسکتی ابن ملجم نے مہر کی شرح پوچھی۔ قطامہ نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیر کا قتل ہے ابن ملجم نے کہا بخدا میں نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے جس کے لئے میں اس شہر میں آیا ہوں۔ وہ کہنے لگی اگر تو نے جناب امیر کو قتل کیا اور نجات پا گیا پس وہی بات جو تجھے حاصل ہو جائے گی۔ جو کہ تو چاہتا ہے اور میری طرف سے بھی تجھے مہر میں رعایت حاصل ہوگی اور تجھے مجھ سے ایک گونہ عیش حاصل ہوگا۔ اور اگر تو قتل ہوگا۔ تو پس جو کچھ کہ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے ابن ملجم کہنے لگا تجھے چاہیئے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے قطامہ نے کہا میں تجھے ایسے شخص سے ملاتی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کرے گا پس اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلا بھیجا وہ اس کے پاس آیا۔ اس کے بعد ابن ملجم شبیب بن بجیرہ الاشجعی سے ملا اور کہنے لگا۔ اے شبیب کیا تجھے دنیا و آخرت کی شرف حاصل کرنے میں کچھ رغبت ہے۔ شبیب کہنے لگا وہ کیا ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ وہ جناب امیر کا قتل کرنا ہے۔ شبیب نے کہا۔ تیری ماں کے بچے مریں۔ تو نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ ہم کیونکر ان پر قابو پا سکتے ہیں ابن ملجم کہنے لگا جناب امیر کا کوئی

نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی ان کے ساتھ محافظ نہیں ہوتا ہم کمین میں بیٹھے رہیں ۔ جب وہ صبح کو نماز کے لئے نکلیں ۔ تو ہم ان کو شہید کر ڈالیں ۔ پھر اگر ہم بچ گئے تو بچ گئے اور اگر مارے گئے ۔ تو ہم دنیا و آخرت میں ذکر خیر چھوڑ جائیں گے شبیب نے کہا ۔ ارے تو مر جائے ۔ جناب امیرؑ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحب سبقت ہیں ان کے قتل کرنے سے بھلا میرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے ۔ ابن ملجم کہنے لگا ۔ تجھ پر سخت افسوس ہے انہوں نے خدا کے دین میں لوگوں کو منصف قرار دیا ہے اور ہمارے دیندار بھائیوں کو قتل کیا ہے ۔ ہم ان کو مقتول شدہ لوگوں کی عداوت سے قتل کریں گے ۔ تو اپنے دین میں کسی طرح سے شک وشبہ اپنے دل میں نہ لا ۔ شبیب نے ان کی بات کو مان لیا ۔ اور وہ دونوں مل کر قطامہ کے پاس گئے ۔ اس نے مسجد اعظم میں اپنے اعتکاف کے لئے ایک خیمہ کھڑا کیا ہوا تھا ۔ اور وہ اس میں معتکف تھی ۔ اس نے ان دونوں کو اپنے پاس بلا لیا ۔ وہ اپنی تلواروں کو لے کر اس دروازے کے پاس بیٹھ گئے ۔ جہاں سے جناب امیرؑ مسجد میں آیا کرتے تھے ۔ پس جناب امیرؑ صبح کی نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے شبیب نے بڑھ کر تلوار ماری ۔ اس کا وار خالی گیا ۔ ابن ملجم نے کہ خدا کی پھٹکار اس پر ہے جناب امیرؑ کے سر اقدس پر تلوار لگائی اور کہنے لگا ۔ یا علی حکم خدا کے لئے ہے نہ آپ کا ہے اور نہ آپ کے دوستوں کا ۔ جناب امیرؑ نے لوگوں سے کہا ۔ دیکھو یہ کتا تم سے کہیں بھاگ نہ جائے ۔ لوگ ہر طرف سے اس پر پل پڑے اور اس کو گرفتار کر لیا ۔ شبیب دروازے سے باہر بھاگ گیا ۔ جب ابن ملجم گرفتار ہو گیا ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ۔ اس کو قید رکھو ۔ اگر میں مر گیا تو تم اس کو قتل کر دینا اور مثلہ نہ کرنا اور زندہ رہا ۔ تو بخش دینا اور قصاص لینا میرے اختیار میں ہو گا ۔

(۳) عن اللیث بن سعد ان ابن ملجم ضرب علیا فی صلوٰۃ الصبح بسیف کان سمہ بسم ومات من یومہ و دفن بالکوفۃ لیلا (اخرجہ البغوی) واختلفوا ھل ضربہ فی الصلوٰۃ او قبل الدخول فیہا وھل استخلف من اتم الصلوٰۃ او ھو اتمہا والاکثر علی انہ استخلف جعدۃ بن ھبیرۃ فصلی بھم تلک الصلوٰۃ (محب الطبری فی الریاض) لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابن ملجم نے جناب امیرؑ کو صبح کی نماز میں زہر کی بجھی ہوئی تلوار ماری تھی اور اسی روز جناب امیرؑ انتقال فرما گئے ۔

اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ ابن ملجم نے آپ کو عین صبح کی نماز میں تلوار ماری تھی ۔ یا کہ نماز سے پہلے اور آیا جناب امیرؑ نے نماز کے تمام کرنے کے لئے کسی کو اپنا خلیفہ کیا تھا یا کہ خود نماز کو پورا کیا تھا ۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے جعدہ بن ہبیرہ کو نماز کے لئے اپنا خلیفہ کیا تھا اور اس نے نماز کو پورا کیا تھا ۔

(۴) عن ھارون بن یحیی قال لما ضرب علیا ابن ملجم قال فزت برب الکعبۃ (اخرجہ ابن الاثیر فی الکامل التواریخ) ہارون بن یحیی کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم ملعون نے جناب امیر علیہ السلام کو چوٹ لگائی تو جناب امیرؑ نے چلا کے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے میں رستگار ہو گیا ۔

جناب امیرؑ کی اپنے قاتل سے ہمدردی

(۱) عن ھشیم مولی الفضل قال لما قتل ابن ملجم علیا قال الحسن والحسین عزمت علیکم لما حبستم الرجل فان مت فاقتلوہ ولا تمثلوا بہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

اس کو ایک ضرب لگانا اور اس پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وصیّت

(۱) عن الزہری قال اوصی علی الحسن یا حسن لا تغال فی کفنی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تغالوا فی الکفن وامشوا بین المشیین فان کان خیراً عجلتمونی وان کان شرا القیتموہ من کتافکم (اخرجہ المخواہر)۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیرؑ نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن کو غالیہ نہ لگانا کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غالیہ نہ لگاؤ اور دو رفتاروں کے درمیان ہو کر چلنا (یعنی نہ دوڑتے ہوئے اور نہ زیادہ آہستہ) کیونکہ اگر کوئی امر نیک پیش آنے والا ہوگا تو تم نے میرے لئے اس کی تعجیل کی ہوگی اور اگر برائی پیش آنے والی ہوگی تو تم نے اپنے کندھے کا بوجھ ہلکا کیا ہوگا۔

(۲) عن الحسن قال لما حضرت ابی الوفاۃ اقبل یوصی فقال ھذا ما اوصی بہ علی بن ابی طالب اخو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وابن عمہ وصاحبہ اول وصیتی اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ وخیرتہ اختارہ بعلمہ وارتضاہ لخلقہ وان اللہ باعث من فی القبور وسائل الناس عن اعمالھم عالم بما فی الصدور ثم انی اوصیک یا حسن وکفی بک وصیا بما اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان ذلک فالزم بیتک وابک علی خطیئتک ولا تکن الدنیا اکبر ھمک واوصیک یا بنی بالصلوۃ عند وقتھا والزکوۃ فی اھلھا عند محلھا والصمت عند التشبہ والاقتصاد والعدل فی الرضاء والغضب وحسن الجوار واکرام الضیف ورحمۃ المجھود واصحاب البلاء وصلۃ الرحم وحب المساکین ومجالستھم والتواضع فانہ من افضل العبادات وذکر الموت وزھد فی الدنیا فانک رھن موت وغرض بلاء وطریح سقم واوصیک بخشیۃ اللہ تعالیٰ فی سر امرک وعلانیتک وانھاک عن التسرع بالقول والفعل واذا عرض لک شیئ من امر الآخرۃ فابدأ بہ واذا عرض لک امر من الدنیا فتانہ حتی تصیب رشدک فیہ وایاک ومواطن التھمۃ والمجلس المظنون بہ السوء فان قرین السوء یغیر جلیسہ وکن للہ یا بنی عاملا وعن الخنی زجورا وبالمعروف آمرا وعن المنکر ناھیا وآخ الاخوان فی اللہ واحب الصالح لصلاحہ ودار الفاسق عن دینک وابغضہ بقلبک وزایلہ باعمالک لئلا تکون مثلہ وایاک والجلوس فی الطرقات ودع المماراۃ ومجاراۃ من لا عقل لہ واقتصد یا بنی فی معیشتک واقتصد فی عبادتک وعلیک منھا بالامر الدائم الذی تطیقہ والزم الصمت تسلم وقدم لنفسک تغنم وتعلم الخیر تعلم وکن ذاکر اللہ تعالیٰ علی کل حال وارحم من اھلک الصغیر ووقر الکبیر ولا تاکل طعاما حتی تصدق منہ قبل اکلہ وعلیک بالصوم فانہ زکوۃ البدن وجنۃ لاھلہ وجاھد نفسک واحذر جلیسک واجتنب عدوک وعلیک بمجالس الذکر واکثر من الدعاء فانی لم آلک یا بنی نصحا وھذا فراق بینی وبینک واوصیک باخیک محمد خیرا فانہ ابن ابیک وقد تعلم حبی لہ واما اخوک الحسین فھو ابن امک وابیک واللہ

ابا کم المثلۃ ولو بالکلب العقور (اخرجہ الفضائلی) ہیثم فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو ابن ملجم نے زخمی کیا۔ آپ حسنین علیہم السلام سے وصیت فرمانے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ جبکہ تم نے اس آدمی کو قید کر لیا ہے۔ اگر میں مرجاؤں تو اس کو قتل کرنا اور مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم مثلہ کرنے سے اگرچہ کٹکھنا کتا ہی ہو۔

(۲) عن الحسین بن کثیر عن ابیہ وکان قد ادرک علیا قال خرج علی الی الفجر فاقبل الاوز یصحن فی وجہہ فطردوھن فقال دعوھن فانھن نوائح فضربہ ابن ملجم قلت لہ یا امیر المومنین خل بیننا و بین بنی مراد فلا یقوم مہم ثاغیہ ولا راغیہ ابدا قال لا ولکن احبسوا الرجل فاذا انا مت فاقتلوا واذا عش فالجروح قصاص (اخرجہ احمد فی المناقب) حسین بن کثیر اپنے والد سے کہا۔ کہ اس نے جناب امیرؓ کو دیکھا تھا روایت کرتا ہے کہ جناب امیرؓ صبح گھر سے برآمد ہوئے بطیں ان کے سامنے ہو کر فریاد کرنے لگیں لوگ انکو ہٹانے لگے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا انکو چھوڑ دو۔ یہ نوحہ کر رہی ہیں پس ابن ملجم نے آپکو ضرب لگائی میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ ہم میں اور بنی مراد کے درمیان جنگ کی اجازت دیجئے تا کہ ان میں اونٹ اور بکری کو باقی نہ چھوڑا جائے فرمایا نہیں لیکن تم اس آدمی کو قید رکھو جب میں مرجاؤں اس کو قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائے گا۔

(۳) عن حسین بن کثیر قال قال علی النفس بالنفس ان ھلکت فاقتلوہ وان بقیت رأیت فیہ رأئی یا بنی عبد المطلب لا الفینکم تخوضون دماء المسلمین تقولون قد قتل امیر المومنین الا لا تقتلن الا قاتلی فظر یا حسن ان انا مت من ضربتی ھذہ فاضربہ ضربۃ ولا تمثلن بالرجل فانی سمعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایا کم المثلۃ ولو بالکلب العقور (اخرجہ محب الطبری فی الریاض النظرۃ)

حسین بن کثیر ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جان کا بدلہ جان ہے اگر میں مرجاؤں تو اسکو مار ڈالنا اور اگر میں زندہ رہا تو اس کی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھوں گا۔ اے بنی عبد المطلب تم کو میں مسلمانوں کے پیچھے نہیں دیکھتا کہ تم یہ کہو امیر المومنین مارے گئے ہیں۔ خبردار بجز میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا اے حسن نگاہ رکھیو اگر میں اس ضرب سے جو مجھے لگی ہے مرجاؤں تو تم بھی میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ مثلہ کرنے سے بچو اگرچہ کٹکھنا کتا ہی ہو۔

(۴) عن الزبیر بن بکار قال قال علی احبسوہ فان انا مت فاقتلوہ ولا تمثلوا بہ فان لم امت فالامر لی فی العفو والقصاص (اخرجہ ابو عمر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب امیرؓ نے اپنے قاتل ملعون کی نسبت فرمایا اگر میں مرجاؤں۔ تو تم نے اسے بھی مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اس کے بخشنے اور بدلہ لینے میں اختیار ہو گا۔

(۵) عن الزہری قال لما ضربت علی تلک الضربۃ قال ما فعل بضاربی اطعموہ طعامی واسقوہ من شرابی فان عشت فانا اعلی بحقی وان مت فاضربوہ ولا تزید وا علیہ (اخرجہ البغوی فی الذہبی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیرؓ کو وہ ضرب لگا فرمانے لگے۔ میرا قاتل میرا کھانا اسے کھلاؤ۔ اور میرا پانی اسے پلاؤ۔ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حقدار ہوں گا اور اگر میں مر گیا پس تم نے

الخلیفۃ علیکم فایاہ اسال ان یصلحکم وان یکف الطغاۃ علیکم فاصبر الصبر حتی تقضی اللّٰہ ھذا الامر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ (نور الابصار) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میرے والد ماجد علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ آپ وصیت فرمانے لگے کہ یہ وہ بات ہے کہ جس کی نسبت علی ابن ابی طالب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور اُن کا ابن عم اور اُن کا مصاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوائے خدا کے نہیں اور محمدؐ اس کے رسول اور برگزیدہ ہیں انکو اپنے علم سے انکو رسالت کیلئے اختیار کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کیلئے انکو پسند کیا اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور ان لوگوں سے اُن کے اعمال کی پرسش فرمائے گا اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اس کو وہ جانتا ہے۔ بعد اس کے اے حسنؑ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت ادا کرنے کے لئے تو کافی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے پس جبکہ ایسا ہو تو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہوں پر رویا کر اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی ہمت کو مصروف نہ کر اور اے میرے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا کر۔ اور جب زکوٰۃ دینے کا محل ہو۔ تو اس کے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی امر مشتبہ ہو تو اس میں سکوت اختیار کر اور خوشنودی اور غصہ میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کر۔ اور مہمان کی تکریم کر اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اُن پر رحم کر اور صلہ رحم بجا لا اور مسکینوں سے محبت کر اور ان کے پاس بیٹھا کر اور ان سے تواضع کیا کر۔ اس لئے کہ یہ افضل عبادت ہے اور موت کو یاد رکھ اور دنیا میں زہد اختیار کر اس لئے کہ تو موت سے چھوٹ نہیں سکتا اور دنیا بلا کے نازل ہونے کا مقام ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہے اور نیز میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کر اور ہر قول و فعل میں شرع شریف کی مخالفت سے منع کرتا ہوں اور جب کوئی چیز امور آخرت میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر۔ اور جب کوئی امور دنیا میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں تامل کر۔ یہاں تک کہ اپنی بہبودی کو اس میں تحقیق کرلے اور ایسے مقامات میں کہ اس میں تہمت کا شبہ ہو اور ایسی صحبتوں میں کہ جن میں برائی کا گمان ہو نہ جایا کر اس واسطے کہ جو شخص کہ خود برا ہے وہ اپنے ہم صحبت کو بگاڑ دیتا ہے اے میرے فرزند تو اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص اور خالص کر اور گنہگار کو تنبیہ اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کر اور بھائیوں سے خدا کی راہ میں دوستی کر اور صالح شخص کو، بسبب اس کی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے مدارا کر اور دل میں اس کو برا سمجھ کر اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی مثل اس کی ہو جائے اور بازاروں میں نہ بیٹھا کر اور بیوقوفوں سے صحبت نہ کیا کر نہ ان کی ہمسائیگی اختیار کر۔ اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر۔ اور عبادات مسنونہ میں سے اسی چیز کو اختیار کر کہ جس کے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور ہمیشہ اس کو قائم رکھ سکے اور سکوت کو اپنے اوپر لازم کرلے کہ اس کے سبب سے تو برائیوں سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس کے لئے مقدم کر تاکہ تجھے غنیمت حاصل ہو۔ اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارب میں سے جو شخص صغیر السن ہو اس پر رحم کر اور جو کبیر السن ہو اس کی بزرگی کر اور جب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں سے صدقہ دے دیا کر اور تجھ کو روزہ رکھنا لازم ہے اس لئے کہ وہ بدن کی زکوٰۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہمنشین سے ہوشیار رہا کر اور اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر۔ اور تو ہمیشہ ایسی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو۔ اور اکثر دعا کیا کر۔ اے

فرزند میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی اور اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہوتی ہے۔ میں تیرے بھائی محمد حنیفہ کے باب میں تجھے نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے اور مجھے جو کچھ کہ اس سے محبت ہے تو اسے جانتا ہے اور لیکن تیرا بھائی حسین پس وہ تیرا ہم بطن بھائی ہے اور تیری ماں اور تیرے باپ دونوں کا بیٹا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں کی اصلاح کرے اور سرکشوں کے اور باغیوں کے شر کو تم سے دفع کرے اور تجھے صبر کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اللہ اس بات میں حکم کرے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جناب امیرؑ کے انتقال کا بیان

(۱) عن عمرو بن ذی مر قال لما صیب علی بالضربة دخلت علیه وقد عصب رأسه قال قلت یا امیر المومنین ارنی ضربتك قال فحلها فقلت فلاش ولیس بشیخ انی مقا نعکم فبکت ام کلثوم من وراء الحجاب فقال لها اسکتی فلو ترین ما ادری لما بکیت قال فقلت یا امیر المومنین ماذا تری قال هذه الملائکة وفود والنبیون۔ هذا محمد صلی اللہ علیه وسلم یقول یا علی البشر فما تصاد الیه خیر مما انت فیه (اخرجه ابن الاثیر) عمرو بن ذی مر سے روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ کو زخم لگا میں ان کی خدمت میں گیا وہ اپنے سر کو ٹکا باندھے ہوئے تھے میں نے کہا مجھے بیناز زخم دکھائے انھوں نے سر کو کھولا ... تم کے اور کچھ بھی نہیں سے وہ کے کچے ہیں تم سے جدا ہوتا ہوں۔ جناب ام کلثوم پردہ کے اندر سے رونے لگیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ چپ رہو جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھتیں تو ہرگز نہ روتیں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کیا دیکھتے ہیں کہنے لگے یہ فرشتوں کے سفیر اور انبیا تشریف لاتے ہیں اور یہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا ہے اور کہہ رہے ہیں یا علیؑ بشارت ہو جس حال میں کہ تو ہے اس سے عمدہ تیری حالت ہونیوالی ہے

(۲) عن عبد الرحمن بن حبیب قال لما فرغ علی من وصیته قال اقرء علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته ثم لم تتکلم الا بلا اله الا اللہ حتی قبضه اللہ وغسله ابناه وعبد اللہ بن جعفر وصلی علیه الحسن وکبر علیه اربعا وکفن فی ثلاثة اثواب لیس فیها قمیص ودفن فی السحر (اخرجه ابن الاثیر) عبد الرحمن بن حبیب کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ وصیت سے فارغ ہوئے فرمایا میں تم کو السلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور اس کی برکت تم پر ہو۔ پھر آپ نے بجز لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ انتقال فرما گئے اون کے دونوں بیٹوں اور عبد اللہ بن جعفر نے ان کو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور تین کپڑوں میں کہ ان میں قمیص نہیں تھا۔ صبح کے قریب ان کو دفن کیا۔

(۳) وقال الخجندی صلی علیه الحسن وکبر علیه اربع تکبیرات وقیل تسعا (اخرجه محب الطبری فی الریاض) خجندی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ پر امام حسن علیہ السلام نے نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں بعض کہتے ہیں نو تکبیریں کہیں

(۴) روی هارون بن سعید انه کان عنده مسك فاوصی به ان یحنط به وقال فضل من حنوط رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (اخرجه البغوی) ہارون بن سعید سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ کے پاس تھوڑا سے مسک تھا وصیت فرمائی کہ اس سے میرے کفن کو معطر کیا جائے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط سے بچا ہے

وہ قدرتی آثار جو جناب امیرؑ کی شہادت سے نمودار ہوئے

(۱) عن ابن شہاب الزهری قال قدمت دمشق وانا ارید العراق فاتیت عبد الملك بن مروان لاسلم علیه فوجدته فی قبة فسلمت وجلست فقال یا ابن شہاب اتعلم ما کان ببیت المقدس صبح قتل علی فقلت نعم فقمت وراء الناس حتی اتیت خلف القبة وحول الی وجهه فقال ما کان فقلت لم یرفع حجر من بیت المقدس الا وجد تحته دم عبیط فقال لا یعلم هذا احد غیری وغیرك فلا یسمعن منك فما حدثت به احد حتی توفی (اخرجه ابن الضحاك والنحو الذهبی) ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا۔ اور میرا عراق کی طرف جانے کا ارادہ تھا پس میں عبد الملک بن مروان کے سلام کرنے کو گیا۔ وہ ایک خیمہ میں تھا میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبد الملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبد الملک کہنے لگے میرے پاس چلا آ میں لوگوں کے پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اس کے پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھیر لیا اور کہنے لگا کیا بات ہے۔ میں نے کہا۔ اس روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہیں آتا تھا۔ عبد الملک کہنے لگا۔ کہ سخت اپنا بینا چاہیئے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے۔ ابن شہاب کہتا ہے کہ عبد الملک کے مرنے تک میں نے اس کا تذکرہ پھر کسی سے نہیں کیا۔

(۲) قال الحافظ ابوبکر بن الحسین البیہقی قلت کذا روی فی هاتین الروایتین وروی باسناد صحیح عن الزهری ان ذلك کان حین قتل الحسین ولعله وجد عند قتلهما جمیعا ونقله الزرندی فی درر السمطین، حافظ ابوبکر بن حسین البیہقی کہتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں اس طرح کا بیان ہے اور زہری سے روایت ہے کہ بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون جما ہوا پایا تھا۔ اور اس روایت کی سندیں صحیح ہیں۔ شاید کہ اس نے دونوں صاحبوں کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۳) عن ابی قاسم الحسن بن محمد المعروف بابن الوفا قال کنت فی مسجد الحرام فرایت الناس مجتمعین حول مقام ابراهیم فقلت ما هذا قالوا راهب قد اسلم فهو یحدث بحدیث عجیب فاشرفت علیه فاذا شیخ کبیر علیه جبة صوف وقلنسوة صوف عظیم الجثة وهو قاعد عند مقام ابراهیم سمعته یقول کنت قاعدا فی صومعتی فی بعض الایام فاشرفت منها اشرافة فاذا طائر کالنسر الکبیر قد سقط علی صخرة علی شاطی البحر فتقیا فرمی من خمس ربع انسان ثم طار فغاب یسیرا ثم عاد فتقیا ربعا اخر ثم طار وعاد فتقیا هکذا الی ان تقیا اربعة ارباع الانسان ثم طار فدنت الارباع بعضها من بعض فالتامت فقام منها انسان کامل وانا اتعجب مما رایت فاذا بالطائر قد هوی علیه فاختطف ربعه ثم طار ثم عاد فاختطف ربعا اخر ثم طار وهکذا الی ان اختطف جمیعه فبقیت متفکرا اتحسر ان لا کنت سالته من هو وما قصته فلما کان فی الیوم الثانی اذا بالطائر قد اقبل وفعل کفعله بالامس فلما التامت الارباع وصارت شخصا کاملا نزلت من صومعتی مبادرا الیه ووقفت منه دنا

من انت فسکت عنی فقلت بحق من خلقک من انت قال انا ابن ملجم فقلت وما فعلت قال قتلت علی بن ابی طالب فوکل بی ھذا الطائر یقتلنی کل یوم قتلۃ فھذا خبری فانقض الطائر فاخذ بلعہ وطار فسالت من علی فقالوا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسلمت (اخرجہ الخوارزمی) ابو القاسم حسن بن محمد المعروف بابن الوفاء سے منقول ہے کہ میں کعبہ میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کے گرد مجتمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا ایک راہب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک عجیب بات بیان کرتا ہے۔ پس میں اس کو دیکھنے کو گیا کہ ایک بڈھا قوی جثہ آدمی ہے اونی کا جبہ اور ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ کان دیکر سن رہے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک طائر مثل بڑی چیل کے دریا کے کنارے پتھر پر بیٹھ گیا اور بعد اس کے اس نے قے کی اس کے منہ سے چوتھائی آدمی کی نکلی بعد اس کے اڑ گیا اور تھوڑی دیر غائب رہا بعد اس کے پھر آیا اور قے کی اور دوسرا چوتھائی ٹکڑا اگل دیا بعد اس کے اڑ گیا اور پھر آکر قے کی اور اسی طرح چار ٹکڑے ایک آدمی کے اس کے منہ سے نکلے۔ بعد اس کے پھر اڑ گیا پس وہ چاروں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ اور ان سے پورا آدمی بن گیا۔ مجھے اس کے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا۔ ناگاہ پھر وہ طائر آیا۔ اور اس آدمی پر گرا۔ اور جھپٹ کر اس کا چوتھائی حصہ اڑا لے گیا۔ اسی طرح پورے آدمی کو اڑا لے گیا۔ مجھے نہایت فکر ہوئی کہ یہ کیا بات ہے اور افسوس ہوا۔ کہ میں نے اس آدمی سے اس کا حال دریافت نہ کیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ طائر پھر آیا اور گذرے دن کی طرح کرنے لگا۔ جب چاروں ٹکڑے مل گئے اور وہ شخص پورا آدمی بن گیا۔ میں اپنے صومعہ سے اتر کر اس کی طرف دوڑا اور اس کے نزدیک جا کر اس سے پوچھنے لگا۔ تو کون ہے۔ وہ خاموش رہا۔ پھر میں نے اسے خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ مجھے بتا تو کون ہے وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے پھر کہا۔ تجھ کو قسم ہے اس کی جس نے تجھ کو پیدا کیا مجھے سچ بتا تو کون ہے وہ کہنے لگا میں ابن ملجم ہوں۔ میں نے پوچھا۔ تیرا اس طائر کے ساتھ کیا قصہ ہے وہ بولا میں نے جناب علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے اس لئے اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے مجھ پر اس طائر کو مقرر کیا ہے۔ کہ میرے ساتھ ہر روز یہی کرتا ہے۔ جو تو نے دیکھا ہے۔ بعد ازاں میں نے اپنے صومعہ سے باہر نکل کر پوچھا۔ کہ علی بن ابی طالب کون ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ پس میں اسلام سے مشرف ہوا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وفات پر جناب امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

عن ابن ابی حمزۃ قال خطب الحسن بن علی حین قتل علی فقال یا اھل العراق لقد کان فیکم رجل بالامس قتل اللیلۃ واصیب الیوم لم یسبقہ الاولون ولم یدرکہ الاخرون کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعثہ فی سریۃ کان جبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ (اخرجہ ابن جریر فی تاریخہ والدولابی والطبرانی فی الکبیر عن ھبیرۃ بن مریم) ابن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے۔ جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ اے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا۔ جو رات کو قتل ہوا۔ اور آج خدا کے پاس پہنچ گیا۔ کہ جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے گئے اور پچھلے

اس تک نہیں پہنچ سکیں گے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ تو جبریل انکے دہنے طرف اور میکائیل ان کے بائیں طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا تعالیٰ ان کو فتح نہ دیتا تھا وہ واپس نہیں ہوتے تھے۔

(۲) عن الحسن انہ لما قتل علی قام خطیباً فحمد اللہ واثنی علیہ فقال اما بعد واللہ لقد قتلتم اللیلۃ رجلاً فی لیلۃ نزل فیہا القرآن وفیہا رفع عیسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فتی موسیٰ (اخرجہ ابن جریر فی تاریخہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت وثنا کے بعد فرمانے لگے اے لوگو! خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب موسیٰ کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے

(۳) عن عمر بن حبشی قال خطبنا الحسن حین قتل علی لقد فارقکم رجل ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطیہ الرایۃ فلا ینصرف حتی یفتح اللہ علیہ ما ترک من صفراء ولا بیضاء الا سبعمائۃ درہم کان یرصدہا للخادم لاہلہ (اخرجہ احمد) عمر بن حبشی سے منقول ہے کہ جناب امیر کی وفات کے بعد جناب امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد کیا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسے علم عطا فرماتے تو جب تک خدا اسے فتح نہ دیتا وہ واپس نہ ہوتا اس نے سونا چاندی سوا سات سو درہم کے اور کچھ نہیں چھوڑا اپنے اہل کے لئے خادم اس سے لینا چاہتا تھا۔

جناب امیرؑ کی وفات پر لوگوں کی رائے

(۱) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت لما بلغہا موت علی بن ابی طالب تصنع العرب ما شاءت فلیس لہا احد ینہاہا (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جبکہ انکو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کا حال معلوم ہوا فرمانے لگیں اب عرب جو چاہے سو کرے کوئی انکا منع کرنے والا نہیں رہا

(۲) وکان معاویۃ یکتب فیما ینزل بہ لیسأل لہ علی بن ابی طالب عن ذالک فلما قتل علی قال ذہب الفقہ والعلم بموت ابن ابی طالب فقال لہ عتبۃ اخوہ لا یسمع ہذا اہل الشام فقال دعنی عنک (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) امیر معاویہ کو جو امور کہ دشوار پیش آیا کرتے تھے ان کو لکھ کر جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا کرتا تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت سے فقہ وحکمت جاتی رہی۔ عتبہ اس کا بھائی کہنے لگا کہیں یہ بات اہل شام نہ سن لیں۔ معاویہ نے کہا چھوڑ مجھے۔

آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ سے فرمانا کہ یا علیؑ اپنا ہاتھ بڑھا اور میرے ساتھ جنت میں جہاں میں داخل ہوں تو بھی داخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما طعن ابی وامر بالشوری دخلت علیہ ام المومنین حفصۃ رضی اللہ عنہا قالت یا ابت ان الناس یزعمون ان ہؤلاء الستۃ لیسوا برضی لعلی قال اسندونی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی مد یدک فی یدی تدخل معی یوم القیامۃ حیث ادخل

(اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابوبکر الشافعی وابوالحسن بن بشیر فی فوائدہ وابن عساکر والدیلمی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد زخمی ہو گئے اور انہوں نے مشورت کے لئے حکم دیا۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ان کے پاس جا کر کہنے لگیں۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ چھ جناب علیؓ سے ناراض ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھ کو تکیہ لگا دو۔ پھر بولے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ سے فرماتے تھے کہ اے علیؓ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور داخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہاں کہ میں داخل ہوں۔

جناب امیرؑ کا آنحضرت کے ساتھ جنت میں ایک گھر میں ہونا

(۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المناقب) زید بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے فرماتے ہیں کہ یا علیؓ تم جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہو گے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو پھر حضرتؐ نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بھائی بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وایاک وھذان فی مکان واحد یرید بھذین الحسن والحسین (اخرجہ الدیلمی والطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علیؓ میں اور تو اور یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہونگے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسنؓ اور حسینؓ سے تھی۔

(۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونانی المنام فاستسقی الحسین قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بشاۃ لنا فحلبہا فجاءہ الحسین فنحاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ کانہ احبہما قال لا ولکنہ یعنی الحسن استسقاقبلہ ثم قال انی وایاک وھذین وھذا الراقد فی مکان واحد یوم القیامۃ (اخرجہ احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے میں سونے کو تھا حسین علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے اور ایک تھوڑے دودھ والی بکری اپنے ساتھ لائے اسکو دوھ کر برتن میں دودھ ڈال دیا حسین علیہ السلام اس کو پینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں شاید حسن ان دونوں میں سے زیادہ پیارے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں لیکن حسن اس سے پہلے پیاسا ہوا ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ او نگھنے والا قیامت کے روز ایک مکان میں ہوں گے۔

جناب امیرؑ کا اہل جنت پر صبح کے ستارے کی طرح چمکنا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یزھر باھل الجنۃ کما یزھر کوکب الصبح باھل الدنیا (اخرجہ الحاکم فی تاریخہ والبیہقی فی فضائل الصحابۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکے گا جس طرح سے صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے۔

جناب امیرؑ کا سب سے اوّل جنت کے دروازہ کو کھٹکھٹانا۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک اول من یقرع باب الجنۃ فتدخل فیہا بغیر حساب (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثناء فی مسند اہل البیت) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علیؑ تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہوگا۔

جناب امیرؑ کا قطعی مغفور ہونا۔

(۱) عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولولدک ولاھلک ولمحبیک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ! بتحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلمک کلمات اذا قلتھن غفر لک مع انک مغفور تقول لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلی العظیم سبحان رب السموات السبع والارضین ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العلمین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھے ایسے چند کلمات بتائیں کہ جب تو ان کو پڑھے تو خدا تجھے باوجودیکہ تو بخشا ہوا ہے بخشدے تو یہ کہا کر نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک خدا جو حلم والا اور کرم والا ہے اور نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے پاک ہے وہ خدا جو ساتوں زمینوں اور آسمانوں کا پالنے والا ہے اور سب تعریف ہے خدا کے لئے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔

جناب امیرؑ کا سب سے اوّل خدا کے سامنے دعویٰ کیلئے اُٹھنا

(۱) عن قیس بن عبادۃ عن علی قال انا اوّل من یجثو للخصومۃ بین یدی الرحمن یوم القیمۃ قال قیس فیہم نزلت ھذٰن خصمان اختصموا فی ربہم قال ھم الذین تبارزوا یوم بدر علی وحمزۃ وعبیدۃ الحارث وشیبۃ ابن ربیعۃ وعتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ (اخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے جھگڑنے کے لئے اٹھایا جاؤنگا قیس کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر کے روز باہم مبارزت کی تھی یعنی جناب حمزہؓ اور علیؑ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کفار میں سے شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پس انکی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یہ دونوں جھگڑتے ہیں اپنے رب پر۔

جناب امیرؑ کا سب سے اوّل جنت میں داخل ہونا

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتذاکرنا اصحاب الجنة فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اوّل اهل الجنة دخولا الیها علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے اصحاب جنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت میں سب سے پہلے اس میں داخل ہونے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اوّل من یدخل الجنة انا وانت وفاطمة والحسن والحسین قلت فمحبونا قال من ورائکم (اخرجه ابن سعد والحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا۔ سب سے اوّل جنت میں ہم اور تو اور فاطمہ اور حسنین داخل ہونگے میں نے عرض کیا ہمارے محب فرمایا تمہارے بعد۔

جناب امیرؑ کا سب سے اوّل حوض پر وارد ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هذا اوّل من امن بی وهذا اوّل من یصافحنی یوم القیامة علی الحوض (اخرجه الطبرانی والدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے لئے فرمایا کہ یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے حوض پر قیامت کے روز مصافحہ کرے گا۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل من یرد علی الحوض اهل بیتی (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اوّل میرے اہل بیت وارد ہوں گے۔

(۳) عن سلمان اوّل هذه الامة ورودا علی الحوض اولها اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

جناب امیرؑ کا قیامت کے دن صاحب حوض ہونا

(۱) عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب صاحب حوضی یوم القیامة اکواب کعدد نجوم السماء وسعة حوضی ما بین جابیة الی صنعاء (اخرجه الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سید عالم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے۔ اس پر پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق ہوں گے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعا تک ہوگی۔

جناب امیرؑ کا حوض سے منافقوں کو ہنکانا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی معک یوم القیامۃ عصا من عصی الجنۃ تذود بہا المنافقین عن الحوض (اخرجہ الطبرانی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علیؑ! تیرے پاس قیامت کے روز جنت کے عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگا تو منافقوں کو اس کے ساتھ حوض سے ہانکے گا۔

(۲) عن علی قال لاذودن بیدی ہاتین القصیرتین عن حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایات الکفار والمنافقین کما یذاد الابل الغریب عن حیاضہا (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ البتہ میں ان دونوں ننھے ننھے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے کفار اور منافقوں کے علموں کو ہانک دوں گا جس طرح سے کہ پرایا اونٹ اپنے حوض سے ہانکا جاتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت امامی یوم القیامۃ فیدفع الی لواء الحمد فادفعہ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے فرماتے تھے کہ قیامت کے روز تو میرے آگے ہوگا پس مجھ کو لواء الحمد دیا جائے گا میں تجھے دے دوں گا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دے گا۔

جناب امیرؑ کا گھر جنت میں حضرتؐ کے گھر کے مقابل ہونا

عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب محمد لقد رایت اللیلۃ منازلکم من منزلی یا علی الا ترضی ان منزلک مقابل منزلی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عبد اللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے اصحاب معراج کی رات میں مجھ کو تم سب کے گھر دکھلائے گئے کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں۔ یا علیؑ تو راضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہو۔

جناب امیرؑ کا گھر حضرتؐ کے اور حضرت ابراہیمؑ کے گھر کے بیچ میں ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لی قبۃ من یاقوتۃ حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم قبۃ من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بیننا لعلی قبۃ من لولو بیضاء فما ظنکم بحبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لئے سرخ یاقوت خیمہ دہنے طرف عرش کے گاڑا جائے گا اور میرے والد ابراہیم کیلئے سبز یاقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گاڑا جائے گا۔ اور علیؑ کے ہم دونوں کے بیچ میں سفید موتی کا قبہ کھڑا کیا جائے گا پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہے۔

(۲) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا فان قصری

فی الجنۃ وقصر ابراہیم فی الجنۃ متقابلان وقصر علی بن ابی طالب بین قصری وقصر ابراہیم فیا لہ من حبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ تحقیق خدا نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے جیسا کہ ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تھا اور تحقیق میرا قصر جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے مقابل ہوگا۔ اور علی بن ابی طالب کا قصر میرے قصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان میں ہوگا پس مبارک ہے وہ حبیب جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا۔

ذکر اس حور کا جو جنت میں جناب امیرؑ کی خدمت میں ہوگی

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء اخذ جبرئیل بیدی واقعدنی علی درنوک من درانیک الجنۃ وناولنی سفرجلۃ فکنت اقلبہا فانفلقت وخرجت منہا حوراء لم ار احسن منہا فقالت السلام علیک یا محمد فقلت وعلیک السلام من انت قالت انا الراضیۃ المرضیۃ خلقنی الجبار من ثلاثۃ اصناف اعلای من عنبر ووسطی من کافور واسفلی من مسک عجننی بماء الحیوان وقال کونی فکنت خلقنی لاخیک وابن عمک علی بن ابی طالب (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسندہ)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم آسمان پر گئے جبرئیلؑ نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جنت کے درجات میں سے ایک درجہ میں بٹھایا۔ اور ایک بہی ہاتھ میں دیدی ہم اس کو اپنے ہاتھ میں پھیر رہے تھے ناگاہ وہ شق ہوگئی اور اس میں سے ایک خوبصورت حور نکلی کہ ہم نے کبھی اس سے بہتر کبھی دیکھی نہیں تھی اس نے ہمیں سلام کیا ہم نے جواب سلام دیکر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں راضیۃ المرضیہ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا جسم عنبر کا ہے اور درمیانی جسم کافور کا اور نیچے کا دھڑ مشک کا ہے اور میرے عنصر کو آب حیات سے خمیر کیا اور فرمایا بن جا میں بن گئی۔ مجھ کو خدا نے آپکے بھائی اور ابن عم علی بن ابی طالب علیہ السلام کے لئے پیدا کیا ہے۔

جناب امیرؑ کو جو اونٹنی کہ جنت میں ملے گی

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلی یوم القیمۃ ناقۃ من نوق الجنۃ فترکبہا یا علی فرکبتک مع رکبتی وفخذک مع فخذی حتی تدخل الجنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ کو قیامت کے روز جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی ملیگی اور یا علیؑ! تم اس پر سوار ہوگے تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا۔ اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہوگے۔

جناب امیرؑ کی ملاقات کیلئے انبیاء علیہم السلام کا مشتاق ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مررت الا واھلہا یشتاقون الی علی بن ابی طالب وما فی الجنۃ نبی الا وھو یشتاق الی علی (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب معراج میں کسی آسمان پر سے ہو کر نہیں گذرے کہ اس فلک کے رہنے والے علیؑ کے ملنے کے مشتاق نہ دیکھے ہوں اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں کہ علیؑ کا مشتاق نہ ہو۔

جناب امیرؑ کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

(۱) عن ابن عباس خرجت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فی جنان المدینۃ فمررنا بحدیقۃ فقال علی ما احسن ھذہ الحدیقۃ یا رسول اللہ فقال حدیقتک فی الجنۃ احسن منہا ثم اومی بیدہٖ الی رأسہ ولحیتہ ثم بکا حتی علی بکاؤہ قیل ما یبکیک قال ضغائن فی صدور قوم لا یبدونہا لک حتی تفقدنی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس سے مروی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کی معیت میں مدینہ کے باغوں میں سے ہو کر گذرا جناب امیرؑ نے کہا یہ باغ کیا ہی اچھا ہے حضرتؐ نے فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے۔ پھر حضرتؐ جناب امیرؑ کی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہوگئی۔ عرض کیا گیا۔ حضور کیوں روتے ہیں فرمایا۔ ایک قوم کے دل میں کھوٹ بھرا ہوا ہے وہ میرے بعد ظاہر ہوں گے۔

(۲) عن علی قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذا اتینا علی حدیقۃ فقال قلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ فقال ما احسنہا ولک فی الجنۃ احسن منہا حتی مررنا بسبع حدائق وکل ذلک اقول لہ ما احسنہا وھو یقول لک فی الجنۃ احسن منہا فلما خلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجھش باکیا فقلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن لک فی صدور قوم لا یبدونہا لک الا من بعد موتی قال فقلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک (اخرجہ احمد فی المسند والمناقب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے۔ کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اور تیرے لئے بہشت میں اس سے بہتر موجود ہے۔ یہاں تک کہ آپ سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا۔ کہ یہ باغ اچھا ہے۔ تو آپ فرماتے تھے تیرے واسطے بہشت میں اس سے بہتر موجود ہے پھر جب خالی راستہ میں پہنچے تو مجھ کو حضرتؐ نے گلے سے لگایا۔ بعد اس کے آپ رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا تیرے لئے لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے کہ اس کو تیرے لئے میرے مرنے کے بعد ظاہر کریں گے میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے دین کی سلامتی میں تو بات ہوگی۔ فرمایا۔ ہاں تیرے دین کی سلامتی میں۔

جناب امیرؑ کو جنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ کنزا وانک ذو قرنیہا فلا تتبع النظرۃ النظرۃ فانما لک الاولی ولیست لک الاخرۃ والاولی لک والثانی علیک (اخرجہ احمد)

والحکیم الترمذی وابو نعیم فی المعرفۃ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تیرے لئے جنت میں خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے پس دیکھ کر دوبارہ مت دیکھ کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لئے ہے (یعنی قابل گرفت نہیں کیونکہ تو نے ناگہاں طور پر دیکھا ہے۔ اور دوسری دفعہ دیکھے ہوئے کو پھر دیکھنا تیرے لئے نہیں ہے) یعنی جائز نہیں۔

جناب امیرؓ کو جو چیز کہ جنّت میں عطا ہوگی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ مالو قسم علی اھل الارض لوسعھم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی تیرے لئے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کو تقسیم کی جائے تو بچ رہے۔

جناب امیرؓ کا سب سے اول حُلّہ جنّت پہننا

(۱) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ کسی نفرا من اصحابہ ولم یکن علیاً فکان رای فی وجہ علی غبلا فقال یا علی اما ترضی انک ان تکسی اذا کسیت وتعطی اذا اعطیت (اخرجہ الذھبی وابو طاھر) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ چند صحابہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنائے علیؑ اس وقت موجود نہیں تھے جب وہ آئے ان کے چہرے پر کدورت پائی جاتی تھی پس حضرت نے فرمایا اے علیؑ! کیا تم راضی نہیں جب مجھے لباس پہنایا جائے تو تمہیں بھی پہنایا جائے اور جب مجھے دیا جائے تمہیں بھی دیا جائے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسی یوم القیامۃ ابراھیم الخلۃ ثم انا لصفوتی ثم علی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو باعث اُن کے خلیل ہونے کے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پھر علیؑ کو۔

جناب امیرؓ کا قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت امامی یوم القیمۃ فید فع الی لواء الحمد فادفعہ الیک وانت تزود الناس عن حوضی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی کہ تم قیامت کے روز ہمارے آگے ہو گے مجھ کو لواء الحمد دیا جائے گا اور ہم تمہیں دیں گے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹا دو گے۔

(۲) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قالوا یا رسول اللہ من یحمل رایتک یوم القیمۃ قال من یحسن ان یحملھا الا من حملھا فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ نظام الملک فی امالیہ والطبرانی فی الکبیر جابر بن سمرہ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کا لوا کون اٹھائے گا آپ نے فرمایا کوئی نہیں اٹھائے گا۔ مگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتواری فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار رہو۔

(۴) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسری فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الحضرمی والخوارزمی) جناب امیر سے روایت ہے۔ کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علم دار ہے۔

(۵) عن مخدوج بن زید الذہلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اما علمت یا علی انہ اول من یدعی یوم القیمۃ بی فاقوم عن یمین العرش فی ظلہ فاکسی حلۃ خضراء من حلل الجنۃ ثم یدعی بالنبیین بعضہم علی اثر بعض فیقومون سماطین علی یمین العرش فیکسون حللا خضراء من حلل الجنۃ الا وانی اخبرک یا علی ان امتی اول الامم یحاسبون یوم القیمۃ ثم ابشر اول من یدعی بک لقرابتک منی فیدفع الیک لوائی وھو لواء الحمد تسیر بہ بین السماطین ادم وجمیع خلق اللہ یستظلون بظل لوائی یوم القیمۃ وطولہ مسیرۃ الف سنۃ سنانہ یاقوتۃ حمراء وقبضتہ فضۃ بیضاء وجہہ درۃ خضراء لہ ثلاث ذوائب من نور ذوابۃ فی المشرق وذوابۃ فی المغرب والثالثۃ فی وسط الدنیا مکتوب علیہ ثلاثۃ اسطر الاول بسم اللہ الرحمن الرحیم والثانی الحمد للہ رب العالمین والثالث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ طول کل سطر الف سنۃ وعرضہ الف سنۃ فتسیر باللواء والحسن عن یمینک والحسین عن یسارک حتی تقف بینی وبین ابراہیم فی ظل العرش ثم تکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم ینادی مناد نعم الاب ابوک ابراہیم ونعم الاخ اخوک علی (اخرجہ احمد فی المناقب) وفی روایۃ لعمر الملا فی سیرتہ قیل یا رسول اللہ کیف یستطیع علی ان یحمل لواء الحمد فقال رسول اللہ وکیف لا یستطیع ذلک وقد اعطی خصالا شتی صبرا کصبری وحسنا کحسن یوسف وقوۃ کقوۃ جبرائیل

مخدوج بن زید الذہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم نہیں جانتے کہ قیامت میں سب سے اول مجھ کو بلایا جائے گا۔ اور میں عرش کے سایہ میں داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ اور مجھے جنت کا سبز حلہ پہنایا جائے گا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلایا جائے گا پھر دوسرے نبی کے بعد تیسرا بلایا جائے گا۔ اور وہ دو صفوں میں عرش کی داہنی طرف کھڑے ہوں گے اور ان کو بھی جنت کے سبز لباس پہنائے جائیں گے اور یا علی میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت کا حساب ہو گا۔ پھر بشارت دیتا ہوں کہ سب سے پہلے تم بباعث میری قرابت کے بلائے جاؤ گے اور میں تم کو اپنا لواء الحمد دوں گا۔ تم اس کو اٹھا کر دونوں صفوں کے درمیان سیر کرتے ہو گے۔۔۔۔ اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ تیرے علم کے سایہ میں ہوگی

اس کے سر کی جگہ کا طول ہزار برس کی راہ ہوگا۔ اس کی انی سرخ یاقوت کی ہوگی اور قبضہ سفید چاندی کا ہوگا اور پھل سبز موتیوں کا ہوگا۔ اس کے تین گیسو ہوں گے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے وسط میں اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دوسری میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا۔ ہر سطر ہزار سالہ راہ کی طول میں ہوگی تم اس علم کو اٹھائے ہوئے سیر کرو گے حسنؑ تمہارے داہنے ہاتھ پر ہوں گے اور حسینؑ تمہارے بائیں ہاتھ کی طرف ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے پھر تم کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا اور پکارنے والا پکارے گا۔ واہ کیا باپ ہے تیرا ابراہیمؑ اور واہ کیا بھائی ہے تیرا علیؑ۔

اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے۔ کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ علیؑ لواءِ الحمد کیونکر اٹھا سکیں گے۔ فرمایا ان کو متفرق باتیں عطا ہوئی ہیں میرے جیسا صبر اور یوسفؑ کے حسن جیسا حسن اور جبریلؑ کی قوت جیسی قوت۔

جناب امیرؑ کی شہادت کی تاریخ

(۱) عن ابی الطفیل و زید بن وھب الشعبی رحمہ اللہ قتل علی لثمان عشر لیلۃ من رمضان وقیل اول لیلۃ من العشر الاواخر (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابو الطفیل اور زید بن وہب اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال ضربہ ابن ملجم فی مسجد الکوفۃ یوم الجمعۃ لثلاث عشرۃ بقین من شہر رمضان وقیل لیلۃ احدی وعشرین منہ فبقی الجمعۃ والسبت وتوفی لیلۃ الاحد وقیل یوم الاحد (اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب امیرؑ کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترھویں تاریخ کو کہ رمضان کے ابھی تیرہ روز باقی تھے۔ زخمی کیا تھا۔ اور بعض کے نزدیک اکیسویں تاریخ تھی۔ جمعہ ہفتہ کے دن زندہ رہے۔ اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اتوار کو انتقال فرمایا۔

(۳) قال ابن سعد قتل علی لیلۃ الجمعۃ سابع عشر رمضان سنۃ اربعین (تاریخ الخلفاء) ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات اور سیوطی قدس سرہ العزیز تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ رمضان کی سترہویں تاریخ جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا مدفن شریف

(۱) اختلفوا فی موضع قبرہ علی قولین احدھما فی قصر الامارۃ وانما اخفوا موضعہ قال الواقدی والثانی انہم جعلوہ فی الصندوق وحملوہ علی بعیر الی المدینۃ فضل البعیر الذی کان علیہ فاخذتہ طی قطنوہ مالا فلما راوہ دفنوہ قالہ ابو نعیم والثالث انہ فی قبلۃ ذکرہ ھشام بن محمد قال واخیرت

ن حائط القبلة انشق فی ایام الحجاج فحفروا فوجدوا شیخا ابیض الراس و اللحیة وعلی ثیابه اثر الدم فردوا علیه التراب وقد حکاه بن شبرمة والرابع انه فی الکوفة عند مسجد الجامع حکاه ابن سعد فی الطبقات عن الشعبی والخامس انه علی النجف فی المکان المشهور یزار الآن (تذکرة خواص الامة فی احوال الائمة لسبط ابن الجوزی) علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جسے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کوفہ کے دارالامارۃ میں دفن ہوئے اور اس جگہ کو لوگوں نے چھپا دیا۔ دوسرا قول یہ کہ ان کو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ لے جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا اور بنی طی میں جا پڑا انہوں نے اس کو اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس پر مال ہو۔ لیکن جب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت الشمع میں مدفون ہیں۔ چنانچہ ہشام بن محمد نے اس کا ذکر کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کی خبر لگی ہے کہ آپ ایک دفعہ ایام حجاج میں قبلہ کی دیوار شق ہو گئی۔ لوگوں نے اس کو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے۔ جن کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ لوگوں نے ان پر مٹی لوٹا دی۔ ابن شبرمہ نے اس بات کو بیان کیا ہے چوتھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں۔ ابن سعد نے طبقات میں اس کا ذکر کیا ہے پانچواں قول ہے کہ وہ نجف میں دفن ہیں جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(۲) عن عبد اللہ بن جعفر قال صلی علیه الحسن ودفن بدار الامارة بالکوفة (نزل الابرار) عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دارالامارۃ میں مدفون ہوئے ہیں۔

(۳) عن سعید بن عبد العزیز قال لما قتل علی حملوه لیدفنوه مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فبینما هم فی سیرهم لیلا اذ ند الجمل الذی هو علیه فلم یدر این ذهب ولم یقدر علیه (اخرجه ابن عساکر فی تاریخه) سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے۔ لوگ ان کو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کو دفن کریں۔ اثناء راہ میں اونٹ راستہ سے بھٹک گیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا۔

(۴) قال ابو بکر بن عیاش عمی قبر علی لئلا ینبشه الخوارج وقال شریک نقله ابنه الحسن الی المدینة وقال المبرد عن محمد بن حبیب اول من حول من قبر الی قبر علی (تاریخ الخلفاء) ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں۔۔ کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا کہ خوارج اس کو نہ اکھاڑیں شریک کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ان کو مدینہ میں لے گئے مبرد محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے شخص ہیں جو ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل ہوئے۔

(۵) واختلف فی موضع دفنه فقیل دفن فی قصر الامارة بالکوفة وقیل دفن فی رحبة الکوفة وقیل دفن بنجف (استیعاب) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے مدفن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارۃ میں دفن ہوئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نجف میں۔

(۶) قال الخجندی انه مدفون من وراء المسجد غیر الذی یومه الناس الیوم (ریاض النضرة) خجندی رضی اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں اور وہ جگہ نہیں ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دکھاتے ہیں۔

۷) عن ابی جعفر محمد الباقر ان قبر علی جھل موضعہ (ریاض النضرۃ) جناب امام جعفر محمد بن باقر علیہ و علی اباءہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جناب امیرؑ کی قبر کا مقام پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔

۸) (وفی مدفنہ اختلاف کثیر والاصح انہ دفن بالغری الکوفۃ وھذا الموضع الذی یزار الان ونزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام کے مدفن شریف میں بہت بڑا اختلاف ہے زیادہ ترصحیح یہی ہے کہ وہ مقام غری یعنی نجف اشرف میں دفن ہوئے ہیں۔ جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

۹) عن ابی عبد اللہ الحافظ بلغہ قال علی الحسن والحسین اذا مت انا فاحملانی علی سریر ثم ائتیانی نغربی بھوالنجف الکوفۃ فالکما ترون صخرۃ تلمع نورا فاحتفرا نالکما تجدان فیہا ساختہ فادفنانی فاخرجہ الحاکم۔ حافظ ابو عبد اللہ نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے امام حسن اور حسین علیہما السلام سے وصیت فرمائی کہ جس وقت میرا انتقال ہو جائے۔ مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور غری یعنی نجف اشرف میں لے جانا وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر کو دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا پس اس مقام پر زمین کو کھودنا۔ اس میں ایک تختہ پاؤ گے اسی قبر میں مجھے دفن کرنا۔

۱۰) عن الشافعی ان الرشید خرج مرۃ الی الصید فانتہی بالطرد الی موضع قبر علی الان فارسل فھودا علی الصید الی مکان قبرہ فوقفت الفھود عند موضع القبر الان ولم یقدم علی الصید فعجب الرشید من ذالک فجاء رجل من اھل الحیرۃ فقال یا امیر المومنین ارایت ان دللتک علی قبر ابن عمک علی ابن ابی طالب مالی عندک قال اثر مکرمۃ قال ھذا قبرہ فقال لہ الرشید من این علمت قال کنت اجی مع ابی فیزورہ اخبرنی انہ کان یجیئ مع جعفر الصادق فیزورہ وان جعفر کان یجیئ مع ابیہ محمد الباقر وان محمد کان یجیئ مع ابیہ علی بن الحسن وھو کان اعلمھم بالقبر فامر الرشید بان تحجیر الموضع فکان اول اساس ارتفع فیہ ثم تزایدت الابنیۃ فیہ فی ایام السامانیۃ بنی حمدان وتفاصم فی ایام الدیلم ای ایام بنی بویہ قال عضد الدولۃ ھو الذی اظہر قبر علی وعمل المشہد ھناک فاوصی ان یدفن فیہ وللناس فی ھذا الامر اختلاف وتباین حتی قیل انہ قبر المغیرۃ بن شعبۃ الثقفی واحسن ماقیل انہ علیہ السلام مدفون بقصر الامارۃ بالکوفۃ (حیوۃ الحیوان للملا میاری الشافعی فی الفھد) شافعیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا اس مقام پر آ نکلا جہاں کہ آج کل جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ہارون نے اپنے چیتوں کو ایک شکار پر چھوڑا شکار دوڑ کر اس مقام پر ٹھہرا جہاں پر جناب امیرؑ کا مرقد اقدس ہے۔ چیتے بھی قبر مبارک سے دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے ہارون رشید اس بات سے نہایت متعجب ہوا اتنے میں ایک شخص جس کو اس کی آگاہی تھی رشید کے پاس آ نکلا اور رشید سے کہنے لگا اگر میں تجھے تیرے ابن عم علی بن ابی طالب کا مرقد اطہر بتا دوں تو تو مجھے کیا انعام دے گا۔ ہارون کہنے لگا میں تجھے بزرگی کے ساتھ بہت کچھ انعام دوں گا۔ وہ کہنے لگا یہی ان کی مرقد اطہر کا مقام ہے ہارون نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہے وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام پر زیارت کیلئے آیا کرتا تھا اور وہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے اور جناب باقر اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی معیت میں یہاں پر زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اس کا پورا علم حاصل تھا ہارون رشید نے حکم دیکر وہاں پر کٹہرہ لگوا دیا۔ یہ پہلی

تعمیر تھی جو نجف اشرف میں بنائی گئی پھر سلاطین سامانیہ کے عہد دولت میں یہاں پر بہت سی عمارتیں بن گئیں پھر ویالمہ یعنی آل بویہ کے عہد حکومت میں وہ بنائیں ویران ہو کر نئے سرے سے اور عمارتیں بنائی گئیں بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ عضد الدولہ دیلمی ہی وہ شخص ہے جس کو جناب امیرؑ کا مرقد سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیرؑ کا مشہد اس نے بنوایا ہے اور آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے اس مقام میں دفن کیا جائے لوگوں کا اس میں بڑا ہی اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مغیرہ بن شعبہ کی قبر ہے لیکن بات تو یہی ہے کہ جناب امیرؑ کا مدفن اظہر ہے۔

جناب امیر علیہ السّلام کی عمر مبارک

(۱) اختلفوا فی سن امیر المؤمنین علیہ السلام فیہ اقوال (احدھا) ثلاث وستون حکاہ ابن جریر الطبری عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال الواقدی وھو الثابت عندنا (والثانی) خمس وستون (والثالث) سبع وخمسون (والرابع) ثمان وستون وھو المشہور (تذکرۃ خواص الامۃ) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کے سن شریف میں اختلاف ہے (ایک) قول یہ ہے کہ آپ نے ترسیٹھ برس کی عمر پائی چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے (دوسرا) قول ہے کہ آپ کی عمر مبارک پینسٹھ برس کی تھی (تیسرا قول ہے) ستاون برس کی تھی (چوتھا قول ہے) کہ اڑسٹھ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور یہی ہے۔

(۲) وکان لہ یوم استشہد ثلث وستون سنۃ علی الصحیح وقیل خمس وستون وقیل اربع وستون وقیل سبع وخمسون وقیل ثمان وخمسون (نزل الابرار) علامہ بدخشی نزل الابرار میں لکھتے ہیں کہ صحیح قول پر جناب امیرؑ کا سنہ مبارک ترسیٹھ برس کا تھا اور لوگ چونسٹھ اور پینسٹھ برس کا بھی کہتے ہیں اور ستاون اور اٹھاون کا بھی کہتے ہیں۔

(۳) قال محمد بن الحنفیۃ کان سنہ یوم قتل ثلاثا وستین وقال الواقدی ھذا اثبت عندنا (کامل التواریخ) علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں جناب محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سنہ مبارک شہید ہونے کے روز ترسیٹھ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے

جناب امیرؑ کی مدت خلافت

(۱) قال الواقدی وکانت خلافۃ خمس سنین الا ثلاثۃ اشہر لانہ بویع لہ فی ذی الحجۃ لثمان عشر لیلۃ خلت منہ سنۃ خمس وثلاثین واستشہد فی رمضان سنۃ اربعین (تذکرہ خواص الامۃ) واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی کیونکہ ۳۵ پینتیس برس ذی الحجہ کی اٹھارھویں تاریخ کو لوگوں نے ان سے بیعت کی اور رمضان ۴۰ھ ہجری کو وہ شہید ہوئے۔

(۲) وکانت خلافۃ خمس سنین الا ثلاثۃ اشہر وقیل اربع سنین وتسعۃ اشہر وستۃ ایام وقیل ثلاثۃ ایام اخرجہ ابن الاثیر الجزری فی کامل التواریخ (ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتلاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السّلام کا ترکہ

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السّلام ان امیر المومنین لم یدع خومالا ولم تیرک الاسبع مائۃ او ستمائۃ درہم رصد بہا لخادم او اخرجہ احمد فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے نہ مال جمع کیا اور نہ ترکہ چھوڑا سوائے سات سو یا چھ سو درہم کے کہ ان سے خادم مول لینا چاہتے تھے

(۲) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی اجوۃ علی اجوۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ وان کان لیؤتی بجبوحۃ من المدینۃ کافی جواب (اسد الغابہ) حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس۔ اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آباد کر لیتے۔

جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قنبر ویحیی بن کثیر روی عنہ الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وکان عالما فاضلا وابنہ عبد اللہ بن یحیی کان عالما (تذکرہ خواص الامہ) جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے۔ ایک تو قنبر جو زیادہ مشہور ہیں دوسرے یحیی بن کثیر جن سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں اور وہ عالم اور فاضل تھے۔ اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن یحیی بھی بڑے عالم تھے۔

جناب امیر علیہ السّلام کے حاجب

وکان حاجبہ فی خلافتہ بشیر مولاہ ثم بعدہ قنبر مولاہ (نزل الابرار للعلامہ بدخشی) جناب امیر علیہ السلام کی خلافت میں آپ کا غلام بشیر حاجب تھا پھر قنبر رحمۃ اللہ علیہما۔

جناب امیر علیہ السلام کا کاتب

کان کاتبہ عبد اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السّلام کے کاتب عبد اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ تھے۔

جناب امیر علیہ السّلام کی انگشتری کا نقش

(۱) عن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کان نقش خاتم علی الملک للہ الواحد القہار (رواہ فی نزل الابرار) عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام کی انگشتری کا نقش الملک للہ الواحد القہار یہ تھا۔

وقیل حسبی اللہ لا کفایتا لطالب للعلامہ ابت

(۲) وقیل کان نقش خاتمہ اسندت ظہری الی اللہ، وقیل

یوسف الکنجی) بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی انگشتری کا نقش (اسندت ظہری الی اللہ) تھا اور بعض کہتے ہیں (حسبی اللہ) تھا۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ وعلی آبائہ السلام ان خاتم علی کان من ورق نقشہ (نعم القادر اللہ) اخرجہ بن عساکر، جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی آباءہ السلام روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری چاندی کی تھی اس کا نقش (نعم القادر اللہ) تھا۔

جناب امیر علیہ السلام کے انتقال پر ابوالاسود الدئلی علیہ الرحمۃ کا مرثیہ

الا یا عین ویحک اسعدینا × الا تبکی امیر المومنینا × وتبکی ام کلثوم علیہ × بعبرتہا وقد رأت الیقینا × الا قل للخوارج حیث کانوا × فلا قرت عیون الحاسدینا × فی شہر الصیام فجعتمونا × بخیر الناس طرا اجمعینا × قتلتم خیر من رکب المطایا × ورحلہا ومن رکب السفینا × ومن لبس النعال ومن حذاہا × ومن قرأ المثانی والمئینا × وکل مناقب الخیرات فیہ × وحب رسول رب العالمینا × لقد علمت قریش حیث کانوا × بانک خیرہم حسبا ودینا × اذا استقبلت وجہ ابی حسین × رایت البدر راع الناظرینا × وکنا قبل مقتلہ بخیر × نری مولی رسول اللہ فینا × اے میری آنکھ افسوس ہے تجھ پر سعادت حاصل کر۔ تو امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی (۲) جناب ام کلثوم اپنے آنسوؤں سے ان پر روتی ہیں اور (۳) خارجیوں کو وہ جہاں کہیں ہوں کہہ دے۔ ہمارے حاسدوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں (۴) کیا تم نے ماہ صیام میں ہم کو دردمند کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا (۵) تم نے ایسے شخص کو قتل کیا جو ان سب سے بہتر تھا جو اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور کشتیوں پر چڑھتے ہیں (۶) اور جو نعلین پہنتے اور جو قرآن مجید کے مثانی اور مئین کو پڑھتے ہیں (۷) اور سب نیکی کی وصف ان میں موجود تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ قریش جہاں کہیں ہوں اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ تو ان سب سے حسب اور نسب میں بہتر ہے (۹) جس وقت کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آیا تو گویا تو نے رات کو چودھویں کے چاند کو دیکھا جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے (۱۰) ہم ان کی شہادت سے پہلے بہت اچھے تھے۔ گویا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میں پاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے عامل

وکان علی البصرۃ عبد اللہ بن عباس وعلی الیمن عبید اللہ بن عباس وعلی الطائف ومکۃ وما اتصل بذلک قثم بن عباس وعلی مصر محمد بن ابی بکر وعلی المدینۃ ابو ایوب الانصاری وقیل سہل بن حنیف وعلی خراسان خلید بن قرۃ الیربوعی (اخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ) بصرہ پر جناب امیر علیہ السلام کا عامل عبد اللہ بن عباس تھے۔ اور یمن پر عبید اللہ بن عباس اور طائف اور مکہ اور مضافات مکہ پر قثم بن عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر اور مدینہ پر ابو ایوب انصاری یا سہل بن حنیف اور خراسان پر خلید بن قرۃ الیربوعی تھے۔

جناب امیرؑ کا ممالک غیر پر فوج بھیجنا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام ابتداء عہد خلافت سے خانہ جنگیوں میں پھنسے رہے تاہم آپ نے اشاعت اسلام میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا۔ علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں یہ تحریر فرماتے ہیں توجہ الحرث بن مرۃ العبدی الی بلاد السند غازیا ومتطوعا بامر امیر المومنین علی فغنم واصاب مغنما وسبیا کثیرا وقسم فی یوم واحد الف رأس وبقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان ھو ومن معہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کے حکم اور اطاعت کی وجہ سے حرث بن مرۃ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کرکے بہت غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کرلیا۔ اور ایک روز میں ایک ہزار لونڈی اور غلام تقسیم کیئے اور ایک مدت تک مصروف غزا رہا۔ یہاں تک کہ ارض قیقان میں وہ اور اُن کے سب ساتھی شہید ہوگئے۔

جناب امیرؑ کا عمالقہ کو قتل کرنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبۃ خطبہا فی حجۃ الوداع لاقتلن العمالقۃ فقال جبرئیل علیہ السلام او علی بن ابی طالب اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا کہ عنقریب عمالقہ کو قتل کروں گا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا علیؑ ابن ابی طالب قتل کریں گے۔

جناب امیرؑ کی بی بیاں۔

واتفق الرواۃ منہن سبعۃ واختلفوا فی اثنین فاما السبعۃ اللاتی لم یختلفوا فیہن فالاولی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام ولم یتزوج علی علیہا حتی ماتت وذہب قوم من العلماء الی انہ کان حراما علی ختان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوجا علی بناتہ واما الثانیۃ ام البنین بنت حرام بن خالد۔ واما الثالثۃ اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ وکانت تحت جعفر بن ابی طالب فاستشہد جعفر تزوجہا ابوبکر الصدیق ولما توفی ابوبکر تزوجہا علی ولہا من کلہم اولاد کعبد اللہ ومحمد وعون ابناء جعفر ومحمد بن ابی بکر ویحیی وعون ابنی علی واما الرابعۃ امامۃ بنت ابی العاص بن الربیع العبشمیۃ وکان ابو العاص بن الربیع العبشمی ابن اخت خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا واما امہا امامۃ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکبر بناتہ وافضلہن بعد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا السلام وماتت فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج علی امامۃ بعد موت فاطمۃ بوصیتہا وتزوجہا بعد موت علی المغیرۃ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب وکان امیر المومنین اوصاہ بذلک لانہ خاف ان یخطبہا معاویۃ وماتت امامۃ عند المغیرۃ سنۃ خمسین واما الخامسۃ المحیاۃ بنت امرء القیس بن عدی الکلابیۃ واما السادسۃ ام سعید بنت عروۃ بن مسعود الثقفیۃ واما السابعۃ لیلی بنت مسعود بن خالد التمیمیۃ و اما

الثنتان اختلفوا فیہما ہل کانتا مملوکتین من السبایا المرتدین۔ ام اعتقہما وتزوجہما فاحدہما خولۃ بنت جعفر بن قیس الحنیفۃ والاخری ام حبیب الصہباء بنت ربیعۃ التغلبیۃ دنزل الابواد جناب امیر علیہ السلام کی بیبیوں کی نسبت سات پر تو راویوں کا اتفاق ہے اور دو کی نسبت اختلاف ہے۔ جن سات پر علماء کا اتفاق ہے اُن سے اوّل جناب سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا بنت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جناب امیرؑ نے اُن کے ہوتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا جب تک کہ ان کا انتقال نہیں ہوگیا۔ علماء میں سے ایک فریق کا یہ مذہب ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے سامنے حضرت کے دامادوں پر دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام تھا۔ دوسری بی بی جناب امیر علیہ السلام کی ام البنین بنت حزام بن خالد تھیں۔ تیسری بی بی اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں ان کا نکاح پہلے جعفر طیار بن ابی طالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بھائی سے ہوا تھا۔ جب وہ شہید ہوگئے تو ان کا نکاح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیرؑ کے نکاح میں آ گئیں اور ان کو تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی عبداللہ اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور یحیٰ اور عون جناب امیرؑ سے۔ چوتھی بی بی امامہ بنت ابی العاص بن الربیع العبشمیہ تھیں۔ ابوالعاص بی بی امامہ کے والد حضرت صدیقۃ الکبریٰ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھی اور بی بی امامہ کی ماں زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے جناب سیدہ کے بعد افضل اور اعلیٰ تھیں اور زینب حضرتؐ کی حیات میں فوت ہوگئی تھیں۔ بی بی امامہ سے جناب امیرؑ نے حسب وصیت جناب سیدہ نکاح کیا تھا۔ حضرت امیرؑ کی شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ان کا نکاح ہوا جب امیرؑ نے خود اس کی نسبت ان کو وصیت کی تھی تاکہ معاویہؓ ان سے نکاح نہ کر لے اور بی بی امامہ مغیرہ کے پاس سنہ پچاس میں فوت ہوئیں۔ پانچویں بی بی مخبأۃ بنت امرء القیس الکلابیہ تھیں چھٹی بی بی ام سعید بنت عروہ بن مسعود الثقفیہ تھیں۔ ساتویں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد التمیمہ تھیں اور وہ بی بیاں کہ جن میں اختلاف ہے کہ آیا مملوکہ تھیں جو مرتدین کے قیدیوں میں تھیں یا کہ امیر علیہ السلام نے اُن کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کیا تھا۔ ایک اُن میں سے خولہ بنت جعفر بن قیس الحنیفہ تھیں۔ دوسری ام حبیب الصہبا بنت ربیعہ التغلبیہ تھیں۔

جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

واما اولاد امیر المومنین ففیہ اختلاف کثیر والحسن والحسین والمحسن مات صغیرا واختاہم زینب وام کلثوم امہم فاطمۃ علیہا السلام۔ ومحمد الاکبر المکنی بابی القاسم المشہور بابن الحنفیۃ امہ خولہ بنت جعفر ومحمد الاوسط امہ امامۃ بنت ابی العاص ومحمد الاصغر المکنی بابی بکر وقیل انہما اثنان وعبید اللہ امہما لیلیٰ بنت مسعود وعمرؓ واختہ رقیہ امہما ام حبیب بنت ربیعۃ وجعفر وعمرو العباس وعثمان وعبد اللہ امہم ام البنین الکلابیۃ ویحییٰ وعون امہما اسماء بنت عمیس ورملۃ المکناۃ بام الحسن وقیل ہما وزینب الصغریٰ وامامۃ ومیمونۃ وخدیجۃ ، وفاطمۃ وام ہانی وام الکرام وام سلمۃ اولاد شتّٰی والعقب من الذکور اولادہ ست فی الحسن والحسین ومحمد بن الحنفیۃ وعمر وعباس رضی اللہ عنہم

وقد اخرجہ سنہم کثیر الطیب نزل الابرار جناب امیرؑ کی اولاد کے بارے میں اختلاف ہے پس جناب حسنین
اور محسن جس کا نہایت صغر سنی میں انتقال ہو گیا اور ان کی دو بہنیں زینب اور ام کلثوم جناب سیدہ سے تولد
ہوئے اور محمد اکبر جن کی کنیت ابو القاسم اور ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں انکی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں اور محمد اوسط
ان کی والدہ امامہ بنت ابو العاص تھیں اور محمد اصغر جن کی کنیت ابوبکر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کے دو صاحبزادے
اس نام کے تھے اور عبید اللہ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود تھیں، اور عمر اور ان کی بہن رقیہ کی والدہ ام حبیب بنت ربیعہ تھیں
اور جعفر اور عمر اور عثمان اور عبد اللہ ان کی والدہ ام بنین کلابیہ تھیں، دیکھی اور عون کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں
اور رملہ جن کی کنیت ام الحسن ہے اور بعض راویوں کے نزدیک اس نام کی جناب امیرؑ کی دو بیٹیاں تھیں۔ اور
زینب صغریٰ اور امامہ اور میمونہ اور خدیجہ اور فاطمہ اور ام ہانی اور ام الکرام اور ام سلمہ متفرق جناب امیرؑ کی
اولاد تھی۔ اور نرینہ اولاد سے جناب امیرؑ کی نسل مبارک جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام اور محمد بن الحنفیہ
اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم سے چلی ہے اور خدائے پاک نے ان سے بہت سے طیب اور طاہر پیدا کئے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کی کرامات

روی ابن شہر اشوب فی کتابہ ان علیا لما قدم الکوفۃ وفد علیہ طوائف من الناس وکان فیہم فتی فصار
من شیعتہ یقاتل من بین یدیہ فی مواقفہ فخطب امرأۃ من قوم عرب استوطنوا الکوفۃ فاجابوہ فصلی علی یوما
صلوۃ الصبح قال لبعض من عندہ اذہب الی محلۃ کذا تجد مسجدا الی جانبہ بیت تسمع فیہ اصوات رجل و
امرأۃ یتشاجران باصوات مرتفعۃ فاحضرہما الی فمضی وعاد معہما فقال لہما فیم تتشاجران اللیلۃ فقال الفتی
یا امیر المومنین ان ہذہ المرأۃ خطبتہا وتزوجتہا فلما خلوت بہا وجدت فی نفسی منہا النفرۃ منعتنی
ان المّ بہا ولو استطعت اخراجہا [illegible] قبل النہار فنقمت علی ذلک ونحن فی التشاجر الی ان جاء امرک
فحضرنا بین یدیک فقال علی لمن حضرہ رب حدیث لا یؤثر من یخاطب بہ ان یسمع غیرہ فقام من کان حاضرا
ولم یبق عندہ علی غیر الفتی والمرأۃ فقال لہا ہل تعرفین من ہذا الفتی فقالت لا فقال اما انا اخبرتک بحالۃ
تعلمینہا فلا تنکریہا قالت لا یا امیر المومنین قال الست فلانۃ بنت فلان قالت بلی قال الیس کان لک
ابن عم وکل احد منکم راغب فی صاحبہ قالت بلی قال الیس ابوک منعک منہ ومنعہ عنک ولم یزوجہ
بک واخرجہ من جوارک لذلک قالت بلی قال خرجت لیلا لقضاء الحاجۃ فاغتالک ووطئک فحملت و
کتمت امرک من ابیک واعلمت امک فلما جاء الوضع اخرجتک لیلا فوضعت ولدا فلففتہ فی خرقۃ والقیتہ من
خارج الجدران حیث قضاء الحوائج فجاء کلب فشمہ فخشیت ان یاکلہ فرمیتہ بحجر فوقعت فی راسہ فشجہ
فعدت انت وامک فشددت راسہ بخرقۃ من جانب مرطہا ثم ترکتماہ ومضیتما ولم تعلما حالہ فسکتت
[illegible] بحق فقالت واللہ یا امیر المومنین ان ہذا الامر ما علمہ منی غیر امی فقال قد اطلعنی اللہ علیہ فاصبح
بنو فلان فربی فیہم الی ان کبر فقدم معہم الکوفۃ وخطبک وہو ابنک ثم قال للفتی اکشف عن راسک فکشف
راسہ فوجد اثر الشجۃ فیہ فقال ہذا ابنک قد عصمہ اللہ مما حرمہ علیہ فخذی ولدک والفتی فی ذمتکما

بینکہا (مطالب السئول) ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ کوفہ تشریف لائے تو ان کے ساتھ بہت سے لوگوں نے آکر کوفہ میں بود و باش اختیار کی۔ ان میں سے ایک جوان امیرؑ کے شیعوں میں داخل ہو گیا۔ اور جناب امیر کے ساتھ لڑائیوں میں حاضر رہا۔ اس نے کوفہ میں وطن اختیار کرنے والے عرب لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے کیا۔ ایک روز جناب امیرؑ صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمانے لگے۔ تو فلاں محلہ میں جا۔ وہاں ایک مسجد ہے۔ اس کے قریب ایک مکان ہے۔ اس میں تجھے ایک عورت اور مرد کے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی۔ تو ان دونوں کو میرے پاس لے آ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب امیرؑ کی خدمت میں لے آیا حضرتؑ نے ان سے پوچھا۔ رات بھر تم کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس جوان نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب خلوت کا وقت ہوا مجھے اس سے نفرت ہو گئی کہ میں صحبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں اسی وقت مانگ صبح کے پہلے اس کو گھر سے نکال دیتا میں اسی وجہ خاص سے میں بگڑ گیا ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا خادم ہمارے پاس پہنچا اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب امیرؑ نے حاضرین سے فرمایا۔ اکثر ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں یہ کلام سن کر اس مرد اور عورت کے سوا سب اٹھ کر چلے گئے۔ جناب امیرؑ نے اس عورت سے فرمایا۔ آیا تجھے علم ہے۔ کہ یہ جوان کون ہے۔ اس نے عرض کیا۔ میں نہیں جانتی۔ فرمایا۔ اگر ہم تجھے تیری کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دیں تو تو انکار مت کریو۔ اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ تب آپ نے ارشاد کیا۔ کیا تو فلانی اور فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی۔ ہاں ! میں انہی کی ہوں پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تیرا چچیرا بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی۔ اس نے عرض کیا بجا ہے پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیرے پڑوس سے اس کو نکال دیا تھا۔ عورت نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ پھر تو ایک رات کو قضاء حاجت کیلئے گھر سے باہر نکلی اور اس نے تجھ سے وطی کی اور تو اس سے حاملہ ہو گئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپایا۔ اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہو گئی وضع حمل کے وقت رات کو وہ تجھے لے کر گھر سے نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تو نے کپڑے میں لپیٹ کر دیوار پر سے پھینک دیا۔ ایک کتا آیا اسے سونگھنے لگا۔ تجھے خوف پیدا ہوا کہ کتا اسے کھا نہ جائے اس لئے تو نے اس کتے کو پتھر کھینچ مارا وہ پتھر اس لڑکے کے سر پر لگ گیا اور اس کا سر زخمی ہو گیا۔ تو نے اور تیری ماں نے لوٹ کر اس کے سر کے بال چھٹنے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا۔ اور دونوں گھر کو چلی آئیں۔ پھر تم کو اس کا حال معلوم نہیں ہوا۔ وہ عورت یہ سن کر خاموش رہ گئی جناب امیرؑ نے فرمایا۔ سچ بول۔ وہ عرض کرنے لگی۔ یا امیر المومنین! سچ ہے میری ماں کے سوا کوئی خبردار نہیں۔ تب آپ نے فرمایا مجھے خدا نے اس سے مطلع فرمایا ہے۔ پھر فلاں قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ اور ان کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ لے وہ تیرا بیٹا یہی ہے۔ پھر جوان سے ارشاد کیا۔ اپنے سر کو کھول دے۔ اس نے سر کھول دیا اور زخم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ تیرا بیٹا ہے خدا نے اس امر سے جو اس پر حرام کیا تھا۔ اس کو بچا لیا ہے۔ اپنے بیٹے کو لے اور لوٹ جا۔ تم دونوں کا نکاح نہیں ہے۔

(۲) وعنہ ما رواہ الحسن بن رکذان الفارسی قال کنت مع امیر المومنین و انشکا الیہ الناس امر الفرات

وانہ قد زاد الماء منہ فنحن نخاف ان تہلک مزارعنا فنحب ان تسال اللہ ان ینقصہ فقام ودخل بیتہ والناس مجتمعون ینتظرون فخرج وقد لبس جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمامتہ وبرداءہ وفی یدہ قضیبہ ودعا بفرسہ فرکبہ ومشی الناس معہ وناس معہم رجالۃ حتی وقف علی الفرات فنزل عن فرسہ وصلی رکعتین خفیفتین ثم قام واخذ القضیب بیدہ ومشی علی الجسر فلیس معہ غیر ولدیہ الحسن والحسین وانا فاہوی الی الماء بالقضیب فنقصت الفرات ذراعا فقال ایکفیکم فقالوا لا یا امیر المومنین وادنی یا قضیب واہوی بہ فی الماء فنقصت الفرات ذراعا اخر وہکذا الی ان نقصت ثلثۃ اذرع فقالوا حسبنا یا امیر المومنین فعاد ورکب فرسہ ورجع الی منزلہ (مطالب السئول) اور آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جس کو حسن بن ذکوان الفارسی نے روایت کیا ہے کہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ لوگ فرات کی طغیانی کی شکایت لیکر آئے اور کہنے لگے کہ فرات کا پانی اس کثرت سے بڑھ گیا ہے کہ جس سے ہمارے کھیتوں کے تلف ہونے کا خوف ہے ہماری استدعا ہے کہ آپ جناب الہی میں دعا فرماویں کہ فرات کا پانی کم ہو جائے۔ جناب امیرؑ یہ سنکر گھر میں تشریف لے گئے تمام لوگ منتظر بیٹھے رہے۔ جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ اور عمامہ اور ردا پہنکر اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئے برآمد ہوئے اور سواری کا گھوڑا طلب کیا۔ تمام لوگ رکاب سعادت میں پیادہ چل رہے تھے۔ میں بھی پیادہ پا ہمراہ تھا جناب امیرؑ فرات پر پہونچ کر ٹھہر گئے اور گھوڑے سے اترے اور چھوٹی چھوٹی دو رکعتیں نماز کی پڑھیں۔ پھر اٹھ کر اور عصا ہاتھ میں لے کر پل کی طرف تشریف لے گئے جناب حسنینؑ کے سوا کوئی ہمراہ نہ تھا۔ عصا کے ساتھ پانی کی طرف اشارہ کیا۔ پانی بقدر ایک گز کے کم ہو گیا۔ لوگوں سے فرمایا کیا اس قدر پانی تم کو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا۔ ابھی زیادہ ہے۔ پھر دوبارہ اشارہ کیا۔ ایک گز اور بھی کم ہو گیا پھر لوگوں سے پوچھا کہ اب کافی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اب بھی زیادہ ہے پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا۔ پانی ایک گز اور بھی کم ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اب اس قدر کافی ہے۔ آپ وہاں سے گھر لوٹ آئے۔

(۳) ومنہا ما صح لہ فی قضیۃ مقتلہ وتلخیص ذلک انہ لما فرغ من قتل الخوارج عاد الی الکوفۃ فی شہر رمضان قام المسجد فصلی رکعتین ثم صعد فخطب خطبۃ حسناء ثم التفت الی ابنہ الحسن فقال یا ابا محمد کم مضی من شہرنا ہذا فقال ثلث عشرۃ یا امیر المومنین ثم التفت الی الحسین فقال یا ابا عبد اللہ کم بقی من شہرنا ہذا فقال سبع عشرۃ یا امیر المومنین فضرب بیدہ الی لحیتہ وہی یومئذ بیضاء فقال واللہ لیخضبنہا بدمہا اذ انبعث اشقاہا ثم قال ارید حیاتہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مراد ویروی المرادی فسمع ذلک ابن ملجم فوقع فی قلبہ من ذلک شیء فجاء حتی وقف بین یدیہ فقال اعیذک باللہ یا امیر المومنین ہذہ یمینی وشمالی بین یدیک فاقطعہما او فاقتلنی فقال وکیف اقتلک ولا ذنب لک الی ولو علم انک قاتلی لم اقتلک ولکن ہل کانت لک حاضنۃ یہودیۃ فقالت لک یوما من الایام یا اشقی من عاقر ناقۃ ثمود قال قد کان ذلک یا امیر المومنین فسکت علیہ السلام فلما کانت لیلۃ ثلث وعشرین قام لیخرج من بیتہ الی المسجد لصلوۃ الصبح وقال قلبی یشہد انی مقتول فی ہذا الشہر وفتح الباب فتعلق میزرہ فانشد اشدد حیازیمک للموت فان الموت لاقیک ولا تجزع من القتل اذا حل بوادیک وخرج فقتل (مطالب السئول) اور ایک کرامت جناب امیرؑ نے اپنی شہادت کے متعلق کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ خوارج

کے قتل سے فارغ ہو کر کوفہ میں تشریف لائے۔ رمضان کا مہینہ تھا مسجد میں نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اثنائے خطبہ میں جناب امام حسن سے استفسار کیا کہ یا ابا محمد! اس مہینے کے کتنے روز گذر چکے ہیں۔ امام حسن نے کہا کہ تیرہ روز۔ پھر جناب امام حسین سے پوچھا یا ابا عبداللہ! اس مہینہ کے کتنے روز باقی رہے ہیں۔ عرض کیا یا امیرالمومنین! سترہ روز۔ جناب امیرؑ نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا جو ان دنوں میں بالکل سفید ہو چکی تھی اور فرمایا۔ اللہ اکبر! خدا کی قسم ہے اس امت کا بدبخت اسکو خون سے رنگین کرے گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔ میں اس کی زندگی چاہتا ہوں جب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ میرا دوست مجھ سے غدر کرنے والا قبیلہ مراد سے ہے۔ ملعون ابن ملجم مرادی نے جب یہ کلام سنا اس کا دل کانپ اٹھا۔ اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا امیرالمومنین! میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں میرے دونوں ہاتھ آپکے سامنے موجود ہیں آپ ان کو کاٹ ڈالیں یا مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا کیا گناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں۔ اگر مجھے یہ علم بھی ہو۔ کہ تو میرا قاتل ہے تو بھی تجھے نہ ماروں لیکن ایک یہودن نے تجھے بغیر کے کہا تھا۔ اے شفیق کے باپ ثمود کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈال۔ ابن ملجم کہنے لگا۔ یا امیرالمومنین! یہ بات تو ضرور ہوئی ہے پھر جناب امیر علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ جب رمضان کی انیسویں تاریخ ہوئی آپ صبح کی نماز کے لئے اٹھے۔ اور گھر سے مسجد کو تشریف لے چلے۔ فرمایا۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینے میں شہید ہو جاؤں گا۔ جب دروازہ کھولا آپ کا تہ بند دروازہ سے اٹک گیا۔ آپ نے یہ شعر پڑھا۔ موت کے واسطے اپنے سینہ کو بچا۔ کیونکہ موت تجھ سے ملاقات کرے گی۔ قتل ہونے سے فریاد مت کر جبکہ تیرے سامنے آجائے۔ پس آپ گھر سے برآمد ہوئے اور شہید ہو گئے۔

(۴) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت لی فاطمہ لیلۃ دخل بی علی سمعت الارض تحدثہ وھو یحدثہا واصبحت فاخبرت والدی صلی اللہ علیہ وسلم فسجد سجدۃ طویلۃ ثم رفع راسہ وقال یا فاطمۃ ابشری بطیب النسل فان اللہ فضل بعلک علی سائر خلقہ وامر الارض ان تحدثہ باخبارھا وما یجری علی وجہہا من شرق الارض الی غربہا (مطالب السئول للعلامۃ ابن طلحۃ الشافعی)

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا۔ کہ جس رات جناب امیرؑ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے زمین کی آواز کو سنا کہ وہ اُن سے باتیں کر رہی تھی۔ اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے۔ میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ سے اس کا تذکرہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ۔ بیشک اللہ تعالٰے نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام اخبار سے اور جو کچھ کہ اس پر ہونے والا ہے مشرق سے مغرب تک اس کو کہہ سنائے۔

(۵) قال الشیخ ابو عبد اللہ الخطیب الخوارزمی حکی ان معاویۃ قال لجلسائہ انی اریکم علیا علی فانہ لا یقول بالباطل فدعا ثلثۃ رجال من ثقاتہ وقال لہم امضوا حتی تصیروا علی بطن الکوفۃ ثم تواطئوا علی ان تنعونی بالکوفۃ ولکن حدیثکم واحدا فی ذکر العلۃ والیوم والوقت وموضع القبر ومن تولی الصلوۃ علیہ وغیر ذلک حتی لا تختلفوا فی شیٔ ثم لیدخل الثانی فلیخبر بمثلہ

ثم بعد خل الثالث فلیخبر بمثل خبر صاحبیہ وانظروا مایقول علی فخرجو کما امرھم معاویۃ ثم دخل احدھم وھو راکب فقال لہ الناس بالکوفۃ من این جئت قال من الشام قالو لہ ما الخبر قال مات معاویۃ فاتو علیا فقالو رجل راکب من الشام یخبر بموت معاویۃ فلم یحفل علی بذالک ثم دخل اخر من الغد فقال لہ الناس ما الخبر فقال مات معاویۃ وخبر بمثل خبر صاحبہ فاتو علیا فقالوا رجل راکب اخر یخبر عن موت معاویۃ بمثل ما اخبر صاحبہ ولم یختلف کلامھما فامسک علی ثم دخل الاخر فی الیوم الثالث فقال الناس ما الخبر قال مات معاویۃ فسالوہ عما شاھد فلم یخالف قول صاحبیہ فاتو علیا فقالوا یا امیر المومنین قد صح الخبر ھذا راکب ثالث قد خبر بمثل خبر صاحبیہ فلما کثروا علیہ قال امیر المومنین کلا وتخضب ھذہ من ھذہ یعنی لحیتہ من ھامتہ ویتلاعب بھا ابن اکلۃ الاکباد (اولا کلۃ الاکباد) فرجع الخبر بذالک الی معاویۃ (لطف التدابیر) شیخ ابو عبداللہ الخطیب الخوارزمی المعروف باخطب الخطبا خوارزم شاہی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے اپنے چند ہمنشینوں سے بیان کیا۔ کہ تمہیں علی کے علم کا امتحان لے کر دکھاتا ہوں۔ کہ وہ کبھی باطل حرف زبان پر نہیں لاتے۔ اپنے تین معتبر آدمیوں کو بلا کر کہا تم کوفہ میں جا کر میرے مرنے کی خبر اڑا دو۔ جب کوفہ ایک منزل پر رہ جائے۔ تو تم ایک دوسرے کے عقب میں داخل ہونا۔ اور میری مرگ کی خبر منتشر کرنا۔ چاہیے کہ میری بیماری اور مرنے کے وقت اور قبر کی جگہ اور نماز پڑھنے والے کی نسبت تمہارے بیان میں اختلاف نہ ہو۔ تم میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں داخل ہو کر میرے مرنے کی بات بیان کرے۔ اس کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اس کی تصدیق کرے۔ اور پھر دیکھو کہ علی کیا فرماتے ہیں۔ تینوں معاویہ کے حکم سے کوفہ کو چلے۔ جب کوفہ ایک منزل رہ گیا ان تینوں میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں پہنچا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہاں سے آیا ہے۔ کہنے لگا شام سے۔ لوگوں نے کہا۔ وہاں کی کچھ خبر بیان کر۔ وہ بولا معاویہؓ مر گیا ہے۔ لوگ اس کو جناب امیرؑ کے پاس لے آئے۔ اور عرض کیا۔ شام سے ایک سوار آیا ہے اور معاویہؓ کے مرنے کا حال بیان کرتا ہے جناب امیرؑ نے اس کے قول سے جنبش تک نہ کی۔ دوسرے روز دوسرا سوار داخل کوفہ ہوا۔ اس نے بھی وہی خبر بیان کی جو اس کے پہلے رفیق نے بیان کی تھی۔ اس کو بھی لوگ جناب امیرؑ کے حضور میں لے گئے اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ یہ دوسرا سوار آیا ہے اور معاویہؓ کا مرنا بیان کرتا ہے۔ جناب امیر ساکت رہے اور کچھ نہ فرمایا۔ پھر تیسرے روز تیسرا سوار داخل ہو کر وہی خبر بیان کرنے لگا۔ اور لوگ اس کو بھی جناب امیرؑ کے پاس لے گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر المومنینؑ اب یہ خبر بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ تیسرا سوار بھی ان دونوں کی تصدیق کرتا ہے جب لوگوں نے ہجوم کیا جناب امیرؑ نے فرمایا ہرگز معاویہ نہیں مرا کیونکہ یہ میری ریش میرے سر کے خون سے رنگین ہوگی اور وہ جگر کھانے والی (یا جگر چبانے والی) یعنی ہندہ جگر خوار جس نے کہ جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر [...] کا بیٹا اس سے بازی کرے گا۔ یہ خبر سن کر وہ معاویہ کے پاس واپس ہوگئے۔

عن زید بن ارقم قال ان علی بن ابی طالب انشد الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام [...]

اس کی شہادت بیان کی۔ انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے۔ لیکن اس کی گواہی دینے سے ساکت ہے
جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا۔ اے انس تم کو کس بات نے اس شہادت کے بیان کرنے سے بند کیا تھا۔
باوجودیکہ جو کچھ ان لوگوں نے سنا تھا۔ انس اپنی کبرسنی اور نسیان کا عذر کرنے لگے۔ جناب امیرؑ نے
فرمایا۔ اے میرے پروردگار۔ اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگا دے
کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتے ہیں۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے
برص کے داغ کو ان کی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۹) حکی ان علیا اتھم رجلا یقال لہ الغرار برفع اخبارہ الی معاویۃ وانکر ذالک وجحدہ فقال لہ
امیر المومنین اتحلف باللہ انک ما فعلت قال فحلف فقال علی ان کنت کاذبا فاعمی اللہ
بصرک فما دارت الجمعۃ حتی عمی (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے غرار نامی
ایک شخص پر جرم لگایا۔ کہ وہ معاویہ کو ان کی خبریں پہونچاتا تھا۔ اس نے انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا
تو قسم کھا سکتا ہے۔ اس نے قسم کھا کر بھی انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے
تو خدا تیری بینائی کو دور کرے گا۔ اس پر ایک جمعہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) عن علی بن زاذان ان علیا حدث حدیثا فکذبہ رجل فقال علی ادعوا علیک ان کنت
صادقا قال نعم فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذھب بصرہ (اخرجہ احمد فی المناقب و
الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی الدلائل) علی بن زاذان سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
ایک بات بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے اس کی تکذیب کی جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر تو سچا ہے تو
میں تجھ پر دعا کروں وہ کہنے لگا۔ بہتر ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے دعا کی۔ ابھی وہ وہاں سے لوٹا بھی
نہ تھا۔ کہ اندھا ہو گیا۔

(۱۱) لما توجہ علی الی صفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتمسوہ یمینا و شمالا فلم یجدوہ فعدل
بھم امیر المومنین عن الجادۃ قلیلا فلاح لھم دیر فی البریۃ فسار وا الیہ یسالون من فیہ عن الماء
فقال بینکم و بین الماء فرسخان فسیروا الی حیث اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال
امیر المومنین اسمعوا ما یقول الراھب فقالوا یا امیر المومنین نسیر الی حیث ادعی الینا لعلنا
ندرک الماء لیس بنا قوۃ فقال علی لا حاجۃ بکم الی ذالک ولوی عنق بغلتہ نحو القبلۃ و
اشار الی مکان یقرب الدیر فقال اکشفوہ فکشفوہ فظھرت لھم صخرۃ عظیمۃ فقالوا
یا امیر المومنین ھھنا صخرۃ لا یعمل فیھا فقال ھذہ الصخرۃ علی الماء فاجتھدوا فی
قلعھا فما زالت عن موضعھا فاجتمع القوم وجھدوا فی تحریکھا فلم یجدوا الی ذالک سبیلا
فاستصعبت علیھم فلما رای ذالک لوی رجلہ عن سرجہ ثم حسر عن ساعدہ و وضع
اصابعہ تحت جانب الصخرۃ فحرکھا بیدہ و وضعھا حیث کانت والراھب
ینظر من فوق دیرہ فنادی یا قوم انزلونی فوقف بین یدی امیر المومنین فقال یا ھذا انت

بدریا ستة من جانب الایمن وستة من جانبہ الایسر فشہدوا قال زید بن ارقم وکنت فیمن سمع ذلک فکتمتہ فذہب اللہ ببصری وکان یندم علی ما فاتہ من الشہادۃ ویستغفر (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جناب امیرؑ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا۔ کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور بیان کرے بارہ بدری صحابی جن میں سے چھ منبر کے بائیں جانب سے اور چھ داہنے جانب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کی گواہی بیان کی۔ زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا پس میں نے اس کو پوشیدہ رکھا۔ اس لئے خدا نے مجھے اندھا کر دیا۔ زید بن ارقم اس گواہی کے نہ دینے پر نادم رہے اور توبہ کرتے رہے۔

(۷) عن ابن عمیر ان امیر المومنین قال علی المنبر انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثت نبی الرحمۃ ونکحت سیدۃ اہل الجنۃ وانا سید الوصیین واخر اوصیاء النبیین لا یدعی ذالک غیری الا اصابہ سوء فقال رجل من عبس لا یحسن ان یقول ہذا انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبرح من مکانہ حتی تخبطہ الشیطان فجر برجلہ الی باب المسجد فسالنا قومہ ہل یعرفون بہ عرضا قبل ہذا قالوا اللہم لا (اخرجہ ابن مردویہ) طلحہ بن عمیر سے منقول ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر فرمانے لگے۔ میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے۔ میں نے سیدۃ النساء اہل الجنۃ سے نکاح کیا ہے۔ میں تمام وصیوں کا سردار ہوں۔ میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخری وصی ہوں میرے سوا کوئی اس کا دعوی نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا۔ تو خدا تعالے اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے گا۔ یہ سن کر قوم عبس کا ایک آدمی کہنے لگا۔ کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ ابھی اسے یہ بات کہتے ہوئے دیر نہیں گذری تھی۔ کہ شیطان نے اسے دیوانہ بنا دیا۔ اور لوگوں نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر مسجد کے دروازے سے باہر گھسیٹا۔ ہم نے اس کی قوم سے پوچھا۔ کبھی پیشتر بھی اس کو یہ عارضہ ہوا تھا۔ وہ خدا کی قسم کھا کر کہنے لگے۔ ہرگز نہیں۔

(۸) عن طلحة بن عمیر انہ انشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشہد اثنا عشر رجلا من الانصار وانس بن مالک فی القوم لم یشہد فقال لہ امیر المومنین یا انس ما یمنعک ان تشہد وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المومنین کبرت ونسیت فقال امیر المومنین اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوضح لا تواریہ العمامۃ قال طلحة بن عمیر فاشہد باللہ لقد رایتہ بیضاء بین عینیہ (اخرجہ ابن مردویہ) طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں سے قسم دے کر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو سنا تھا۔ انصار کے بارہ آدمیوں نے

نبی مرسل قال لا فملک مقرب قال لا قال فمن انت قال انا وصی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قال ابسط یدک اسلم علے یدک فبسط امیر المومنین والراھب اسلم علے یدہ (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جب صفین کو تشریف لے چلے راستہ میں جناب امیرؑ کے لشکر کے پاس پانی نہ رہا۔ دائیں بائیں ڈھونڈا کہیں پانی کا پتہ نہ ملا۔ جناب امیرؑ نے ایک پگ ڈنڈی دکھا کر فرمایا۔ اس طرف چلو۔ تھوڑی دور جاکر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا لوگوں نے اس کے پاس جاکر اس کے پادری سے پانی کی بابت پوچھا اس نے جواب دیا کہ پانی یہاں سے دو فرسنگ پر ہے جس طرف میں تمہیں بتاتا ہوں اس طرف چلے جاؤ۔ امید ہے کہ تم کو پانی مل جائے گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا۔ وہ ہم کو دو فرسنگ پر پانی کا پتہ دیتا ہے۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کی ہم میں طاقت باقی نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس طرف جانے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں۔ قبلہ کی طرف گھوڑے کا منہ پھیر کر اس دیر کے قریب اشارہ کیا۔ اور فرمایا۔ یہاں سے کھودو۔ لوگ کھودنے لگے۔ ایک بھاری چٹان نظر آئی۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اس، چٹان میں اب کام نہیں ہو سکتا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ چٹان پانی کے منہ پر ہے لوگ اس کے اکھاڑنے میں کوشش کرنے لگے۔ اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ تمام لشکر نے متفق ہو کر زور مارا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی جب لشکر کے لوگ اس کے اکھاڑنے سے عاجز آ گئے۔ جناب امیر علیہ السلام اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنی آستینوں کو الٹا اور اس چٹان کے نیچے انگلیاں لگا کر اس کو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا۔ اس کے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ لوگ دوڑ کر اس کا پانی پینے لگے۔ ان کو تمام سفر میں ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی اور کہیں نہیں ملا تھا۔ راہب اپنے دیر سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو آوازیں دے کر کہنے لگا۔ مجھے نیچے اتارو جب اس کو چھت سے نیچے اتارا جناب امیر المومنینؑ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ کیا آپ نبی مرسل ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر کہنے لگا۔ کیا آپ مقرب فرشتہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا نہیں۔ وہ عرض کرنے لگا۔ پس آپ کون ہیں فرمایا میں خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ تمام نبیوں کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں۔ راہب نے کہا۔ آپ ہاتھ بڑھائیں۔ کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ اور اسلام لاؤں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ اور راہب آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوا۔

(۱۲) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قال لی علے یا براء یقتل ابنی الحسین وانت حی ولا تنصرہ فلما قتل الحسین قال البراء صدق علے قتل الحسین ولم انصرہ واظھر الحسرۃ

(مطالب السئول) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا۔ اے براء افسوس افسوس ہے۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل ہوگا۔ اور تو زندہ ہوگا۔ اور اس کی مدد نہیں کرے گا۔ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ تو براء بن عازب کہنے لگے۔ جناب امیرؑ نے سچ فرمایا تھا۔ کہ حسینؑ شہید ہو گئے اور میں نے ان کی مدد نہ کی۔ تمام عمر براء

بن عازب اظہار حسرت و ندامت کرتے تھے ؀

(۱۲) عن عبد اللہ قال اتیناہ مع علی فمررنا بموضع قبر الحسین فقال علی ھھنا مناخ رکابھم وھھنا موضع رحالھم و ھھنا مھراق دمائھم فتیۃ من آل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقتلون ھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض (ریاض النضرۃ) عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کے رکاب سعادت میں اُس جگہ پر جہاں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا مرقد مطہر واقع ہے۔ گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہاں اُن کے اونٹ بیٹھیں گے اور یہاں اسباب اُن کا ہوگا۔ یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے نوجوانوں کا خون بہیگا۔ ان پر آسمان و زمین روئیں گے ؀

(۱۳) قیل ان الحجاج قال ذات یوم احب ان نصیب رجلا من اصحاب ابی تراب فاتقرب الی اللہ بدمہ فقیل لہ ما نعلم احدا اطول صحبۃ لابی تراب من قنبر مولاہ فطلبہ فقال انت قنبر قال نعم قال مولی علی بن ابی طالب قال اللہ مولای و امیرالمومنین علی ولی نعمتی قال ابرأ من دینہ قال فاذا برئت من دینہ تدلنی علی دین افضل منہ قال انی قاتلک فاختر ای قتلۃ احب الیک قال صیرت ذلک الیک قال لم قال لا تقتلنی قتلۃ الا قتلتک مثلھا ولقد اخبرنی امیر المومنین ان منیتی تکون ذبحا ظلما بغیر حق فامر بہ فذبح (کفایۃ الطالب) کہتے ہیں کہ ایک روز حجاج کہنے لگا۔ میری آرزو ہے کہ اگر کوئی جناب امیر علیہ السلام کا دوست مل جائے تو میں اس کے قتل کرنے سے خدا کا قرب حاصل کروں لوگوں نے کہا کہ جناب امیرؑ کی خدمت میں قنبر سے زیادہ کوئی ہر وقت کا رہنے والا اب نظر نہیں آتا۔ اُس نے قنبر کو بلوایا۔ جب قنبر آیا کہنے لگا تو جناب امیرؑ کا غلام ہے اور تیرا ہی نام قنبر ہے قنبر نے جواب دیا خدا میرا مولیٰ ہے اور امیر المومنین میرے ولی نعمت تھے۔ حجاج نے کہا تو اُن کے طریق پر تبرا کہہ۔ قنبر نے کہا تو مجھے اُن کے طریق سے کوئی بہتر طریق دکھائیے کہ میں ایسا کروں۔ حجاج نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تو جس طرح سے قتل ہونا پسند کرتا ہو بیان کر قنبر نے کہا یہ امر میں تیرے سپرد کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ کیوں۔ قنبر نے کہا کہ سوائے جس موت سے تو مجھے مارنا چاہتا ہے اُسی موت سے تجھے مار ڈالوں گا کیونکہ جناب امیرؑ نے مجھے فرمایا ہے تیری موت نہیں ہوگی مگر بلاوجہ تو روی ظلم ذبح کئے جانے سے حجاج نے ان کو ذبح کر ڈالا ؀

(۱۴) قیل ان الحجاج طلب کمیل بن زیاد فھرب منہ فقطع عطاء قومہ فلما رأی ذلک قال انا شیخ کبیر قد نفد عمری ولا ینبغی ان احرم قومی عطیاتھم فخرج الی الحجاج فقال قد کنت احب ان اجد علیک سبیلا فقال لہ کمیل لا تصرف انیابک فما بقی من عمری الا القلیل فاقض ما انت قاض فان الموعد للہ وبعد القتل حساب ولقد اخبرنی امیرالمومنین علی انک قاتلی فضرب عنقہ (کفایۃ المطالب) کہتے ہیں حجاج نے کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو بلا بھیجا وہ خوف سے بھاگ گئے حجاج نے ان کی قوم کی تنخواہ بند کر دی جب کمیل کو معلوم ہوا کہ میری قوم کی تنخواہ بند ہوگئی کہنے لگے کہ

میں بوڑھا ہوں اور میری عمر گذر چکی ہے مجھ کو نہیں چاہیے کہ اپنی قوم کی تنخواہ بند کراؤں اور جیتا رہوں حجاج کے پاس خود چلے گئے۔ حجاج نے کہا میں تمہارے ملنے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ کمیل نے اس سے کہا تو اپنے دانتوں کو مجھ سے مت بنا میری عمر اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ جو تیرا دل چاہے سو کر کل کے وعدہ کا دن ہے اور قتل کے بعد ضرور حساب ہوگا۔ مجھ کو امیر المومنین علیہ السلام نے پیشتر کہہ دیا تھا کہ تو میرا قاتل ہے۔ یہ سُن کر حجاج نے اُن کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارے گئے ۔

(۵) **عن** جندب بن عبد اللہ الازدی قال شہدت مع علی الجمل والصفین ولا اشک فی قتالہم حتی نزلنا النہروان فدخلنی شک وقلت قراؤنا واخیارنا نقتلہم ان ہذا الامر عظیم فخرجت غدوۃ امشی ومعی اداوۃ حتی برزت عن الصفوف فرکزت رمحی ووضعت ترسی واستترت من الشمس فانی لجالس اذ ورد امیر المومنین فقال یا اخا الازد امعک طہور قلت نعم فناولتہ الاداوۃ فمضی حتی لم اراہ واقبل وقد تطہر فجلس فی ظل الترس فاذا فارس یسال عنہ فقلت ہذا یا امیر المومنین فارس یریدک قال فاشر الیہ فجاء فقال یا امیر المومنین قد عبر القوم وقد قطعوا النہر فقال کلا ما عبروا اذا جاء آخر فقال یا امیر المومنین قد عبر القوم فقال ما عبروا فقال واللہ ما جئت حتی رأیت الرایات فی ذلک الجانب قال واللہ ما فعلوا وانہ لمصرعہم ومہراق دمائہم ثم نہض ونہضت معہ فقلت فی نفسی الحمد للہ الذی بصرنی ہذا الرجل وعرفنی امرہ ہذا احد رجلین اما کذاب جری او علی بینۃ من امرہ وعہدت فی نفسی العہد انی اعطیتک عہدا تسالنی عنہ یوم القیامۃ ان انا وجدت القوم قد عبروا ان اکون اول من یقاتلہ واول من یطعن بالرمح فی عینیہ وان کانوا لم یعبروا لم اقم علی المناجزۃ والقتال فدفعنا الی الصفوف فوجدنا الرایات والاثقال بحالہا فاخذ بقفائی ودفعنی وقال یا اخا الازد اتبین لک الامر قلت اجل یا امیر المومنین (مطالب السئول)

جندب بن عبد اللہ الازدی سے منقول ہے کہ میں جمل اور صفین میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا مجھے اُن لڑائیوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہوا جب ہم نہروان پر جا اُترے میرے دل میں شُبہ پیدا ہوگیا۔ کہ ایسے نیک بندوں قرآن کے تالیوں کو مارنا پڑے گا۔ یہ بات تو بڑی بھاری معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے روز میں ٹہلتا ہُوا صفوں سے دور نکل گیا۔ وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے اپنے نیزہ کو گاڑ دیا اور آفتاب کی تمازت سے اپنی ڈھال کا سایہ کرکے بیٹھ گیا۔ ناگاہ جناب امیر علیہ السلام بھی وہاں تشریف لے آئے اور مجھے فرمایا اے بھائی ازد کیا تیرے پاس کوئی لوٹا ہے میں نے لوٹا ان کو دیدیا وہ لوٹا لے کر میری نظروں سے غائب ہوگئے اور طہارت کرکے چلے آئے اور ڈھال کی آڑ کرکے اُس کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک سوار کو

پوچھتا ہوا آنکلا۔ میں نے جاکر عرض کیا یا امیرالمومنین یہ سوار آپ کو پوچھتا ہے آپ نے اُسے اشارے سے اپنے نزدیک بُلایا۔ وہ کہنے لگا یا امیرالمومنین نہروانی دریا کے اس پار چلے گئے ہیں۔ جناب امیرؑ فرمانے لگے۔ وہ ہرگز اُس پار نہیں گئے۔ اتنے میں دوسرا سوار آکر کہنے لگا وہ لوگ دریا سے پار ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ پار نہیں ہوئے وہ سوار کہنے لگا۔ بخدا میں نے جب تک دیکھ نہیں لیا کہ علم دریا سے پار ہو گئے ہیں تب تک میں وہاں سے نہیں لوٹا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا واللہ وہ دریا سے پار نہیں ہوئے دریا کا یہی کنارہ اُن کے لوٹ پوٹ ہونے کی جگہ ہے اسی جگہ اُن کا خون بہے گا یہ بات فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے میں نے اپنے جی میں کہا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس شخص کے امر کو دکھا دیا ہے یا تو یہ جھوٹ بولتا ہے یا اُس کے پاس کوئی دلیل موجود ہے۔ میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ اے پروردگار میں عہد کرتا ہوں اور قیامت کے دن تو مجھ کو اس سے باز پرس کریو۔ اگر میں نے نہروانیوں کو دیکھا کہ دریا سے پار اتر گئے ہیں تو سب سے پہلے اپنے نیزہ کے ساتھ میں اس شخص کے یعنی جناب امیرؑ سے جنگ کروں گا۔ اور اگر نہ گذرے ہونگے تو میں ان کی طرف سے لڑنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اتنے میں جناب امیر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب دریا کے قریب پہونچے تو اُن کے علم دریا سے گذرے ہوئے نہ پائے۔ اور وہیں اُن کا سامان موجود پایا۔ جہاں کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اتنے میں جناب امیرؑ نے پیچھے سے میری گردن پکڑ کر کہا اے اخا الازد اب تجھے اصل حقیقت معلوم ہوگئی میں نے عرض کیا بے شک یا امیرالمومنین ؏

(۱۴) **عن** جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ وعلے آبائہ السلام قال عرض لعلی رجلان فی خصومۃ فجلس فی اصل جدار فقال رجل یا امیرالمومنین الجدار یقع فقال له امض کفی باللہ حارسا فاقضی بین الرجلین فاذا قام سقط الجدار اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل والسیوطی فی تاریخ الخلفاء) جناب امام جعفر صادق علیہ وعلے آبائہ السلام اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ التحیۃ والثنا سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا آپ ایک دیوار کے نیچے تصفیہ کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا۔ یا امیرالمومنین یہ دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے۔ آپ اُن کا تصفیہ کرکے اُٹھے اور وہ دیوار گر گئی ؏

(۱۵) **عن** الحارث قال کنت مع علی بصفین فرایت بعیرا من اھل الشام جاء وعلیہ راکبہ وثقلہ فالقی ما علیہ وجعل یتخلل الصفوف حتی انتہی الی علی فوضع راسہ بین راس علی ومنکبہ وجعل یحرک بجرانہ فقال علی انھا العلامۃ بینی وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ریاض النضرۃ) حارث روایت کرتے ہیں۔ کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین میں موجود تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ شامیوں کا ایک اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو پھینک کر صفیں چیرتا ہوا چلا آیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام

پاس آکر ٹھیر گیا۔ اور اپنا منہ جناب امیرؑ کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا۔ گویا کہ اُن سے کچھ خبر بیان کر رہا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک علامت ہے میرے لیے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ؛

(۱۸) ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو علیا فاتیت بیتہ فنادیتہ فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی عد الیہ ادعہ فانہ فی البیت قال فعدت انادیہ فسمعت صوت رحاء تطحن فشارفت فاذا الرحا تطحن ولیس معھا احد فنادیتہ فخرج الی منشرحا فقلت لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ینظر الی ثم قال یا ابا ذر ما شانک فقلت یا رسول اللہ عجیب من العجب رایت رحی تطحن فی بیت علی ولیس معھا احد یدیرھا فقال یا ابا ذر ان اللہ ملئکۃ سیاحین فی الارض وقد وکلوا بمعونۃ ال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرجہ الملائی فی سیرتہ ۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے مجھے علی علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا میں نے اُن کے گھر میں آواز دیا مجکو کچھ جواب نہ ملا۔ میں لوٹ کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور چلا آیا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا تم پھر جاؤ علی گھر ہی میں ہیں۔ میں نے پھر آکر آواز دی اور چکی کے چلنے کی آواز سنی میں نے جھانک کر دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے۔ کوئی اس کو چلا نہیں رہا۔ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بلایا وہ ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے۔ میں نے اُن سے کہا آپ کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ وہ میرے ساتھ تشریف لائے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگا حضرتؐ بھی مجھ کو بار بار دیکھتے رہے۔ پھر حضرتؐ نے مجھ سے ارشاد کیا اے اباذر تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب امر دیکھا ہے۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں خود بخود چکی چلتی تھی۔ اس کو کوئی چلاتا نہیں تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اباذر خدا کے فرشتے سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اور وہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کیلئے مامور ہیں ؛

جناب امیرؑ کے لیے آفتاب کا واپس آنا

(۱) عن اسماء بنت عمیس و ام سلمۃ وجابر بن عبد اللہ الانصاری وابی سعید الخدری والحسین بن علی رضی اللہ عنہم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم فی منزلہ وعلی بین یدیہ اذا جاء جبرئیل یناجیہ عن اللہ عزوجل فلما تغشی

الوحی تو سد فخذ علی و لم یرفع حتی غابت الشمس فصلی العصر جالسا ایماء فلما افاق قال علی فاتتک العصر قال صلیتها قاعدا ایماء فقال ادع اللہ یرد علیک الشمس حتی تصلیها قائما فی وقتها فانہ یجیبک لطاعتک اللہ و لرسولہ فسال اللہ فی ردہا فردت علیہ حتی صارت فی موضعہا من السماء وقت العصر فصلاہا ثم غربت واللہ لقد سمعنا لہا عند غروبہا کصریر المنشار اخرجہ الدولابی و ابن شاہین و ابن منذہ و ابن مردویہ) اسماء بنت عمیس اور ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن عبداللہ الانصاری اور ابو سعید خدری اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ کہ ایک روز حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ میں تشریف فرما تھے اور جناب امیر علیہ السلام آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں جبریل علیہ السلام خدا کی طرف سے کچھ راز بیان کرنے کے لیے تشریف لائے۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بیہوش ہوگئے۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے زانو پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور آفتاب کے غروب ہونے تک آپ بیہوش رہے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب افاقہ ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہوگئی ہے عرض کیا میں نے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کی ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو خدا تعالےٰ تمہارے لئے آفتاب کو لوٹا دے تا کہ تم کھڑے ہو کر نماز کو وقت پر ادا کرو۔ جناب امیر علیہ السلام نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یہاں تک کہ آسمان پر عصر کے وقت کی جگہ قائم ہوگیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو وقت پر ادا کیا۔ پھر آفتاب غروب ہوگیا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتی ہیں۔ خدا کی قسم ہے ہم نے اس کے غروب ہونے کے وقت آرہ کے چلنے کی سی آواز سنی ؁

تنبیہ

قال سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ اخرجہ الطحاوی فی مشکلات الحدیث و ابن شاہین و ابن منذہ کلہم عن اسماء بنت عمیس و ابن مردویہ عنہا و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ و راسہ فی حجر علی و ہو لم یصل العصر حتی غابت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان فی طاعتک و طاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت فرایتہا غربت ثم رایتہا طلعت بعد ما غربت و وقعت علی الجبل و ذلک فی الصہباء فی خیبر وہذا الحدیث ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات و قال فی سندہ ضعفاء

وقد سبقہ احمد وقال لا اصل لھذا الحدیث وتبعھما العماد بن الکثیر والذھبی وغیرھما واجیب بان مجروحین فی سندہ لانہ وثقھم بعض العلماء وبان الحدیث مصرح بتصحیحہ جماعۃ من الائمۃ الحفاظ کالطحاوی والقاضی عیاض وغیرھما وقال الطحاوی ھذا الحدیث ثابت رواتہ ثقات وحکی عن احمد بن صالح المصری انہ کان یقول لا یجوز لاھل العلم التخلف عن حدیث اسماء لانہ من علامات النبوۃ واعترض ایضا ابن الجوزی علے ھذا بما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس لم تحبس الا لیوشع بن نون لیال سار الی بیت المقدس وقیل فی جوابہ انما نفی صلی اللہ علیہ وسلم وتوقیفھا والحدیث فیہ الطلوع بعد الغیب فلا تضاد بینھما وبہ اجاب الطحاوی الحافظ بن حجر جواب اٰخر وھو ان الحصر محمول علے ما مضی للانبیاء قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لم تحبس الا لیوشع بن نون ولیس فیہ نفی حبسھا بعد ذلک لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقال علامہ یوسف سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمۃ والجواب ان قول جدی ھذا حدیث موضوع بلا شک دعوی من غیر دلیل طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات الحدیث میں ابن شاہین اور ابن مندہ دونوں صاحبوں نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اور ابن مردویہ نے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ وحی نازل ہوئی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنا سر اقدس جناب امیر علیہ السلام کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ حضرت پیغمبر خدا صلے علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا یا علی تم نے نماز پڑھی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ نہیں پڑھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں مصروف تھا۔ اس لئے آفتاب کو لوٹا دے۔ اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ اور غروب ہونے کے بعد پھر پہاڑ پر کھڑا ہوگیا اور یہ امر صہباء خیبر میں واقع ہوا ٭

اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں لکھ کر کہا ہے کہ اس کی سند میں راوی ضعیف ہیں۔ اور اس سے پہلے امام احمد نے بھی لکھا ہے۔ کہ اس حدیث کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ عماد بن کثیر اور ذہبی وغیرہما نے بھی انہیں کی پیروی کی ہے ٭

میں جواب دیتا ہوں کہ جن راویوں کو آپ مجروح قرار دیتے ہیں انہیں کو بعض علما نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت مثل طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ نے اس حدیث کی صحت کے ساتھ تصریح کی ہے۔ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس کی

تمام راوی ثقہ ہیں احمد بن صالح مصری سے نقل ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس اسماء والی حدیث کے برخلاف ہونا اہل علم کو جائز نہیں کیونکہ یہ نبوت کا معجزہ ہے ابن جوزی نے یہ بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب سوا یوشع بن نون کے اور کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حدیث کے معارض ہے ؛

اس کے جواب میں علمائے حدیث نے کہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے روکے جانے کی نفی فرمائی ہے نہ آفتاب کے دوبارہ طلوع ہونے کی اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہونے کا ذکر ہے۔ نہ آفتاب کے رہنے کا۔ اس لئے دونوں حدیثیں ایک دوسری کی متضاد نہیں چنانچہ طحاوی نے بھی یہی جواب دیا ہے ؛

حافظ ابن حجر نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ یوشع بن نون والی حدیث میں زمانہ گذشتہ کا حصر ہے کہ انبیاء سلف میں بجز یوشع بن نون کے اور کسی نبی کے لئے آفتاب غروب ہونے سے پہلے نہیں روکا گیا ہے۔ نہ یہ امر کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی نہیں روکا جائیگا ؛

علامہ یوسف سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں اپنے جد علامہ ابن جوزی کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ میرے دادا کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بیشک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کے لئے کوئی دلیل نہیں ؛

جب سے حضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن لگایا پھر جناب امیرؑ کی آنکھیں نہیں درد کیں

عن علی قال مارمدت منذ تفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عینی (اخرجہ احمد وابو یعلی والو الخیر) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اُس وقت سے میری آنکھیں نہیں دکھیں ؛

حضرتؐ نے جب سے دعا کی تب سے جناب امیرؑ بیمار نہیں ہوئے

عن علی قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا فارفعنی وانکان بلاء فصبرنی فنفل صلی اللہ علیہ وسلم

کیف قلت فاعاد علیہ ماقال فضربہ برجلہ وقال اللھم عافہ واشفہ قال فما شکیت وجعی بعد ذلک (اخرجہ الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں کہہ رہا تھا۔ اے پروردگار اگر میری اجل قریب آگئی ہے تو مجھے آسایش دے اور اگر میرے مرنے میں ابھی تاخیر ہے تو اس مرض سے شفا دے اگر امتحان ہے تو مجھے صبر عطا کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا تو یہ کیا کر رہا ہے۔ میں نے اس کا اعادہ کیا آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھکرا کر فرمایا اے پروردگار اسکو شفا دے۔ جناب امیرؑ روایت کرتے ہیں کہ میں اُس کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوا ؁

جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن جناب امیرؑ کے پاؤں کو لگایا پھر اُن کے پاؤں نہیں دکھے

عن ابی رافع رضی اللہ عنہ قال خلف النبی صلے اللہ علیہ وسلم علیا فی الھجرۃ فامرہ ان یوری امانات وامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یلحقہ بالمدینۃ فخرج فی طلبہ یمشی اللیل ویکمن النہار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قدومہ قال ادعوالی علیا قیل یا رسول اللہ لا یقدر ان یمشی فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآہ مابقدمیہ من الورم وکانتا تقطران دما فتفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیہ ومسح بھما رجلیہ ودعالہ بالعافیۃ فلم تشتکیھما حتی استشھد (اسد الغابہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرماتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام کو امانات وغیرہ ادا کرنے کے لئے مکہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور ارشاد کیا کہ بعد میں ہم سے مدینہ میں آملے جناب امیر علیہ السلام تعمیل ارشاد کرکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے مدینہ کو چلے۔ رات کو چلا کرتے تھے اور دن ہوتے ہوئے چھپ رہا کرتے تھے۔ جب مدینہ میں پہنچے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہونچنے کی خبر سنی لوگوں کو حکم دیا علیؑ کو میرے پاس بلا لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ چل نہیں سکتے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بدولت ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان کے پاؤں میں ورم اور خون ٹپکتا ہوا دیکھکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب مبارک کو ہاتھوں پر ملا۔ اور ان کے پاؤں پر مسح کیا اور اُن کے لئے عافیت کی دُعا مانگی۔ اُن کے پاؤں بالکل اچھے ہوگئے۔ پھر اُن کے شہید ہونے تک کبھی نہ دُکھے ؁

جناب امیر علیہ السلام کا گرمی اور سردی کی ایذا سے محفوظ ہونا!

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال کان علی یخرج فی الشتاء فی ازار ورداء خفیفین وفی الصیف فی القباء المحشو والثوب الثقیل فقال للناس لو قلت لابیک فانہ یسمر معہ فسالت ابی فقلت ان الناس قد رأوا من امیر المومنین شیئا استنکروہ قال وما ذاک قلت یخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو والثوب الثقیل ولا یبالی ذلک ویخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین ولا یبالی ذلک فھل سمعت من ذلک شیئا فقد امرونی ان اسالک ان تسالہ اذا سمرت عندہ فقال یا امیر المومنین ان الناس قد تفقدوا منک شیئا قال وما ھو قال تخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو والثوب الثقیل وتخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین وفی الملائتین ولا تبالی ذلک ولا تتقی بردا قال اوما کنت معنا یا ابا لیلی بخیبر فقال بلی واللہ کنت معک قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر بالناس فانہزم حتی رجع الیہ وبعث عمر فانہزم بالناس حتی انتہی الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ لہ لیس بفرار فارسل الی فاتیتہ وانا ارمد لا ابصر شیئا فتفل فی عینی وقال اللہم اذھب عنہ الحر والبرد فما اذانی بعدہ حر ولا برد اخرجہ احمد والبزار و ابن جریر وصححہ باختلاف یسیر

عبدالرحمن بن ابی لیلی نقل کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جاڑے کے دنوں میں صرف تہبند اور چادر ہلکی پھلکی پہن کر نکلا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں روئی کی بھرتی کے کپڑے اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اپنے والد سے کہے کیونکہ وہ جناب امیر علیہ السلام کو باتیں بیان کرتے ہیں وہ ان سے پوچھیں بیٹے اپنے والد سے کہا اکثر لوگوں نے جناب امیر علیہ السلام سے ایک ایسی بات دیکھی ہے۔ جو ان کی نگاہ میں ان کو اچھی نہیں لگتی وہ کہنے لگے ۔ وہ کیا بات ہے ۔ میں نے کہا۔ جناب امیر علیہ السلام سخت گرمی کے دنوں میں بھرتی کے موٹے کپڑے پہن کر نکلتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور سخت سردی کے دنوں میں نہایت ہلکے کپڑے پہنتے ہیں اور کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور سردی سے نہیں ڈرتے لوگوں نے مجھ سے کہا ہے ۔ کہ آپ داستان بیان کرتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام سے اس کا سبب پوچھیں ۔ پس وہ جب کہ امیر علیہ السلام کو باتیں سنانے لگے تو عرض کیا یا امیر المومنین لوگ آپ کی ایک بات کی تہ کو نہیں پہونچے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا ہے ۔ میرے والد نے کہا آپ موسم گرما میں موٹے اور بھاری کپڑے پہنتے ہیں ۔ اور سردی میں ہلکے پھلکے دو کپڑوں میں نکلتے ہیں اور سردی کی پرواہ نہیں کرتے فرمانے

لگے اے ابا لیلے کیا خیبر میں تو ہمارے ساتھ نہیں تھا میرا باپ کہنے لگا آپ کے ساتھ ہی موجود تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم دے کر خیبر کے فتح کرنے کے لئے بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس ہو آئے پھر جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بھی ہزیمت کھا کر لوٹ آئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ البتہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا۔ میں حضرت ؐ کی خدمت میں ایسے حال میں پہونچا کہ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں قریب تھا کہ مجھے کچھ نہ سوجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور دعا فرمائی۔ کہ اے میرے پروردگار اس سے گرمی اور سردی کی ایذا ہٹا رکھیو۔ اس کے بعد مجھے گرمی اور سردی نے نہیں ستایا ؏

جناب امیر علیہ السلام کی دس خصوصیتیں

عن عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس اذ اتاه تسعة رهط فقالوا اما ان تقوم معنا واما ان تخلون بهؤلاء وهو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء فهو ینفض ثوبه ویقول اف وتف یقعون فی الرجل له عشر وقعوا فی رجل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابعثن رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله لا یخزیه الله ابدا فاستشرف لها من استشرف فقال این علی قیل هو فی الرحی یطحن قال وما کان احدکم لیطحن من قبله فدعاه وهو ارمد ما کاد ان یبصر فنفث فی عینیه ثم هز الرایة ثلثا فدفعها الیه فجاء بصفیة بنت حیی وبعث ابا بکر بسورة التوبة وبعث علیا خلفه فاخذها منه وقال لا یذهب بها الا رجل من اهل بیتی هو منی وانا منه ودعا رسول الله صلی الله علیه وسلم الحسن والحسین وعلیا وفاطمة فمد علیهم ثوبا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وخاصتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا وکان اول من اسلم من الناس بعد خدیجة ولبس ثوب النبی صلی الله علیه وسلم وهم یحسبون انه نبی الله فجاء ابوبکر فقال یا نبی الله فقال علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قد ذهب نحو بئر میمون فاتبعه فدخل معه الغار وکان المشرکون یرمون علیا حتی اصبح وخرج بالناس فی غزوة تبوک فقال علی اخرج معک فقال لا فبکی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انک لست بنبی ثم قال انت ولیی فی کل مومن من بعدی قال وسد ابواب المسجد غیر باب علی قال وکان یدخل

السجن وھو جنب وھو طریقہ لیس لہ طریق غیرہ وقال من کنت ولیہ فعلی ولیہ (اخرجہ احمد والنسائی وجریر الطبری وابویعلی والحاکم والخوارزمی وابن عساکر وابن ابی یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب ومحب الطبری فی الریاض النضرہ والسیوطی فی الجمع الجوامع) یحییٰ بن عوف اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو آدمی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو اور چاہو تو ان لوگوں سے خلوت میں بات کرو اُن دنوں ابن عباس تندرست تھے۔ ان کی آنکھیں نہیں گئی تھیں۔ انہوں نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اس کے اُن کے ساتھ جاکر کچھ علیحدہ باتیں کیں میں نہیں جانتا۔ کہ ان لوگوں نے کیا کہا۔ جب ابن عباس پھر کے آئے تو بیٹھے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور اُف اور تف اُن لوگوں پر کرتے ہیں۔ اور کہنے لگے یہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے دس باتیں دی ہیں اور ایسے شخص کو بُرا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں فرمایا ہے۔ کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا۔ کہ جو اللہ کو اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے واللہ اس کو رسوا نہیں کرے گا۔ پس لوگوں نے اُس کی طرف یعنے علم کی طرف جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا وہ چکی پیس رہے ہیں۔ اور کوئی شخص اُن سے پیشتر چکی نہیں پیستا تھا۔ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوایا اور اُن کی آنکھوں میں آشوب تھا۔ کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں لگایا۔ اور تین مرتبہ علم کو جنبش دے کر حضرت علیؓ کو دے دیا۔ پس انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ اور صفیہ بنت حی بن اخطب کو لے آئے۔ اور ایک مرتبہ حضرت صلعم نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا اور بعد اس کے علی کو اُن کے پیچھے روانہ فرمایا۔ پس انہوں نے وہ سورت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے لی۔ اور حضرت نے فرمایا۔ اس سورت کو کوئی نہیں لے جاسکتا سوا اس شخص کے جو میرے اہل بیت میں سے ہو اور وہ میرا ہو اور میں اُس کا ہوں۔ اور ایک مرتبہ حضرتؐ نے حسنینؓ اور علیؓ اور فاطمہؓ کو بلا کر اُن کے اوپر کپڑا اوڑھا دیا۔ اور فرمایا بار خدایا یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں۔ اور اُن سے نجاست دور کر اور ان کو پاک کر جو حق پاک کرنے کا ہے۔ اور حضرت علیؓ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے اول اسلام لائے ہیں اور ہجرت کی حضرتؐ کے کپڑے پہن کر آپ کے بچھونے پر سو رہے اور کفار یہ جانتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں بعد ازاں جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرتؐ کو پکارا جناب امیرؑ نے جواب دیا نبی اللہ بیر میمون کی طرف گئے ہیں تم بھی آپ کے پیچھے چلے جاؤ پس وہ

حضرتؐ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے اور مشرکین حضرت علیؑ کو صبح تک پتھر مارا کئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں لشکر لے کے چلے حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ میں بھی رکاب سعادت میں چلوں آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت علی رونے لگے حضرتؐ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ میری طرف تم ایسے مرتبہ پر رہو کہ جس مرتبہ پر ہارون موسیٰؑ کی طرف سے تھے فقط اتنا فرق ہے کہ تم نبی نہیں ہو پھر فرمایا پھر فرمایا تم سب مومنین میں میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور حضرت صلعم کے حکم سے علیؑ کے دروازہ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کئے گئے اور علی بحالت جنب مسجد میں داخل ہوتے تھے وہی ان کا راستہ تھا اس کے سوا انکا دوسرا راستہ نہیں تھا اور فرمایا حضرتؐ نے جس کا کہ میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے ؛

جناب امیر علیہ السلام کے سب سے تین ایسی خصوصیتیں تھیں جو حضرتؐ میں نہیں تھیں

عن ابی الحمراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اوتیت ثلثا لم یؤتهن احد ولا انا اوتیت صهرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت زوجة صدیقة مثل ابنتی ولم اوت مثلها زوجة واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلهما ولکنکم منی وانا منکم (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة والدیلمی فی فردوس الاخبار والامام علی الرضا فی مسنده) ابو الحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ تجھے تین ایسی باتیں دی گئی ہیں۔ کہ کسی ایک کو نہیں دی گئیں۔ مجھے بھی نہیں دی گئیں۔ تجھے مجھ سا خسر دیا گیا ہے۔ اور مجھے مجھ سا خسر نہیں دیا گیا تجھے میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی ہے۔ اور مجھے ویسی زوجہ نہیں ملی۔ اور حسن اور حسین جیسے بیٹے تیری پشت سے تجھے دیئے گئے ہیں کہ میری پشت سے مجھے ویسے نہیں دیئے گئے۔ لیکن تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں ؛

جناب امیر علیہ السلام کی چار خصوصیتیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیره هو اول عربی وعجمی صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو الذی کان لواؤه معه فی کل زحف وهو الذی صبر معه یوم فر عنه غیره وهو الذی غسله وادخله فی قبره (اخرجه احمد وال[illegible]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی چار خصلتیں ایسی ہیں، کہ کسی کی نہیں ہیں وہ سب عربی و عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور وہ وہ ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام جہادوں میں حضرت کا علم انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ اُس روز کہ حضرتؐ کے پاس سے سب لوگ بھاگ گئے۔ اور وہ حضرتؐ کے ساتھ صبر کیے ہوئے احد کے مقام میں ڈٹے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قبر میں اتارا ۔

جناب امیر علیہ السلام کی پانچ خصوصیتیں

عن ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدۃ فھو تکائی بین یدی اللہ عزوجل حتی افرغ من الحساب۔ واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہٖ آدم من ولدہٖ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی واما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عزوجل۔ واما الخامسۃ فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں۔ کہ میرے نزدیک دنیا وما فیہا سے بہت محبوب ہیں۔ اول کہ قیامت کے روز وہ میرا تکیہ ہوگا۔ جب تک کہ میں حساب سے فارغ ہو جاؤں۔ دویم لواء الحمد اس کے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اُس کے علم کے نیچے ہوں گے۔ سوم وہ میرے حوض کے اوپر کھڑا ہوگا جس کو میری اُمت سے پہچانے گا۔ اُس کو پلائے گا۔ چہارم میرے مرنے کے بعد میرا پردہ دار ہوگا اور مجھے میرے پروردگار کے سپرد کرے گا۔ پنجم مجھے اُس کی نسبت خوف نہیں ہے کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کا مرتکب ہو اور ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ سے ایسے ستر عہد کرنے جو کسی سے نہیں کئے

عن ابن عباس قال کنا نتحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عھد الی علی سبعین عھدا لم یعھد الی غیرہٖ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے ستر عہد لیے کئے ہیں جو اُن کے سوا دوسرے سے نہیں کئے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں جو کسی میں نہیں تھیں

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمانی عشر منقبۃ ما کانت لاحد من ھذہ الامۃ (اخرجہ الطبرانی و ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں۔ جو اس امت میں کسی ایک کی نہیں ہیں ؏

ختم شد

ہر قسم کی کتابیں

ہر قسم کی ادبی تاریخی مذہبی

اُردو و عربی و فارسی کُتب

کیلئے ہم کو لکھیئے

ادارہ علوم آل محمدؐ بی ۱۲ اشاد باغ لاہور